كُلَّمَا لَمْ يَخْرُجْ مِنْ هٰذَا الْبَيْتِ فَهُوَ بَاطِلٌ

جو کچھ بھی اس (اہلبیت کے) گھر سے نہ نکلے وہ باطل ہے (امام محمد باقرؑ)

(بصائر الدرجات: ۱۰/۹/۱۷۸۷)

احکامِ دین

بزبانِ چہاردہ معصومین علیہم السلام

(مع ضمیمہ در تحقیق شہادت ثالثہ)

معتبر شیعہ کتب سے تقریباً ۳ ہزار احادیث کا مجموعہ

مؤلف

آصف علی رضا ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

تراب پبلیکیشنز لاہور

دکان نمبر 9 گراؤنڈ فلور الحمد مارکیٹ 38 غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور ـ 0345-8512972

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

یااللہ

یامحمدؐ یاعلیؑ

پی ڈی ایف سازی

منجانب

منظر ایلیاء Shia Books PDF

MANZAR AELIYA HYDERABAD INDIA

احکامِ دین بزبانِ چہاردہ معصومینؑ

(مع ضمیمہ در تحقیق شہادتِ ثالثہ)

مؤلف

آصف علی رضا

ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

تُراب پبلیکیشنز لاہور

دکان نمبر 9، گراؤنڈ فلور الوہاب مارکیٹ 38-غزنی سٹریٹ، اُردو بازار لاہور

فون: 0345-8512972
0323-8512972
0306-9755612

نوٹ: التماس سورہ فاتحہ برائے بانی ادارہ تراب پبلی کیشنز شہید ولایت علامہ ناصر عباس ملتان

نام کتاب	:	احکامِ دین بہ زبانِ چہاردہ معصومینؑ
		(مع ضمیمہ در تحقیق شہادتِ ثالثہ)
مؤلف	:	آصف علی رضا (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)
تشکر	:	سیّد وقار حسین نقوی (ایڈووکیٹ سپریم کورٹ)
		سیّد حسن رضا (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)
		سیّد عکرمہ شاہ (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)
اشاعت	:	اپریل 2019ء
ہدیہ	:	-/750 روپے

ملنے کا پتہ

تُراب پبلیکیشنز لاہور

دکان نمبر 9، گراؤنڈ فلور الوہاب مارکیٹ 38- غزنی سٹریٹ، اُردو بازار لاہور

فون: 0306-9755612 , 0323-8512972 , 0345-8512972

email: molai512@gmail.com , facebook.com/turabpublishers

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احکامِ دین بزبانِ چہاردہ معصومینؑ

ترتیب

احکامِ دین بہ زبانِ چہاردہ معصومینؑ

حدیث قدسی:

حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرینؑ کی سند سے رسولؐ خدا سے نقل کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے یہ بات حضرت جبریلؑ سے سنی، حضرت جبریلؑ نے حضرت میکائیلؑ سے سنی، حضرت میکائیلؑ نے حضرت اسرافیلؑ سے سنی، اس نے اللہ تعالیٰ سے سنی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے میں نے اپنی قدرت سے مخلوق کو پیدا کیا اور میں نے ان میں سے اپنے انبیاء کا انتخاب کیا اور پھر بزمِ انبیاء میں سے محمدؐ کو اپنا حبیب اور خلیل اور صفی منتخب کیا اور اسے اپنی مخلوق کی طرف رسول بنا کر روانہ کیا۔ میں نے اپنے حبیبؐ کے لیے علیؑ کا انتخاب کیا اور میں نے اسے اپنے حبیب کا بھائی، وصی اور وزیر بنایا اور ان کا خلیفہ نامزد کیا۔ چنانچہ محمدؐ اور علیؑ آسمان وزمین کی مخلوقات پر میری حجت ہیں میں محمدؐ کی نبوت اور علیؑ کی ولایت کے اقرار کے بغیر کسی کا کوئی عمل قبول نہیں کروں گا۔"

حوالہ: (1) تفسیر نور الثقلین جلد دوم صفحہ 246 حدیث 487 مطبوعہ ادارہ منہاج الصالحین لاہور

(2) عیون اخبار الرضاؑ جلد دوم صفحہ 117 مطبوعہ اکبر حسین جیوانی ٹرسٹ کراچی

(3) غایۃ المرام ہاشم بحرانی جلد دوم صفحہ 291 باب 23 حدیث 28

نذرانہ عقیدت

میں اپنی یہ حقیرانہ سی محنت

خاتمۃ المعصومینؑ، ولیٔ امورِ عالمین، خاتم آل آئمہ،

قائم آلِ محمد صلوٰۃ اللہ علیہ وعلی آئمہ الطاہرین کی خدمتِ اقدس میں

بطورنذرانہ عقیدت پیش کررہاہوں۔

پُرامید ہوں کہ معصوم علیہ السلام اپنی کریمانہ نظر سے نوازیں گےاور

شرفِ قبولیت بخشیں گے۔

بحقِ عصمتِ سیدہ عالم سلام اللہ علیہا۔

آصف علی رضا

ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

انتساب

میں یہ کتاب اپنے شفیق والدِ گرامی میاں غلام قاسم صاحب (مرحوم) کے مبارک نام کرتا ہوں جن کی تربیت سے میں اس قابل بن سکا۔ خدا ان کے درجات بلند فرمائے۔
مومنین کرام کی خدمت میں مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لیے تلاوت سورۃ الفاتحہ کی درخواست ہے۔

آصف علی رضا
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

اظہارِ تشکر

میں شکرگزار ہوں اپنے گھر کے تمام افراد کا نیز اپنے تمام احباب کا جنہوں نے اس کتاب کی تدوین اور اشاعت کے سلسلے میں بھرپور تعاون کیا۔ میں ان سب حضرات سے اپنی تہی دامنی کی معذرت چاہتا ہوں اور انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ان کی ہر قسم کی خدمت کا صلہ وہی معصوم ہستیاں دیں گی جن کی بندگی وخوشنودی کے لیے انہوں نے یہ خدمت کی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ ہستیاں محسنین کا اجران کی خواہشات وتوقعات سے بڑھ کر عطا کرتی ہیں۔

میں دعا گو ہوں کہ خداوندِ عالم ہمارے آخری والی و وارث قائم آل محمدؐ کے ظہور پُرنور میں تعجیل فرمائے۔

بحقِ محمدؐ واہل بیت محمدؐ۔

آصف علی رضا

ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

تقریظ از قلم سید اظہر علی کاظمی

السلام علیکم ,تحفہ یا علیؑ مدد!

شیعت کی تاریخ دیکھی جائے تو یہ اتنی ہی پرانی ہے جتنی اسلام کی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی ظاہری حیات کے خاتمے کے بعد جس طرح دین کو تبدیل کیا گیا وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ خلفائے ثلاثہ کے دور میں اور خصوصا بنوامیہ کے دور میں جس طرح نبیؐ سے منسوب کر کے حدیثیں اور روایات تیار کرنے کی فیکٹریوں نے جنم لیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اصل اور نقل کی پہچان ہی ختم ہوگئی۔ اہل بیتؑ اور معصومینؑ نے دین کو اصل حالت میں پیش کیا مگر لوگوں نے ہٹ دھرمی کا ثبوت دیا اور اسے قبول نہ کیا اس کا ایک سبب حکومت کا مخالفانہ رویہ بھی تھا مثال کے طور پر امام جعفر صادق علیہ السلام کی فقہ کو فروغ ملتے دیکھ کر اس وقت کے حاکم نے آپؑ ہی کے ایک شاگرد نعمان بن ثابت یعنی ابوحنیفہ کو سرکاری سرپرستی میں آپؑ کے مقابلے میں لا کھڑا کیا اور اس مقصد کے لیے حکومتی پیسہ اور مشینری کا بے دریغ استعمال کیا اور اس نے قیاس کے بل بوتے پر دین میں ایسی فتنہ گریاں کیں کہ الحفیظ والامان۔

بہرحال یہاں میرا مقصد تاریخ کی سیاہ کاریاں بیان کرنا نہیں بلکہ صرف آپکی توجہ ان حالات کی طرف کرواتے ہوئے اس کتاب کی غرض وغایت پر روشنی ڈالنا ہے جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مگر اس سے پہلے اپنے بارے میں بھی تھوڑا سا بتانا چاہتا ہوں وہ یہ کہ میرا تعلق ایک عام سنی سید گھرانے سے تھا یعنی مذہبی تحقیق و گہرائی سے یکسر دور۔ جہاں اردگرد کی مسجدوں سے یہ آوازیں متواتر کانوں میں پڑتی ہوں کہ گہرائی میں جانا کفر ہے۔ لیکن جب انسان کا نصیب سنورنے لگے تو اللہ رب العزت اور محمدؐ و آل محمدؑ کی نصرت وحمایت سے ظلمت و جہالت کے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں اور انسان نور کی طرف سفر شروع کر دیتا ہے لہٰذا ۲۰۰۱ء میں مجھے یہ روشنی نصیب ہوئی اور میں نے باقاعدہ فقہ جعفریہ کی تعلیمات پر عمل شروع کر دیا۔ مگر مجھے اس وقت ایک بار پھر پریشانی لاحق ہوئی جب میں نے توضیحات المسائل کو پڑھا اس لیے کہ ان میں کسی مجتہد کی تقلید کو واجب قرار دیا گیا تھا۔ چونکہ میری آمدنی تھی اس لیے میں نے بھی ایک مجتہد کی تقلید کر لی لیکن دل مطمئن نہیں تھا اس لیے کہ مجتہدین کی توضیحات بذات خود مختلف تھیں اصولی اور فروعی مسائل میں بہت فرق تھا یہاں تک کہ بہت سے مسائل میں فتاویٰ جات معصومینؑ کے اقوال کے بالکل خلاف تھے۔ جو کہ میرے لیے اچنبے کی بات تھی کیوں کہ مجھے اس مذہب کی طرف جن چیزوں نے

راغب کیا تھا ان میں ایک یہ بھی تھی کہ معصومینؑ کے اقوال میں بالکل فرق نہیں ہے جو پہلے کا قول ہے وہی درمیان والے کا ہے وہی آخری کا ہے سو مجھے کچھ گڑبڑ محسوس ہوئی اور میں حقیقت کو ڈھونڈنے لگ گیا کیوں کہ میں پہلے بڑی مشکل سے ایک غیر معصوم کی تقلید سے جان چھڑوا کے آیا تھا اگر معصومینؑ کے دروازے پر آ کر بھی کسی غیر معصوم ہی کی پیروی کرنا تھی تو پھر میں پہلے بھی ٹھیک تھا۔ اس لیے میں نے تقلید ترک کر کے معصومینؑ کے فرامین کی طرف رجوع کیا اور میں بالکل مطمئن ہوتا گیا نیز یہ راز بھی کھل گیا کہ غیر معصوم کی تقلید کروانے کی اصل وجہ کیا ہے اور سارا زور اسی تقلید کو واجب قرار دینے پر کیوں لگایا جاتا ہے؟

جناب ابن قاسم سے کافی عرصہ سے دوستی اور مذہبی رشتہ استوار تھا جب میں نے اپنی بات کا ذکر ان سے کیا تو انہوں نے مجھے کہا کہ میں اسی حوالے سے ایک کتاب لکھ چکا ہوں جو ابھی پبلشنگ کے مراحل میں داخل نہیں ہوئی مجھے یہ سن کر بہت خوشی ہوئی اس لیے کہ میں ابن قاسم کی ایک کتاب کا پہلے مطالعہ کر چکا تھا۔ ان کی پہلی کتاب ''تیسری گواہی سے انکار کیوں؟'' ایسی لاجوب ہے کہ جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ سو انہوں نے مسودہ مجھے پڑھنے کے لیے دے دیا اور میری تجویز لینے کی بھی خواہش ظاہر کی۔ میں نے اس کتاب کو بغور پڑھنا شروع کر دیا اور جوں جوں پڑھتا گیا اس کتاب کی گہرائیوں میں گم ہوتا گیا۔ خدا ابن قاسم کی اس محنت کو قبول فرمائے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں کہ جن سے اس کتاب کی تعریف کروں۔ ایسی خوش اسلوبی سے فقہی مسائل بیان کیے گئے ہیں کہ پوری زندگی کتاب کو پڑھتے ہوئے بھی اکتاہٹ نہیں ہوگی تمام فقہی مسائل جو ایک انسان کو روزمرہ کی بنیاد پر پیش آتے ہیں اس میں جمع ہیں۔ فقہی مسائل کی کتابیں تو بہت ہیں مگر اس کا تو انداز ہی الگ ہے ہر مسئلہ معصومؑ کی زبان سے بیان کیا گیا ہے اور ہر مسئلہ کے ساتھ مستند کتب کا حوالہ بھی دیا گیا ہے جن سے انکار ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ہم بڑے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اپنے روزمرہ معمولات میں معصومینؑ کے فرامین پر عمل پیرا ہیں اور اگر ہم ان اقوال کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھال لیں اور معصومینؑ کی تقلید کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ اس دنیا میں ہم دوسروں کے لیے ایک مثالی نمونہ ہوں اور روزِ محشر معصومینؑ کے سامنے سرخرو ہوں اور ان کے لیے شرمندگی کا باعث نہ ہوں۔

میرے خیال میں شیعوں کا کوئی گھر اس کتاب سے خالی نہیں رہنا چاہیے کیوں کہ یہ کتاب بوڑھوں، نوجوانوں، بچوں اور عورتوں کے لیے یکساں مفید ہے جو لوگ بہت سی کتابیں نہ خرید سکیں وہ احکام دین بزبان معصومینؑ کو خرید لیں تمام کتب حدیث کی روح ہاتھ آ جائے گی۔

سید اظہر علی کاظمی ایڈووکیٹ

مقدمۂ مؤلف

اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان اللعین الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ ربّ العالمین والصلوٰۃ والسلام علی محمدٍ نِ المصطفٰی وَ آلہ الطیّبین

والطاھرین ولعنۃ اللہ دائماً علی جمیع اعدائھم اجمعین

امابعد: مومنین کرام! السلام علیکم وتحفۂ یا علیؑ مدد!

قارئین کرام! اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، جس کی لافانی تعلیمات ہر دور کے انسانوں کے لیے رہنما ہیں کیونکہ اسلام کی بنیاد کلامِ الٰہی اور تعلیمات محمدؐ و آل محمدؐ پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کائنات کا خالق، قدیر اور حکیم وعلیم ہے وہ اپنے بندوں کے تمام احوال سے آگاہی رکھتا ہے اس لیے اس کے احکام انسانی فطرت وسرشت کے عین مطابق ہیں اور محمدؐ و آل محمدؐ کی طاہر زبانوں سے نکلا ہوا ہر لفظ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے۔

تعلیماتِ اسلامی پر ہر دور کے انسان عمل کرتے اور کامرانی کی طرف منازل طے کرتے رہے اور جب مسلمانوں نے انفرادی واجتماعی زندگی میں ان آسمانی تعلیمات سے انحراف کیا تو وہ ذلت وخواری کی گہرائیوں میں جا گرے اس لیے ہر دور کی طرح دورِ حاضر کا بھی یہ تقاضا ہے کہ تمام مسلمان آپس میں متحد ہوں جب ہم متحد ہوں گے تو دنیا کی کوئی طاقت ہمیں ہلا نہ سکے گی لیکن مسلم دنیا متحد ہو تو کیسے؟ جبکہ ہم میں بے شمار اصولی وفروعی اختلافات موجود ہیں۔

خدا معلوم رسولؐ اللہ نے دین کو کہاں چھوڑا تھا اور ہم کہاں پہنچ گئے۔

ذرا غور سے سوچیے کہ دین مبین میں اتنے اختلافات کس نے پیدا کیے؟ کیا غربا ومساکین نے، اَن پڑھ لوگوں نے یا پھر...... نے؟

اگر سچے مومن کی حیثیت سے سوچا جائے تو یہ اختلافات پیدا ہی نہ ہوں۔ ارشاد رب العزت ہے......

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا كَثِیْرًا ﴿۸۲﴾

''یعنی انھوں نے قرآن میں غور نہیں کیا اگر یہ اللہ کے سوا کسی غیر کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت ہی اختلاف ہوتا''۔ (سورۃ نساء آیت 82)

پس مقصد یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم ہوتا ہے اس میں اختلاف نہیں ہوتا۔ اب حیران کن بات یہ ہے کہ پھر اتنے اختلافات کیوں ہیں اور وہ بھی اتنے شدید کہ ایک دوسرے پر کفر و شرک و نفاق کے فتوے جاری کیے جا رہے ہیں۔ تاریخ مسالک کا اگر مطالعہ کیا جائے تو واحد شیعہ مسلک ایسا نظر آتا ہے کہ جس کے پاس رسول اللہؐ تک پہنچنے کے لیے معصومینؑ کی سند موجود ہے ایک ایسی منفرد اور پاک و پاکیزہ سند کہ جس کو تعصب زدہ لوگ بھی اپنے لیے باعثِ نجات سمجھتے ہیں۔ ان معصومینؑ نے خدا کے دین کی ہر دور میں تبلیغ کے ساتھ ساتھ حفاظت بھی کی ہے۔ اسی حفاظتِ دین الٰہی کے بدلے میں ان معصوم ہستیوں کو جن مظالم کا سامنا کرنا پڑا ان پر تاریخ اسلام شرم سے سر جھک جاتی ہے۔ آج بھی کہ جس شب میں یہ مقدمہ لکھ رہا ہوں ایسی داستانِ ظلم رقم ہونے جا رہی ہے کہ جس سے کائنات کی ہر چیز ماتم کرے گی۔ ابھی کچھ گھنٹوں بعد اسنادِ معصومینؑ کی پہلی سند یعنی حضرت امام علی ابن ابی طالبؑ کو نماز میں زخمی کیا جائے گا اور قَدْ قُتِلَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ کی صدائیں بلند ہو جائیں گی۔ لیکن دینِ الٰہی کی حفاظت و تبلیغ میں فرق نہیں پڑے گا نیز اس ظلم و ستم کا سلسلہ حضرت امام حسن عسکریؑ تک برابر چلتا رہا لیکن دین الٰہی برابر پھلتا پھولتا رہا اور تا ابد انہی پاک ہستیوں کی وجہ سے پھلتا پھولتا رہے گا اس لیے کہ اس معصوم سند کے آخری راوی یعنی حضرت امام العصرؑ موجود ہیں۔ ہمارے پاس اتنی معصوم سند ہونے کے باوجود بھی اختلافات کا ہونا قابلِ مذمت ہے۔ ہمارے ہاں اختلافات کس وجہ سے ہیں کہیں ہم اس سند سے دور تو نہیں ہو گئے؟ کہیں ہم نے اس معصوم سند کے ساتھ غیر معصوم کو تو شامل نہیں کر لیا؟ یہ وہ سوالات ہیں جو ہر انسان کے لیے لمحۂ فکریہ ہیں۔

آج ہم اس دور میں آن پہنچے ہیں کہ ہر طرف نت نئی ایجادات کا دور دورہ ہے۔ سائنس کا علم عروج پر ہے انسان مریخ پر کمند ڈال چکا ہے۔ لہٰذا ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اس علمی دور میں کسی سے پیچھے نہ رہیں۔ ہم پر ضروری ہے کہ علم حاصل کریں اور پھر عمل کریں اور جو لوگ علم حاصل کرنے سے محروم ہیں ان تک علم پہنچانا اپنی ذمہ داری سمجھیں۔ ہم اپنے اندر موجود تمام اختلافات کو صرف علم ہی کے ذریعے ختم کر سکتے ہیں۔ آج کل اکثریت پڑھنا لکھنا جانتی ہے لہٰذا جو لوگ زیادہ پڑھے لکھے ہیں ان کی ذمہ داری ہے کہ محروم لوگوں تک زیادہ سے زیادہ علم پہنچائیں۔ دین اسلام کے احکامات میں اختلاف بڑھتا جا رہا ہے اور یہ صرف آلِ محمدؐ کے فرامین سے دوری کا نتیجہ ہے ہم نے ایک ایسا ماحول بنا دیا ہے کہ ہر شخص حدیث کی طرف راغب ہونے کی بجائے لوگوں کی باتوں کی طرف راغب ہو رہا ہے۔ ہمیں معصومینؑ کی طرف توجہ کرنا ہوگی۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ جو جتنی استطاعت رکھتا ہے اس کے مطابق کام ضرور کرے۔ جو لوگ عربی زبان پر عبور رکھتے ہیں اور اردو کو بھی جانتے ہیں ان کو چاہیے کہ احادیث کی کتب کا ترجمہ کریں تاکہ اردو سمجھنے والے لوگ بھی فائدہ حاصل کر سکیں کیونکہ مترجم کتب کی بہت کمی ہے۔

یہ کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے ہم نے چھوٹی سی کوشش کی ہے تا کہ لوگوں تک احادیث پہنچائی جاسکیں اور شبہات سے نکال کر معصومینؑ کے فرامین کی طرف راغب کیا جاسکے۔ہم نے اس کتاب میں احادیث کی روشنی میں احکام دین بیان کیے ہیں۔اس لیے اس کا نام ''احکامِ دین بزبانِ چہارہ معصومینؑ'' رکھا ہے۔ ہر مسئلہ جو کہ روزانہ کی بنیاد پر ایک مومن کی ضرورت ہے اس کتاب میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔تمام احادیث کتب معتبرہ سے اخذ کی گئی ہیں جن کے حوالہ جات ہر حدیث کے ساتھ دیئے گئے ہیں تا کہ اگر کوئی تحقیق کرنا چاہے تو بصد شوق کر سکے۔

ہم یہ دعویٰ تو کرنے کے قابل نہیں ہیں کہ اس کتاب پر عمل کرنے سے نجات مل جائے گی البتہ یہ دعویٰ ضرور ہے کہ ہم نے پوری ایمانداری سے احادیث آپ تک پہنچادی ہیں۔اس کے بعد آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ احادیث پر عمل کریں یا احتیاط برتیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو محمدؐ وآل محمدؐ کے فرامین کو پڑھنے اوران پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر دور کے فتنوں سے محفوظ رکھے۔آمین۔

ازقلم

آصف علی رضا

ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

19 رمضان المبارک 8/اگست 2012ء

وجوبِ علم اور بغیر علم کے عمل

دوست

(1) حضور اکرم ﷺ: علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے آگاہ ہو کہ اللہ طالبان علم کو دوست رکھتا ہے۔

حوالہ: اصول کافی جلد اوّل صفحہ 68 باب 02 حدیث 5

(2) حضور اکرم ﷺ: ایمان کا اچھا وزیر علم ہے اور علم کا اچھا وزیر حلم ہے اور حلم کا اچھا وزیر لوگوں سے اچھا برتاؤ ہے۔

حوالہ: اصول کافی جلد اوّل صفحہ 102 باب 17 حدیث 2

(3) حضور اکرم ﷺ: جس نے بغیر علم کے عمل کیا تو اس نے نیکوکاری کے زیادہ حصّہ کو فاسد کر دیا۔

حوالہ: اصول کافی جلد اوّل صفحہ 93 باب 13 حدیث 3

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص بغیر علم و بصیرت عمل کرے گا وہ اس کی مانند ہے جو راہ بھول کر سراب کے پیچھے چل رہا ہے جو جتنا تیز چلے گا اتنا ہی منزل سے دور ہوتا جائے گا۔

حوالہ: امالی شیخ مفیدؒ صفحہ 82 مجلس 05 حدیث 10

غرر الحکم (مترجم) حصّہ دوم صفحہ 141 (بروایت امیر المومنینؑ)

احادیث کو پرکھنے کا طریقہ

(1) (i) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر ہمارے اصحاب میں سے دو آدمیوں کے درمیان قرضہ یا وراثت (وغیرہ) کے سلسلہ میں اختلاف ہو جائے تو وہ اگر الگ الگ دو شخصوں کو حکم مقرر کرتے ہیں اور ان کے فیصلہ میں اختلاف ہو جائے اور یہ ان کا اختلاف بھی اس سلسلہ کے احادیث کے اختلاف کی وجہ سے ہو تو فیصلہ وہ قابلِ قبول ہوگا جو بڑا عادل، بڑا فقیہ، بڑا سچا اور بڑا پرہیزگار کرے گا اور دوسرے کا فیصلہ قابلِ التفات نہ ہوگا۔

(ii) اور اگر وہ دونوں (مقرر کیے گئے حکم) ہمارے اصحاب کے نزدیک ان صفات میں برابر ہوں اور کسی کو کسی پر فضیلت نہ دی جا سکے تو ان کی روایات پر نگاہ ڈالی جائے گی۔ پس جس روایت کی صحت و وثاقت پر سب اصحاب کا اتفاق ہے تو جو فیصلہ اس کے مطابق ہوگا اسے لیا جائے گا اور دوسری شاذ روایت کو نظر انداز کر دیا جائے گا جو اصحاب کے ہاں

مشہور نہیں ہے۔

(iii) اور اگر دونوں روایات بھی مشہور ہوں اور دونوں کو ہمارے قابلِ وثوق راویوں نے روایت کیا ہو تو پھر اس روایت اور اس کے مطابق فیصلہ کو قبول کیا جائے گا جو قرآن وسنت کے مطابق اور عامہ کے خلاف ہوگی اور دوسری حدیث کو نظر انداز کر دیا جائے گا جو اس طرح نہیں ہوگی۔

(iv) اور اگر وہ دونوں فقیہ اس مسئلہ کا حکم قرآن وسنت سے حاصل کرتے ہیں اور ہم نے دیکھا ہے کہ ان دو حدیثوں میں سے ایک عامہ کے موافق ہے اور دوسری ان کے مخالف تو اس صورت میں اس پر عمل کیا جائے گا جو عامہ کے خلاف ہے کیونکہ اسی میں نیکی اور بھلائی ہے۔

(v) اور اگر وہ دونوں حدیثیں عامہ کے بھی موافق ہوں تو پھر دیکھا جائے گا کہ ان (عامہ) کے حکام وقاضی کس حدیث کی طرف زیادہ رجحان رکھتے ہیں تو اسے چھوڑ کر دوسری حدیث پر عمل درآمد کیا جائے گا۔

(vi) اور اگر ان کے حکام اور قاضیوں کا رجحان دونوں کی طرف برابر ہو تو ایسی صورت میں اس معاملہ کو مؤخر کر دیا جائے گا یہاں تک کہ اپنے امامؑ سے ملاقات ہو جائے (اور وہ فیصلہ کر دے) کیونکہ شبہات کے وقت توقف کرنا ہلاکتوں میں گھسنے سے بہتر ہے۔

حوالہ: اصولِ کافی، جلد اوّل، ص 138، باب 22، حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ، جلد سوم، ص 5، حدیث 2؛ تہذیب الاحکام، جلد ششم، ص 301، حدیث 845؛ وسائل الشیعہ، جلد 27، ص 106، باب 9، حدیث 1؛ احتجاج طبرسیؒ، ص 355

(2) امام محمد باقر علیہ السلام: جب تمھارے پاس ہماری طرف منسوب کوئی حدیث پہنچے اور تم اس کے لیے کتابِ خدا سے کوئی ایک یا دو شاہد پاؤ تو اسے لے لو ورنہ اس کے پاس توقف کرو اور اسے ہماری طرف لوٹا دو یہاں تک کہ حقیقتِ حال تمھارے لیے واضح وآشکار ہو جائے۔

حوالہ: اصولِ کافی، جلد چہارم، ص 153، باب 226، حدیث 4؛ وسائل الشیعہ، جلد 27، ص 112، باب 9، حدیث 18

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر شے کو کتاب اور سنت کی طرف لوٹا دو اور ہر وہ حدیث جو کتابِ خدا کے موافق نہ ہو وہ جھوٹ ہے۔

حوالہ: اصولِ کافی، جلد چہارم، ص 141، باب 23، حدیث 3

(4) امام علی رضا علیہ السلام: جو بات ہم سے منسوب تمھاری طرف پہنچے اسے باطل نہ کہو، چاہے تم اس کے خلاف بھی جانتے ہو۔

بے شک تم نہیں جانتے کہ ہم نے یہ بات کیوں کہی اور کس وجہ سے اور کس صفت میں کہی۔

حوالہ: بصائرالدرجات (مترجم)، جلد دوم، ص619، باب 22، حدیث 4

مختلف احادیث پر عمل کرنے کی کیفیت

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر دو دینی بھائی دو مختلف حدیثیں بیان کریں کہ ایک سے کرنے کا حکم ثابت ہوتا ہو اور دوسری سے ممانعت ثابت ہوتی ہو تو ایسی صورت میں عمل میں توقف کیا جائے یہاں تک کہ ایسے شخص سے ملاقات ہو جائے جو امر واقع سے آگاہ کر دے پس اس سے ملنے تک تاخیر عمل جائز ہوگی۔

حوالہ: اصولِ کافی، جلد اوّل، ص136، باب 23، حدیث 7؛ وسائل الشیعہ، جلد 27، ص108، باب 9، حدیث 5

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: دو مختلف حدیثوں کی صورت میں من باب تسلیم جس پر چاہو عمل کرو تمھارے لیے گنجائش ہوگی۔

حوالہ: اصولِ کافی، جلد اوّل، ص136، باب 23، حدیث 7؛ وسائل الشیعہ، جلد 27، ص108، باب 9، حدیث 6

توضیح

یعنی دونوں حدیثوں سے انکار نہیں کیا جا سکتا بلکہ دونوں کو تسلیم کیا جائے گا اور پھر جس پر عمل کیا جائے گا صحیح ہوگا۔

(3) امام علی رضا علیہ السلام: جب بھی تمھارے پاس ہماری کوئی حدیث پہنچے تو اسے قرآن اور ہماری (بقیہ) حدیثوں پر پیش کرو۔ پس اگر وہ ان کے مشابہ ہو تو وہ ہماری طرف سے ہے۔ اور اگر وہ ان سے مشابہ نہیں ہے تو وہ ہماری طرف سے نہیں ہے اور جب دو ثقہ شخص دو مختلف حدیثیں بیان کریں جنھیں تم نہیں جانتے تو جب علم نہ ہو تو تمھارے لیے گنجائش ہے کہ ان میں سے جس پر چاہو (من باب التسلیم) عمل کرو۔

حوالہ: احتجاج طبرسیؒ، ص357؛ وسائل الشیعہ، جلد 27، ص121، باب 9، حدیث 40

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو کچھ عامہ (دوسرے اہلِ مذہب) کہتے ہیں تم اس کے خلاف پر عمل کرو (آگے امامؑ اس کی وجہ کی وضاحت فرماتے ہیں)۔

حوالہ: وسائل الشیعہ، جلد 27، ص116، باب 9، حدیث 24

احادیث کی نقل و روایت کی فضیلت

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: لوگوں کی قدر و منزلت کو پہچاننا ہو تو اس طرح پہچانو کہ وہ ہم سے روایات کس قدر نقل کرتے ہیں۔

حوالہ: اصولِ کافی، جلداوّل، ص 106، باب 17، حدیث 13، بحارالانوار: جلددوم، ص 150، حدیث 24؛ وسائل الشیعہ، جلد 27، ص 79، باب 8، حدیث 7

(2) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: باہمی میل وملاقات کیا کرو اور حدیث بیان کیا کرو کیونکہ حدیث دلوں کے لیے جلا ہے۔ دلوں کو بھی اسی طرح زنگ لگ جاتا ہے جس طرح تلوار زنگ آلود ہو جاتی ہے (پس احادیث بیان کر کے زنگ اُتارتے رہا کرو)۔

حوالہ: اصولِ کافی، جلداول، ص 32، حدیث 8؛ وسائل الشیعہ، جلد 27، ص 78، باب 8، حدیث 3

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص ہماری احادیث میں سے چالیس حدیثیں حفظ کرے تو اسے خداوند عالم قیامت کے دن عالم اور فقیہہ مبعوث فرمائے گا۔

حوالہ: اصولِ کافی: جلداوّل، ص 39، حدیث 7؛ امالی صدوق، جلداوّل، ص 621، مجلس 46، حدیث 13؛ وسائل الشیعہ، جلد 27، ص 79، باب 8، حدیث 5

(4) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جب کوئی مومن ایسے علم کا ایک ورقہ چھوڑ کر مر جائے (جس سے لوگ فائدہ حاصل کریں) تو قیامت کے دن وہی ورقہ اس کے اور جہنّم کے درمیان حجاب بن جائے گا اور خدا اسے ایک ایک حرف کے عوض جنّت میں ایسا ایک ایک گھر عطا فرمائے گا جو دُنیا سے سات گنا بڑا ہوگا اور جو کوئی مومن کسی عالم کے پاس ایک گھنٹہ بیٹھ جائے تو خدا تمھیں اپنی جنّت میں اسی کے ساتھ ٹھہراؤں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔

حوالہ: امالی شیخ صدوقؒ، جلداوّل، ص 118، مجلس 10، حدیث 3؛ وسائل الشیعہ، جلد 27، ص 95، حدیث 3؛ بحارالانوار: جلددوم: ص 144، حدیث 1

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: ایک دوسرے کی زیارت کیا کرو کیونکہ تمھاری اس زیارت میں تمھارے دلوں کی زندگی ہے اور ہماری احادیث کا تذکرہ ہے اور ہماری احادیث تم میں سے بعض کو بعض پر مہربانی کرنے کی تعلیم دیتی ہیں۔ پس اگر تم انھیں اخذ کرو گے تو نجات پا جاؤ گے اور اگر ترک کرو گے تو گمراہ ہو کر ہلاک ہو جاؤ گے۔ پس تم ان پر عمل کرو، میں تمھاری نجات کا ضامن ہوں۔

حوالہ: اصولِ کافی، جلددوم، ص 149، حدیث 2؛ وسائل الشیعہ، جلد 27، ص 87، باب 8، حدیث 38

احادیث کو تسلیم کرنا واجب ہے اور چوں وچرا کرنا شرک ہے

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی قوم خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرے، نمازیں پڑھے، زکوٰۃ دے، خانہ کعبہ کا حج

بجالائے، ماہِ رمضان کے روزے رکھے مگر اللہ اور رسولؐ کے مقررات اور فیصلوں کے متعلق یہ کہہ دے کہ بہتر یہ ہوتا کہ یہ فیصلہ یوں نہیں بلکہ یوں ہوتا یا ایسا خیال بھی اس کے دل میں گزرے تو وہ (قوم) مشرک ہے۔ تمھارے اُوپر تسلیم کرتے جانا ہی واجب ہے۔

حوالہ: اصولِ کافی: جلد دوم، ص450، باب94، حدیث 2

(2) امام محمد باقر علیہ السلام: لوگ بلحاظ تکلیف تین طرح کے ہیں: اوّل وہ ہیں جو معرفتِ ائمہ رکھتے ہوں، دوسرے وہ ہیں کہ ان احادیث کو تسلیم کرتے ہیں جو ان سے وارد ہیں اور تیسرے وہ ہیں جو ان سے رُوگردانی کرتے ہیں اور ان سے اختلاف کرتے ہیں۔

حوالہ: اصولِ کافی: جلد دوم، ص449، باب94، حدیث1؛ وسائل الشیعہ، جلد27، ص67، باب 7، حدیث 14

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: زید الشحام نے عرض کیا کہ ہمارے یہاں ایک آدمی ہے جس کا نام کلیب ہے، اسے جو بھی بات، آپ سے بیان کی جاتی ہے وہ کہتا ہے: میں نے تسلیم کیا اس لیے ہم نے اس کا نام کلیب تسلیم رکھ دیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اس پر رحم کرو وہ تو قولِ خدا کے سامنے فروتنی و عاجزی کرتا ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ کا قول ہے کہ ”جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کیے اور اپنے رب کے سامنے فروتنی کی“۔ (ہود:23)

حوالہ: اصولِ کافی، جلد دوم، ص450، باب94، حدیث 3؛ بصائر الدرجات: جلد دوم، ص588، باب 20، حدیث 26؛ بحار الانوار، جلد دوم، ص203، حدیث 80

توضیح

مطلب یہ کہ جب کوئی حدیث پہنچے تو انکار نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے تسلیم کرنا پڑے گا چاہے اس حدیث کی سند معلوم نہ بھی ہو بلکہ صرف منسوب ہو۔ جیسا کہ آئندہ چند احادیث میں وضاحت آئے گی۔

(4) امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام: تم لوگ کسی مرجئہ، قدریہ اور خارجی کی اس حدیث کی تکذیب نہ کرو جو وہ ہم لوگوں کی طرف سے منسوب کر کے بیان کرے اس لیے کہ تمھیں کیا پتا کہ شاید اس میں حق ہو اور تم عرش پر اللہ کی تکذیب کر بیٹھو۔

حوالہ: علل الشرائع شیخ صدوق، جلد دوم، ص421، باب131، حدیث13؛ بحار الانوار، جلد دوم، ص188، حدیث16؛ المحاسن للبرقی، ص230، باب16، حدیث175

(5) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر ہم تقیہ کی صورت میں کوئی حکم دیں تو بھی اس پر عمل کرنا اجر کا باعث ہوگا اور اس کو ترک کر دینا گناہ ہوگا۔

حوالہ: اصولِ کافی، جلد اوّل، ص 134، باب 22، حدیث 4

احادیث کا انکار کفر اور شرک ہے

(1) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: آلِ محمدؑ کی حدیث عظیم، صعب اور مستصعب ہے۔ اس پر ایمان نہیں لاتا مگر ملکِ مقرب یا نبی مرسل یا وہ عبد جس کے دل کا ایمان کے لیے اللہ نے امتحان لے لیا ہو۔ تمھارے سامنے آلِ محمدؑ کی حدیث ذکر کی جائے اور تمھارا دل اس کی طرف مائل ہو اور تم اسے پہچان لو تو اسے ضرور قبول کرو اور جس سے تمھارے دل پریشان ہو جائیں تم اسے نہ پہچانو تو اسے اللہ کی طرف، رسولؐ اللہ کی طرف اور آلِ محمدؑ کی طرف لوٹا دو۔
یقیناً وہ ہلاک ہونے والا ہے جس کے سامنے کوئی حدیث بیان کی گئی اور وہ اسے برداشت نہ کر پائے اور کہہ دے کہ اللہ کی قسم یہ بات درست نہیں تو اس کا یہ انکار ہی کفر ہے۔

حوالہ: اصولِ کافی، جلد دوم، ص 475، باب 101، حدیث 1؛ بصائر الدرجات، جلد اوّل، ص 78، باب 11، حدیث 1؛ بحار الانوار، جلد دوم، ص 189، حدیث 21

(2) امام محمد باقر علیہ السلام: ہماری حدیث صعب، مستصعب، اجرد، ذکوان اور شریف کریم ہے۔ جب تم اس میں سے کچھ سنو اور تمھارے دل اس کی طرف مائل ہوتے ہوں تو اس کو اپنا لو اور اللہ کی حمد بجا لاؤ اور اگر تمھارے دل اس کے متحمل نہ ہوں تو آلِ محمدؐ کے عالم امامؑ کی طرف لوٹا دو۔
برباد ہونے والا ہے وہ شخص اور بدبخت ہے وہ شخص جو کہتا ہے: اللہ کی قسم یہ حدیث تو ہے ہی نہیں۔ ہماری حدیث کا انکار کرنا اللہ کا انکار کرنا ہے۔

حوالہ: بصائر الدرجات، جلد اوّل، ص 83، باب 11، حدیث 10

(3) امام محمد باقر علیہ السلام: اللہ کی قسم! میرا سب سے پسندیدہ ساتھی سب سے زیادہ تقویٰ والا سمجھ والا اور ہماری بات کا راز دار ہے اور سب سے بُرا اور مبغوض وہ ہے کہ وہ جب ہم سے منسوب کوئی حدیث سنے اور اسے نہ سمجھے اور اس کا دل اسے قبول نہ کرے اور اس کا انکار کر دے اور ہماری حدیث کو جو بیان کرے اسے وہ کافر قرار دے حالانکہ اسے معلوم نہیں کہ شاید یہ حدیث ہماری طرف سے ہو اور ہماری طرف ہی منسوب ہو اور وہ ہماری حدیث کا انکار کر کے ہماری

ولایت سے خارج ہوجائے گا۔

حوالہ: بصائر الدرجات، جلد دوم، ص 617، باب 22، حدیث 1؛ وسائل الشیعہ، جلد 18، ص 62، حدیث 28؛ مختصر بصائر الدرجات، ص 278، حدیث 23؛ بحار الانوار: جلد دوم، ص 186، حدیث 12؛ اصولِ کافی، جلد دوم، ص 223، حدیث 7؛ السرائر ابن ادریس، ص 79، حدیث 8

(4) امام علی رضا علیہ السلام: کسی چیز کے بارے میں ہماری طرف سے جو احادیث وروایات تم تک پہنچی ہیں اور جو ہم سے منسوب ہیں ان کے متعلق نہ کہو کہ یہ باطل ہیں اگرچہ ان احادیث کے خلاف ہماری کسی دوسری حدیث کو تم جانتے بھی ہو اس لیے کہ تمھیں یہ معلوم ہی نہیں کہ ہم نے یہ کس وجہ سے بیان کی۔ اس کی مصلحت کیا تھی؟ (ملخصاً)

حوالہ: روضۃ الکافی، ص 72، حدیث 95؛ بصائر الدرجات، جلد دوم، ص 619، باب 22، حدیث 4؛ بحار الانوار، جلد دوم، ص 186، حدیث 11

(5) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر تمھارے پاس کوئی حدیث آئے تو اس کی تکذیب مت کرو بے شک تم نہیں جانتے کہ شاید وہ چیز حق کی طرف سے ہو اور تم اللہ کو عرش کے اُوپر جھٹلا دو۔

حوالہ: بصائر الدرجات، جلد دوم، ص 619، باب 22، حدیث 5

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: لوگوں کو ہماری معرفت کا حکم دیا گیا ہے اور ہماری طرف رجوع کرنے اور ہماری بات کو تسلیم کرنا کا حکم دیا گیا ہے۔ پس اگر لوگ روزہ رکھیں، نماز پڑھیں اور لا الہ الا اللہ کی گواہی دیں اور اپنے دلوں میں یہ ارادہ رکھیں کہ ہم سے رجوع نہ کریں گے تو اس سے مشرک ہوجائیں گے۔

حوالہ: اصولِ کافی، جلد چہارم، ص 393، باب 297، حدیث 5؛ وسائل الشیعہ، جلد 27، ص 68، باب 7، حدیث 19

جو کچھ ہماری ضرورت ہے وہ کتاب وسنّت میں بیان ہو چکا ہے

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر وہ چیز جس کی احتیاج لوگوں کو ہوتی ہے وہ کتاب اور سنّت میں موجود ہے۔

حوالہ: اصولِ کافی، جلد اوّل، ص 124، باب 21، حدیث 4

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: کوئی ایسا امر نہیں جس میں دو آدمی اختلاف رکھتے ہوں اور اس کو کتاب اللہ میں بیان نہ کیا گیا ہو لیکن لوگوں کی عقلیں اس تک نہیں پہنچ پاتیں۔

حوالہ: اصولِ کافی، جلد اوّل، ص 125، باب 21، حدیث 6

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: میں فرزندِ رسولؐ ہوں اور کتاب اللہ کا اعلم ہوں۔ اس میں ابتدائے خلق کا حال بھی ہے اور جو قیامت تک ہونے والا ہے وہ بھی اس میں ہے، آسمان کی خبر بھی ہے اور زمین کی بھی، جنت کی خبر بھی ہے اور دوزخ کی بھی، جو ہو چکا اس کی بھی اور جو ہونے والا ہے اس کی بھی۔ میں اس سب کو ایسے جانتا ہوں جیسے میری ہتھیلی میرے سامنے ہے۔ بے شک خدا فرماتا ہے کہ اس میں ہر شے کا بیان ہے۔

حوالہ: اصولِ کافی، جلد اوّل، ص127، باب21، حدیث8

(4) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: جو کچھ لوگ کہتے ہیں اور جو کچھ ہم کہتے ہیں وہ سب کچھ کتاب اللہ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت میں موجود ہے۔

حوالہ: اصولِ کافی، جلد اوّل، ص128، باب21، حدیث10

توضیح

یہ بات حق اور سچ ہے کہ قرآن وحدیث میں سب کچھ بیان کیا گیا ہے۔ آئمہؑ نے ہر دور میں احادیث کو محفوظ کرنے کا سلسلہ جاری رکھے رکھا۔ اپنے ہاتھ سے بہت کتب لکھیں اور اپنے اصحاب سے بھی بہت کتب لکھواتے رہے تاکہ اپنے شیعوں کو شبہات سے محفوظ رکھیں۔ اس سلسلہ میں آپ ہماری کتاب "تلخیص اصولِ کافی" میں ہمارے مقدمے کی طرف رجوع کر کے تشنگی دُور کر سکتے ہیں۔

جن چیزوں کو بیان نہیں کیا گیا ان کا حکم

(1) امیر المومنین علی علیہ السلام: اللہ نے تم پر چند فرائض عائد کیے ہیں انھیں ضائع نہ کرو اور تمھارے حدود مقرر کر دیئے گئے ہیں ان سے تجاوز نہ کرو۔ اس (خدا) نے تم کو چند چیزوں سے منع کیا ہے اس کی خلاف ورزی نہ کرو اور جن چیزوں کا اس نے حکم بیان نہیں کیا انھیں بھول کر نہیں چھوڑ دیا، لہٰذا خواہ مخواہ انھیں جاننے کی کوشش نہ کرو۔

حوالہ: نہج البلاغہ، مترجم مفتی جعفر حسینؒ، ص642، حکم105

چند مرغوب فتنوں کا تذکرہ

(1) امیر المومنین علی علیہ السلام: ہر صاحب دل عاقل نہیں ہوتا اور نہ ہر کان رکھنے والا گوش شنوا اور نہ ہر آنکھ رکھنے والا چشم بینا رکھتا ہے۔ مجھے حیرت ہے اور کیوں نہ حیرت ہو ان فرقوں کی خطاؤں پر جنھوں نے اپنے دین کی حجتوں میں اختلاف

پیدا کر رکھے ہیں۔ جو نہ نبیؐ کے نقش قدم پر چلتے ہیں نہ وصی کے عمل کی پیروی کرتے ہیں، نہ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نہ عیب سے دامن بچاتے ہیں۔ مشکوک و مشتبہ چیزوں پر ان کا عمل ہے اور اپنی خواہشوں کی راہ پر چلتے پھرتے ہیں۔ جس چیز کو وہ اچھا سمجھیں ان کے نزدیک بس وہی اچھی ہے اور جس بات کو وہ بُرا جانیں ان کے نزدیک بس وہ بری ہے۔ مشکل گتھیوں کو سلجھانے کے لیے اپنے نفسوں پر اعتماد کرلیا ہے اور مشتبہ چیزوں میں اپنی رائے پر بھروسہ کرلیتے ہیں۔ گویا ان میں سے ہر شخص خود ہی اپنا امام ہے اور اس نے جو اپنے مقام پر اپنی رائے سے طے کرلیا ہے۔ اس کے متعلق یہ سمجھتا ہے کہ اسے قابلِ اطمینان وسیلوں اور مضبوط ذریعوں سے حاصل کیا ہے۔

حوالہ: نہج البلاغہ، ص181، خطبہ 86

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: ان لوگوں کی نمازیں، روزے، ان کا کلام اور ان کے علوم تمھیں دھوکہ نہ دیں کیونکہ وہ بھاگنے والے گدھے ہیں۔ اگر تم صحیح علم چاہتے ہو تو وہ ہم اہلِ بیتؑ کے پاس ہے کیونکہ ہم ہی اس کے وارث ہیں اور ہمیں حکمت کی شرح اور فصل الخطاب عطا کیا گیا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ، جلد 27، ص71، باب 7، حدیث 29، کفایۃ الاثر، ص258

(3) امیر المومنین علی علیہ السلام: ایک دوسرا شخص وہ ہے جس نے اپنا نام عالم رکھ لیا ہے حالانکہ وہ عالم نہیں۔ اس نے جاہلوں اور گمراہوں سے جہالتوں اور گمراہیوں کو بٹور لیا ہے اور لوگوں کے لیے مکر و فریب کے پھندے اور غلط سلط باتوں کے جال بچھا رکھے ہیں۔ قرآن کو اپنی رائے پر اور حق کو اپنی خواہشوں پر ڈھالتا ہے۔ بڑے سے بڑے جرموں کا خوف لوگوں کے دلوں سے نکال دیتا ہے اور کبیرہ گناہوں کی اہمیت کو کم کرتا ہے۔ کہتا تو یہ ہے کہ یہ شبہات میں توقف کرتا ہے حالانکہ انھی میں پڑا ہوا ہے۔ اس کا قول یہ ہے کہ میں بدعتوں سے الگ تھلگ رہتا ہوں حالانکہ انھی میں اس کا اُٹھنا بیٹھنا ہے۔ صورت تو اس کی انسانوں کی سی ہے اور دل حیوانوں جیسا ہے۔ نہ اسے ہدایت کا دروازہ معلوم ہے کہ وہاں تک آسکے اور نہ گمراہی کا دروازہ پہچانتا ہے کہ اس سے اپنا رُخ موڑ سکے یہ تو زندہ لوگوں میں (چلتی پھرتی) لاش ہے۔

حوالہ: نہج البلاغہ، ص178، خطبہ 85

(4) امیر المومنین علی علیہ السلام: لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا جب ان میں صرف قرآن کے نقوش اور اسلام کا صرف نام باقی رہ جائے گا اس وقت مسجدیں تعمیر و زینت کے لحاظ سے آباد اور ہدایت کے اعتبار سے ویران ہوں گی۔ ان میں ٹھہرنے والے اور انھیں آباد کرنے والے تمام اہلِ زمین میں سب سے بدتر ہوں گے وہ فتنوں کا سرچشمہ اور گناہوں

کا مرکز ہوں گے جو ان فتنوں سے منہ موڑے گا انھیں انھی فتنوں کی طرف پلٹائیں گے اور جو قدم پیچھے ہٹائے گا انھیں دھکیل کر ان کی طرف لائیں گے۔

حوالہ: نہج البلاغہ، ص709، حکم 369

(5) رسول اللہ ﷺ: عنقریب میری اُمت پر ایسا زمانہ آئے گا کہ قرآن کے صرف حروف باقی رہیں گے اور اسلام نام کو رہے گا۔ لوگ نام کے مسلمان ہوں گے لیکن اس سے دُور کا بھی واسطہ نہ ہوگا۔ ان کی مسجدیں آباد و معمور ہوں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ اس زمانہ کے فقہا و علماء زیرِ آسمان بدترین فقہا وہ علماء ہوں گے انھی سے فتنے پھوٹیں گے اور وہ انھی کی طرف لوٹیں گے۔

حوالہ: منتخب الاثر، صافی گلپایگانی، ص432، فصل 6، باب 2، حدیث 6

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس نے علمِ حدیث حاصل کر کے نفعِ دُنیا کا ارادہ کیا تو آخرت میں اس کا کوئی حصّہ نہیں اور جس نے آخرت کی بہتری چاہی خدا نے اس کو دُنیا و آخرت میں بہتری عطا کی۔

حوالہ: اصولِ کافی، جلد اوّل، ص98، باب 15، حدیث 2

(7) امام حسن عسکری علیہ السلام: ہمارے عوام اور یہود کے عوام کے درمیان ایک لحاظ سے فرق ہے اور ایک لحاظ سے مساوات ہے۔ مساوات اس طرح ہے کہ یہود کے عوام کی طرح خدا نے ہمارے عوام کی بھی اس تقلید کی مذمت کی ہے اور فرق اس طرح ہے کہ یہودی عوام جانتے تھے کہ ان کے علماء کھلم کھلا جھوٹ بولتے ہیں حرام مال اور رشوت کھاتے ہیں اور رقم لے کر احکامِ خداوندی بدل دیتے ہیں اس لیے وہ دل سے جانتے اور مانتے تھے کہ ایسے لوگ فاسق و فاجر ہیں لہٰذا خدا اور رسولؐ کے معاملہ میں ان پر اعتبار کرنا جائز نہیں ہے مگر وہ پھر بھی ان کی تقلید کرتے تھے اور ہمارے عوام بھی جب یہ جانتے ہوں کہ ان کے علماء کھلم کھلا فاسق ہیں اور اندھے تعصب کا شکار ہیں اور دُنیا کے حلال و حرام پر آپس میں لڑ جھگڑ رہے ہیں تو جو ایسے علماء کی تقلید کرے تو وہ یہود کے عوام کی مانند ہیں جن کی خدا نے مذمت کی ہے لیکن وہ فقہاء (دین کا علم رکھنے والے) جو اپنے نفس کی حفاظت کرنے والے ہوں، اپنے دین کے محافظ ہوں، اپنی خواہش نفس کی مخالفت کرنے والے ہوں اور اپنے مولا و آقا کے فرماں بردار ہوں تو عوام کے لیے ان کی تقلید جائز ہے اور ایسے علمائے شیعہ بعض ہوتے ہیں، سارے ایسے نہیں ہوتے کیونکہ جو ہمارے علماء میں سے انھی قبیح اور فضیح اُمور کا ارتکاب کرے جو عامہ کے علماء کرتے ہیں تو ان کی کوئی بات قبول نہ کرو اور نہ ہی ان کی کوئی عزت ہے اور یہ سب کچھ خلط ملط طریقہ سے ہمارے علوم و احادیث حاصل کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے کیونکہ بعض فاسق و فاجر لوگ بھی ہمارے

بعض علوم سیکھ لیتے ہیں اور احادیث پڑھ لیتے ہیں اور پھر ان میں اپنی جہالت کی وجہ سے اَدل بدل کرتے ہیں اور اپنی معرفت کی کمی کی وجہ سے بعض اشیاء کو اپنے غیر محمل پر محمول کرتے ہیں اور کچھ وہ بھی ہیں جو عمداً جھوٹی حدیثیں ہماری طرف منسوب کرتے ہیں۔

حوالہ: احتجاج طبرسی، جلد دوم، ص 225؛ وسائل الشیعہ، جلد 27، ص 131، باب 10، حدیث 20؛ تفسیر امام حسن عسکریؑ، ص 120؛ بحارالانوار، جلد دوم، ص 88، طبع قدیم

توضیح

شیخ حُر عاملیؒ فرماتے ہیں: اس حدیث میں تقلید کے اس جواز سے مراد ان کی روایت کو قبول کرنا ہے نہ کہ ان کی رائے و اجتہاد کو اور یہ بات واضح ہے (وسائل الشیعہ مذکور)۔ ہم بھی اس حدیث سے تقلید کا یہی مطلب سمجھتے ہیں اور یہی مطلبؒ بقیہ تمام احادیث کے مطابق قرار پاتا ہے جو کچھ پہلے بیان کی گئی ہیں اور کچھ بعد میں بیان کی جائیں گی۔

(8) امام حسن عسکری علیہ السلام: ان علماء میں سے ایک گروہ مذہب کا دشمن ہے جو ہماری مذمت وقدح پر قادر نہیں ہے۔ وہ لوگ ہمارے بعض علوم کو حاصل کرتے ہیں اور شیعوں تک پہنچاتے ہیں اور دشمنوں سے ہماری عیب جوئی کرتے ہیں اور اس جھوٹ کے کئی گنا برابر ہمارے اُوپر لازم جھوٹ کا اضافہ کرتے ہیں مگر ہم ان تمام باتوں سے مبرا و پاک ہیں لیکن افسوس کہ ہمارے مطیع و فرمانبردار شیعہ ہمارے علوم و مطالب و اقوال سمجھ کر ان سے قبول کر لیتے ہیں۔ پس وہ گمراہ ہو گئے اور انھوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کر دیا ہے۔ ہمارے کمزور شیعوں پر ان علماء کا ضرر اور نقصان امام حسین علیہ السلام واصحابِ حسینؑ پر لشکرِ یزید کے نقصان اور ضرر پہنچانے سے زیادہ ہے کیونکہ ایسے علماء ان کی روح کو بھی تاراج کرتے ہیں اور ان کے احوال کو بھی غارت کرتے ہیں۔

حوالہ: احتجاج طبرسی، جلد دوم، ص 226؛ بحارالانوار: جلد دوم، ص 88

(9) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ہماری اُمت کے شریر علماء وہ عالم ہیں جو لوگوں کو ہماری طرف سے گمراہ کرتے ہیں اور ہماری طرف کی راہوں کو قطع کرتے ہیں اور ہمارے ناموں اور لقبوں سے ہمارے اضداد کو نامزد اور ملقب کرتے ہیں اور ان پر درود و سلام بھیجتے ہیں حالانکہ وہ لعنت کے سزاوار ہیں۔

حوالہ: تفسیر امام حسن عسکریؑ (مترجم)، ص 270

(10) امام جعفر صادق علیہ السلام: امام زمانہ علیہ السلام کے دشمن وہ فقہا ہوں گے جن کی تقلید کی جارہی ہوگی اور وہ اہلِ اجتہاد ہوں

گے۔ جب وہ دیکھیں گے کہ امامؑ ان کے فتوؤں کے خلاف حکم دے رہے ہیں تو نہ صرف یہ کہ وہ امامؑ کے دشمن ہوجائیں گے بلکہ اگر امامؑ کے ہاتھ میں تلوار نہ ہوتی تو یہ فقہاان کے قتل کا فتویٰ دے دیتے چونکہ اللہ امام علیہ السلام کو تلوار قاطع اور اخلاقِ کریمہ کے ساتھ ظاہر کرے گا تو یہ ان کو خوف اور مقام کے لالچ کی وجہ سے ان کا حکم مانیں گے اور امام علیہ السلام کی عداوت کو دل میں چھپائیں گے اور ایمان کا اظہار کریں گے۔ جب امام علیہ السلام ظہور فرمائیں گے تو فقہاء کے علاوہ کوئی بھی ان کا کھلم کھلا دشمن نہیں ہوگا۔

حوالہ: الزام الناصب شیخ علی الحائری، ص 88؛ انوار النعمانیہ، جلد دوم، ص 28؛ مستدرک سفینۃ البحار الشیخ الشاہرودیؒ، جلد دوم، ص 142؛ مجمع النورین للمرندیؒ، ص 344

(11) امیر المومنین علی علیہ السلام: دو شخصوں نے میری کمر کو توڑ ڈالا ہے: ایک وہ صاحبِ عقل بولنے والا جو فاسق اور بدکار ہو اور دوسرا وہ عقل کا اندھا، جو بہت عبادت کرتا ہو۔ پہلا شخص اپنی بدکاری سے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور دوسرا جاہلانہ عبادت سے لوگوں کو بہکاتا ہے۔ اے لوگو! تم پرہیز کرو، عالم فاسق اور جاہل عابد سے کیونکہ ان کی پیروی گمراہی کا باعث ہے۔

حوالہ: روح الحیات، ترجمہ عین الحیاۃ، علامہ باقر مجلسیؒ، ص 294

(12) امام علی رضا علیہ السلام: جب کبھی کوئی ایسا معاملہ پیش آئے جس کے متعلق حکمِ شرعی معلوم نہ ہو اور جس شہر (یا جگہ) میں رہائش ہو وہاں ہمارا کوئی ایسا محب بھی نہ ہو۔ جو حکمِ شرعی سے آگاہ کر سکے تو فقیہہ شہر (یا اس جگہ کے فقیہہ) کے پاس جاؤ اور وہ جو فتویٰ دے ان کے فتویٰ کے خلاف عمل کرو کیونکہ حق ان کے خلاف کرنے میں مضمر ہے۔

حوالہ: عیون اخبار الرضاؑ، شیخ صدوقؒ، جلد اوّل، ص 480

(13) امیر المومنین علی علیہ السلام: (ایک ایسا دور آئے گا) جب ان کی مسجدیں اس زمانہ میں گمراہی سے مزین اور بھرپور ہوں گی اور آباد ہوں گی مگر ہدایت کی رو سے کھنڈر ہوں گی۔ ان مسجدوں کے قاری اور تعمیر کنندہ اللہ کی ساری مخلوق میں زیادہ زیاں کار ہوں گے ان ہی کی طرف سے گمراہی کا ایجاد و اجراء ہوگا اور اس کا نتیجہ بھی انھی پر منتہیٰ ہوگا۔ ان کی مسجدوں میں حاضر ہونا اور ان کی مسجدوں کی طرف چلنا اللہ سے کفر کرنا ہے سوائے ان لوگوں کے جو یہ جان کر جائیں گے کہ یہ لوگ گمراہ اور یہ مساجد گمراہی کے اڈے ہیں۔

حوالہ: روضۃ الکافی، ص 205، حدیث 586

(14) امیر المومنین علی علیہ السلام: لوگ چار طرح کے ہوتے ہیں کچھ وہ ہیں جنھیں زمین میں فساد سے مانع صرف ان کے نفس کا

بے وقعت ہونا، ان کی دھار کا کند ہونا اور ان کے پاس مال کا کم ہونا ہے۔ اور کچھ لوگ وہ ہیں جو تلواریں سونتے ہوئے علانیہ شر پھیلا رہے ہیں اور انھوں نے اپنے سوار اور پیادے جمع کر رکھے ہیں۔ صرف کچھ مال بٹورنے یا کسی دستہ کی قیادت کرنے یا منبر پر بلند ہونے کے لیے انھوں نے اپنے نفسوں کو وقف کر دیا ہے اور دین کو برباد کر ڈالا ہے۔ کتنا ہی بُرا سودا ہے کہ تم دُنیا کو اپنے نفس کی قیمت اور اللہ کے یہاں کی نعمتوں کا بدل قرار دے لو۔ اور کچھ لوگ وہ ہیں جو آخرت والے کاموں سے دُنیا طلبی کرتے ہیں اور یہ نہیں کرتے کہ دُنیا کے کاموں سے بھی آخرت کا بنانا مقصود رکھیں۔ یہ اپنے اُوپر بڑا سکون و وقار طاری رکھتے ہیں۔ آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتے ہیں اور دامنوں کو اُوپر کی طرف سمیٹتے رہتے ہیں اور اپنے نفسوں کو اس طرح سنوار لیتے ہیں کہ لوگ انھیں امین سمجھ لیں۔ یہ لوگ اللہ کی پردہ پوشی سے فائدہ اُٹھا کر اس کا گناہ کرتے ہیں۔ اور کچھ لوگ وہ ہیں جنھیں ان کے نفسوں کی کمزوری اور ساز و سامان کی ناخواہی ملک گیری (سلطنت) کے لیے اُٹھنے نہیں دیتی۔ ان حالات نے انھیں ترقی و بلندی حاصل کرنے سے درماندہ و عاجز کر دیا ہے۔ اس لیے قناعت کے نام سے انھوں اپنے آپ کو آراستہ کر رکھا ہے اور زاہدوں کے لباس سے خود کو سجا لیا ہے حالانکہ انھیں ان چیزوں سے کسی وقت بھی لگاؤ نہیں رہا۔

حوالہ: نہج البلاغہ، ص118، خطبہ 32

(15) امام محمد باقر علیہ السلام: تم وہ ملت ہو کہ جس نے قرآن کو پشت کی طرف پھینک دیا ہے تو خدا نے بھی اس کتاب کے علم کو تم سے اُٹھا لیا ہے اور دشمن کو تمھارے سروں پر مسلط کر دیا ہے۔ اس حالت میں کہ وہ دشمن ان سے دوستی کے طریقہ کے ساتھ آتا ہے اور کتاب کو پشت کی طرف پھینکنے میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے حروف کو قائم رکھتے ہیں (اور پڑھتے ہیں) لیکن اس کی حدود اور اس کے مقررات کی تحریف کرتے ہیں۔ یہ لوگ کتاب کی آیات کو بیان کرتے ہیں لیکن اس کی رعایت نہیں کرتے۔ نادان ظاہری صورت میں اسی ظاہری آیاتِ قرآنی کو حفظ کرتے ہیں اور اسی پر خوش ہوتے ہیں لیکن صاحبانِ علم و دانش حقیقت رکھنے والے جو لوگ اس کی رعایت اور اس کی حدود کی پرواہ نہیں کرتے محزون ہیں۔ دوسرے راستے سے دُور پھینکنا ان کا کتابِ خدا کو اس طرح ہے کہ انھوں نے اسے اس شخص کے سپرد کیا کہ جو اس کا علم رکھنے سے جاہل ہے اور یہ لوگ بھی اپنی خواہشات کے مطابق اس میں حکم کرتے ہیں اور جو اس کی بنیاد تھی اس سے ان کو روک دیا اور دین کا رشتہ (اور احکام کو) تبدیل کر دیا اور پھر اس کو سفیہ اور بچوں کے لیے چھوڑ دیا۔ پس اس طرح ہوا کہ ملت اسلامیہ خدا کے احکام کی بجائے ان لوگوں سے احکام حاصل کرنے لگے اور ان کے احکام بھی کھل کر سامنے آ گئے۔ پس کس قدر بُرا ہے ان ستم گروں کے لیے کہ جو خود لوگوں کی خدا کی سرپرستی پر فوقیت

دے کر سرپرستی کرنے لگے ہیں۔ لوگوں کے ثواب کے لیے خدا کے ثواب کی جگہ پر اور لوگوں کی رضا و خوشنودی کے لیے خدا کی رضا و خوشنودی کے بدلے میں ہو گئے ہیں۔ پس اُمت ایسے دنوں میں چلی گئی ہے اور ان کے درمیان کوشش کرتی ہے۔ عبادت میں اسی طرح ہو گئے ہیں پھر یہ ان کی گمراہی کی بنیاد ہے اور یہ لوگ خود اپنے خیال میں خوش بین اور اپنے کردار کو پسند کرتے ہیں اور ان کی عبادت خود ان کی گمراہی کا سبب ہے اور ان کے پیروکار بھی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ اس صورتِ حال کے پیش نظر پیغمبروں اور رسولوں کے درمیان بھی ایسے واقعات ہوئے تھے جو عابدوں کے لیے تذکرہ اور یاد کرنے کے لیے ہیں۔

بے شک ان پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر تھے جو خدا کی اطاعت میں حدِ کمال کو پہنچے ہوئے تھے لیکن جب ان سے کسی وجہ سے ایک نافرمانی خدا ہو گئی تو وہ بہشت سے نکل گئے اور مچھلی کے پیٹ میں جا گرے تھے اور ان کے لیے نجات کا کوئی راستہ نہ تھا سوائے اس کے کہ وہ نافرمانی کا اعتراف کریں اور توبہ کریں اور اسی ترتیب سے تم شکل و شبیہوں سے علماء، دانش مندوں، یہود و رہبان کو پہچانو کہ انھوں نے بھی اپنے طریقے سے کتابِ خدا کا کتمان کیا اور اس میں انھوں نے تحریف کی اور وہ یہ ہیں کہ جو نہ تو اس تجارت سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ہی سیدھا راستہ پاتے ہیں۔ پھر ان سے ملتے جلتے لوگوں کو اس اُمت میں سے پہچان لو کہ یہ بھی ایسے ہی لوگ ہیں کہ جو کتاب کے حروف و الفاظ کو تو قائم رکھتے ہیں لیکن اس کی حدود و مقررات کی تحریف کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو رہبروں اور بزرگوں کے ساتھ ہمکاری کرتے ہیں اور جب اختلاف رہبروں، ہواپرستوں کے درمیان ہو جاتا ہے تو یہی گروہ اس کی معاونت کرتا ہے تاکہ دُنیا میں زیادہ مال حاصل کریں۔

حوالہ: روضۃ الکافی، ص 33، ح 16

☆......☆......☆

تقلید

(1) ہم سے بہت سے اصحاب نے بیان کیا، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے، انھوں نے عبداللہ بن یحییٰ سے، انھوں نے ابن مسکان سے، انہوں نے ابو بصیر سے، انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا اور کہا کہ میں نے آپؑ سے پوچھا کہ اس آیت "انھوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے علماء اور رہبانوں کو اپنا رب بنا لیا....." (سورۃ توبہ آیت 13)

کا مطلب کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا کہ ان (نصاریٰ) کو ان کے علماء اور رہبانوں نے اپنے نفسوں کی پرستش کی دعوت نہیں دی تھی اور اگر ایسی دعوت دیتے تو وہ قبول نہ کرتے لیکن ان کے علماء نے یہ کیا کہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال بتایا بس انھوں نے (خدا کو چھوڑ کر) اپنے علماء کی تقلید کی اس طرح لاشعوری طور پر ان کی عبادت کی۔

حوالہ: اصولِ کافی جلد اوّل صفحہ 112 باب 29 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 27 صفحہ 124 باب 10 حدیث 1؛ المحاسن صفحہ 246 حدیث 246؛ تفسیر نور الثقلین جلد چہارم صفحہ 70

(2) روایت کیا علی بن ابراہیم نے انھوں نے محمد بن عیسیٰ سے، انھوں نے یونس سے، انھوں نے جمیل سے، انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے فرمایا: لوگ تین قسم کے ہوتے ہیں عالم، متعلّم اور ہرزہ کار (جو حق و باطل کو نہیں جانتے)۔ پس ہم (آلِ محمدؐ) عالم ہیں، ہمارے شیعہ متعلّم ہیں اور بقیہ لوگ ہرزہ کار۔

حوالہ: اصول کافی جلد اوّل صفحہ 75 باب 04 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 27 صفحہ 18 باب 03 حدیث 5

(3) بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے، انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے حسن بن محبوب سے، انہوں نے معاویہ بن وہب سے، انہوں نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا آپؑ نے فرمایا: علم دین حاصل کرو اور حلم و وقار سے اس کو زینت دو اور فروتنی کرو ان کے لیے جن سے علم حاصل کرتے ہو اور جبر پسند عالم نہ بنو ورنہ تمہاری باطل پرستی حق سے تم کو ہٹا دے گی۔

حوالہ: اصولِ کافی، جلد اول، ص 78 باب 6، حدیث 1؛ امالی شیخ صدوقؒ (اردو) حصہ دوم، ص 86 مجلس 57 حدیث 9 (اسناد دیگر)

(4) بیان کیا علی بن ابراہیم نے، انھوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے، انھوں نے یونس بن عبدالرحمٰن سے، انھوں نے

عبدالرحمٰن بن حجاج سے، انھوں نے کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ اپنے آپ کو دو عادتوں سے بچاؤ کہ ان کی وجہ سے لوگ ہلاک ہو گئے ایک یہ کہ اپنی رائے سے فتویٰ نہ دو اور دوسری یہ کہ جو بات نہیں جانتے اس میں پیروی ظن نہ کرو۔

حوالہ: اصول کافی جلد اوّل صفحہ 90 باب 12 حدیث 2

(5) بیان کیا محمد نے، انہوں نے احمد سے، انھوں نے ابن ابی فضال سے، انھوں نے ابی بکیر سے، انھوں نے حمزہ بن طیار سے، کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تمہارے لیے کسی امر میں کچھ کہنا یا کرنا سزاوار نہیں ہے جس کا تم کو علم نہیں ہے بہتر ہے کہ اس سے رک جاؤ اور اس امر کے بارے میں آئمہ ہدیٰؑ کی طرف رجوع کرو کہ وہ تم کو اس امر میں صحیح راستہ بتائیں گے اور نادانی کو تم پر واضح کر دیں گے اور امر حق کی معرفت کرائیں گے کیونکہ خدا فرماتا ہے: ''اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو۔'' (الانبیاء آیت 7)

حوالہ: اصول کافی جلد اوّل صفحہ 105 باب 17 حدیث 10

(6) بیان کیا حسین بن محمد اشعری نے، انھوں نے معلّی بن محمد سے، انھوں نے حسن بن علی الوشاء سے، انھوں نے اپنے بہت سے اصحاب سے، انھوں نے احمد بن محمد سے، انھوں نے ابن افضال سے، ان سب نے عاصم بن حمید سے، انہوں نے محمد بن مسلم سے، انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ آپؑ نے فرمایا کہ امیر المومنینؑ نے اپنے ایک خطبے میں فرمایا ''لوگو! فتنوں کی ابتداء خواہشات نفسانی کی پیروی اور اپنی طرف سے ان احکام کی ایجادات سے ہوئی ہے جو کتاب اللہ کے سراسر خلاف ہوتے ہیں اور لوگ لوگوں کو اس میں صاحب تصرف بنا لیتے ہیں پس حق اگر باطل کی صورت سے سامنے آتا ہے تو صاحبان عقل سے پوشیدہ نہ رہتا اور حق خالص صورت میں ہوتا تو اختلاف پیدا ہی نہ ہوتا لیکن ہوتا یہ ہے کہ کچھ باطل سے لیا جاتا ہے اور کچھ حق سے اور یہ دونوں غلط ملط ہو کر لوگوں کے سامنے آتے ہیں اس صورت میں شیطان اپنے اولیاء پر غالب آ جاتا ہے اور باطل سے وہی لوگ نجات پاتے ہیں جن کے لیے مشیت ایزدی میں بہترین منزلت ہے۔''

حوالہ: اصول کافی جلد اول صفحہ 113 باب 20 حدیث 1؛ نہج البلاغہ، ص 136، خطبہ 50؛ بحار الانوار، جلد دوم، ص 291، حدیث 8

(7) بیان کیا محمد بن یحییٰ نے، انھوں نے اپنے بعض اصحاب سے، انہوں نے علی بن ابراہیم سے، انھوں نے اپنے باپ (ابراہیم) سے، انھوں نے ہارون بن مسلم سے، انھوں نے مسعدہ بن صدقہ سے، انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام

سے اور بیان کیا علی بن ابراہیم نے، انھوں نے اپنے باپ سے، انھوں نے ابن محبوب سے۔ انھوں نے امیر المومنینؑ سے مرفوعاً روایت کیا کہ آپؑ نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک سب سے بدتر دشمن دو ہیں ایک وہ کہ خدا نے چھوڑا اس کے کام کو اس پر کہ سلب توفیق کی اس سے کہ وہ امام حق سے بے مکابرہ واختلاف امر حق کو حاصل کرے پس وہ راہِ راست سے ہٹ گیا اور اپنے پُر از بدعت کلام کا عاشق بن گیا اور بجائے احکام قرآن اور صحیح دلائل کو لینے کے وہ روزہ اور نماز پر فریفتہ ہو کر رہ گیا اور ایک فتنہ ہے اپنے مریدوں کے لیے اور راہ حق سے ہٹانے والا ہے اپنی زندگی میں ان لوگوں کو جو اس کی بات قبول کریں اور اپنی موت کے بعد بھی اپنی پیروی کرنیوالوں کے لیے۔ وہ دوسروں کے گناہوں کا اٹھانے والا ہے اور اپنے گناہوں میں گرفتار ہے۔ دوسرا وہ قاضی اور مفتی وغیرہ ہے جو جہل مرکب کا شکار ہو کر دوسروں کو جہالت میں پھانستا ہے اور فتنوں کو پھیلانے میں مدد دیتا ہے اور عوام الناس نے جو جاہل ہیں اس کو عالم سمجھ رکھا ہے حالانکہ اس کا ایک دن بھی احکام الٰہیہ کے متعلق شبہ سے خالی نہیں۔ اس کے جہل مرکب کا نشان یہ ہے کہ جلدی جلدی اس نے بہت کچھ حاصل کر لیا اس چیز کو جس کا کم بہتر ہے اس کے زیادہ سے۔ یہاں تک کہ جب وہ آب گندہ سے سیراب ہو گیا اور لاطائل باتوں سے پُر ہو گیا تو قاضی بن بیٹھا اور لوگوں کو شبہات سے نکالنے کا ضامن بن بیٹھا۔ اگر اس نے اپنے سے پہلے کے قاضی کے حکم کی مخالفت کی تو وہ بے خوف نہ ہوا اس سے کہ بعد میں آنے والا اس کے حکم کو اس طرح توڑ دے گا جس طرح اس نے اپنے سے پہلے کے حکم کو توڑا ہے اور اگر کوئی سخت مسئلہ سامنے آ جاتا ہے تو اپنی رائے سے انٹ سنٹ بیان کرنے لگتا ہے پھر ان نامعقول باتوں پر معاملہ کو ختم کر دیتا ہے اور شبہات کی پردہ پوشی کے لیے حکم لگا تا ہے جس کی مثال مکڑی کے جالا تننے کی ہے۔ نہ اسے یہ پتا ہے کہ یہ رائے اس کی صحیح ہے یا غلط۔ اور اس کے گمان میں یہ بات نہیں کہ جس سے انکار کیا ہے علم اسی میں ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ پیروی ظن اور قیاس آرائی میں پڑا ہوا ہے مذہب اس سے بالکل الگ ہے اگر قیاس کرتا ہے ایک چیز کا دوسری چیز پر بسبب دونوں کے مشابہ ہونے کے تو اپنی فکر کو غلط نہیں سمجھتا۔ اگر کوئی اور مخفی اس پر تاریک ہو جاتا ہے یعنی اپنے قیاس کی راہ میں نہیں پاتا تو چھپاتا ہے اس کو اپنے جہالت آگیں علم سے تاکہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ وہ نہیں جانتا پس جسارت کر کے حکم لگاتا ہے اور کنجی بنتا ہے اندھاپن کی، بسیار شبہات کی اور شکوک اوھام سے خیط الحواسی کرتا ہے۔ جو نہیں جانتا اس کے متعلق عذر نہیں کرتا تاکہ گمراہی سے بچے اور پوری قوت سے علم حاصل نہیں کرتا تاکہ غنیمت علم و دانش حاصل کرے اور احادیث اس طرح پراگندہ کرتا ہے جیسے تیز ہوا گھاس کو۔ اس کے غلط حکم دینے سے میراث روتی ہے اور مظلوموں کے خون چیخیں مارتے ہیں، اس نے اپنے فتوے سے حرام شرمگاہوں کو حلال کر دیا اور اپنے فیصلے سے حلال

شرمگاہوں کو حرام کر دیا جو احکام اس سے صادر ہوئے وہ ان کے لیے پُراز علم نہیں اور علم حق کے متعلق جو کثرت سے اعادہ کرتا ہے وہ اس کا اہل نہیں۔

حوالہ: اصول کافی، جلد اوّل، ص 116، باب 20، حدیث 6؛ نہج البلاغہ، حصّہ اوّل، ص 91، خطبہ 17؛ تذکرۃ الاطہار ترجمہ الارشاد شیخ مفید، صفحہ 181

(8) علی بن ابراہیم نے بیان کیا کہ ان سے ان کے باپ نے، ان سے ابن ابی عمیر نے، ان سے محمد بن حکیم نے انہوں نے کہا کہ میں نے امام موسیٰ کاظمؑ سے کہا میں آپؑ پر فدا! ہم نے دین کا علم حاصل کیا اور اللہ نے ہمیں لوگوں پر (علم کے معاملے میں) غنی کیا یہاں تک کہ ہم میں سے کچھ لوگ جب جلسوں میں جاتے ہیں اور لوگ ہم سے سوال کرتے ہیں تو ہم ان کے جواب دیتے ہیں اس لیے کہ خدا نے ہم پر احسان کیا ہے آپ لوگوں کی وجہ سے لیکن بعض اوقات ایسے سوالات بھی سامنے آ جاتے ہیں کہ ہم نے ان کا جواب نہ آپ سے حاصل کیا نہ آپ کے آبائے طاہرینؑ سے پس ایسے موقع پر جو ہمیں آتا ہے اس کے ہر پہلو پر غور کر کے جواب دے دیتے ہیں۔ پس امامؑ نے فرمایا: اے ابن حکیم افسوس ہے افسوس ہے کیا یہ صحیح ہے؟ جو ایسا کرتا ہے اللہ نے اسے ہلاک کیا۔ خدا لعنت کرے ابوحنیفہ پر کہ وہ کہتا ہے اس مسئلہ میں علیؑ یہ کہتے ہیں اور میں یہ کہتا ہوں۔ محمد بن حکیم نے کہا کہ میں نے ہشام بن عبدالحکم سے کہا واللہ میں چاہتا تھا کہ مجھے دین میں قیاس کرنے کی اجازت مل جاتی۔

حوالہ: اصول کافی جلد اوّل صفحہ 118 باب 20 حدیث 9

(9) بیان کیا محمد بن یحییٰ نے، انھوں نے احمد بن محمد سے، انھوں نے وشاء سے انہوں نے مثنّی حناط سے، انہوں نے ابو بصیر سے، انہوں نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم پر کبھی ایسے مسائل پیش آ جاتے ہیں جن کا جواب ہم کو نہ قرآن سے ملتا ہے اور نہ حدیث سے پس ہم خود غور کر کے (استنباط کر کے) جواب دے دیتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا خبردار! ایسا نہ کرنا کیونکہ اگر تمہارا یہ غور و فکر (قیاس یا استنباط) ٹھیک بھی ہوا تو بھی کوئی اجر نہیں ملے گا اور اگر غلط ہوا تو تم نے خدا پر جھوٹ بولا۔

حوالہ: اصول کافی جلد اول صفحہ 199 باب 20 حدیث 11

(10) علی بن ابراہیم نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے، انھوں نے یونس سے، انھوں نے حریز سے انھوں نے زرارہ سے روایت کی ہے کہا کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے حلال و حرام کے متعلق پوچھا تو آپؑ نے فرمایا: جس کو رسول اکرمؐ نے حلال بتایا ہے وہ قیامت تک حلال ہے اور جسے حرام قرار دیا ہے وہ قیامت تک حرام ہے اس کے سوا

اب کوئی شریعت نہ ہوگی اور حضرت علیؑ نے فرمایا جس نے شریعت میں کوئی نئی چیز ایجاد کی اس نے حضرت رسولؐ خدا کے طریقہ کو چھوڑ دیا۔

حوالہ: فروع کافی جلد اول صفحہ 122 باب 20 حدیث 19

(11) بیان کیا علی نے، انھوں نے محمد بن عیسیٰ سے، انھوں نے یونس سے، انہوں نے حماد سے، انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا کہ آپؑ نے فرمایا: ہر وہ چیز جس کی احتیاج (ضرورت) لوگوں کو ہوتی ہے کتاب اور سنت میں موجود ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 124 باب 21 حدیث 04

(12) بیان کیا محمد بن یحییٰ نے، انہوں نے احمد بن محمد سے، انہوں نے ابن فضال سے، انہوں نے ثعلبہ بن میمون سے، انہوں نے معلّٰی بن خنیس سے، انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ: نہیں ہے ایسا کوئی امر جس میں دو آدمی اختلاف رکھتے ہوں مگر یہ کہ وہ کتاب اللہ میں ہے لیکن لوگوں کی عقول ان تک نہیں پہنچتیں۔

حوالہ: اصول کافی جلد اوّل صفحہ 125 باب 21 حدیث 06

(13) ہم سے بہت سے اصحاب نے بیان کیا، انہوں نے احمد بن محمد بن خالد سے، انھوں نے اسماعیل بن مہران سے انھوں نے سیف بن عمیرہ سے، انھوں نے ابی المغرا سے، انہوں نے سماعہ سے، انہوں نے امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت کیا کہا کہ میں نے آپؑ سے پوچھا کہ کیا ہر چیز جو لوگ کہتے ہیں وہ قرآن و سنت نبیؐ میں موجود ہے اور جو آپؑ کہتے ہیں کیا وہ بھی موجود ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا (جی ہاں) ہر شئے کتاب اللہ اور احادیثِ نبوی میں موجود ہے۔

حوالہ: اصول کافی جلد اوّل صفحہ 128 باب 21 حدیث 10

(14) بیان کیا محمد بن موسیٰ بن متوکل نے، کہا کہ مجھ سے علی بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے محمد بن عیسٰی بن عبید سے، انہوں نے یونس بن عبدالرحمٰن سے، انھوں نے داؤد بن فرقد سے، انہوں نے ابن شبرمہ سے روایت کیا، ابن شبرمہ بیان کرتا ہے کیا میں تم لوگوں کے سامنے وہ حدیث بیان کروں جس کو میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے؟ اور قریب تھا کہ اس (حدیث) کے سننے سے میرا دل پھٹ جاتا وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا اور انہوں نے میرے دادا سے سنا اور انہوں نے رسولؐ خدا سے سنا اور ابن شبرمہ کہتا ہے کہ خدا کی قسم میں نے اپنے باپ پر جھوٹ نہیں بولا اور نہ میرے باپ نے میرے دادا پر جھوٹ بولا اور نہ میرے دادا نے حضور اکرمؐ پر جھوٹ بولا۔ رسولِ خدا نے فرمایا: جو شخص بھی دین میں قیاس پر عمل کرے گا وہ ہلاک ہوگا۔ اور جن کو فتویٰ دے گا ان کو بھی ہلاک کرے گا جو شخص ناسخ و منسوخ اور محکم و متشابہ کے بارے میں نہیں جانتا اور فتوے جاری کرتا ہے تو وہ خود بھی ہلاک

ہونے والا ہے اور دوسروں کو بھی ہلاک کرنے والا ہے۔
حوالہ: امالی شیخ صدوقؒ (اردو) حصہ دوم صفحہ 204 مجلس 65 حدیث 10

(15) امیر المومنینؑ فرماتے ہیں...... ''جب ان میں سے کسی ایک کے سامنے کوئی معاملہ فیصلہ کے لیے پیش ہوتا ہے تو وہ اپنی رائے سے اس کا حکم لگا دیتا ہے پھر وہی مسئلہ بعینہٖ دوسرے کے سامنے پیش ہوتا ہے تو وہ اس پہلے کے حکم کے خلاف حکم دیتا ہے پھر یہ تمام کے تمام قاضی اپنے اس خلیفہ کے پاس جمع ہوتے ہیں جس نے انہیں قاضی بنا رکھا ہے تو وہ سب کی آرا کو صحیح قرار دے دیتا ہے حالانکہ ان کا اللہ ایک، نبی ایک اور کتاب (قرآن) ایک ہے (انہیں غور تو کرنا چاہیے) کیا اللہ نے انہیں اختلاف کا حکم دیا تھا جو یہ اختلاف کر کے اس کا حکم بجا لاتے ہیں۔ اس نے تو حقیقتاً اختلاف سے منع کیا ہے اور یہ اختلاف کر کے عمداً اس کی نافرمانی کرنا چاہتے ہیں۔ یا یہ کہ اللہ نے دین کو ادھورا چھوڑ دیا تھا اور ان سے تکمیل کے لیے ہاتھ بٹانے کا خواہشمند ہوا یا یہ کہ کیا اللہ کے شریک تھے کہ انہیں اس کے احکام میں دخل دینے کا حق ہو اور اس پر لازم ہو کہ وہ اس پر رضامند ہے یا یہ کہ اللہ نے تو دین مکمل اتارا تھا مگر اس کے رسولؐ نے اس کے پہنچانے اور ادا کرنے میں کوتاہی کی تھی؟ اللہ نے قرآن میں تو یہ فرمایا ہے کہ ہم نے کتاب میں کسی چیز کے بیان کرنے میں کوتاہی نہیں کی اور اس میں ہر چیز کا واضح بیان ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ قرآن کے بعض حصّے بعض حصوں کی تصدیق کرتے ہیں اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔''
حوالہ: نہج البلاغہ (مترجم) جلد اوّل صفحہ 103 خطبہ 18 مطبوعہ محمد علی فاونڈیشن اسلام آباد۔

(16) امام جعفر صادق علیہ السلام: تقلید سے بچو، پس جس نے اپنے دین میں تقلید کر لی وہ ہلاک ہو گیا۔ (پھر آپؑ نے سورۃ التوبہ، آیت 13 کی تلاوت کی)۔
حوالہ: تصحیح الاعتقادات شیخ مفیدؒ، ص 72

ہر مسئلہ میں کتاب وسنّت کی طرف رجوع کرنا واجب ہے

(1) امام محمد باقر علیہ السلام: اُولوا الامر اور ہادیوں کا کام استنباطِ احکام ہے۔ جس نے اُولی الامر اور اہلِ استنباط کو انبیاء و مرسلین کے گھروں سے نکال کر اور لوگوں کو ہادی قرار دیا تو اس نے امر خداوندی کی مخالفت کی اور جاہلوں کو اُولی الامر قرار دیا۔ (ملخصاً)
حوالہ: الکافی، جلد ہشتم، ص 117، حدیث 92؛ وسائل الشیعہ، جلد 18، ص 46، حدیث 1؛ کمال الدین شیخ صدوق،

ص213، حدیث 2

(2) امیرالمومنین علی علیہ السلام: اے کمیل! (دین میں) نبوت ہے، رسالت ہے اور امامت ہے۔ اس کے بعد صرف موالی اور اتباع کرنے والے لوگ ہیں یا پھر جھوٹا دعویٰ کرنے والے بدعتی لوگ ہیں اور خدا تو صرف متقیوں کا عمل قبول کرتا ہے۔ اے کمیل! کچھ قبول نہ کر مگر صرف ہم (اہلِ بیتؑ) سے اس طرح تو ہم سے ہو جائے گا۔

حوالہ: تحف العقول، ص118؛ وسائل الشیعہ، جلد18، ص43، باب4، حدیث 20

(3) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اے یونس! بدعتی نہ بننا، جو اپنی رائے پر عمل کرے گا وہ ہلاک و برباد ہو جائے گا اور جو اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کے قول کو چھوڑے وہ کافر ہو جائے گا۔

حوالہ: اصولِ کافی، جلد اوّل، ص118، باب20، حدیث10؛ وسائل الشیعہ، جلد18، ص48، باب6، حدیث 6

(4) امیرالمومنین علی علیہ السلام: جو شخص اپنے دین کو لوگوں کی سنی سنائی باتوں سے لیتا ہے تو ایسے لوگ زائل بھی کر دیتے ہیں اور جو شخص اپنا دین قرآن وسنت سے لیتا ہے تو پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جاتے ہیں مگر وہ اپنے دین سے منحرف نہیں ہوتا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ، جلد 18، ص 76، باب 10، حدیث 12؛ بحارالانوار، جلد دوم، ص 105، طبع قدیم؛ تصحیح الاعتقادات شیخ مفیدؒ، ص72؛ اصولِ کافی (عربی) جلد اوّل، ص6؛ روضۃ الواعظین، ص22

احادیث کو نقل کرنا اور لوگوں میں پھیلانا واجب ہے

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: راوی نے آپؑ سے پوچھا کہ ایک شخص جو آپ کی احادیث کو بکثرت نقل کرتا ہے اور انھیں لوگوں میں پھیلاتا ہے اور عام لوگوں کے اور آپ کے شیعوں کے دلوں میں انھیں راسخ کرتا ہے اور دوسرا بڑا عبادت گزار شیعہ ہے مگر وہ آپ کی احادیث نقل نہیں کرتا تو ان میں کون افضل ہے؟ آپؑ نے فرمایا: جو ہماری احادیث کو بکثرت روایت کر کے ہمارے شیعوں کے دلوں کی اصلاح کرتا ہے۔ ایسے ہزار عبادت گزاروں سے افضل ہے۔

حوالہ: اصولِ کافی، جلد اوّل، ص 73، باب 3، حدیث 9؛ بحارالانوار، جلد دوم، ص 145، حدیث 8؛ وسائل الشیعہ، جلد 18، ص 58، باب 8، حدیث 1؛ العوالم، جلد سوم، ص 463، حدیث 18؛ بصائر الدرجات، جلد اوّل، ص 40، باب 4، حدیث 6؛ الوافی، جلد اوّل، ص 144، حدیث 5

(2) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جو شخص میری اُمت میں سے ایسی چالیس حدیثیں یاد کرے جن سے لوگ فائدہ اُٹھائیں تو اسے خدا قیامت کے دن فقیہ عالم محشور فرمائے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ، جلد 27، ص 99، باب 8، حدیث 72؛ الخصال، شیخ صدوق، ص 541، باب 22، حدیث 17؛ بحارالانوار، جلد دوم، ص 154، حدیث 3

مقدمۂ عبادات

(1) امام محمد باقر علیہ السلام: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے نماز، زکوٰۃ، صوم، حج اور ولایت اور اسلام کی سب سے نمایاں چیز ولایت ہے۔ (لیکن افسوس کہ) لوگوں نے چار کو لیا اور ولایت کو چھوڑ دیا۔

حوالہ: اصول کافی جلد سوم صفحہ 252 باب 141 حدیث 3

(2) امام محمد باقر علیہ السلام: اسلام کا سنگِ بنیاد پانچ چیزوں پر رکھا گیا ہے یعنی نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے، حج کرنے، ماہ رمضان کا روزہ رکھنے اور ہم اہل بیتؑ کی ولایت کا اقرار کرنے پر۔ خدا نے پہلی چار چیزوں میں تو رخصت دی ہے مگر ولایت میں کوئی رخصت نہیں دی۔ چنانچہ جس کے پاس مال نہ ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے نیز جس کے پاس مال نہ ہو اس پر حج بھی نہیں ہے جو بیمار ہو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے گا اس پر کھڑا ہونا واجب نہیں ہے اسی طرح اس پر ماہ رمضان کا روزہ رکھنا واجب نہیں ہے مگر ولایت اہل بیتؑ ہر شخص پر ہر حال میں لازم ہے تندرست ہو یا بیمار، مالدار ہو یا غریب و نادار۔

حوالہ: الخصال شیخ صدوق صفحہ 278 حدیث 21؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 50 باب 1 حدیث 18

(3) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: کوئی قول نہیں مگر عمل کے ساتھ اور کوئی قول اور عمل نہیں مگر نیت کے ساتھ اور کوئی قول، کوئی عمل اور کوئی نیت نہیں مگر اس وقت جبکہ وہ سنت کے مطابق ہو۔

حوالہ: اصولِ کافی (عربی) جلد اوّل صفحہ 56 حدیث 9؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 186 حدیث 525؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 63 باب 05 حدیث 02؛ المحاسن صفحہ 222 حدیث 134؛ المقنعہ صفحہ 48؛ امالی شیخ طوسی (عربی) جلد اوّل صفحہ 346

(4) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لیے نماز پڑھے وہ مشرک ہے اور جو شخص کوئی ایسا عمل کرے جس کے کرنے کا خدا نے حکم دیا ہے مگر وہ اسے لوگوں کو دکھانے کے لیے کرے تو وہ بھی مشرک ہے کیونکہ خدا کبھی کسی ریاکار کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا۔

حوالہ: تفسیر قمی جلد دوم صفحہ 47؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 73 باب 11 حدیث 12

(5) امیر المومنین علی علیہ السلام: ریاکار کی تین علامتیں ہیں: (1) لوگوں کو دیکھ کر مسرت اور نشاط سے عبادت کرتا ہے۔ (2)

جب تنہا ہو تو سست روی سے کام لیتا ہے۔ (3) وہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کے تمام کاموں میں اس کی تعریف و توصیف کی جائے۔

حوالہ: اصول کافی (عربی) جلد دوم صفحہ 223 حدیث 8؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد چہارم صفحہ 261 حدیث 824؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 76 باب 13 حدیث 1

(6) حضور اکرم ﷺ: سب سے زیادہ اجر وثواب اس عبادت پر ملتا ہے جو سب سے بڑھ کر پوشیدہ طریقہ پر ادا کی جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اول صفحہ 80 باب 17 حدیث 07؛ قرب الاسناد صفحہ 64

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس شخص کو (نبی یا امام کی جانب سے) کسی کارِ خیر کے بجالانے پر کچھ مخصوص اجر وثواب کی خبر ملے اور وہ اس ثواب کے حصول کی غرض سے وہ کارِ خیر بجالائے تو اسے یقیناً وہ اجر وثواب مل جائے گا۔ اگرچہ وہ ثواب والی بات نبیؐ (یا امامؑ) نے نہ فرمائی ہو۔

حوالہ: ثواب الاعمال صفحہ 160 حدیث 1؛ المحاسن صفحہ 25 حدیث 02؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 81 باب 18 حدیث 1

(8) امیر المومنین علی علیہ السلام: وہ گناہ جس پر تمہیں اذیت (روحانی) پہنچے خدا کے نزدیک اس نیکی سے بہتر ہے جو تمہیں عجب و غرور میں مبتلا کردے۔

حوالہ: نہج البلاغہ حصّہ سوم صفحہ 630 قول 46؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 93 باب 23 حدیث 16

(9) امام زین العابدین علیہ السلام: زمین کا سب سے بہتر قطعہ رکن و مقام کے درمیان والا ہے اگر کسی شخص کو اتنی عمر عطا کی جائے جتنی عمر حضرت نوحؑ نے اپنی قوم میں گزاری تھی (یعنی ساڑھے نو سو سال) اور اس مقدس جگہ پر رہ کر دن کو روزہ رکھے اور رات کو جاگ کر خدا کی عبادت کرے مگر جب خدا کی بارگاہ میں جائے اور اس کے نامہ اعمال میں ہماری ولایت درج نہ ہو تو اسے یہ اتنی بڑی عبادت کچھ فائدہ نہیں دے گی۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 159 حدیث 17؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 103 باب 29 حدیث 11؛ عقاب الاعمال صفحہ 243 حدیث 02؛ امالی شیخ طوسیؒ (عربی) جلد اوّل صفحہ 131؛ مستدرک الوسائل جلد اوّل باب 27 حدیث 226

(10) امام محمد باقر علیہ السلام: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے نماز، زکوٰۃ، حج، روزہ اور ولایت۔ ان سب میں ولایت افضل

ہے اس لیے کہ وہ ان سب کی کنجی ہے اور ولی ان سب چیزوں کی طرف ہدایت کرنے والا ہے۔ اس کے بعد نماز کا درجہ ہے۔ فرمان رسولِ خدا ہے کہ نماز دین کا ستون ہے اس کے بعد زکوٰۃ ہے کہ خدا نے نماز کے بعد اس کا ذکر کیا ہے اور فرمان رسولِ خدا ہے کہ زکوٰۃ گناہوں کو دور کرتی ہے اس کے بعد حج ہے خدا کا فرمان ہے کہ حج خدا کی طرف سے ان لوگوں پر فرض کیا گیا ہے جو وہاں پہنچنے کی قدرت رکھتے ہوں۔ (آل عمران آیت 97)

اور فرمایا رسولِ خدا نے کہ ایک حج مقبول بہتر ہے بیس نافلہ نمازوں سے اور جو خانہ کعبہ کا طواف کرے اور سات سات بار گھومے اور دو رکعت اچھے طریقے سے بجالائے تو اللہ اس کے گناہ بخش دے گا اور آنحضرتؐ نے یوم عرفہ اور یوم مشعر ایسا فرمایا ہے۔ حج کے بعد روزہ ہے فرمان رسول خدا ہے کہ روزہ سپر ہے آتش دوزخ سے۔ افضل اشیاء وہ ہے کہ جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کے سوا چارۂ کار نہ ہو کہ اس کو بجالایا جائے اور بعینہ ادا کیا جائے۔ نماز، زکوٰۃ، حج اور ولایت ایسی عبادتیں ہیں کہ کوئی شئے ان کی قائم مقام نہیں ہوتی اور بغیر ادا کیے چارۂ کار نہیں لیکن روزہ اگر فوت ہو جائے یا قصر ہو یا ماہ رمضان میں سفر ہو تو جو روزے قضا ہو جائیں تو دوسرے وقت ان کو ادا کیا جا سکتا ہے اور اس گناہ کا بدلہ صدقہ سے ہو جائے گا اور قضا بجالانا ضروری نہ ہوگا لیکن باقی چار کے لیے ایسا نہیں۔ امر الٰہی کی چوٹی اور بلندی، اس کی کنجی اور باعث رضائے الٰہی اطاعتِ امامؑ ہے اس کی معرفت کے بعد اللہ فرماتا ہے جس نے رسولؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے روگردانی کی تو (اے رسولؐ) ہم نے تم کو ان کا نگران بنا کر نہیں بھیجا (النساء آیت 80)

آگاہ ہو کہ اگر کوئی شخص قائم الیل اور صائم النہار اور اپنا تمام مال راہِ خدا میں دے دے اور تمام عمر حج کرے لیکن ولایت ولی اللہ کو نہ پہچانتا ہو اور اس کے اعمال اس (ولی اللہ) کی رہنمائی میں نہ ہوں تو اللہ کے نزدیک نہ اس کا کوئی ثواب ہے اور نہ وہ اہل ایمان سے ہے۔ جو لوگ ان میں نیکوکار ہیں اللہ اپنی رحمت سے ان کو جنت میں داخل کرے گا۔

حوالہ: اصول کافی جلد اوّل صفحہ 254 باب 141 حدیث 05

(11) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: نیت کے بغیر کوئی عمل نہیں ہے اور یقین کے بغیر کوئی عبادت نہیں ہے اور تقویٰ کے بغیر کوئی کرامت نہیں ہے۔

حوالہ: مستدرک الوسائل جلد اوّل صفحہ 90 باب 05 حدیث 59

(12) امام علی رضا علیہ السلام: جو کوئی خدا کے لیے عمل کرتا ہے تو اس کا ثواب خدا کے ذمے ہے اور جو کوئی لوگوں (کے دکھانے) کے لیے عمل کرتا ہے تو اس کا ثواب لوگوں پر ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہر ریاکاری شرک ہے۔

حوالہ: مستدرک الوسائل جلد اوّل صفحہ 104 باب 11 حدیث 98

(13) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص اس دین میں لوگوں کے ذریعے داخل ہوگا تو وہ لوگ اس کو دین سے ویسے ہی باہر نکال دیں گے جیسے کہ داخل کیا تھا اور جو شخص کتاب سنت کے ذریعے اس میں داخل ہوگا پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل سکتے ہیں لیکن وہ نہیں ہٹے گا۔

حوالہ: غیبت نعمانی، صفحہ 22؛ میزان الحکمت جلد ہشتم صفحہ 476

(14) امام حسن عسکریؑ۔ عبادت زیادہ روزے رکھنے اور نمازیں پڑھنے کا نام نہیں ہے بلکہ عبادت امور الٰہی میں زیادہ غور و فکر کرنے کا نام ہے۔

حوالہ: بحار الانوار جلد 78 صفحہ 373؛ ضمیمہ قرآن از مقبول احمد دہلوی صفحہ 762 ضمیمہ 89 نوٹ 02؛ القطرہ من بحار، سیّد احمد المستنبط، جلد چہارم صفحہ 430؛ اصول کافی جلد سوم صفحہ 320 باب 156 حدیث 04

(15) امام زین العابدین علیہ السلام: بے شک جو لوگ امام (مہدیؑ) کی غیبت کے زمانہ میں ان کی امامت کے قائل ہیں اور ان کے ظہور کے منتظر ہیں وہ ہر زمانے کے لوگوں سے افضل ہیں کیونکہ خدا نے انہیں اس قدر عقل و فہم اور معرفت عطا فرمائی ہے کہ ان کے نزدیک غیب بمنزلہ حاضر ہے خدا نے انہیں مقام و منزلت کے اعتبار سے ان مجاہدین کی مثل قرار دیا ہے جنہوں نے رسول خداؐ کے ساتھ مل کر تلوار چلائی ہے وہ حقیقی مخلص ہمارے سچے شیعہ اور ظاہر بظاہر اور چھپ کر دین کی طرف بلانے والے ہیں۔

حوالہ: احتجاج طبرسی جلد دوم صفحہ 50؛ بحار الانوار جلد 52 صفحہ 152؛ القطرہ جلد چہارم صفحہ 477

(15) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اسلام برہنہ ہے اس کا لباس تقویٰ ہے اس کی زینت حیا ہے اس کا جوہر گناہوں سے پرہیز ہے اس کا کمال دین ہے اس کا ثمر عمل ہے ہر چیز کی ایک بنیاد ہوتی ہے اور اسلام کی بنیاد میرے اہل بیتؑ کی محبت ہے۔

حوالہ: اصول کافی (عربی) جلد دوم صفحہ 46 حدیث 02؛ بحار الانوار جلد 27 صفحہ 82

(16) امام جعفر صادق علیہ السلام: عبادت تین طرح کی ہے: (1) ایک عبادت خوفِ نار سے کی جاتی ہے۔ یہ غلاموں کی عبادت ہے۔ (2) دوسری عبادت طلب ثواب کے لیے کی جاتی ہے یہ تاجروں کی عبادت ہے۔ (3) تیسری عبادت محض حب اللہ کے لیے کی جاتی ہے یہ عبادت احرار ہے اور یہ تمام عبادات سے افضل ہے۔

حوالہ: اصول کافی جلد سوم صفحہ 366 باب 170 حدیث 5

(17) امام جعفر صادق علیہ السلام: لوگوں میں زیادہ پرہیز گار وہ ہے جو مشکوک معاملات میں جلدی نہ کرے (یعنی اگر کسی عمل میں

شک ہو تو جب تک یقین نہ ہو جائے بعض رہے)۔ زیادہ عبادت کرنے والا وہ ہے جو فرائض کو ادا کرتا ہے۔ زیادہ زہد والا وہ ہے جس نے حرام چیزوں کو چھوڑ دیا اور زیادہ زحمت اُٹھانے والا وہ ہے جو گناہ نہیں کرتا۔

حوالہ: الخصال شیخ صدوق (مترجم) جلد اوّل صفحہ 37 باب 1 حدیث 51

(18) امیر المومنین علی علیہ السلام: متقی کی بارہ علامتیں ہیں: (1) راست گوئی (2) ادائے امانت (3) ایفائے عہد (4) فخر اور بخل کم کرتے ہیں (5) صلۂ رحمی (6) کمزوروں پر رحم (7) عورتوں سے کم ہم بستری (8) حسن سلوک (9) حسن خلق (10) انتہائی بردباری (11) علم کی پیروی جو خدا کے قریب لے جائے (12) تحمل۔

حوالہ: الخصال (مترجم) جلد دوم صفحہ 284 باب 12 حدیث 9

(19) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: جو شخص ہمارے شیعوں سے دشمنی کرتا ہے وہ ہم سے دشمنی کرتا ہے اور ہمارے شیعہ وہ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، حج بیت اللہ کرتے ہیں، ماہ رمضان کے روزے رکھتے ہیں اور ہم اہل بیتؑ سے محبت کرتے ہیں اور ہمارے دشمنوں سے بیزاری اختیار کرتے ہیں۔ یہ ہیں حقیقی ایماندار، پرہیزگار، امانتدار جوان کی بات رد کرتا ہے گویا خدا کی بات رد کرتا ہے اور جوان پر طعن و تشنیع کرتا ہے گویا خدا پر طعن و طنز کرتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 50 باب 1 حدیث 22

(20) امام زین العابدین علیہ السلام: تمہارے اوپر درج ذیل حقوق ادا کرنا ضروری ہیں:

(۱) خدا کا سب سے بڑا حق تم پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ بناؤ پس جب تم خلوص نیت سے یہ کام انجام دو گے تو خدا اپنے اوپر لازم قرار دے گا کہ وہ تمہارے دنیا و آخرت کے امور کی کفایت کرے۔

(۲) نفس کا تم پر یہ حق ہیکہ اسے خدا کی اطاعت و فرمانبرداری میں مشغول رکھو۔

(۳) زبان کا یہ حق ہے کہ اسے فحش گوئی سے محترم رکھو اور اسے کلمۂ خیر کہنے اور یاوہ گوئی نہ کرنے اور جس بات کا کوئی فائدہ نہ ہو اس کے ترک کرنے اور لوگوں سے نیکی کرنے کی بات کرنے اور ان کے بارے میں اچھی بات کہنے کا عادی بناؤ۔

(۴) کان کا یہ حق ہے کہ اسے غیبت اور گلہ گوئی اور ہر اس آواز کے سننے سے منزہ رکھو جس کا سننا حلال نہیں ہے۔

(۵) آنکھ کا حق یہ ہے کہ اسے اس سے نیچے جھکائے رکھو جدھر نگاہ کرنا جائز نہیں ہے اور جدھر دیکھنے سے کوئی عبرت حاصل نہیں ہوتی۔

(۶) ہاتھوں کا یہ حق ہے کہ ان کو ادھر نہ پھیلاؤ اور نہ بڑھاؤ جدھر ان کا پھیلانا اور بڑھانا جائز نہیں ہے۔

(۷) پاؤں کا حق یہ ہے کہ ان سے چل کر ادھر نہ جاؤ جدھر جانا حلال نہیں کیونکہ انہی پاؤں سے پل صراط پر چلنا ہے پس غور کرو کہ پاؤں وہاں پھسل نہ جائے اور دوزخ میں نہ گر جاؤ۔

(۸) پیٹ کا حق یہ ہے کہ اسے حرام (غذا) کا ظرف نہ بناؤ اور شکم سیری کے اوپر اضافہ نہ کرو۔

(۹) شرمگاہ کا حق یہ۔ ہے کہ اسے زنا سے بچاؤ اور اس طرف نگاہ کرنے سے بھی اس کی حفاظت کرو۔

(۱۰) نماز کا حق یہ ہے کہ تم سمجھو کہ وہ خدائی بارگاہ میں حاضری اور حضوری کا نام ہے اور تم اس میں خدا کی بارگاہ میں کھڑے ہو پس جب یہ معلوم ہوگا تو تم اس طرح کھڑے ہو گے جس طرح کوئی بندہ ذلیل وحقیر، راغب، راہب، خائف وراجی، مسکین، متضرع اور جس کی بارگاہ میں کھڑا ہے اس کا معظم ومکرم (کسی بڑی سرکار میں) سکینہ ووقار کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے اور اپنے دل ودماغ کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوگا اور اس کو اس کے حدود وقیود کے ساتھ بجالائے گا۔

(۱۱) حج کا حق یہ ہے کہ یہ جانو کہ وہ تمہارے پروردگار کی بارگاہ میں تمہاری حاضری اور اپنے گناہوں سے فرار کا نام ہے اور اس میں تمہاری توجہ کی قبولیت ہے اور اس فرض کی ادائیگی ہے جو خدا نے تم پر فرض کیا ہے۔

(۱۲) روزے کا حق یہ ہے کہ تم جانو کہ وہ ایک پردہ ہے جو خدا نے جہنم سے بچنے کے لیے تمہاری زبان پر، کان پر، آنکھ پر، پیٹ پر اور شرمگاہ پر لٹکا رکھا ہے بس اگر تم روزہ نہیں رکھو گے تو گویا خدا کے اس پردہ کو پھاڑو گے۔

(۱۳) صدقہ کا حق یہ ہے کہ تم جانو کہ وہ خدا کی بارگاہ میں تمہارا ذخیرہ ہے اور وہ امانت ہے کہ کل کلاں تم اس کے ثابت کرنے کے لیے کسی گواہ کے محتاج نہیں ہو گے بلکہ تم آج جو امانت پوشیدہ طور پر اس کے پاس رکھو گے کل وہ تمہارے علانیہ رکھی ہوئی امانت سے قابل بھروسہ ہوگی اور یہ بھی جانو کہ جو (صدقہ) دنیا میں تم سے بلاؤں، مصیبتوں اور بیماریوں کو دور کرتا ہے۔ وہ آخرت میں دوزخ کی آگ کو دور کرے گا۔

(۱۴) قربانی کا حق یہ ہے کہ تم اسے محض خدا (کی خوشنودی) کی خاطر کرو نہ کہ مخلوق کی خاطر اور تمہارا اس سے مقصد محض اس سے رحمت کا حصول اور بروزِ قیامت اپنے روح کی نجات ہو۔

(۱۵) بادشاہ (وقت) کا حق یہ ہے کہ تم اس کے لیے آزمائش کا باعث بنائے گئے ہو اور خدا نے اسے تم پر حکومت دے کر اسے تمہارے بارے میں آزمائش میں ڈالا ہے تم پر لازم ہے کہ (خواہ مخواہ) اس کی ناراضی کے در پے نہ ہو ورنہ اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالو گے اور اس کی بدسلوکی میں برابر کے شریک بنو گے۔

(۱۶) استاد (یعنی جو علم سے تمہاری تربیت کرتا ہے) کا حق یہ ہے کہ اس کی تعظیم اور اس کی مجلس و محفل کی توقیر کرو اور پوری توجہ سے اس کی بات سنو اس پر اپنی آواز بلند نہ کرو اور جب اس سے کوئی سوال کرو تو اسے ہی جواب دینے دو تم جواب نہ دو اور اس کی مجلس میں بیٹھ کر کسی اور سے باتیں نہ کرو اور نہ ہی اس کے پاس کسی کا گلہ کرو اور جب تمہارے روبرو اس کی برائی کی جائے تو تم اس کا دفاع کرو اس کے عیبوں کو چھپاؤ اور اس کی خوبیوں کو ظاہر کرو کبھی اس کے دشمن کے پاس نہ بیٹھو اور اس کے دوست سے کبھی دشمنی نہ کرو جب تم ایسا کرو گے تو خدا کے فرشتے بھی گواہی دیں گے کہ تم نے خدا کی خاطر (للہ) اس سے علم حاصل کیا ہے لوگوں کے لیے (للنّاس) نہیں کیا ہے۔

(۱۷) مال و ملک سے جو تمہاری تربیت کرتا ہے اس کا حق یہ ہے کہ اس کی اطاعت کرو اور اس کی نافرمانی نہ کرو سوائے ان باتوں کے جو خدا کی ناراضی کا باعث ہوں کیونکہ جہاں خالق کی نافرمانی لازم آئے وہاں کسی بھی مخلوق کی اطاعت کرنا جائز نہیں ہے۔

(۱۸) رعایا کا حق یہ ہے کہ جب تم حاکم بنو تو یہ جانو کہ خدا نے ان کو تمہاری رعایا بنایا ہے کہ وہ کمزور ہیں اور تم طاقتور ۔پس واجب ہے کہ تم ان میں عدل و انصاف کرو اور تم ان کے لیے والد مہربان کی طرح بن کر رہو۔ اگر ان سے کوئی جاہلانہ حرکت سرزد ہو جائے تو انہیں معاف کر دو اور سزا دینے میں جلد بازی نہ کرو اور خدا نے تمہیں ان پر جو قوت و قدرت عطا کی ہے اس کا شکریہ ادا کرو۔

(۱۹) طالب علم (علمی رعایا) کا حق یہ ہے کہ تم یہ جانو کہ خدا نے تمہیں ان کا قیم و سرپرست اس لیے بنایا ہے کہ اس نے تمہیں علم و فضل عطا فرمایا ہے اور اس لیے تمہارے لیے اپنی حکمت و دانائی کا خزانہ کھولا ہے۔ پس اگر تم لوگوں کو پڑھانے میں بھلائی اور اچھائی کرو گے اور دل سے تنگ نہیں ہو گے تو خدا تمہارے فضل و کمال میں مزید اضافہ فرمائے گا۔ اور اگر تم لوگوں کو علم نہیں پڑھاؤ گے یا ان کی خواہش علم کے وقت ان سے درشتی اور بد خلقی کرو گے تو خدا پر لازم ہو گا کہ وہ تم سے علم اور اس کی رونق چھین لے اور تمہارا مقام لوگوں کی نظروں سے گرا دے۔

(۲۰) زوجہ کا حق یہ ہے کہ تم پہچانو کہ خدا نے اسے تمہارے لیے سکون و آرام اور انس و محبت کا باعث قرار دیا ہے پس یہ جانو کہ وہ خدا کا تم پر احسان ہے لہٰذا اس کا احترام کرو اور اس سے نرم روی اختیار کرو اگرچہ تمہارا حق اس پر بہت زیادہ ہے مگر اس کا بھی تم پر حق ہے کہ تم اس پر مہربانی کرو کیونکہ وہ تمہاری قید و بند میں ہے اسے

(اچھا) کھانا کھلاؤ اور (اچھا) لباس پہناؤ اور اگر اس سے کوئی جاہلانہ حرکت سرزد ہوجائے تو اس سے درگزر کرو۔

(۲۱) غلام (مملوک) کا حق یہ ہے کہ تم یہ جانو کہ وہ تمہارے پروردگار کی مخلوق اور تمہارے باپ (حضرت آدمؑ) اور ماں (حضرت حواؑ) کی اولاد ہے اور وہ تمہارا گوشت و پوست اور تمہارا خون ہے اور وہ تمہارا اس لیے غلام نہیں کہ خدا کے علاوہ تم نے اسے پیدا کیا ہے یا اس کے اعضاء و جوارح میں سے کوئی عضو تم نے بنایا ہے یا اس کو رزق تم نے دیا ہے۔ بلکہ یہ سب کچھ خدا نے کیا ہے پھر اس نے اسے تمہارا مسخر اور تابعدار بنایا ہے اور تمہیں اس کا امین بنا کر اسے بطور امانت تمہارے حوالہ کیا ہے تا کہ تم اس کے ساتھ جو بھی بھلائی کرو وہ اسے یاد رکھے پس تم اس کے ساتھ اسی طرح نیکی کرو جس طرح خدا نے تم سے کی ہے اور اگر تم اسے ناپسند کرتے ہو تو اسے تبدیل کردو اور خدا کی مخلوق کو عذاب نہ کرو......

(۲۲) ماں کا حق یہ ہے کہ تم یہ جانو کہ اس نے تمہیں اس طرح (اپنے پیٹ میں) اُٹھایا ہے جس طرح کوئی کسی کو نہیں اٹھاتا اور اس نے تجھے اپنے دل کے پھل میں سے وہ کچھ دیا جو کوئی کسی کو نہیں دیتا اور اس نے اپنے تمام اعضاء اور جوارح صرف کر کے تیری حفاظت کی اور کوئی پروا نہیں کی کہ وہ خود بھوکی رہی مگر تجھے کھلایا خود پیاسی رہی مگر تجھے پلایا خود ننگی رہی مگر تجھے پہنایا خود دھوپ میں رہی مگر تجھے سایہ کے تلے بٹھایا خود جاگی مگر تجھے سلایا (خود سردی و گرمی برداشت کی مگر) تجھے سردی اور گرمی سے بچایا۔ تو اس کا شکریہ ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا مگر یہ کہ خدا کی مدد اور اس کی توفیق تیرے شامل حال ہوجائے۔

(۲۳) باپ کا حق یہ ہے کہ تم یہ جانو کہ وہ تمہاری اصل و بنیاد ہے اگر وہ نہ ہوتا تو تم بھی نہ ہوتے پس تمہیں اپنے اندر جو کوئی چیز اچھی نظر آتی ہے تو اس نعمت کے حصول کا (ظاہری) سبب تیرا والد ہے۔ پس خدا کی حمد و ثناء کرو اور اس کا شکریہ ادا کرو۔

(۲۴) اولاد کا حق یہ ہے کہ تم یہ جانو کہ وہ تم میں سے ہے اور اس دنیا میں اپنی نیکی و برائی کے ساتھ وہ تمہاری طرف ہی منسوب ہے اور جو کچھ تم اس کی تربیت کرو گے اسے ادب سکھاؤ گے اسے خدا کی طرف رہنمائی کرو گے اور اس کی اطاعت و بندگی پر اس کی جس طرح امداد کرو گے تو اس کے بارے میں تم ہی سے سوال کیا جائے گا پس اس معاملہ میں اس شخص کی طرح کام کرو جسے یقین ہو کہ اگر اس (اولاد) سے بھلائی کرو گے تو اسے اجر و ثواب عطا کیا جائے گا اور اگر اس سے برائی کرو گے تو اسے عذاب و عقاب کیا جائے گا۔

(۲۵) بھائی کا حق یہ ہے کہ تم یہ جانو کہ وہ تمہارا (قوت) بازو ہے تمہاری عزت اور آبرو ہے اور تمہاری قوت و طاقت ہے پس تم اسے خدا کی نافرمانی کرنے کا ہتھیار نہ بناؤ اور نہ ہی مخلوق خدا پر ظلم و زیادتی کرنے کا سامان بناؤ اور اس کے دشمن کے خلاف اس کی امداد کرو اور اسے اچھی نصیحت کرنا ترک نہ کرو پس اگر وہ خدا کا اطاعت گزار ہے تو یہ سب کچھ کرو ورنہ خدا کی ذات تمہارے نزدیک زیادہ مکرم و محترم ہونی چاہیے۔

(۲۶) آقا اور منعم کا حق یہ ہے کہ تم یہ جانو کہ اس نے تم پر مال خرچ کر کے تمہیں غلامی کی ذلت سے نکال کر آزادی کی عزت و عظمت میں داخل کیا ہے اس نے تمہیں ملوکیت کی قید سے آزاد کیا ہے اور بندگی کی بیڑیوں سے چھڑایا ہے اور قید خانہ سے نکال کر تمہیں اپنے آپ کا مالک بنایا ہے اور اپنے پروردگار کی عبادت کے لیے فارغ کیا ہے اور یہ جانو کہ وہ تمہاری زندگی اور موت میں سب لوگوں سے تمہارے زیادہ قریب ہے اس لیے جان و مال سے الغرض جس چیز کی اسے ضرورت ہو اس کی نصرت کرنا تم پر واجب ہے۔

(۲۷) اس غلام کا جس پر احسان کر کے تم نے آزاد کیا ہے حق یہ ہے کہ تم جانو کہ خدا نے اسے آزاد کرنے کو تمہارے جہنم سے بچانے کا وسیلہ بنایا ہے اور اس دنیا میں ثواب یہ ہے کہ تم اس کے وارث ہو جبکہ اس کا کوئی رشتہ دار وارث نہ ہو یہ تمہارے مال خرچ کرنے کی مکافات ہے اور آخرت میں جنت ہے۔

(۲۸) جس نے تمہارے ساتھ نیکی اور بھلائی کی ہے اس کا حق یہ ہے کہ تم اس کا شکریہ ادا کرو اور اس کے احسان کو یاد رکھو اور اس کا اچھے الفاظ میں ذکر کرو اور اس کے لیے خدا کی بارگاہ میں مخلصانہ دعا کرو جب تم ایسا کرو گے تو (یہ سمجھا جائے گا کہ) تم نے پوشیدہ اور کھلم کھلا اس کے شکریہ کا حق ادا کر دیا اور پھر اگر کبھی اس کے احسان کا بدلہ احسان سے چکانے کا موقع ملے تو ضرور ایسا کرو۔

(۲۹) مؤذن کا حق یہ ہے کہ تم جانو کہ وہ تمہیں تمہارے پروردگار کی یاد دلاتا ہے اور تمہیں بلاتا ہے کہ خدائے عز و جل کا جو فرض تم پر ہے اسے ادا کر کے اجر و ثواب میں سے اپنا حصّہ اس سے وصول کرو پس تم اس کا اس طرح شکریہ ادا کرو جس طرح اپنے محسن کا کرتے ہو۔

(۳۰) پیشنماز کا حق یہ ہے کہ تم جانو کہ اس نے تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان سفیر بننے کی ذمہ داری اپنی گردن پر لی ہے اور اس نے تمہاری طرف سے گفتگو کی ہے تم نے اس کی طرف سے نہیں کی اس نے تمہارے لیے دعا کی ہے تم نے اس کے لیے نہیں کی اور خدا کی بارگاہ میں کھڑے ہونے کی ہیبت تا کی سے اس نے تمہاری کفایت کی ہے پس اگر اس میں کچھ نقص اور کمی ہے تو اس کی ذمہ داری اس پر عائد ہوتی ہے نہ

کہ تم پر۔ اور اگر مکمل ہے تو تم بھی اس کے ساتھ شریک ہو اور اسے تم پر کوئی فوقیت نہیں ہے (الغرض) اس نے اپنی جان سے تمہاری جان کو بچایا ہے اور اپنی نماز سے تمہاری نماز کو بچایا ہے اس لیے تمہیں اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔

(۳۱) ہمنشین کا حق یہ ہے کہ اس کے لیے نرم روی اختیار کرو، عام بول چال میں اس سے انصاف کرو اپنی مجلس سے اس کی اجازت کے بغیر اُٹھ کر نہ جاؤ ہاں جو شخص تمہارے پاس آ کر بیٹھے اسے تمہاری اجازت کے بغیر جانے کا حق حاصل ہے اس کی لغزشیں بھول جاؤ اس کی نیکیاں یاد رکھو اور اسے جب کوئی بات سناؤ تو اچھی ہی سناؤ۔

(۳۲) پڑوسی کا حق یہ ہے کہ جب وہ غیر حاضر ہو تو اس کی (یعنی اس کے مال اور عزت کی) حفاظت کرو اور اگر حاضر ہو تو اس کا احترام کرو اگر مظلوم ہو تو اس کی نصرت کرو اور اس کی بری باتوں کی ٹوہ نہ لگاؤ اور اگر اس کی کسی برائی کا پتہ چلے تو اسے چھپاؤ اور اگر یہ جانتے ہو کہ وہ تمہاری نصیحت قبول کرے گا تو پھر اسے خلوت میں نصیحت کرو اور کسی مصیبت کے وقت اسے تنہا نہ چھوڑو اس کی لغزش سے درگزر کرو اس کا گناہ معاف کرو اور اس کے ساتھ شریفانہ برتاؤ کرو۔

(۳۳) ساتھی کا حق یہ ہے کہ اس کے ساتھ مہربانی اور انصاف کے ساتھ محبت اختیار کرو اور جس طرح وہ تمہارا احترام کرتا ہے تم بھی اس کا احترام کرو اسے کسی بزرگی کا کام انجام دینے میں سبقت نہ لے جانے دو اور اگر وہ سبقت لے جائے تو پھر اس کے احسان کا بدلہ چکاؤ اور اس سے اسی طرح محبت کرو جس طرح وہ تم سے کرتا ہے اور اگر وہ کبھی خدا کی نافرمانی کرنے کا ارادہ کرے تو اسے زجر و توبیخ کرو تم اس کے لیے رحمت بن کر رہو عذاب بن کر نہ رہو۔

(۳۴) شریک کار کا حق یہ ہے کہ اگر وہ غیر حاضر ہو تو اس کی بھلائی کا اسے بدلہ (بھلائی) سے دو اور اگر حاضر ہو تو اس کی اور بھی زیادہ رعایت کرو اور اس کے فیصلہ کے خلاف تم اس پر اپنا فیصلہ مسلط نہ کرو اور اس سے افہام و تفہیم کیے بغیر اپنی رائے پر عمل درآمد نہ کرو اس کے مال کی حفاظت کرو اور اس کے کم یا زیادہ مال یا اس کے کسی معاملے میں خیانت نہ کرو کیونکہ دو شریکوں پر تب تک خدا کا دست (شفقت) ہوتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے خیانت نہ کریں۔

(۳۵) مال اور منال کا حق یہ ہے کہ اسے حلال ذرائع کے علاوہ کہیں سے حاصل نہ کرو اور صحیح مصرف کے سوا کہیں

اسے خرچ نہ کرو اور (مال کے سلسلہ میں) اس شخص کو اپنے اوپر ترجیح نہ دو جو تمہارا شکر گزار نہ ہو اس (مال) کو خدا کی اطاعت میں صرف کرو اور بخل سے کام نہ لو ورنہ انجام کار حسرت وندامت ہے اور اس کے ساتھ اس کے عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔

(۳۶) اس قرض خواہ کا جو تم سے اپنے حق کا مطالبہ کر رہا ہے حق یہ ہے کہ اگر تم مالدار ہو تو اس کا حق ادا کرو اور اگر غریب ونادار ہو تو اپنے میٹھے بول سے اسے راضی کرو اور بڑے لطیف پیرایہ میں اسے لوٹاؤ۔

(۳۷) تم سے میل جول رکھنے والے کا حق یہ ہے کہ اسے دھوکہ نہ دو اس سے بددیانتی نہ کرو اور اسے فریب نہ دو اور اس کے معاملہ میں خدا سے ڈرو۔

(۳۸) تمہارے اس دشمن کا حق جس نے تمہارے خلاف دعویٰ دائر کر رکھا ہے۔ یہ ہے کہ اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو تم اپنے خلاف اس کے گواہ ہو اور اس پر ظلم وتعدی نہ کرو اور اس کا حق پوری طرح ادا کرو اور اگر اس کا دعویٰ غلط ہے تب بھی اس سے نرم روی کرو اور اس کے معاملے میں نرم روی کے سوا کچھ نہ کرو اور اس کے معاملے میں پروردگار کو ناراض نہ کرو۔

(۳۹) تمہارے اس دشمن کا حق جس کے خلاف تم نے دعویٰ دائر کر رکھا ہے یہ ہے کہ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو اس سے عمدہ طریقے سے گفتگو کرو اور اس کے حق کا انکار نہ کرو اور اگر تم اپنے دعوے میں جھوٹے ہو تو پھر خدا سے ڈرو اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرو اور اپنا دعویٰ ترک کر دو۔

(۴۰) مشورہ طلب کرنے والے کا حق یہ ہے کہ اگر تم جانتے ہو کہ اس کی رائے درست ہے تو تم اسے اس سے آگاہ کر دو اور اگر نہیں جانتے تو اسے اس شخص کی طرف راہنمائی کرو جو (صحیح بات) جانتا ہو۔

(۴۱) مشورہ دینے والے کا حق یہ ہے کہ اگر اس کی رائے تمہارے موافق نہیں ہے تو اس پر (عمداً غلط مشورہ دے کر) تہمت نہ لگاؤ اور اگر اس کی رائے تمہاری رائے کے موافق ہے تو خدا کی حمد وثنا کرو۔

(۴۲) نصیحت طلب کرنے والے کا حق یہ ہے کہ اسے نصیحت کرو اور اس سلسلہ میں تمہارا طریقہ رحم دلانہ اور نرم دلانہ ہونا چاہیے۔

(۴۳) نصیحت کرنے والے کا حق یہ ہے کہ تم اس کے لیے تواضع کرو اس کی نصیحت پر کان لگاؤ۔ پس اگر وہ درست بات کہے تو خدا کی حمد وثنا کرو اور اگر اس کی بات درست نہ ہو تو بھی اس پر رحم کرو اور اسے متہم نہ کرو اور یہ سمجھو کہ اس نے (سہواً) غلطی کی ہے، مگر تم اس سے اس کا مواخذہ نہ کرو، مگر یہ کہ وہ اس تہمت کا مستوجب ہو تو

پھر تم اس کی کسی بات کی پروانہ کرو۔

(۴۴) بڑے بزرگ کا حق یہ ہے کہ اس کی کبرسنی کی وجہ سے اس کا احترام کرو کیونکہ وہ تم سے پہلے اسلام میں داخل ہے اور لڑائی جھگڑا میں اس کا مقابلہ نہ کرو اور راہ چلتے میں اس سے آگے نہ چلو اور اس سے جاہلانہ سلوک نہ کرو اور اگر وہ ایسا کرے تو تم اسے برداشت کرو اور پھر بھی اس کے اسلامی حق و خدمت کی وجہ سے اس کا اکرام کرو۔

(۴۵) چھوٹے کا حق یہ ہے کہ اس کی تعلیم و تربیت میں اس پر رحم کرو (اور اگر غلطی کرے تو) اس سے درگزر کرو اور اس کی پردہ پوشی کرو اور اس سے نرمی برتو اور (اچھے کام میں) اس کی اعانت کرو۔

(۴۶) سائل کا حق یہ ہے کہ اس کی ضرورت و حاجت کے مطابق اسے عطاو بخشش سے نوازو۔

(۴۷) مسئول (جس سے تم نے سوال کیا ہے) کا حق یہ ہے کہ اگر وہ کچھ دے تو اسے شکریہ کے ساتھ قبول کرو اور اگر کچھ نہ دے تو اس کی معذرت کو قبول کرو۔

(۴۸) جو شخص تمہیں خوش کرے اس کا حق یہ ہے کہ پہلے خدا کی حمد و ثنا کرو پھر اس شخص کا شکریہ ادا کرو۔

(۴۹) جو شخص تم سے برائی کرے اس کا حق یہ ہے کہ تم اس سے درگزر کرو اور اگر تم جانتے ہو کہ درگزر تمہارے لیے ضرررساں ہے تو پھر اس سے انتقام لو۔

(۵۰) اہل ملت (و دین) کا حق یہ ہے کہ ان کے لیے دل و دماغ میں سلامتی اور مہربانی کا پروگرام بناؤ اور ان کے برے سے بھی نرم روی اختیار کرو اور اس کی اصلاحِ احوال کی کوشش کرو اور ان کے محسن و نیکوکاروں کا شکریہ ادا کرو اور ان کے برے سے بھی ایذارسانی کو روکو اور ان کے لیے وہ کچھ پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو اور ان کے لیے وہ کچھ ناپسند کرو جو اپنے لیے ناپسند کرتے ہو۔ ملت کے بزرگوں کو بمنزلہ اپنے باپ کے اور اس کے نوجوانوں کو بمنزلہ اپنے بھائیوں کے سمجھو اور ان کی بوڑھی عورتوں کو بمنزلہ اپنی ماں کے اور چھوٹیوں کو بمنزلہ اپنی اولاد کے سمجھو۔

(۵۱) اہل ذمہ (اہل کتاب کے وہ کفار جو جزیہ ادا کرتے ہیں) کا حق یہ ہے کہ ان کی وہ بات قبول کرو جو خدا نے قبول کی ہے (یعنی جزیہ وغیرہ) اور جب تک وہ خدا سے کیا ہوا عہد و پیماں پورا کریں تب تک ان پر کسی قسم کا ظلم و جور نہ کرو۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 376 حدیث 1626؛ الخصال صفحہ 564 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ

جلد11 صفحہ 129 باب 03 حدیث 1؛ مکارم الاخلاق صفحہ 419؛ تحف العقول صفحہ 256؛ امالی شیخ صدوق صفحہ 301 حدیث 1

(21) امام جعفر صادق علیہ السلام: وہ شخص ہمارا شیعہ نہیں ہے جو زبان سے (شیعت کا) دعویٰ کرے مگر اپنے عمل سے ہمارے اعمال و آثار کی مخالفت کرے ہاں ہمارا شیعہ وہ ہے جو دل و زبان سے ہماری موافقت کا دعویٰ کرے اور مقام عمل میں ہمارے آثار اور نقوش پاء کی پیروی کرے اور ہمارے والے عمل بجالائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد11 صفحہ 176 باب 21 حدیث 16؛ السرائر صفحہ 147 حدیث 21

(22) امیر المومنین علی علیہ السلام: اے لوگو! جن چیزوں کا مجھے تمہارے بارے میں خطرہ ہے ان میں سب سے زیادہ خطرناک دو ہیں: (1) خواہش نفس کی پیروی۔ (2) لمبی امیدیں۔ کیونکہ خواہش نفس کی پیروی آدمی کو حق سے روک دیتی ہے اور لمبی امیدیں آدمی کو آخرت بھلا دیتی ہیں۔

حوالہ: نہج البلاغہ حصّہ اوّل صفحہ 131 خطبہ 41؛ وسائل الشیعہ جلد11 صفحہ 194 باب 32 حدیث 6

(23) امیر المومنین علی علیہ السلام: جو شخص خدا سے اپنے تعلقات خوشگوار بنائے گا تو خدا لوگوں سے اس کے تعلقات کو خوشگوار بنا دے گا اور جو شخص اپنی آخرت کے معاملات کی اصلاح کرے گا تو خدا اس کے دینوی معاملات کی اصلاح کر دے گا۔

حوالہ: نہج البلاغہ حصّہ سوم صفحہ 639 خطبہ 89؛ وسائل الشیعہ جلد11 صفحہ 204 باب 39 حدیث 4؛ المحاسن صفحہ 29 حدیث 13

☆......☆......☆

طہارت کے احکام

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر شئے پاک ہے جب تک اس کی نجاست کا علم ویقین نہ ہوجائے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 404 باب 37 حدیث 4

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر قسم کا پانی پاک متصور ہوگا جب تک اس کی نجاست کا یقین نہ ہوجائے۔
حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 22 باب 1 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 34 حدیث 1؛ مستدرک الوسائل جلد اول حدیث 318؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 109 باب 1 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 216 حدیث 621

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: پانی (سب نجس چیزوں کو) پاک کرتا ہے لیکن اگر خود نجس ہوجائے تو اسے پاک نہیں کیا جاسکتا۔
حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 22 حدیث 1 باب 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 34 حدیث 02؛ مستدرک الوسائل جلد اوّل صفحہ 185 حدیث 296؛ وسائل الشیعہ، جلد اوّل صفحہ 109 باب 1 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 215 حدیث 618

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: دریا اور سمندر کا پانی پاک ہے۔
حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 22 باب 1 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 110 باب 2 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 34؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 216 حدیث 622 اور 623؛ مستدرک الوسائل جلد اوّل صفحہ 187 حدیث 304 اور 305

آبِ کُر:

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: کُر کی مقدار تین بالشت لمبا، تین بالشت چوڑا اور تین بالشت گہرا ہے۔ (یعنی 3x3x3)
حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 24 باب 2 حدیث 7؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 34 حدیث 02 ؛ امالی شیخ صدوق صفحہ 514؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 165 باب 10 حدیث 2؛ مستدرک الوسائل جلد اول،

صفحہ 199 حدیث 344؛ بحارالانوار جلد 80 صفحہ 18 حدیث 10

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: کُر کا پانی (وزن کے حساب سے) ایک ہزار دوسو (۱۲۰۰) رطل ہے۔
حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 24 باب 2 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ، جلد اوّل صفحہ 126 باب 11 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 41 حدیث 113؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 10 حدیث 15

توضیح:

بالشتوں کے حساب سے پانی کم یا زیادہ ہوسکتا ہے اس لیے کہ کسی کے بالشت بڑے اور کسی کے چھوٹے ہوسکتے ہیں اس لیے معصومؑ نے وزن بتا دیا ہے تاکہ پریشانی ہی ختم ہوجائے۔ ایک ہزار دوسو رطل تقریباً تین سو ستتر (377) کلوگرام کے برابر ہوتا ہے (یعنی 9۔425 من)۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ بالشتوں کے اختلاف کی بجائے وزن کی طرف توجہ دینی چاہیے کہ کر کا وزن مذکورہ مقدار کا ہونا چاہیے۔

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب پانی کی مقدار ایک کُر ہو تو اسے کوئی چیز نجس نہیں کرسکتی۔
حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 25 باب 2 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 35 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 126 باب 11 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اول صفحہ 40 حدیث 109؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 6 حدیث 2

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس پانی میں مویشی پیشاب کرتے ہوں، کتے پانی پیتے ہوں اور جنب آدمی نہاتے ہوں تو اگر وہ بقدر ایک کر ہے تو نجس نہیں ہے۔
حوالہ: فروع کافی جلد اول صفحہ 23 باب 2 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 120 باب 09 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 120 باب 09 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 39 حدیث 107 اور صفحہ 226 حدیث 651؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 06 حدیث 1 اور صفحہ 20 حدیث 45؛ مستدرک الوسائل جلد اوّل صفحہ 198 حدیث 340

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر پانی کی بو مردار کی بو پر غالب آجائے تو اس پانی سے وضو کیا جاسکتا ہے اور اس کے پینے میں بھی کوئی حرج نہیں لیکن اگر پانی میں تغیر پیدا ہوجائے اور مزہ بدل جائے تو اس پانی سے نہ تو وضو ہوگا اور نہ ہی پیا جائے گا۔

حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 25 باب 03 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 216 حدیث 625؛ وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 110 باب 03 حدیث 1؛ الاستبصار جلداوّل صفحہ 12 حدیث 19

(10) امام جعفر صادق علیہ السلام: بدبودار پانی سے وضو جائز ہے لیکن اگر اور (صاف) پانی موجود ہو تو اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 26 باب 03 حدیث 06؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 217 حدیث 626؛ وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 111 باب 03 حدیث 02؛ الاستبصار جلداوّل صفحہ 12 حدیث 20

(11) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس صاف پانی میں حیوانات پیشاب کرتے ہوں تو اگر اس پیشاب سے اس پانی میں تغیر پیدا ہو جائے تو اس سے وضو جائز نہیں اور اگر یہ پیشاب اس پانی میں کوئی تبدیلی نہ لائے تو پھر جائز ہے اور یہی حکم خون وغیرہ (اور بقیہ) نجاسات کا ہے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 40 حدیث 111؛ الاستبصار جلداوّل صفحہ 09 حدیث 9؛ وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 111 باب 03 حدیث 03

(12) امام جعفر صادق علیہ السلام: ایسے پانی کے حوض جن میں پیشاب کیا جاتا ہو تو اگر پانی کے رنگ (اور بو) میں پیشاب کی وجہ سے کوئی تبدیلی واقعہ نہ ہو تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 415 حدیث 1311؛ الاستبصار جلداوّل صفحہ 22 حدیث 53؛ وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 112 حدیث 03 باب 07

(13) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جن حوضوں سے درندے، کتے اور حیوانات پانی پیتے ہوں تو ان حوضوں کا پانی (اگر بمقدار ایک کُر ہو تو) استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلداوّل صفحہ 36 حدیث 10؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 414 حدیث 1307؛ وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 121 باب 09 حدیث 05

آبِ قلیل

توضیح: ایک کُر سے کم مقدار پانی کو قلیل پانی کہتے ہیں۔

(14) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی مٹکے میں نوسو (۹۰۰) رطل پانی کی گنجائش ہو اور اس میں تھوڑا سا خون پڑ جائے تو نہ

تو وہ پانی پیا جائے گا اور نہ ہی اس سے وضو جائز ہے۔ (اس لیے کہ یہ کر سے کم ہے اور کر بارہ سو رطل کا ہوتا ہے)۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 418 حدیث 1320؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 199 باب 08 حدیث 07؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 23 حدیث 56

(15) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر ساکن پانی میں مردار پڑا ہو تو اس سے وضو کرنا جائز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جس طرف مردار پڑا ہو اس سے مخالف طرف وضو کیا جائے۔ (یہ رخصت مجبوری کی حالت میں ہوگی)

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 26 باب 03 حدیث 05؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 39 حدیث 21؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 122 باب 09 حدیث 8؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 408 حدیث 1284 ؛الاستبصار جلد اوّل صفحہ 21 حدیث 50

(16) امام جعفر صادق علیہ السلام: برسات کا جو پانی گڑھوں میں جمع ہوتا ہے تو اگر اس میں مردار پڑا ہو تو وضو کیا جا سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ پانی بد بودار نہ ہوا ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 26 باب 03 حدیث 04

(17) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی جنب ہو اور آبِ قلیل اس کو ملے اور ہاتھ بھی گندے ہوں اور پانی نکالنے کے لیے کوئی برتن بھی نہ ہو تو وہ بسم اللہ پڑھ کر اپنے ہاتھ پانی میں ڈال کر دھوئے پھر غسل کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 25 باب 03 حدیث 03؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 37 حدیث 15؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 149 حدیث 425؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 37 باب 08 حدیث 04؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 128 حدیث 438

توضیح:

یہ اجازت اس وقت متصور ہوگی جب کوئی اور صورت موجود نہ ہو۔

(18) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: کسی کی نکسیر پھوٹی اور اس کے ساتھ ناک کا مواد بھی شامل ہو گیا جس کی وجہ سے چھوٹے چھوٹے خون کے ٹکڑے بن گئے اور ان ہی ٹکڑوں سے کوئی ٹکڑا اس کے وضو والے برتن تک پہنچ گیا تو اگر اس خون کے ٹکڑے کی وجہ سے پانی میں کوئی اثر ظاہر نہ ہو تو وضو جائز ہے لیکن اگر اس کا اثر بالکل آشکار ہو تو وضو جائز نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 74 حدیث 16؛ تہذیب الاحکام جلد اول صفحہ 412 حدیث 1299؛ الاستبصار، جلد اول صفحہ 23 حدیث 57؛ وسائل الشیعہ جلد اول صفحہ 118 باب 08 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 38 حدیث 18 (بروایت امام جعفر صادقؑ)

(19) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کسی کی نکسیر پھوٹی اور ایک قطرہ بھی اس کے وضو کے پانی میں گر گیا تو اس سے وضو جائز نہیں ہے۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات۔

(20) امام جعفر صادق علیہ السلام: کسی برتن میں مرغی چونچ ڈال کر پانی پیے تو اگر اس کی چونچ پر ظاہر نجاست لگی ہو تو اس پانی کو نہ پینا جائز ہے اور نہ ہی اس سے وضو جائز ہے لیکن اگر یہ معلوم نہ ہو سکے کہ آیا اس کی چونچ کے ساتھ کوئی نجاست لگی ہے یا نہیں تو پھر اس پانی کو پینے اور اس سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 37 حدیث 18؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 119 باب 08 حدیث 5

(21) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی شخص کے پاس پانی کے دو برتن ہوں اور ان میں سے ایک میں کوئی نجاست گر جائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ کس برتن میں گری ہے تو ان دونوں برتنوں کا پانی انڈیل دے اور تیمم کرے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 249 حدیث 713؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 21 حدیث 48؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 118 باب 08 حدیث 2

(22) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی جنب آدمی ہاتھ دھونے سے پہلے بھول کر یا جان بوجھ کر اس برتن میں ہاتھ ڈال دے جس میں غسل کے لیے پانی رکھا گیا ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن شرط یہ ہے کہ ہاتھ پر کسی قسم کی کوئی نجاست نہ لگی ہو اگر منی یا پیشاب جیسی کوئی نجاست ہاتھ پر لگی ہو تو پھر اس پانی کو انڈیل دے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 36 باب 08 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 118 باب 08 حدیث 3

(23) امام جعفر صادق علیہ السلام: بدبودار پانی سے وضو جائز ہے لیکن اگر اور پانی ہو تو اس سے اجتناب کیا جائے۔

حوالہ: فروع کافی اوّل صفحہ 20 باب 3 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 111 باب 3 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل، صفحہ 217 حدیث 626؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 12 حدیث 20

(24) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اگر پانی میں چھپکلی گر جائے تو اس سارے پانی کو بہا دینا چاہیے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 36 حدیث 10؛ تہذیب الاحکام جلد اول صفحہ 238 حدیث 690؛ الاستبصار

جلداول صفحہ 41 حدیث113؛ وسائل الشیعہ جلداول صفحہ 138 باب19 حدیث 5

(25) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص اپنے اس برتن میں جس سے کئی بار وضو یا غسل کر چکا تھا یا اس سے کئی بار کپڑے دھو چکا تھا ایسے چوہے کو دیکھے جس کی چمڑی ادھڑی ہوئی ہو تو اگر اس سے وضو یا غسل کرنے یا کپڑے دھونے سے پہلے اس چوہے کو پانی میں دیکھا تھا اور بعد میں جان بوجھ کر اس پانی سے وضو یا غسل کیا یا کپڑے دھوئے تو اس پر لازم ہے کہ کپڑوں کو پاک کرے اور ہر اس چیز کو دھوئے جسے یہ پانی لگا ہے اور اس پانی سے کیے ہوئے وضو سے پڑھی نمازوں کا اعادہ کرے لیکن اگر ان کاموں سے فارغ ہو چکنے کے بعد پہلی بار اسے دیکھے تو البتہ اب اس پانی کو نہ چھوئے اس کے علاوہ اس پر کچھ نہیں ہے۔

حوالہ: من لایحضرہُ الفقیہ جلداول صفحہ 41 حدیث 26؛ وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 113 باب 4 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلداول صفحہ 418 حدیث 1322 اور 1323

آبِ جاری:

(26) امام جعفر صادق علیہ السلام: سمندر (اور دریا) کا پانی پاک ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلداول صفحہ 22 حدیث 04؛ وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 110 باب 2 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلداول صفحہ 216 حدیث 622 اور 623؛ قرب الاسناد صفحہ 84

(27) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: سمندر کے پانی سے وضو جائز ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلداول صفحہ 110 باب 2 حدیث 2؛ قرب الاسناد صفحہ 84؛ المعتبر صفحہ 7

(28) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: گرم پانیوں کے چشمے جو پہاڑوں سے نکلتے ہیں اور ان سے گندھک کی بو آتی ہے ان کے پانی سے وضو تو کیا جا سکتا لیکن پینا نہیں چاہیے۔

حوالہ: من لایحضرہُ الفقیہ جلداوّل صفحہ 41 حدیث 24؛ وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 157 باب 12 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 389 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 101 حدیث 441؛ المحاسن صفحہ 579 حدیث 47

بارش کا پانی:

(29) امام جعفر صادق علیہ السلام: بارش کا پانی پاک ہے اور ہر وہ چیز جس پر برس جائے پاک ہو جاتی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اول صفحہ 39 باب 9 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 115 باب 6 حدیث 3

(30) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس چھت پر پیشاب کیا جاتا ہو اگر اس پر بارش برسے اور چھت ٹپکنے لگے تو اگر پانی زیادہ برس گیا ہو تو ٹپکنے والا پانی پاک ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 35 حدیث 04؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 115 باب 06 حدیث 1

(31) امام جعفر صادق علیہ السلام: بارش کا کیچڑ جس میں پیشاب، پاخانہ اور خون سب کچھ ہو اور اس سے کپڑا آلودہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ بارش کا کیچڑ نجس نہیں ہوتا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 35 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 116 باب 6 حدیث 5

(32) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: بارش کی گیلی مٹی (کیچڑ) اگر بارش برسنے کے تین دن بعد تک کپڑے وغیرہ کو لگ جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن اگر علم ہو جائے کہ بارش برسنے کے بعد کسی چیز نے اسے نجس کر دیا تو پھر نجس متصور ہوگی۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 39 باب 09 حدیث 04 (بروایت امام رضاؑ)؛ وسائل الشیعہ جلد اول صفحہ 166 باب 06 حدیث 04؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 41 حدیث 163؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 267 حدیث 783؛ السرائر از ابن ادریس حلیؒ صفحہ 486

(33) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: کسی مکان میں پائخانہ پڑا ہو اور اس پر بارش برس جائے اور بارش برسنے کے بعد کوئی قطرہ کپڑے پر لگ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اول صفحہ 116 باب 06 حدیث 06؛ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 13 حدیث 03

(34) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر ایک شخص حالت جنابت میں بارش میں کھڑا ہو جائے اور اپنا سر دھوئے اور پورا جسم دھوئے حالانکہ وہ دوسرے پانی سے غسل کرنے کی قدرت بھی رکھتا ہو تو اگر اس کی نیت غسل جنابت کرنے کی ہے تو بارش میں کیا گیا غسل کافی ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 41 حدیث 27؛ تہذیب الاحکام جلد اول صفحہ 411 حدیث 1297 اور صفحہ 418 حدیث 1321؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 115 باب 06 حدیث 2

(35) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: ایسا شخص جو بارش کے پانی سے گزر رہا ہو اور اس پانی میں شراب بھی ہو اور اس پانی سے اس کے کپڑے آلودہ ہو جائیں تو اسے کپڑے یا پاؤں دھونے کی ضرورت نہیں بلکہ اسی حالت میں نماز پڑھ سکتا ہے کیونکہ بارش نے شراب کی نجاست کو زائل کر دیا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 35 حدیث 07؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 115 باب 06 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 411 حدیث 1297 اور صفحہ 418 حدیث 1321

(36) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر دو پرنالوں میں سے ایک سے پیشاب اور دوسرے سے بارش کا پانی بہہ کر آ رہا ہو اور دونوں مل جائیں پھر اس مخلوط پانی سے کپڑا بھیگ جائے تو نجس نہیں ہوگا۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 38 باب 9 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 411 حدیث 1296؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 114 باب 05 حدیث 3

(37) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: ایسے گھر کی چھت جس پر پیشاب کیا جاتا ہو اور غسل جنابت کیا جاتا ہو اگر بارش برسے اور بارش کا پانی جاری ہو جائے تو اس کا پانی لے کر نماز کے لیے وضو کیا جا سکتا ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 35 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 411 حدیث 1297 اور صفحہ 418 حدیث 1321؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 115 باب 06 حدیث 02

(38) امام جعفر صادق علیہ السلام: مکان کی چھت سے پانی بہہ رہا ہو لیکن اس میں کچھ تغیر معلوم ہو اور نجاست بھی دیکھی جائے جس کے قطرے اوپر (کپڑوں وغیرہ پر) لگے ہوں اور وہ گھر ایسا ہو جس کی سطح پر وضو کرتے ہیں تو لباس نجس نہیں ہوگا۔

حوالہ: فروع کافی جلد اول صفحہ 38 باب 09 حدیث 03؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 115 باب 06 حدیث 03

کنویں کا پانی:

(1) امام رضا علیہ السلام: کنویں کا پانی وسیع ہے اسے کوئی چیز نجس نہیں کر سکتی مگر یہ کہ اس کی وجہ سے اس میں کوئی تغیر (تبدیلی) پیدا ہو جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 127 باب 14 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 409 حدیث 1287؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 33 باب 17 حدیث 887؛ مستدرک الوسائل جلد اوّل صفحہ 202 حدیث 353 (بروایت حضور اکرمؐ)

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر پانی سے کھال کا کوئی ٹکڑا نکل آئے تو احتیاطاً ایک ڈول پانی نکال دو ویسے کوئی قابل توجہ بات نہیں کیونکہ اکثر چھپکلی اپنی کھال گرا دیتی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 29 حدیث 8 باب 4؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 139 باب 19 حدیث 9؛ من لا

یحضرہ الفقیہ (عربی) جلداوّل صفحہ 15 حدیث 30؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 419 حدیث 1325

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر چوہا کنویں میں گر کر مر جائے اور اس کی کھال اتر جائے تو سات ڈول کھینچتا ہوں گے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 138 باب 19 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اول صفحہ 239 حدیث 691؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 39 حدیث 110

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: سور کے بالوں سے بنی ہوئی رسی سے پانی کھینچ کر وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 30 باب 04 حدیث 30؛ وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 139 باب 14 حدیث 2

نوٹ: یہ اس صورت میں ہوگا جب رسی پانی کو نہ چھوے۔ اور جو اس حدیث کو لے کر شیعوں پر اعتراز کرتے ہیں ان کے اپنے ہاں خود اسی طرح موجود ہے۔

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: ایک کنویں سے پانی کھینچا گیا اور اس سے وضو کیا گیا کپڑے دھوئے گئے اور آٹا گوندھا گیا مگر بعد میں معلوم ہوا کہ اس میں کوئی مردار موجود تھا تو کوئی حرج نہیں نہ کپڑا دوبارہ پاک کیا جائے گا نہ ہی نماز کا اعادہ کیا جائے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 128 باب 14 حدیث 04؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 234 حدیث 677؛ الاستبصار جلداوّل صفحہ 32 حدیث 85؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلداوّل صفحہ 11 حدیث 20؛ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 07 حدیث 12

(6) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کنویں اور پائخانہ یا مویشیوں کے باڑے میں صرف پانچ ہاتھ یا اس سے کم وبیش فاصلہ ہو تو اس پانی سے وضو یا غسل کیا جا سکتا ہے کیونکہ پائخانہ کنویں سے دور یا قریب ہو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہاں اگر کنویں کے پانی میں پائخانے کی وجہ سے کوئی تغیر پیدا ہو جائے تو پھر جائز نہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 123 باب 14 حدیث 3؛ فروع کافی جلداوّل صفحہ 32 باب 5 حدیث 4؛ من لا یحضرہٗ الفقیہ جلداوّل صفحہ 13 حدیث 23؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 411 حدیث 1294؛ الاستبصار جلداوّل صفحہ 46 حدیث 129

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کنویں میں چوہا گر کر مر جاتا ہے اور کوئی شخص لاعلمی میں اس پانی سے وضو کرتا ہے اور نماز پڑھتا ہے (اور کپڑے بھی دھو لیتا ہے) تو جب علم ہو جائے کہ اس کنویں میں چوہا مرا ہوا ہے تو بھی نماز ٹھیک ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں نہ ہی دوبارہ کپڑے پاک کرنے کی ضرورت ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 128 باب 14 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 233 حدیث 671

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر چوہا کنویں میں گر جائے اور زندہ نکل آئے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر کنویں میں مر کر پھٹ جائے تو پھر سات ڈول کھینچے جائیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 129 باب 14 حدیث 9؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 233۔ حدیث 673؛ الاستبصار جلداوّل صفحہ 31 حدیث 83

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کنویں میں خشک یا تر پائخانہ کی پوٹلی گر جائے تو کنویں کا پانی نجس نہیں ہوگا لیکن شرط یہ کہ آبِ کثیر موجود ہو۔ (یعنی ایک کر سے زیادہ)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 129 باب 14 حدیث 10؛ تہذیب الاحکام جلداول صفحہ 416 حدیث 1312؛ الاستبصار جلداوّل صفحہ 42 حدیث 117

(10) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کنویں میں چوہا یا کوئی چوپایا گر کر مر جائے اور اس پانی سے آٹا گوندھ کر روٹی پکائی جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ جو کچھ تھا اسے آگ کھا جائے گی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 129 باب 14 حدیث 12؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 413 حدیث 1303؛ الاستبصار جلداوّل صفحہ 29 حدیث 74؛ من لایحضرہ الفقیہ جلداوّل صفحہ 38 حدیث 18

(11) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کنویں میں چھپکلی گر کر مر گئی اور پھر پھول کر پھٹ گئی تو کنویں سے سات ڈول پانی کھینچ دو اور اگر ڈول کھینچنے سے پہلے وضو کر کے نماز پڑھ لی یا کپڑے پاک کر لیے تو کوئی حرج نہیں نہ نماز کے اعادے کی ضرورت ہے نہ ہی کپڑے دوبارہ دھونے کی ضرورت ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلداوّل صفحہ 42 حدیث 32؛ الاستبصار جلداوّل صفحہ 41 حدیث 114؛ وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 130 باب 14 حدیث 13؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 245 حدیث 707

توضیح:

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑی سی تشریح کر دی جائے تا کہ آسان ہو جائے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ کنویں کا پانی نجس نہیں ہو سکتا جب تک رنگ، بو یا ذائقہ تبدیل نہ ہو۔ اور یہاں چھپکلی کے گر کر مرنے اور پھٹ جانے سے سات ڈول نکالنے کا اس لیے فرمایا گیا ہے تا کہ طبعی نفرت دور ہو جائے ورنہ کنویں کا پانی نجس نہیں ہے اگر نجس ہو گیا ہوتا تو پھر

امام تمازکے اعادے اور کپڑے دوبارہ دھونے کا حکم فرماتے حالانکہ ایسا حکم نہیں دیا بلکہ فرمایا کوئی حرج نہیں لہٰذا کوئی یہ نہ سمجھے کہ جب کنویں کا پانی نجس نہیں ہوسکتا تو پھر ڈول نکالنے کا حکم کیوں دیا گیا وہ صرف اس لیے کہ طبعی نفرت دور ہوجائے۔

(12) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کنویں میں کوڑا کرکٹ گرجائے تو کوئی حرج نہیں وضو کیا جاسکتا ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 42 حدیث 33؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 130 باب 14 حدیث 14

(13) امام رضا علیہ السلام: اگر کنویں میں پیشاب یا خون کے قطرے گرجاتے ہیں یا اس میں کچھ پائخانہ گرجاتا ہے تو اس سے چند ڈول نکال دو۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 27 باب 04 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 131 باب 14 حدیث 15؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 244 حدیث 705؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 44 حدیث 124

(14) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر تم جنب ہو اور کنویں کے پاس جاؤ مگر پانی کھینچنے کے لیے کچھ نہ ہو تو پھر پاک خاک سے تیمم کرلو مگر کنویں میں داخل ہوکر لوگوں کا پانی خراب نہ کرو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 131 باب 14 حدیث 16؛ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 65 حدیث 9؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 185 حدیث 535

توضیح:

یہاں بھی کوئی یہ نہ سمجھے کہ جب کنویں کا پانی نجس نہیں ہوسکتا تو پھر داخل ہونے سے منع کیوں فرمایا گیا۔ واضح رہے کہ یہاں کنویں میں داخل ہونے سے منع اس لیے نہیں فرمایا گیا کہ پانی نجس ہوجائے گا بلکہ اس لیے کہ لوگوں کو طبعی نفرت محسوس ہوگی یا یہ کہ داخل ہونے سے نیچے کی مٹی اٹھ جائے گی اور پانی گدلا ہوجائے گا اس لیے پانی کو خراب نہ کرنے کا حکم دیا اگر نجاست ہونے کا احتمال ہوتا تو حکم نجس نہ کرنے کا ہوتا۔ نیز داخل ہونے سے منع اس لیے بھی کیا گیا کہ کنویں میں داخل ہونے سے ڈوب جانے کا خطرہ بھی ہوتا ہے لہٰذا کر پانی کے نجس نہ ہونے کا حکم بھی درست ہے اور یہ حکم بھی درست ہے ان میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

(15) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کنویں میں کوئی چھوٹا سا چوپایا مرجائے یا اس میں کوئی جنب آدمی داخل ہوجائے تو سات ڈول کھینچے جائیں اور اگر کنویں میں کوئی بیل مرجائے یا اس میں شراب انڈیل دی جائے تو پھر سارا پانی کھینچا جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 132 باب 15 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 241 حدیث 695؛

الاستبصار جلد اوّل صفحہ 34 حدیث 93

توضیح:

یہاں بھی کوئی تضاد نہیں ہوگا۔ چھوٹا چوپایا گرنے سے یا جب آدمی کے داخل ہونے سے سات ڈول نکالے جائیں اس لیے کہ طبعی نفرت دور ہوجائے ورنہ پانی نجس نہ ہوگا اسی طرح اگر بیل مرجائے یا شراب انڈیل دی جائے تو سارا پانی نکالنا ہوگا۔ کیونکہ بیل اگر کنویں میں مرے گا تو یقیناً پانی کے ذائقہ اور بو میں تغیر آجائے گا اس لیے نجس ہوجائے گا اور یہی صورت شراب میں بھی ہوگی۔

(16) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کنویں میں خون کا قطرہ یا نشہ آور نبیذ یا پیشاب یا شراب گر جائے تو تیس ڈول نکالے جائیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 132 باب 15 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 241 حدیث 698؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 35 حدیث 95 اور صفحہ 45 حدیث 125

توضیح:

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ شراب، نشہ آور نبیذ، پیشاب یا خون کا قطرہ گرنے سے پانی نجس نہ ہوگا جب تک کہ اس کا ذائقہ، بو یا رنگ میں تبدیلی نہ آجائے۔ مسئلہ نمبر 15 میں جو شراب بیان ہوئی وہ اتنی مقدار میں ہونی چاہیے جو کنویں کے پانی کو متغیر کردے لیکن اس مسئلہ میں مقدار ایک قطرہ یا کم وبیش بیان ہوئی ہے اور جو ڈول نکالنے کا حکم ہے تو وہ ہر جگہ صرف اس لیے کہ طبیعت کی کراہت دُور ہوجائے۔

(17) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کنویں میں خون یا شراب یا میت یا خنزیر گر جائے تو سب کا ایک حکم ہے کہ بیس ڈول نکالے جائیں اور اگر کنویں میں بدبو پیدا ہوجائے تو اس قدر پانی کھینچا جائے کہ بدبو دور ہوجائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 133 باب 15 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 241 حدیث 697 ؛الاستبصار جلد اوّل صفحہ 35 حدیث 96

توضیح:

واضح رہے کہ کنویں کا پانی نجس نہیں ہوتا جب تک متغیر نہ ہوجائے یہاں بھی کوئی تضاد نہیں ہے۔ رہی بات بدبودار ہونے کی تو یہ متغیر ہونا مقصود ہوگا اس لیے فرمایا کہ اتنا پانی نکالو کہ بو جاتی رہے تو اگر پانی بدبودار ہو چکا ہے تو یقیناً سارا پانی نکالنا

پڑے گا۔اورڈول نکالنے کا حکم اسی صورت میں ہے کہ طبعی کراہت رفع ہوجائے۔

(18) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کنویں میں چوہے اور بلی کے قد کاٹھ سے لے کر بھیڑ، بکری کی جسامت تک کا کوئی جاندار گر کر مر جائے تو سات ڈول نکالے جائیں اور اگر گدھے اور اونٹ کی جسامت تک کا کوئی جاندار گر کر مر جائے تو پانی کا ایک کُر نکالا جائے گا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 40 حدیث 22؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 133 باب 15 حدیث 05 ؛تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 235 حدیث 679؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 34 حدیث 91

(19) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کنویں میں چڑیا جو کہ سب سے چھوٹی چیز ہے گر جائے تو صرف ایک ڈول نکالا جائے۔

حوالہ: من لایحضرہٗ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 40 حدیث 22؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 133 باب 15 حدیث 05؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 235 حدیث 679؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 34 حدیث 91

(20) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر اس بچے کا پیشاب کنویں میں گر جائے جس کا دودھ چھڑایا جا چکا ہو تو صرف ایک ڈول کھینچا جائے اور اگر بڑے آدمی کا پیشاب گر جائے تو پھر چالیس ڈول کھینچے جائیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 134 باب 16 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 243 حدیث 700؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 34 حدیث 90

(21) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کنویں میں بارش کا ایسا پانی گر جائے جس میں انسانی بول و براز یا حیوانی گوبر وغیرہ کی آمیزش ہو تو تیس ڈول نکالے جائیں اگرچہ اس سے بدبو ہی کیوں نہ پیدا ہو چکی ہو۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 43 حدیث 35؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 134 باب 16 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 413 حدیث 1300؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 43 حدیث 120

(22) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کنویں میں چوہا، بلی، مرغی، کتّا یا کوئی پرندہ گر جائے اور مر جائے تو اگر نہ پھولے (پھٹے) اور نہ پانی کا ذائقہ تبدیل ہو تو صرف پانچ ڈول نکالنا کافی ہیں لیکن اگر پانی کا رنگ، بو یا ذائقہ تبدیل ہو جائے تو اس قدر پانی نکالو کہ بدبو دُور ہو جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 136 باب 17 حدیث 06؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 237 حدیث 684 اور صفحہ 233 حدیث 675؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 37 حدیث 102

(23) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کنویں میں کوئی ایسی چیز گر جائے جو خون جہندہ نہ رکھتی ہو جیسے بچھو اور گبریلا وغیرہ کیڑے

مکوڑے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 28 باب 04 حدیث 05؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 136 باب 17 حدیث 10؛
تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 230 حدیث 666

(24) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: ایک آدمی بکری ذبح کر رہا تھا کہ وہ پھڑکی اور اس حالت میں کنویں میں گرگئی کہ اس کی رگوں سے خون جاری تھا تو تیس سے چالیس ڈول نکالے جائیں پھر وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 29 باب 04 حدیث 07؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 141 باب 21 حدیث 1؛
تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 246 حدیث 709 اور صفحہ 409 حدیث 1288؛ قرب الاسناد صفحہ 84

(25) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: ایک آدمی مرغی یا کبوتر کو ذبح کر رہا ہو وہ پھڑک کر اسی حالت میں کنویں میں جا گرے تو چند ڈول کھینچے جائیں پھر وضو کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

(26) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر نجاست کی وجہ سے کنویں کا رنگ، بو یا ذائقہ تبدیل ہو جائے تو پھر تراوح کیا جائے یعنی صبح سے شام تک آدمیوں کا ایک گروہ (جس میں کم از کم چار آدمی شامل ہوں) اس طرح پانی کھینچے گا کہ یکے بعد دیگرے دو دو آدمی پانی کھینچیں گے (اور اس طرح ایک دوسرے کو راحت و آرام پہنچائیں گے۔) اس طرح پانی پاک ہو جائے گا۔ (لیکن یہ اس صورت میں ہوگا جبکہ مقرر ڈول نکالنے کے باوجود تغیر زائل نہ ہو)۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 143 باب 23 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 284 حدیث 832

(27) امام جعفر صادق علیہ السلام: کنویں کے نزدیک گندی نالی ہے جس سے پیشاب بہتا ہے تو اگر کنویں کی سطح بلند اور گندی نالی کی سطح پست ہے اور ان کے درمیان تین یا چار ہاتھ کا فاصلہ ہے تو کنواں نجس نہیں ہوگا لیکن اگر فاصلہ کم ہے تو نجس ہوگا۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 31 باب 05 حدیث 02؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 143 باب 24 حدیث 1؛
تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 410 حدیث 1293؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 46 حدیث 128

(28) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کنویں کی سطح پست اور گندی نالی کی سطح بلند اور ان کے درمیان نو ہاتھ کا فاصلہ ہو تو پانی نجس نہ ہوگا لیکن اگر فاصلہ کم ہے تو نجس ہوگا۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

(29) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کنویں کی سطح اور گندی نالی کی سطح برابر ہو اور پیشاب بہہ جاتا ہو اور زمین پر رُکتا نہ ہو تو کوئی حرج نہیں اور اگر تھوڑا (معمولی) رک بھی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

(30) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر زمین نرم ہو تو کنویں اور گندی نالی کے درمیان سات ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیے۔ (اگر فاصلہ کم ہوا تو نجس ہو جائے گا) اور اگر سخت اور پتھریلی زمین ہو تو گندی نالی اور کنویں کے درمیان پانچ ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 31 باب 05 حدیث 03؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 144 باب 24 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 410 حدیث 1291؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 45 حدیث 127

آب مضاف کے احکام

توضیح: آب مضاف وہ پانی ہے جس پر قید و اضافت کے ساتھ لفظ پانی کا اطلاق کیا جائے مثلاً انار کا پانی، انگور کا پانی، بیری کے پتوں کا پانی اور کافور کا پانی وغیرہ۔

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: دودھ سے وضو کرنا کسی صورت بھی جائز نہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 146 باب 1 حدیث 1، 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 188 حدیث، 540 اور صفحہ 219 حدیث 628؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 14 حدیث 26 اور جلد اوّل صفحہ 15 حدیث 28؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 39 حدیث 20

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: نبیذ سے وضو جائز ہے لیکن یہ نبیذ پانی ہی ہوگا جس میں کھجور (خرما) کے چند دانے ڈالے جاتے ہیں۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 39 حدیث 20؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 146 باب 02 حدیث 03

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کھجور (خرما) کے دانے پانی کے رنگ کو متغیر (تبدیل) کر دیں تو اس سے وضو جائز نہیں ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 39 حدیث 20

(4) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: گلاب کے پانی سے وضو اور غسل جائز ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 148 باب 3 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 218 حدیث 627؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 14 حدیث 27

مائع اور سیال چیزوں کے احکام

(1) امام محمد باقر علیہ السلام: جب چوہا گھی میں گر کر مر جائے تو اگر گھی منجمد (جما ہوا) ہے تو چوہے کو اور جس مقام کو اس نے چھوا ہے اس سمیت اس کے اردگرد والے حصے کو پھینک دو اور باقی کو کھاؤ (یا استعمال میں لاؤ) اور اگر گھی پگھلا ہوا ہے تو پھر کھانا جائز نہیں البتہ اس سے چراغ جلا سکتے ہیں اور یہی حکم تیل کا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 149 باب 05 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 85 حدیث 360

(2) امیر المومنین علی علیہ السلام: ہانڈی پکائی گئی جب تیار ہو گئی تو معلوم ہوا کہ اس میں چوہا ہے تو اس صورت میں شوربا انڈیل دیا جائے اور گوشت کو دھو کر کھایا جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 149 باب 05 حدیث 03؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 24 حدیث 60؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 420 حدیث 1327

سورج اور سورج سے گرم شدہ چیزوں کے احکام

(1) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: دھوپ میں پانی گرم کر کے سر اور بدن دھونا (نہانا) مضرِ صحت ہے کیونکہ پھلبہری کا باعث بنتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 156 باب 6 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 366 حدیث 1113؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 30 حدیث 79؛ علل الشرائع (عربی) جلد اوّل صفحہ 281؛ عیون الاخبار (عربی) جلد دوم صفحہ 82 رقم 18

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: سورج کی تپش سے گرم شدہ پانی سے وضو یا غسل یا آٹا گوندھنا درست نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 41 باب 10 حدیث 05؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 150 باب 06 حدیث 2

توضیح:

یہ بات یاد رہنی چاہیے کہ یہاں سورج کے تپش شدہ پانی سے وضو یا غسل وغیرہ حرام نہیں کہا گیا بلکہ مضرِ صحت بتایا گیا

ہے احتیاط یہی ہے کہ استعمال سے گریز کیا جائے لیکن اگر استعمال کر لیا جائے تو حرام نہیں ہے جیسا کہ ایک اور حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ "سورج کے گرم شدہ پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔" (تہذیب و وسائل)

سو اس میں کوئی تضاد بیانی نہیں ہے۔

(3) امام محمد باقر علیہ السلام: جس مکان کی چھت یا جس جگہ نماز پڑھی جاتی ہے وہاں اگر پیشاب لگ جائے پھر سورج (کی دھوپ) اس جگہ کو خشک کر دے تو وہاں نماز پڑھ سکتے ہیں وہ جگہ پاک ہے۔ (مگر یہ جگہ مستقل پیشاب گاہ نہ بنی ہو)۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 396 باب 29 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 57 حدیث 732

(4) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر چٹائیوں کو پیشاب لگ جائے اور دھوئے بغیر (سورج کی تپش سے) خشک ہو جائیں تو ان پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 396 باب 290 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 273 حدیث 803 اور جلد دوم صفحہ 373 حدیث 1551؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 193 حدیث 676

آبِ حمام کے احکام

(1) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: حمام میں تہبند باندھ کر داخل ہونا اور اپنی نظر نیچی رکھنا چاہیے۔ (یعنی اِدھر اُدھر نہانے والوں پر نظر نہ ڈالو۔)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 156 باب 11 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 373 حدیث 1143

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر حمام میں داخل ہوا اور وہاں غسلِ جنابت کرتے لوگوں کے پانی کے چھینٹے کپڑوں پر پڑ گئے تو کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 41 باب 10 حدیث 03

(3) امام ابوالحسن علیہ السلام: جو پانی حمام میں لوگوں کے نہانے سے جمع ہو جاتا ہے تو اگر اس سے کپڑا گیلا ہو گیا تو کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 41 باب 10 حدیث 04

جوٹھے پانی کے احکام

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: حائض کا جوٹھا پانی پی سکتے ہیں لیکن وضو نہیں کیا جا سکتا۔
حوالہ: فروع کافی جلد اول صفحہ 35 باب 07 حدیث 03؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 164 باب 08 حدیث 1 اور 04؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 222 حدیث 637؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 17 حدیث 35

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب عورت کے جوٹھے پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ مامونہ ہو۔ (یعنی طہارت ونجاست کا خیال رکھتی ہو) یعنی برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ دھولیا کرتی ہو۔
حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 35 باب 07 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 222 حدیث 633؛ استبصار، جلد اوّل صفحہ 17 حدیث 31؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 164 باب 07 حدیث 1

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کے جوٹھے پانی سے وضو کیا جا سکتا ہے اور پینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔
حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 33 باب 06 حدیث 05؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 162 باب 05 حدیث 1 اور 05؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 227 حدیث 657 اور 658

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس جانور کا گوشت نہیں کھایا جاتا اس کا جوٹھا مکروہ ہے۔
حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 10 حدیث 78؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 162 باب 05 حدیث 02

(5) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ہر حیوان جو جگالی کرتا ہے اس کا جوٹھا اور اس کا لعاب حلال ہے۔
حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 35 حدیث 9؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 163 باب 05 حدیث 04؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 228 حدیث 658

(6) امیر المومنین علی علیہ السلام: بلی کا جوٹھا پینے اور کھانے میں کوئی حرج نہیں۔
حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 33 باب 6 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 160 باب 2 حدیث 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 36 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 227 حدیث 655

(7) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر خنزیر کسی برتن سے پانی پی لے تو اس برتن کو سات مرتبہ دھویا جائے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 159 باب 1 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 261 حدیث 759

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: کتا بالکل نجس ہے اس کے جوٹھے سے وضو نہیں کیا جاسکتا، اس کے جوٹھے کو انڈیل دو اور برتن کو پہلے مٹی سے مانجو اس کے بعد پانی سے دھوؤ۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 3788 باب 12 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 225 حدیث 646؛ استبصار جلد اوّل صفحہ 19 حدیث 40؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 36 حدیث 10

(9) امام محمد باقر علیہ السلام: چوہے کا جوٹھا پینے اور اس سے وضو کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 41 حدیث 28؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 165 باب 9 حدیث 2 اور حدیث 7 (بروایت امیر المومنینؑ)

(10) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: چھپکلی چاہے چھوٹی ہو یا بڑی یا سانپ پانی میں گر جائے مگر زندہ نکل آئے تو اس پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 165 باب 9 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 419 حدیث 1326؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 23 حدیث 48 اور صفحہ 24 حدیث 61

توضیح:

یہاں یہ وضاحت کرنا ضروری ہے کہ مذکورہ بالا مسئلے میں چھپکلی کا جوٹھا قابل استعمال قرار دیا گیا ہے لیکن ایک اور حدیث میں ممانعت وارد ہوئی ہے تو ممانعت اس لیے ہے کہ چھپکلی چونکہ زہریلی ہوتی ہے اس لیے منع فرمایا گیا ورنہ پانی کا استعمال حرام نہیں ہوگا تضاد نہ سمجھا جائے۔ اور بچھو بھی زہریلا ہوتا ہے اس لیے ایک حدیث میں اس کے لیے بھی ممانعت وارد ہوئی ہے ورنہ اس کے لیے بھی حکم چھپکلی کے جیسا ہے۔

(11) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر پانی میں بچھو یا گبریلا یا ان جیسی کوئی اور چیز گر کر مر جائے تو اس پانی سے وضو کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (کیونکہ دونوں خون جہندہ نہیں ہیں۔)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 167 باب 10 حدیث 4؛ قرب الاسناد صفحہ 84

(12) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس چیز کا خون جہندہ نہیں (یعنی اچھل کر نہیں نکلتا) اس کا جوٹھا پاک ہے بلکہ اگر وہ مر بھی جائے تو بھی نجس نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 167 باب 10 حدیث 1 اور 02؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 230 حدیث 665

اور صفحہ 231 حدیث 669؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 26 حدیث 66 اور صفحہ 26 حدیث 67

(13) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر وہ پرندہ جس کا گوشت کھایا جاتا ہے اس کے جوٹھے سے وضو کرنا یا اسے پینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 33 باب 06 حدیث 05؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 162 باب 04 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 228 حدیث 660؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 24 حدیث 64

(14) امام جعفر صادق علیہ السلام: باز، شقرا یا عقاب کے جوٹھے پانی سے بھی وضو کیا جا سکتا ہے لیکن اگر ان کی چونچ میں خون (یا کوئی اور نجاست) لگی ہو تو پھر نہ وضو ہوگا نہ ہی پیا جائے گا۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

(15) امام جعفر صادق علیہ السلام: یہودی و نصرانی کے جوٹھے کا استعمال جائز نہیں ہے کیونکہ وہ نجس ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 35 باب 07 حدیث 05؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 161 باب 03 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 223 حدیث 638؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 18 حدیث 36

(16) امام جعفر صادق علیہ السلام: ولد الزنا، یہودی، نصرانی، مشرک اور اسلام کے ہر مخالف کا جوٹھا حرام ہے اور ان سب سے زیادہ سخت ناصبی (دشمنِ اہل بیتؑ) کا جوٹھا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 36 باب 07 حدیث 06؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 161 باب 03 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 223 حدیث 639؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 18 حدیث 37

(17) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب تک کسی آدمی کے متعلق یہ یقین نہ ہو جائے آیا اس کا جوٹھا نجس ہے یا پاک ہے تو اس کا جوٹھا استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 161 باب 03 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 223 حدیث 641؛ استبصار جلد اوّل صفحہ 18 حدیث 38

توضیح:

کیونکہ جب تک کسی کے بارے میں یقین نہیں ہوگا کہ یہ یہودی ہے یا نہیں، نصرانی ہے یا نہیں، اس وقت تک اس کا جوٹھا نجس نہیں ہے۔ ہم مزید سمجھانے کے لیے پوری حدیث نقل کر رہے ہیں۔

حدیث:

عمار ساباطی سے مروی ہے کہا کہ "میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا ایسے کوزے یا برتن کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے جس سے ایک ایسے شخص نے پانی پیا ہو جس کے متعلق (محض) خیال ہو کہ وہ یہودی ہے (مگر یقین نہ ہو) فرمایا: ہاں جائز ہے۔ سائل نے عرض کیا: اس پانی سے جس سے ایسے مشکوک آدمی۔ نے پانی پیا ہو؟ فرمایا ہاں اسی سے"۔

(18) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: مجوسی کا جوٹھا کھانا یا پینا جائز نہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 381 باب 14 حدیث 6

پانی میں ہاتھ ڈالنے کے مسائل:

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر جب آدمی ہاتھ دھونے سے پہلے (بھول کر) پانی میں ہاتھ ڈال دے تو کوئی حرج نہیں لیکن شرط یہ ہے کہ ہاتھ پر کوئی ظاہری نجاست نہ لگی ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد اول صفحہ 37 باب 8 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 164 باب 7 حدیث 2

(2) امام رضا علیہ السلام: جب آدمی اگر حمام میں داخل ہو اور ہاتھ دھونے سے پہلے پانی میں ہاتھ ڈال دے تو کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 164 باب 7 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 378 حدیث 1171

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر تم ہاتھ دھونے سے پہلے پانی کے ظرف میں ہاتھ ڈال دو تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر نجاست یا پیشاب لگا ہو یا جنابت کی صورت ہو تو ہاتھ دھو کر ڈالو۔ اگر پانی میں ہاتھ ڈالنے کے بعد اس کے اندر کوئی نجاست کی چیز معلوم ہو تو اس پانی کو پھینک دو۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 36 باب 8 حدیث 1

بیت الخلاء کے مسائل

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: کسی شخص کی شرمگاہ پر نظر کرنا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 194 باب 1 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 374 حدیث 1149

توضیح:

یہاں پر ایک حدیث نقل کیے بغیر نہیں رہ سکتا جو کہ بہت مفید ہے۔

حدیث:

''حسین بن زید امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آبائے طاہرینؑ کے سلسلۂ سند سے حضرت رسولؐ خدا سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ''حدیث مناہی'' میں فرمایا کہ جب کوئی شخص زمین کی اس فضا (محیط) میں کسی جگہ غسل کرے تو اسے چاہیے کہ اپنے قابلِ ستر اعضاء (شرمگاہ وغیرہ) کے متعلق ڈرے (کہ کوئی ان پر نگاہ نہ کرے) اور فرمایا تم میں سے کوئی شخص تہمند باندھے بغیر حمام میں نہ جائے اور آپؐ نے اس بات کی ممانعت فرمائی کہ کوئی شخص اپنے برادر مسلمان کی شرمگاہ پر نظر کرے۔ نیز فرمایا جو شخص بغور اپنے برادر مومن کی شرمگاہ پر نظر کرے گا اس پر ستر ہزار فرشتے لعنت کریں گے۔ اسی طرح عورت کی شرمگاہ پر نظر کرنے کی ممانعت فرمائی اور فرمایا جو شخص اپنے کسی برادر مسلمان یا اپنی اہلیہ (اور مملوکہ) کے علاوہ کسی عورت کی شرمگاہ پر عمداً نظر ڈالے گا تو خدا اسے ان منافقین کے ساتھ جہنم میں داخل کرے گا جو لوگوں کے چھپے ہوئے عیب تلاش کرتے تھے اور وہ اس وقت تک دنیا سے نہیں جائے گا جب تک خدا اسے رسوا نہیں کرے گا مگر یہ کہ اس (کاربد) سے توبہ کرے۔''

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) چہارم صفحہ 2 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 194 باب 1 حدیث 2

(2) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: مسجدوں کے دروازوں کے آگے جانے والی جگہوں، نہروں کے کناروں، (پھل دار درختوں کے) پھل گرنے کی جگہوں اور مسافروں کی گزرگاہوں پر رفع حاجت جائز نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 43 باب 11 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 196 باب 2 حدیث 1

(3) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: قبلہ کی طرف منہ کرکے یا پشت کرکے اور (اسی طرح) ہوا کی طرف منہ کرکے یا پشت کرکے رفع حاجت (پیشاب) کرنا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 43 باب 11 حدیث 5؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 18 حدیث 47؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 196 باب 2 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 26 حدیث 65؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 47 حدیث 131

(4) امام علی رضا علیہ السلام: جو شخص بھول کر یا غلطی سے رو بقبلہ ہو کر پیشاب کرنے لگے اور پھر اسی اثناء میں اسے یاد آ جائے اور وہ کعبہ کے اکرام و احترام کی خاطر ادھر سے منہ پھیر لے تو اس جگہ سے اٹھنے سے پہلے خدا اس کے گناہ معاف کر دے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 196 باب 2 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 26 حدیث 66 اور صفحہ 352 حدیث 1043؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 47 حدیث 132

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت سر، منہ اور ناک کو ڈھانپنا حضور اکرمؐ کی سنت ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 17 حدیث 41؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 200 باب 5 حدیث 7

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام رفع حاجت (لوگوں سے) بہت دور جا کر کرنی چاہیے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 194 حدیث 884؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 198 باب 04 حدیث 1؛ المحاسن صفحہ 375 حدیث 145

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب بیت الخلاء میں جانے لگو تو یہ دعا پڑھو:

بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخَبِيْثِ الْمُخْبَثِ الرِّجْسِ النَّجِسِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

"اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور پناہ چاہتا ہوں اس سخت نجاست سے جو شیطان رجیم ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 44 باب 12 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 199 باب 5 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 25 حدیث 63

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب بیت الخلاء سے نکلنے لگو تو یہ دعا پڑھو:

بِسْمِ اللهِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِنَ الْخَبِيْثِ الْمُخْبِثِ وَ اَمَاطَ عَنِّی الْاَذٰی

"اللہ کے لیے حمد ہے جس نے نجات دی اس خباثت سے اور میری اذیت کو دور کیا"۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب استنجا کرنے لگو تو یہ دعا پڑھو:

اَشْهَدُ اَنْ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللهُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں یا اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنا اور مجھے پاک قرار دے اور رب العالمین ہی حمد کا سزاوار ہے"۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

نوٹ: کتب میں اور بھی دعائیں بسلسلہ بیت الخلاء نقل کی گئی ہیں لیکن ہم صرف اسی ایک دعا پر اکتفا کر رہے ہیں۔

(10) امام علی رضا علیہ السلام: تخلی (رفع حاجت) کے وقت کلام کرنا جائز نہیں ہے جب تک کہ انسان فارغ نہ ہو جائے۔
حوالہ: من لا یحضرہُ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 21؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 200 باب 06 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 27 حدیث 69؛ عیون الاخبار الرضاؑ، جلد اول (عربی) صفحہ 274 رقم 08؛ علل الشرائع (عربی) صفحہ 283 حدیث 2

(11) امام جعفر صادق علیہ السلام: پیشاب کرتے وقت بھی خدا کا ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد دوم صفحہ 360 حدیث 06 اور صفحہ 361 حدیث 7 اور 8؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 201 باب 07 حدیث 1، 2 اور 3؛ علل الشرائع صفحہ 81 حدیث 02؛ الخصال صفحہ 39 حدیث 23

(12) امام زین العابدین علیہ السلام: اگر پیشاب کرتے وقت چھینک آ جائے تو آہستگی سے خدا کی حمد کرو (یعنی الحمدللہ پڑھا جائے۔)
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 202 باب 07 حدیث 8؛ قرب الاسناد صفحہ 36

(13) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر تم بول و براز (پیشاب) کر رہے ہو اور اذان کی آواز سنائی دے تو تم بھی وہی کلمات دُہراؤ جو مؤذن کہہ رہا ہو۔
حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) اوّل صفحہ 187 حدیث 892؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 203 باب 8 حدیث 1 اور 3؛ علل الشرائع صفحہ 284 حدیث 1 اور 4

(14) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی آدمی استنجا کیے بغیر نماز پڑھے اور نماز میں یاد آئے کہ استنجا نہیں کیا تو نماز توڑ ڈالے پھر استنجا کر کے دوبارہ نماز پڑھے۔ (کیونکہ استنجا کرنا واجب ہے)
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 203 باب 9 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 201 حدیث 790

(15) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مومنین عورتوں کو چاہیے کہ وہ استنجا کریں اور وہ بھی مبالغہ کے ساتھ یعنی اچھی طرح دھوئیں کیونکہ ایسا کرنے سے ایک تو مقعد کے کنارے خوب صاف ہو جاتے ہیں اور دوسرے اس سے بواسیر کی بیماری دور ہوتی ہے۔
حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 47 باب 12 حدیث 12؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 21 حدیث 62؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 204 باب 9 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 44 حدیث 125؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 15 حدیث 147؛ علل الشرائع صفحہ 286 حدیث 2

(16) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب تم پاخانہ کرنے جاؤ اور فارغ ہونے کے بعد پانی نہ بہاؤ یعنی استنجا نہ کرو اور وضو کر کے نماز پڑھ لو تو تم پر نماز کا اعادہ لازم ہے اور اگر تم نے پانی تو بہایا مگر عضو مخصوص کو دھونا بھول گئے اور (وضو کر کے) نماز پڑھ لی تو تم پر وضو اور نماز کا اعادہ اور عضو خاص کا دھونا لازم ہے کیونکہ پیشاب کا استنجا کرنا بھی پاخانہ کی طرح ضروری ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 48 باب 12 حدیث 16؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 205 باب 10 حدیث 04؛ علل الشرائع صفحہ 580 حدیث 12؛ بحار الانوار جلد 80 صفحہ 208 حدیث 20؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 50 حدیث 146؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 55 حدیث 162

(17) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: دائیں ہاتھ سے استنجا کرنا ممنوع ہے بلکہ ایک روایت کے مطابق ظلم ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 45 باب 12 حدیث 05؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 206 باب 12 حدیث 1؛ الخصال صفحہ 54 حدیث 72؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 19 حدیث 55

(18) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: بغیر کسی بیماری کے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ظلم ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 207 باب 12 حدیث 5 اور باب 33 حدیث 1 تا 5؛ الخصال (عربی) صفحہ 54 حدیث 72

(19) امام علی رضا علیہ السلام: استنجاء کی حد مقرر یہ ہے کہ عین نجاست والی جگہ کو صاف کر دیا جائے اور اگر بو باقی رہ بھی جائے تو اس کو مدنظر نہیں رکھا جائے گا۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 46 باب 12 حدیث 9؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 207 باب 13 حدیث 1 (بروایت امام موسیٰ کاظمؑ)؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 28 حدیث 75

(20) امام علی رضا علیہ السلام: جب کوئی شخص استنجا کرنا چاہے تو مقعد سے ابتداء کرے بعد ازاں ذکر کا استنجا کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 45 باب 12 حدیث 04؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 208 باب 14 حدیث 1 (بروایت جعفر صادقؑ)؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 29 حدیث 76

(21) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: قبروں کے درمیان پاخانہ کرنا منع ہے کیونکہ اس سے جنون و دیوانگی کا اندیشہ ہوتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 534 حدیث 10؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 210 باب 16 حدیث 02؛ الخصال صفحہ 125 حدیث 122

(22) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی کے ہاتھ میں ایسی انگوٹھی ہو جس پر خدا کا نام (یا کوئی آیت یا معصومینؑ وغیرہ کا نام) لکھا

ہوتو وہ اسے پہن کر استنجا نہ کرے نہ ہی مجامعت کرے اور نہ ہی بیت الخلا کے اندر (داخل) ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 211 باب 17 حدیث 04؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 31 حدیث 82؛ الاستبصار، جلد اوّل صفحہ 48 حدیث 133

(23) امام محمد باقر علیہ السلام: بیت الخلاء میں زیادہ دیر بیٹھنے سے بواسیر کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 214 باب 20 حدیث 1 اور 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 19 حدیث 56؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 352 حدیث 1041؛ علل الشرائع صفحہ 278 حدیث 1

(24) امام جعفر صادق علیہ السلام: بیت الخلاء میں مسواک کرنا گندذہنی کا باعث ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 215 باب 21 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 32 حدیث 110؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 32 حدیث 85

(25) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: پیشاب کے چھینٹوں سے بچنا بہت ضروری ہے لہٰذا کوئی بلند جگہ یا زیادہ خاک والی (نرم) جگہ تلاش کرنی چاہیے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 215 باب 22 حدیث 02؛ من لا یحضرۂ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 16 حدیث 36؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 33 حدیث 87؛ علل الشرائع (عربی) صفحہ 278 حدیث 1

(26) امام جعفر صادق علیہ السلام: پانی (کھڑا ہو یا جاری) میں پیشاب کرنا ممنوع ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد چہارم صفحہ 2 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد اول صفحہ 217 باب 24 حدیث 2,3,4 اور 5؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 13 حدیث 25؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 352 حدیث 1044 اور صفحہ 34 حدیث 90

(27) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: پیشاب کرتے وقت سورج یا چاند کی طرف منہ کر کے اس طرح بیٹھنا کہ شرم گاہ ننگی ہو منع ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 217 باب 25 حدیث 1,2 اور 3؛ فروع کافی جلد اوّل صفحہ 42 باب 11 حدیث 3؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد چہارم صفحہ 1 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 34 حدیث 91 صفحہ 34 حدیث 92

(28) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر جسم کو پیشاب لگ جائے تو دو مرتبہ پانی ڈال دو۔ (ہاتھ سے ملنا ضروری نہیں۔)

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 50 باب 13 حدیث 07؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 218 باب 25 حدیث 1 اور 6

(بروایت امام رضاؑ)؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 249 حدیث 714 اور صفحہ 2679 حدیث 790؛ السرائر از محمد بن ادریس حلی صفحہ 473 (بروایت امام علی رضاؑ)

(29) امام جعفر صادق علیہ السلام: پیشاب کے سرِ حشفہ پر جس قدر تری باقی رہ جاتی ہے۔ اس کے دو برابر پانی (تری) پیشاب کے استنجاء میں کم سے کم مقدار ہے۔ (یعنی اس سے کم سے استنجاء نہیں ہو سکتا۔)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 218 باب 26 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 35 حدیث 93 ؛الاستبصار جلد اوّل 49 حدیث 139

توضیح:

یعنی اگر سرِ حشفہ پر دو قطرے برابر تری ہے تو اس کے استنجاء کے لیے چار قطرے پانی ضروری ہے اور ایک قطرہ سرِ حشفہ پر ہے تو دو قطرے چاہئیں اور یہ کم سے کم مقدار ہے۔

(30) امام موسیٰ کاظمؑ و امام رضاؑ۔ نیند سے اُٹھ کر استنجاء کیے بغیر وضو کیا جا سکتا ہے۔ (یعنی استنجاء واجب نہیں۔)

حوالہ: من لا یحضرہُ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 22 حدیث 65 (بروایت امام رضاؑ)؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 219 باب 27 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 44 حدیث 124

(31) امام جعفر صادق علیہ السلام، امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اور امام رضا علیہ السلام: اگر ریح خارج ہو جائے تو اس پر استنجاء کرنا واجب نہیں ہے۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

(32) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی آدمی پیشاب کرے اور اس کے سوا کوئی چیز (براز وغیرہ) خارج نہ ہو تو اس پر صرف عضوِ خاص کا دھونا واجب ہے اس صورت میں وہ اپنی مقعد کو نہیں دھوئے گا اور اگر اس کی مقعد سے کوئی چیز (براز وغیرہ) خارج ہو تو پھر اس پر مقعد کا استنجاء (دھونا) لازم ہوگا عضوِ خاص کو دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 219 باب 28 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 45 حدیث 127؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 52 حدیث 149

(33) امام علی رضا علیہ السلام: استنجاء میں مقعد کا صرف ظاہری حصّہ دھونا ضروری ہے اس کے اندر انگلی داخل کر کے باطنی حصّہ کو دھونے کی ضرورت نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 45 باب 12 حدیث 3؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 21 حدیث 60؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 45 حدیث 129؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 51 حدیث 146؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 220 باب 29 حدیث 1

(34) امام محمد باقر علیہ السلام: نفساء (جس عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہو) جب پاک ہو جائے مگر پانی سے استنجاء نہ کر سکے تو اس کے لیے یہ گنجائش ہے کہ (اندام نہانی) کے ظاہری حصّہ (اس کے کناروں) کو تو پانی سے دھوئے اور خود اسے روئی وغیرہ سے صاف کر لے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 355 حدیث 1058؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 220 باب 29 حدیث 2

توضیح:

جس عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا سے نفساء کہتے ہیں وہ پاک تو ہو جاتی ہے مگر پانی سے استنجاء نہیں کر سکتی کیونکہ ایک تو زخم ہوتے ہیں دوسرا اس کے بانجھ ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

(35) امام جعفر صادق علیہ السلام: براز میں تین غیر مستعمل پتھروں یا ڈھیلوں سے مقعد کو صاف کر لیا جائے پھر پانی ضروری نہیں ہے مگر افضل یہ ہے کہ اس کے بعد پانی سے بھی استنجاء کیا جائے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 46 حدیث 129 اور 130؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 221 باب 30 حدیث 3

توضیح:

ڈھیلوں یا پتھروں سے استنجاء (براز میں) اس صورت میں ہوگا کہ جب پانی دستیاب نہ ہو اگر پانی دستیاب ہو تو پھر پانی سے ہی استنجاء کرنا افضل ہے۔ جیسا کہ احادیث سے ظاہر ہے۔

(36) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب پیشاب کی دھار ختم ہو جائے تو پانی ڈالا جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 46 باب 12 حدیث 8؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 221 باب 31 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 356 حدیث 1065

توضیح:

یہ حکم واجب ہے کہ جب پیشاب رک جائے تو پانی سے دھویا جائے وٹوانی پکانا درست نہیں ہاں اگر پانی دستیاب نہیں

ہے تو پھر وٹوانی پکانے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ نجاست کا پھیلاؤ رک جائے لیکن طہارت تبھی ہوگی جب پانی ڈالا جائے گا۔

(37) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و جعفر صادق علیہ السلام: ہڈی اور گوبر سے استنجاء کرنا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 20 حدیث 58؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 224 باب 35 حدیث 1,2,3,4؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 354 حدیث 1053 اور صفحہ 209 حدیث 606

(38) امام جعفر صادق علیہ السلام: کسی مجبوری (بیماری) کے بغیر عورت کو اپنے شوہر کی شرمگاہ کو دھونا جائز نہیں البتہ کنیز کے لیے کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 226 باب 38 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 356 حدیث 1068

(39) امام حسین علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام: بیت الخلاء میں کوئی روٹی کا ٹکڑا پڑا ہو تو اسے اُٹھا کر پانی سے دھو کر کھا لینا چاہیے اس میں خدا کی خوشنودی ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 18 حدیث 49؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 227 باب 39 حدیث 1 اور 2؛ عیون اخبار الرضاؑ جلد دوم صفحہ 43 حدیث 154؛ صحیفۃ الرضاؑ صفحہ 74 حدیث 177

(40) امام جعفر صادق علیہ السلام: روٹی (رزق وغیرہ) کے ساتھ پاخانہ صاف کرنا حرام ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 228 باب 40 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 301 حدیث 1؛ المحاسن صفحہ 586 حدیث 85 اور صفحہ 587 حدیث 86

نجاست کے مسائل

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کپڑے کو پیشاب لگ جائے (تو دھونا ضروری ہے) اگر کسی لگن میں دھویا جائے تو دو بار اور اگر آپ جاری میں دھویا جائے تو ایک بار کافی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 368 باب 2 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 250 حدیث 717

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: بچہ اگر کپڑے پر پیشاب کر دے تو اس پر پانی ڈال دو اور اگر وہ روٹی کھاتا ہو تو پھر اسے باقاعدہ دھویا جائے اس حکم میں لڑکا اور لڑکی برابر ہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 103 باب 35 حدیث 1 اور 04؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 369 باب 03 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 249 حدیث 715؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 173 حدیث 602

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر بچے کا پیشاب کپڑے پر لگ جائے اور جگہ کا پتا نہ ہو تو سارا کپڑا دھویا جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ ص 369 باب 03 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 251 حدیث 823 اور صفحہ 267 حدیث 785؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 174 حدیث 604

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی عورت کے پاس ایک ہی قمیض ہو اور نومولود بچہ اس پر پیشاب کر دیتا ہو تو دن میں صرف ایک بار دھولینا کافی ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 41 حدیث 161؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 370 باب 4 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 250 حدیث 719

(5) امام علی رضا علیہ السلام: تکیہ اور بچھونا کو اگر پیشاب لگ جائے اور وہ بہت موٹے ہوں اور کپاس بہت زیادہ ہو تو اس کے منہ کے جانب سے ظاہری حصّہ کو دھونا کافی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 103 باب 35 حدیث 2؛ من لایحضرہٗ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 41 حدیث 159 ؛وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 370 باب 05 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 251 حدیث 724

توضیح:

یہ اس صورت میں ہوگا کہ جب گدے یا تکیے بہت زیادہ موٹے ہوں ورنہ اگر ہلکے ہوں تو اس طرح دھوئے جائیں کہ جہاں پیشاب لگا ہو وہاں پر اتنا پانی بہایا جائے کہ وہ دوسری جانب سے باہر نکل جائے۔ (بحارالانوار)

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر استنجاء کے لیے پانی نہ ہو اور ہاتھ پر کچھ پیشاب لگ جائے تو دیوار یا خاک پر مل لینا کافی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 103 باب 35 حدیث 03؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 371 باب 6 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 40 حدیث 158؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 250 حدیث 720

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کپڑے کو نکسیر وغیرہ کا کچھ خون لگا یا منی لگ گئی اور اس جگہ کا پتا نہ ہو تو سارا کپڑا دھویا جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 372 باب 07 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 421 حدیث 1335؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 183 حدیث 641؛ علل الشرائع (عربی) صفحہ 361

(8) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کپڑے پر منی لگی ہو تو دھوئے بغیر رات گزارنا مکروہ ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 372 باب 7 حدیث 6

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس جانور کا گوشت نہیں کھایا جاتا اگر اس کا پیشاب کپڑے پر لگ جائے تو کپڑے کو دھویا جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 105 باب 36 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 373 باب 8 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 420 حدیث 1329

(10) امام محمد باقر علیہ السلام: جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے ان کا بول و براز اگر کپڑے پر لگ جائے تو طہارت ضروری نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 105 باب 36 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 374 باب 09 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 246 حدیث 710

(11) امام جعفر صادق علیہ السلام: گدھوں (گھوڑوں وغیرہ) کی لید اگر کپڑے پر لگ جائے تو کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 106 باب 36 حدیث 06؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 374 باب 9 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اول 265 حدیث 773؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 178، حدیث 621

(12) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر اُڑنے والی چیز کا پیشاب اور بِٹھ (اگر لگ جائے تو) کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 106 باب 36 حدیث 8؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 376 باب 10 حدیث 10؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 266 حدیث 779

(13) امام جعفر صادق علیہ السلام: کتا نجس ہے اگر کپڑا، برتن یا ہاتھ مَس ہو جائیں تو پاک کیے جائیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 378 باب 12 حدیث 1، 03 اور 08؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 261 حدیث 759 اور صفحہ 225 حدیث 644؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 18 حدیث 39

(14) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کپڑے پر سور کا گوشت یا شراب لگ جائے تو اس میں نماز پڑھنا جائز نہیں کیونکہ نجس ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 111 باب 38 حدیث 06؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 379 باب 13 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 385 حدیث 1485 اور جلد اوّل صفحہ 279 حدیث 819؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 189 حدیث 662

(15) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کافر ذمی سے ہاتھ لگ جائے تو دیوار پر یا خاک پر مَل لینا کافی ہے لیکن اگر ناصبی (دشمن اہل

بیتؑ) سے ہاتھ مل جائے تو دھویا جائے۔

حوالہ: اصول کافی (عربی) جلد اوّل صفحہ 475 حدیث 11؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 381 باب 14 حدیث 4

(16) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: یہودی و نصرانی کے بستر پر اگر سویا جائے تو ان کپڑوں میں (دھوئے بغیر) نماز نہ پڑھی جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 382 باب 14 حدیث 10؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 263 حدیث 766

(17) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ مجوسی کو بستر پر بٹھائے، مسجد میں بٹھائے یا اس سے مصافحہ کرے۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

(18) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی شخص بازار سے کپڑا خریدے اور اسے معلوم نہ ہو کہ پہلے کس کا تھا تو اگر مسلمان سے خریدا ہے تو نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر نصرانی وغیرہ سے خریدا ہے تو دھوئے بغیر نماز نہ پڑھے۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

(19) امام جعفر صادق علیہ السلام: انسانی فضلہ خور حیوان یا پرندے کا گوشت کھانا جائز نہیں اور اگر پسینہ لگ جائے تو دھویا جائے کیونکہ نجس ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 250 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 163 باب 06 حدیث 1 اور جلد دوم صفحہ 382 باب 15 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 263 حدیث 768؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 76 حدیث 281

(20) امام جعفر صادق علیہ السلام: فضلہ خور اونٹنی کا دودھ پینا جائز نہیں اور اس کا پسینہ بھی نجس ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 382 باب 15 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 251 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 263 حدیث 767 اور جلد نہم صفحہ 46 حدیث 191

(21) امام محمد باقر علیہ السلام: منی اگر کپڑے پر لگ جائے خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ اور مقام کا علم نہ ہو کہ کہاں لگی ہے تو سارا کپڑا دھویا جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 101 باب 34 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 383 باب 16 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 225 حدیث 29 اور جلد دوم صفحہ 223 حدیث 879

(22) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کپڑے پر منی لگ جائے تو جہاں لگی ہو اس مقام کو دھویا جائے۔ اور اگر لگنے کا خیال

ہو مگر یقین نہ ہو تو (احتیاط) پانی چھڑکا جائے اور اگر منی لگنے کا یقین ہو مگر جگہ معلوم نہ ہو کہ کہاں لگی ہے تو تمام کپڑا دھویا جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اول صفحہ 102 باب 34 حدیث 04؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 383 باب 16 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 252 حدیث 720

(23) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی نماز پڑھ لے اور بعد میں پتا چلے کہ کپڑے پر منی لگی ہے چاہے خشک ہو یا تر تو نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 101 باب 34 حدیث 02؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 384 باب 18 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 225 حدیث 726

(24) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی نماز پڑھ لے اور بعد میں پتا چلے کہ کپڑے پر پیشاب لگا ہے تو نماز کا اعادہ کرے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 385 باب 19 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 268 حدیث 789؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 181 حدیث 632

(25) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی نماز کی حالت میں دیکھے کہ کپڑے پر خون لگا ہے تو اگر دوسرا کپڑا ہے تو اسے اتار دے اور دوسرے میں نماز مکمل کرے لیکن اگر دوسرا نہیں ہے تو پھر کوئی حرج نہیں لیکن شرط یہ ہے کہ وہ خون درہم کی مقدار سے زائد نہ ہو اگر درہم سے زائد ہو تو پھر جتنی نمازیں اس میں پڑھ چکا سب کا اعادہ کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 108 باب 37 حدیث 03؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 386 باب 20 حدیث 06؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 254 حدیث 736؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 161 حدیث 758؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 175 حدیث 609

(26) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کپڑے پر کسی کا اپنا خون لگا ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر کسے دوسرے کا لگے تو چاہے کم ہو یا زیادہ دھویا جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اول صفحہ 109 باب 37 حدیث 07؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 387 باب 21 حدیث 02

(27) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر پھوڑے، پھنسی یا زخموں سے خون نکلے تو کوئی حرج نہیں جب تک ٹھیک نہ ہو جائیں انہی کپڑوں میں نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 107 باب 37 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 387، باب 22 حدیث 1 تا 08؛

تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 258 حدیث 747اور 748اور صفحہ 256 حدیث 743؛ استبصار جلد اوّل صفحہ 177 حدیث 617اور صفحہ 717 حدیث 616اور صفحہ 176 حدیث 614

(28) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس کپڑے پر ایسے جانور کا خون لگا ہو جسے ذبح نہیں کیا جاتا جیسے مچھلی وغیرہ تو اس کپڑے میں نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 108 باب 37 حدیث 04؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 388 باب 23 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 260 حدیث 755

(29) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کپڑے پر مچھر کا خون لگ جائے تو مانع نماز نہیں چاہے زیادہ ہی کیوں نہ ہو اور کھٹمل کے خون کا بھی حکم یہی ہے لیکن اگر پاک کرے تو افضل ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 109 باب 37 حدیث 8اور 09؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 388 باب 23 حدیث 03 ؛تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 260 حدیث 754

(30) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر ناک سے خون نکلتا ہو تو صرف ظاہری حصّہ کو دھونا لازم ہے نتھنے کے اندر سے دھونے کی ضرورت نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 108 باب 37 حدیث 05؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 389 باب 24 حدیث 04؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 420 حدیث 1335

(31) امام جعفر صادق علیہ السلام: زخم کے اردگرد سے دھولینا کافی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 389 باب 24 حدیث 03؛ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 33 حدیث 2اور 3

(32) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کتا خشک حالت میں کپڑوں سے لگے تو چھڑکا جائے لیکن اگر تر حالت میں لگے تو کپڑے دھوئے جائیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 110 باب 38 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 391 باب 26 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 260 حدیث 756

(33) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر مُردہ گدھے سے کپڑا لگ جائے تو دھونا واجب نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 391 باب 26 حدیث 04؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 276 حدیث 813؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 192 حدیث 672

(34) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کپڑا مردہ کتے پر پڑ جائے تو صرف پانی چھڑکنا کافی ہے۔ پھر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 43 حدیث 169؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 391 باب 26 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 277 حدیث 815؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 192 حدیث 674

(35) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی خشک پاخانہ پر چلے اور وہ اس کے پاؤں اور کپڑوں کو بھی لگ جائے تو دھوئے بغیر مسجد جا کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: بحار الانوار جلد 10 صفحہ 268؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 391 باب 26 حدیث 07؛ قرب الاسناد صفحہ 94

(36) امام جعفر صادق علیہ السلام: جنب کا پسینہ اگر کپڑے پر لگ جائے تو کوئی حرج نہیں اور یہی حکم حائضہ عورت کے لیے بھی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 99 باب 33 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 393 باب 27 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 268 حدیث 786؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 184 حدیث 644

(37) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص اپنے کپڑے میں جنب ہوتا ہے اور اس کے پاس اور کوئی کپڑا نہیں (اور پانی بھی نہیں) تو اس کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے لیکن جب پانی مل جائے تو فوراً دھولے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 494 باب 27 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 271 حدیث 779؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 187 حدیث 65

(38) امام جعفر صادق علیہ السلام: حائضہ عورت کے لیے اس کے پہنے ہوئے کپڑے دھونا ضروری ہے۔ لیکن صرف وہی کپڑے دھوئے گی جن پر خون لگا ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 395 باب 28 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 270 حدیث 796؛ الاستبصار جلد اوّل 186 حدیث 652؛ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 109 حدیث 1

(39) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر حائضہ عورت کا پسینہ کپڑوں پر لگ جائے تو نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 395 باب 28 حدیث 43؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 269 حدیث 793؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 186 حدیث 649

(40) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر گھر میں کوئی کمرہ ایسا ہو جہاں سورج نہ چمکتا ہو اور اس جگہ پیشاب لگ جائے یا وہاں غسل جنابت کیا جاتا ہو تو اگر وہ جگہ خشک ہو جائے تو وہاں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلداوّل صفحہ 397 باب 30 حدیث 1

(41) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر چٹائی وغیرہ نجس پانی سے تر ہوجائے تو جب تک خشک نہ ہو اس پر نماز پڑھنا جائز نہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 397 باب 30 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 323 حدیث 1553؛ قرب الاسناد صفحہ 97

(42) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: جس جگہ پر شراب کو پھینکا گیا ہو اور زمین پی گئی ہو مگر ہنوز کچھ نمی باقی ہو تو اگر کوئی اور جگہ نہ ملے تو وہاں نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ لیکن اگر کوئی اور جگہ ہو تو پھر جائز نہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 398 باب 30 حدیث 5؛ قرب الاسناد صفحہ 91

(43) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر وہ چیز جو کسی انسان کے اوپر ہو یا اس کے ہمراہ جس میں تنہا نماز نہیں ہوسکتی جیسے ٹوپی کا ازار بند، کمر بند، جوتا، اور موزے تو وہ اگرچہ نجس بھی ہو تا ہم اس میں نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 399 باب 31 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 275 حدیث 810

(44) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص نجس زمین پر چلے اور پاؤں پہ نجاست لگ جائے تو اگر وہ پندرہ ہاتھ یا اس کے برابر پاک زمین پر چلے تو نجاست ختم ہوجائے گی۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد جلد سوم صفحہ 38 حدیث 01؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 399 باب 32 حدیث 1

(45) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی کا پاؤں پاخانہ میں دھنس جائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ البتہ زمین پہ اس قدر رگڑے کہ نجاست کا نام ونشان ختم ہوجائے تو نماز پڑھ سکتا ہے مگر پاؤں کو گندا سمجھ کر دھونا چاہے تو دھو سکتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 400 باب 32 حدیث 07؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 275 حدیث 809

(46) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر میت کو غسل دینے سے پہلے کپڑا لگ جائے تو اس جگہ کو دھونا کافی ہے جو میت کو لگی ہو۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 61 حدیث 05؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 401 باب 34 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 276 حدیث 811

(47) امام جعفر صادق علیہ السلام: لومڑی، خرگوش یا درندوں میں سے کسی درندہ کو خواہ زندہ ہو یا مردہ ہاتھ لگ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ مگر ہاتھ کو دھونا چاہیے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 402 باب عربی حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 266 حدیث 763 اور صفحہ 277 حدیث 816

(48) امام جعفر صادق علیہ السلام: وہ چیز جو خون جہندہ نہیں رکھتی اس کا مردہ نجس نہیں ہے

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 402 باب 35 حدیث 1 اور 3؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 230 حدیث 665 اور صفحہ 284 حدیث 832 اور صفحہ 230 حدیث 666؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 27 حدیث 68

(49) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: چوہے کا جوٹھا کھانا ممنوع ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد چہارم صفحہ 03 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 403 باب 36 حدیث 3

(50) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: جس روٹی میں سے کچھ حصّہ چوہا یا کتا کھا جائے یا سونگھ جائے تو جس حصّہ کو سونگھ جائیں وہ پھینک دیا جائے اور باقی کھانے میں حرج نہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 403 باب 36 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 229 حدیث 663

(51) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس گھر میں شراب یا کوئی اور نشہ آور چیز ہو اس گھر میں نماز پڑھنا جائز نہیں اور یہی حکم اس کپڑے کا ہے جس پر شراب لگی ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 405 باب 38 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 278 حدیث 817

(52) امام جعفر صادق علیہ السلام: شراب خوار کا تھوک اگر کپڑے پہ لگ جائے تو کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 407 باب 39 حدیث 1 اور 02؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 282 حدیث 827 اور صفحہ 280 حدیث 825؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 191 حدیث 670 اور 667

(53) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کپڑے پر قے لگ جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 406 حدیث 13؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 7 حدیث 8؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 416 باب 48 حدیث 1 اور 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 423 حدیث 1340 اور جلد سوم صفحہ 358 حدیث 1484

(54) امام جعفر صادق علیہ السلام: گوشت کا ٹکڑا جو کسی زندہ انسان یا حیوانات سے کاٹا جائے مردار (نجس) ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 255 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 425 باب 62 حدیث 1 اور 2

(55) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و امام جعفر صادق علیہ السلام: مُردار کا چمڑہ رنگنے سے بھی پاک نہیں ہوتا۔ اور اس پر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 41 حدیث 162؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 424 باب 61 حدیث

1اور 2 اور 4؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 204 حدیث 799اور 798

(56) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر نجس کپڑا پاک کپڑے سے یا نجس برتن پاک سے گڈ مڈ ہو جائے اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ پاک کون سا ہے اور نجس کون سا تو ان دونوں کو اُنڈیل دیا جائے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 161 حدیث 757؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 426 باب 64 حدیث 1اور 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 225 حدیث 887

(57) امام جعفر صادق علیہ السلام: سونے اور چاندی کے برتنوں میں پانی پینا جائز نہیں۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 385 حدیث 03؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد سوم صفحہ 222 حدیث 1030؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 427 باب 65 حدیث 5

(58) امام جعفر صادق علیہ السلام: پیتل کے برتنوں کا استعمال جائز ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 485 حدیث 4؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد سوم صفحہ 222 حدیث 1034؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 427 باب 65 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 92 حدیث 393

(59) امام جعفر صادق علیہ السلام: مُردار کی اُون سے تیار شدہ کپڑے میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 430 باب 68 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 368 حدیث 1530

(60) امام جعفر صادق علیہ السلام: مُردہ حیوان کا دودھ، انڈا اور بکری کے اس مردہ بچے کا اوجھ (پنیر) جس نے ہنوز سوائے ماں کے دودھ کے اور کوئی چارہ وغیرہ نہ کھایا ہو اور بال اور اُون پاک ہیں۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 258 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 430 باب 68 حدیث 2اور 3

(61) امام جعفر صادق علیہ السلام: مُردہ مرغی کے پیٹ سے نکلا ہوا انڈہ حلال ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 258 حدیث 03؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 430 باب 68 حدیث 4

(62) امام جعفر صادق علیہ السلام: بکری کے دانت انسان کو لگوانا درست ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ بکری کو ذبح کیا گیا ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 430 باب 68 حدیث 05؛ المحاسن صفحہ 644 حدیث 174

(63) امام علی رضا علیہ السلام: جو چمڑے کتوں کے فضلہ سے رنگے جائیں ان سے بنے موزے پہن کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 403 حدیث 25؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 432 باب 71 حدیث 2

(64) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر شراب میں کوئی ایسی چیز ڈالی جائے جس سے وہ سرکہ بن جائے تو اگر شراب میں ڈالی

جانے والی چیز شراب پر غالب آ جائے تو پھر اُس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 428 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 437 باب 77 حدیث 03

(65) امام محمد باقر علیہ السلام: جن برتنوں میں قرآنی آیات لکھی گئی ہوں ان کا استعمال جائز ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 298 حدیث 14؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 437 باب 78 حدیث 1

(66) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: جو مال کسی مشرک سے خریدا جائے تو اس کی طہارت کے بارے اس سے سوال کرنا واجب ہے۔ لیکن اگر کسی ایسے سے خریدے جو نماز پڑھتا ہو تو پھر یہ سوال نہ کرے اگر چہ وہ شخص آلِ محمدؐ کی معرفت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 167 حدیث 788؛ وسائل الشیعہ جلد دوم جلد صفحہ 418 باب 50 حدیث 7؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 371 حدیث 1544

(67) امام جعفر صادق علیہ السلام: یہودی، نصرانی اور مجوسی وغیرہ کے ساتھ کھانا جائز ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ کھانا مسلمان کا ہو اور غیر مسلم ہاتھ دھو لے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 263 حدیث 03؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 421 باب 54 حدیث 1

(68) امیر المومنین علی علیہ السلام: اگر سرِ راہ ایک دستر خوان ملے جس میں بہت سا گوشت، روٹیاں، پنیر اور انڈے وغیرہ ہوں تو اس کی قیمت مقرر کر لی جائے اور پھر وہ سب کچھ کھا لیا جائے اگر اس کا مالک مل جائے تو وہ قیمت اس کے حوالے کر دی جائے اور کھاتے وقت اس بات کا خیال نہیں کیا جائے گا کہ وہ دستر خوان کسی مسلمان کا تھا یا غیر مسلم کا کیونکہ جب تک علم نہ ہو اس وقت تک وسعت و گنجائش رہتی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 418 باب 50 حدیث 22؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 297 حدیث 2

☆☆☆

وضو کے مسائل

مقدماتِ وضو:

(1) حضور اکرم ﷺ: نماز کی ابتداء وضو سے ہوتی ہے اور اس کی تحریم (جس سے حلال چیزیں جیسے کھانا پینا اور کلام کرنا وغیرہ حرام ہوجاتی ہیں) تکبیر اور اُس کی تحلیل (جس سے سابقہ حرام چیزیں پھر حلال ہوجاتی ہیں) سلام ہے۔
حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 69 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 229 باب 1 حدیث 4؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 23 حدیث 68 (بروایت امیر المومنینؑ)

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: وضو ایمان کا جزو ہے۔
حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 72 حدیث 8؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 229 باب 1 حدیث 5

(3) امام محمد باقر علیہ السلام: جب نماز کا وقت داخل ہوجائے تو وضو اور نماز دونوں واجب ہوجاتے ہیں۔ اور نماز طہارت کے بغیر نہیں ہوتی۔
حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 22 حدیث 67؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 232 باب 4 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 140 حدیث 546

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: وضو کے بغیر حاجت طلب کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 233 باب 06 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 359 حدیث 1077

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: حدث کے سرزد ہوئے بغیر وضو کی (بہ نیت واجب) تجدید کرنا بغیر استغفار کے توبہ قبول کرانا ہے۔
حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 26 حدیث 82؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 235 باب 08 حدیث 3؛ ثواب الاعمال صفحہ 33 حدیث 2

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: وضو پر وضو کرنا نور پر نور ہے۔
حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 25 حدیث 82؛ وسائل الشیعہ جلد اول صفحہ 235، باب 8 حدیث 4

(7) حضور اکرم ﷺ: جو شخص باطہارت ہو کے سو جائے تو وہ ایسا سمجھا جائے گا گویا اس نے تمام رات عبادتِ خدا میں جاگ کر گزاری ہے۔

حوالہ: معانی الاخبار از شیخ صدوق (عربی) صفحہ 234 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 236 باب 9 حدیث 3؛ امالی شیخ صدوقؒ (عربی) صفحہ 37 حدیث 5

(08) امام جعفر صادق علیہ السلام: طہارت کے بغیر مسجد میں داخل ہونا اور بیٹھنا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 236 باب 10 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 263 حدیث 743

(09) امام جعفر صادق علیہ السلام: بغیر وضو کے قرآن کی تلاوت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن قرآن کے حرفوں کو چھونا جائز نہیں۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 50 حدیث 05؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 238 باب 12 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 127 حدیث 342 اور 343؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 113 حدیث 377

(10) حضور اکرم ﷺ: حاملہ عورت سے بغیر وضو کئے ہم بستری کرنا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد سوم صفحہ 359 حدیث 1712؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 239 باب 13 حدیث 1؛ علل الشرائع (عربی) صفحہ 516 حدیث 05؛ امالی شیخ صدوق (عربی) صفحہ 459 حدیث 1

(11) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص بیوی سے دوبارہ مباشرت کرنا چاہے تو وضو کرلے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 239 باب 13 حدیث 02؛ کشف الغمہ از علی بن عیسٰی اربلی جلد دوم صفحہ 302

(12) امام محمد باقر علیہ السلام: حائضہ عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ نماز پڑھے مگر اُسے چاہیے کہ ہر نماز کے وقت وضو کرے اور بمقدار ادائے نماز خدا کا ذکر کرے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 101 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 240 باب 14 حدیث 1

(13) امیر المومنین علی علیہ السلام: وضو اور غسل کے لیے پاک پانی ضروری ہے۔ اگر پاک پانی نہ ملے تو تیمم کیا جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 293 باب 51 حدیث 1

(14) امیر المومنین علی علیہ السلام: وضو کے لیے اس قدر پانی کافی ہے جس قدر مالش کے لیے تیل کافی ہوتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 294 باب 52 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 138 حدیث 385؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 122 حدیث 414

(15) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس طشت یا لوٹے وغیرہ میں تصویریں بنی ہوں یا چاندی لگی ہو اُس سے وضو جائز نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 296 باب 55 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 425 حدیث 1353

(16) امام حسن عسکری علیہ السلام: اگر وضو کا پانی گھر کے کسی سوراخ وغیرہ میں بہا دیا جائے جو اسے جذب کرے تو کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلدسوم صفحہ 150 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 297 باب 56 حدیث 1

توضیح:

امام علیہ السلام کے اس فرمان سے مستفادہ ہوتا ہے کہ وضو کا پانی اگر پائخانہ (لیٹرین وغیرہ) میں ڈالا جائے تو یہ مکروہ ہے۔

(17) امام جعفر صادق علیہ السلام: کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا واجب نہیں (وضو میں داخل نہیں) بلکہ مقدماتِ نماز ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 55 باب 16 حدیث 1 اور 3

(18) امیر المومنین علی علیہ السلام۔ وضو شروع کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھو: بسم الله یالله اللهم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطهرین۔ اور جب وضو سے فارغ ہو تو یہ دعا پڑھو: اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریك و اشهد ان محمداً عبده ورسوله۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 261 باب 26 حدیث 7؛ الخصال صفحہ 628

توضیح:

وضو کی اور بھی کافی دعائیں منقول ہیں ساری نقل کرنا ممکن نہیں ہیں اصل کتب کی طرف رجوع فرمائیں۔

وضو کی کیفیت:

(1) خدا تعالیٰ: یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَی الْكَعْبَیْنِ۔

ترجمہ: ''اے ایمان لانے والو! جب تم نماز کے لیے آمادہ ہو تو اپنے منہ دھو ڈالو اور اپنے ہاتھ کہنیوں سمیت اور اپنے سروں کے بعض حصّہ کا اور ٹخنوں تک پاؤں کا مسح کرلو۔ (ترجمہ سید مقبول احمد دہلویؒ)

حوالہ: القرآن سورۃ المائدہ آیت 6

(2) امام محمد باقر علیہ السلام: طریقہ وضو یہ ہے کہ چُلّو پانی پیشانی پر بال اُگنے کی جگہ پر ڈالے اور پورے چہرے کو دھوئے۔ اس کے بعد ایک چلّو لے کر داہنے ہاتھ کو کہنی سے لے کر انگلیوں کے سروں تک دھوئے پھر اُسی طرح بائیں ہاتھ کو دھوئے پھر سر کے اگلے حصّے کا مسح کرے پھر ہاتھ کی تری سے دونوں پاؤں کا مسح کرے داہنے پاؤں کا داہنے ہاتھ سے بائیں پاؤں کا بائیں ہاتھ سے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اول صفحہ 58 باب 17 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 241 باب 15 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 24 حدیث 74

(3) امام محمد باقر علیہ السلام۔ (حضور اکرم کا وضو)

حدیث: زرارہ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے وضو کرتے تھے آپ نے پانی کا ایک طشت منگوایا اور اس میں اپنا داہنا ہاتھ ڈالا اور چلّو پانی لے کر چہرہ پر ڈالا اور دھویا پھر بائیں ہاتھ میں ایک چلّو پانی لے کر داہنے ہاتھ کو کہنی سے لے کر ہاتھ کے آخر تک دھویا۔ اور کہنی تک اُلٹا نہیں دھویا۔ پھر داہنے ہاتھ میں پانی لے کر اُسی طرح کہنی سے انگلیوں تک بائیں ہاتھ کو دھویا۔ پھر ہاتھ کی بقیہ تری سے سر اور پیروں کا مسح کیا اور مسح کے لیے نیا پانی نہ لیا پھر فرمایا: جوتے کے تسمہ کے پینچہ میں ہاتھ داخل کرنے کی ضرورت نہیں اور یہ بھی فرمایا خدا فرماتا ہے: اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے آمادہ ہو تو اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھولو اور چہرے کا کوئی حصّہ بے دھوئے نہ رہے کیونکہ خدا فرماتا ہے اپنے چہروں کو دھوؤ۔ اور بانہوں کو کہنیوں تک اور حکم دیا بانہوں کے دھونے کا کہنیوں سے ہاتھ تک کوئی شے دھونے سے رہ نہ جائے کیونکہ خدا فرماتا ہے: دھوؤ اپنے چہرے اور ہاتھوں کو کہنیوں سے۔ پھر فرماتا ہے مسح کرو اپنے سروں اور پیروں کا ٹخنوں تک پس جو مسح کرے سر کے کچھ حصّہ کا یا قدموں کا ٹخنوں تک انگلیوں کے سرے سے تو یہ کافی ہے۔ ہم نے پوچھا ٹخنہ کیا ہے۔ فرمایا یہ جوڑ ساق کی ہڈی سے ملا ہوا ہے۔ ساق کی ہڈی کے اوپر ہے اور ٹخنہ سے نیچے ہے ہم نے کہا خدا آپ کو اپنی حفظ و امان میں رکھے کیا ایک چلّو پانی چہرہ اور ہاتھ دھونے کے لیے کافی ہے۔ فرمایا: ہاں اور اگر زیادتی کرو تو دو چلّو۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 59 باب 17 حدیث 05؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 241 باب 15 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 76 حدیث 191 اور صفحہ 81 حدیث 211

(4) امام محمد باقر علیہ السلام: چہرہ کی وہ حد جس کے دھونے کا خدا نے حکم دیا ہے اور جس میں کسی کو زیادہ یا کم کرنا جائز نہیں اگر زیادتی کرے گا تو کوئی اجر نہ ملے گا اور کم کرے گا تو گناہ گار ہوگا یہ ہے کہ جس حصّہ کو انگشتِ شہادت (درمیانی انگلی)

اور انگوٹھا گھیرے اور بال اُگنے کی جگہ سے ٹھوڑی تک دھوئے۔ پس یہی حد ہے اس کے سوا جو ہے وہ چہرہ میں داخل نہیں۔ اور کنپٹی چہرہ میں داخل نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 61 باب 18 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 28 حدیث 88؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 249 باب 17 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ صفحہ 54 حدیث 154

(5) امام محمد باقر علیہ السلام: کانوں کا اندرونی حصّہ چہرے میں داخل نہیں ہے نہ ان کا دھونا ہے اور نہ ان کا مسح ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 64 باب 18 حدیث 10؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 250 باب 18 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 55 حدیث 156 اور صفحہ 94 حدیث 249؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 63 حدیث 187

(6) امام محمد باقر علیہ السلام: وضو میں داڑھی کے اندرونی حصّے میں پانی پہنچانا ضروری نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 62 باب 18 حدیث 02

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر وضو میں کوئی شخص سر کا مسح کرنا بھول جائے تو اُسے چاہیے کہ اپنے وضو کی تری سے سر کا اور پھر پاؤں کا مسح کرے اور اگر ہاتھوں میں تراوٹ باقی نہ رہی ہو تو پھر داڑھی سے لے اور اگر داڑھی نہیں ہے۔ تو پھر اپنے ابروؤں اور پلکوں سے لے اور اس سے سر اور پاؤں کا مسح کرے اور اگر وضو کی تری کچھ بھی باقی نہ رہی ہو تو پھر ازسرِنو وضو کرے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 36 حدیث 134؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 253 باب 21 حدیث 6

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: سر کا مسح اس کے اگلے حصّے پر کرنا واجب ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 254 باب 22 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 62 حدیث 171؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 60 حدیث 176

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص پاؤں پر مسح کے بجائے دھونا واجب سمجھے تو اس کا وضو باطل ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 67 باب 19 حدیث 7 اور 8؛ وسائل الشیعہ جلد اول صفحہ 258 باب 25 حدیث 1 اور 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 92 حدیث 246؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 64 حدیث 191؛ علل الشرائع (عربی) صفحہ 289 حدیث 2

(10) امام جعفر صادق علیہ السلام: وضو کرنے کے لیے پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے سو کر جاگے (یا پیشاب کی وجہ سے) ایک بار، پاخانہ کی وجہ سے دو بار اور جنابت کی وجہ سے تین بار ہاتھ دھونے چاہییں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل 261 باب 27 حدیث 1، 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 36 حدیث 96؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 50 حدیث 141؛ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 12 حدیث 05

(11) امام جعفر صادق علیہ السلام: وضو ایک ایک بار فرض ہے اور دو بار دھونے پر کوئی اجر نہیں اور تیسری بار بدعت ہے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 81 حدیث 212 اور 213؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 71 حدیث 217 اور 218؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 266 باب 31 حدیث 03

نوٹ: اس سے پہلے وضو کی احادیث بیان کی گئی ہیں جن میں بھی ایک بار دھونے کا ذکر ہے۔

(12) امام جعفر صادق علیہ السلام: وضو میں اگر ایک عضو دھونے کے بعد دوسرے عضو کو دھونے تک اتنا وقت لگ جائے کہ پہلے والا عضو خشک ہو جائے تو وضو از سر نو کیا جائے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 35 حدیث 07؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 272 باب 33 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 98 حدیث 255 اور صفحہ 87 حدیث 230؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 72 حدیث 220؛ علل الشرائع (عربی) صفحہ 289

(13) امام محمد باقر علیہ السلام: وضو کے درمیان اس ترتیب کو قائم رکھو جس طرح خُدا نے حکم دیا ہے۔ بس ابتداء چہرہ سے کرو پھر ہاتھوں کو دھوؤ۔ اس کے بعد سر کا مسح کرو پھر پاؤں کا اور کسی عضو کو دوسرے پر ہرگز مقدم نہ کرو ورنہ حکم خدا کی خلاف ورزی ہو جائے گی۔ اور اگر سر سے پہلے پاؤں کا مسح کر بیٹھو تو پہلے سر کا مسح کرو پھر پاؤں کے مسح کا اعادہ کرو۔ الغرض تم اس عضو سے ابتداء کرو جس سے خدا نے ابتداء کی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 72 باب 21 حدیث 05؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 28 حدیث 89؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 273 باب 34 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 97 حدیث 251؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 73 حدیث 223

(14) امام مہدی علیہ السلام: دونوں پاؤں کا مسح اکٹھا کیا جائے (تو درست ہے) لیکن اگر الگ الگ کیا جائے تو ابتداء دائیں پاؤں سے ہونی چاہیے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 274 باب 34 حدیث 05؛ احتجاج طبرسیؒ (عربی) صفحہ 492

(15) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص وضو میں منہ سے پہلے ہاتھ دھو لے یا ہاتھ دھونے سے پہلے پاؤں کا مسح کرلے تو وضو باطل ہے اعادہ کرنا پڑے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 274 باب 35 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 97 حدیث 252؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 73 حدیث 224

(16) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص دایاں ہاتھ دھونا بھول جائے اور بایاں ہاتھ دھو کر سر اور پاؤں پر مسح کرے اور بعد میں یاد آئے تو اسے چاہیے کہ پہلے دائیں ہاتھ کو دھوئے پھر بائیں اور اس کے بعد سر اور پاؤں کا مسح کرے اور اگر بعد میں یاد آئے کہ وہ بایاں بازو دھونا بھول گیا تھا تو صرف بایاں بازو دھوئے (اور پھر سر اور پاؤں کا مسح کرے) اور جن اعضاء (منہ اور دایاں بازو) کو دھو چکا ہے ان کا اعادہ نہ کرے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 34 حدیث 04؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 276 باب 35 حدیث 07؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 99 حدیث 259؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 74 حدیث 228

(17) امام جعفر صادق علیہ السلام: وضو میں اگر کوئی شخص سر کا یا پاؤں کا مسح کرنا یا ان اعضاء میں سے کسی عضو (کا دھونا) بھول جائے جن کا تذکرہ خدا نے قرآن میں کیا ہے تو اس پر وضو اور نماز (اگر پڑھ لی ہو تو) کا اعادہ کرنا لازم ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 275 باب 35 حدیث 04؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 99 حدیث 258؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 74 حدیث 227

(18) امام محمد باقر علیہ السلام: سر کا مسح بقدر تین انگشت کافی ہے اور اسی طرح پاؤں کا مسح بھی بقدر تین انگشت کافی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 5 باب 19 حدیث 02؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 258 باب 24 حدیث 05

(19) امام علی رضا علیہ السلام: مسح دو انگلیوں سے کرنا جائز نہیں بلکہ پوری ہتھیلی سے کرنا چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 66 باب 19 حدیث 05؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 257 باب 24 حدیث 04؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 91 حدیث 243؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 62 حدیث 184

توضیح:

یہاں کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ امام محمد باقر علیہ السلام اور امام رضا علیہ السلام کے فرامین میں تضاد آ گیا ہے۔ واضح رہے کہ یہاں کوئی تضاد نہیں ہے۔ مسح اگر ہتھیلی سے کیا جائے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں اور تین انگلیوں سے بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ کم سے کم تین انگلیاں اور زیادہ سے زیادہ پوری ہتھیلی مسح کی مقدار ہے۔ لہٰذا تین انگلیوں سے مسح ہو یا پوری ہتھیلی سے دونوں طرح جائز ہے۔

(20) امام علی رضا علیہ السلام: پاؤں کا مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنا ہاتھ پیروں کی انگلیوں پر رکھے اور اسے گھسیٹ کر ٹخنوں

تک لائے۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات۔

(21) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: عورت کے لیے تمام نمازوں میں جائز ہے کہ وہ بغیر مقنع سر سے ہٹائے ہوئے اس میں اپنی انگلیاں داخل کرے اور اپنے سر پر مسح کرے لیکن مغرب اور صبح کی نمازوں کے لیے وضو کرے تو مسح کے لیے اپنے سر سے مقنع کو ہٹالے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ اوّل صفحہ 56 حدیث 99

(22) امام علی رضا علیہ السلام: وضو میں مردوں پر فرض ہے کہ اپنے ہاتھوں (کہنیوں) کو اندر سے دھوئیں اور عورتیں اپنے ہاتھوں (کہنیوں) کو باہر سے دھوئیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 56 حدیث 100؛ فروع کافی جلد اوّل صفحہ 63 باب 18 حدیث 06 ؛وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 283 باب 40 حدیث 1

(23) امام جعفر صادق علیہ السلام: موزوں پر مسح کسی صورت بھی جائز نہیں ہے چاہے بیماری کی وجہ سے ہی کیوں نہ ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 68 باب 20 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 278 باب 38 حدیث 02

(24) امام جعفر صادق علیہ السلام: تین چیزوں میں تقیہ نہیں ہے اوّل مشیات کا پینا، دوسرے موزوں پر مسح کرنا، اور تیسرے حج تمتع نہ کرنا۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 68 باب 20 حدیث 02؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 278 باب 38 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 362 حدیث 1093؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 76 حدیث 237

مکمل حدیث

"حبابہ والبیہ سے روایت ہے ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امیر المومنینؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہم اہل بیتؑ نشہ آور چیز استعمال نہیں کرتے ملی مچھلی نہیں کھاتے اور موزوں پر مسح نہیں کرتے لہٰذ جو ہمارا شیعہ ہے اسے بھی چاہیے کہ اس سلسلہ میں ہماری اقتداء کرے اور ہمارے طریقہ پر عملدرآمد کرے۔"

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد چہارم صفحہ 298 حدیث 898؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 280 باب 38 حدیث 9

(25) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: عورت اپنی اوڑھنی پر مسح نہیں کرسکتی بلکہ اُسے چاہیے کہ اپنے سر پر مسح کرے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 277 باب 37 حدیث 4

(26) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کسی نے ہاتھ یا بازو میں کنگن یا انگوٹھی اتنی تنگ پہنی ہو کہ اُسے یقین ہو کہ وضو یا غسل کا پانی اس کے نیچے نہیں جائے گا۔ تو اُسے چاہیے کہ اُسے وضو یا غسل کرتے وقت حرکت دے یا اُتار دے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 44 حدیث 06؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 283 باب 41 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 85 حدیث 221 اور 222

(27) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی نے ہاتھ میں انگوٹھی وغیرہ پہنی ہو اور وضو یا غسل کرتے وقت اُسے حرکت دینا بھول جائے اور نماز شروع کردے تو اب نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 45 حدیث 14؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 284 باب 41 حدیث 2

(28) امام محمد باقر علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص اپنے وضو کے اندر کسی بات میں شک کرے تو اگر وہ ابھی وہیں وضو کی جگہ بیٹھا ہے تو دوبارہ وضو کرے۔ لیکن اگر اپنی جگہ سے اُٹھ گیا ہے اور پھر اُسے وضو کی کسی بات میں شک ہو تو اس شک کی طرف توجہ نہ دے جب تک اس کا پورا یقین نہ ہوجائے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 61 حدیث 136؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 284 باب 42 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 100 حدیث 261

(29) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص نماز پڑھ لے اور اُس کے بعد اُسے وضو میں شک پڑ جائے تو اُس کی نماز ٹھیک ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 285 باب 42 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 101 حدیث 264

(30) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی کو حدث کے سرزد ہونے کا یقین ہو تو وضو کرلے اور جب تک یقین نہ ہو تو وضو صحیح متصور ہوگا۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 70 باب 21 حدیث 1

(31) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر بحالت نماز کسی کو وضو میں شک پڑ جائے تو نماز ختم کرکے اپنا وضو کرے اور نماز کا اعادہ کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 72 باب 21 حدیث 3

(32) امام علی رضا علیہ السلام: اگر کسی کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو اور اُس پر پٹی بندھی ہو تو وضو کرتے وقت جس حد تک دھو سکے دھولے اور باقی کو چھوڑ دے۔ پٹی وغیرہ کو ہٹانے یا زخم کھولنے کی ضرورت نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 69 باب 21 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 281 باب 39 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 363 حدیث 1098 اور 362 حدیث 1094

(33) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی کو زخم ہو یا پٹی بندھی ہوئی ہو تو وضو کرتے وقت پٹی وغیرہ کے اوپر ہاتھ پھیر لینا کافی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 70 باب 21 حدیث 04؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 363 حدیث 1097؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 77 حدیث 240؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 282 باب 39 حدیث 03

(32) امیر المومنین علی علیہ السلام: وضو میں کسی دوسرے شخص سے (کسی مجبوری کے بغیر) مدد لینا درست نہیں۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 27 حدیث 85؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 289 باب 47 حدیث 02؛ علل الشرائع (عربی) صفحہ 278 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 354 حدیث 1057

(33) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی کا ہاتھ کٹا ہوا ہو تو وہ وضو میں اس جگہ کو دھوئے جہاں سے عضو کٹا ہوا ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 29 حدیث 8؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 290 باب 49 حدیث 1

(34) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کسی کا ہاتھ کہنی سے کٹ گیا ہو تو وہ وضو میں جو حصّہ باقی ہو وہ دھوئے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 64 باب 18 حدیث 9؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 30 حدیث 99؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 291 باب 49 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 360 حدیث 1086

(35) امام جعفر صادق علیہ السلام: وضو کے بعد تولیہ وغیرہ سے پانی خشک کرنا جائز تو ہے لیکن اگر وضو کا پانی خود بخود خشک ہو جائے (یعنی تولیہ استعمال نہ کیا جائے) تو یہ کئی درجہ بہتر و افضل ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 31 حدیث 105؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 287 باب 45 حدیث 5؛ ثواب الاعمال صفحہ 32؛ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 70 حدیث 4

(36) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص وضو کرنے کے بعد کپڑے سے اُسے خشک کرے تو کوئی حرج نہیں لیکن شرط یہ ہے کہ کپڑا پاک صاف ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 287 باب 45 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 364 حدیث 1102

(37) حضور اکرم ﷺ: وضو کرتے وقت آنکھیں کھلی رکھنا چاہیے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 31 حدیث 104؛ وسائل الشیعہ جلد صفحہ 294 باب 53 حدیث 1؛ ثواب الاعمال صفحہ 33؛ علل الشرائع (عربی) صفحہ 280

نواقضِ وضو

(1) امام محمد باقر علیہ السلام: جب آنکھ کان اور دل سب سو جائیں تو وضو واجب ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر سو جانے کا یقین نہ ہو تو وضو صحیح متصور ہوگا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 169 باب 1 حدیث 1؛ فروع کافی جلد اوّل صفحہ 77 باب 22 حدیث 15؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 08 حدیث 11

(2) امام جعفر صادق اور محمد باقر علیہما السلام: پانچ چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے: (1) پیشاب۔ (2) پاخانہ۔ (3) منی۔ (4) ریح نکلنے سے۔ (5) اُس نیند سے جو عقل کو زائل کردے لیکن اگر تم آوازوں میں تمیز کرنے کے قابل رہو تو وضو باطل نہیں ہوگا۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 75 باب 22 حدیث 57؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 9 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 171 باب 2 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 9 حدیث 15

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب تک ریح کے نکلنے کی آواز سنائی نہ دے یا بدبو محسوس نہ ہو تو اس وقت تک وضو کرنا واجب نہیں ہوتا۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 14 باب 22 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 169 باب 1 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 347 حدیث 1018؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 90 حدیث 288

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر پاخانہ کے مقام سے کدو دانے یا چھوٹے چھوٹے کیڑے نکلیں تو ان سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ لیکن اگر وہ پاخانہ سے لتھڑے ہوں تو پھر وضو کا اعادہ کرنا پڑے گا۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 74 باب 22 حدیث 4 اور 3؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 175 باب 5 حدیث 1 اور 2

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: قے آنے، نکسیر پھوٹنے، ناخن یا بال کاٹنے، عورت سے بوس و کنار کرنے یا عورت کی شرم گاہ کو مس کرے یا اس کے پاس لیٹ رہنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 76 باب 22 حدیث 8,9,10,11,12؛ وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 176 باب 6 حدیث 2 تا 8؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 13 حدیث 15 اور جلد دوم صفحہ 324 حدیث 1324 اور جلد چہارم صفحہ 264 حدیث 894؛ الاستبصار جلداوّل صفحہ 83 حدیث 259 اور جلداوّل صفحہ 84 حدیث 266

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر دونوں اطراف سے خون، پیپ، مذی یا وذی (رطوبت وغیرہ) نکلے تو اس سے نہ وضو ہے نہ استنجاء۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلداول صفحہ 62 حدیث 138

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی شخص نے اپنی مقعد کے اندرونی حصے کو یا عضوتناسل کے اندرونی حصے کو مس کیا ہے تو اس پر لازم ہے کہ دوبارہ وضو کرے اور اگر وہ نماز میں ہے تو نماز کو قطع کرے، وضو کرے اور پھر سے نماز پڑھے اور اگر اس نے اپنے عضوتناسل کے سوراخ کو کھولا ہے تو دوبارہ وضو کرے اور دوبارہ نماز پڑھے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلداوّل صفحہ 63 حدیث 148

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص حقنہ یا شیاف (تر اور خشک انیما) لگوائے اور صرف وہی دوا اس میں سے نکل آئے تو اس پر وضو نہیں ہے۔ لیکن اگر اس کے ساتھ کچھ مواد وغیرہ بھی نکلے تو اس پر استنجاء اور وضو دونوں واجب ہیں۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلداوّل صفحہ 63 حدیث 148

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: قہقہہ لگانا وضو کو نہیں توڑتا۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 364 حدیث 06؛ وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 176 باب 6 حدیث 04؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 324 حدیث 1324؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلداوّل صفحہ 240 حدیث 1062

استبراء

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: استبراء کا طریقہ یہ ہے کہ مقعد اور خصیتین کی درمیانی نالی کو تین بار خصیتین سے لے کر سر حشفہ تک عضو کو (تین بار) دبائے۔ پھر سر حشفہ کو جھٹکے اور پھر استنجاء کرے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلداوّل صفحہ 63 حدیث 148؛ وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 186 باب 13 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 20 حدیث 50؛ الاستبصار جلداوّل صفحہ 94 حدیث 303

(2) امام محمد باقر علیہ السلام: جو کوئی شخص پیشاب کرے اور پانی نہ ہو تو بیچ ذکر سے کنارہ تک سونت کر جھٹکے (یعنی استبراء کرے)

تو اگر وضو کے بعد کوئی شئے نکلے تو وہ پیشاب نہیں ہے۔ یعنی وضو باطل نہیں ہوگا۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 48 باب 13 حدیث 1

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص پیشاب کر کے استبراء کرے تو پھر کوئی رطوبت بہتے بہتے اس کی پنڈلی تک ہی کیوں نہ پہنچ جائے کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 63 حدیث 148؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 186 باب 13 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 20 حدیث 50؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 94 حدیث 303

(4) امام محمد باقر علیہ السلام: غسل جنابت کا استبراء (غسل سے پہلے) پیشاب کرنا ہے اگر پیشاب کرنے کے بغیر غسل جنابت کر لیا اور بعد میں کوئی رطوبت نکل آئے تو غسل باطل ہوگا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 187 باب 13 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 144 حدیث 407؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 119 حدیث 402

(5) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: وہ خصی آدمی جسے شدت سے پیشاب آتا ہو اور قطرہ قطرہ ٹپکتا رہتا ہو تو اس کو چاہیے کہ وضو کرے اور دن میں ایک بار طہارت کر لیا کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 50 باب 13 حدیث 06 (بروایت امام رضاؑ مگر مجہول حدیث)؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 187 باب 13 حدیث 06؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 353 حدیث 1051 اور صفحہ 424 حدیث 1349؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 43 حدیث 168

(6) امام علی رضا علیہ السلام: جس شخص کو پیشاب جلد جلد آتا ہو اور وہ روکنے پر قادر نہ ہو تو اسے چاہیے کہ تھیلی باندھ لے کیونکہ خدا عذر کو قبول کرنے والا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 50 باب 13 حدیث 5؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 63 حدیث 146 (بروایت امام جعفر صادقؑ)

توضیح:

من لا یحضرہ الفقیہ میں پیشاب کے ساتھ خون کا بھی ذکر ہے اور تھیلی میں روئی ڈالنے کا بھی حکم ہوا ہے۔

مسواک

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: مسواک رسولوں کی سنت میں سے ایک سنت ہے۔
حوالہ: فروع کافی جلداول صفحہ 53 باب 15 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 298 باب 1 حدیث 2

(2) امام محمد باقر علیہ السلام: مسواک کو ہر تین دن میں ہرگز ترک نہ کرو اگرچہ ایک ہی بار کرو۔
حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 54 باب 15 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 301 باب 2 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلداول صفحہ 33 حدیث 199

(3) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ہر نماز کے وضو کے وقت مسواک کرنا چاہیے۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلداوّل صفحہ 32 حدیث 1130؛ وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 306 باب 3 حدیث 2

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: مسواک وضو سے پہلے کرنا چاہیے اور اگر کوئی پہلے کرنا بھول جائے تو بعد میں کرے لیکن مسواک کر کے تین بار کلی کرے۔
حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 54 باب 15 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 302 باب 04 حدیث 1

(5) امام محمد باقر علیہ السلام: بوقت سحر وضو سے پہلے مسواک کرنا سنت ہے۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلداوّل صفحہ 304 حدیث 1393؛ وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 305 باب 6 حدیث 4

(6) امیرالمومنین علی علیہ السلام: تلاوت قرآن سے پہلے مسواک کرنا چاہیے۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلداوّل صفحہ 32 حدیث 112؛ وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 305 باب 7 حدیث 3

(7) امیرالمومنین علی علیہ السلام: مسواک کرنا چاہیے چاہے اپنی انگلی سے ہی دانتوں کو ملا جائے اور یہ مسواک کا کم سے کم درجہ ہے۔
حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 54 باب 15 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 306 باب 9 حدیث 3

(8) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مسواک درخت کی شاخوں سے ہوتا ہے۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلداوّل صفحہ 59 حدیث 125؛ وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 306 باب 08 حدیث 1 اور 2

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: دانت کمزور ہو جائیں تو مسواک کا حکم ساقط ہو جائے گا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 58 حدیث 121؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 307 باب 10 حدیث 1؛ علل الشرائع (عربی) صفحہ 295 حدیث 1

(10) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: حمام اور بیت الخلاء میں مسواک کرنا ممنوع ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 57 حدیث 110؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 307 باب 11 حدیث 1 (بروایت جعفر صادقؑ)

کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا واجب نہیں بلکہ مقدمات نماز سے ہے۔

حوالہ: فروع اوّل صفحہ 55 باب 16 حدیث 3

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا وضو میں داخل نہیں ہے۔

حوالہ: فروع اوّل صفحہ 55 با 16 حدیث 1

تیمم کے مسائل

(1) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر پانی نہ ملے تو تیمم کر کے نماز پڑھی جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 117 باب 31 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 342 باب 1 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 192 حدیث 222 اور صفحہ 203 حدیث 589؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 159 حدیث 548 اور 165 حدیث 574

(2) امام محمد باقر علیہ السلام: تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ زمین پر مارو پھر ان کو جھاڑ کر ایک بار پیشانی (یعنی چہرہ) اور اپنے دونوں ہاتھوں کی پشت پر مسح کرو۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 112 باب 39 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 350 باب 11 حدیث 2

توضیح:

تیمم میں چہرہ پر مسح کرنے کا حکم بھی آیا ہے جو آگے بیان ہوگا لیکن پیشانی پر مسح کرنا کم سے کم مقدار ہے۔

(3) فرامین معصومینؑ۔ وضو، جنابت اور حیض کے عوض جو تیمم کیا جاتا ہے وہ ایک جیسا ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں

ہاتھ زمین پر مارے اور جھاڑ کر کلائی سے انگلیوں کے سروں تک مسح کرے پہلے دائیں ہاتھ کا پھر بائیں ہاتھ کا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد صفحہ 82 حدیث 216 اور صفحہ 81 حدیث 213؛ فروع کافی جلد اوّل صفحہ 117 باب 20 حدیث 10؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 351 تا 353 باب 11 حدیث 5 اور 6 ار باب 12 حدیث 2، 4، 6 اور باب 29 حدیث 1

توضیح:

تیمم میں ایک بار ہاتھ زمین پر مار کر مسح کر لینا کافی ہے لیکن اگر دو بار کر لیا جائے تو بھی مضائقہ نہیں کیونکہ کچھ احادیث میں دو بار کا ذکر ہے البتہ کم سے کم ایک بار ضروری ہے دوسری مستحب ہے۔ ہم نے تمام حدیثوں کو یکجا بیان کیا ہے اور یہ ساری حدیثیں کتب مذکورہ کے علاوہ تہذیب الاحکام اور استبصار وغیرہ میں بھی موجود ہیں۔

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی سفر میں ہو اور نماز کا وقت ہو جائے تو جب تک وقت میں گنجائش ہو پانی تلاش کیا جائے لیکن اگر نماز چھوٹنے کا اندیشہ ہو جائے یا پھر پانی تلاش کرنے میں کوئی اندیشہ ہو تو تیمم کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 115 باب 40 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 343 باب 2 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 185 احدیث 536

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب تم جنب ہو اور کسی کنویں کے پاس سے گزرو مگر تمہارے پاس پانی کھینچنے کے لیے کچھ نہ ہو تو تیمم کر لو۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 116 باب 40 حدیث 07؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 344 باب 3 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 149 حدیث 426 اور صفحہ 185 حدیث 535؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 127 حدیث 435

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر پانی میں شک ہو کہ آیا پاک ہے یا نجس ہے تو اسے چھوڑ دو اور تیمم کر لو لیکن اگر ایسا پانی دستیاب ہے جو یقیناً پاک ہے تو وضو کرو۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 10 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 344 باب 4 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 248 حدیث 712 اور 713؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 21 حدیث 48

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس شخص کی ہڈی ٹوٹی ہو یا کوئی بیماری ہو (اور پانی سے نقصان کا اندیشہ ہو) تو تیمم کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 120، 121 باب 44 حدیث 1، 2، 3، 5؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 344 باب 5

حدیث 1 تا 8؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 196 حدیث 566 اور صفحہ 185 حدیث 533

(8) امیر المومنین علی علیہ السلام: پاؤں سے لتاڑی (رگڑی) ہوئی زمین سے تیمم جائز نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 113 باب 39 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 345 باب 6 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 186 حدیث 537

(9) امیر المومنین علی علیہ السلام: اس مٹی پر تیمم کرنا ممنوع ہے جو راستے کی خاک سے ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 13 باب 39 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 345 باب 6 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 187 حدیث 538

(10) امیر المومنین علی علیہ السلام: چونے (جُص) اور نورہ (پوڈر) سے تیمم ہو سکتا ہے لیکن راکھ سے تیمم جائز نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 347 باب 08 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 187 حدیث 539

(11) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص گھوڑے پر سوار ہے اور کسی وجہ سے اتر نہیں سکتا اور وہ باوضو بھی نہیں تو وہ گھوڑے کے زین پوش، زین یا اس کی گردن کے بالوں سے تیمم کر سکتا ہے کیونکہ ان چیزوں میں غبار ہوتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 348 باب 09 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 189 حدیث 544؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 157 حدیث 541

(12) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی کو گیلی مٹی کے علاوہ کچھ بھی نہ ملے تو مجبوراً اسی پر تیمم کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 120 باب 43 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 348 باب 09 حدیث 05

(13) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص سفر میں جنب ہو اور سوائے برف یا منجمد پانی کے کچھ نہ پائے تو بحالتِ مجبوری برف پر ہی تیمم کر سکتا ہے لیکن اسے چاہیے کہ آئندہ ایسی زمین پر نہ جائے جہاں اس کا دین برباد ہوتا ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 119 باب 42 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 349 باب 9 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 191 حدیث 553؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 158 حدیث 554

توضیح:

حکم امامؑ سے ظاہر ہے کہ بے حد مجبوری میں برف سے تیمم ہو سکتا ہے لیکن یہ اس صورت میں ہو کہ اچانک ایسی مجبوری بن جائے۔ جان بوجھ کر ایسی جگہ چلے جانا جہاں برف کے علاوہ کچھ نہ ہو تو اس حالت میں تیمم نہیں ہو سکے گا اور نمازیں ضائع ہو

جائیں گی جن کی قضا واجب ہوگی۔

(14) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر انسان ایسی حالت میں ہو کہ سوائے کیچڑ کے اور کوئی چیز میسر نہ ہو تو ایسی حالت میں کیچڑ پر تیمم کیا جا سکتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 348 باب 9 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 189 حدیث 546؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 156 حدیث 539 اور صفحہ 158 حدیث 546

(15) امام محمد باقر علیہ السلام: ایک تیمم سے رات اور دن کی تمام نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں جب تک حدث صادر نہ ہو یا پانی مل جائے۔ اگر پانی ملنے کی امید ہو اور وہ گمان کرے کہ وہ اس کو پانے کی قدرت رکھتا ہے لیکن اس کا پانا اس پر دشوار ہو تو بھی تیمم ساقط ہو جائے گا اور اگر پانی نہ ملے تو اس پر لازم ہے کہ تیمم کا اعادہ کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 115 باب 40 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 361 باب 20 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 200 حدیث 580؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 164 حدیث 570

(16) امام محمد باقر علیہ السلام: جو شخص تیمم کر کے نماز شروع کر دے اور رکوع میں جانے سے پہلے ہی پانی دستیاب ہو جائے تو نماز قطع کر کے وضو کرے لیکن اگر رکوع میں چلا جائے اور پھر پانی دستیاب ہو تو نماز جاری رکھے اس صورت میں تیمم کافی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 115 باب 40 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 361 باب 21 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 200 حدیث 580

(17) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی سفر میں جنب ہو جائے اور اس کے پاس اتنا ہی پانی ہو کہ اگر غسل کرے تو پیاسا رہنے کا خدشہ ہو جائے گا تو اسے چاہیے کہ پانی کا قطرہ بھی خرچ نہ کرے اور پاک مٹی سے تیمم کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 117 باب 91 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 364 باب 25 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 404 حدیث 1267

(18) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص جنب ہو اور پانی نہ مل سکے تو زمین پر تیمم کرے اور جب پانی مل جائے تو غسل کرے مگر تیمم سے پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 114 باب 40 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 355 باب 14 حدیث 4

(19) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی کو پانی سے ضرر پہنچنے کا خطرہ ہو اور اس کے باوجود جان بوجھ کر اپنے آپ کو جنب کرے تو اس کو غسل کرنا پڑے گا خواہ اس سے نقصان ہی کیوں نہ ہو لیکن اگر احتلام ہو تو پھر تیمم کافی ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 68 حدیث 03؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 59 حدیث 219 ؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 358 باب 17 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 198 حدیث 574؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 162 حدیث 562

(20) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر تین افراد سفر میں ہوں جن میں ایک، جنب دوسرا میت اور تیسرا بے وضو ہو اور نماز کا وقت آ جائے لیکن ان کے پاس اس قدر پانی ہو جو صرف ایک کے لیے کافی ہو تو اس پانی سے جنب والا غسل کرے گا۔ جبکہ میت کو تیمم سے دفنایا جائے گا اور بے وضو بھی تیمم کرے گا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد صفحہ 83 حدیث 223؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 359 باب 18 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 109 حدیث 285؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 101 حدیث 329

(21) امام محمد باقر علیہ السلام: ایک شخص جنب ہو جاتا ہے اور اسے غسل کے لیے پانی نہیں ملتا حتیٰ کہ نماز کا وقت داخل ہو جاتا ہے اور وہ مٹی سے تیمم کرتا ہے۔ پھر وہ پانی کے پاس سے گزرتا ہے مگر یہ خیال کر کے کہ پانی اور مل جائے گا غسل نہیں کرتا حتیٰ کہ دوسری نماز کا وقت داخل ہو جاتا ہے مگر اب اسے پانی نہیں ملتا اور نماز کے فوت ہو جانے کا خدشہ ہو جاتا ہے تو اسے چاہیے کہ از سرِ نو تیمم کرے اور نماز پڑھے کیونکہ اس کا پہلا تیمم تو اسی وقت ٹوٹ گیا تھا جب وہ پانی کے پاس سے گزرا تھا مگر غسل نہیں کیا تھا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 360 باب 19 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 293 حدیث 557

توضیح:

جب پانی پر قدرت ہو جائے تو تیمم ٹوٹ جاتا ہے اس کے علاوہ ہر وہ چیز جو وضو کو توڑ دیتی ہے تیمم کو بھی توڑ دیتی ہے لہٰذا ان تمام مسائل کو نواقضِ وضو کے باب میں ملاحظہ فرمایا جائے۔

(22) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص سفر میں جنب ہو جائے اور اس کے پاس صرف اس قدر پانی ہو جو وضو کے لیے کافی ہو تو وہ غسل کے عوض تیمم کرے اور وضو نہ کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 117 باب 41 حدیث 02؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 364 باب 24 حدیث 03؛

تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 405 حدیث 1272 اور 1273

(23) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی شخص وضو کرنا چاہتا ہے اس کے پاس پانی نہیں ہے لیکن قیمتاً ملتا ہے تو اسے چاہیے کہ خرید کر وضو کرے چاہے مہنگا ہی کیوں نہ ہو لیکن اگر استطاعت نہیں تو پھر تیمم کر سکتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 128 باب 34 حدیث 17؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد صفحہ 23 حدیث 71؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 406 حدیث 1276؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 365 باب 26 حدیث 1، 2؛ تفسیر عیاشیؒ جلد اوّل صفحہ 244 حدیث 146

(24) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی شخص بیوی کے ہمراہ سفر کر رہا ہو اور اس کے پاس بقدرِ غسل پانی موجود نہ ہو تو اس کے لیے بیوی سے مباشرت کرنا مکروہ ہے لیکن اگر شہوت کا غلبہ ہو یا ضرر پہنچنے کا خدشہ ہو تو پھر کر سکتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 365 باب 27 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 405 حدیث 1269

(25) امام محمد باقر علیہ السلام: ایسی جگہ قیام کرنا منع ہے جہاں (وضو غسل وغیرہ کے لیے) پانی نہ ہو چاہے یہ قیام جائز مقصد کے لیے ہی ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 366 باب 28 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 405 حدیث 1270

(26) امام محمد باقر علیہ السلام: جو شخص مسجد الحرام یا مسجد نبوی میں سویا ہوا اور جنب ہو جائے تو وہ تیمم کیے بغیر مسجد سے گزر کر باہر نہ نکلے پھر غسل کرے یہی حکم اس عورت کے لیے جس کو مساجد مذکورہ کے اندر حیض آ جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 367 باب 30 حدیث 2

☆☆☆

مقدماتِ اغسال

(1) حضور اکرم ﷺ: تمام بیماریاں تین (چیزوں کی وجہ سے) ہیں اور دوائیں بھی تین ہیں۔ بیماریوں (کا مرکز) یہ تین چیزیں ہیں: (1) خون۔ (2) سودا۔ (3) بلغم۔ اور شفاء و دوا (کا مرکز) یہ تین چیزیں ہیں: (1) خون کی دوا پچھنے لگوانا ہے۔ (2) بلغم کا علاج حمام میں جانا ہے۔ (3) اور سودا کا علاج چلنا پھیرنا ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 72 حدیث 299؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 309 باب اوّل حدیث 3

(2) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی حمام میں جائے تو اُسے چاہیے ناف سے لے کر گھٹنوں تک تہمند باندھ لے اور پھر پانی میں داخل ہو۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 501 حدیث 22؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 513 باب 5 حدیث 1

(3) حضور اکرم ﷺ: کھلے آسمان کے نیچے اور نہروں وغیرہ میں تہبند باندھے بغیر داخل ہونا منع ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 61 حدیث 226؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 317 باب 10 حدیث 2

(4) امام محمد باقر علیہ السلام: حمام میں قرآن کی تلاوت کرنا جائز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ تہمند باندھا ہو۔ اور اگر نہ باندھا ہو تو ممنوع ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ (502) حدیث 32؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 63 حدیث 233؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 320 باب 15 حدیث 1

(5) حضور اکرم ﷺ: عورت کو حمام میں بھیجنا منع ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد چہارم صفحہ 04 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 321 باب 16 حدیث 2

(6) امام جعفر صادق و موسیٰ کاظم علیہما السلام: نہار منہ حمام میں داخل نہ ہونا چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد اوّل صفحہ 497 حدیث 6؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 72 حدیث 300؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 323 باب 17 حدیث 1 اور 3

(7) امام رضا و امام محمد باقر علیہما السلام: نورہ سے قابلِ ستر مقام کا ڈھانپنا کافی ہے۔ لیکن نورہ کے اوپر تہمند باندھنی افضل ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 502 حدیث 35؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 65 حدیث 250؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 324 باب 18 حدیث 1، 2، 3

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: حمام سے باہر نکلو تو سر پر عمامہ (پگڑی) باندھو۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 65 حدیث 246؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 500 حدیث 17؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 324 باب 19 حدیث 1

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: حمام میں چت لیٹنا اور پاؤں کو ٹھیکری سے رگڑنا مکروہ ہے۔

حوالہ: فروع (عربی) جلد ششم صفحہ 503 حدیث 38؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 324 باب 20 حدیث 2

(10) امیر المومنین علی علیہ السلام: خطمی کے ساتھ سر کا دھونا میل کچیل اور خس وخاشاک کو دور کرتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 504 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 71 حدیث 293 ؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل، صفحہ 328 باب 25 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 236 حدیث 624

(11) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: بیری کے پتوں سے سر دھونا رزق میں اضافے کا باعث ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 504 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 328 باب 26 حدیث 1

(12) امام محمد باقر علیہ السلام: حمام کو گرم کر کے نہانا جائز ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 501 حدیث 22؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 329 باب 27 حدیث 2

(13) امیر المومنین علی علیہ السلام: نورہ (پاؤڈر) لگانا صفائی ستھرائی ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 505 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد صفحہ 67 حدیث 254؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 330 باب 28 حدیث 1

(14) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: زیر ناف بال چالیس دنوں کے اندر ہر صورت مونڈھنے چاہییں۔ اور اگر رقم نہ ہو تو چالیس دن کے بعد قرضہ لے کر بھی مونڈھے جائیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 334 باب 33 حدیث 4؛ الخصال صفحہ 538 حدیث 5

(15) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص نورہ لگائے اور اس کے دھونے کے بعد مہندی لگائے تو وہ جذام اور برص سے محفوظ رہے گا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 68 حدیث 270؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 335 باب 35

حدیث 4

(16) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر قسم کے خضاب لگانے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلداوّل صفحہ 69 حدیث 27؛ وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 337 باب 36 حدیث 5

(17) امام جعفر صادق علیہ السلام: بدھ کے دن نورہ لگانے سے اجتناب کرنا چاہیے کیونکہ یہ دن دائمی نحس ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلداوّل صفحہ 68 حدیث 266؛ وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 339 باب 40 حدیث 1

(18) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: پانچ چیزیں پھلبہری کا باعث بنتی ہیں: (1) جمعہ اور بدھ کے دن نورہ لگانا۔ (2) سورج کی گرمی سے گرم شدہ پانی سے غسل اور وضو کرنا۔ (3) جنابت کی حالت میں کچھ کھانا۔ (4) حیض کی حالت میں مجامعت کرنا۔ (5) شکم پوری کی حالت میں کچھ کھانا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 339 باب 40 حدیث 3؛ روضۃ الواعظین از فتال نیشاپوری صفحہ 308

(19) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: سیاہ رنگ کا خضاب پسندیدہ ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 345 باب 46 حدیث 5؛ ثواب الاعمال صفحہ 37 حدیث 2

(20) امام جعفر صادق علیہ السلام: مہندی سے خضاب کرنا چاہیے کیونکہ مہندی بدبو کو دُور کرتی ہے، چہرہ کی رونق بڑھاتی ہے، منہ کو خوشبودار بناتی ہے اور زوجہ کو تسکین دیتی ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلداوّل صفحہ 68 حدیث 272؛ وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 349 باب 50 حدیث 4؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 483 حدیث 4

(21) امام جعفر صادق علیہ السلام: عورت اگرچہ سن رسیدہ ہی کیوں نہ ہو اس کے لیے زیبا نہیں ہے کہ اپنے آپ کو بالکل (زیور وغیرہ) سے خالی رکھے چاہے گردن میں ہی کوئی ہار ڈال لے اور ہاتھ کو کسی رنگ سے خالی رکھے چاہے تھوڑی مہندی ہی لگا لے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلداوّل صفحہ 70 حدیث 283؛ وسائل الشیعہ جلداوّل صفحہ 350 باب 52 حدیث 1؛ امالی شیخ صدوق (عربی) صفحہ 324 حدیث 6

(22) امام جعفر صادق علیہ السلام: سُرمہ لگانا پلکوں کے بال اگاتا ہے، آنسو خشک کرتا ہے، تھوک کو خوشبودار بناتا ہے اور بینائی کو جلا (دوام) دیتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 494 حدیث 10؛ الخصال صفحہ 18 حدیث 03؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 351 باب 54 حدیث 4؛ ثواب الاعمال صفحہ 41 حدیث 4

(23) حضورا کرم ﷺ: سرمہ کی طاق سلائیاں لگانی مستحب ہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 33 حدیث 120؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 352 باب 56 حدیث 2

(24) امام جعفر صادق علیہ السلام: رات کو سرمہ لگانا آنکھ کو فائدہ پہنچاتا ہے اور دن میں زینت کا باعث ہوتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 494 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 352 باب 57 حدیث 2

(25) امام علی رضا علیہ السلام: تین چیزیں رسولوں کی سنت ہیں: (1) عطر لگانا۔ (2) بال کٹوانا۔ (3) بکثرت مباشرت کرنا۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 320 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 353 باب 59 حدیث 1

(26) امام جعفر صادق علیہ السلام: ناخن اتارنا، مونچھیں کاٹنا اور داڑھی اور سر کے بال ترشوانا سنت ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 38 حدیث 140؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 354 باب 60 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 346 حدیث 1013؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 95 حدیث 308

(27) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس شخص کے بال لمبے ہوں اس کو مانگ نکالنی چاہیے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 76 حدیث 330 اور 331؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 356 باب 62 حدیث 1

(28) امام جعفر صادق علیہ السلام: داڑھی کی اصلاح کرنا (یعنی ہلکا کروانا) سنت ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 488 حدیث 12؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 76 حدیث 333؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 358 باب 63 حدیث 3

(29) امام محمد باقر علیہ السلام: رخساروں اور ٹھوڑی کے نیچے سے (داڑھی کے) بال کاٹنے چاہییں۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 486 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 358 باب 63 حدیث 4

توضیح:

یعنی خط بنوانا چاہیے جو کہ سنت کے ساتھ ساتھ خوبصورتی کا باعث بھی ہے۔

(30) امام جعفر صادق علیہ السلام: داڑھی پر زیادہ ہاتھ رکھنا (یعنی بار بار ہاتھ رکھنا) چہرہ کو عیب دار بناتا ہے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اول صفحہ 358 باب 64 حدیث 1؛ علل الشرائع (عربی) صفحہ 559 حدیث 1

(31) امام جعفر صادق علیہ السلام: داڑھی کی جو مقدار قبضہ (مٹھی بھر) سے زائد ہوگی وہ جہنم میں (لے) جائے گی۔
حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 487 حدیث 10؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 359 باب 65 حدیث 1

توضیح:

یعنی قبضہ سے زائد داڑھی رکھنا جائز نہیں ہے۔

(32) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مونچھیں، زیر بغل اور زیر ناف بال بڑھانا جائز نہیں ہیں کیونکہ شیطان انہیں اپنی پناہ گاہ سمجھ کر چھپ جاتا ہے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 360 باب 66 حدیث 5؛ علل الشرائع (عربی) صفحہ 519

(33) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مونچھیں اس قدر کٹوانی چاہییں کہ اوپر والے ہونٹ کے کنارے تک پہنچ جائیں۔
حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 487 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 359 باب 66 حدیث 2

(34) امام جعفر صادق علیہ السلام: ناک کے بال کٹوانا چہرہ کو خوبصورت بناتا ہے۔
حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 488 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد صفحہ 71 حدیث 289؛
وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 362 باب 68 حدیث 1

(35) امام جعفر صادق علیہ السلام: سر میں کنگھی کرنا وباء کو دور کرتا ہے اور داڑھی میں کنگھی کرنا مسوڑھوں کو مضبوط کرتا ہے۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 75 حدیث 320؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 365 باب 73 حدیث 1

(36) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جو شخص کھڑے ہو کر کنگھی کرے تو اس پر قرضہ چڑھ جائے گا۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 365 باب 74 حدیث 2؛ مکارم الاخلاق از فاضل طبرسی صفحہ 70

(37) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: کھڑے ہو کر کنگھی کرنا ضعف قلب کا باعث بنتا ہے اور بیٹھ کر کنگھی کرنا دل کو تقویت دیتا ہے اور جلد کی خشکی کو دُور کرتا ہے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 365 باب 74 حدیث 3؛ مکارم الاخلاق صفحہ 72

(38) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: سر اور داڑھی میں کنگھی کے بعد سینہ پر کنگھی پھیرنا غم اور وباء کو دور کرتا ہے۔
حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 489 حدیث 8؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 75 حدیث 321 ؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 366 باب 75 حدیث 1

(39) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: سات چیزوں کو دفن کر دینا چاہیے: (1) بال۔ (2) ناخن۔ (3) خون۔ (4) حیض۔ (5) وہ جھلی جس میں بچہ ہوتا ہے۔ (6) دانت۔ (7) خون پسینہ۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 367 باب 77 حدیث 05؛ الخصال صفحہ 340 حدیث 1؛ الخصال (اردو) جلد دوم صفحہ 157 باب 7 حدیث 1

(40) امام جعفر صادق علیہ السلام: تین شخص ایسے ہیں جن سے خداوند بروز قیامت کلام نہیں کرے گا: (1) اپنے سفید بال اکھیڑنے والا (2) مشت زنی کرنے والا۔ (3) مفعول (لواطت کروانے والا)۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 368 باب 79 حدیث 4؛ الخصال صفحہ 106 حدیث 68؛ تفسیر نور الثقلین جلد دوم صفحہ 118 مطبوعہ ادارہ منہاج الصالحین لاہور۔

(41) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ناخنوں کو کٹوانا بہت بڑی بیماری کو روکتا ہے اور روزی کو کشادہ کرتا ہے۔
حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 490 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد اول صفحہ 369 باب 80 حدیث 1؛ ثواب الاعمال صفحہ 42 حدیث 4

(42) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مردوں کو ناخن کٹوانا چاہییں اور عورتوں کو تھوڑے سے چھوڑ دینا جائز ہے کیونکہ یہ ان کے لیے باعث زینت ہے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اول صفحہ 370 باب 81 حدیث 1

(43) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تین چیزیں وسواس میں سے ہیں: (1) مٹی کھانا۔ (2) دانتوں سے ناخن کاٹنا۔ (3) داڑھی کا دانتوں سے چبانا۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد چہارم صفحہ 269 حدیث 821؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 370 باب 82 حدیث 2

(44) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے زیر ناف بالوں کو بیس دن سے زیادہ چھوڑے۔
حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 506 حدیث 11؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 67 حدیث

260؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 373 باب 86 حدیث 1

(45) امیر المومنین علی علیہ السلام: تیل لگانا چمڑے کو نرم کرتا ہے، دماغ کو بڑھاتا ہے، پانی کے جاری ہونے کے مقامات (مساموں) کو کھولتا ہے، خشکی کو دور کرتا ہے اور رنگ کو نکھارتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 519 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 383 باب 102 حدیث 2

(46) امام محمد باقر علیہ السلام: رات کو تیل لگانا چمڑے کو تروتازہ کرتا ہے اور چہرہ کو سفید کرتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 519 حدیث 05؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 384 باب 103 حدیث 1

(47) امام جعفر صادق علیہ السلام: مرد کو چاہیے کہ ہر وقت چکنا چپڑا نہ رہے ہاں عورت کے لیے ہر وقت درست ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 520 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 385 باب 106 حدیث 1

توضیح:

مطلب یہ ہے کہ مرد کو ہر وقت تیل لگائے ہوئے نہ رہنا چاہیے البتہ عورت رہ سکتی ہے ایک حدیث میں آتا ہے کہ مرد جمعہ سے جمعہ تک (یعنی ہفتہ بھر میں) ایک یا دو بار تیل لگائے۔

غسل جنابت کے مسائل

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: غسل سترہ مقامات پر کیے جاتے ہیں ان میں سے تین فرض ہیں جو کہ یہ ہیں: (1) غسل جنابت۔ (2) غسل مس میت۔ (3) غسل احرام۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 393 باب 1 حدیث 04؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 105 حدیث 271؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 98 حدیث 316

(2) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: جنابت کا غسل فرض ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 59 حدیث 222؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 393 باب 1 حدیث 1

(3) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جنابت کی وجہ سے غسل واجب ہے جبکہ بول و براز کی وجہ سے غسل واجب نہیں ہوتا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 43 حدیث 175؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 396 باب 2 حدیث 2

(4) امام علی رضا علیہ السلام: جب ختنہ سے ختنہ مل جائے تو (دونوں مرد اور عورت) پر غسل واجب ہو جاتا ہے۔
حوالہ: فروعِ کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 46 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 399 باب 6 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 118 حدیث 311؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 108 حدیث 359

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی اپنی بیوی سے فرج کے علاوہ مباشرت کرے اور اسے انزال بھی ہو جائے تو اس پر غسل واجب ہے اور انزال نہ ہو تو غسل واجب نہیں ہے۔ اور اسی طرح اگر مرد بیوی سے فرج کے علاوہ مباشرت کرے اور عورت کو انزال نہ ہو تو اس پر غسل واجب نہیں ہے اور اگر انزال ہو تو غسل واجب ہے۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل، صفحہ 47، حدیث 185؛ تہذیب الاحکام، صفحہ 124، حدیث 335، الاستبصار، جلد اوّل، صفحہ 111، حدیث 370؛ وسائل الشیعہ، جلد اوّل، صفحہ 408، باب 11، حدیث 1

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب مرد عورت کی دُبر میں جماع کرے اور دونوں کو انزال نہ ہو تو دونوں پر غسل نہیں ہے اور اگر دونوں کو انزال ہو جائے تو دونوں پر غسل ہے اور اگر دونوں میں سے ایک کو انزال ہو تو جسے انزال ہو تو اس پر غسل ہے اور جسے نہ ہو اس پر نہیں ہے۔
حوالہ: فروعِ کافی، جلد سوم، صفحہ 47، حدیث 8؛ تہذیب الاحکام، جلد اوّل، صفحہ 125، حدیث 336؛ الاستبصار، جلد اوّل، صفحہ 112، حدیث 371؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد دوم، صفحہ 200، باب 12، حدیث 2

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر مرد عورت کی دُبر میں جماع کرے جبکہ عورت روزہ دار ہو تو عورت کا روزہ صحیح ہے اور اس پر غسل بھی نہیں ہے۔
حوالہ: تہذیب الاحکام، جلد چہارم، صفحہ 319، حدیث 975؛ مستطرفات السرائر، علامہ حلی، صفحہ 103، حدیث 40؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد دوم، صفحہ 200، باب 12، حدیث 3

توضیح:

یہ صورتِ اس وقت واقع ہوگی جب کہ عورت کو اِنزال نہ ہو جیسا کہ باقی احادیث میں وضاحت موجود ہے۔ اسے عام حالات پر معمول کرنا باقی احادیث سے متعارض ہوگی اس لیے یہ تاویل ہی صحیح ہوگی۔

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص بیوی سے پیچھے کی جانب سے مباشرت کرے تو یہ بھی دو راستوں میں سے ایک راستہ ہے اور اس کی وجہ سے غسل کرنا پڑے گا۔

حوالہ: تہذیب الاحکام، جلد ہفتم، صفحہ 461، حدیث 1847؛ الاستبصار، جلد اوّل، صفحہ 112، حدیث 373؛ وسائل الشیعہ، جلد اوّل، صفحہ 408، باب 12، حدیث 2

توضیح

یہ حکم اس بات پر محمول ہے کہ بیوی سے پیچھے کی جانب سے فرج میں مباشرت کرے تو غسل واجب ہے کیونکہ حدیث میں دُبر میں جماع کا ذکر نہیں ہے، لہٰذا یہ حدیث باقی احادیث کے متعارض نہیں ہے۔ علاوہ ازیں ہم بصد معذرت عرض گزار ہیں کہ اگر کسی کے ذاتی خیال سے حدیث متعارض ہو تو براہِ کرم اپنے خیال کو حدیث کے مطابق بدلا جائے نہ کہ حدیث کو خیال پر پرکھا جائے۔

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر شوہر بیوی سے جماع کرے اور غسل کے دوران ہی اسے حیض آ جائے تو وہ غسل نہ کرے کیونکہ اسے وہ (حیض) آگیا جو نماز کو باطل کر دیتا ہے، لہٰذا اب غسل نہ کرے۔

حوالہ: فروعِ کافی، جلد سوم، صفحہ 83، حدیث 1؛ مستطرفات السرائر حلی، صفحہ 104، حدیث 44؛ تہذیب الاحکام، جلد اوّل، صفحہ 370، حدیث 1128 اور صفحہ 395، حدیث 1224؛ وسائل الشیعہ، جلد اوّل، صفحہ 410، باب 14، حدیث 1

توضیح

یعنی غسلِ جنابت ازخود واجب نہیں ہے بلکہ جب ایسے کام کا وقت ہو جائے جس کا بغیر طہارت کرنا جائز نہیں ہے تب غسلِ جنابت واجب ہو جائے گا۔ البتہ غسل کرنے میں جلدی کرنے باعث ثواب اور اجر ہے۔

(10) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: جب انزال شہوت کے ساتھ ہو جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 47 حدیث 7؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 401 باب 7 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 122 حدیث 326

(11) امام جعفر صادق علیہ السلام: عورت خواب میں جب وہ سب دیکھے جو مرد دیکھتا ہے (یعنی احتلام ہو) اور انزال ہو جائے تو غسل واجب ہو جائے گا اور اگر انزال نہ ہوا ہو تو غسل واجب نہیں۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 48 حدیث 5؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 48 حدیث 190؛

وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 401 باب 07 حدیث 05؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 123 حدیث 331 ؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 107 حدیث 352

(12) امیر المومنین علی علیہ السلام: غسل صرف بڑے پانی (یعنی منی) کی وجہ سے واجب ہے پس جب بیدار ہو اور منی نہ دیکھے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 48 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 406 باب 09 حدیث 1

(13) امام جعفر صادق علیہ السلام: غسل جنابت کے بعد اگر عورت کی فرج سے مرد کا نطفہ خارج ہو تو بھی اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 49 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 146 حدیث 413؛ وسائل الشیعہ جلد اول صفحہ 409 باب 13 حدیث 3

توضیح:

کیونکہ غسل ختنہ سے ختنہ ملنے سے ہی واجب ہوتا ہے ویسے کسی طرح سے منی اندر جانے یا نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا ہے۔

(14) امام محمد باقر علیہ السلام: جب نماز فریضہ کا وقت داخل ہو جائے تو طہارت (غسل) اور نماز واجب ہو جاتی ہے اور نماز طہارت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 22 حدیث 67؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 410 باب 14 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 140 حدیث 546

(15) امام جعفر صادق علیہ السلام: مسجد الحرام اور مسجد نبویؐ کے علاوہ باقی مساجد میں جنب آدمی کا سونا منع نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 50 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 411 باب 15 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 125 حدیث 338

توضیح:

جنب کو مسجد میں سونے کی مجبوری کی حالت میں اجازت ہے اور حرام قرار نہیں دیا البتہ جنب کو مسجد میں جانے سے اجتناب کرنا چاہیے جیسا کہ اگلے مسئلے میں بیان ہوگا۔

(16) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: نماز میں عبث کرنا (ہاتھ پاؤں ہلاتے رہنا) اور جنابت کی حالت میں مسجد میں جانا خدا کو پسند نہیں ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد چہارم صفحہ 258 حدیث 821؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 412 باب 15 حدیث 6

(17) امام جعفر صادق علیہ السلام: جنب اور حائض کے لیے جائز نہیں کہ وہ مسجد میں کوئی چیز رکھے ہاں البتہ مسجد سے کوئی چیز اٹھانے میں حرج نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 51 حدیث 8؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 416 باب 17 حدیث 1 اور 3؛ تفسیر قمیؒ جلد اوّل صفحہ 139؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 125 حدیث 339

توضیح:

فرق یہ ہے کہ ایک کام مجبوری میں ہے اس کی اجازت ہے اور دوسرا مجبوری میں نہیں ہے اس سے منع ہے مجبوری یہ ہے کہ کوئی چیز مسجد میں پڑی ہو تو اسے مسجد سے ہی اُٹھانا ہوگا جبکہ مجبوری کے علاوہ یہ ہے کہ کوئی چیز مسجد میں رکھنے کی بجائے کہیں اور بھی رکھی جاسکتی ہے۔

(18) امام جعفر صادق علیہ السلام: جنب کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی ایسی چیز کو مس کرے جس پر خدا کا نام کندہ ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 417 باب 18 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 126 حدیث 341؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 113 حدیث 375

(19) امام محمد باقر علیہ السلام: حائض اور جنب قرآن کی تلاوت کرسکتے ہیں مگر واجبی سجدے والی سورتیں تلاوت نہیں کرسکتے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 418 باب 19 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 26 حدیث 67 اور صفحہ 129 حدیث 352؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 115 حدیث 384؛ علل الشرائع صفحہ 288 حدیث 1

توضیح:

دونوں قرآن کو ہاتھ نہیں لگا سکتے جیسا کہ اس سے پہلے ایک مسئلے میں بیان ہوا صرف تلاوت کرسکتے ہیں۔

(20) امام محمد باقر علیہ السلام: جنب آدمی ہاتھ منہ دھو کر اور کلی کر کے کھا پی سکتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 419 باب 20 حدیث 1

(21) امام جعفر صادق علیہ السلام: جنب کے لیے جائز نہیں کہ وہ غسل کرنے سے پہلے تیل لگائے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 50 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 420 باب 21 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 129 حدیث 354

(22) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: جنب اور حائض اگر خضاب کرلیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 421 باب 22 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 181 حدیث 581؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 116 حدیث 387

(23) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی جنب نورہ لگائے، پچھنے لگائے یا ذبح کرے تو کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 51 حدیث 12؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 422 باب 23 حدیث 2

(24) امام محمد باقر علیہ السلام: غسل سے پہلے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے اور اگر یہ کام بھول جائیں تو اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 423 باب 24 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 78 حدیث 197؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 66 حدیث 197

(25) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب آدمی جنابت کی حالت میں سو سکتا ہے مگر ایسا کرنا مکروہ ہے جب تک (غسل یا) وضو نہ کرلے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 47 حدیث 179؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 423 باب 25 حدیث 1

(الف) غسل ترتیبی:

(26) امام محمد باقر علیہ السلام: غسل کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ہاتھ دھوؤ پھر اپنی شرمگاہ کو دھوؤ پھر تین بار سر پر پانی ڈالو پھر دو دو بار (یعنی دو بار دائیں دو بار بائیں) تمام جسم پر پانی ڈالو پس جس کے جس حصّے پر پانی پہنچ جائے گا وہ حصّہ پاک ہوجائے گا۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 43 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 424 باب 26 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 132 حدیث 165؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 123 حدیث 420

(27) امام جعفر صادق علیہ السلام: غسل کا طریقہ یہ ہے کہ اگر ہاتھ پر کوئی نجاست نہ ہو تو اسے پانی میں ڈبوئے اور تین چلو پانی

سے اپنی شرمگاہ صاف کرے پھر تین چلو سر پر پانی ڈالے پھر اپنے دائیں کندھے پر دوبار پانی ڈالے (یعنی دائیں طرف) پھر بائیں کندھے پر دوبار پانی ڈالے (یعنی بائیں جانب)۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 43 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 425 باب 26 حدیث 2

توضیح:

غسل کا طریقہ مکمل بیان کیا جا چکا ہے کہ پہلے ہاتھوں کو دھو کر استنجاء کیا جائے پھر سر کو دھویا جائے پھر دائیں طرف کندھے پر پانی ڈالا جائے جو نیچے پاؤں تک پہنچ جائے پھر بائیں طرف اسی طرح کرے پھر اس کے بعد سارے جسم کو دھوئے۔ یہی غسل ہے آئمہؑ سے مروی احادیث کا لبِ لباب یہی ہے۔ یہ ایک قسم کا غسل ہے اور اسے غسل ترتیبی کہتے ہیں دوسری قسم کے غسل کو ارتماسی کہتے ہیں جو کہ آگے بیان ہوگا۔ انشاء اللہ

(28) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی غسل ترتیبی کرے اور سر یا کسی عضو کو نہ دھوئے تو غسل کے بعد اسی عضو کو دھونا کافی نہیں بلکہ اس پر غسل کا اعادہ واجب ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 44 حدیث 9؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 426 باب 28 حدیث 1

توضیح:

مقصد یہ ہے کہ غسل ترتیبی میں ترتیب کو قائم کرنا واجب ہے جس طرح وضو کی ترتیب واجب ہے۔

(29) امام علی رضا علیہ السلام: غسل جنابت میں وضو نہیں ہے (یعنی نہ پہلے وضو ہے نہ بعد میں)۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 425 باب 26 حدیث 05؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 131 حدیث 363؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 123 حدیث 419

(ب) غسل ارتماسی:

(30) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی جب آدمی غسل جنابت کرنے کے سلسلہ میں برستی ہوئی بارش میں کھڑا ہو جائے اور اس طرح اپنے سر اور بدن کو دھو ڈالے تو اس طرح بھی اس کا غسل ہو جائے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 425 باب 26 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 148 حدیث 422 اور صفحہ 370 حدیث 1131

(31) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی جنب آدمی یکبارگی (کثیر یا جاری) پانی میں غوطہ لگائے تو اس طرح بھی اس کا غسل ہو جائے گا۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 43 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 425 باب 26 حدیث 7؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 148 حدیث 423؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 125 حدیث 424

توضیح:

یہ ارتماسی غسل کا طریقہ ہے یعنی بہ نیت غسل بارش میں نہا لے یا کثیر یا جاری پانی میں غوطہ لگالے تو غسل ہو جائے گا۔

(32) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر غسل کرتے وقت پانی پاؤں کے تلوؤں تک پہنچ جائے تو پاؤں الگ سے دھونے کی ضرورت نہیں ہے (لیکن اگر جگہ گندی پر ہوگا تو پاؤں دھونے ہوں گے)۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 19 حدیث 53؛ فروع کافی جلد اوّل صفحہ 8 باب 28 حدیث 9؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 426 باب 27 حدیث 2

(33) امام جعفر صادق علیہ السلام: غسل میں موالات نہیں ہے یعنی اگر ایک اعضاء دھو کر دوسرے میں دیر ہو جائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 44 حدیث 8؛ وسائل الشیعہ جلد اول صفحہ 428 باب 29 حدیث 3,2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 134 حدیث 372

(34) امام محمد باقر علیہ السلام: غسل میں اتنا پانی کافی ہے کہ جنب کے جسم پر جاری ہو جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 430 باب 31 حدیث 3

توضیح:

ہم نے بقدر ضرورت پانی بیان کیا ہے کہ اس سے کم سے غسل نہیں ہو سکے گا اور احادیث میں پانی کی مختلف مقداریں بیان ہوئی ہیں ایک آدمی کے لیے ایک صاع پانی اور دو کے لیے ایک مد پانی کا بیان آیا ہے لیکن مفہوم احادیث کا یہ ہے کہ کم سے کم اتنا پانی ہو کہ جسم پر جاری ہو جائے اور اس سے زیادہ اگر ہے تو حسب ضرورت استعمال ہو سکتا ہے کوئی قدغن نہیں لیکن وضو اور غسل میں بہت زیادہ (فضول) پانی کے استعمال سے بھی کراہت وارد ہوئی ہے۔

(35) امام علی رضا علیہ السلام: ایک شخص جنب ہوتا ہے اور اس حالت میں اپنے جسم پر خلوق، خوشبو یا کوئی لیس دار چیز جیسے رومی گوند وغیرہ لگاتا ہے اور جب غسل کرتا اور اس سے فارغ ہوتا ہے تو اپنے جسم پر ان چیزوں کا نشان دیکھتا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 97 باب 32 حدیث 7؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 429 باب 30 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 130 حدیث 356

(36) امام جعفر صادق علیہ السلام: مرد اور عورت (شوہر بیوی) کو ایک برتن سے غسل کرنا درست ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 22 حدیث 5؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 23 حدیث 72؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 430 باب 32 حدیث 1 تا 6؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 137 حدیث 382؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 122 حدیث 412 اور 413

(37) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر غسل سے پہلے وضو ہے سوائے غسل جنابت کے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 88 باب 28 حدیث 12؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 433 باب 35 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 139 حدیث 391؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 127 حدیث 434

(38) امام جعفر صادق علیہ السلام: غسل کا استبراء پیشاب ہے اگر کوئی غسل سے پہلے پیشاب کرے تو اگر غسل کے بعد کوئی رطوبت نکلے تو غسل کا اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں لیکن اگر پیشاب نہیں کیا تو پھر غسل کا اعادہ کرنا ہوگا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 72 حدیث 187؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 434 باب 36 حدیث 03,02,01؛ فروع کافی جلد اوّل صفحہ 95 باب 21 حدیث 2 اور 4

(39) امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام: غسل میں بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچانا ضروری ہے اور اگر عورت کے بال بندھے ہوں تو کھولنے ضروری نہیں ہیں لیکن پانی جڑوں تک پہنچانا ہوگا۔ (مفہوم احادیث)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 436، 437 باب 38 حدیث 1 تا 6؛ فروع کافی جلد اوّل صفحہ 89 باب 28 حدیث 17

(40) امام جعفر صادق علیہ السلام: ایک شخص ماہِ رمضان میں جنب ہوا اور غسل کرنا بھول گیا حتیٰ کہ اسی حالت میں پورا مہینہ گزر گیا تو اس پر تمام روزوں اور تمام نمازوں کی قضا واجب ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 437 باب 39 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 311 حدیث 938

(41) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کسی کو غسل جنابت میں شک پڑ جائے کہ بازو یا جسم کا کوئی حصّہ نہیں دھویا تو اگر اس کے جسم پر ہنوز

تری موجود ہو اور وہ نماز پڑھ رہا ہو تو اس تری سے خشک جگہ کو تر کر دے اور اگر یقین ہو کہ کوئی عضو یا حصہ نہیں دھویا اور تری موجود نہ ہو تو پلٹ کر ان کو دھوئے اور اگر اس وقت شک پڑ جائے جبکہ نماز پڑھ رہا ہو تو پھر اس شک کی پروا نہ کرے اور برابر نماز پڑھتا رہے اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر اسی حالت میں کسی عضو کے ترک کرنے کا یقین ہو جائے تو پھر لوٹ کر اس عضو پر پانی ڈالے اور اگر اس وقت اس کے جسم پر تری موجود ہو تو ہاتھ پھیر کر تر کر دے۔ اور ترک کے یقین کی صورت میں پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ کرے اور اگر صرف شک ہو تو اس کا اعتبار نہ کرے اور نماز جاری رکھے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 33 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد اول صفحہ 439 باب 41 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 100 حدیث 261

(42) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر جسم پر زخم وغیرہ ہو اور پانی سے ضرر کا خطرہ ہو تو غسل کرتے وقت اس کو نہ دھویا جائے بلکہ صرف ہاتھ پھیر دیا جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد صفحہ 439 باب 42 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 88 حدیث 232؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 72 حدیث 222

(43) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر زیادہ غسل اکٹھے ہو جائیں تو ان کے صرف ایک غسل کر لینا کافی ہے یعنی صرف غسل جنابت سب کے لیے کافی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 83 باب 26 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 439 باب 43 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 107 حدیث 279

(44) امام جعفر صادق علیہ السلام: طلوع فجر سے پہلے غسل کر لینا جنابت، حجامت، عرفہ، نحر، حلق، ذبح اور زیارت کے لیے کافی ہے اسی طرح عورت کے لیے ایک غسل جنابت زیارت، جمعہ، حیض اور عیدین کے لیے کافی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 83 باب 26 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 440 باب 43 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 107 حدیث 279

(45) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی جنب آدمی میت کو غسل دینا چاہے یا جو شخص میت کو غسل دے اور بعد ازاں اپنی زوجہ کے پاس جائے (مباشرت کرے) تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن شرط یہ ہے کہ وہ ہاتھ دھو کر وضو کرے یعنی اگر جنب آدمی میت کو غسل دینا چاہے تو وضو کرے اور اگر وہ آدمی جس پر غسل مس میت واجب ہے بیوی سے مباشرت کرنا

چاہے تو پہلے وضو کرے اور بعد میں ایک غسل دونوں کے لیے کافی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 373 باب 93 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 440 باب 43 حدیث 3 ؛تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 448 حدیث 1450

(46) امیر المومنین علی علیہ السلام: جب کوئی غسل کرنا چاہے تو پہلے اپنی دونوں کلائیوں کو دھولے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 441 باب 44 حدیث 2؛ الخصال صفحہ 630

حیض کے مسائل

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: حیض کی کم سے کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 130 باب 1 حدیث 2 اور 3؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 74 حدیث 194؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 44 باب 10 حدیث 1

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب عورت خون دیکھے تو نماز ترک کردے پس اگر تین دن خون جاری رہے تو حیض تصور ہوگا اور ایک یا دو دن بعد بند ہو جائے تو غسل کر کے نماز پڑھے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 131 باب 1 حدیث 5؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 74 حدیث 194؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 47 باب 12 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 158 حدیث 452

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: خون چاہے لگاتار تین دن آئے یا وقفے وقفے سے دس دنوں میں تین دن آئے تو حیض تصور ہوگا اور وقفے کے دوران خون کے انتظار میں جو نمازیں چھوڑیں ان کی قضا ہوگی اور اگر دس دن کے بعد خون آئے تو حیض نہیں ہوگا (مفہوم)۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

(4) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر ایک شخص نے اپنی باکرہ بیوی یا کنیز سے ہمبستری کی اور اسے خون چھوٹ گیا جو دن بھر بند نہیں ہوا تو پہچان اس طرح کرے (کہ آیا بکارت کا خون ہے یا حیض ہے) کہ روئی لے کر اپنی اندام نہانی میں رکھے اور تھوڑی دیر بعد نکال کر دیکھے سو اگر اس پر طوق دار خون لگا ہو تو وہ خون بکارت ہے غسل جنابت کرے اور اندر روئی رکھ کر نماز پڑھے (تاکہ خون کپڑوں پر نکل کر نہ لگے) اور اگر روئی خون میں ڈوبی ہوئی ہو تو وہ خون حیض ہے نماز

ترک کردے۔

حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 156 باب 9 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 34 باب 2 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 152 حدیث 432؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلداوّل صفحہ 78 حدیث 203

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر خون گرم ہو، ٹپک کر نکلے، گاڑھا ہو اور سیاہی مائل ہو تو یہ حیض کا خون ہے نماز چھوڑ دے اور اگر خون ٹھنڈا اور زردی مائل ہو تو یہ استحاضہ کا خون ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 151 باب 8 حدیث 1، 2؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 35 باب 3 حدیث 1، 2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلداوّل صفحہ 78 حدیث 203

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی عورت اپنے ایامِ حیض میں خون کی رنگت پیلی (زردی مائل) دیکھے تو حیض ہی متصور ہوگا لیکن اگر ایام حیض کے بعد پیلا پن دیکھے تو وہ استحاضہ ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 145 باب 7 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 37 باب 4 حدیث 1

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر عورت حیض سے پہلے زردی دیکھے تو وہ حیض میں شمار ہوگی اور اگر حیض کے بعد زردی دیکھے تو وہ حیض میں شمار نہیں ہوگی۔

حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 133 باب 3 حدیث 2، 3، 4؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلداوّل صفحہ 74 حدیث 196؛ سائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 46 باب 12 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 396 حدیث 1230

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر ایک باکرہ لڑکی پہلی بار حیض دیکھے کہ ایک مہینے میں دو دن آئے دوسرے میں تین دن اور اس طرح ہر ماہ اختلافی صورت رہے اور کسی میں چند روز برابر خون نہ آئے تو جب تک دس دن پورے نہ ہوں اور جب تک خون دیکھے جائے تو نماز ترک کرے جب کبھی دو ماہ کے دن برابر ہو جائیں تو یہی اس کے ایام قرار پائیں گے۔

حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 134 باب 4 حدیث 1

(9) امام محمد باقر علیہ السلام: حیض والی عورت پر نماز کی قضا واجب نہیں ہے البتہ اس کے روزے کی قضا اس پر واجب ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 167 باب 16 حدیث 3؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلداول صفحہ 75 حدیث 197؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 69 باب 91 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 160 حدیث 459

(10) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی عورت کو فرج میں زخم ہو جس سے خون جاری ہو اور وہ یہ تمیز نہ کر سکتی ہو کہ یہ زخم کا خون ہے یا حیض کا تو اسے چاہیے کہ دونوں پیر اُٹھا کر اپنی بیچ کی انگلی داخل کرے اگر خون داہنی طرف سے نکلتا معلوم ہو تو

یہ حیض ہے اور اگر بائیں طرف سے ہو تو یہ زخم کا خون ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 156 باب 9 حدیث 3؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 77 حدیث 203

(11) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس عورت کا خون آنا بند ہو گیا ہو لیکن اسے معلوم نہ ہو کہ وہ طاہر ہو گئی ہے یا نہیں تو اس کا استبراء یہ ہے کہ وہ اپنا شکم دیوار سے لگا کر کھڑی ہو اور سفید روئی اپنی فرج میں داخل کرے اور داہنا پاؤں اُٹھائے پھر روئی نکال کر دیکھے۔ اگر کوئی گاڑھا خون مکھی کے سر کے برابر بھی روئی پر لگا ہو تو وہ طاہر نہیں ہوئی اور اگر خون نہ لگا ہو تو وہ طاہر ہے غسل کر کے نماز پڑھے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 136 باب 5 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 77 حدیث 203؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 51 باب 17 حدیث 2

(12) امام محمد باقر علیہ السلام: مذکورہ بالا فعل یعنی استبراء کرنے کے بعد غسل کرے اور بعد ازاں کچھ زردی دیکھے تو اب صرف وضو کرے اور نماز پڑھے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 136 باب 5 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 15 باب 17 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 161 حدیث 460

(13) امام علی نقی علیہ السلام: اگر عورت غسل حیض کر چکنے کے بعد خون کے قطرے دیکھے تو اسے چاہیے کہ دیوار کے ساتھ (پیٹ لگا کر) کھڑی ہو اور کسی عورت سے کہے کہ وہ اس کی دونوں سرینوں کو پکڑ کر خواب دبائے کیونکہ بعض اوقات رحم میں کچھ خون باقی رہ جاتا ہے جسے "اراقہ" کہتے ہیں اور ایسا کرنے سے باہر نکل آتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 137 باب 05 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 15 باب 18 حدیث 1

(14) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر حاملہ عورت کو خون آئے تو اسے چاہیے کہ نماز کو ترک کر دے کیونکہ بعض اوقات حاملہ کو بھی حیض آ جاتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ رحمِ مادر میں بچے کی غذا خونِ حیض ہے اور جب خون زیادہ ہو جاتا ہے اور بچے کی ضرورت سے بچ رہتا ہے تو باہر نکال دیا جاتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 158 باب 10 حدیث 5، 6؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 75 حدیث 197؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 2 باب 30 حدیث 11

(15) امام محمد باقر علیہ السلام: جو عورت جس نماز کے وقت طاہر ہوئی وہ وہی نماز ادا کرے گی اگر کوئی عصر کے وقت طاہر ہوئی تو وہ ظہر ادا نہیں کرے گی۔

حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 165 باب 14 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلداول صفحہ 75 حدیث 198؛ وسائل الشیعہ جلددوم صفحہ 76 باب 49 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 389 حدیث 1198؛ الاستبصار، جلداوّل صفحہ 141 حدیث 484

(16) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر ایک عورت کو صبح سویرے یا کچھ دن بلند ہو گیا زوال کے وقت خونِ حیض آ جائے تو اس کو چاہیے کہ روزہ افطار کرے اور اگر زوال کے بعد یا عصر کے بعد آئے تو روزے کو برقرار رکھے مگر اس دن کے روزے کی قضا کرے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلددوم صفحہ 79 باب 50 حدیث 04؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 393 حدیث 1217؛ الاستبصار جلداوّل صفحہ 146 حدیث 501

(17) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی عورت نے ابھی ظہر کی دو رکعتیں پڑھی تھیں کہ اس نے دیکھا کہ خون حیض آ گیا تو وہ نماز چھوڑ کر اپنی جگہ سے اُٹھ جائے اور حیض سے پاک ہونے کے بعد وہ ظہر کی بقیہ دو رکعات کی قضا نہیں پڑھے گی لیکن اگر وہ مغرب کی نماز دو رکعت پڑھ چکی تھی کہ اسے حیض کا خون آتا ہوا معلوم ہوا تو وہ نماز چھوڑ کر مصلے سے اُٹھ کھڑی ہوگی اور حیض سے طاہر ہونے کے بعد ایک رکعت کی قضا کرے گی۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلداوّل صفحہ 75 حدیث 198

(18) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر مرد عورت سے حالتِ حیض میں مجامعت کرے تو اگر حیض کی ابتداء میں مجامعت کرتا ہے تو اس پر لازم ہے ایک دینار صدقہ دے اور گر وسط حیض میں مجامعت کرتا ہے تو نصف دینار اور اگر آخر میں مجامعت کی ہے تو ایک چوتھائی دینار صدقہ دے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلداوّل صفحہ 76، 77 حدیث 199، 200؛ وسائل الشیعہ جلددوم صفحہ 58 باب 28 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 164 حدیث 471؛ الاستبصار جلداوّل صفحہ 134 حدیث 459

توضیح:

ایک حدیث میں حالت حیض میں مجامعت کرنے کا کفارہ مسکین کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانا بھی وارد ہوا ہے جبکہ علی بن ابراہیم قمی نے اپنی تفسیر (تفسیر قمی) میں کوڑوں کا ذکر بھی کیا ہے کہ جو حیض کے اوائل میں مباشرت کرے اس پر ایک دینار صدقہ اور زانی کی حد کا ایک چوتھائی حصّہ یعنی پچیس کوڑے لگائے جائیں جو آخری ایام میں کرے تو اس پر نصف دینار کفارہ اور

ساڑھے بارہ کوڑے لگائے جائیں۔

(19) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی آدمی سفر میں اپنی عورت کے ساتھ ہے اور وہ حیض سے پاک ہوتی ہے مگر غسل کے لیے پانی نہیں تو وہ اس سے مقاربت کر سکتا ہے لیکن یہ عمل ناپسندیدہ ہے بہتر یہی ہے کہ نہ کرے لیکن اگر شہوت کا غلبہ ہو تو کر سکتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 58 باب 27 حدیث 4,3,2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 405 حدیث 1269 اور صفحہ 166 حدیث 476 اور صفحہ 167 حدیث 480؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 135 حدیث 464 اور صفحہ 136 حدیث 467

(20) امام جعفر صادق علیہ السلام: عورت کے لیے غسل جنابت اور غسل حیض کا طریقہ ایک ہی ہے اسی طرح وضو، غسل جنابت اور غسل حیض کے عوض تیمم کرنے کی کیفیت بھی ایک جیسی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 54 باب 23 حدیث 1، 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 162 حدیث 463 اور 465

(21) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی حائض اس حالت میں غسل کرے کہ زعفران بدن پر ملا ہوا ہو اور وہ پانی سے نہ دھلے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کا غسل صحیح ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 139 باب 06 حدیث 5؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) اوّل صفحہ 79 حدیث 208

(22) امام علی رضا علیہ السلام: حالت حیض میں خضاب لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 173 باب 21 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 72 باب 42 صفحہ 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 182 حدیث 522

توضیح:

حالتِ حیض میں خضاب لگانا حرام نہیں ہے لیکن اس کی ممانعت بھی حدیث میں وارد ہوئی ہے جیسا کہ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 75 حدیث 196 میں وارد ہوا ہے کہ حالت حیض میں خضاب نہ لگایا جائے کیوں کہ اس سے شیطان کی طرف سے خطرہ ہے کہ اس کا شوہر جماع کی طرف مائل نہ ہو جائے۔ پس واضح ہوا کہ حالت حیض میں خضاب لگانا حرام نہیں ہے بلکہ منع اس لیے فرمایا کہ اس سے مرد جماع کی طرف راغب نہ ہو جائے۔

(23) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: حیض والی عورت مریض کے سرہانے بیٹھ سکتی ہے البتہ جب وفات کا وقت قریب ہو اور وفات کا اندیشہ ہو تو عورت کو چاہیے کہ اس سے الگ ہو جائے کیونکہ فرشتوں کو اس کے قریب سے اذیت ہوتی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 74 باب 46 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 428 حدیث 1361؛ فروع کافی جلد اوّل صفحہ 215 باب 15 حدیث 1 (بروایت امام رضاؑ)

(24) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر حیض والی عورت آیتِ سجدہ سنے تو حالتِ نجاست میں ہی فوراً سجدہ کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 169 باب 17 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 66 باب 36 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 129 حدیث 353؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 115 حدیث 385

(25) امام جعفر صادق علیہ السلام: حیض کے بند ہونے کی آخری حد پچاس سال ہے لیکن قریشی (سید) عورت اس سے زیادہ دنوں میں مایوس ہوتی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 171 باب 20 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 63 باب 31 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 397 حدیث 1236

(26) امام محمد باقر علیہ السلام: جس عورت کا حیض دو سال سے بند ہو اور پھر کچھ خون دکھائی دے تو اسے چاہیے کہ حقیقت ظاہر ہونے تک نماز ترک کیے رہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 171 باب 20 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 63 باب 32 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 397 حدیث 1234؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 75 حدیث 198

(27) امام جعفر صادق علیہ السلام: حیض والی عورت تعویذ پہن سکتی ہے پڑھ بھی سکتی ہے لیکن ہاتھ لگانا جائز نہیں اسی طرح قرآن کا لکھنا بھی جائز نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 170 باب 18 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 67 باب 37 حدیث 1، 2

(28) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر ایک مہینہ تک عورت کو حیض نہ آئے اور یہ معلوم بھی نہ ہو کہ آیا حمل کی وجہ سے رکا ہے یا کسی اور وجہ سے تو بھی دوائی وغیرہ پلانا ممنوع ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 172 باب 20 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 64 باب 33 حدیث 1

(29) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کسی جوان عورت کا حیض بند ہو جائے تو اس کے سر پر مہندی لگاؤ حیض پلٹ آئے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 72 باب 43 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 484 حدیث 6؛

قرب الاسناد صفحہ 123

(30) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو عورت بحالت نماز حیض کا گمان کرے تو اسے چاہیے کہ اپنا ہاتھ اس جگہ لے جائے اور دیکھے اگر کچھ معلوم ہو تو ہٹ جائے ورنہ نماز جاری رکھے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 166 باب 15 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 23 باب 44 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 394 حدیث 1222؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد صفحہ 76 حدیث 198

(31) امام جعفر صادق علیہ السلام: جسے حالت اعتکاف میں حیض آ جائے تو مسجد سے نکل جائے اور جب پاک ہو جائے تو مسجد میں جا کر اعتکاف کی قضا دے اور اس کے شوہر کے لیے جائز نہیں کہ اسے اعتکاف کی قضاء دینے سے پہلے اس سے مقاربت کرے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 79 باب 51 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 398 حدیث 1240

(32) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہم (اہل بیتؑ کے) لوگوں سے بغض وہی رکھے گا جو حرامی ہو یا اس کی ماں حالت حیض میں حاملہ ہوئی ہو۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد صفحہ 77 حدیث 203؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 55 باب 24 حدیث 4

(33) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: یا علیؑ آپ سے صرف تین قسم کے لوگ دشمنی رکھیں گے:

(1) ولد الزنا۔ (2) منافق۔ (3) ولد الحیض۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 55 باب 24 حدیث 5؛ علل الشرائع (عربی) جلد اوّل صفحہ 143 حدیث 6

☆☆☆

نفاس کے مسائل

توضیح:

خونِ نفاس وہ خون ہے جو عورت کو بچہ کی ولادت کے ساتھ یا اس کے بعد آتا ہے جو کم از کم ایک لحظہ اور بنا بر مشہور زیادہ سے زیادہ دس دن ہوتا ہے۔ چونکہ خونِ نفاس دراصل خونِ حیض ہی ہوتا ہے جو اکثر و بیشتر حمل کی وجہ سے بند ہو جاتا ہے جو ولادت کے ساتھ بہنا شروع ہو جاتا ہے لہٰذا اس کے احکام وہی ہیں جو حیض کے ہیں وہی محرمات وہی مکروہات اور وہی مستحبات جو وہاں تھے وہ یہاں بھی ہیں اور اس کے غسل کے اسرار و رموز بھی وہی ہیں جو اُس کے ہیں اور اس کے احکام کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر اس عورت کی حیض میں عادت مقرر تھی تو اتنے ہی دنوں کو نفاس اور باقی کو استحاضہ قرار دے گی اور اگر عادت مقرر نہ تھی تو پھر اپنی خاندانی عورتوں کی عادت کی طرف رجوع کرے گی اور اگر ان میں بھی اختلاف ہو تو دس دن تک خونِ نفاس کے احکام پر اور اس کے بعد استحاضہ والے احکام پر عمل کرے گی۔ چند ایک مسئلے یہاں بھی پیش خدمت کیے جاتے ہیں:

(1) امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام: نفاس والی عورت نماز پڑھنے سے اتنے دن باز رہے گی جتنے دن حیض میں باز رہتی تھی اس کے بعد اگر خون بند نہ ہو تو غسلِ نفاس کر کے استحاضہ والے احکام پر عمل کرے گی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 87 باب 03 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 173 حدیث 495

(2) امام محمد باقر علیہ السلام: نفاس والی عورت کے ساتھ ایامِ نفاس میں اس کا شوہر مباشرت نہیں کر سکتا ہاں جب بچہ پیدا ہونے سے لے کر اس کے ایامِ حیض کے برابر ایام گزر جائیں تو مزید ایک دن احتیاط کرے اور پھر اس کا شوہر اسے غسل کا حکم دے پھر اس کے بعد اگر چاہے تو بے شک کر سکتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 94 باب 07 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 176 حدیث 505

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: نفاس والی عورت کا خون جب بند ہو جائے مگر ابھی اس نے غسل نہ کیا ہو تو اگر اس کا شوہر چاہے تو اس سے مباشرت کر سکتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 94 باب 07 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 166 حدیث 476؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 135 حدیث 464

مستحاضہ کے مسائل

توضیح:

استحاضہ کی تین قسمیں ہیں: (1) قلیلہ۔ (2) متوسطہ۔ (3) کثیرہ۔ اوران کی پہچان یہ ہے کہ عورت کچھ دیر کے لیے کچھ روئی رکھ کر دیکھے گی اگر صرف ایک حصّے پر خون لگا ہو تو وہ قلیلہ ہے اگر خون اس کے اندر گھس جائے مگر باہر نہ نکلے تو یہ متوسطہ ہے اور اگر خون باہر نکل آئے تو یہ کثیرہ ہے۔

استحاضہ کے کچھ مسائل حیض کے مسائل کے ساتھ بیان ہو چکے ہیں باقی ماندہ حاضر خدمت ہیں:

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: مستحاضہ اپنے ایام پر نظر رکھے گی ان دنوں میں جو ایام حیض ہوں ان ایام میں نماز نہیں پڑھے گی اور نہ ہی اس کا شوہر اس سے مقاربت کرے گا۔ پس جب اس کے ایام عادت (جن دنوں اسے حیض آتا ہے) گزر جائیں (اور خون پھر بھی جاری ہو تو یہ خون استحاضہ متصور ہوگا) پس اگر وہ روئی سے باہر بہہ نکلے تو پھر ایک غسل ظہر وعصر کے لیے اس طرح کرے کہ ظہر قدرے دیر سے اور عصر کی قدرے جلدی پڑھے گی پھر دوسرا غسل مغرب و عشاء کے لیے اس طرح کرے کہ مغرب ذرا دیر سے اور عشاء قدرے جلدی پڑھے گی اور تیسرا غسل نماز صبح کے لیے کرے اور اندام نہانی میں روئی (کی گری) رکھ کر اوپر لنگوٹ کس کر باندھے گی اور مسجد میں اپنی رانوں کو ملائے نہیں اور شوہر سے مقاربت نہیں کرے گی۔ اور اگر خون روئی کو پھوڑ کر نہیں نکلا تو وضو کرے گی اور ہر نماز وضو کے بعد پڑھے گی اور سوائے ایام حیض اپنے شوہر سے مقاربت بھی کر سکے گی۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 148 باب 7 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 106 حدیث 277؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 82 باب 1 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 74 حدیث 195

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: استحاضہ والی عورت رمضان کے روزے رکھے گی سوائے ایام حیض کے کہ ان کی بعد میں قضا کرے گی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 85 باب 02 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 401 حدیث 1255؛ فروع کافی اور من لایحضرہٗ الفقیہ کے حوالہ جات پہلے لکھے گئے ہیں۔

(3) امام محمد باقر علیہ السلام: استحاضہ والی عورت سے شوہر مقاربت کر سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ پہلے اسے حکم دے کہ وہ غسل کرے بعدازاں اگر چاہے تو کر سکتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 85 باب 03 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 402 حدیث 1257

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر استحاضۂ کثیرہ ہو تو عورت ہر دو، دو نمازوں کے لیے ایک ایک غسل اور نماز صبح کے لیے علیحدہ غسل کرے گی۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 149 باب 07 حدیث 07، 08 ؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 83 باب 1 حدیث 06؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 170 حدیث 485

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر استحاضہ متوسطہ ہو تو عورت دن میں صرف ایک غسل کرے گی اور ہر نماز کے لیے صرف وضو کرے گی اور اگر اس کا شوہر اس سے مقاربت کرنا چاہے تو غسل کے بعد کر سکتا ہے۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر استحاضۂ قلیلہ ہو تو ہر نماز صرف وضو کر کے پڑھے گی۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

احکامِ میت

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب کسی پر نزع کا وقت سخت ہو تو اسے اس جگہ منتقل کیا جائے جہاں وہ نماز پڑھا کرتا ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 196 باب 8 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 135 باب 40 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 427 حدیث 1356

(2) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: جب کسی پر موت کی سختی ہو تو اس کے پاس سورۂ یٰسین یا سورۂ صافات پڑھی جائے اس کی سختی ٹل جائے گی۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 196 باب 8 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 136 باب 41 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 427 حدیث 1358

(3) امام محمد باقر علیہ السلام: وقت نزع محتضر کو کلمہ توحید، کلمہ رسالت اور کلمہ ولایت کی تلقین کرنی چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 193 باب 7 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 132 باب 37 حدیث 3,2؛

تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 287 حدیث 838

(4) امام محمد باقر علیہ السلام: جب تک شہادت توحید، شہادت رسالت اور شہادت ولایت یقین کے ساتھ ادا نہ کی جائے اس وقت تک نجات ممکن نہیں اور عذاب لازم ہے لہٰذا مرنے والے پر لازم ہے کہ وقت احتضار یہ تینوں شہادات ادا کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 192 باب 7 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 132 باب 37 حدیث 3

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: میت کا منہ قبلہ کی طرف کیا جانا چاہیے اور وہ اس صورت میں کہ میت کے پاؤں قبلہ کی طرف کر دو (تو اس کا منہ سیدھا قبلہ کی طرف ہو جائے گا)۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 197 باب 9 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 98 حدیث 348؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 139 باب 35 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد اول صفحہ 285 حدیث 833

توضیح:

کچھ لوگ ہم پر اعتراض کرتے ہیں کہ شیعہ میت کے پاؤں کعبہ کی طرف کر دیتے ہیں جس سے کعبہ کی توہین ہوتی ہے میں یہ عرض کرتا چلوں کہ پہلے تو کوئی ماں کا لال کوئی ایسا فرمان/ حدیث نہیں دکھا سکتا جس میں حضورؐ نے یہ فرمایا ہو کہ کعبہ کی طرف پاؤں کرنے سے کعبہ کی توہین ہوتی ہے۔ پھر اگر مان بھی لیا جائے کہ توہین ہو جاتی ہے تو یہ توہین شیعوں کے ساتھ مل کر سب کرتے ہیں۔ سواد اعظم کی کتب جیسے جامع الرموز شرح وقایہ اور ہدایہ جلد اوّل وغیرہ میں درج ہے کہ بیمار جو لیٹ کر نماز پڑھے تو وہ اپنے پاؤں کعبہ کی طرف کرے تبھی منہ قبلہ کی طرف ہوگا۔ پس جو تاویل اس مسئلے میں ہوگی ہمارے مسئلے کے لیے بھی کافی ہوگی۔

؎ اوروں پہ اعتراز گھر کی خبر نہیں

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: میت کو تنہا چھوڑنا جائز نہیں کیونکہ شیطان اس کے پیٹ میں گھس کر کھیلتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 215 باب 14 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 105 حدیث 396؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 137 باب 42 حدیث 1، 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 290 حدیث 844

(7) امام علی رضا علیہ السلام: حیض والی عورت مریض کی تیمارداری کے لیے اس کے سرہانے بیٹھ سکتی ہے جب موت کا وقت قریب آئے تو پھر اس سے دور ہو جائے کیونکہ فرشتوں کو اذیت ہوتی ہے (اور جنب کا بھی یہی حکم ہے)۔

حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 215 باب 15 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 137، 138 باب 43 حدیث 1 تا 3؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 428 حدیث 1361 اور 1362؛ علل الشرائع (عربی) جلداوّل صفحہ 298 حدیث 1

(8) حضور اکرمؐ، حضرت علیؑ، امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہم السلام۔ جب کوئی مرجائے تو اس کے جبڑوں کو باندھنا، آنکھوں کو بند کردینا اور اس پر چادر (کپڑا) ڈال دینا چاہیے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 138 باب 44 حدیث 1 تا 3؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 289 حدیث 841 اور 842 اور صفحہ 309 حدیث 898

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: مومن جب مرتا ہے تو رسول اللہؐ کی زیارت کرتا ہے اور پھر حضرت علیؑ کی زیارت کرتا ہے دونوں حضرات اسے خوشخبری دیتے ہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 207 باب 11 حدیث 8

(10) امام جعفر صادق علیہ السلام: آل محمدؐ کا دشمن بھی مرتے وقت حضرت علی علیہ السلام کو دیکھتا ہے اور پچھتاتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 208 باب 11 حدیث 9

(11) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب روح نکلنے لگتی ہے تو حضرات محمدؐ، علیؑ اور فاطمہؑ سامنے ہوتے ہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 208 باب 11 حدیث 10

(12) امام جعفر صادق علیہ السلام۔ علیؑ کا دوست (شیعہ) علیؑ کی تین مقامات پر زیارت کرتا ہے اور خوش ہوتا ہے: (1) موت کے وقت۔ (2) صراط پر۔ (3) حوضِ کوثر پر۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلددوم صفحہ 101 حدیث 369

(13) امام جعفر صادق و امام موسیٰ کاظمؑ علیہما السلام: جس گھر میں میت ہو اس میں چراغ جلانا اور اسے جہاں تک ممکن ہو جاری رکھنا چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 375 باب 93 حدیث 05؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلداوّل صفحہ 97 حدیث 843؛ وسائل الشیعہ جلددوم صفحہ 139 باب 45 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 289 حدیث 843

(14) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر عورت مرجائے اور اس کے پیٹ میں بچہ ہو تو پیٹ چاک کرکے بچہ نکال لیا جائے پھر پیٹ کو سی دیا جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 237 باب 24 حدیث 1، 02 اور باب 17 حدیث 1 صفحہ 310؛ وسائل الشیعہ جلد دوم

صفحہ 139 باب 46 حدیث 1

(15) امیر المومنین علی علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام: میت کے بال مونچھیں ناخن وغیرہ کا کاٹنا درست نہیں اور اگر ان میں سے کوئی چیز گر جائے تو وہ کفن میں رکھ دی جائے (یعنی ساتھ دفن کی جائے)۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 238 باب 24 حدیث 1، 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 109 حدیث 416 (بروایت حضور اکرمؐ)؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 154 باب 11 حدیث 1 تا 5؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 323 حدیث 941

(16) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جب کوئی مر جائے تو اس کے دفن میں تاخیر نہ کرو اور اس کو جلد قبر میں پہنچاؤ۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 213 باب 13 حدیث 02؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 85 حدیث 388

وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 141 باب 47 حدیث 06

(17) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: جو شخص ڈوب کر مرے یا آسمانی بجلی گرنے سے مرے تو اس کا استبراء کیا جائے اور اس کا استبراء یہ ہے کہ اس کا تین دن انتظار کیا جائے پھر دفن کیا جائے۔ بسا اوقات لوگ گمان کرتے ہیں کہ مر گیا ہے حالانکہ وہ زندہ ہوتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 316 باب 72 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 141 باب 48 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اول صفحہ 338 حدیث 992؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 113 حدیث 437

(18) امام جعفر صادق علیہ السلام: پانچ آدمیوں کے دفن میں تاخیر کی جائے جب تک کہ ان کے جسم میں تغیر پیدا نہ ہو جائے۔ (1) پانی میں ڈوب کر مرنے والا۔ (2) برق زدہ (بجلی سے مرنے والا)۔ (3) اسہال والا۔ (4) جس پر دیوار وغیرہ گر جائے۔ (5) دھوئیں سے مرنے والا۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 317 باب 72 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 337 حدیث 988؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 141 باب 48 حدیث 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 113 حدیث 437

توضیح:

میت کے جسم میں تغیر پیدا ہونے سے مطلب یہ ہے کہ بدبو وغیرہ پیدا ہو جائے یا ناک کا سوا ٹیڑھا ہو جائے یا کنپٹی اندر گھس جائے یا کف دست اپنے بازو سے اکھڑ جائے وغیرہ۔ یہ سب اس لیے فرمایا کہ بعض اوقات لوگ سمجھ بیٹھتے ہیں کہ بندہ

مر گیا ہے لیکن وہ زندہ ہوتا ہے یہ واقعات اکثر ہوتے ہیں ہمارے علاقے میں بھی یہ واقع ہو چکا ہے لیکن قبر میں اتارنے سے پہلے وہ حرکت کرنے لگا تھا ورنہ زندہ ہی دفن کیا جا رہا تھا۔ آج کل تو جدید آلات کے ذریعے بآسانی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کچھ رمق حیات باقی ہے یا نہیں۔

نوٹ: اسہال والا سے مراد علامہ مجلسی نے ہیضہ سے مرنے والا مراد لیا ہے۔ واللہ اعلم

(19) امام جعفر صادق علیہ السلام: شہید (مقتول فی سبیل اللہ) کو غسل کفن کی ضرورت نہیں جس لباس میں ہو اسی میں دفن ہو گا لیکن اگر رمق حیات باقی رہے اور بعد میں مرے تو غسل وکفن دیا جائے اور نماز بھی پڑھی جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 318 باب 73 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 114 حدیث 444؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 157 باب 14 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 331 حدیث 971

(20) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: سولی دیئے ہوئے کے پاس تین دن بعد جانا چاہیے جب تختۂ دار سے اتر آئے پھر (نماز پڑھ کے) دفن کیا جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 324 باب 76 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 142 باب 49 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 114 حدیث 440

(21) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص اللہ کی نافرمانی میں قتل ہو (کسی گناہ میں مارا جائے) تو پہلے اس کا خون دھو کر صاف کیا جائے پھر اس پر خوب پانی ڈالا جائے لیکن جسم کو ملا نہ جائے۔ اس کے ہاتھوں اور دبر سے ابتداء کی جائے اور اس کے زخموں کے اوپر کپاس رکھ کر دھاگوں سے باندھا جائے اور اگر گردن کٹی ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ بہت سی کپاس رکھ کر اور اس پر حنوط (یعنی کافور وغیرہ) چھڑک کر اوپر سے باندھ دیا جائے اور اگر سر دھڑ سے بالکل جدا ہو چکا ہو مگر موجود ہو تو اس کے ہاتھ اور نچلے دھڑ کو غسل دیا جائے اور اس کی ابتداء سر سے کی جائے اور غسل کے بعد گردن پر کپاس رکھ کر اور اس کے ساتھ سر ملا کر کفن میں رکھا جائے اسی طرح قبر میں اتارتے وقت بھی اسے جسم کے ساتھ لحد میں اتارا جائے اور اسے رُو بقبلہ رکھا جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 159 باب 15 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اول صفحہ 448 حدیث 1449

(22) امام زین العابدین علیہ السلام: اگر کوئی چیچک زدہ آدمی مرے یا جسم پر پھوڑے پھنسیاں ہوں (چمڑی ادھڑنے کا خطرہ ہو) تو اس پر صرف پانی ڈال دیا جائے یا تیمم دیا جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 160 باب 17 حدیث 1 تا 3؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 113 حدیث 437

(23) امیر المومنین علیہ السلام: جو شخص جل کر مرے اس پر بہت سارا پانی ڈالا جائے (یعنی ملا نہ جائے) اور اس پر نماز پڑھی جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 321 باب 74 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 160 باب 16 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 113 حدیث 437

(24) امام محمد باقر علیہ السلام: جب کوئی مقتول اس حالت میں پایا جائے کہ صرف گوشت باقی ہو (ہڈی نہ ہو) تو اس پر نماز نہیں پڑھی جائے گی اور اگر ہڈی ہو (گوشت چاہے نہ بھی ہو) تو نماز پڑھی جائے گی۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 320 باب 74 حدیث 02

من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 114 حدیث 441

(25) امام محمد باقر علیہ السلام: جو سر بدن سے جدا ہو اس پر نماز نہیں پڑھی جائے گی۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ۔

(26) امام جعفر صادق علیہ السلام: مومنین کی ارواحیں ایسی ہی رہتی ہیں جیسے وہ قبل از موت ہوتی ہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 363 باب 89 حدیث 1

(27) امیر المومنین علی علیہ السلام: کفار کی ارواحیں دوزخ کے بدترین کنویں برہوت میں ہوتی ہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 366 باب 90 حدیث 3

(28) امام محمد باقر علیہ السلام: ساقط شدہ بچہ کو مع خون کے کسی جگہ (یا اسی جگہ) دفن کر دینا چاہیے (غسل کفن نہیں ہے)۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 313 باب 71 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 155 باب 12 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 329 حدیث 961

(29) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر بچے کی خلقت مکمل ہو چکی ہے تو اس کے لیے غسل و کفن و دفن واجب ہے چاہے وہ سقط ہی کیوں نہ ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 313 باب 71 حدیث 05؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 115 باب 12 حدیث 1 (بروایت امام جعفر صادقؑ)؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 329 حدیث 962

(30) امیر المومنین علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی دریا کے سفر کے دوران کشتی کے اندر مر جائے اور کنارے پر پہنچنا ممکن نہ ہو تو اس کو غسل و کفن دیا جائے گا اور نماز پڑھی جائے گی اور پھر اسے کسی مٹکے میں رکھ کر یا کپڑے میں لپیٹ کر

دریا میں ڈال دیا جائے گا۔

حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 320 باب 75 حدیث 1,2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلداوّل صفحہ 113 حدیث 438، 439

(31) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی برہنہ میت کو دریا نے باہر پھینک دیا ہو اور لوگوں کے پاس کفن دینے کے لیے کپڑا نہ ہو تو ایک گڑھا کھود کر اس میں رکھیں اور اس کی شرمگاہ پر ایک اینٹ رکھ دیں اور پھر نماز پڑھ کر دفن کریں۔ کیونکہ دفن کے بعد اور برہنہ پر نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔

حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 322 باب 75 حدیث 4

غسل میت کے احکام

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: میت کو غسل دینا واجب ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 82 باب 23 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلداول صفحہ 45 حدیث 176؛ الاستبصار جلداوّل صفحہ 97 حدیث 315؛ وسائل الشیعہ جلددوم صفحہ 144 باب 1 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 104 حدیث 270؛ عیون اخبار الرضاؑ جلددوم صفحہ 114 حدیث 1 (قدرے مختلف)

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: میت کے تین غسل ہیں: (1) آب سدرہ سے (بیری کے پتوں کے پانی سے)۔ (2) آب کافور سے۔ (3) آب خالص سے۔

حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 216 باب 16 حدیث 1 اور 03؛ وسائل الشیعہ جلددوم صفحہ 145 باب 2 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 108 حدیث 382 اور صفحہ 300 حدیث 875

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: میت کو غسل دینے کا طریقہ یہ ہے کہ اس (میت کے) تلوے قبلے کی طرف کرو پھر اس کے بدن کے جوڑ آہستہ آہستہ ملو اور اگر کوئی امر مانع ہو جائے تو چھوڑ دو اور اس کی شرمگاہ کو تین بار آب سدرہ بیسن یا صابن وغیرہ سے خوب دھوؤ اور زیادہ پانی ڈالو۔ پھر دونوں ہاتھوں سے ملو اس کے بعد سر کی طرف آؤ پہلے داہنی طرف کا حصّہ نرمی سے دھوؤ سختی سے اپنے کو بچاؤ اور اچھا غسل دو پھر بائیں کروٹ دلاؤ تاکہ داہنی طرف کا حصّہ ظاہر ہو پھر سر سے پیر تک دھوؤ اور ہاتھ سے ملو اس کی پشت اور پیٹ کو تین بار دھوؤ پھر داہنی طرف کروٹ دو تاکہ بایاں حصّہ نمایاں ہو پھر اسے سر سے پیر تک دھوؤ اس کی پشت اور پیٹ کو تین بار دھوؤ جب آب سدرہ سے غسل دے چکو تو

اس کے بعد آب کافور سے غسل شروع کرو پہلے تین بار اپنے ہاتھ سے ہلکے ہلکے اس کے پیٹ کو ملو پھر سر کی طرف آؤ اور جیسے پہلے کیا تھا اسی طرح کرو اوّل اوّل داڑھی سر اور چہرے کو دونوں طرف سے دھوؤ۔ آبِ کافور سے تین بار پھر بائیں طرف کروٹ دو تا کہ داہنی طرف کا حصہ نمایاں ہو پھر سر سے پاؤں تک تین بار دھوؤ اور اپنا ہاتھ کندھوں کے نیچے بغلوں میں لے جاؤ اور ان کو دھوؤ اس طرح کہ اس کے ہاتھ اور بازو پہلو سے ملے رہیں جو کچھ بھی دھوؤ۔ اور بغلوں کے ساتھ ہتھیلیاں بھی دھوؤ۔ پھر چت لٹاؤ اور آبِ خالص سے اسی طرح غسل دو پہلے شرمگاہ سے شروع کرو پھر سر اور داڑھی کی طرف آؤ اور سادہ پانی سے غسل دو۔ جیسے کہ پہلے دیا تھا۔ پھر کپڑے سے صاف کرو اور میت کے نیچے روئی رکھو۔ اور زیادہ رکھ کر پھیلاؤ پھر رانوں کو کپڑے سے کس کر باندھو تا کہ کسی چیز کے نکلنے کا خوف نہ رہے۔ ایک لمبا کپڑا لو جس کا عرض ایک بالشت ہو اور اس کو دونوں کولہوں پر باندھو اور دونوں رانوں کو اچھی طرح ملاؤ۔ اور بطور لنگوٹ کے دونوں کو کس کر باندھو پھر اس کا سرا پیروں سے نکالو اور داہنی طرف لے جاؤ۔ اور لنگوٹ کی طرح باندھو یہ کپڑا بہت لمبا ہونا چاہیے جو کولہوں، دونوں رانوں اور گھٹنوں کو اچھی طرح لپیٹ دے۔ اور مردے کو بٹھاؤ مت۔ اور اگر کانوں سے کوئی چیز نکلنے کا خوف ہو تو کوئی چیز (روئی وغیرہ) رکھ دو ورنہ کچھ نہ رکھو۔ اور اگر (ویسے بھی) روئی رکھ دو تو کوئی حرج نہیں۔ مردے کے ناخن (اور بال وغیرہ) نہ کاٹو اور یہی صورت عورت کے لیے بھی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 218، 219، باب 16 حدیث 4 اور 5؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 108 حدیث 415؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 146 باب 02 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 301 حدیث 877

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: فاعل (غسل دینے والا) کے لیے مستحب ہے کہ وہ غسل دیتے وقت اپنے ہاتھوں پہ کپڑا لپیٹ لے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 216 باب 16 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 145 باب 2 حدیث 1

(5) امام محمد باقر علیہ السلام: غسلِ میت اور غسلِ جنابت ایک جیسے ہیں۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 161 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 110 حدیث 417؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 148 باب 3 حدیث 1 اور 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 447 حدیث 1447؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 208 حدیث 732

(6) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر میت جنب ہو تو صرف ایک غسل کافی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 236 باب 23 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 172 باب 31 حدیث 1؛

تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 432 حدیث 1384؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 194 حدیث 680

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی عورت نفاس کی حالت میں مر جائے تو اس کے لیئے بھی ایک غسل کافی ہے اور یہ ہی صورت حیض اور جنب کے لیے بھی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 236 باب 23 حدیث 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 111 حدیث 423؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 432 حدیث 1382

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: غسل کے بعد اگر کوئی شئے (پیشاب پاخانہ یا خون وغیرہ) نکل آئے۔ تو اُسے دھوڈالو اعادہ غسل کی ضرورت نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 239 باب 24 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 173 باب 32 حدیث 3؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 110 حدیث 416؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 449 حدیث 1457

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر غسل کے بعد خون یا کوئی اور شے نکل کر کفن پر لگ جائے تو وہ جگہ قینچی سے کاٹ دو۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 239 باب 24 حدیث 07؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 110 حدیث 216؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 173 باب 32 حدیث 2 اور 3؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 450 حدیث 1458

(10) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی مرد مر جائے اور غسل دینے والا عورتوں کے سوا کوئی نہ ہو تو اس کی زوجہ غسل دے گی یا کوئی قریبی عورت رشتہ دار موجود ہو البتہ باقی عورتیں صرف پانی ڈال سکتی ہیں۔ اور اگر کوئی عورت مر جائے تو اس کا شوہر اس کو غسل دے سکتا ہے لیکن عورت کے کپڑے نہیں اُتارے جائیں گے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 240 باب 27 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 112 حدیث 431؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 167 باب 24 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 437 حدیث 1410؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 196 حدیث 689

(11) امام جعفر صادق علیہ السلام: عورت تین سال کے لڑکے کو غسل دے سکتی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 244 باب 28 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 112 حدیث 429 ؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 166 باب 23 حدیث 1

(12) امام محمد باقر علیہ السلام: جو میت کو غسل دے اس پر واجب ہے کہ حق امانت ادا کرے یعنی میت کی جو حالت دیکھے اُسے کسی کو آگاہ نہ کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 251 باب 31 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 152 باب 08 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 450 حدیث 1460

(13) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی مرد مسلمان مرجائے اور اس کے ساتھ کوئی مسلمان مرد نہ ہو بلکہ نصرانی (غیر مسلم) مرد ہوں جب کہ مرنے والے کی پھوپھی اور خالہ جو مسلمان ہیں ساتھ ہوں تو اس حال میں اس کی پھوپھی اور خالہ اس کو اسی لباس میں غسل دیں گی۔ جب کہ نصرانی اس کے غسل کے قریب نہیں جائیں گے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 112 حدیث 433؛ فروع کافی جلد اوّل صفحہ 243 باب 27 حدیث 12؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 161 باب 19 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 340 حدیث 997

(14) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی مسلمان عورت مرجائے اور اس کے ساتھ کوئی مسلمان عورت نہیں بلکہ (نصرانی غیر مسلم عورتیں ہیں) جبکہ مسلمان چچا اور ماموں اس کے ساتھ ہیں تو اس صورت میں اس کے چچا اور ماموں اس کو غسل دیں گے (کپڑوں کے اوپر سے) اور نصرانی عورتیں قریب نہیں جائیں گی۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

(15) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی عورت سفر میں مرجائے اور وہاں کوئی عورت اور کوئی محرم موجود نہ ہو تو اس کو غسل دیئے بغیر اپنے کپڑوں میں دفن کر دیا جائے گا اور یہی صورت اس مرد کے لیے ہے جس کے پاس کوئی مرد اور کوئی محرم عورت نہ ہو۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 112 حدیث 431؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 161 باب 21 حدیث 1 اور 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 440 حدیث 1423؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 300 حدیث 706

(16) امام جعفر صادق علیہ السلام: غسل میت کا پانی پاخانہ کے کنوئیں وغیرہ میں ڈالنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ کسی گھر کے استعمال شدہ پانی کے جمع ہونے کی جگہ یا کسی گڑھے میں ڈالا جائے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 109 حدیث 416

☆☆☆

حنوط اور کفن کے احکام

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: مرنے والوں کو نئے کپڑوں سے کفن دو کیونکہ یہ ہی ان کی زینت ہے اور ایک رویت میں ہے کہ انہی میں مبعوث ہونا ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 107 حدیث 409؛ فروع کافی جلد اوّل صفحہ 228 باب 20 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 191 باب 18 حدیث 03

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: میت کو کالے رنگ کے کپڑے میں کفن نہ دیا جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 230 باب 20 حدیث 10؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 192 باب 21 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 434 حدیث 1394

(3) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مُردوں کو سفید لباس میں کفن دیا جائے کیونکہ سفید لباس بہتر لباس ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 228 باب 20 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 191 باب 19 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 434 حدیث 1390

(4) امام رضا علیہ السلام: غلاف کعبہ میں کفن دینا جائز نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 228 باب 20 حدیث 4؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 108 حدیث 413؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 193 باب 22 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 434 حدیث 1391

(5) امام علی نقی علیہ السلام: جو کپڑا ریشم اور روئی کو ملا کر بنایا جاتا ہے اس کا کفن دینا جائز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس میں روئی کی مقدار ریشم سے زیادہ ہونی چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 230 باب 20 حدیث 11؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 108 حدیث 412؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 193 باب 23 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 435 حدیث 1396؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 211 حدیث 744

(6) امام محمد باقر علیہ السلام: واجب کفن تین کپڑوں پر مشتمل ہے اور باقی دو کپڑے سنت ہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 223 باب 17 حدیث 6؛ من لایحضرہ الفقیہ جلداوّل صفحہ 110 حدیث 418؛ وسائل الشیعہ جلددوم صفحہ 175 باب 2 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 292 حدیث 854

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: ران پیچ اور عمامہ دونوں ضروری ہیں مگر کفن میں داخل نہیں ہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 223 باب 17 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ جلددوم صفحہ 177 باب 2 حدیث 8؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 293 حدیث 856

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: عورت کا کفن پانچ کپڑوں میں ہے جن میں سے ایک اوڑھنی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلداول صفحہ 226 باب 18 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلددوم صفحہ 177 باب 2 حدیث 6

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: میت کے کفن کے پانچ کپڑے یہ ہیں: (1) ایک قمیض جس میں بٹن نہ ہوں۔ (2) ایک لنگ (لنگوٹ)۔ (3) ایک وہ کپڑا جس سے درمیانی حصّہ باندھا جائے۔ (4) ایک چادر جس میں لپیٹا جائے۔ (5) ایک عمامہ۔

حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 224 باب 17 حدیث 10؛ وسائل الشیعہ جلددوم صفحہ 177 باب 02 حدیث 9؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 310 حدیث 900 اور صفحہ 293 حدیث 858

(10) امام جعفر صادق علیہ السلام: میت کے عمامہ کو اس طرح باندھو کہ ٹھوڑی کے نیچے لاکر سینہ پر ڈالو یعنی تحت الحنک نکالو۔

حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 224 باب 17 حدیث 11؛ من لایحضرہ الفقیہ جلداول صفحہ 110 حدیث 416

(11) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب میت کو حنوط کرو تو سجدہ کے مقامات پر ملو کل جوڑوں پر ملو اور داڑھی پر بھی اور سینہ پر بھی رکھو۔

حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 222 باب 17 حدیث 4؛ من لایحضرہ الفقیہ جلداول صفحہ 109 حدیث 416؛ وسائل الشیعہ جلددوم صفحہ 187 باب 14 حدیث 1

(12) امام جعفر صادق علیہ السلام: مرد اور عورت کے حنوط کی صورت یکساں ہے۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات۔

(13) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب میت کو کفن دے چکو تو کفن کے ہر کپڑے پر کچھ زیریرہ (ایک قسم کی خوشبو) اور کافور چھڑکو۔

حوالہ: فروع کافی جلداوّل صفحہ 222 باب 17 حدیث 03؛ من لایحضرہ الفقیہ جلداول 110 حدیث 416؛ وسائل الشیعہ جلددوم صفحہ 189 باب 15 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلداوّل صفحہ 307 حدیث 889

(14) امام جعفر صادق علیہ السلام: کفن کو دھونی دینا، میت کے آس پاس آگ روشن کرنا اور کافور کے علاوہ کسی خوشبو سے

حنوط کرنا اور غسلِ میت کے لیے پانی گرم کرنا مکروہ ہے۔
حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 227 باب 19 حدیث 1 تا 4؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 109 حدیث 416؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 180 باب 06 حدیث 6،5،1

(15) امام جعفر صادق علیہ السلام: میت کے لیے کافور کی کم ترین مقدار ایک مثقال ہے۔
حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 109 حدیث 416؛ فروع کافی جلد اوّل صفحہ 23 باب 21 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 178 باب 3 حدیث 2

توضیح:

ایک مثقال تقریباً ساڑھے تین گرام کا ہوتا ہے۔ یہ میت کے لیے کم سے کم مقدار ہے اور زیادہ سے زیادہ مقدار تیرہ درہم اور ایک ثلث ہے۔

(16) امام جعفر صادق علیہ السلام: حنوط و کفن کا طریقہ یہ ہے:
''پہلے چادر پھیلاؤ پھر اس پر نیچے کی طرف ازار رکھو اور کفنی کا اگلا حصّہ میت پر ڈالو پھر مَسلا ہوا کافور لو اور میت کی پیشانی پر مقام سجدہ پر رکھ دو پھر کافور سر سے لے کر پیر تک (سر، گردن، شانوں، کہنیوں اور بدن کے ہر جوڑ پر) مَلو۔ پیروں پر بھی اور ہتھیلیوں پر بھی ملو۔ پھر کفنی کا اگلا حصّہ میت کو ذرا سا اُٹھا کر ڈالو اور کفنی چری ہوئی اور کڑھی ہوئی نہ ہو پھر خرمہ کی دو تازہ اور ہری شاخیں بقدر ایک ہاتھ کے لمبی اور ان میں سے ایک اس طرح رکھو کہ نصف حصّہ پنڈلی پر رہے اور نصف ران پر اور دوسری کو میت کی داہنی بغل میں رکھو۔ اور اس کی آنکھ، کان اور چہرے پر نہ تو روئی رکھو اور نہ کافور۔ پھر عمامہ باندھو کہ بیچ کا حصّہ اس کے سر پر دائرے کی صورت میں پیچ دو۔ اور پھر دونوں سرے سینے پر ڈال دو۔
حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 221 باب 17 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول 109 حدیث 416؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 188 باب 14 حدیث 03

جریدے یا شاخوں کا رکھنا

(1) امام محمد باقر علیہ السلام: میت کے ساتھ جریدے (شاخیں) رکھنا چاہئیں جب تک یہ شاخیں تر رہیں گی (خشک نہیں ہوں گی) تو میت پر نہ عذاب ہوگا نہ حساب ہوگا۔
حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 233 باب 22 حدیث 4؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 107 حدیث 407؛

وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 182 باب 7 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 327 حدیث 955

(2) امام محمد باقر علیہ السلام وامام جعفر صادق علیہ السلام: مردے کے ساتھ جریدے ضرور رکھنے چاہئیں جن کی لمبائی ایک ہاتھ ہو۔
حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 233 باب 22 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 185 باب 10 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 308 حدیث 896

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: میت کے ہمراہ دو جریدے رکھے جائیں ایک اس کی دائیں طرف اور ایک اس کی بائیں طرف۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 182 باب 07 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 327 حدیث 954

(4) امام علی نقی علیہ السلام: بہتر یہ ہے کہ جریدے کھجور کے درخت کے رکھے جائیں لیکن اگر وہ نہ مل سکیں تو کسی بھی سرسبز درخت کے رکھے جاسکتے ہیں۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 106 حدیث 404؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 183 اب 08 حدیث 1

(5) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: خشک جریدے رکھنے جائز نہیں ہیں چاہے کھجور کے ہی کیوں نہ ہوں۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 184 باب 09 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 432 حدیث 1381

(6) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جریدے قبر کے اوپر بھی رکھے جاسکتے ہیں۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 106 حدیث 402؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 185 باب 11 حدیث 03

توضیح:

جریدے کسی بھی صورت میں رکھے جاسکتے ہیں چاہے میت کے ساتھ رکھے جائیں چاہے قبر میں رکھے جائیں، چاہے قبر کے اُوپر رکھ دیئے جائیں ہر صورت میں جائز ہیں۔ لیکن رکھنے ضرور چاہئیں کیونکہ یہ جب تک خشک نہیں ہوں گے عذاب و حساب نہیں ہوگا۔

کچھ لوگ ہم پر اعتراض کرتے ہیں کہ شیعہ لوگ میت کے ساتھ ڈنڈے رکھ دیتے ہیں اور اسی بات پر مذاق اڑاتے ہیں ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کے گھر میں یہ سنت موجود ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری جلد اوّل صفحہ 606 حدیث 1278 مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاہور پر درج ہے۔ اب اس کو سنت سمجھ کر اپنانا چاہیئے نہ کہ مذاق اڑایا جائے۔

(7) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: میت کے ساتھ تربت حسینؑ کی مٹی (خاک شفاء) رکھنا اور حنوط کے ساتھ خاک شفاء ملانا مستحب ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 186 باب 12 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ششم صفحہ 76 حدیث 149؛ احتجاج طبرسی (عربی) جلد دوم صفحہ 489

(8) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: کفن پر قرآن لکھنا یا اسی چادر میں کفن دینا جس پر قرآن لکھا ہو مستحب ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 197 باب 30 حدیث 1؛ کمال الدین از شیخ صدوق (عربی) صفحہ 39؛ عیون اخبار الرضاؑ (عربی) جلد اوّل صفحہ 100

(9) امام مہدی علیہ السلام: کفن پر میت کا نام یا کلمہ وغیرہ لکھنا جائز ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 197 باب 29 حدیث 3؛ احتجاج طبرسی (عربی) جلد دوم صفحہ 489

(10) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب عورت مر جائے تو اس کا کفن اس کے شوہر پر واجب ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد چہارم صفحہ 143 حدیث 491؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 198 باب 32 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 445 حدیث 1439 (بروایت امیر المومنینؑ)

غسل مس میت کے احکام

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی مردے کے بدن کو ایسی حالت میں چھوئے یا اس کا بوسہ لے جب کہ وہ گرم ہو تو اس پر غسل واجب نہیں ہوگا لیکن اگر بدن ٹھنڈا ہو جانے کے بعد میت کو مس کرے یا اس کا بوسہ لے تو اس پر غسل مس میت واجب ہے البتہ (میت کے) غسل کے بعد چھونے یا بوسہ لینے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 245 باب 29 حدیث 1 اور 3؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 105 حدیث 399؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 318، باب 10 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 429 حدیث 1367

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی کا کپڑا جسد میت سے لگ جائے تو جتنا کپڑا مس ہوا ہے اسی کو دھو لینا کافی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 246 باب 29 حدیث 4؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 106 حدیث 400 (بروایت امام محمد باقر علیہ السلام)

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: قبر میں داخل ہونے والے کے لیے غسل نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 246 باب 29 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 32 باب 4 حدیث 3

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص ایسے انسان کے جسم کے کسی ٹکڑے کو مس کرے جس کو درندوں نے کھا لیا ہو یا اس کا

کوئی ٹکڑا کاٹا گیا ہو تو اگر اس ٹکڑے میں ہڈی ہے تو غسل مسِ میت واجب ہے لیکن اگر ہڈی نہیں ہے تو پھر غسل مسِ میت واجب نہیں ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 105 حدیث 399؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 320 باب 2 حدیث 1 اور 2

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی مُردہ جانور کو چھو لے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے کیونکہ یہ حکم صرف انسانی میت کے لیے مخصوص ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 246 باب 29 حدیث 4؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 105 حدیث 399؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 322 باب 06 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 447 حدیث 1446

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: غسل مسِ میت کا طریقہ وہی ہے جو غسل جنابت کا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 332 باب 7 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 447 حدیث 1446

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: میت کو غسل دے چکنے کے بعد مس کرنے یا بوسہ دینے میں کوئی حرج نہیں، نہ ہی کوئی غسل ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 105 حدیث 399؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 320 باب 3 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 430 حدیث 1372

نمازِ جنازہ کے احکام

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: لوگوں کو جنازہ کی اطلاع دینی چاہیے تاکہ وہ جنازہ میں شریک ہوں اس پر نماز پڑھیں اور اس کے لیے استغفار کریں۔

حوالہ: فروع کافی جلد اول صفحہ 254 باب 35 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 201 باب 1 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 452 حدیث 1470

(2) امام سجاد علیہ السلام: جب کسی جنازے کو دیکھو تو یوں کہو: الحمد للہ الذی لم یجعلنی من السواد المخترم
"حمد ہے اس خدا کے لیے جس نے مجھے مرنے والوں میں نہ قرار دیا"۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 254 باب 36 حدیث 1،2

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر مرنے والا مومن عارف تھا تو اس کے جنازے کے آگے چلا جا سکتا ہے لیکن اگر مخالف تھا تو

اس کے آگے نہیں چلنا چاہیے بلکہ یا تو پیچھے چلے یا دائیں بائیں چلے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 257 باب 38 حدیث 2 اور 6؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 242 باب 5 حدیث 3 اور 4؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 189 حدیث 431

(4) حضور اکرم ﷺ: جنازہ کے ساتھ (کسی چیز پر) سوار ہو کر چلنا مکروہ ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 259 باب 39 حدیث 1 اور 2؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 243 باب 06 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 325 حدیث 1011؛ استبصار جلد اوّل صفحہ 484 حدیث 1876

(5) حضور اکرم ﷺ: جو شخص جنازہ کے ساتھ چلے وہ دفن سے پہلے واپس نہ آئے

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 260 باب 40 حدیث 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 166 حدیث 452 (بروایت امام محمد باقر علیہ السلام)

(6) امام محمد باقر علیہ السلام: جو شخص جنازہ کو چاروں طرف سے کندھا دے خدا اس کے چالیس کبیرہ گناہ بخش دیتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 261 باب 42 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 243 باب 7 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 193 حدیث 442؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 476 حدیث 1834؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 117 حدیث 458

(7) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: جنازہ میں سنت ہے کہ جنازہ کو اس طرح کندھا دے کہ پہلے اپنے داہنے کندھا پر سرہانے کی طرف سے لے پھر داہنے پیر کی طرف آئے پھر پیروں کی طرف سے ہوتا ہوا بائیں پیر کی طرف کندھا دے پھر آگے جا کر سرہانے کی جانب اپنے بائیں کندھے پر اُٹھائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 256 باب 37 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 245 باب 8 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 453 حدیث 1475؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 216 حدیث 764

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: جنازہ کو اٹھاتے وقت یہ دُعا پڑھنی چاہیے: بسم اللہ و باللہ و صلی اللہ علی محمد وَّ آلِ محمد اَللّٰھُمَّ اغفر للمومنین و المؤمنات۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 246 باب 9 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 454 حدیث 1478

توضیح:

اس سلسلے میں اور بھی دعائیں وارد ہوئی ہیں ہم نے صرف ایک نقل کی ہے۔ کلمہ شہادت وغیرہ یا کوئی بھی دعا پڑھنا

درست ہے لہٰذا اس میں کوئی پریشانی نہیں ہے۔

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی منافق کے جنازہ میں جانا پڑے اور نماز جنازہ پڑھنی پڑے تو دوران نماز یہ کہنا چاہیے:

اللھم اخز عبدك فی عبادك و بلادك اللھم اصله نارك و اذقه اشدّ عذابك فانّه كان یعادی اولیاءك و یوالی اعداءك و یبغض اھل بیت نبیّك صلی الله علیه و آله وسلّم۔

حوالہ: فروع کافی جلد اول صفحہ 286 باب 56 حدیث 4 اور 3؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 122 حدیث 490؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 208 باب 4 حدیث 02

(10) امام محمد باقر علیہ السلام: جو شخص کسی مومن کی قبر کھودے وہ اس شخص کی مانند ہوگا جو قیامت تک کے لیے اُسے گھر بنوادے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 252 باب 33 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 246 باب 11 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 450 حدیث 1462

(11) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر جنازے زیادہ اکٹھے ہوجائیں (یعنی ایک سے زیادہ) تو سب کے لیے پانچ تکبیروں کے ساتھ اسی طرح نماز پڑھی جائے گی جس طرح کہ ایک کے لیے پڑھی جاتی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 266 باب 43 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 232 باب 32 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 322 حدیث 1004؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 472 حدیث 1827

(12) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر زیادہ جنازے اکٹھے ہوجائیں تو ان کے رکھنے کی ترتیب یہ ہے کہ دوسرے جنازے کا سر پہلے میت کے کولھے کے مقابل ہو اور تیسرے کا سر دوسرے کے کولھے کے مقابل ہو اسی طرح جتنے جنازے ہوں درجہ بدرجہ رکھے جائیں۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات۔

(13) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر مردوں اور عورتوں کے جنازے اکٹھے ہوجائیں تو پہلے پہلی صف میں مذکورہ بالا ترتیب کے ساتھ مردوں کے جنازے رکھے جائیں پھر آخری مرد کے کولھے (تہبند باندھنے کی جگہ) کے بالمقابل عورت کے جنازے کا سر رکھا جائے پھر دوسری عورت کے جنازے کا سر پہلی کے کولھے کیبالمقابل رکھا جائے (یعنی مذکورہ بالا ترتیب سے جتنے جنازے ہوں رکھے جائیں گے) اور امام مردوں کے جنازوں کے وسط میں کھڑا ہوکر نماز پڑھائے گا۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات۔

(14) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر نماز جنازہ پڑھ لینے کے بعد معلوم ہو کہ سرہانے کی جگہ میت کی پائنتی تھی تو اس کو صحیح کر کے نماز دوبارہ پڑھی جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 266 باب 43 حدیث 02؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 223 باب 19 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 119 حدیث 470 (بروایت امام محمد باقرؑ)

(15) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر مردوں، عورتوں اور بچوں کے جنازے اکٹھے ہو جائیں تو پہلے عورتوں کے جنازے رکھے جائیں پھر بچوں کے پھر مردوں کے اور امام مردوں کے متصل کھڑا ہو کر نماز پڑھائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 267 باب 43 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 232 باب 32 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 323 حدیث 1007؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 472 حدیث 1824

(16) امیر المومنین علیہ السلام: اگر مرد اور عورت دونوں کی نماز جنازہ پڑھو تو عورت کو مقدم اور مرد کو مؤخر کرو اسی طرح اگر غلام اور آزاد کی نماز پڑھو تو غلام کی مقدم اور آزاد کو مؤخر کرو اور اسی طرح اگر کسی صغیر اور کبیر کی نماز پڑھو تو صغیر کو مقدم اور کبیر کو مؤخر کرو۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 123 حدیث 492؛ فروع کافی جلد اوّل صفحہ 266 باب 43 حدیث 03 (بروایت جعفر صادقؑ)؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 232 باب 32 حدیث 04 (بروایت امام جعفر صادقؑ)؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 322 حدیث 1002؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 471 حدیث 1821

توضیح:

عورت کو مقدم اور مرد کو مؤخر کرنا واجب نہیں ہے اس لیے کوئی وہم نہیں ہونا چاہیے کیونکہ پہلے ایک مسئلے میں آیا ہے کہ مرد کو مقدم کیا جائے اور اب آیا ہے کہ عورت کو مقدم کیا جائے تو یہ دونوں صورتیں درست ہیں جس کو چاہیں مقدم و مؤخر کر دیں کوئی حرج نہیں جیسا کہ خود امام جعفر صادق علیہ السلام نے وضاحت فرما دی۔ فرماتے ہیں کوئی حرج نہیں اگر مرد کو مقدم کیا جائے اور عورت کو مؤخر یا عورت کو مقدم کیا جائے تو مرد کو مؤخر۔'' (من لایحضرہ الفقیہ اوّل صفحہ 123 حدیث 493)۔ لہٰذا یہ کوئی تضاد نہیں ہے۔

(17) امام جعفر صادق علیہ السلام: نماز جنازہ دن اور رات کے کسی بھی وقت پڑھی جا سکتی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 273 باب 49 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 224 باب 20 حدیث 1

(18) امام جعفر صادق علیہ السلام: حیض والی عورت تیمم کر کے نماز جنازہ پڑھ سکتی ہے لیکن وہ صف میں کھڑی نہ ہو بلکہ الگ کھڑی ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 272 باب 58 حدیث 04،03؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 226 باب 22 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 124 حدیث 498 اور حدیث 497 (بروایت امام محمد باقرؑ)؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 204 حدیث 479

(19) امام جعفر صادق علیہ السلام: جنب کے لیے جائز ہے کہ وہ تیمم کر کے نماز جنازہ پڑھے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 124 حدیث 498؛ فروع کافی جلد اوّل صفحہ 272 باب 48 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 226 باب 22 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 204 حدیث 480

(20) امام جعفر صادق علیہ السلام: نماز جنازہ کے لیے وضو واجب نہیں ہے بغیر وضو پڑھی جا سکتی ہے کیونکہ اس میں (سجدہ نہیں بلکہ) تکبیر و تسبیح و تحمید و تہلیل ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 270 باب 47 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 13 حدیث 496؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 225 باب 21 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 203 حدیث 475 : علل الشرائع صفحہ 268 باب 182 حدیث 9؛ عیون اخبار الرضاؑ (عربی) جلد دوم صفحہ 115

(21) امیر المومنین علیہ السلام: نماز جنازہ پڑھانے والا (امام) عورت کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو اور مرد کے وسط کے مقابل کھڑا ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 268 باب 45 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 119 حدیث 467 (اس میں صرف عورت کے لیے ذکر ہے)؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 229 باب 27 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 190 حدیث 433؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 470 حدیث 1818

(22) امام جعفر صادق علیہ السلام: نماز جنازہ فرادیٰ (اکیلے) پڑھی جا سکتی ہے اور اگر صرف دو لوگ ہوں تو دونوں برابر کھڑے نہیں ہوں گے بلکہ ایک آگے (پیشنماز) ہوگا اور دوسرا اس کے پیچھے کھڑا ہوگا۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 267 باب 44 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 120 حدیث 478 اور صفحہ 123 حدیث 495؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 229 باب 28 حدیث 1: تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 319 حدیث 990

(23) امام جعفر صادق علیہ السلام: جوتا پہن کر نماز جنازہ نہیں پڑھنی چاہیے (مکروہ ہے)۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 267 باب 44 حدیث 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 123 حدیث 495؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 228 باب 26 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 206 حدیث 491

(24) امام محمد باقر علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر جنازہ پڑھنے کے لیے مرد موجود نہ ہوں تو عورتیں نماز جنازہ پڑھیں گی اور طریقہ یہ ہے کہ ایک عورت پڑھائے گی لیکن صف میں برابر کھڑی ہو کر۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 120 حدیث 478، 479؛ فروع کافی جلد اوّل صفحہ 272 باب 48 حدیث 1 تا 3؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 228 باب 25 حدیث 1 تا 3؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 206 حدیث 488 اور صفحہ 268 حدیث 766

توضیح:

یعنی تمام عورتیں ایک ہی صف میں برابر کھڑی ہوں گی ایک عورت تکبیر کہے گی اور باقی اقتداء کریں گی۔ لیکن پڑھانے والی عورت آگے کھڑی نہیں ہوگی جس طرح امام کھڑا ہوتا ہے۔

(26) امام جعفر صادق علیہ السلام: نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ مستحق وہی ہے جو ان کا بہترین آدمی ہو یا جسے وہ (ولی یا وارث) حکم دے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 269 باب 46 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 226 باب 23 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 204 حدیث 483

(27) امیر المومنین علی علیہ السلام: نماز جنازہ وہ پڑھائے جس کو ولی کہے اور جسے ولی آگے بڑھائے اس کے علاوہ کوئی نماز پڑھانے لگے تو وہ غاصب ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 226 باب 23 حدیث 3؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 120 حدیث 474؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 206 حدیث 490

(28) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: مساجد میں نماز جنازہ نہیں ہونی چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 276 باب 91 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 230 باب 30 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 326 حدیث 1016؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 473 حدیث 1831

توضیح:

ایک حدیث میں آیا ہے کہ مسجد میں پڑھی جاسکتی ہے (من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 119 حدیث 473) چونکہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنی حرام نہیں ہے اس لیے اجازت بھی منقول ہوئی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ مساجد میں نہ پڑھی جائے کیونکہ کراہت پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔

کیفیت نماز جنازہ

(1) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مومن کے لیے نماز جنازہ کی پانچ تکبیریں ہیں اور منافق کے لیے چار تکبیریں ہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 274 باب 50 حدیث 02؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 209 باب 05 حدیث 1؛ علل الشرائع صفحہ 203؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 118 حدیث 466

(2) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں اس لیے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر پانچ فرائض عائد کیے ہیں: (1) نماز (2) زکوٰۃ (3) روزہ (4) حج (5) ولایت۔ اور میت کے لیے ہر فریضہ کے بدلے ایک تکبیر (فرض کی) ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 118 حدیث 466

(3) امام محمد باقر علیہ السلام: نماز میت میں نہ (مخصوص) قرأت ہے نہ کوئی وقتی دعا جو مرضی ہو پڑھ لے ہاں البتہ مرنے والے کا حق ہے کہ مومن اس کے لیے دعا کرے اور محمدؐ وآل محمدؐ پر درود کے ساتھ شروع کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 280 باب 53 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 214 باب 07 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 193 حدیث 442؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 476 حدیث 1943

(4) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: پہلی تکبیر کہہ کر تشہد پڑھو (یعنی جو تشہد میں پڑھتے ہو) پھر دوسری تکبیر کہہ کر انبیاءؑ پر درود بھیجو تیسری تکبیر کہہ کر مومنین اور مومنات کے لیے دعا کرو پھر چوتھی تکبیر کہہ کر حاضر میت کے لیے دعا کرو اور پھر پانچویں تکبیر کہہ کر نماز ختم کردو۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 274 باب 50 حدیث 03، 04؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 118 حدیث 466؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 201 باب 02 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 189 حدیث 431؛ علل الشرائع (عربی) جلد اوّل صفحہ 303

(5) حضورِ اکرم ﷺ: اگر منافق کی نماز جنازہ ہو تو پہلی تکبیر کے بعد تشہد پڑھو پھر دوسری تکبیر کہہ کر انبیاءؑ پر درود بھیجو پھر تیسری تکبیر کہہ کر مومنین اور مومنات کے لیے دعا کرو اور پھر چوتھی تکبیر کہہ کر نماز ختم کر دو اور میت کے لیے کوئی دعا نہیں ہوگی۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات۔

توضیح:

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ مومن کے لیے پانچ تکبیریں ہیں اور ان تکبیروں میں کیا پڑھنا ہے اس کا بھی ذکر ہو چکا ہے۔ چونکہ نماز جنازہ کے لیے کوئی خاص قرأت مقرر نہیں ہے اس لیے جس طرح چاہو پڑھ لو۔ کتب احادیث میں بھی مکمل تکبیریں دعاؤں کے ساتھ نقل کی گئی لیکن مختلف ہیں۔ میں یہاں مکمل نماز جنازہ نقل کر رہا ہوں اور پوری ذمہ داری سے کر رہا ہوں تا کہ قائین کے لیے آسانی رہے۔

جب صفیں مکمل ہو جائیں تو امام نیت کرے اور مقتدی بھی نیت کریں کیونکہ ہر عمل کے لیے نیت ضروری ہے اور نیت کا زبان سے اظہار ضروری نہیں دل میں تہیہ کافی ہے اور پھر امام جو کرے مقتدی بھی ساتھ کرتے جائیں۔

پہلی تکبیر کہے اور پھر یوں پڑھے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ وَ اَشْهَدُ اَنَّ عَلِيًّا اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيُّ اللّٰهِ وَ اَوْلَادُهٗ الْمَعْصُوْمِيْنَ حُجَجُ اللّٰهِ نِعْمَ الْاَئِمَّةِ

پھر دوسری تکبیر کہے اور یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

پھر تیسری تکبیر کہے اور یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اَلْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ

پھر چوتھی تکبیر کہے اور یوں کہے:

(مرد کے لیے):

اللّٰھُمَّ ان ھذا عبدكَ و ابن عبدكَ و ابن امتكَ نزل بكَ وَ انت خير منزولٍ بِهٖ اللّٰھُمَّ انّا لا تَعلَمُ منهُ اِلاَّ خيراً و انت اعلم بِهٖ مِنَّا اللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ مُحسِنًا فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهٖ وَ اِنْ كَانَ مُسِيئاً فَتَجَاوِزْ عَنْهُ وَاغْفِرْلَه اَللّٰھُمَّ اجْعَلْه عِنْدَكَ فِيْ اَعْلٰى عِلِّيِّيْنَ وَاخْلُفْ عَلٰى اَهْلِهٖ فِي الْغَابِرِيْنَ وَارْحَمْهُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

(عورت کے لیے):

اَللّٰھُمَّ اِنَّ هٰذِهٖ اَمتُكَ وَ ابْنَةُ عَبْدِكَ وَ ابْنَةُ اَمَتِكَ نَزَلَتْ بِكَ وَاَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهٖ اَللّٰھُمَّ اِنَّا لَا تعْلَمُ مِنْهَا اِلاَّ خيراً وَّ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهَا مِنَّا اَللّٰھُمَّ اِنْ كَانَتْ مُحْسِنَةً فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهَا وَ اِنْ كَانَتْ مُسِيئَةً فَتَجَاوِزْ عَنْهَا وَاغْفِرْلَهَا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهَا عِنْدَكَ فِيْ اَعْلٰى عِلِّيِّيْنَ وَ اخْلُفْ عَلٰى اَهْلِهَا فِي الْغَابِرِيْنَ وَ ارْحَمْهَا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

پھر پانچویں تکبیر کہہ کر نماز ختم کردے۔

ہم نے پوری نماز جنازہ نقل کر دی ہے۔ ہم نے بھی کتب احادیث کے حوالے سے نقل کی ہے اور اس کے علاوہ بھی کافی دعائیں منقول ہیں۔ چونکہ کوئی خاص قرأت مقرر نہیں اس لیے کوئی بھی دعا پڑھنا کافی ہوگی البتہ ہم اسی پر انحصار کر رہے ہیں اور اس کو مکمل نماز جنازہ بھی سمجھتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(6) امام علی رضاؑ: نماز جنازہ میں ہر تکبیر میں ہاتھ بلند کرنے چاہئیں (یعنی رفع یدین کرنا چاہیے)۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 216 باب 10 حدیث 2,1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 194 حدیث 445؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 478 حدیث 1851

(7) امام جعفر صادقؑ: پیش نماز اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ ہٹے جب تک جنازہ اس کے سامنے سے اُٹھا نہ لیا جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 216 باب 11 حدیث 1 اور 2؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 195 حدیث 448

(8) حضور اکرم ﷺ: میری امت کے ہر فرد پر نماز جنازہ پڑھو چاہے اسے رجم کیا گیا ہو چاہے اس نے خودکشی کی ہو۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 120 حدیث 480؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 235 با 37 حدیث 3؛

تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 328 حدیث 1028؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 468 حدیث 1810

(9) امام محمد باقرؑ: اہل قبلہ (مسلمان) میں سے جو کوئی بھی مر جائے تم اس کی نماز جنازہ پڑھو باقی رہا اس کا حساب و کتاب تو وہ خدا کے ذمہ ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 235، باب 37 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 328 حدیث 1025؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 468 حدیث 1809

(10) امام جعفر صادقؑ: جب تک میت کی شرمگاہ نہ چھپ جائے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جا سکتی چاہے اینٹ یا پتھر وغیرہ رکھ کر ہی کیوں نہ چھپائی جائے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 120 حدیث 482؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 234 باب 36 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 327 حدیث 1023؛ فروع کافی جلد اوّل صفحہ 322 باب 75 حدیث 4

(11) امام جعفر صادقؑ: اگر کوئی کشتی میں مر جائے اور کنارہ پہ پہنچنا ممکن نہ ہو تو اسے کفن دیا جائے حنوط کیا جائے اور کپڑے میں لپیٹ کر دریا میں ڈال دیا جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 322 باب 75 حدیث 03

تدفین کے احکام

(1) امام جعفر صادقؑ: قبر کی گہرائی چنبل گردن تک ہونی چاہیے (یعنی ہنسلی کی ہڈی تک) اور بعض نے کہا ہے کہ چھاتی تک اور بعض نے کہا ہے کہ پورے مرد کے قد کے برابر اتنا کہ جو شخص قبر میں اترے اس کے سر پر کپڑا تانا جا سکے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 124 حدیث 499؛ فروع کافی جلد اوّل صفحہ 253 باب 34 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 249 باب 14 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 308 حدیث 895

(2) امام جعفر صادقؑ: لحد اتنی وسیع و کشادہ ہو کہ اس میں بیٹھنا بآسانی ممکن ہو۔

حوالہ: مذکورہ بالا جات۔

(3) امام جعفر صادقؑ: جب میت کو قبر کی طرف لے جایا جائے تو یکبارگی نہیں بلکہ اٹھانے والوں کو چاہیے کہ قبر کے

کنارے پہنچنے سے پہلے اس کو رکھ دیں اور ذرا ٹھہریں پھر تھوڑا آگے بڑھائیں اور ذرا ٹھہریں تا کہ وہ قبر میں جانے کے لیے ارادہ کر لے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 124 حدیث 498؛ فروع کافی جلد اوّل صفحہ 228 باب 58 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 250 باب 16 حدیث 04؛ علل الشرائع صفحہ 306 باب 1 حدیث 251؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 313 حدیث 909

(4) امام علی رضا علیہ السلام: جو شخص میت کو اتارنے کے لیے قبر میں داخل ہو تو اسے چاہیے کہ اپنا عمامہ، ٹوپی، جوتا، کندھے سے چادر اتارے اور پائنچے اوپر اُٹھا لے یہ سنتِ رسولؐ ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 290 باب 60 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 251 باب 18 حدیث 1 (بروایت امام موسیٰ کاظمؑ)

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: باپ کے لیے مکروہ ہے کہ وہ اپنے بیٹے کی قبر میں اترے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 291 باب 61 حدیث 02؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 259 باب 25 حدیث 1

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر بیٹا اپنے باپ کی قبر میں اترے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 260 باب 25 حدیث 05؛ فروع کافی جلد اوّل صفحہ 293 باب 61 حدیث 8؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 320 حدیث 930

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب میت کو قبر کے پاس لاؤ تو پائنتی کی طرف سے آہستہ آہستہ قبر میں داخل کرو۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 293 باب 62 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 257 باب 22 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 315 حدیث 915

(8) امیر المومنین علیہ السلام: عورت کی قبر میں وہ داخل ہو جس کے سامنے وہ بحالت حیات آتی ہو اور یہ سنت ہے (یعنی محرم اترے)۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 292 باب 61 حدیث 05؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 260 باب 26 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 325 حدیث 968

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: میت کے لیے مٹی کا تکیہ بنایا جائے اور اس کی پشت کے پیچھے ڈھیلا رکھا جائے تا کہ چت نہ ہو جائے اور اس کے کفن کے تمام بند کھول دیئے جائیں اور اس کا چہرہ کفن سے باہر نکال دیا جائے پھر اس کے لیے

دعا مانگی جائے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 125 حدیث 500؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 253 باب 19 حدیث 04

(10) امام علی رضا علیہ السلام: میت کا چہرہ کفن سے نکال کر زمین کے ساتھ ملا دینا چاہیے اور اگر ایسا ہو سکے تو ضرور کیا جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 290 باب 60 حدیث 02؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 253 باب 20 حدیث 1

(11) امام جعفر صادق علیہ السلام و امام موسیٰ کاظم علیہ السلام و امام رضا علیہ السلام: جب میت کو لحد میں رکھو تو شیطان سے پناہ مانگو (یعنی اعوذ باللہ...... الخ پڑھو) اور سورۂ فاتحہ، معوذتین، اخلاص اور آیت الکرسی پڑھو پھر اپنے ہاتھ سے میت کے داہنے کندھے اور بائیں ہاتھ سے میت کے بائیں کندھے کو ذرا زور سے حرکت دیتے ہوئے کہو:

یَا فَلَانَ بِنْ فَلَان (یہاں میت کا نام ولدیت کے ساتھ لیا جائے) اَللهُ رَبُّكَ وَ مُحَمَّدٌ نَبِيّكَ وَ الْاِسْلَامُ دِيْنِكَ وَعَلِيّاً وَلِيكَ وَ اِمَامَكَ وَالْحَسَنِ اِمَامُكَ وَالْحُسَيْنِ اِمَامُكَ...... الخ (یعنی بارہویں امام تک نام لیے جائیں)

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 125 حدیث 500؛ فروع کافی جلد اوّل صفحہ 290 باب 60 حدیث 2 اور صفحہ 296 باب 62 حدیث 7؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 253 باب 20 حدیث 1 اور 2

نوٹ: اگر میت عورت کی ہو تو ربك، نبيك، دينك، وليك اور امامك میں "ك" کو زیر کے ساتھ پڑھا جائے گا۔

توضیح:

ہم نے چند احادیث کا مشترکہ مفہوم نقل کیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی دعائیں وغیرہ نقل کی گئی ہیں لہٰذا واجب نہیں ہے کہ یہی کچھ پڑھا جائے البتہ اتنا ضروری ہے کہ جتنی بھی دعائیں منقول ہیں سب اسی سے ملتی جلتی ہیں اور یہ پہلی تلقین ہے جو پڑھی جاتی ہے دوسری تلقین قبر بند کرنے کے بعد جب سب چلے جائیں تب پڑھی جاتی ہے جو آئندہ نقل ہوگی، انشاءاللہ۔

(12) امام جعفر صادق علیہ السلام: مرنے والے کے قریبی رشتہ داروں کو قبر پر مٹی نہیں ڈالنی چاہیے اس سے حضورؐ نے منع فرمایا ہے کیونکہ ایسا کرنے سے دل میں قساوت پیدا ہوتی ہے اور جس کے دل میں سختی پیدا ہو جائے وہ اپنے رب سے دُور ہو جاتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 301 باب 64 حدیث 05؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 263 باب 03 حدیث 1

(13) حضور اکرمؐ و امام جعفر صادق علیہ السلام: قبر پر وہ مٹی ڈالنا جو قبر سے نہ نکلی ہو منع ہے وہی مٹی ڈالی جائے جو قبر سے نکلے

دوسری مٹی میت پر بوجھ ہوتی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 306 باب 66 حدیث 4؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 136 حدیث 576؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 268 باب 36 حدیث 1 تا 3

(14) امام جعفر صادق علیہ السلام: قبر پر مٹی ڈال لینے کے بعد پانی چھڑکنا چاہیے کیونکہ جب تک مٹی تر رہے گی اس وقت تک صاحبِ قبر سے عذاب دور رہے گا۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 303 باب 65 حدیث 06؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 265 باب 32 حدیث 02؛ علل الشرائع صفحہ 307 باب 255

(15) امام جعفر صادق علیہ السلام: قبر پر پانی ڈالنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ روبقبلہ ہو کر سر کی جانب سے ابتداء کرو اور پائنتی کی طرف سے ہوتے ہوئے دوسری طرف سے پھر سر کی جانب آؤ اور پانی کی دھار منقطع نہ ہو اور جو پانی بچ رہے اس کو قبر کے وسط میں ڈال دو۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 125 حدیث 500؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 264 باب 32 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 320 حدیث 913

(16) امام جعفر صادق علیہ السلام: کچی اور پکی دونوں قسم کی قبر بنانا جائز ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 261 باب 28 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 197 حدیث 3

توضیح:

قبر پکی ہو یا کچی اس سے میت کو کوئی فائدہ یا نقصان نہیں ہوتا جیسا کہ حدیث میں وضاحت ہے، سو جو یہ کہتا ہے کہ پکی قبر بنانا حرام ہے تو یہ بات درست نہیں۔

(17) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب سب لوگ چلے جائیں تو ایک بہتر آدمی قبر کے سرہانے بیٹھے اور بلند آواز سے کہے (مرد کے لیے) یافلاں بن فلاں (اور عورت کے لیے) یافلانی بنت فلاں. هل انت علی العهد الذی فارقتنا علیه من شهادة أن لا اله الا الله وحده لا شریك له و ان محمداً عبده و رسوله سیّد النبیین و انّ علیاً امیر المومنین و سیّد الوصیین و انّ ما جاء به محمد صلی الله علیه و آله وسلمّ حقٌ وَ اِنّ الموت حقّ و ان البعث حقّ و انّ الله یبعث من فی القبور۔

ترجمہ: ''اے فلاں بن فلاں یا اے فلانی بن فلاں کیا تو اپنے اس عہد پر قائم ہے کہ جس پر ہم لوگوں نے تجھے چھوڑا اس بات کی گواہی پر کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور نبیوں کے سردار ہیں اور علی بن ابی طالبؑ مومنوں کے امیر اور اوصیاء کے سردار ہیں اور جو کچھ بھی محمدؐ اپنے ساتھ پیغام لائے حق ہے اور موت حق ہے اور دوبارہ زندہ ہونا حق ہے اور قیامت کے آنے میں کوئی شک نہیں اور اللہ دوبارہ اُٹھائے گا ان لوگوں کو جو قبروں میں ہیں۔''

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 304 باب 66 حدیث 11؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 126 حدیث 501؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 267 باب 35 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 321 حدیث 935 (بروایت امام محمد باقرؑ)

توضیح:

فلاں بن فلاں کی جگہ مرد کا نام مع والد کے نام اور فلانی بنت فلاں کی جگہ عورت کا نام مع والد کے نام لیا جائے گا۔ اور یہ دوسری تلقین ہے جو پڑھی جاتی ہے اور اسی حدیث میں وضاحت ہے کہ جب یہ تلقین پڑھی جاتی ہے تو نکیرین کہتے ہیں کہ چلو واپس چلو اسے چھوڑو اس کو تو حجت کی تلقین کردی گئی ہے سو یہ ضرور پڑھنی چاہیے۔

(18) امام حسن عسکری علیہ السلام: قبر پر تختی لگانا اور اس پر میت کا نام لکھنا جائز ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 269 باب 37 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 461 حدیث 1501؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 217 حدیث 768

(19) امام جعفر صادق علیہ السلام: سوموار (پیر) خمیس (جمعرات) اور جمعہ کو قبروں پر جانا اور مرنے والوں کے لیے دعائے مغفرت کرنا مستحب ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 340 باب 83 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 280 باب 55 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 130 حدیث 537

(20) امام جعفر صادق علیہ السلام: زیارتِ قبور ٹھیک ہے لیکن وہاں مسجد نہیں بنانی چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 339 باب 83 حدیث 02؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 125 حدیث 531؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 285 باب 65 حدیث 1

(21) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: قبرستان میں جانا اور قبروں پر سے گزرنا جائز ہے اگر مومن کی قبر ہو تو اسے راحت حاصل ہوگی اور اگر منافق کی ہے تو اسے رنج والم ہوگا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 130 حدیث 539؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 284 باب 62 حدیث 1

(22) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: قبروں کے درمیان ہنسنا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 285 باب 63 حدیث 62۔

تعزیت اور سوگ

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: مرنے والے کے گھر والوں اور قریبی رشتہ داروں کو تعزیت ادا کرنا واجب ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 126 حدیث 504 اور 506؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 275 باب 48 حدیث 3 اور 4؛ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 204 حدیث 4

(2) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تعزیت پیش کرنا دخول جنت کا باعث ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 127 حدیث 502؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 274 باب 46 حدیث 5؛ ثواب الاعمال صفحہ 235 حدیث 1

(3) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: تعزیت چاہے دفن سے پہلے کی جائے یا دفن کے بعد ہر طرح جائز ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 126 حدیث 503؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 275 باب 47 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 463 حدیث 15,16؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 217 حدیث 769؛ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 205 حدیث 9

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: اہل اعزاء (صاحب مصیبت) کے ہمسایوں کو چاہیے کہ تین دن تک ان کے گھر کھانا بھیجیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 325 باب 77 حدیث 3؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 127 حدیث 509؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 287 باب 67 حدیث 4

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس پر کوئی مصیبت نازل ہو وہ جزع وفزع کرے یا نہ کرے وہ صبر کرے یا نہ کرے اللہ کی طرف سے اس کی جزاء جنت ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلداوّل صفحہ 128 حدیث 517

توضیح:

ہم تمام مسائل کو نقل کرنے سے قطع نظر مختصر سا تبصرہ پیش کر دیتے ہیں جو کہ احادیث ہی سے اخذ شدہ ہے اور وہ یہ کہ...... کتب احادیث میں متعدد احادیث ایسی نقل ہوئی ہیں جن میں صبر کا حکم دیا گیا ہے اور چیخنا چلانا، بین وغیرہ کرنا یا منہ پیٹنا وغیرہ سے منع کیا گیا ہے۔ لیکن یہ ممانعت واجب نہیں ہے البتہ صبر کرنا چاہیے لیکن جو صبر نہیں کر سکتے تو اگر وہ سب کر لیتے ہیں یا ہو جاتا ہے کیونکہ فطری عمل ہے تو حرام نہیں ہے۔ مکروہ کہا جا سکتا ہے۔ مرنے والے کے لیے تین دن تک سوگ منانے کے لیے بھی حدیثیں وارد ہوئی ہیں بلکہ خود معصومینؑ نے سوگ منایا ہے۔ ہم اس بات کو یہی ختم کرتے ہیں کہ رونا پیٹنا حرام نہیں ہے البتہ صبر کرنا بہتر ہے۔ نیز یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ ان روایات کو ماتم حسینؑ کے خلاف پیش کرنا جاہلیت سے کم نہیں ہے۔ یہ روایات عام میت کے لیے ہیں اور شہید کے لیے رونے اور ماتم کرنے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ جناب حمزہؓ کے لیے حضورؐ نے خود ماتم کروایا۔ جو کہ شیعہ وسنی کتب میں درج ہے جیسا کہ الفقیہ جلداوّل صفحہ 132 حدیث 553 پر درج ہے اور سنی کتب سیرت النبی شبلی نعمانی، طبری، مسند احمد حنبل وغیرہ میں درج ہے۔ مختصر یہ کہ شہید کے لیے رونا اور ماتم کرنا منع نہیں ہے بلکہ کارِثواب ہے اور غم حسینؑ منانا اور ماتم حسینؑ کا تو اپنا ہی لطف اور ثواب ہے۔ خدا مجھے امام حسینؑ کے ماتمیوں میں شامل کر دے میری نجات کے لیے کافی ہے۔ آمین

اذان واقامت کے احکامات

(1) امام محمد باقر علیہ السلام: نماز (چاہے نافلہ ہو یا واجب) سے پہلے اذان واقامت کہنی چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 58 باب 17 حدیث، 02؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 188، حدیث 865؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 37 باب 1 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 277 حدیث 1099

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: اذان اور اقامت دونوں حتمی اور لازمی ہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلداول صفحہ 189 حدیث 874

(3) امام علی رضا علیہ السلام: اذان اور اقامت سنت لازمہ ہیں لیکن فرض نہیں ہیں۔

حوالہ: مستدرک الوسائل جلد چہارم صفحہ 47 حدیث 4147 ؛ فقہ الرضا صفحہ 06

(4) امام محمد باقر علیہ السلام: جو شخص سات سال تک قربتہ الی اللہ اذان دے وہ قیامت کے دن اس حالت میں میدان قیامت میں آئے گا کہ اس کا کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 186 حدیث 883؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 38 باب 2 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 283 حدیث 1128؛ ثواب الاعمال صفحہ 52

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: اذان بیٹھ کر دی جاسکتی ہے جب کہ اقامت کھڑے ہو کر ہی کہی جائے گی اسی طرح اذان سواری پر بھی دے سکتے ہیں لیکن اقامت صرف زمین پر کھڑے ہو کر ہی کہی جاسکتی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 62 باب 17 حدیث 16؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 188، حدیث 868؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 53 باب 13 حدیث 4،5،7؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 56 حدیث 195 (بروایت امام موسیٰ کاظمؑ)؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 302 حدیث 1119

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: اذان قبلہ سے منحرف ہو کر بھی کہی جاسکتی ہے جب کہ اقامت کہتے وقت قبلہ رخ ہونا ضروری ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 63 باب 17 حدیث 21؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 188، حدیث 866؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 52 باب 13 حدیث 1

(8) اذان بغیر وضو بھی کہی جاسکتی ہے لیکن اقامت بغیر وضو جائز نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 66 باب 17 حدیث 11؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 188 حدیث 868؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 53 حدیث 180؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 48 باب 09 حدیث 02

(9) حضرت علی علیہ السلام: اذان جنابت کی حالت میں بھی دی جاسکتی ہے لیکن اقامت بغیر غسل کے نہیں کہی جاسکتی ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 188 حدیث 896؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 48 باب 9 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 53 حدیث 181

(10) امام جعفر صادق علیہ السلام: اذان کے دوران کلام کیا جاسکتا ہے لیکن اقامت کے دوران کلام نہیں کیا جاسکتا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 49 باب 10 حدیث ، 4؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 54 حدیث 182؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 300 حدیث 1110؛ فروع کافی جلد دوم صفحہ 60 باب 17 حدیث 10

(11) حضرت علی علیہ السلام: کسی ایسے شخص کو اذان دینے پر مقرر نہیں کیا جا سکتا جو اذان دینے کی اجرت لیتا ہو۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 189، حدیث 870؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 75 باب 38 حدیث 2

(12) امام جعفر صادق علیہ السلام: اذان ٹھہر ٹھہر کر دینی چاہیے جب کہ اقامت جلدی جلدی کہی جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 64 باب 17 حدیث 26؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 189 حدیث 876؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 66 باب 24، حدیث 1 تا 3؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 65 حدیث 232؛ مستدرک الوسائل جلد چہارم صفحہ 45 حدیث 4143 (بروایت امام محمد باقرؑ)؛ دعائم الاسلام جلد اول صفحہ 145 (بروایت امام محمد باقرؑ)

(13) امام جعفر صادق علیہ السلام: سفر کی حالت میں اذان اسی طرح قصر ہو جاتی ہے جس طرح نماز ہوتی ہے لہٰذا سفر میں صرف اقامت کافی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 44 باب 55 حدیث 7؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 51 حدیث 170؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 192 حدیث 90

(14) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی اذان دینا جانتا ہو لیکن مومن عارف نہ ہو تو نہ اس کی اذان جائز ہے نہ ہی اقامت اور نہ ہی اس کی اقتداء کی جا سکتی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 61 باب 17 حدیث 13؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 67 باب 26 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 277 حدیث 1101

(15) حضرت علی علیہ السلام: اگر کوئی لڑکا بالغ ہونے سے پہلے اذان کہے تو کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 192 حدیث 896؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 71 باب 32 حدیث 1: تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 280 حدیث 1112؛ مستدرک الوسائل جلد چہارم صفحہ 49 حدیث 4154؛ المقنع شیخ صدوقؒ صفحہ 35

(16) امام جعفر صادق علیہ السلام: عورت کے لیے نہ اذان ہے نہ اقامت۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 62 باب 17 حدیث 19؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 197 حدیث 908؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 54 باب 14 حدیث 06؛ الخصال شیخ صدوقؒ صفحہ 585؛ مستدرک الوسائل جلد چہارم صفحہ 34 حدیث 4114؛ دعائم الاسلام جلد اول صفحہ 146

(17) امام جعفر صادق علیہ السلام: اذان و اقامت میں ہر کلمہ دو دو بار ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 59 باب 17 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 63 باب 20 حدیث 1 (بروایت موسیٰ کاظمؑ)؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 280 حدیث 1111 (بروایت موسیٰ کاظمؑ)

(18) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب بچہ پیدا ہو تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہو۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 198 حدیث 911؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 80 باب 46 حدیث 02؛ مستدرک الوسائل جلد چہارم صفحہ 62 حدیث 4183؛ بحار الانوار جلد 84 صفحہ 163 حدیث 67؛ دعائم الاسلام جلد اول صفحہ 14

(19) امام علی رضا علیہ السلام: جو شخص اذان سُنے اس کو وہی کلمات دہرانے چاہئیں جو موذن کہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 193 حدیث 904؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 80 باب 45 حدیث 4؛ فروع کافی جلد دوم صفحہ 64 باب 12 حدیث 29 (بروایت امام محمد باقرؑ جبکہ یہ سند مجہول ہے)؛ مستدرک الوسائل جلد چہارم صفحہ 57 حدیث 4170؛ بحار الانوار جلد 90 صفحہ 295 حدیث 7؛ مکارم الاخلاق صفحہ 348

(20) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب اقامت کہنے والا قد قامت الصلوٰۃ کہے تو کھڑے ہو جانا چاہیے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 77 باب 41 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 285 حدیث 1143؛ مستدرک الوسائل جلد چہارم حدیث 4165

(21) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب کوئی شخص اذان دے تو سنت یہ ہے کہ وہ اپنے کانوں میں اپنی دو انگلیاں داخل کرے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 189 حدیث 873؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 56 باب 17 حدیث 1؛ مستدرک الوسائل جلد چہارم حدیث 4127

(22) امام جعفر صادق علیہ السلام: اذان و اقامت میں تثویب یعنی الصلوٰۃ خیر من النوم کو ہم (اہل بیتؑ) نہیں جانتے کہ یہ کیا ہے (یعنی بدعت ہے)۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 59 باب 17 حدیث 06؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 192 حدیث 895؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 65 باب 22 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 63 حدیث 223؛ مستدرک الوسائل جلد چہارم حدیث 4139

(23) امام علی رضا علیہ السلام: اذان و اقامت میں پینتیس حروف ہیں: اذان میں اٹھارہ اور اقامت میں سترہ حروف ہیں۔

حوالہ: فروع کافی، جلد دوم، صفحہ 59، باب 17، حدیث 3؛ وسائل الشیعہ، جلد چہارم، صفحہ 57، باب 19، حدیث 1

(24) امام محمد باقر علیہ السلام: اذان کی ابتداء چار تکبیر کہنے سے کرواور اسے دو تکبیر اور دو تحلیل کہہ کر ختم کرو۔

حوالہ: فروعِ کافی، جلد دوم، صفحہ 59، باب 17، حدیث 5؛ وسائل الشیعہ، جلد چہارم، صفحہ 57، باب 19، حدیث 4

(25) امام جعفر صادق علیہ السلام: اذان دو دو بار ہے اور اقامت بھی دو دو بار ہے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام، جلد دوم، صفحہ 61، حدیث 216؛ الاستبصار، جلد دوم، صفحہ 307، حدیث 1138؛ وسائل الشیعہ، جلد چہارم، صفحہ 58، باب 19، حدیث 7

(26) امام جعفر صادق علیہ السلام: اذان اس طرح ہے: اللہ اکبر (چار بار)، اشھد ان لا الہ الا اللہ (دو بار)، اشھد ان محمد رسول اللہ (دو بار)، حَیَّ علی الصلوٰۃ (دو بار)، حَیَّ علی الفلاح (دو بار)، حَیَّ علی خیر العمل (دو بار)، اللہ اکبر (دو بار)، لا الہ الا اللہ (دو بار) اور اقامت بھی اسی طرح ہے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام، جلد دوم، صفحہ 60، حدیث 211؛ الاستبصار، جلد اوّل، صفحہ 306، حدیث 1135؛ وسائل الشیعہ، جلد چہارم، صفحہ 59، باب 19، حدیث 9

(27) تہذیب الاحکام، جلد دوم، صفحہ 59، حدیث 209؛ الاستبصار، جلد اوّل، صفحہ 305، حدیث 1133؛ وسائل الشیعہ، جلد چہارم، صفحہ 58، باب 19، حدیث 5

(28) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہم سب سے پہلے خانوادہ ہیں کہ خدا نے ہمارے ناموں کو بلند کیا۔ جب اس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا تو ایک مؤذن کو اذان دینے کا حکم دیا کہ وہ کہے: اشھد ان لا الہ اِلَّا اللہ (تین بار)، اشھد ان محمد رسول اللہ (تین بار)، اشھد ان علیًا امیر المومنین حقًا حقًا (تین بار)۔

حوالہ: اصولِ کافی، جلد سوم، صفحہ 6، باب 110، حدیث 8؛ امالی شیخ صدوق حصّہ دوم، صفحہ 550، مجلس 88، حدیث 4، مدینۃ المعاجز بحرانی، جلد اوّل، صفحہ 384؛ الاحادیث القدسیہ حُر عاملی، صفحہ 473، غایۃ المرام بحرانی، جلد اوّل، صفحہ 115، باب 9، حدیث 11

(29) امیر المومنین علیہ السلام: آپؑ نے بوقت ولادت (ظہور) اذان و اقامت میں اللہ کی توحید، رسولؐ اللہ کی نبوت اور اپنی ولایت وخلافت کی گواہی دی۔

حوالہ: اثبات الہدیٰ حُر عاملی، جلد دوم، صفحہ 465؛ القطرہ من بحار، جلد اوّل، صفحہ 266؛ مشارق انوار الیقین رجب البرسی، صفحہ 114

(30) امام جعفر صادق علیہ السلام: تم میں سے جب بھی کوئی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے تو فوراً علیاً امیر المومنین بھی کہے۔

حوالہ: احتجاج طبرسی، جلد اوّل، صفحہ 330؛ القطرہ من بحار، جلد دوم، صفحہ 92؛ مدینۃ المعاجز، جلد اوّل، صفحہ 153؛ انوار النعمانیہ جزائری، جلد اوّل، صفحہ 169؛ سفینۃ البحار، محدث قمی، جلد اوّل، صفحہ 16؛ پرواز در ملکوت خمینی، جلد دوم، صفحہ 49؛ بحار الانوار، جلد 84، صفحہ 111

(31) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: خدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ میں محمدؐ کی نبوت اور علیؑ کی ولایت کے اقرار کے بغیر کسی کا کوئی عمل قبول نہیں کروں گا (ملخصاً)۔

حوالہ: عیون اخبار الرضاؑ، شیخ صدوق، جلد دوم، صفحہ 117؛ تفسیر نور الثقلین، جلد سوم، صفحہ 264

(32) امیر المومنین علیہ السلام: یاد رکھو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور میری ولایت ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہیں جس سے میری ولایت کا اقرار نہ کیا اسے محمد مصطفیٰؐ کی نبوت کا اقرار کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

حوالہ: القطرہ من بحار، سیّد احمد مستنبط نجفی، جلد اوّل، صفحہ 169؛ بحار الانوار، جلد 26، صفحہ 6، حدیث 1؛ مشارق انوار الیقین، رجب البرسی، صفحہ 274؛ سوال عوام کے جواب امام کے، از شیخ قاضی زاہد گلپایگانی، حصہ دوم، فصل دہم، صفحہ 316

توضیح

ظاہراً اذان و اقامت کی احادیث میں سخت اختلاف واقع ہوا ہے۔ کسی میں حروف کی تعداد مختلف ہے تو کسی میں خود اذان و اقامت مختلف ہے۔ شیخ طوسیؒ کا خیال ہے کہ ان میں سے جس حدیث پر چاہے عمل کرے گا گنہگار نہیں ہوگا۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ ایسے جملے اذان و اقامت میں کہے جانے چاہییں جن سے تمام احادیث پر عمل ہو جائے۔

واضح رہے کہ اذان و اقامت از خود سنت ہیں اور سنت کی ادائیگی میں اختلاف ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے، لہٰذا جس طرح بھی ہو اذان و اقامت کہی جا سکتی ہے مگر خاص ان شرائط کا خیال ضرور رکھا جائے جن کو معصومینؑ نے بیان فرما رکھا ہے۔

نوٹ: اذان و اقامت میں شہادتِ ثالثہ کی تحقیق کے لیے کتاب کے آخر میں عنوان ''تحقیق در شہادتِ ثالثہ فی الاذان والاقامۃ'' کی طرف رجوع کریں۔

☆☆☆

نماز کی فضیلت واہمیت

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: پانچ وقت کی نماز فرض ہے۔

حوالہ: اصول کافی جلد سوم صفحہ 252 باب 141 حدیث 02؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 146 حدیث 612؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 48 باب 1 حدیث 12

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس کی ایک نماز بھی قبول ہوگئی اس پر عذاب نہیں ہوگا۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 04 باب 1 حدیث 11

توضیح:

نماز پنجگانہ فرض ہے۔ قرآن مجید میں کئی مرتبہ نماز کا حکم ہوا ہے اور احادیث میں بھی نماز پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے نماز کو کسی بھی حال میں چھوڑنا کسی بھی صورت جائز نہیں ہے البتہ جن حالات میں مجبوری ہو جس کی وضاحت کی گئی ہے جیسے عورت اپنے مخصوص دنوں میں نماز چھوڑ دیتی ہے اور اس پر قضا نہیں ہے۔ اطاعت کا تقاضا یہ ہے کہ جس چیز کا حکم دیا گیا ہے اس کو کرو اور جتنا حکم دیا گیا ہے اتنا ہی کرو اگر اس چیز کو نہیں کرو گے یا جتنا حکم ہے اس سے بڑھو گے تو عمل باطل ہو جائے گا، نماز کو بھی اسی صورت پڑھا اور قائم کیا جائے گا جس طرح کہ حکم دیا گیا ہے چونکہ فرض ہے اور ترک کرنا بہت بڑا گناہ ہے اس لیے ہم زیادہ احادیث نقل کرنے کی بجائے انہی دو احادیث پر اکتفاء کر رہے ہیں۔

مزید یہ کہ اکثر لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ کیا پتا ہماری نماز قبول ہوگی یا نہیں لہٰذا پڑھنی ہی نہیں چاہیے یہ جاہلیت کے سوا کچھ بھی نہیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ اطاعت یہ ہے کہ جو حکم دیا گیا اس کو کرو اور جس سے روکا گیا ہے اس سے رک جاؤ۔ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ نماز قائم کرو سو ہمیں نماز قائم کرنی ہے اور حضورؐ نے جو طریقہ بتایا ہے اس کے مطابق پڑھنی بھی ہے قبول ہوگی یا نہ ہوگی وہ ہمارا کام نہیں ہے۔ ہمیں جو حکم دیا گیا ہے وہ کرنا واجب ہے۔

ایک بات کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جس چیز کے کرنے کا ہمیں حکم ملے تو اس حکم میں یہ بات واجب ہوتی ہے کہ ہم اس کام کو کریں بھی اور اس کام کا علم بھی حاصل کریں۔ اگر نماز کی ہی بات کی جائے تو یہ حکم کہ نماز قائم کرو صرف قیام تک کے لیے نہیں ہے بلکہ اسی میں یہ حکم بھی ہے کہ اس قائم کرنے کا علم بھی ہو کہ یہ کیا ہے اور کیسے ہوگا اگر علم نہیں ہے اور قائم کر لی

تو گمراہی کے سوا کچھ نہیں جیسا کہ قرآن حکیم میں خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

ترجمہ: آیت: ''جس چیز کا تم علم نہیں رکھتے اس کے پیچھے نہ لگو۔'' (حوالہ: سورۃ بنی اسرائیل آیت 36)

مطلب یہ کہ بغیر علم کے عمل کا کوئی فائدہ نہیں۔اسی طرح احادیث میں بھی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

ترجمۂ حدیث: ''امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص بغیر بصیرت و علم کے عمل کرے گا وہ اس کی مانند ہے جو راہ بھول کر سراب کے پیچھے چل رہا ہے جو جتنا تیز چلے گا اتنا ہی منزل سے دور ہوتا جائے گا۔'' (یعنی گمراہ ہو گیا)

حوالہ: امالی شیخ مفیدؒ ترجمہ علامہ سید منیر حسین رضوی صفحہ 82 مجلس 05 حدیث 10 مطبوعہ ادارہ منہاج الصالحین لاہور

اسی طرح حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ بغیر علم کے عمل کرنا گمراہی ہے (غرر الحکم) سو یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ جس عمل کا کرنا واجب ہو اس کا علم حاصل کرنا بھی واجب ہے ورنہ علم کے بغیر عمل کا کچھ فائدہ نہیں۔

مواقیت الصلوٰۃ کے احکام

(1) خدا تعالیٰ: اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡکِ الشَّمۡسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیۡلِ وَ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ

ترجمہ: ''زوال آفتاب سے آدھی رات تک (مقررہ) نمازیں پڑھ لیا کر اور صبح کا قرآن (یعنی نماز)''۔

(ترجمہ: سید مقبول احمد دہلوی)

حوالہ: سورۃ بنی اسرائیل پارہ 15 آیت 78

توضیح:

آیت میں نمازوں کے تین وقت بیان ہوئے ہیں یعنی زوال آفتاب سے آدھی رات تک کل چار نمازیں پڑھی جائیں یعنی زوال سے غروب تک ظہر و عصر کا وقت ہے اور غروب سے آدھی رات تک مغرب و عشاء کا وقت ہے اور صبح کی نماز کا وقت الگ بیان ہوا ہے جسے قرآن الفجر کہا گیا ہے۔ہم اس آیت کی تفسیر بھی پیش کر رہے ہیں لیکن تشریح احادیث میں ہی ہوگی۔

تفسیر آیت: ''زرارہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت (بنی اسرائیل 78) کی وضاحت بیان کرتے ہوئے فرمایا ''دلوک'' سے مراد سورج کا زوال ہے اور ''غسق اللّیل'' سے نصف شب کا وقت مراد ہے اس میں چار نمازوں کا ذکر ہے رسولِ خدا نے اپنے عمل سے ان کا وقت متعین کیا ہے'' وقرآن الفجر '' سے فجر کی نماز مراد ہے۔

حوالہ: تفسیر نور الثقلین جلد پنجم صفحہ 258 مطبوعہ ارادہ منہاج الصالحین لاہور

نوٹ: امام محمد باقر علیہ السلام نے بھی اس آیت سے اوقاتِ نماز مراد لیے ہیں اور ہماری تمام تفاسیر اور احادیث میں یہی مذکور ہے باقی وضاحت انشاء اللہ آئندہ کی جائے گی۔

(2) امام محمد باقر علیہ السلام: جب زوال ہو جائے تو ظہر و عصر دونوں نمازوں کا وقت داخل ہو جاتا ہے اور جب سورج ڈوب جائے تو مغرب و عشاء دونوں کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 153 حدیث 648؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 97 باب 04 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 19 حدیث 54

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب زوال آفتاب ہو جائے تو سمجھ لو کہ ظہر و عصر کا وقت ہو گیا بس اتنا ہے کہ پہلے ظہر اور بعد میں عصر ہو گی مگر غروب آفتاب تک تم دونوں نمازوں کے وقت میں ہو۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 153 حدیث 647؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 97 باب 04 حدیث 05؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 24 حدیث 68 اور صفحہ 26 حدیث 73؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 246 حدیث 881 اور صفحہ 260 حدیث 934؛ فروع کافی جلد دوم صفحہ 20 حدیث 06 اور 10

توضیح:

مطلب وہی کو زوال آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک ظہرین کا وقت ہے جس وقت دل چاہے پڑھی جا سکتی ہیں لیکن ترتیب کا خیال رکھا جائے گا کہ پہلے ظہر اور پھر عصر پڑھی جائے گی ایسا نہیں ہو سکتا کہ پہلے عصر پڑھ لیں پھر ظہر۔ اس طرح جائز نہیں ہے۔ بس یہی ظہرین کا وقت ہے اب جس کا دل چاہے وہ قرآن و سنت پر عمل کرے اور جس کا دل چاہے وہ کوئی اور وقت افضل قرار دے اور یہی ترتیب مغرب و عشاء میں بھی رکھی جائے گی کہ پہلے مغرب اور بعد میں عشاء پڑھی جائے گی چاہے تو غروب آفتاب کے وقت پڑھ لے چاہے تو آدھی رات ہونے تک پڑھ لے لیکن دونوں کو اول وقت میں پڑھنا افضل ہے۔

جمع بین الصلاتین

ظہر و عصر کی ایک وقت میں نماز اور مغرب و عشاء کی ایک وقت میں نماز ''جمع بین الصلاتین'' کہلاتا ہے۔ شیعہ حضرات اسی پر عمل پیرا ہیں ان کی اذانیں تین ہیں نمازیں اور اقامتیں پانچ ہیں۔ یعنی ایک اذان کے ساتھ دو نمازیں پڑھتے ہیں۔ مگر غیر شیعہ حضرات اس پر عمل نہیں کرتے اور الٹا شیعوں کو طنز کا نشانہ بناتے ہیں ان کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ اپنی کتب صحاح ستہ کا مطالعہ کرنے کی زحمت گوارا فرمائیں ان میں بھی جمع بین الصلاتین موجود ہے بلکہ یہاں تک حدیثیں موجود

ہیں کہ حضورؐ نے بغیر کسی خوف، بغیر کسی سفر، بغیر کسی بارش کے مدینے میں رہتے ہوئے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء اکٹھی پڑھیں جب پوچھا گیا کہ ایسا کیوں کیا گیا تو کہا گیا تا کہ امت پر تنگی نہ رہے آسانی ہوجائے جب ایک چیز موجود ہے تو پھر اس کے خلاف کرنا سمجھ سے بالاتر ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ جو آیت ہم نے درج کی ہے اسی کی تفسیر میں غیر شیعہ حضرات نے بھی تین اوقات ہی بیان کیے ہیں تفسیر کبیر میں علامہ فخر الدین رازی نے یہی تفسیر بیان کی ہے اور حافظ جلال الدین سیوطی نے در منثور جلد اوّل صفحہ 785 پر بھی یہی تفسیر بیان کی ہے۔ نیز معانی ال آ ثار جلد اوّل صفحہ 103 طبع بیروت پر بھی درج ہے۔ جب قرآن وحدیث نے کسی چیز کا حکم دیا ہو تو اس کا کرنا افضل اور واجب ہے جو نہیں کرتا اور اپنے قیاس سے کام لیتا ہے تو یقیناً گناہگار ہے۔

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب زوال آفتاب ہوجائے تو ظہرین کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور ترتیب یہ ہے کہ پہلے ظہر اور پھر عصر پڑھی جائے اسی طرح جب آفتاب غروب ہوجائے تو مغربین کا وقت شروع ہوجاتا ہے لیکن ترتیب یہ ہے کہ پہلے مغرب اور پھر عشاء پڑھی جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 113 باب 10 حدیث 04؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 25 حدیث 72؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 261 حدیث 938

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: دن کی نماز (ظہرین) غروب آفتاب تک قضا نہیں ہوتی اور رات کی نماز (مغربین) طلوع فجر تک قضا نہیں ہوتی اور فجر کی نماز طلوع آفتاب تک قضا نہیں ہوتی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 114 باب 10 حدیث 06؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 256 حدیث 1015؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 260 حدیث 933

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: زوال کی پہچان یہ ہے کہ تین بالشت کم وبیش کی لکڑی لے کر (سورج کے سامنے) زمین میں گاڑھ کر دیکھو اگر اس کا سایہ (مشرق کی جانب) بڑھ چکا ہے تو سمجھو زوال ہوگیا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ باب 11 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 27 حدیث 76

توضیح:

یعنی اگر لکڑی کا سایہ مشرق کی طرف لٹک گیا ہے تو زوال ہوگیا ہے سورج طلوع ہونے کے بعد سایہ مغرب کی طرف ہوتا ہے جبکہ خود سورج مشرق کی طرف ہوتا ہے اور جب زوال ہوجائے تو سورج مغرب کی طرف آجاتا ہے اور سایہ مشرق کی

طرف بڑھ جاتا ہے۔ اسی مشرق کی طرف سایے بڑھنے کی علامت کو زوال قرار دیا گیا ہے۔ نیز احادیث بہت سی وارد ہیں لیکن ہم اس حدیث پر اکتفا کرتے ہیں جس سے عام لوگوں کو سمجھ آ جائے۔

(7) محمد باقرؑ و امام جعفر صادق علیہ السلام: جب قرص آفتاب (سورج کا گولہ) چھپ جائے تو مغرب کا وقت ہو جائے گا۔

حوالہ: من یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 154 حدیث 655؛ فروع کافی جلد دوم صفحہ 25 باب 05 حدیث 07؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 123 باب 16 حدیث 15

(8) امام محمد باقر علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام: سورج کے قرص (گردہ یا گولہ) کا غروب ہونا یہ ہے کہ جب اس پر نگاہ کرو اور وہ نظر نہ آئے تو مغرب کا وقت ہوگا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 124 باب 16 حدیث 18؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 27 حدیث 79؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 262 حدیث 942؛ علل الشرائع صفحہ 350 حدیث 04؛ امالی شیخ صدوقؒ (عربی) صفحہ 74 حدیث 10

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: صبح کی نماز کا وقت پو پھوٹنے سے لے کر سفیدی آسمان پر پھیل جانے تک ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 30 باب 06 حدیث 05؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 136 باب 26 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 28 حدیث 121؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 276 حدیث 1001

(10) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر نماز اول وقت میں پڑھنا افضل ہے اگر بیماری وغیرہ یا کوئی عذر نہ ہو تو دیر نہیں کرنی چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 17 باب 4 حدیث 3 اور 4

(11) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص غیر وقت میں نماز پڑھ لے تو اس کی نماز نہیں ہے (یعنی باطل ہے)۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 32 باب 7 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 119 باب 13 حدیث 7؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 254 حدیث 1005

(12) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جو شخص وقت کے اندر ایک رکعت بھی پڑھ لے تو گویا اس نے تمام نماز (وقت میں) پڑھ لی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 141 باب 30 حدیث 4

(13) امام جعفر صادق علیہ السلام: بغیر کسی علت و سبب و عذر کے ظہر اور عصر کو ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ اور مغرب و عشاء کو ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھنا سنت رسولؐ ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 143 باب 32 حدیث 4، 8؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 18 حدیث 66؛ علل الشرائع (عربی) صفحہ 321 باب 11 حدیث 4 اور 5؛ فروع کافی جلد دوم صفحہ 34 باب 08 حدیث 1

قبلہ

(1) امام محمد باقر علیہ السلام: نماز کے فرائض درج ذیل ہیں: (1) وقت کی پہچان۔ (2) طہارت۔ (3) قبلہ۔ (4) توجہ خاطر (رُو بقبلہ ہونا)۔ (5) رکوع۔ (6) سجود۔ (7) دعا (حمد و سورۃ کی قراۃ)۔ اور باقی جو کچھ ہے وہ سنت ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 15 باب 3 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 181 باب 1 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 241 حدیث 955

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص نماز پڑھے اور رو بقبلہ نہ ہو اور بعد میں پتہ چلے کہ وہ رو بقبلہ نہ تھا تو اگر وقت نماز باقی ہو تو نماز کا اعادہ کرے اور اگر وقت نکل گیا ہو تو اس پر اعادہ واجب نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 32 باب 7 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 192 باب 11 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 47 حدیث 151 اور صفحہ 142 حدیث 554؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 296 حدیث 1090

(3) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کسی شخص کو معلوم ہی نہ ہو سکے کہ قبلہ کدھر ہے تو اس کے لیے تا ابد جائز ہے کہ وہ جدھر چاہے رخ کر کے نماز پڑھے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 33 باب 7 حدیث 10؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 185 حدیث 847

توضیح:

یہ حکم اس لیے دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

ترجمہ: ''مشرق اور مغرب سب اللہ ہی کے لیے ہیں جدھر رخ کرو ادھر اللہ کا ہی چہرہ ہے''۔ (سورہ البقرہ آیت 115)

نیز یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ اگر قبلہ کا رخ معلوم نہ ہو سکے تو چاروں طرف نماز پڑھی جائے اور دونوں قول صحیح ہیں جس پر چاہے عمل کریں۔

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی بلند مقام پر (پہاڑ وغیرہ پر) نماز پڑھے تو اس کی نماز درست ہے کیونکہ حدود قبلہ اپنی جگہ سے لے کر آسمان تک ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 184 حدیث 845؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 202 باب 18 حدیث 1

(5) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنا منع ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد چہارم صفحہ 05 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 203 باب 19 حدیث 1

؛تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 376 حدیث 1566

(6) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کشتی میں نماز پڑھنی ہو تو رو بقبلہ ہو کر اور قدم جما کر کھڑا ہو جائے اور نماز پڑھے اور اگر کشتی قبلہ سے منحرف ہو تو اگر اس کے لیے ممکن ہو تو قبلہ کی طرف متوجہ ہو ورنہ جدھر کشتی کا رخ پھرتا جائے ادھر ہی نماز پڑھتا جائے اور اگر کھڑا ہونا بھی ممکن نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھ لے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 194 باب 13 حدیث 1؛ فروع کافی جلد دوم صفحہ 267 باب 82 حدیث 12 اور 3 (بروایت امام جعفر صادق علیہ السلام)

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: سواری پر بیٹھ کر نماز پڑھنی پڑے تو جدھر سواری کا رخ ہو ادھر منہ کر کے نماز پڑھے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 198 باب 15 حدیث 1؛ فروع کافی جلد دوم صفحہ 265 باب 81 حدیث 8؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 230 حدیث 591؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 285 حدیث 1298

نمازی کے لباس کے احکام

(1) امام محمد باقر علیہ السلام: مردار کے چمڑے سے بنا ہوا لباس پہن کر نماز پڑھنا کسی صورت جائز نہیں ہے چاہے اُسے ستر مرتبہ ہی کیوں نہ رنگا گیا ہو۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 169 حدیث 749؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 204 باب 1 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 203 حدیث 794 اور 795

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس شخص کے پاس صرف ایک کپڑا ہو اور وہ جنب ہو جائے اور پانی موجود نہ ہو تو تیمم کرے اور برہنہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور اشارہ سے ارکان بجا لائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 201 باب 58 حدیث 15؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 255 باب 50 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 365 حدیث 1516

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی شخص کے لباس پر بلی، آدمی یا کتے کا پاخانہ لگا ہو اور وہ اس میں نماز پڑھ لے تو اگر اس کو علم نہ تھا تو اس نماز کا اعادہ نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 212 باب 60 حدیث 2 اور 11

(4) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: سوسمار (نیولے کے مشابہ اوراس سے قدرے بڑا ایک جانور ہے) سنجاب اور لومڑی کے چمڑے (سے بنے لباس) میں نماز پڑھنا درست نہیں البتہ سنجاب کے چمڑے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ گوشت خور نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 207 باب 59 حدیث 14؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 207 باب 3 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 203 حدیث 797

(5) امام علی نقی علیہ السلام: جو کپڑا خرگوش کے بالوں سے بنا ہو اس میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے لیکن اگر تقیہ ہو تو صحیح ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 205 بات 59 حدیث 10؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 211 باب 7 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 206 حدیث 806؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 383 حدیث 1451

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر جانور جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا اس کے بال، جلد، پیشاب، پاخانہ اور اس کی ہر شے فاسد ہے اور اس پر نماز مقبول نہیں ہوگی اور جس جانور کا گوشت کھانا اللہ نے حلال کیا ہے اس کی اون پیشاب، بال، گوبر اور دودھ ہر شئے درست ہے اور اس پر نماز بھی جائز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے ذبح کئے جانے کا علم ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 202 باب 59 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 205 باب 02 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 209 حدیث 8181

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو جانور دریا سے نکلتا ہے جیسا خز وغیرہ تو اس کی پوستین پر نماز پڑھی جاسکتی ہے کیونکہ پانی سے نکلنا ہی اس کا ذبح ہونا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 206 باب 59 حدیث 19؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 212 باب 8 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 211 حدیث 828

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس کپڑے پر تصویریں بنی ہوں اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 208 باب 59 حدیث 13؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 250 باب 45 حدیث 02

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: سیاہ کپڑوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے مگر موزہ، عمامہ اور چادر سیاہ ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 211 باب 59 حدیث 23؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 224 باب 19 حدیث 02

(10) امام جعفر صادق علیہ السلام: سیاہ کپڑا مکروہ ہے سوائے موزے، عمامے اور چادر کے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 210 باب 59 حدیث 28؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 163

حدیث 767؛ علل الشرائع صفحہ 347؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 223 باب 19 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 213 حدیث 835؛ الخصال صفحہ 148 حدیث 179

(11) امام جعفر صادق علیہ السلام: سیاہ ٹوپی میں نماز پڑھنا درست نہیں کیونکہ یہ دوزخیوں کا لباس ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 210 باب 59 حدیث 29؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 225 باب 20 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 162 حدیث 765؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 213 حدیث 936

(12) امام جعفر صادق علیہ السلام: ایسے کپڑوں میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے جن سے جسم نظر آتا ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 209 باب 59 حدیث 22؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 226 باب 21 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 214 حدیث 837

(13) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: صرف پاجامہ پہن کر اور چادر اوڑھ کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 227 باب 22 حدیث 7

(14) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص ایک کپڑے میں اس طرح نماز پڑھے کہ اس کے بٹن کھلے ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 199 باب 58 حدیث 8؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 228 باب 23 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 174 حدیث 823؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 357 حدیث 1477؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 392 حدیث 1492

(15) امام جعفر صادق علیہ السلام: عورت تین کپڑوں میں نماز پڑھے تہبند، قمیض، اور اوڑھنی اور اس کے لیے یہ چیز ضرر رساں نہیں کہ اوڑھنی کا نقاب (مقنع) بنا لے اور اگر اوڑھنی نہ ہو تو دو کپڑوں میں سے ایک ازار بنا لے اور دوسرے کو مقنع۔ اور اگر وہ کپڑے صرف قمیض اور چادر ہوں اور مقنع نہ ہو تو کوئی حرج نہیں وہ چادر ہی سے مقنع کا کام لے اگر چوڑائی کافی نہ ہو تو طول میں بنا لے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 200 باب 58 حدیث 11؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 235 باب 82 حدیث 7؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 217 حدیث 856؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 389 حدیث 1480

(16) امام جعفر صادق علیہ السلام: عورت کے کپڑے میں اور اس کی تہبند باندھ کر اور اس کی اوڑھنی بطور عمامہ باندھ کر نماز پڑھی جا سکتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ عورت طہارت کی امانت دار ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 209 باب 59 حدیث 20؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 254 باب 49 حدیث 1؛

من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 166 حدیث 781؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 364 حدیث 1511

(17) امام جعفر صادق علیہ السلام: تم اپنے منڈیل (بڑا رومال یا سر پر لپیٹنے کا کپڑا) پر تو نماز پڑھ سکتے ہو لیکن جسے غیر باندھتا ہو اس پر نماز نہیں پڑھ سکتے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 209 باب 59 حدیث 21؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 254 باب 49 حدیث 02

(18) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کسی کے پاس کوئی کپڑا بھی نہ ہو تو اسے اگر کوئی گھاس وغیرہ مل جائے تو شرمگاہ کو ڈھانپ کر نماز پڑھے اور اگر کوئی چیز بھی نہ مل سکے تو پھر اگر کوئی دیکھنے والا نہ ہو تو کھڑے ہو کر اشارے سے نماز پڑھے اور اگر کوئی دیکھنے والا ہو تو پھر بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 255 باب 50 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 365 حدیث 1515

توضیح:

گھاس وغیرہ کا مطلب یہ کہ ہر حال کوشش کی جائے کہ کچھ نہ کچھ مل جائے اگر کچھ بھی نہ ملے تو پھر اگر کوئی دیکھنے والا ہو تو بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھے یعنی رکوع و سجود نہیں کرے گا اور اگر کوئی دیکھنے والا نہ ہو تو کھڑے ہو کر اشارے سے پڑھے لیکن رکوع و سجود نہ کرے۔

(19) امام جعفر صادق علیہ السلام: چند آدمی نماز پڑھنا چاہیں لیکن ان کے پاس کوئی کپڑا نہ ہو تو وہ اس طرح نماز پڑھیں کہ نماز پڑھانے والا (امام جماعت) صرف اپنے گھٹنے ان سے آگے نکالے اور اشارے کے ساتھ بیٹھ کر نماز پڑھائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 256 باب 51 حدیث 1، 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 365 حدیث 1513 اور سوم صفحہ 178 حدیث 404

(20) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی صرف ایک قمیض میں لوگوں کی امامت کرائے اور اس کے سر پر کوئی چادر (عمامہ) نہ ہو تو یہ اس کے لیے جائز نہیں ہے۔ امامت کروانے والے پر لازم ہے کہ وہ وقت امامت سر پر عمامہ اور جسم پہ ردا رکھے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 198 باب 58 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 257 باب 53 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 366 حدیث 1521

(21) امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام: نمازی کو چاہیے کہ بہترین کپڑے زیب تن کرے اس لیے کہ خدا جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 259 باب 54 حدیث 5؛ تفسیر عیاشی جلد دوم صفحہ 14؛ تفسیر مجمع البیان جلد سوم صفحہ 412

(22) امام علی رضا علیہ السلام: بازار سے خریدی گئی چمڑے کی کوئی چیز یا کپڑے پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے ان کی تحقیق کرنا ضروری نہیں۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 167 حدیث 787؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 259 باب 55 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 368 حدیث 1529

(23) امیر المومنین علیہ السلام: عورت کو چاہیے کہ بغیر زیور کے نماز نہ پڑھے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 262 باب 58 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 371 حدیث 1543

(24) امام جعفر صادق علیہ السلام: گہرے سرخ رنگ میں رنگے ہوئے کپڑے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 402 حدیث 22؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 262 باب 59 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 373 حدیث 1549

(25) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: عورتوں اور لڑکیوں کے لیے پازیب پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ آواز نہ دیتا ہو۔ اور اگر آواز دیتا ہو پھر جائز نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 211 باب 59 حدیث 32؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 165 حدیث 775؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 264 ص 62 حدیث 1؛ قرب الاسناد صفحہ 101

(26) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: نماز میں سر پہ عمامہ رکھنا چاہیے کیونکہ دو رکعت نماز جو عمامہ باندھ کر پڑھی جائے وہ بغیر عمامہ کی چار رکعتوں سے افضل ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 265 باب 64 حدیث 1؛ مکارم الاخلاق صفحہ 119

(27) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص منہ و ناک پر کپڑا لپیٹ کر نماز پڑھے تو زمین پر ایسا کرنا جائز نہیں ہے اگر سواری پہ ہو تو پھر کر سکتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 408 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 242 باب 35 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 166 حدیث 778؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 229 حدیث 900؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 397 حدیث 1516

(28) حضور اکرم ﷺ: اگر ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی ہو تو نماز نہیں پڑھی جاسکتی (اُتار کر پڑھنی چاہیے)۔
حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 211 باب 59 حدیث 34؛ علل الشرائع صفحہ 348 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 240 باب 32 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 227 حدیث 895

(29) حضور اکرم ﷺ، امام زین العابدینؑ، امام جعفر صادقؑ و امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: خوشبو لگا کر نماز پڑھنا افضل ہے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 248 باب 43 حدیث 1 تا 5؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 515 حدیث 3 اور 6 اور صفحہ 511 حدیث 11

(30) امام حسینؑ۔ جو شخص (زمانے کی عام وضع قطع سے ہٹ کر) ایسا لباس پہنے جو اسے مشہور کردے تو خدا اسے بروز قیامت آتش جہنم کا لباس پہنائے گا۔
حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 335 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 278 باب 12 حدیث 4

(31) امام جعفر صادق علیہ السلام: ایسے لباس میں نماز نہ پڑھی جائے جس میں انسان کی شرمگاہ اور زمین کے درمیان کوئی پردہ نہ ہو۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 278 باب 11 حدیث 1؛ علل الشرائع صفحہ 584 حدیث 29

ناپاک لباس کے احکام

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی دوسرے کے کپڑے میں چند دن نماز پڑھ لے پھر کپڑے والا اُسے بتائے کہ اس میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے تھی تو اس پر کسی نماز کا اعادہ نہیں (کیونکہ اُسے نجاست کا علم نہیں تھا)۔
حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 221 باب 60 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 408 باب 40 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 360 حدیث 1490؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 180 حدیث 631

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر نمازی کے لباس پر شراب یا نشیلی نبیذ (جو کی شراب) ہو تو اس جگہ کو دھوڈالے اگر معلوم نہ ہو تو کل کپڑے کو دھوئے اور اگر نماز پڑھ لی تو اس کا اعادہ کرے۔
حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 213 باب 60 حدیث 4

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص اپنے دینی بھائی کے لباس میں خون دیکھے جب کہ وہ نماز میں مشغول ہو تو جب تک وہ نماز ختم نہ کرے اسے اس بات سے آگاہ نہ کرے۔
حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 214 باب 60 حدیث 8؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 415 باب 47 حدیث 1

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص ایسے لباس میں نماز پڑھے جس میں جنابت ہو اور دو رکعت کے بعد اس کو علم ہو تو بھی نماز کا اعادہ کرے اور یہی حکم خون کا بھی ہے ہاں اگر نماز ختم کرنے کے بعد اسے علم ہو تو پھر اعادہ نہ کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 213 باب 60 حدیث 06

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص شراب پیتا ہو یا حرام کھاتا ہو جیسے بام مچھلی وغیرہ اس سے کپڑا لے کر نماز اس صورت پڑھنی درست ہوگی کہ اس کپڑے کو دھولیا جائے ورنہ نماز درست نہیں ہوگی۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 213 باب 60 حدیث 5

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر ران (وغیرہ) پر پیشاب بقدر ایک نقطہ بھی پڑ جائے اور بغیر دھوئے نماز پڑھ لی جائے تو اعادہ کیا جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 215 باب 60 حدیث 10

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کپڑے پر تے لگی ہو اور اسے دھوئے بغیر نماز پڑھ لی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 215 باب 60 حدیث 13

(8) امام علی نقی علیہ السلام: اگر کوئی شخص بال اور ناخن کٹواتا ہے اور ان کو کپڑے سے جھاڑے بغیر نماز پڑھنا شروع کر دیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں چاہے وہ بال اور ناخن کپڑے سے چمٹے ہوئے ہی کیوں نہ ہوں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 223 باب 18 حدیث 1، 02

نوٹ: اس قسم کے بقیہ مسائل نجاسات کے احکام میں ملاحظہ فرمائے جائیں۔

مکان مصلّٰی کے احکام

(1) امیر المومنین علیہ السلام: غصبی لباس اور غصبی مکان میں نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 330 باب 2 حدیث 2؛ تحف العقول صفحہ 174

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص نماز پڑھے اور عورت پہلو میں کھڑی ہو تو اگر ویسے ہے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر نماز پڑھ رہی ہے تو جائز نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 52 باب 14 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 332 باب 4 حدیث 2

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: یہود و نصاریٰ کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنا تب جائز ہے جب انہیں دھولیا جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 189 باب 57 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 341 باب 13 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 22 حدیث 875

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: مجوسیوں کے گھروں میں نماز تبھی پڑھی جاسکتی ہے جب انہیں دھولیا جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 189 باب 57 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 341 باب 14 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 157 حدیث 730؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 222 حدیث 875

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: اونٹوں کے باڑے میں نماز نہ پڑھی جائے ہاں اگر مال ومتاع کے تلف ہونے کا اندیشہ ہو (یعنی کوئی مجبوری ہو) تو اس جگہ کو جھاڑو سے صاف کر کے اور پانی چھڑک کر پڑھ لو۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 189 باب 57 حدیث 2، 5؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 343 باب 17 حدیث 1، 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 220 حدیث 868؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 395 حدیث 1507

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: بھیڑ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: دس مقامات پر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے: (1) کیچڑ (گیلی مٹی)۔ (2) حمام۔ (3) قبرستان۔ (4) سرراہ (عام گزرگاہ)۔ (5) چیونٹیوں کی وادی۔ (6) اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ۔ (7) پانی کے بہنے کی جگہ۔ (8) کلر والی زمین۔ (9) برف۔ (10) پانی۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 192 باب 57 حدیث 12؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 342 باب 15 حدیث 6؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 156 حدیث 725؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 219 حدیث 863

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: قبروں کے درمیان نماز پڑھنا جائز نہیں مگر (مجبوری ہو تو) اس صورت میں کہ قبروں کے درمیان چاروں طرف سے دس دس ہاتھ کا فاصلہ ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 193 باب 57 حدیث 13؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 350 باب 25 حدیث 04؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 227 حدیث 896

(9) امام علی رضا علیہ السلام: برف پر سجدہ کرنا جائز نہیں اگر کوئی اور جگہ نہ ملے تو پھر (مجبوری ہے) برف کو ہموار کر کے سجدہ کرلو یا کپڑا رکھ کر اس پر سجدہ کرلو۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 193 با 57 حدیث 14

توضیح:

یہ انتہائی مجبوری کی حالت میں اجازت ہے ورنہ کپڑے پر بھی سجدہ کرنا ہمارے ہاں درست نہیں ہے۔

(10) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس گھر میں شراب یا کوئی اور نشہ آور چیز موجود ہو وہاں نماز نہ پڑھی جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 196 باب 57 حدیث 24؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 347 باب 21 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 370 حدیث 1568؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 189 حدیث 660

(11) امام جعفر صادق علیہ السلام: تین مقامات پر نماز پڑھنا مکروہ ہے: (1) ذات الجیش (2) ذات الصلاصل (3) ضجنان۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 192 باب 57 حدیث 10؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 375 حدیث 1560؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 348 باب 23 حدیث 2

توضیح:

یہ تینوں مقامات مکہ میں واقع ہیں لہٰذا یہاں پر پریشان نہ ہوجانا کہ پتا نہیں کون سے مقامات ہیں۔

(12) امام جعفر صادق علیہ السلام: وادیٔ شقرہ (لالہ زار) میں نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 192 باب 57 حدیث 11؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 349 باب 24 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 375 حدیث 1561

(13) امام جعفر صادق امام علی نقی علیہ السلام: اگر سامنے پاخانہ ہو تو جس قدر ممکن ہو وہاں نماز نہ پڑھی جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 194 باب 57 حدیث 17؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 355 باب 31 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 226 حدیث 893

(14) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر سامنے تصویر ہو تو نماز پڑھنا درست نہیں مگر جب اس پر کپڑا ڈال لیا جائے۔ ہاں اگر تصویر دائیں بائیں، پیچھے، پاؤں کے نیچے، یا سر کے اوپر ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 355 باب 32 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 226 حدیث 891؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 394 حدیث 1502

(15) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر فرش پر تصویریں بنی ہوں اور بحالت نماز نظر پڑتی ہو تو اگر ایک آنکھ ہے (یعنی تصویر ناقص ہے) تو پھر کوئی مضائقہ نہیں اور اگر دونوں آنکھیں ہیں تو نماز نہ پڑھی جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 195 باب 57 حدیث 22؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 356 باب 32 حدیث 4

(16) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص زمین پر نماز پڑھنے کی طاقت رکھتے ہوئے بھی چار پائی پر نماز پڑھ لے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 358 باب 36 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 310 حدیث 1258

(17) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: پھلدار درخت کے سامنے، نرم گھاس پر جب کہ پیشانی زمین تک پہنچ سکے، خشک گھاس اور نیل کے پودے وغیرہ پر جب پیشانی زمین تک پہنچ سکے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم 358 باب 37 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 164 حدیث 775 اور صفحہ 161 حدیث 760؛ قرب الاسناد صفحہ 87

(18) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: نماز کو متعدد مقامات پر پڑھنا چاہیے کیونکہ جو شخص زمین کے کسی حصّہ پر اپنی پیشانی رکھتا ہے تو قیامت کے دن وہ حصّہ اس کے حق میں گواہی دے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 362 باب 42 حدیث 7؛ امالی شیخ طوسیؒ (عربی) جلد دوم صفحہ 147

(19) امام جعفر صادق علیہ السلام: عورت مرد کے پہلو میں نماز پڑھ سکتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ درمیان میں ایک آدمی کا فاصلہ ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 51 باب 14 حدیث 1

(20) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر عورت مرد کے پاس نماز پڑھے تو اگر درمیان میں کوئی (پردہ یا آدمی) حائل ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 336 باب 08 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 379 حدیث 1580

(21) امام مہدی علیہ السلام: انسان جب کسی بھی امامؑ کی قبر پر جائے تو قبر کے آگے یا دائیں بائیں کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھے کیونکہ نہ تو امامؑ سے آگے بڑھا جاسکتا ہے اور نہ اس کی برابری کی جاسکتی ہے بلکہ اسے چاہیے کہ قبر کی پشت پر کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 350 باب 26 حدیث 7,2,1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 228 حدیث 898

رکعتوں کی تعداد

(1) امام علی رضا علیہ السلام: مقیم پر کل سترہ رکعتیں فرض ہیں جو کہ چار رکعت ظہر، چار رکعت عصر، تین مغرب اور چار رکعت عشاء اور دو رکعت صبح کی ہیں (یہ کل سترہ ہوئیں)۔

حوالہ: مستدرک الوسائل جلد سوم کتاب الصلوٰۃ باب 13 صفحہ 50 حدیث 2994؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 143 حدیث 603؛ بحارالانوار جلد 82 صفحہ 301 حدیث 30؛ فقہ الرضا صفحہ 06

(2) امام علی رضا علیہ السلام: مقیم پر کل چونتیس رکعتیں نافلہ ہیں اور وہ اس طرح کہ آٹھ رکعتیں سورج کے زوال سے پہلے ہیں (یعنی ظہر سے پہلے) اور آٹھ رکعتیں ظہر کے بعد ہیں (یعنی عصر سے پہلے) اور چار رکعتیں مغرب کے بعد ہیں جو دو سلام کے ساتھ ہیں (یعنی دو دو رکعتیں کرکے پڑھی جائیں گی) اور آٹھ رکعتیں نمازِ شب کی ہیں (یعنی تہجد) اور دو رکعتیں عشاء کی ہیں اور دو رکعتیں فجر کے قریب ہیں (یعنی نماز فجر سے پہلے) اور دو رکعتیں وتر کی ہیں (جو عشاء کے بعد ہیں)۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

(3) امام محمد باقر علیہ السلام: کُل دس رکعتیں ہیں: دو ظہر کی، دو عصر کی، دو صبح کی، دو مغرب کی اور دو عشاء کی۔ اوّل کی دو رکعتوں میں شک جائز نہیں۔ جس کو ان دو رکعتوں میں شک ہو وہ نماز دوبارہ پڑھے۔ ان رکعات کو اللہ نے مومنین پر فرض قرار دیا ہے اور قرآنِ مجید میں اس فرض کا ذکر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اضافہ کا اختیار دیا۔ آپؐ نے سات رکعات مزید بڑھا دیں۔ یہ سنتِ رسولؐ ہیں ان میں حمد و سورہ کی قرأت نہیں ہے بلکہ تسبیح و تحلیل و تکبیر و دُعا ہے۔ ان میں شک ہو تو تدارک ہوسکتا ہے۔ یہ سترہ رکعات مقیم کے لیے ہیں۔ یہ اضافی سات رکعات یوں ہیں: ظہر و عصر و عشاء میں دو دو اور مغرب میں ایک۔ مغرب کی تین رکعات مسافر و مقیم کے لیے برابر ہیں۔

حوالہ: فروعِ کافی، جلد دوم، صفحہ 15، باب 3، حدیث 6

نیت کے احکام

(1) امام زین العابدین علیہ السلام: نیت کے بغیر کوئی عمل نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 112 باب 1 حدیث 1؛ اصول کافی (عربی) جلد دوم صفحہ 69 حدیث 1

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: ایک شخص نے نماز واجب شروع کی مگر بعد میں وہ بھول گیا اور یہ سمجھا کہ شاید نافلہ پڑھ رہا ہے یا (اس کے برعکس) اس نے نماز نافلہ شروع کی اور بعد میں گمان ہوا کہ شاید یہ نماز واجب ہے تو اس کی وہی نماز تصور کی جائے گی جو اس نے شروع کی تھی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 113 باب 02 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 197 حدیث 776 اور صفحہ 343 حدیث 1419

توضیح:

یعنی وہ عمل متصور ہوگا جس کی نیت تھی اور نیت کا زبان سے اظہار ضروری نہیں ہے دل میں ہی کافی ہے۔

تکبیرۃ الاحرام کے احکام

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: نماز کو شروع کرتے وقت اپنے (دونوں) ہاتھ چہرے تک اُٹھائے جائیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 68 باب 19 حدیث 1

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: آغاز نماز میں ایک تکبیر کافی ہے لیکن تین بہتر اور سات افضل ہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 68 باب 19 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 11 باب 1 حدیث 04 (بروایت امام محمد باقرؑ)؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 66 حدیث 247

توضیح:

من لا یحضرہ الفقیہ میں کئی حدیثوں میں سات تکبیروں کا ذکر ہے کہ یہ سنت جاریہ ہیں اور امام حسینؑ بھی سات تکبیریں کہتے تھے لیکن یہ افضل ہیں واجب نہیں ہیں۔

(3) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر تکبیرۃ الاحرام ترک ہو جائے تو اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے اگر چہ بھول کر ترک ہوئی ہو لیکن شرط یہ ہے کہ ترک کا یقین ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 165 باب 02 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 143 حدیث 557؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 351 حدیث 1326

(4) امام محمد باقر امام جعفر صادق علیہ السلام: پنجگانہ نمازوں کی پانچ تکبیریں ہیں اور پانچوں نمازوں میں پچانوے (95) تکبیریں ہیں قنوت کی پانچ تکبیریں بھی ان میں شامل ہیں (تفصیل یوں ہے کہ) ظہر کی اکیس، عصر کی اکیس، مغرب کی سولہ، عشاء کی اکیس، صبح کی گیارہ اور پانچوں نمازوں کے قنوت پانچ ہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 69 باب 19 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 118 باب 05 حدیث 1، 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 87 حدیث 323

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب تم نماز کے لیے کھڑے ہونے لگو تو یہ کہو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُقَدِّمُ اِلَیْكَ مُحَمَّدًا بَیْنَ یَدَیْ حَاجَتِیْ وَ اَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِهٖ فَاجْعَلْنِیْ بِهٖ وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ وَاجْعَلْ صَلَاتِیْ بِهٖ مَقْبُوْلَةً وَ ذَنْبِیْ بِهٖ مَغْفُوْرًا وَدُعَائِیْ بِهٖ مُسْتَجَابًا اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

ترجمہ: (اے اللہ میں اپنی حاجتوں کی سفارش کے لیے محمدؐ کو تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں اور انہی کے وسیلے سے تیرے روبرو آیا ہوں لہٰذا ان ہی کا واسطہ تو دنیا اور آخرت دونوں میں مجھے آبرومند بنادے اور مجھے مقربین میں شمار کر میری نماز قبول فرما میرے گناہوں کو بخش دے میری دعا کو مستجاب کر بیشک تو غفور اور رحیم ہے)۔

اور جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو پورے سکون اور وقار کے ساتھ کھڑے ہو جلد بازی نہ کرو تمہارے اندر شکم سیری، کسل وسستی نہ ہو اونگھ نہ آتی ہو۔ اور جب تم نماز شروع کرو تو تم پر خشوع وخضوع اور نماز پر پوری توجہ لازم ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ آیت: وہ لوگ جو اپنی نماز میں خدا کے سامنے گڑگڑاتے ہیں۔ (سورہ مومنون آیت 2)

نیز فرمایا: (ترجمہ آیت) البتہ نماز دوبھر تو ہے مگر خشوع کرنے والوں پر نہیں۔ (سورۃ البقرہ آیت 45) اور اپنا چہرہ قبلہ کی طرف رکھو قبلہ سے نہ پھیرو ورنہ نماز فاسد ہوجائے گی اور بالکل سیدھے کھڑے ہو اس لیے کہ حضور اکرم کا ارشاد ہے کہ جو نماز میں بالکل سیدھا کھڑا نہ ہوگا اس کی نماز ہی نہ ہوگی اور نگاہ نیچی رکھو اور آسمان کی طرف نہ اُٹھاؤ تمہاری نگاہ سجدہ گاہ پر ہونی چاہیے اپنے دل کو نماز میں مشغول رکھو اس لیے کہ تمہاری نماز میں سے صرف اتنا ہی حصّہ قبول ہوگا جو تم نے رجوع قلب کے ساتھ پڑھا یہاں تک کہ بندے کی نماز میں سے کبھی ایک چوتھائی کبھی ایک تہائی اور کبھی نصف نماز قبول ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ مومنین کے لیے اس کو نوافل سے پورا کردیتا ہے۔ اور تم نماز میں اس طرح کھڑے ہو جس طرح کہ کوئی عبد ذلیل کسی صاحب جلال بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور یہ سمجھو کہ تم اس کے سامنے کھڑے ہو جو تمہیں دیکھ رہا ہے اور تم اس کو نہیں دیکھتے اور اس طرح نماز پڑھو کہ جیسے یہ تمہاری بالکل آخری اور دنیا سے وداعی نماز ہے۔ اس کے بعد تم کبھی نماز نہ پڑھ سکو گے اور اپنی داڑھی اور اپنے سر پر اپنے ہاتھوں سے عبث شغل نہ کرو اپنی انگلیوں کو نہ چٹخاؤ اپنے پاؤں کو آگے پیچھے نہ کرو ان کو برابر رکھو اور ان کے درمیان تین انگلی سے لے کر ایک بالشت تک کا فاصلہ رکھو نہ انگڑائی لو، نہ جمائی اور نہ ہی ہنسو اس لیے کہ قہقہے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ سرین کے بل نہ بیٹھو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے سرین کے بل بیٹھنے والی ایک قوم پہ عذاب نازل کیا تھا کہ جن میں سے ایک نے نماز کی تھکن کی وجہ سے اپنے دنوں سرنوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ لیے تھے اور حالتِ قیام میں اپنے سینے پر ہاتھ

نہ باندھو ایسا مجوسی کیا کرتے ہیں اپنے دونوں ہاتھ چھوڑ کر انہیں اپنی رانوں پر اپنے گھٹنوں پر رکھو اور اپنی نماز میں یہ اقدام کرو کہ یہ بہتر ہے۔ اس سے غافل نہ رہو اس لیے کہ اگر تم نے ہاتھ کو حرکت دی تو وہ تم کو کھیل میں مصروف کر دے گا اور تم نماز میں کسی دیوار سے سہارا نہ لو سوائے یہ کہ تم بیمار ہو اور اپنے داہنے اور بائیں نہ مڑو اس لیے کہ اگر تم اس قدر مڑ گئے کے اپنے پس پشت والے کو دیکھ لیا تو تم پر نماز کا اعادہ واجب ہے اور جب بندہ کسی اور چیز کی طرف ملتفت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے آواز دیتا ہے کہ میرے بندے تو کس کی طرف ملتفت ہے تو جس کی طرف ملتفت ہے کیا وہ مجھ سے بہتر ہے؟ اور اگر یہ بندہ نماز میں کسی اور چیز کی طرف تین مرتبہ ملتفت ہوا تو پھر اللہ تعالیٰ اس سے نگاہ پھیر لیتا ہے اور پھر تا ابد اس کی طرف نگاہ نہیں کرتا اور سجدہ کی جگہ کو منہ سے نہ پھونکو۔ اگر پھونکنے کا ارادہ ہے تو نماز شروع کرنے سے پہلے پھونک لو اس لیے کہ تین قسم کی پھونک مکروہ ہے۔ سجدہ کی جگہ کا پھونکنا، گنڈے اور تعویز یہ پھونکنا اور گرم کھانے پر پھونکنا اور نماز کی حالت میں نہ پھونکو اور نہ ناک صاف کرو اس لیے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے اجلال کے پیش نظر اپنی تھوک کو روک رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو تا دم مرگ صحت عطا کرے گا اور اپنے دونوں ہاتھ تکبیر کے لیے گردن تک بلند کرو یہ دونوں کان سے اوپر تجاوز نہ کریں اور رخسار کے سامنے رہیں اور انہیں اچھی طرح پھیلاؤ اور تین تکبیریں کہو اور یہ کہو۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ لَا اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحَانَكَ وَ بِحَمْدِكَ عَمِلْتُ سُوْءً اَ وَ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ اِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّاۤ اَنْتَ۔

ترجمہ: (اے اللہ تو ہی حقیقی بادشاہ ہے جو بالکل واضح ہے نہیں ہے کوئی اللہ سوائے تیرے تو پاک ہے اور لائق حمد ہے میں نے گناہ کیا اور خود اپنے اوپر ظلم کیا پس میرے گناہوں کو بخش دے اس لیے کہ گناہ کوئی نہیں معاف کر سکتا سوائے تیرے)

پھر دونوں ہاتھ اُٹھانے اور چھوڑنے کے ساتھ اور تکبیریں کہو پھر یہ کہو:

لَبَّیْكَ وَ سَعْدَیْكَ وَ الْخَیْرُ فِیْ یَدَیْكَ وَ الشَّرُّ لَیْسَ اِلَیْكَ وَ الْمَھْدِیُّ مَنْ ھَدَیْتَ عَبْدُكَ وَ ابْنُ عَبْدِكَ بَیْنَ یَدَیْكِ مِنْكَ وَ بِكَ وَلَكَ وَ اِلَیْكَ لَا مَلْجَا وَلَا فَتحَا وَ لَا مَفَرَّ مِنْكَ اِلَّاۤ اِلَیْكَ تَبَارَكْتَ وَ تَعَالَیْتَ سُبْحَانَكَ وَ حَنَانَیْكَ سُبْحَانَكَ رَبَّ الْبَیْتِ الْحَرَامِ۔

ترجمہ: (اے اللہ میں تیری بارگاہ میں بار بار حاضر ہوتا ہوں خیر تیرے ہاتھ میں ہے اور شر کی نسبت تیری طرف نہیں ہے ہدایت یافتہ وہی ہے جس کی تو نے ہدایت کی تیرا بندہ اور تیرے بندے کا بیٹا تیرے سامنے ہے یہ تجھ سے ہے

تیرے لیے ہے اور تیری ہی طرف رجوع کرتا ہے۔ اسلیے کہ کوئی جائے پناہ نہیں کوئی نجات کی جگہ نہیں اور تجھ سے بھاگ کر جانے کی کوئی جگہ نہیں سوائے اس کے کہ تیری طرف جایا جائے۔ اے بیت الحرام کے رب تو پاک ومنزہ تو تبارک وتعالیٰ ہے اور میں تجھے ہر برائی سے پاک اور منزہ سمجھتا ہوں۔)

اس کے بعد دو تکبیریں کہو اور پھر یہ کہو:

وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ عَلٰى مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ وَ دِيْنِ مُحَمَّدٍ وَّ منهاجِ عَلِيٍّ حَنِيْفًا مُسْلِماً وَ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِيْ وَ نُسُكِيْ وَ مَحْيَايَ وَ مَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ له وَبِذَالِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ترجمہ: (میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کیا جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے ملت ابراہیم، دین محمدؐ اور مسلک علیؑ پر قائم رہتے ہوئے سیدھا مسلمان ہوں میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں میری نماز میری عبادت میرا جینا میرا مرنا تمام عالمین کے رب کے لیے ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمین میں سے ہوں میں خدائے سمیع وعلیم کی پناہ چاہتا ہوں شیطان رجیم سے)

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 200 حدیث 916؛ مستدرک الوسائل جلد چہارم صفحہ 140 حدیث 4332؛ فلاح السائل صفحہ 132

توضیح:

نماز شروع کرتے وقت یہ دعائیں اور بھی احادیث میں نقل ہوئی ہیں لیکن یہ حدیث چونکہ بہت مفید تھی اس لیے مکمل نقل کر دی ہے اور جو دعا حدیث میں آخری ہے اسے دعا توجہ کہتے ہیں یہ سنت مؤکدہ ہے۔ اس کو علامہ طبرسیؒ نے اپنی احتجاج میں امام صاحب العصرؑ سے روایت کیا ہے علامہ حر عاملیؒ نے بھی وسائل میں اسے نقل کیا ہے اور مستدرک میں یہ امام رضاؑ سے مروی ہے۔

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: تکبیرۃ الاحرام کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھوں کو چہرے کے برابر تک اس طرح اُٹھائے کہ ہتھیلیاں قبلے کی طرف ہوں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 122 باب 9 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 66 حدیث 240

(7) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت، رکوع کرتے وقت، رکوع سے سر اُٹھاتے وقت، سجدہ کرتے وقت

الغرض ہر واجبی یا مستحبی تکبیر کہتے وقت رفع یدین ضروری ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 123 باب 09 حدیث 13؛ امالی شیخ طوسی (عربی) جلد اوّل صفحہ 386؛ تفسیر مجمع البیان جلد پنجم صفحہ 550

قیام وقعود کے احکام

(1) امام محمد باقر علیہ السلام: انسان جب نماز کے لیے کھڑا ہو تو ایک قدم کو دوسرے سے نہ ملائے بلکہ ان کے درمیان کم سے کم چند (تین) انگلیوں کا اور زیادہ سے زیادہ ایک بالشت کا یا اس سے کچھ زیادہ فاصلہ رکھے اپنے کندھے سیدھے اور برابر رکھے اور اپنے دونوں ہاتھ چھوڑ دے اور اپنی انگلیاں کھولے نہیں اور دونوں ہاتھ دونوں گھٹنوں کے مقابل اپنی رانوں پر رکھے اور اس کی نظر سجدے کی جگہ پر ہو اور جب سجدے میں جانے لگے تو دونوں ہاتھ اُٹھا کر تکبیر کہے اور پہلے ہاتھ زمین پر رکھے اور بعد میں گھٹنے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 107 باب 28 حدیث 1

(2) امام محمد باقر علیہ السلام: قیام میں انسان کو چاہیے کہ بالکل سیدھا کھڑا ہو اور اپنی پشت اور سینہ کو سیدھا رکھے۔ جو شخص قیام کے دوران اپنی پشت سیدھی نہیں کرتا اس کی نماز نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 109 باب 28 حدیث 9؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 98 باب 02 حدیث 03,02,01؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 180 حدیث 856

(3) امام زین العابدین علیہ السلام: اگر قیام لمبا ہو جائے تو ایک پاؤں پر زور دے کر کھڑا ہونا جائز ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد دوم صفحہ 422 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 99 باب 03 حدیث 1

(4) امام محمد باقر علیہ السلام: جو تندرست ہے وہ قیام وقعود کی حالت میں ہی نماز پڑھے گا (یعنی لازم ہے) اور جو بیمار ہے وہ بیٹھ کر پڑھے گا اور اگر بیٹھ کر پڑھنے والا بیمار سے بھی زیادہ کمزور ہے تو وہ پہلو کے بل لیٹ کر پڑھے گا۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 411 حدیث 11؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 95 باب 1 حدیث 01؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 169 حدیث 672

(5) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: قیام کی حالت میں بوقتِ ضرورت جھک کر زمین سے کوئی چیز اُٹھانا جائز ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 243 حدیث 1079؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 106 باب 12

حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 332 حدیث 1369

(6) حضور اکرم ﷺ: بیمار آدمی پہلے تو کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور اگر کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر پڑھے اور اگر بیٹھ بھی نہ سکے تو دائیں کروٹ پر لیٹ کر پڑھے اور اگر دائیں کروٹ نہ لیٹ سکے تو پھر بائیں کروٹ لیٹ کر پڑھے اور اگر ایسا بھی نہ کر سکے تو پھر چت لیٹ کر پڑھے اور روبقبلہ ہو کر اشارے سے پڑھے اور رکوع کی نسبت سجدے کے لیے اشارہ اور بھی ذرا نیچا کرے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 236 حدیث 1037؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 97 باب 1 حدیث 15

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس شخص کی نکسیر پھوٹتی ہے یا قے آجاتی ہے تو وہ ہر نماز سر کے اشارے سے پڑھے گا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 239 حدیث 1055؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 103 باب 8 حدیث 2,3؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 349 حدیث 1030

(8) امام محمد باقر علیہ السلام: جب عورت نماز کے لیے کھڑی ہو تو وہ اپنے دونوں قدم ملا کر رکھے اور ان کے درمیان کشادگی نہ کرے اور اپنے ہاتھ ملا کر اپنے پستانوں کی جگہ رکھے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 108 باب 28 حدیث 2

قرأت کے احکام

(1) امام محمد باقر علیہ السلام: جو شخص اپنی نماز میں بلند آواز سے یا دھیمی آواز سے سورۃ حمد (فاتحہ) نہ پڑھے اس کی کوئی نماز نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 79 باب 20 حدیث 29؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 129 باب 1 حدیث 1 اور صفحہ 155 باب 27 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 147 حدیث 576؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 310 حدیث 1152؛ مستدرک الوسائل جلد چہارم صفحہ 158 چہارم حدیث 4365 (بروایت حضور اکرمؐ)؛ فقہ الرضاؑ صفحہ 07

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: بیمار (مجبور) کے لیے نماز فریضہ میں صرف سورۃ الحمد پر اکتفا کر لینا جائز ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 74 باب 20 حدیث 9؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 129 باب 2 حدیث 04؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 70 حدیث 256؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 315 حدیث 1171

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: نماز فریضہ میں سورۂ حمد کے بعد صرف ایک سورۃ پڑھنی چاہیے نہ کم اور نہ زیادہ۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 75 باب 20 حدیث 12؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 131 باب 04 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 69 حدیث 253؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 314 حدیث 1167

(4) امام محمد باقر علیہ السلام: سورۂ اخلاص (فاتحہ کے بعد) ہر رکعت میں پڑھی جاسکتی ہے (چاہے پچاس رکعت ہی کیوں نہ ہوں)۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 134 باب 07 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 96 حدیث 395

(5) امام محمد باقر علیہ السلام: نماز فریضہ میں ایک رکعت میں (حمد کے بعد) دو سورتوں کو ملا کر پڑھنا ناپسندیدہ ہے ہاں البتہ نافلہ نماز میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 135 باب 08 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 72 حدیث 267

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: سورۃ والضحیٰ اور الم نشرح مل کر ایک سورہ بنتا ہے اسی طرح سورۃ فیل اور سورہ لایلاف قریش بھی مل کر ایک سورہ بنتے ہیں اس لیے حمد کے بعد اگر پڑھے جائیں تو ہمیشہ دونوں کو ساتھ ملا کر پڑھنا چاہیے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 137 باب 10 حدیث 03 اور 04؛ تفسیر مجمع البیان جلد پنجم صفحہ 544 اور 507

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: نماز واجب میں اگر جلدی ہو یا کوئی امر جلدی پر آمادہ کرے تو صرف سورہ حمد پر اکتفا کرنا جائز ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 74 باب 20 حدیث 7؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 129 باب 2 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 70 حدیث 255؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 314 حدیث 1170

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: نماز چاہے جہری ہو یا سری بسم اللہ بلند آواز سے پڑھنا لازم ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 138 باب 11 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 68 حدیث 264؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 310 حدیث 1154؛ مستدرک الوسائل جلد چہارم صفحہ 189 باب 89 حدیث 4456 (قدرے مختلف)

(9) امام حسن عسکری علیہ السلام: بسم اللہ سورۃ فاتحہ کی آیت ہے اور فاتحہ کی کل سات آیتیں ہیں اور یہ تب مکمل ہوتی ہے جب بسم اللہ پڑھی جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 140 باب 11 حدیث 9؛ عیون اخبار الرضاؑ (عربی) جلد اوّل صفحہ 301؛ تفسیر امام حسن عسکریؑ (عربی) صفحہ 29 حدیث 10؛ امالی صدوقؒ صفحہ 148

(10) امام جعفر صادق علیہ السلام: سورہ فاتحہ اور ہر سورہ کو بسم اللہ کے ساتھ پڑھنا چاہیے (کیونکہ یہ ہر سورہ کا جزو ہے)۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 73 باب 20 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 139 باب 11 حدیث 05؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 69 حدیث 251؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 311 حدیث 1155

(11) امام علی رضا علیہ السلام: نماز واجب میں (حمد کے بعد) انا انزلنا اور (دوسری رکعت میں حمد کے بعد) قل ھو اللہ احد سورہ کا پڑھنا افضل ہے اور یہ خدا نے افضل قرار دیا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 77 باب 20 حدیث 19

(12) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب تم امام کے پیچھے نماز پڑھو تو جب وہ ولا الضالین کہے تو تم الحمد للہ رب العالمین کہو۔ امین ہرگز نہ کہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 74 باب 20 حدیث 05؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 143 باب 17 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 74 حدیث 275؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 318 حدیث 1185

(13) امام جعفر صادق علیہ السلام: سورہ قل ھو اللہ احد ایک سانس میں پڑھنا مکروہ ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 75 باب 20 حدیث 10؛ اصولِ کافی (عربی) جلد دوم صفحہ 451 حدیث 12؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 146 باب 10 حدیث 1؛ مستدرک الوسائل جلد چہارم صفحہ 178 باب 15 حدیث 4423

(14) امام علی رضا علیہ السلام: نماز صبح اور نماز مغرب اور نمازِ عشاء میں جہر واجب ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 204 حدیث 927؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 153 باب 25 حدیث 1؛ علل الشرائع (عربی) صفحہ 263 باب 182 حدیث 9؛ عیون اخبار الرضاؑ (عربی) جلد دوم صفحہ 109 باب 34 حدیث 1

(15) امام محمد باقر علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی جان بوجھ کر جہری نمازوں میں جہر نہ کرے اور سری نمازوں میں جہر کردے تو اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے ہاں اگر لاعلمی میں کرے تو اعادہ نہیں ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 227 حدیث 1003؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 154 باب 26 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 162 حدیث 635؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 313 حدیث 1163

(16) امام محمد باقر علیہ السلام: جو شخص جان بوجھ کر قرأت ترک کردے تو وہ نماز کا اعادہ کرے۔

حوالہ: مستدرک الوسائل جلد چہارم صفحہ 195 باب 95 حدیث 4471؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ

227 حدیث 1005؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 155 باب 27 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 146 حدیث 569

(17) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: عورت پر جہر واجب نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 159 باب 31 حدیث 02؛ قرب الاسناد صفحہ 100

(18) امام جعفر صادق علیہ السلام: تیسری اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ یا (اگر چاہو تو) تسبیح اربعہ پڑھ لو۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 82 باب 22 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 167 باب 42 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 294 حدیث 1185

(19) امام محمد باقر علیہ السلام: تیسری اور چوتھی رکعت میں حمد یا یہ پڑھو:

سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَكْبَرُ

بعد ازاں تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جاؤ۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 167 باب 42 حدیث 5؛ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 319 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 98 حدیث 367؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 321 حدیث 1198

توضیح:

سورۂ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں انا انزلنا کا پڑھنا افضل ہے اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھنا افضل ہے تیسری اور چوتھی رکعت میں آدمی کو اختیار ہے کہ وہ فاتحہ پڑھے یا تسبیح اربعہ پڑھ لے کچھ احادیث میں آیا ہے کہ تسبیح اربعہ کی فضیلت ہے لہٰذا وہ پڑھی جائے لیکن چونکہ دونوں کا پڑھنا درست ہے اس لیے جو دل چاہے پڑھ لے کسی شک وشبہ میں پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(20) امام محمد باقر علیہ السلام: نماز فریضہ میں سورہ عزائم (جن میں واجب سجدے ہیں) میں سے کوئی سورۃ نہ پڑھو کیونکہ نماز فریضہ میں ایک سجدہ کی زیادتی ہو جائے گی۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 81 باب 21 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 165 باب 40 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 96 حدیث 361

(21) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر تم نماز میں سجدہ والی سورہ پڑھو تو (فوراً) سجدہ کرو پھر تکبیر کہو اور سورہ ہائے عزائم چار ہیں:

(1) حم السجدہ۔ (2) تنزیل۔ (3) والنجم۔ (4) اقرا باسم ربك۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 80 باب 21 حدیث 1

(22) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر سورہ جو غلطی سے شروع کی جائے چھوڑ کر کسی اور سورے کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے لیکن اگر سورہ قل ھو اللہ احد اور قل یا ایھا الکافرون شروع کردے تو پھر کسی اور سورے کی طرف رجوع نہیں کیا جاسکتا۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 79 باب 20 حدیث 26؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 162 باب 35 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 190 حدیث 752 اور صفحہ 290 حدیث 1166

(23) امام جعفر صادق علیہ السلام: قرأت ترتیل کے ساتھ (ٹھہر ٹھہر کے) کرنی چاہیے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 145 باب 18 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 124 حدیث 471

(24) امام جعفر صادق علیہ السلام: گونگے آدمی کے لیے تکبیر و تشہد و قرأت میں صرف زبان کو حرکت دینا اور انگلی سے اشارہ کرنا کافی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 76 باب 20 حدیث 17؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 181 باب 59 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 93 حدیث 305

(25) امام جعفر صادق علیہ السلام: قرأت اور دعا اتنی آواز سے ہو کہ انسان کا اپنا نفس سن لے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 74 باب 20 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 160 باب 33 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 97 حدیث 363؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 320 حدیث 1194

(26) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص جمعہ کے دن نماز ظہر پڑھتا ہے تو اس کو چاہیے کہ قرأت بہ آواز بلند کرے اور قنوت صرف دوسری رکعت میں پڑھے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 269 حدیث 1231؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 195 باب 73 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 14 حدیث 50؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 416 حدیث 1594

رکوع کے احکام

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: خدا نے نماز میں رکوع و سجود کو فرض قرار دیا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 282 باب 9 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 147 حدیث 575؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 310 حدیث 1153؛ مستدرک الوسائل جلد چہارم صفحہ 428 باب 08 حدیث 5078

(2) امام محمد باقر علیہ السلام: رکوع میں جانے سے پیشتر سیدھا کھڑے ہو جاؤ پھر اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جاؤ اور اپنے پیر برابر رکھو ان کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ ہو اپنی ہتھیلیاں دونوں گھٹنوں پر رکھو اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ سے پہلے گھٹنوں پر رکھو پھر بائیں ہاتھ رکھو اور اپنی پشت کو تان لو اور گردن کو دراز کرو اور اپنی نظر قدموں کے بیچ میں رکھو پھر کہو: سبحان ربی العظیم و بحمدہ یہ تین بار کہو پھر سیدھے کھڑے ہو کر باآواز بلند کہو: سمع اللہ لمن حمدہ، پھر اپنے ہاتھ تکبیر کے لیے اُٹھاؤ اور سجدہ میں چلے جاؤ۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 83 باب 23 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 274 باب 1 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 77 حدیث 289

توضیح:

یہ رکوع کی کیفیت ہے اس کے علاوہ اس حدیث میں رکوع میں جاتے وقت کی ایک دعا بھی نقل ہوئی ہے جس کو ہم نے ترک کیا ہے۔

(3) امام محمد باقر علیہ السلام: جب رکوع یا سجدہ میں جانا چاہو تو اپنے ہاتھ اُٹھا کر تکبیر کہو (رفع یدین کرو) اور پھر رکوع و سجود کرو۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 84 باب 23 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 275 باب 2 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 297 حدیث 1197؛ مستدرک الوسائل جلد چہارم صفحہ 420 باب 2 حدیث 5054

(4) امام محمد باقر علیہ السلام: رکوع اچھی طرح کرنا چاہیے کیونکہ جس نے اپنے رکوع کو مکمل کر لیا اس پر قبر میں وحشت نہ ہوگی۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 84 باب 23 حدیث 7

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: رکوع یا سجدے میں محمد و آل محمد پر درود بھیجنا ایسا ہی ہے جیسے تکبیر تسبیح اور یہ ان نیکیوں کے برابر ہے جنہیں اٹھارہ فرشتے نبی کے پاس لے جاتے ہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 87 باب 24 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 290 باب 20 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 299 حدیث 1206

(6) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: رکوع میں قرأت منع ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 280 باب 08 حدیث 1؛ معانی الاخبار (عربی) صفحہ 301 حدیث 1؛ الخصال صفحہ 289 حدیث 48

(7) امام محمد باقر علیہ السلام: رکوع میں مرد کو چاہیے کہ اپنے ہاتھوں سے اپنے گھٹنوں کو خوب دبا کر رکھے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 83 باب 23 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 274 باب 1 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 77 حدیث 289

(8) امام محمد باقر علیہ السلام: عورت جب رکوع میں جائے تو اپنے ہاتھ گھٹنوں سے اوپر ران پر رکھے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 108 باب 28 حدیث 02

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: رکوع میں سبحان ربی العظیم و بحمدہ ایک بار فرض ہے تین بار سنت لیکن اگر سات بار پڑھو تو یہ افضل تر ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 276 باب 04 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 76 حدیث 282؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 223 حدیث 1205

(10) امام جعفر صادق علیہ السلام: رکوع میں تین بار سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ بھی پڑھ لینا کافی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 278 باب 05 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 77 حدیث 287؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 324 حدیث 1211

توضیح:

یعنی اگر سبحان ربی العظیم کی بجائے تین بار سبحان اللہ کہہ لے تو یہ بھی کافی ہے البتہ افضل یہ ہے کہ اول الذکر کو پڑھا جائے علاوہ ازیں اور بھی رکوع کے اذکار مروی ہوئے ہیں جیسا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر یا لا الہ الا اللہ والحمد للہ واللہ اکبر وغیرہ تو یہ بھی کہے جاسکتے ہیں۔ ہم صرف ضرورت پر اکتفا کر رہے ہیں۔

سجود کے احکام

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: خدا نے رکوع اور سجود کو فرض قرار دیا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 282 باب 9 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 147 حدیث 575؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 310 حدیث 1153

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: سجدہ میں جاتے وقت پہلے ہاتھوں کو زمین پہ رکھنا چاہیے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلداوّل صفحہ 205 حدیث 929؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 297 باب 1 حدیث 5؛ علل الشرائع صفحہ 331 باب 29 حدیث 1

(3) امام محمد باقر علیہ السلام: جائے سجدہ پیشانی پہ بال اُگنے کی جگہ سے لے کر بھنوؤں تک ہے اس میں سے اگر ایک درہم یا انگلی کے کنارے کے برابر بھی زمین پر لگ جائے تو کافی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلددوم صفحہ 104 باب 27 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 305 باب 09 حدث 05

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: جائے سجدہ کی سطح جائے قیام کے برابر ہونی چاہیے لیکن اگر ایک اینٹ کے برابر بلندی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلددوم صفحہ 104 باب 27 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 306 باب 11 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلددوم صفحہ 313 حدیث 1271

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر غلطی سے پیشانی کسی بلند جگہ پر رکھ دی جائے اور اس کو صحیح سطح پر لانا ہو تو سر کو اُٹھایا نہیں جائے گا بلکہ گھسیٹ کر ادھر لانا چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی جلددوم صفحہ 104 باب 27 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 304 باب 8 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلددوم صفحہ 302 حدیث 1221؛ الاستبصار جلداول صفحہ 330 حدیث 1238

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر پیشانی پر پھوڑا نکلا ہوا ہو تو انسان کو چاہیے کہ ایک گڑھا کھود کر اپنی پیشانی اس میں اس طرح رکھے کہ پھوڑا گڑھے میں چلا جائے اور پیشانی زمین پر مس کرلے۔

حوالہ: فروع کافی جلددوم صفحہ 105 باب 27 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 307 باب 12 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلددوم صفحہ 86 حدیث 317

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر پیشانی پر کوئی ایسا روگ ہو جائے جس کی وجہ سے انسان سجدہ نہ کر سکے تو وہ پیشانی کے بجائے ٹھوڑی زمین پر لگائے۔

حوالہ: فروع کافی جلددوم صفحہ 105 باب 27 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 307 باب 12 حدیث 2؛ تفسیر قمی جلددوم صفحہ 30؛ تہذیب الاحکام جلددوم صفحہ 86 حدیث 318

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: سنگریزوں پہ سجدہ جائز ہے لیکن ان پر سجدہ کرنے سے پہلے ہموار کر لینا چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی جلددوم صفحہ 105 باب 27 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 314 باب 18 حدیث 4

(6) امام محمد باقر علیہ السلام: جب سجدہ میں جانے لگو تو دونوں ہاتھ اُٹھاؤ (رفع یدین کرو) اور تکبیر کہہ کر سجدے میں جاؤ۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 107 باب 28 حدیث 1؛ فروع کافی جلد دوم صفحہ 84 باب 23 حدیث 03؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 275 باب 2 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 297 حدیث 1197

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: سجدے میں تین بار سبحان ربی الاعلی و بحمدہ کہنا چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 71 باب 19 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 83 باب 1 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 196 حدیث 916

توضیح:

سجدے میں سبحان ربی الاعلی و بحمدہ کے علاوہ بھی تسبیحات نقل ہوئی ہیں جن کا ذکر ہم نے رکوع کے احکام میں کیا ہے۔ لہٰذا یہ تسبیح پڑھنا یا اس کے علاوہ کوئی تسبیح پڑھنا درست ہے۔ مثلاً لا الہ الا اللہ و الحمد للہ و اللہ اکبر کہنا جائز ہے۔ یا پھر سبحان اللہ کہنا بھی کافی ہے۔ (ملاحظہ فرمائیں: فروع کافی جلد دوم صفحہ 100 باب 25 حدیث 5)

(8) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: سات چیزوں کا سجدہ واجب ہے۔ (1) پیشانی۔ (3,2) دونوں ہتھیلیاں۔ (5,4) دونوں گھٹنے۔ (7,6) پاؤں کے دونوں انگوٹھے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 71 باب 19 حدیث 06 (بروایت امام جعفر صادقؑ)؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 299 باب 4 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 299 حدیث 1204؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 327 حدیث 1224؛ مستدرک الوسائل جلد چہارم صفحہ 454 باب 04 حدیث 5144؛ فقہ الرضا صفحہ 08

(9) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: سجدہ میں ناک کا زمین پر لگانا سنت ہے۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

(10) امام جعفر صادق علیہ السلام: پہلے سجدے سے سر اُٹھا کر سیدھا بیٹھو اور تکبیر کہو۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

(11) امام جعفر صادق علیہ السلام: پہلے سجدے کے بعد تکبیر کہو اور پھر استغفر اللہ ربی واتوب الیہ کہو۔ اور پھر تکبیر کہہ کر دوسرے سجدے میں جاؤ۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

(12) امام جعفر صادق علیہ السلام: دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا طریقہ اس طرح ہے کہ بائیں ران پر زور دے کر بیٹھو اور داہنے قدم کی پشت کو بائیں قدم کے تلوے کے حصّہ پر رکھو۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

(13) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب دوسرے سجدے نے سر اُٹھاؤ اور اٹھنا چاہو تو پہلے آرام سے بیٹھو پھر اُٹھو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 301 باب 05 حدیث 3 اور حدیث 04 (بروایت حضرت امیرؑ)؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 82 حدیث 303؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 328 حدیث 1229

(14) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: سجدہ کے مقام پر پھونک مارنا منع ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد چہارم صفحہ 5 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 303 باب 7 حدیث 5

توضیح:

یہی حدیث جلد دوم صفحہ 105 باب 27 حدیث 7 پر بروایت امام جعفر صادقؑ بھی درج ہے۔

(15) امام جعفر صادق علیہ السلام: دوسرا سجدہ مکمل کر کے اُٹھنا چاہو تو کہو بِحَوْلِ اللهِ وَ قُوَّتِهٖ اقوم و اَقْعُدُ

حوالہ: فروع کافی جلد اوّل صفحہ 112 باب 29 حدیث 9، 10؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 308 باب 13 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد دوم 88 حدیث 326

(16) امام جعفر صادق علیہ السلام: عورت جب سجدہ کرے تو گھٹنوں کے بل جائے نہ کہ ہاتھوں کے بل جیسا کہ مرد کرتا ہے۔ اور جب سجدہ کرے تو دونوں ہاتھ پھیلا کر رکھے جب کہ اعضاء کو ملا لے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 108 باب 29 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 84 باب 1 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 335 حدیث 2؛ علل الشرائع صفحہ 355 باب 68 حدیث 1

(17) امام جعفر صادق علیہ السلام: عورت جب سجدہ میں جائے تو اعضاء کو ملا لے اور جب مرد سجدہ میں جائے تو اپنے اعضاء کھلے رکھے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 109 باب 28 حدیث 8؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 299 باب 3 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 95 حدیث 353

(18) امام جعفر صادق علیہ السلام: انسان سجدے کے دوران دنیا اور آخرت کے لیے کوئی بھی دعا کر سکتا ہے چاہے وہ نماز واجب

ہو یا مستحب ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 90 باب 24 حدیث 11؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 313 باب 17 حدیث 3

(19) امام جعفر صادق علیہ السلام: واجب نماز میں دوران سجدہ کسی بھی زبان میں دعا کی جا سکتی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 89 باب 24 حدیث 8، 11؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 313 باب 17 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 300 حدیث 1208

(20) امام محمد باقر علیہ السلام: نماز فریضہ کے سجدہ میں وسعت رزق کے لیے یہ دعا کرنی چاہیے:

يَا خَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ وَ يَا خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ اُرْزُقْنِيْ وَارْزُقْ عِيَالِيْ مِنْ فَضْلِكَ فَاِنَّكَ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

حوالہ: اصول کافی (عربی) جلد دوم صفحہ 401 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 313 باب 17 حدیث 4

(21) امام جعفر صادق علیہ السلام: رکوع یا سجدے میں محمد و آل محمد پر درود بھیجنا بہت زیادہ فضیلت ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 87 باب 24 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 280 باب 08 حدیث 2؛ معانی الاخبار (عربی) صفحہ 279

سجدہ گاہ کے احکام

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر وہ چیز جو زمین سے اُگے سوائے ان چیزوں کے جو کھائی اور پہنی جاتی ہیں پر سجدہ جائز ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 100 باب 26 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 181 حدیث 130

(2) امام محمد باقرؑ، امام جعفر صادقؑ، امام موسیٰ کاظمؑ و امام علی رضا علیہم السلام: درج ذیل چیزوں پر سجدہ کرنا جائز نہیں ہے:

(1) روئی۔ (2) کپڑا۔ (3) اُون۔ (4) حیوان کا کوئی حصّہ۔ (5) کھانے کی کوئی چیز۔ (6) پھل۔ (7) بال۔ (8) پرندوں کے پر۔ (9) قبر۔ (10) چونا۔ (11) لکھا ہوا کاغذ۔ (12) شیشہ۔ (13) کلر والی زمین۔ (14) برف۔ (15) سونا۔ (16) چاندی۔ (17) راکھ۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 101 تا 103 باب 26 حدیث 1،2،9،6،12،14؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 181 حدیث 830 اور 831؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 438 باب 1 حدیث 7 اور صفحہ 439 باب 2 حدیث 1 اور صفحہ 442 باب 06 حدیث 1 اور صفحہ 443 باب 07 حدیث 03 اور صفحہ 444 باب 09 حدیث 1 اور صفحہ 445 باب 12 حدیث 1

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: خاک شفاء (تربتِ حُسینیہ) پر سجدہ ہر چیز سے افضل ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 448 باب 16 حدیث 4,3؛ مصباح المتجد از شیخ طوسی صفحہ 677

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: زمین پر سجدہ کرنا فرض ہے اور باقی چیزوں پر سنت ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 180 حدیث 828؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 449 باب 17 حدیث 2

(5) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: کھجور کے پتے یا گھنی گھاس پر سجدہ کرنا جائز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ پیشانی زمین کو مس کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 103 باب 26 حدیث 13؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 446 باب 13 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 304 حدیث 1230؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 162 حدیث 762

(6) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص ٹوپی یا عمامہ پہن کر نماز پڑھے تو کوئی حرج نہیں لیکن پیشانی کو زمین سے مس کرنا ضروری ہے چاہے تھوڑی سی ہی کیوں نہ ہو۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 182 حدیث 837؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 305 باب 09 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 85 حدیث 314

توضیح:

ہم نے مختصر کر کے مسائل کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے اس لیے ایک ہی جگہ ساری چیزیں لکھ دی ہیں کہ جن پر سجدہ جائز نہیں ہے مسئلہ صرف اتنا سا ہے کہ سجدہ زمین پر یا زمین سے اگنے والی چیزوں پر ہوسکتا ہے سوائے کھائی اور پہنی جانے والی چیزوں کے۔

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: زمین پر سجدہ کرنا فرض ہے اور خمرہ (سجدہ گاہ) پر سجدہ کرنا سنت ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 102 باب 26 حدیث 8؛ وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 445 باب 11 حدیث 1

(8) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: ہمارے شیعہ چار چیزوں سے بے نیاز نہیں ہیں:

(1) خمرہ جس پر سجدہ کریں۔ (2) انگوٹھی جو پہنیں۔ (3) مسواک جو کریں۔ (4) حضرت امام حسینؑ کی قبر مقدس کی خاک کی تسبیح (خاک شفاء کی تسبیح)۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 445 باب 11 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد ششم صفحہ 75 حدیث 147

توضیح:

حدیث میں لفظ ''خمرہ'' وارد ہوا ہے کہ سجدہ خمرہ پر کرنا سنت ہے مطلب یہ ہے کہ حضورؐ سے امام زمانہؑ تک تمام

معصومین خمرہ پر سجدہ کرتے تھے۔ خمرہ سجدہ گاہ کو کہتے ہیں المنجد وغیرہ میں ہے کہ خمرہ اتنی سی چیز ہے کہ جس پر پیشانی آ سکے۔ یہی وہ خمرہ ہے جو ہم اپنے پاس ہر وقت رکھتے ہیں مساجد میں لکڑی کی یا خاک شفاء کی خمرہ ہوتی ہے لکڑی کی بھی جائز ہے لیکن خاک شفاء کی خمرہ افضل ترین چیز ہے۔ نماز فریضہ ہو یا نافلہ خاک شفاء کی خمرہ پر سجدہ کرنا افضل ترین سجدہ ہوگا اور خاک شفاء کی تسبیح اگر کسی کے پاس ہو تو وہ چاہے نہ بھی پڑھ رہا ہو تو بھی تسبیح پڑھنے والا شمار ہوتا ہے جیسا کہ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 180 حدیث 829 میں آیا ہے۔

نوٹ: کچھ لوگ شیعوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ وہ خمرہ پاس رکھتے ہیں تو ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنی صحاح ستہ کا مطالعہ فرمائیں ان کو بھی خمرہ ہی ملے گا۔ اور اس کے ترجمہ میں بھی کافی حد تک شیعوں سے متابعت ہے میرے پاس جو صحاح ستہ ہے وہ وحید الزماں صاحب کی مترجم ہیں انہوں نے خمرہ کا ترجمہ "چھوٹی بوریا" کیا ہے لیکن حق پھر بھی چھپ نہیں سکا۔ چنانچہ سنن نسائی میں جب خمرہ کا لفظ آیا تو اس کی تشریح کرتے ہوئے علامہ موصوف کو ماننا پڑا کہ یہ خمرہ وہی ہے جس پر شیعہ سجدہ کرتے ہیں۔ (ملاحظہ فرمائیں سنن نسائی جلد اوّل صفحہ 275 حدیث 741 مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاہور مترجم وحید الزماں)

قنوت کے احکام

(1) امام محمد باقر علیہ السلام: قنوت ہر نماز میں ہے چاہے فریضہ ہو یا نافلہ۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 210 حدیث 934؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 256 باب 1 حدیث 2؛ مستدرک الوسائل چہارم صفحہ 396 باب 1 حدیث 5004 (بروایت امیر المومنینؑ)

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: نماز چاہے جہری ہو یا سری قنوت ہر میں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 113 باب 30 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اول 211 حدیث 943؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 256 باب 1 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 89 حدیث 329؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 338 حدیث 1270

(3) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: قنوت (دوسری رکعت میں) رکوع سے پہلے قرأت کے بعد ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 115 باب 30 حدیث 13؛ مستدرک الوسائل جلد چہارم صفحہ 397 باب 03 حدیث 5007 (بروایت امام رضاؑ)؛ فقہ الرضا صفحہ 8

(4) امام محمد باقر علیہ السلام: قنوت ہر نماز میں دوسری رکعت میں رکوع سے پہلے ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 114 باب 30 حدیث 06؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 259 باب 03 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 89 حدیث 330؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 338 حدیث 1271

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: قنوت کے لیے کوئی مخصوص قول مقرر نہیں ہے البتہ خدا کی ثنا کرو اپنے نبیؐ پر درود بھیجو اور اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرو۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 201 حدیث 933؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 264 باب 9 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 130 حدیث 502

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: قنوت کے لیے کوئی متعین چیز نہیں ہے جو بحکم خدا زبان سے جاری ہو جائے پڑھ لو۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 114 باب 30 حدیث 7؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 264 باب 9 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 314 حدیث 1281؛ مستدرک الوسائل جلد چہارم صفحہ 406 باب 06 حدیث 5024

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: قنوت میں یوں کہو:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَعَافِنَا وَاعْفُ عَنَّا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 115 باب 30 حدیث 11؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 2 باب 7 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 87 حدیث 322

توضیح:

قنوت کے لیے کوئی خاص قرأت مقرر نہیں ہے جیسا کہ پہلے بیان ہوا لہٰذا جو اچھا لگے وہی پڑھا جائے۔ بہتر یہ ہے کہ گناہوں سے استغفار کیا جائے۔ نیز یہ کہ قنوت میں صرف تین بار سبحان اللّٰہ بھی کافی ہے اور قنوت میں دشمن کا نام لے کر بددعا کرنا بھی جائز ہے۔ یہ سب کچھ احادیث میں مروی ہے اس کے علاوہ اور بھی اذکار منقول ہوئے ہیں لیکن ہم اسی پر اکتفا کر رہے ہیں۔

(9) امام العصر علیہ السلام: واجب نمازوں میں قنوت کے بعد ہاتھوں کو سر اور منہ پر پھیرنا جائز نہیں ہے بلکہ نمازی قنوت سے فارغ ہونے کے بعد اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو سینے کے اوپر سے نہایت آہستگی کے ساتھ گھٹنوں تک نیچے لے جائے اور تکبیر کہہ کر رکوع کرے البتہ مستحب نمازوں میں قنوت کے بعد ہاتھوں کو منہ اور سینے پر پھیرنا افضل ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 273 باب 23 حدیث 1؛ احتجاج طبرسیؒ (عربی) صفحہ 486

(10) امام محمد باقر علیہ السلام: ہر قنوت باآواز بلند پڑھنا چاہیے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 211 حدیث 944؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 272 باب 21 حدیث 1

(11) امام محمد تقی علیہ السلام: نمازِ فریضہ میں جس زبان میں چاہو اللہ سے مناجات کرو۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اول حدیث 935؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 271 باب 19 حدیث 2

(12) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: قنوت کو طول دینا چاہیے کیونکہ قیامت کے دن راحت کا باعث ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 308 حدیث 1406؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 272 باب 22 حدیث 1

(13) امام محمد باقر علیہ السلام: نماز جمعہ میں قنوت دونوں رکعتوں میں ہے پہلی رکعت میں رکوع سے پہلے اور دوسری رکعت میں رکوع کے بعد۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 261 باب 05 حدیث 04؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 226 حدیث 1217

(14) امام محمد باقر علیہ السلام: تشہد اور قنوت میں جو تم جانتے ہو اس میں جو احسن واولیٰ ہے وہی پڑھو کیونکہ اگر یہ معین ہوتا تو لوگ ہلاک ہوجاتے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 110 باب 29 حدیث 02؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 330 باب 05 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 102؛ مستدرک الوسائل جلد پنجم صفحہ 11 حدیث 5246؛ کتاب عاصم بن حمید صفحہ 27

(15) امام جعفر صادق علیہ السلام: آپؑ نے جمعہ کے قنوت میں یوں پڑھا:

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحمد و علی آئمۃ المومنین اللّٰھُمَّ اجعلنی ممن خلقتہ لدینك و ممن خلقت لجنّتِك

اور فرمایا کہ ائمہؑ کے نام خوبصورت کر کے لو۔

حوالہ: تہذیب الاحکام، جلد سوم، صفحہ 18، حدیث 63؛ وسائل الشیعہ، جلد چہارم، صفحہ 268، باب 14، حدیث 2

☆☆☆

تشہد کے احکام

(1) امام محمد باقر علیہ السلام وامام جعفر صادق علیہ السلام: ہر دو رکعت کے بعد تشہد پڑھنا چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 71 باب 19 حدیث 06 اور صفحہ 112 اور باب 29 حدیث 9 اور 10؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 83 باب 1 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 212 حدیث 944؛ امالی شیخ صدوق (عربی) صفحہ 337 حدیث 13

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: (اگر نماز چار رکعتی ہو تو) جب دوسری رکعت کا تشہد پڑھ چکو تو اپنے ہاتھوں پر سہارا دے کر اُٹھو اور کہو: بحول اللہ و قوتہ اقوم و اقعد

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 112 باب 29 حدیث 9 اور 10؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 325 حدیث 1332؛ مستدرک الوسائل جلد پنجم صفحہ 16 حدیث 5260؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 86 باب 1 حدیث 06 اور صفحہ 308 باب 13 حدیث 3؛ دعائم الاسلام جلد اول صفحہ 164

(3) امام زمانہ علیہ السلام: جب دوسری رکعت کا تشہد ختم کر لو اور کھڑا ہونا چاہو تو صرف بحول اللہ و قوتہ اقوم اقعد کہنا کافی ہے۔ (یعنی جو کچھ سنت کے طور پر بیان ہوا ہے اس کو ترک کیا جا سکتا ہے)۔

حوالہ: احتجاج طبرسی صفحہ 583؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 308 باب 13 حدیث 8؛ الغیبۃ شیخ طوسی صفحہ 232

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب تشہد میں بیٹھو تو بائیں ران پر زور دے کر بیٹھو اور داہنے قدم کی پشت کو بائیں قدم کے تلے کے حصّے پر رکھو اور ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر زانوؤں پر رکھو۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 71 باب 19 حدیث 6؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 196 حدیث 916؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 83 باب 1 حدیث 1

کیفیت تشہد

(5) امام محمد باقر علیہ السلام: تشہد اور قنوت کے لیے کوئی جملہ معین نہیں ہے پس جو تمھیں معلوم ہے اس میں سے جو احسن و اولیٰ ہے وہی پڑھو کیونکہ اگر یہ معین (مقرر) ہوتا تو لوگ ہلاک ہو جاتے۔

حوالہ: فروع کافی جلددوم صفحہ 110 باب 29 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلددوم صفحہ 102 حدیث 381؛ مستدرک الوسائل جلد پنجم صفحہ 11 حدیث 5246؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 330 باب 05 حدیث 1؛ جواہر الکلام جلد دہم صفحہ 273؛ جامع احادیث الشیعہ جلد پنجم صفحہ 334 حدیث 3234 اور 3235؛ حدائق الناضرہ جلد ہشتم صفحہ 441؛ مستند الشیعہ جلد پنجم صفحہ 326؛ کتاب عاصم بن حمید صفحہ 27

توضیح:

مطلب یہ کہ تشہد اور قنوت توقیفی (معین) نہیں ہیں نہ ہی ان کے لیے کوئی خاص جملہ مقرر ہے۔

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: تشہد یوں پڑھا جائے:

بِسْمِ اللهِ وَ بِاللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَخَيْرَ والاسماء كُلُّهَا لِلّٰه اَشْهَدُ اَنْ لاَّ اِلٰهَ اِلاَّ اللهُ وَحْدَه لَا شَرِيْكَ لَه وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُه وَرَسُوْلُه اَرْسَلَه بِالْحَقِّ بَشِيْراً وَ نَذِيْراً بَيْنَ يَدَیِ السَّاعَةِ وَاَشْهَدُ اَنَّ رَبِّيْ نِعْمَ الرَّبِّ وَاَنَّ مُحَمَّداً نِعْمَ الرَّسُوْلُ وَاَنَّ عَلِياً نِعْمَ الْوَصِيُّ وَنِعْمَ الْاِمَام اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَتَقَبَّلْ شَفَاعَتَهُ اُمَّتِهِ وَارْفَعْ دَرَجَتَه اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

حوالہ: یکدورہ فقہ کامل فارسی از محمد تقی مجلسی صفحہ 31؛ القطرہ من بحار از شیخ مستنبط جلد دوم صفحہ 93؛ شناخت امیر المومنین از شیخ عباس قمر بنی ہاشم صفحہ 103؛ منہاج الصلاح از حجۃ الاسلام موسوی کشمیری صفحہ 147؛ توضیح المسائل، مبشر کافی، صفحہ 197، مسئلہ 949

(7) امام علی رضا علیہ السلام: جب چوتھی رکعت پڑھو تو اپنے تشہد میں یوں کہو:

بسم الله و بالله والحمد لله والاسماء الحسنیٰ كلّها لِلّٰه اشهد ان لاَّ اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد انّ محمداً عبده ورسوله ارسله بالحق بشيراً و نذيراً بين يدی السّاعة التّحيات لِلّٰه والصّلوات الطيبات الزّاكيات الغاديات الرائحات التامات الناعمات المباركات الصالحات لِلّٰه ماطاب و زكا و طهر و نما و خلص فِلله وما خبث فلغير الله اشهد انّك نعم الرّب و انّ محمداً نعم الرّسول و انّ علی ابن ابی طالب نعم المولی و انّ الجنّة حق و النّار حق والموت حق والبعث حق و انّ السّاعة آتية لا ريب فيها وأن الله يبعث من فی القبور الحمد لله الّذی هدانا لهٰذا وما كنا لنهتدی لولا ان هدانا الله اللهم صلّ علی محمد و آل محمد و بارك علی محمد

وآل محمد وارحم محمدا و آل محمد افضل ما صلیّت و بارکت و ترحمت وسلمت علی ابراهیم و آل ابراهیم فی العالمین انّك حمید مجید اللهم صل علی محمد ن المصطفٰی و علی ن المرتضٰی وفاطمة الزهرا والحسن والحسین و علی الآئمة الرّاشدین من آل طه و یاسین اللهم صلّ علی نورك الانوار و علی حبلك الأطوال و علی عروَتكَ الأوثق و علی وجهك الأكرام و علی جنبكَ الأوجب و علی بابك الأدنی و علی مسلك الصراط اللهم صلی علی الهادین المهدیین الراشدین الفاضلین الطّیبّین الطاهرین الأخیار الأبرار اللهم صلی علی جبرائیل و میكائیل واسرافیل و عزرائیل و علی ملائكتك المقرّبین و انبیائِكَ المرسلین و رسلكَ أجمعین من اهل السموات والأرضین و أهل طاعتك ركعتین و اخصص محمد صلی الله علیه و آله بأفضل الصلاة والتسلیم۔

حوالہ: فقہ الرضاؑ صفحہ 108 مطبوعہ مشہد المقدس؛ مستدرک الوسائل جلد پنجم صفحہ 06 حدیث 5237 مطبوعہ بیروت؛ جامع احادیث الشیعہ جلد پنجم صفحہ 331 حدیث 3312 مطبوعہ قم؛ حدائق الناضرہ جلد ہشتم صفحہ 451 مطبوعہ بیروت؛ مستند الشیعہ فی احکام الشریعہ جلد پنجم صفحہ 335 مطبوعہ قم المقدسہ؛ بحار الانوار جلد 81 صفحہ 208 مطبوعہ بیروت لبنان؛ جامع المسائل از فاضل لنکرانی جلد دوم صفحہ 100 چاپ چہارم تابستان؛ الشہادۃ الثالثہ از شیخ محمد السند صفحہ 69

(8) امام محمد باقر علیہ السلام: اپنے تشہد میں یہ کہو:

بسم الله و بالله والحمد لله والاسماء الحسنیٰ كلّها لله اشهد ان لآ اله الا الله وحدهٗ لا شریك له و اشهد انّ محمداً عبدهٗ و رسوله ارسله بالهدیٰ و دین الحقّ لیظهرهٗ علی الدّین كلّه ولو كره المشركون التّحیات لله والصلوات الطیبات الطاهرات الزّاكیات النّامیات الغادیات لرّائحات المباركات الحسناتُ لِلّهِ ما طاب و طهر و ذكیٰ و خلص و نمیٰ فلله و ما خبث فلغیره اشهد ان لا اله الا الله وحدهٗ لا شریك له واشهد انّ محمداً عبدهٗ و رسوله ارسله بالحقّ بشیراً و نذیراً بین یدی السّاعة و اشهد انّ الجنّة حقٌّ و انّ النّار حقٌّ و ان الساعة اتیةٌ لا ریب فیها و ان الله یبعث من فی القبور و اشهد انّ رَبّی نِعم الرَّبُّ وَاِنَّ محمداً نعم الرسول اُرسل وَ اشهد انّ ما علی الرَّسُولِ اِلاَّ البلاغ المبین. السلام علیك اَیّهَا النَّبیُّ وَرحمة الله وبركاتهٗ السّلام علی محمد بن عبدالله خاتم النّبیین السّلام علی الائمة الرّاشدین المهدِیینَ السّلام علی جمیع

انبیاء اللہ و رسلہٖ و ملائکتہٖ السّلام علَینا و علی عباد اللہ الصّالحِینَ

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 212 حدیث 944

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب چوتھی رکعت کے تشہد کے لیے بیٹھو تو کہو:

بسم اللہ و باللہ والحمد للہ و خیر الاسماء اشھد ان لاّ الہ الا اللہ وَحدہٗ لا شریک لہ و اشھد انّ محمّدا عبدہ و رسولہ ارسلہ بالحقّ بشیراً و نذیراً بین یدی السّاعۃ اشھد انّکَ نعم الرّبُ و انّ محمداً نعم الرّسول التّحیات لِلّٰہ والصّلوت الطّاھرات الطّیّبات الزّاکیات العادیات الرّائحات السّائحات السّابغات النّاعمات للہ فاطاب و زکی و طھر و خلص و صفی فلِلّٰہِ و اشھد انّ لاَّ الہ الاَّ اللہ وحدہٗ لا شریکَ لہٗ و اشھد انّ محمّداً عبدہٗ و رسولہ اَرسلہ بالحقِ بشیراً و نذیراً بین یدی الساعۃ اتیۃ لا ریب فیھا و انّ اللہ یبعث من فی القبور الحمد للہ الذی ھدنا لھذا وما کنّا لنھتدی لَوْلَا انْ ھدٰنَا اللہُ الحمد لِلّٰہ ربّ العالمین اللھمّ صلّ علی محمّدٍ و آلِ محمّدٍ وبارِك علی محمّدٍ و علی آلِ محمّدٍ کما صلّیت و بارکت و ترحمت علی ابراھیم و علی آلِ ابراھیم انّکَ حمیدٌ مجیدٌ اللھمَّ صلِ علی محمد و علی آل محمد و اغفرلنا و الاخواننا الّذِین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلاًّ لِلَّذین آمنوا ربنا انك رَءُوف الرّحیم اللّٰھمَّ صلّ علی محمد وّآل محمّد وَامْنُن عَلَیَّ بالجنّۃ و عافِنِی من النّار اللھمّ صلّ علی محمّد وّ آل محمد واغفر للمؤمنین و المومنٰت ولمن دخل بیتی مومناً ولا تَزِدِ الظّالمین اِلاَّ تباراً

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 99 حدیث 373؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 326 باب 3 حدیث 2

(10) امام جعفر صادق علیہ السلام: نماز میں آئمہؑ کے اسمائے مقدس خوبصورتی کے ساتھ لیا کرو۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ، جلد اوّل، صفحہ 208 و 312، حدیث 1418؛ تہذیب الاحکام، جلد دوم، صفحہ 131، حدیث 506؛ اور صفحہ 326، حدیث 1338؛ وسائل الشیعہ، جلد چہارم، صفحہ 268، باب 14، حدیث 1

(11) امام محمد باقر علیہ السلام: جناب جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے ولا تجھر بصلاتك... (بنی اسرائیل:110) کی تفسیر پوچھی تو آپؑ نے فرمایا: علیؑ کی ولایت کو بلند آواز سے بیان نہ کرو اور وہ نماز میں ہے اور میں نے جو اعزاز و اکرام علیؑ کو دیا ہے اسے بلند آواز سے بیان نہ کرو اور اخفات بھی نہ کرو یعنی خود علیؑ سے یہ باتیں مت چھپاؤ۔ میں نے اسے جو اعزاز و اکرام دیا ہے اس کو اس سے باخبر رکھو اور جہاں تک وابتغ بین ذٰلك... کا تعلق ہے تو خدا یہ کہہ رہا ہے کہ

تم مجھ سے ولایتِ علیؑ کو بلند آواز سے بیان کرنے کا سوال کرتے رہو۔ چنانچہ اللہ نے آپؐ کو غدیرِ خم کے دن اس کی اجازت دے دی تھی۔

حوالہ: تفسیر نور الثقلین، جلد پنجم، صفحہ 294؛ بصائر الدرجات، جلد اوّل، صفحہ 224، تفسیر عیاشی، جلد دوم، صفحہ 319، حدیث 178، 179 اور 180۔ تفسیر الصافی، جلد سوم، صفحہ 228؛ تفسیر البرہان، جلد دوم، صفحہ 453؛ بحار الانوار، جلد نہم، صفحہ 102؛ مستدرک سفینۃ البحار، جلد دوم، صفحہ 144؛ ضمیمۂ قرآن، مقبول دہلوی، صفحہ 906

(12) امام علی رضا علیہ السلام: اللہ فرماتا ہے کہ میں محمدؐ کی نبوت اور علیؑ کی ولایت کے اقرار کے بغیر کسی کا عمل قبول نہیں کروں گا۔

حوالہ: عیون اخبار الرضاؑ، صدوق، جلد دوم، صفحہ 117، باب 31، حدیث 191؛ تفسیر نور الثقلین: جلد دوم، صفحہ 264

(13) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب بھی تم میں سے کوئی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے تو وہ فوراً علیاً امیر المومنین بھی کہے۔

حوالہ: احتجاج طبرسی، جلد اوّل، صفحہ 158؛ مدینۃ المعاجز بحرانی، جلد اوّل، صفحہ 375

(14) امام جعفر صادق علیہ السلام: اللہ فرماتا ہے کہ جو شخص اس بات کی گواہی نہ دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں یا یہ گواہی تو دے لیکن یہ گواہی نہ دے کہ محمدؐ میرے بندے اور رسول ہیں یا یہ گواہی تو دے لیکن اس کی گواہی نہ دے کہ علیؑ بن ابی طالبؑ میرے خلیفہ ہیں یا یہ گواہی تو دے لیکن اس کی گواہی نہ دے کہ اس کی اولاد میں ائمہؑ میری حجت ہیں تو اس نے میری نعمت کا انکار کیا اور میری عظمت کو کم ترجانا اور آیات و کتب کا انکار کیا۔ پس اگر مجھے ندا دے گا تو اس کی آواز نہ سنوں گا۔ اگر دُعا کرے گا تو اس کی دُعا قبول نہ کروں گا اور اگر مجھ سے اُمید رکھے گا تو اس کی امید قطع کردوں گا۔ یہی میری طرف سے اس کی جزا ہے اور میں اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔

حوالہ: کمال الدین وتمام النعمۃ شیخ صدوق، جلد اوّل، صفحہ 202، غایۃ المرام بحرانی، جلد سوم، صفحہ 111، باب 46، حدیث 12

(15) امیر المومنین علیہ السلام: یاد رکھو کہ محمدؐ کی نبوت اور میری ولایت ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہیں جس نے میری ولایت کا اقرار نہ کیا اسے محمدؐ کی نبوت کا اقرار کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

حوالہ: القطرہ من بحار، جلد اوّل، صفحہ 196؛ بحار انوار، جلد 26، صفحہ 3؛ مشارق انوار الیقین، صفحہ 274

(16) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جب مومن نماز میں امیر المومنینؑ پر درود بھیجتا ہے تو خدا فرماتا ہے جس طرح تُو نے اس پر درود بھیجا ہے اسی طرح میں تجھ پر درود بھیجوں گا اور اس کو تیرا شفیع کروں گا جیسا کہ تُو نے اس سے شفاعت طلب کی ہے۔

حوالہ: تفسیر حسن عسکری، صفحہ 460؛ بحارالانوار، جلد 80، صفحہ 316؛ اسرار الصلوٰۃ آقا جواد تبریزی، صفحہ 278

(17) امام جعفر صادق علیہ السلام: درود نماز کی تکمیل ہے پس جو کوئی نماز تو پڑھے مگر آنحضرتؐ پر عمداً درود ترک کر دے تو اس کی کوئی نماز نہیں ہے (یعنی نماز باطل ہے)۔

حوالہ: وسائل الشیعہ، جلد چہارم، صفحہ 333، باب 10، حدیث 1 اور 2

نوٹ: تشہد میں شہادتِ ثالثہ کی تحقیق کے لیے کتاب کے آخر میں عنوان ''تحقیق در شہادتِ ثالثہ فی الصلوٰۃ'' کی طرف رجوع کریں

سلام کے احکام

(1) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و امیر المومنین علی علیہ السلام و امام زین العابدین علیہ السلام: نماز کی ابتداء وضو سے ہوتی ہے اس کی تحریم (جس سے حلال چیزیں حرام ہوتی ہیں) تکبیرۃ الاحرام سے اور تحلیل (جس سے وہ حرام چیزیں دوبارہ حلال ہوتی ہیں) سلام سے ہوتی ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 69 حدیث 02؛ مستدرک الوسائل جلد پنجم صفحہ 21 حدیث 5264؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 337 باب 1 حدیث 1؛ مناقب ابن شہرآشوب جلد چہارم صفحہ 130؛ الہدایہ شیخ صدوق صفحہ 31

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب بھی خدا اور رسولؐ کا ذکر کرو تو یہ نماز میں سے ہے اور جب کہو گے: السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین۔ تو نماز سے فارغ ہو جاؤ گے۔ (یعنی یہ سلام نماز کا خاتمہ ہے)

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 111 باب 29 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 316 حدیث 1293؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 344 باب 04 حدیث 1؛ الشہادۃ الثالثہ از شیخ محمد السند صفحہ 530؛ جامع احادیث الشیعہ جلد پنجم صفحہ 347 حدیث 3355؛ الحدائق الناضرۃ جلد ہشتم صفحہ 488

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص پیشنماز کے پیچھے سلام پڑھنا بھول جائے تو اس کے لیے پیشنماز کا سلام پڑھ لینا کافی ہے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 316 حدیث 2931؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 343 باب 3 حدیث 3

(4) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص تشہد سے پہلے (یا نماز میں کسی بھی جگہ) السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین کہہ دے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی (کیونکہ یہ سلام نماز کا خاتمہ ہے)

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 316 حدیث 1290؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 344 باب 04 حدیث 6؛ الخصال صفحہ 50 حدیث 59

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر فراغت سے پہلے فریضہ نماز میں ادھر ادھر منہ پھیر لے تو اگر (قبلہ سے) بہت زیادہ انحراف کیا تو نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا اور اگر تشہد پڑھ لیا (یعنی السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین پڑھ لیا) تو پھر اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 323 حدیث 1322؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 343 باب 3 حدیث 4؛ استبصار جلد اول صفحہ 405 حدیث 1547

سلام کی کیفیت

(6) امام علی رضا علیہ السلام: سلام یوں پڑھو:

السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته

السلام علیك وعلی اهل بیتیك الطیبین

السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین

پھر اگر کوئی دائیں یا بائیں ہے تو دونوں طرف اور اگر کوئی نہیں ہے تو قبلہ کی طرف ہو کر سلام کرو۔ (یعنی السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ)

حوالہ: فقہ الرضاؑ صفحہ 109؛ مستدرک الوسائل جلد پنجم صفحہ 22 حدیث 5268؛ بحار الانوار جلد 81 صفحہ 209؛ جامع احادیث الشیعہ جلد پنجم صفحہ 332 حدیث 3312؛ الشہادۃ الثالثہ از شیخ محمد السند صفحہ 562؛ مستند الشیعہ جلد پنجم صفحہ 336

(7) امام محمد باقر علیہ السلام: سلام یوں پڑھو:

السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته

السلام علی محمد بن عبد الله خاتم النبیین

السلام علی الائمة الراشدین المهدیین

السلام علی جمیع الانبیاء الله ورسله وملائکته

السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین

پھر قبلہ رُخ رہ کر سلام پڑھو (یعنی کہو: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ)

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 212 حدیث 944

(8) امیر المومنین علیہ السلام: سلام کے بعد تین بار ہاتھ اُٹھا کر تکبیر کہنی چاہیے۔

حوالہ: من لایحضرہٗ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 213 حدیث 945

نوٹ: سلام کے جملوں کی تحقیق کے لیے کتاب کے آخر میں عنوان ''تحقیق در ذکر المعصومینؑ فی الاسلام'' کی طرف رجوع کریں۔

تعقیباتِ نماز کے احکام

(1) امام محمد باقر علیہ السلام: واجب نماز کے بعد دعا کرنا نافلہ نماز سے افضل ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 117 باب 31 حدیث 05؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 104 حدیث 392؛ مستدرک الوسائل جلد پنجم صفحہ 32 حدیث 5293؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 349 باب 04 حدیث 1

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: نماز فریضہ کے بعد زانو بدلنے سے پہلے تسبیح فاطمہؑ پڑھنا چاہیے اس سے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور اس کی ابتداء اللہ اکبر سے کرنی چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 117 باب 31 حدیث 06؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 214 حدیث 946؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 105 حدیث 395؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 350 باب 07 حدیث 1؛ ثواب الاعمال صفحہ 196

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: تسبیح فاطمہؑ کی کیفیت اس طرح ہے:

اللہ اکبر 34 مرتبہ الحمد للہ 33 مرتبہ سبحان اللہ 33 مرتبہ

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 118 باب 31 حدیث 9؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 213 حدیث 945 (بروایت حضرت امیرؑ)؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 106 حدیث 401؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 352 باب 10 حدیث 2

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: خاکِ شفاء پر تسبیح کرنا افضل ترین ہے۔

حوالہ: مکارم الاخلاق صفحہ 281 اور 302؛ احتجاج طبرسی (عربی) صفحہ 489؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 358

باب 16 حدیث 1 تا 7

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر تسبیح فاطمہؑ میں شک ہو جائے (کہ پڑھی ہے یا نہیں یا تعداد میں شک ہو جائے) تو اس کا اعادہ کرنا چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 118 باب 30 حدیث 18؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 2362 باب 21 حدیث 2

(6) امیر المومنین علیہ السلام: تسبیح فاطمہؑ پڑھ کر جب فارغ ہوں تو یوں کہنا چاہیے:

اللھم انت السلام ومنكَ السلام ولك السلام واليك يعود السلام سبحان ربّك رب العزة عما يصفون وسلام على المرسلين والحمد لله رب العالمين السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته السلام على الائمة الهادين المهديين السلام على جميع الانبياء الله ورسله وملائكته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين.

پھر آئمہ طاہرینؑ پر ایک ایک کر کے سلام کرنا چاہیے اس کے بعد جو چاہے دعا مانگی جائے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 214 حدیث 947؛ فقہ الرضاؑ صفحہ 110 (تھوڑے فرق کے ساتھ)

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھنا تکمیل ایمان کا باعث ہے:

رضيت بالله ربا وبمحمدٍ نبيا وبالاسلام دينا وبالقرآن كتابا وبالكعبة قبلة وبعلى وليا وامام وبالحسن والحسين والائمة صلوات الله عليهم اللهم انى رضيت بهم آئمة فارضنى لهم انّكَ على كلّ شئٍ قدير

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 109 حدیث 412؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 362 باب 20 حدیث 1

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو یوں کہو:

اللھم انى ادينك بطاعتك وولا يتك وولاية رسولك وولاية الائمة من اولهم الى آخر هم (اور ایک ایک کر کے تمام اماموں کے نام لیں) اللھم انى ادينك بطاعتهم وولا يتهم والرضا بما فضلتهم به۔

حوالہ: مستدرک الوسائل جلد پنجم صفحہ 62 حدیث 5367؛ فلاح السائل علی بن طاؤس صفحہ 168 (معمولی فرق کے ساتھ)

(9) امام محمد باقر علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام: نماز فریضہ کے بعد دشمنانِ دین اور دشمنانِ محمدؐ و آلِ محمدؐ پر نام بنام لعنت کرنی چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد دوم صفحہ 342 حدیث 10؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 321 حدیث 1313؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 361 باب حدیث 1 اور 2

نوٹ: تعقیبات نماز کے سلسلے میں انہی روایات پر اکتفا کیا جارہا ہے۔ جواذکار اور دعائیں ذکر ہوئی ہیں ان کا پڑھنا افضل ہے لیکن اگر ان کے علاوہ بھی پڑھیں تو وہ بھی درست ہے، نماز کے بعد دعا مانگنا بہت ضروری ہے وہ جو چاہے مانگیں اسی طرف تسبیح فاطمہؑ کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے اس کے علاوہ نماز کے بعد تولا اور تبرا کا بھی حکم ہوا ہے جیسا کہ ہم نقل کر چکے ہیں کہ آئمہؑ سے اظہار محبت اور ان کی ولایت کی گواہی دینا اور ان کے دشمنوں پر نام بنام لعنت بھیجنا سنت ہے۔ اگر کوئی شخص یہ دعائیں یاد نہ کر سکے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ وہ جو دعائیں چاہے پڑھے لیکن جو کچھ نقل ہوا اگر یہ ہو یا اس کے مطابق ہو تو زیادہ بہتر ہے۔

سجدۂ شکر کے احکام

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: سجدۂ شکر ہر مسلمان پر واجب ہے اس سے نماز پوری ہوتی ہے اور خدا راضی وخوش ہوتا ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 224 حدیث 979

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب کوئی شخص نعمت کے حصول پر سجدۂ شکر بجالائے جب کہ وہ باوضو ہو تو اس کے نامۂ اعمال میں دس نمازوں کا ثواب درج کیا جاتا ہے اور اس کے دس بڑے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 386 باب 1 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 218 حدیث 971

(3) امام علی نقی علیہ السلام: جب سجدۂ شکر کرو تو دونوں کہنیوں، سینہ اور پیٹ کو زمین سے ملا دو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 390 باب 4 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 85 صفحہ حدیث 312؛ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 324 حدیث 15

(4) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: جب سجدۂ شکر میں جاؤ تو یوں کہو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُشۡھِدُكَ وَ اُشۡھِدُوۡا مَلَائِكَتَكَ وَ اَنۡبِیٰٓئَكَ وَ رَسُوۡلَكَ وَجَمِیۡعًا خَلۡقِكَ اَنَّكَ اَنۡتَ لَهٗ رَبِّیۡ وَالۡاِسۡلَامَ دِیۡنَ وَ مُحَمَّداً نَبِیاً وَ عَلِیّاً وَالۡحَسَنَ وَ الۡحُسَیۡنَ وَ عَلِیَّ بۡنَ الۡحُسَیۡنَ وَ محمد بن علی و جعفر بن محمد و موسٰی بن جعفر و علی بن موسٰی و محمد بن علی و علی بن محمد والحسن بن علی و الحجة

ابن الحسن بن علی آئمّةٍ بهم اتولی وَمِنْ أَعْدَائِهِمْ أَتَبَرَاءُ اَللّٰهُمَّ اِنِّی اُنْشُدُكَ دَمِ المظلوم۔

بعدازاں تین باریوں کہو:

اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُنْشِدُكَ بِاَیْوائِكَ عَلٰی نَفْسِكَ وَأَعْدَائِكَ لِتُهْلِكَنَّهُمْ بِأَیْدِیْنَا وَ اَیْدِیْ الْمُؤْمِنِیْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُنْشِدُكَ بِاَیْوائِكَ عَلٰی نَفْسكَ الْأَوْلِیَائِكَ لِتَظْفَرَنَّهُمْ بِعَدُوّك وَعَدُوِّهِمْ اَنْ تُصَلِّیْ عَلٰی مُحَمَّدٍا وَعَلَی الْمُسْتَحْفِظِیْن من آل مُحَمَّدٍ

بعدازاں تین باریوں کہو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْیُسْرَ بَعْدَ الْعُسْرَ

پھر دایاں رخسار زمین پر رکھ کر یہ دعا پڑھو:

یَا کَهْفِیْ حِیْنَ تُعْیِیْنِیْ الْمَذَاهِبُ وَ تَفِیْقُ علی الارض بما رَحبَتْ یَا مَارِئُ خَلْقِیْ رَحْمَةً لِیْ وَ کُنْتَ عَنْ خَلْقِیْ غَنِیًّا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ و علی المستعحفِظِیْن مِنْ آلِ مُحَمَّدا

بعدازاں بایاں رخسار زمیں پر رکھو اور یہ دعا پڑھو:

یَامُذِلَّ کُلَّ جَبَّار وَیَامُعِزَّ کُلِّ ذَلِیْلٍ قَدْ وَعِزَتِكَ بَلَغَ مَجْهُوْدِیْ فَرِجْ عَنِّیْ

بعدازاں پیشانی سجدے میں رکھو اور سوبار یہ کہو: شُکْرًا شُکْرًا

پھر اپنی حاجت کا سوال کرو جو انشاء اللہ پوری ہوگی۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلداوّل صفحہ 221 حدیث 967؛ فروع کافی جلددوم صفحہ 93 باب 24 حدیث 17؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 391 باب 06 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلددوم صفحہ 110 حدیث 416

(5) **امام جعفر صادق علیہ السلام: سجدہ شکر میں کم از کم تین بار شکر للہ کہنا کافی ہے۔**

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلداوّل صفحہ 224 حدیث 978؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 386 باب 1 حدیث 2

(6) **امام جعفر صادق علیہ السلام: سجدۂ شکر میں اپنا دایاں اور بایاں رخسار بھی زمین پر لگانا چاہیے۔**

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلداول صفحہ 223، حدیث 974؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 389 باب 03 حدیث 2

توضیح:

سجدہ شکر کے لیے کافی دُعائیں وارد ہوئی ہیں سب کو نقل کرنا ناممکن ہے۔ سجدۂ شکر میں صرف شکر اً للہ کہہ دینا

بھی کافی ہے۔اوراس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ انسان سجدۂ میں جائے تومذکورہ بالا دُعا پڑھے یا کوئی بھی دُعا پڑھے پھر دایاں رخسار زمین پر رکھے اور مذکورہ بالا دعا یا کوئی بھی دعا پڑھے پھر بایاں رخسار زمین پر رکھے اور کوئی بھی دعا پڑھے پھر پیشانی (دوبارہ) زمین پر رکھے اور کم از کم تین بار اور زیادہ سے زیادہ جتنا چاہے شکراً للہ یاعفوا للہ پڑھے۔مختصر یہ کہ سجدۂ شکر کے لیے کوئی مخصوص ذکر نہیں ہے۔صرف سجدہ میں سجدۂ شکر کی نیت سے سر زمین پہ رکھ دینا بھی کافی ہے۔

نماز میں سہو کے احکام

(1) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص ابتدائی تکبیر (تکبیرۃ الاحرام) بھول جائے تو وہ نماز کا اعادہ کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 126 باب 33 حدیث 1، 2؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 115 باب 02 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 143 حدیث 557؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 351 حدیث 1326

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس شخص نے قرأت کو عمداً ترک کیا وہ اپنی نماز کا اعادہ کرے اور جو قرأت کرنا بھول گیا تو اگر اس کو رکوع میں جانے سے قبل یاد آ جائے تو اس کو چاہیے کہ پڑھ لے اور اس کے بعد رکوع میں جائے لیکن اگر رکوع میں جانے کے بعد یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 127 باب 34 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 157 باب 29 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 233 حدیث 1005

(3) امام علی رضا علیہ السلام: اگر پہلی دو رکعتوں میں شک ہو جائے تو نماز کا اعادہ کرو۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 131 باب 37 حدیث 4

(4) امام محمد باقر علیہ السلام و امام علی رضا علیہ السلام: اگر کوئی شخص پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرنا بھول جائے اور آخری دو رکعتوں میں یاد آئے تو وہ جو کچھ بھول کر چھوڑ گیا تھا اسے آخری رکعتوں میں پورا کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 233 حدیث 1003؛ فروع کافی جلد دوم صفحہ 131 باب 37 حدیث 04

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس شخص کو بحالت قیام شک ہو کہ رکوع کیا ہے یا نہیں تو اس کو چاہیے کہ دوبارہ رکوع کرے اور پھر سجدے میں جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 129 باب 35 حدیث 1

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص پہلی رکعت میں قرأت کرنا بھول جائے تو اس کو چاہیے کہ دوسری رکعت میں قرأت

کرے اور اگر دوسری رکعت میں بھول جائے تو تیسری میں قرأت کرے اور اگر پوری نماز میں قرأت بھول جائے تو اگر صرف رکوع اور سجود درست کرے تو اس کی نماز ہوگی۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 233 حدیث 1004

(7) امام محمد باقرؑ و امام موسیٰ کاظمؑ: اگر ایک شخص دو رکعت نماز واجب پڑھتا ہے اور پھر بھول کر تیسری کے لیے کھڑا ہو جاتا ہے تو اگر رکوع نہیں کیا تو بیٹھ جائے اور اپنی نماز قائم کرے اور اگر رکوع تک یاد نہ آئے اور بعد میں یاد آئے تو نماز کو جاری رکھے اور سلام کے بعد بیٹھ کر دو سجدہ سہو بجالائے اور سجدے میں یہ کہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ وَ بِاللّٰہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَ آلِ مُحَمَّد

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 140 باب 41 حدیث 5,2

(8) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر یہ شک ہو کہ دوسری رکعت ہے یا چوتھی تو سلام پڑھ کر نماز ختم کرے اور پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز احتیاط پڑھے اور قرأت میں صرف الحمد پڑھے اور سلام پڑھ کر نماز تمام کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 131 باب 37 حدیث 03 اور صفحہ 134 باب 39 حدیث 03

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر شک تیسری اور چوتھی رکعت میں ہو تو سلام پڑھ کر نماز ختم کرے پھر دو رکعت چار سجدوں کے ساتھ پڑھے اور صرف سورۃ الحمد پڑھے اور مختصر تشہد۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 133 باب 39 صفحہ 2

(10) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر تیسری اور چوتھی رکعت میں شک ہو لیکن تیسری پر گمان غالب ہو تو کھڑے ہو کر چوتھی رکعت بجالائے یہ اس کے لیے کافی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 134 باب 39 حدیث 3

(11) امام جعفر صادق علیہ السلام: انسان کو اگر یہ یاد نہ رہے کہ اس نے چار رکعت پڑھی ہیں یا پانچ تو اسے چاہیے کہ نماز تمام کرنے کے بعد دو سجدۂ سہو کرے اور ان کے بعد سلام پڑھ لے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 137 باب 40 حدیث 3

(12) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر یقین ہو کہ نماز واجب میں ایک رکوع زیادہ ہو گیا ہو تو اس کو شمار نہ کرے اور نماز کو آگے بڑھائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 129 باب 35 حدیث 3

(13) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب بھی چار رکعتی نماز کی رکعتوں میں شک ہو تو (اگر گمان برابر جاتا ہو تو) اکثر پر بنا رکھے (یعنی یہ گمان کرے کہ یہ چوتھی رکعت ہے) اور سلام کے بعد جس قدر کمی کا خیال ہوا سے نماز احتیاط کے ذریعے پورا کرے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 270 اور 273 باب 08 اور 10 حدیث 1 اور 2 ؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 225 حدیث 992

(14) امام العصر علیہ السلام: ایک شخص نے نماز ظہر پڑھی اور نماز عصر شروع کی جب اس کی دو رکعت پڑھ چکا تو اُسے یقین ہو گیا کہ اس نے ظہر کی نماز بھول کر صرف دو رکعت پڑھی تھی تو اسے چاہیے کہ نیت بدل لے اور اس نماز کو ظہر کی نماز قرار دے اور مزید دو رکعت پڑھ کر اسے مکمل کرے اور اس کے بعد عصر کی نماز پڑھے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 276 باب 12 حدیث 1؛ احتجاج طبرسی (عربی) صفحہ 488

(15) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر ایک شخص کو کچھ سوجھتا ہی نہیں اور اسے بالکل کچھ بھی معلوم نہیں کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اور کتنی باقی ہیں تو اس کو نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 278 باب 15 حدیث 4,3؛ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 358 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 188 حدیث 747

(16) امام جعفر صادق علیہ السلام و امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی شخص ایک سجدہ ادا کرنا بھول گیا ہو اور اسے حالت قیام میں یاد آئے تو اگر وہ رکوع میں نہیں گیا ہے تو سجدہ بجا لائے اور اگر رکوع یا اس کے بعد یاد آئے تو نماز میں مشغول رہے البتہ جب سلام پھیر چکے تو اس سجدے کی قضا کرے۔ اور اس پر سجدہ سہو نہیں ہے۔ البتہ اگر دونوں سجدے بھول جائے تو نماز کا اعادہ کرے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 310 باب 14 حدیث 4 اور 5؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 228 حدیث 1008؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 152 حدیث 598

(17) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب انسان ایک حالت سے نکل جائے اور دوسری حالت میں داخل ہو جائے اور پھر پہلی حالت میں شک ہو تو اس شک کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 285 باب 23 حدیث 1، 3؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 352 حدیث 1459 اور 1426

(18) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس شخص کو نماز پڑھ چکنے کے بعد شک پڑے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 290 باب 27 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 348 حدیث 1443؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 369 حدیث 1404

(19) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر آدمی اپنی نماز کی رکعتوں کو ہاتھ میں کنکریاں لے کر یا انگوٹھی کو ادلنے بدلنے سے شمار کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 290 باب 28 حدیث 1 تا 3؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 348 حدیث 1444؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 166 حدیث 777 اور صفحہ 224 حدیث 987

الاکمال

وہ مقامات جہاں نماز کا اعادہ کرنا ہے:

1- افتتاح تکبیر (تکبیرۃ الاحرام) جب رکوع تک یاد نہ آئے۔
2- جب پہلی دو رکعات میں سہو ہو جائے کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو۔
3- مغرب یا صبح کی نماز میں سہو ہو جائے۔
4- جب انسان بالکل ہی بھول جائے کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔
5- جب انسان نماز تمام ہونے سے پہلے بھول کر مصلے سے ہٹ جائے۔
6- جب دونوں سجدے یا دونوں رکوع بھول جائے۔

وہ مقامات جہاں اعادۂ نماز نہیں۔ ہے بلکہ دو سجدۂ سہو ہیں:

1- جب انسان دو رکعتوں کے بعد بھول کر سلام پڑھ لے یا کلام کرے بغیر اس کے کہ اپنا رخ پھیرے اور قبلے سے منحرف ہو۔
2- جب کوئی تشہد بھول جائے اور دو رکعتوں کے بعد نہ بیٹھے اور تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے اسے یاد نہ آئے تو اس کو چاہیے کہ دو سجدۂ سہو بجا لائے اور نماز سے فارغ ہوتے ہی تشہد پڑھ لے۔
3- جو شخص نہ جانے کہ چار رکعت پڑھی ہیں یا پانچ تو دو سجدۂ سہو بجا لائے۔
4- جب انسان نماز کے کسی حصے میں بھول کر ایسا کلام کرے جو مناسب نہ ہو مثلاً کوئی حکم دے یا وعدہ کرے تو اس پر دو سجدۂ سہو ہیں۔

وہ مقامات جہاں نہ اعادہ ہے اور نہ سجدۂ سہو:

1- ایسی صورت میں جبکہ انسان بھول کر جہاں بیٹھنا ہے وہاں کھڑا ہو جائے اور جہاں کھڑا ہونا ہے وہاں بیٹھ جائے اور قبل اس کے کہ وہ دوسری حالت میں داخل ہو یاد آ جائے تو وہ نماز کو جاری رکھے اس میں سہو نہیں ہے۔

2- سہو میں سہو نہیں ہے یعنی انسان یہ بات ہی بھول جائے کہ وہ بھول گیا ہے۔

3- نماز پڑھ چکنے کے بعد اگر کوئی شک واقع ہو تو اس کا کوئی شمار نہیں۔

4- وہ صورت کہ انسان پہلی دو رکعتوں کے بعد سلام پڑھ لے اور پھر یاد آئے اور کلام کرنے سے قبل نماز پوری کرے تو اس پر سہو نہیں ہے۔

5- جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو اس پر سوائے تکبیرۃ الاحرام کے اور کوئی سہو نہیں ہے۔

6- نافلہ نمازوں میں سہو کا اعتبار نہیں ہے اور نہ سجدۂ سہو ہے۔

نوٹ: مذکورہ بالا تمام احکام سہو کا خلاصہ فروع کافی کتاب الصلوٰۃ سے اخذ کردہ ہے۔

مبطلاتِ نماز کے احکام

(1) محمد باقرؑ و جعفر صادقؑ۔ نماز چار چیزوں سے باطل ہو جاتی ہے: (1) پاخانہ (2) پیشاب (3) ریح (4) کلام۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 155 باب 44 حدیث 04؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 517 باب 1 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 331 حدیث 1362؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 400 حدیث 1030

2۔ امام جعفر صادق علیہ السلام: قہقہہ لگانے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 154 اور 155 باب 44 حدیث 1 اور 06

3۔ امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر نماز میں کسی کی نکسیر پھوٹ پڑی تو اگر پانی اس کے دائیں بائیں یا پچھلی جانب ہو تو قبلہ سے انحراف کئے بغیر خون کو دھوڈالے اس کے بعد جہاں سے نماز چھوڑی تھی وہیں سے شروع کر دے اور اگر وہاں پانی نہ ہو اور اس کی تلاش میں قبلہ سے منہ پھیرنا پڑے تو پھر نماز کا اعادہ کرے اور قے کا بھی یہی حکم ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 239 حدیث 1056؛ فروع کافی جلد دوم صفحہ 154 باب 44 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 519 باب 02 حدیث 1

4۔ امام جعفر صادق علیہ السلام: نماز واجب کے دوران انسان اگر کسی اور کی طرف متوجہ ہو جائے اور وہ التفات بے ہودہ ہو تو

نماز کا اعادہ واجب ہو جاتا ہے لیکن اگر تشہد پڑھ لیا ہے تو پھر اعادہ کی ضرورت نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 146 باب 44 حدیث 10؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 522 باب 3 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 323 حدیث 1322

(5) امام محمد باقر علیہ السلام: نماز میں ادھر اُدھر دیکھنا یا اپنی انگلیاں چٹخانا مکروہ ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 157 باب 44 حدیث 12؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 522 باب 03 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 199 حدیث 781؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 405 حدیث 1544

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: نماز گزار کے سامنے سے کتا، گدھا، عورت یا کوئی بھی چیز گزر جائے تو نماز باطل نہیں ہوتی۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 156 باب 44 حدیث 10؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 523 باب 04 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 323 حدیث 1319

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر نمازی جنت یا دوزخ کو یاد کر کے روئے تو یہ افضل ترین عمل ہے لیکن اگر کسی مرنے والے کو یاد کر کے روئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 524 باب 5 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 317 حدیث 1295؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 408 حدیث 1558

(8) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: نماز میں آنکھیں بند کرنا مکروہ ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 525 باب 06 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 314 حدیث 1280

(9) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی شخص بھول کر نماز میں ناخنوں کو یا داڑھی کو قینچی سے کاٹے تو کوئی حرج نہیں لیکن جان بوجھ کر ایسا نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ عبث کام ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 546 باب 34 حدیث 2,1؛ قرب الاسناد صفحہ 88

(10) امام محمد باقر علیہ السلام: دو چیزیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے لوگ اپنی نمازوں کو باطل کرتے ہیں: (1) تبارك اسمك و تعالیٰ جدك۔ کیونکہ یہ وہ قول ہے جو جنوں نے کہا تھا۔ (2) اَلسَّلَام عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِیْنَ کا بے محل کہنا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 543 باب 29 حدیث 1؛ الخصال صفحہ 50 حدیث 59

توضیح:

پہلی چیز کو ثناء کہتے ہیں جو کہ غیر شیعہ حضرات اپنی نمازوں میں پڑھتے ہیں اور دوسری کو تحلیل کہتے ہیں جسے سلام کے وقت پڑھا جاتا ہے اگر اس کو سلام سے پہلے پڑھ دیا جائے تو نماز وہیں پر ختم ہو جائے گی۔

(11) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص نماز میں عمداً کلام کرے تو اس کی نماز باطل ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 541 باب 25 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 233 حدیث 1029

(12) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص حالت نماز میں سانپ یا بچھو (یا کسی اور موذی جانور) کو دیکھے تو نماز قطع کرے اور ان کو مار دے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 158، 159 باب 46 حدیث 1، 5؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 436 باب 19 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 241 حدیث 1067؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 330 حدیث 1358

(13) امام جعفر صادق علیہ السلام: دوران نماز پسو، مچھر، کھٹل یا مکھی مارنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 159 باب 46 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 241 حدیث 1070؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 537 باب 20 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 330 حدیث 13590؛ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 367 حدیث 02

(14) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی اپنا تھیلا یا سامان بھول جاتا ہے جس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو اس کو چاہیے کہ نماز قطع کر دے چاہے فرض نماز ہی ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 159 باب 46 حدیث 3؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 241 حدیث 1071؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 538 باب 21 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 330 حدیث 1360

(15) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر نمازی پر کوئی چوپایا حملہ کر دے یا اس کا چوپایا بھاگ جائے یا اس کے بھاگ جانے کا اندیشہ ہو یا کسی مصیبت میں پھنسنے کا خوف ہو تو اسے چاہیے کہ نماز قطع کر دے اور پہلے خود کو مصیبت سے بچائے۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات۔

(16) امام جعفر صادق علیہ السلام: نماز میں کراہنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے کیونکہ کراہنا بمنزلہ کلام کرنے کے ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 232 حدیث 1029؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 541 باب 25 حدیث 2

(17) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی شخص دوران نماز بدن کے کسی حصّے میں کھجلی محسوس کرے اور پھر کھجلے تو کوئی حرج نہیں اسی طرح اگر کوئی چیز اسے اذیت پہنچا رہی ہو یا اس کا برا ذائقہ اسے محسوس ہو رہا ہو اور وہ اپنے دانت یا منہ کے اندرونی حصّے کو چھوئے تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر نماز پڑھتے ہوئے پیٹ میں یا جسم کے کسی اور حصّے میں تکلیف محسوس ہو اور وہ وہاں ہاتھ رکھے یا اسے دبائے تب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 543 باب 28 حدیث 1 تا 4؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 241 حدیث 1069

(18) موسیٰ کاظمؑ۔ اگر کوئی شخص دوران نماز کسی کا کلام سننے کے لیے خاموش ہو جائے تو اگرچہ اس سے نماز باطل نہیں ہوتی لیکن یہ بات نماز میں نقص اور کمی کا باعث ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 529 باب 10 حدیث 3؛ قرب الاسناد صفحہ 93

(19) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر نمازی دوران نماز مومن بھائی کی چھینک سنے تو "الحمد للہ" کہے اور محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجے اور اگر خود کو چھینک آ جائے تب بھی "الحمد للہ" کہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 158 باب 45 حدیث 2،3؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 535 باب 18 حدیث 1،2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 322 حدیث 1367

(20) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر نماز کے دوران کوئی آنے والا شخص نمازی کو سلام کرے تو اسے چاہیے کہ "سلام علیکم" کہہ کر جواب دے اور "وعلیکم السلام" نہ کہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 157 باب 45 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 533 باب 16 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 328 حدیث 1348

(21) امام محمد باقر علیہ السلام: ان چھ پر سلام کرنا مکروہ ہے۔ (1) یہودی۔ (2) نصرانی۔ (3) نمازی۔ (4) رُسوا و خوار شخص۔ (5) پاخانہ کرنے والا۔ (6) حمام میں نہانے والا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 534 باب 17 حدیث 1؛ الخصال صفحہ 484 حدیث 57

(22) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو مرد یا عورت پیشاب یا پاخانہ روک کر نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے اور ایسا شخص اس طرح ہے جیسے اس کے کپڑے پر پیشاب یا پاخانہ لگا ہوا ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 626 باب 08 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 333 حدیث 1372

(23) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص اپنی نماز میں کسی ضرورت کا اظہار چاہے تو اپنے سر سے یا اپنے ہاتھ سے اشارہ کرے یا "سبحان اللہ" کہے اور عورت اپنا ہاتھ مار کر ظاہر کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 155 باب 44 حدیث 07؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 527 باب 09 حدیث 02؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 242 حدیث 1075؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 324 حدیث 1328

(24) امام محمد باقر علیہ السلام: نماز میں جمائی اور انگڑائی لینا مکروہ ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 530 باب 11 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 299 حدیث 1

(25) امام محمد باقر علیہ السلام: نماز میں اپنے ہاتھوں، سر اور داڑھی سے کھیلنا مکروہ ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 531 باب 12 حدیث 5؛ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 299 حدیث 1

(26) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر نمازی دیکھے کہ ایک بچہ آگ کی طرف گھسٹتا ہوا جا رہا ہے یا کسی بکری کو دیکھے جو گھر میں داخل ہو رہی ہو اور اندیشہ ہو کہ وہ گھر کے سامان کو توڑ پھوڑ دے گی تو اسے چاہیے کہ بچے کو آگ میں گرنے اور بکری کو توڑ پھوڑ کرنے سے باز رکھے اور پھر واپس آ کر وہیں سے شروع کرے جہاں سے چھوڑی تھی بشرطیکہ کسی سے کلام نہ کیا ہو اور قبلے سے انحراف بھی نہ کیا ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 538 باب 21 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 333 حدیث 1375

(27) امام جعفر صادقؑ وامام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی عورت نماز پڑھتے ہوئے اپنے روتے ہوئے بچے کو اُٹھائے اور تشہد پڑھتے ہوئے اسے دودھ پلائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن حالت قیام میں جھک کر بچے کو اُٹھانا مکروہ ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 540 باب 24 حدیث 1، 3؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 330 حدیث 1355؛ قرب الاسناد صفحہ 101

☆☆☆

مسافر کی نماز

(1) اللہ تعالیٰ: وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ
ترجمہ: ''اور جب تم سفر پر جاؤ تو تمہارے لیے کوئی حرج نہیں اگر نماز میں قصر کرو''۔
حوالہ: القرآن سورۃ النساء آیت 101

(2) حضور اکرم ﷺ: جو شخص سفر میں قصر نہ کرے تو اس سے اللہ اور اس کا رسولؐ بری ہیں۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 282 حدیث 1272

(3) امام علی رضا علیہ السلام: قصر آٹھ فرسخ پر واجب ہے اس سے کم پر نہیں اس لیے کہ آٹھ فرسخ عامۃ الناس اور قافلوں اور بار برداری کرنے والوں کے ایک دن کی راہ ہے اور ایک دن کی راہ پر قصر واجب ہے اور اگر ایک دن کی راہ پر قصر واجب نہ ہوتا تو پھر ہزار سال کی راہ تک بھی قصر واجب نہ ہوتا۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 289 حدیث 1318؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 407 باب 1 حدیث 1؛ عیون الاخبار الرضاؑ جلد دوم صفحہ 113 حدیث 1؛ علل الشرائع صفحہ 266 حدیث 9

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: نماز ایک دن کی مسافت پر قصر ہو جاتی ہے اور یہ دو برید ہے اور وہ آٹھ فرسخ ہے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 408 باب 1 حدیث 8؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 207 حدیث 492؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 222 حدیث 786

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: قصر کی حد چوبیس (شرعی یا ہاشمی) میل ہے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 408 باب 1 حدیث 11؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 280 حدیث 1465 (بروایت حضور اکرمؐ قدرے مختلف)؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 221 حدیث 647

توضیح:

شرعی میل یا ہاشمی میل انگریزی میل سے قدرے بڑا ہوتا ہے۔ یہ کل فاصلہ تقریباً چوالیس کلومیٹر بنتا ہے اور یہی فاصلہ دو برید ہے اور یہی فاصلہ آٹھ فرسخ ہے جب کل فاصلہ چوالیس کلومیٹر ہو جائے تو نماز قصر ہو گی۔ وہ چوالیس کلومیٹر چاہے صرف

جاتے ہوئے ہوں یا بائیس جانے اور بائیس آنے کے ہوں تب بھی قصر کی جائے گی وضاحت آگے بیان ہوگی مختصر یہ کہ چوالیس کلومیٹر فاصلہ ہوتو نماز کی قصر کرنا واجب ہے۔

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی شخص کا سفر چار فرسخ کا ہو اور اسی دن واپس کا ارادہ ہو تو اس پر بھی قصر واجب ہے اور اگر کسی کا سفر چار فرسخ کا ہو اور اسی دن واپس کا ارادہ نہ ہو تو اس کو اختیار ہے کہ قصر کرے یا پوری نماز پڑھے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 281 حدیث 1268

(7) امام علی رضا علیہ السلام: دو برید پر قصر واجب ہے (چاہے) ایک جاتے ہوئے اور ایک برید آتے ہوئے ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 412 باب 02 حدیث 15؛ عیون اخبار الرضا دوم صفحہ 112 حدیث 101؛ علل الشرائع شیخ صدوقؒ صفحہ 266 حدیث 9

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: قصر اس وقت شروع ہوتا ہے جب مسافر کی آبادی کے مکانات نظر سے چھپ جائیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 256 باب 77 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 281 حدیث 1266؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 418 باب 06 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 12 حدیث 27؛ تہذیب الاحکام چہارم صفحہ 230 حدیث 676

توضیح:

شریعت کی زبان میں اسے "حدترخص" کہتے ہیں اور آبادی سے مراد وہ شہر، قصبہ یا گاؤں ہے جہاں انسان رہتا ہے نہ کہ اس کا محلہ یا گھر۔ آج کے زمانے میں "حدترخص" کی شناخت کوئی مشکل کام نہیں رہا۔ کیونکہ تیز رفتار سواریوں کی وجہ سے یہ فاصلہ بہت جلد طے ہو جاتا ہے۔ اور زمینی سفر کی صورت میں راستے پر لگے سنگ میل سے باخوبی اندازہ ہوتا رہتا ہے کہ انسان اپنے شہر سے کتنا دور نکل آیا ہے۔ رہے وہ لوگ جو آج کے دور میں بھی جانوروں پر سفر کرتے ہیں تو انہیں بھی اس بات کا اندازہ رہتا ہے کہ وہ اپنی بستی سے کتنا دور نکل آئے ہیں۔ اس لیے یہ مسئلہ بہت واضح ہے اور اس میں بے مقصد الجھنے اور الجھانے کی ضرورت نہیں ہے۔

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی شہر میں جائے اور وہاں دس دن قیام کا ارادہ ہو تو جس وقت پہنچے تو اسی وقت سے پوری نماز پڑھے اور اگر دس دن سے کم کا ارادہ ہو تو نماز قصر پڑھے اور اگر قیام کر رہا ہو اور یہ طے نہ کیا ہو کہ دس دن قیام کرے گا یا نہیں تو نماز قصر پڑھے اگر اس گومگو میں ایک مہینہ پورا ہو جائے تو نماز قصر پڑھتا رہے لیکن

ایک مہینے کے بعد پوری نماز پڑھے چاہے وہ اسی گومگو میں ہی کیوں نہ ہو۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلداول صفحہ 281 حدیث 1269؛ فروع کافی جلد دوم صفحہ 258 باب 78 حدیث 1 (بروایت امام محمد باقرؑ)

(10) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص کہیں جائے اور ارادہ کرے کہ وہاں دس دن قیام کروں گا اور پوری نماز پڑھوں گا تو اگر شہر میں داخل ہونے کے بعد ایک نماز فریضہ پوری پڑھ لے تو اب جب تک وہاں سے نہ نکلے قصر نماز نہیں پڑھ سکتا اور اگر شہر میں اس نیت سے داخل ہو کہ وہاں دس دن قیام کروں گا اور پوری نماز پڑھوں گا اور وہاں جا کر ایک نماز فریضہ بھی پوری نہیں پڑھی تھی کہ اس کا ارادہ بدل گیا کہ یہاں دس دن قیام نہیں کرونگا تو اس صورت میں اسے اختیار ہے خواہ نیت کرلے کہ دس دن قیام کرے گا اور پوری نماز پڑھے گا خواہ دس دن قیام کی نیت نہ کرے اور قصر نماز پڑھے مگر یہ (گومگو کی صورت) صرف ایک ماہ تک ہے ایک ماہ کے بعد ہر صورت پوری نماز پڑھے گا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلداول صفحہ 281 حدیث 1270

(11) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص سفر پر نکلے اور دو فرسخ کے فاصلے یا کچھ سفر کرنے کے بعد نماز کا وقت ہو جائے اور وہ قصر نماز پڑھے لیکن بعد میں کسی ضرورت کی وجہ سے اُسے واپس آنا پڑے اور پھر سفر پر نہ جا سکے تو اس کی قصر پڑھی ہوئی نماز درست ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلداوّل صفحہ 282 حدیث 1271؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 444 باب 23 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 230 حدیث 593؛ الاستبصار جلداول صفحہ 228 حدیث 809

(12) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب کوئی اپنے گھر سے سفر پر نکلے تو قصر شروع کرے اور واپس گھر پہنچنے تک برابر قصر پڑھتا رہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلداول صفحہ 281 حدیث 1267؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 420 باب 07 حدیث 05؛ قرب الاسناد صفحہ 68

(13) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: مسافر اپنے اہل وعیال کے ہاں پہنچنے تک نماز قصر پڑھے گا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلداول صفحہ 284 حدیث 1290؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 420 باب 07 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 222 حدیث 555؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 241 حدیث 863؛ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 434 حدیث 05

(14) امام جعفر صادق علیہ السلام: درج ذیل اغراض سے سفر کرنے والا قصر نہیں کرے گا:
(1) شکار کھیلنے کے لیے سفر کرنے والا۔ (2) خدا کی کسی نافرمانی کے لیے سفر کرنے والا۔ (3) خدا کے کسی نافرمان بندے کی پیغامبری کے لیے سفر کرنے والا۔ (4) دشمن کو تلاش کرنے کی خاطر سفر کرنے والا۔ (5) عداوت کی آگ بجھانے کی خاطر سفر کرنے والا۔ (6) چغلخوری کی خاطر سفر کرنے والا۔ (7) کسی بھی طریقے سے مسلمان کو نقصان پہنچانے کی خاطر سفر کرنے والا۔
حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 92 حدیث 409؛ فروع کافی (عربی) جلد چہارم صفحہ 122 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 421 باب 08 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 219 حدیث 640

توضیح:

مذکورہ بالا مقاصد کی خاطر سفر کرنے والے کے علاوہ بھی چند مقاصد کے نام احادیث میں آئے ہیں جیسا کہ راہزنی کی خاطر سفر کرنے والا وغیرہ۔ مختصر یہ کہ کسی بھی سفر معصیت میں قصر نہیں ہے یعنی کوئی بھی سفر جو حق کے خلاف کیا جائے یا کسی بھی گناہ کی خاطر کیا جائے اس میں قصر نہیں ہے۔

(15) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی شخص اپنے مومن بھائی کی مشایعت (یا استقبال) کرتے ہوئے اس حد تک چلا جائے جہاں قصر و افطار واجب ہو تو وہ قصر کرے گا۔
حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 285 حدیث 1299؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 424 باب 10 حدیث 1

(16) امام محمد باقر علیہ السلام: چار اشخاص پر سفر و حضر دونوں میں پوری نماز پڑھنا واجب ہے: (1) کرایہ پر چوپایا دینے والا۔ (2) کرایہ پر لینے والا۔ (3) چرواہا۔ (4) ڈاکیہ۔ کیونکہ یہ ان کا شغل ہے۔
حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 436 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 282 حدیث 1275؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 425 باب 11 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 215 حدیث 526؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 232 حدیث 828؛ الخصال صفحہ 252 حدیث 122

(17) امام محمد باقر علیہ السلام: سات قسم کے لوگوں پر قصر نہیں ہے۔ (1) ٹیکس وصول کرنے والا جو اس سلسلہ میں گھومتا رہتا ہے (پٹواری یا تحصیل دار وغیرہ)۔ (2) وہ امیر جو عمارت میں چکر لگاتا رہتا ہے۔ (3) وہ تاجر جو چلتا پھرتا کاروبار کرتا

ہے۔(4) چرواہا۔(5) وہ خانہ بدوش جو چراگاہوں کی تلاش میں پھیرتا رہتا ہے۔(6) وہ شکاری جو محض لہو ولعب دنیا کے لیے شکار کی تلاش میں نکلتا ہے۔(7) وہ ڈاکو جو ڈاکہ ڈالنے کی نیت سے سفر کرتا ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 283 حدیث 1281؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 426 باب 11 حدیث 06؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 214 حدیث 524؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 232 حدیث 826؛ تفسیر قمی جلد اول صفحہ 149؛ الخصال صفحہ 403 حدیث 119

(18) امام محمد باقر علیہ السلام: درج ذیل تین لوگوں پر بھی قصر نہیں ہے۔(1) ملاح جو اپنی کشتیوں میں رہتے ہیں۔(2) مکاری (گماشتہ یا سفارت کار)۔(3) شتربان (اونٹ وغیرہ کرائے پر چلانے والے)۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 282 حدیث 1276؛ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 437 حدیث 02؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 425 باب 11 حدیث 03

(19) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی شخص ایسی جگہ جائے جہاں اس کا اپنا گھر نہ ہو اور اس نے بطور وطن قیام نہ کیا ہو تو اس پر لازم ہے کہ قصر کرے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 287 حدیث 1309؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 428 باب 14 حدیث 1

(20) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کسی شخص کا کسی شہر میں مکان یا جائیداد ہے تو اگر وہ وہاں سکونت پذیر ہے تو پھر پوری نماز پڑھے گا اور اگر وہاں سکونت نہیں رکھتا تو پھر قصر کرے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 430 باب 14 حدیث 9؛ تہذیب الاحکام جلد سوم 212 حدیث 518؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 230 حدیث 819

(21) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: جب کوئی شخص کسی جگہ اپنی جائیداد میں جائے تو اگر وہاں (کم از کم) چھ ماہ قیام کر چکا ہے یعنی بطور وطن رہ چکا ہے تو پھر پوری نماز پڑھے لیکن اگر بطور وطن قیام نہ کیا ہو (صرف ملکیت ہو) تو پھر اگر دس دن قیام کا ارادہ ہو تو پوری پڑھے ورنہ قصر کرے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 287 حدیث 1308؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 430 باب 14 حدیث 11؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 213 حدیث 520؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 231 حدیث 821

(22) امام محمد باقر علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام: سفر میں صرف چار رکعتی نماز دو رکعت (یعنی قصر) ہو جاتی ہے مغرب سفر میں بھی تین رکعت ہی ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 280 حدیث 1265؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 435 باب 16 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 13 حدیث 31؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 220 حدیث 778

(23) امام جعفر صادق علیہ السلام: چار مقامات پر قصر کرنے کی بجائے پوری نماز پڑھنا افضل ہے: (1) مکہ۔ (2) مدینہ۔ (3) مسجد کوفہ۔ (4) حائر امام حسینؑ (حرمِ حسینؑ)۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 283 حدیث 1283؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 449 باب 25 حدیث 22

(24) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر نماز قصر کے بعد تیس مرتبہ تسبیحات اربعہ "سبحان اللّٰہ والحمد للّٰہ ولا الہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر" پڑھنا چاہیے اس سے نماز مکمل ہوتی ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 288 حدیث 1312؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 445 باب 24 حدیث 02 بروایت امام رضاؑ؛ عیون اخبار الرضاؑ جلد دوم صفحہ 182 حدیث 05؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 230 حدیث 594 (بروایت امام موسیٰ کاظمؑ)

(25) امام محمد باقر علیہ السلام: جو شخص جتنی نماز بھولے گا اتنی کی ہی قضا دے گا اگر کوئی مسافر قصر نماز بھولا ہے تو وہ قصر کی ہی قضا دے گا چاہے سفر ختم کر کے گھر میں مقیم ہی کیوں نہ ہو جائے اور اگر کوئی مقیم چار رکعت بھولے تو وہ چار رکعت کی ہی قضا دے گا چاہے وہ سفر میں ہی کیوں نہ ہو۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 283 حدیث 1282؛ فروع کافی جلد دوم صفحہ 257 باب 77 حدیث 07

26۔ امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص سفر میں (شرائط پوری ہونے کے بعد) قصر نہ کرے اس کی کوئی نماز نہیں کیونکہ اس نے خدا کے فریضہ میں زیادتی کی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 437 باب 17 حدیث 8؛ الخصال صفحہ 604 حدیث 9

☆☆☆

نماز باجماعت کے احکام

1۔ خدائے تعالیٰ: وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ۝۴۳
ترجمہ: ''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو''۔
حوالہ: القرآن سورۃ البقرہ آیت 43

2۔ امام محمد باقر علیہ السلام: جو شخص بے وجہ جماعت مومنین میں شامل نہ ہو اس کی نماز ہی صحیح نہیں ہے۔
حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 167 باب 48 حدیث 6؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 248 حدیث 1090؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 312 باب 1 حدیث 2

نوٹ: اس حکم کو کوئی واجب نہ سمجھ لے حدیث میں صراحت موجود ہے کہ باجماعت نماز پڑھنا سنت ہے لیکن چونکہ افضل ترین یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ پڑھی جائے اسی لیے سختی سے کہا گیا ہے۔

(3) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا فرادیٰ کی نماز سے پچیس درجے افضل ہے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 314 باب 1 حدیث 12؛ فروع کافی جلد دوم صفحہ 165 باب 48 حدیث 1 (بروایت امام جعفر صادقؑ)

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: جماعت دو آدمیوں سے بھی ہو جاتی ہے لیکن اس صورت میں مقتدی کو چاہیے کہ وہ پیش نماز کی دائیں جانب کھڑا ہو۔
حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 165 باب 48 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 248 حدیث 1094 (بروایت امام محمد باقرؑ) اور صفحہ 254 حدیث 1138؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 318، 319 باب 04 حدیث 1، 03؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 24 حدیث 82

(5) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جو شخص سب سے بہتر ہو اسے امام (پیش نماز) بنانا چاہیے۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 249 حدیث 1101؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 347 باب 26 حدیث 3؛ علل الشرائع صفحہ 326 حدیث 3

6۔ امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر پیش نماز کہیں پر بھول جائے تو پیچھے کھڑے ہوئے شخص کو اس کی مدد کرنی چاہیے یعنی لقمہ دینا چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 167 باب 48 حدیث 7 (بروایت امام محمد باقرؑ)؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 324 باب 7 حدیث 3,1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 34 حدیث 123

7۔ حضور اکرمؐ۔ صفوں میں سے بہتر مردوں کی پہلی صف ہے اور سب سے کم تر آخری صف ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 325 باب 08 حدیث 6؛ امالی شیخ صدوق (عربی) صفحہ 264 حدیث 10

8۔ امام جعفر صادق علیہ السلام: اول وقت میں فرادیٰ نماز پڑھنے سے نماز کو مؤخر کر کے باجماعت پڑھنا افضل ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 250 حدیث 1121؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 326 باب 9 حدیث 1

9۔ امام محمد باقر علیہ السلام: مخالفین کی اقتداء میں نماز پڑھنا دیوار کی اقتداء میں نماز پڑھنے کے مترادف ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 168 باب 49 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 266 حدیث 754؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 326 باب 10 حدیث 1

توضیح:

ان مخالفین سے مراد کوئی ذاتی دشمن نہ سمجھے بلکہ ان سے مراد غیر شیعہ حضرات ہیں یعنی ان کی اقتداء میں نماز نہیں ہو سکتی ہے۔ اگر تقیہ پڑھنی پڑ جائے تو بعد میں فرادی نماز پڑھنی چاہیے یا اس کے پیچھے نیت فرادیٰ نماز کی کر کے پڑھنی چاہیے۔

(10) امام محمد تقی علیہ السلام: جو شخص آئمہ معصومینؑ میں سے کسی ایک کی بھی امامت کو نہ مانتا ہو تو اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جا سکتی ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 250 حدیث 1112؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 327 باب 10 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 28 حدیث 98

(11) امام محمد تقی علیہ السلام اور امام علی نقی علیہ السلام: جو شخص خدا کی جسمانیت کا قائل ہوا ہے نہ تو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے نہ ہی اس کی اقتداء میں نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 250 حدیث 1111؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 328 باب 10 حدیث 9؛

تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 283 حدیث 840؛ التوحید، صدوق، صفحہ 56، باب 6، حدیث 11؛ بحارالانوار، جلد سوم، صفحہ 303، حدیث 39

(12) امام علی رضا علیہ السلام: سوائے اہل ولایت کے کسی کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھی جا سکتی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 328 باب 10 حدیث 11؛ عیون اخبار الرضاؑ جلد دوم صفحہ 123

(13) امام محمد باقر علیہ السلام: جو شخص حضرت علیؑ سے محبت کا اظہار تو کرے مگر ان کے دشمن سے برأت کا اظہار نہ کرے اس کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 251 حدیث 1117؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 327 باب 10 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 28 حدیث 96

(14) امام جعفر صادق علیہ السلام: اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے جسے تم کافر کہتے ہو یا جو تمہیں کافر کہتا ہو۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 251 حدیث 1114؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 327 باب 10 حدیث 7

(15) امام جعفر صادق علیہ السلام: تین اشخاص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے: (1) غالی شخص اگرچہ وہ بھی اس کا قائل ہو جس کے تم قائل ہو۔ (2) وہ شخص جس کا دین واعتقاد معلوم نہ ہو (مجہول الحال)۔ (3) وہ شخص جو چھپا کر نہیں بلکہ لوگوں کے سامنے فسق وفجور کرتا ہو (متجاہر بالفسق) خواہ اپنے اعتقادات میں معتدل ہی کیوں نہ ہو۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 250 حدیث 1110؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 327 باب 10 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 31 حدیث 109

(16) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص موزوں پر مسح کو جائز سمجھتا ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 280 باب 38 حدیث 14؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 328 باب 10 حدیث 14

(17) امیر المومنین علیہ السلام: غیر ختنہ شدہ آدمی کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھی جا سکتی چاہے وہ قرآن کا سب سے بڑا قاری ہی کیوں نہ ہو۔ ہاں اگر اس نے جان کے تلف ہونے کی وجہ سے ختنہ نہ کروایا ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 250 حدیث 1106؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 333 باب 13 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 30 حدیث 108؛ علل الشرائع صفحہ 327 حدیث 1

(18) امام محمد باقر علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام: ان پانچ اشخاص کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔ (1) مبروص (2) مجذوم (3) ولد الزناء (4) جس پر کسی قسم کی حد جاری ہو چکی ہو (سزا یافتہ)۔ (5) اعرابی (جو عموماً مسائل سے کم واقف

ہوتے ہیں) جب تک کہ ترک وطن کر کے آبادی میں نہ آ جائے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 250 حدیث 1104؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 335 باب 15 حدیث 3؛ فروع کافی جلد دوم صفحہ 171 باب 50 حدیث 1

(19) امیر المومنین علیہ السلام: چھے اشخاص ایسے ہیں جن کی اقتداء کرنا جائز نہیں: (1) ولد الزناء۔ (2) مرتد۔ (3) ہجرت کے بعد اعرابی (یعنی دیہاتی جنگلی بن جانیوالا)۔ (4) شرابی (شارب الخمر)۔ (5) جس پر حد جاری ہو چکی ہو (سزا یافتہ)۔ (6) جس کا ہنوز ختنہ نہ ہوا ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 334 باب 14 حدیث 06؛ الخصال صفحہ 330 حدیث 29

(20) امام محمد باقر علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام: اندھے شخص کی اقتداء میں نماز پڑھی جا سکتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ سب (مقتدیوں) سے اچھا قاری اور سب سے زیادہ عالم فقیہ ہو اور لوگ اس کی امامت پر راضی ہوں...... جب اندھا شخص نماز پڑھانے لگے تو اسے قبلہ رو کر دینا چاہیے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 250 حدیث 1108؛ فروع کافی جلد دوم صفحہ 172 باب 50 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 342 باب 21 حدیث 3 اور 5؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 30 حدیث 105 (قدرے مختلف)

(21) امام جعفر صادق علیہ السلام: قیدی آزاد لوگوں کی اور مفلوج تندرست لوگوں کی امامت نہیں کرا سکتا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 250 حدیث 1107؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 343 باب 22 حدیث 1؛ فروع کافی جلد دوم صفحہ 171 باب 50 حدیث 2 (بروایت امیر المومنینؑ)؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 27 حدیث 94

(22) امام جعفر صادق علیہ السلام: غلام کی اقتداء میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں لیکن شرط یہ ہے کہ وہ ان سب سے زیادہ عالم اور فقیہ ہو اور لوگ اس پر راضی ہوں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 336 باب 16 حدیث 2 اور 3؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 29 حدیث 99 اور 101؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 423 حدیث 1628 اور 1630

(23) امام جعفر صادق علیہ السلام: مسافر کو مقیم شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے اور اگر پڑھ لے تو دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 337 باب 18 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 165 حدیث 358؛

الاستبصار جلد اول صفحہ 426 حدیث 1642

توضیح:

چونکہ مسافر پر قصر واجب ہے جبکہ مقیم پوری نماز پڑھے گا اس لیے حکم ہوا کہ نہیں پڑھنی چاہیے لیکن بالکل حرام نہیں ہے بلکہ اگر پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں مگر یہ کہ دو رکعت پر نماز ختم کر دے کیونکہ قصر واجب ہے اور اگر نماز دو رکعتی ہو تو پوری پڑھی جائے گی۔

(24) امام جعفر صادق علیہ السلام: تیمم والا شخص وضو والے شخص کو نماز پڑھا سکتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 236 باب 17 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 167 حدیث 365؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 424 حدیث 1637؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 252 حدیث 1123

(25) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: بے وقوف اور فاسق و بدکار کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 249 حدیث 1102؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 329 باب 11 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 30 حدیث 107؛ علل الشرائع صفحہ 326 باب 20 حدیث 1

(26) امام جعفر صادق علیہ السلام: عورت عورتوں کو نافلہ نماز میں امامت کرا سکتی ہے لیکن فریضہ میں نہیں اور اگر نافلہ میں عورت عورتوں کو امامت کرائے تو وہ ان کے بیچ میں کھڑی ہو گی آگے نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 173 باب 51 حدیث 02؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 340 باب 20 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 205 حدیث 487؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 260 حدیث 1177

(27) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: عورت کے لیے نہ نماز جمعہ ہے اور نہ ہی جماعت۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد چہارم صفحہ 263 حدیث 824؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 340 باب 20 حدیث 4

(28) امام جعفر صادق علیہ السلام: کوئی بھی مستحبی (نافلہ) نماز (سوائے نماز استسقاء کے) جماعت کے ساتھ نہیں پڑھی جا سکتی کیونکہ یہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم کا باعث ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 340 باب 20 حدیث 05؛ الخصال صفحہ 606 حدیث 9

(29) امام زین العابدین علیہ السلام: جب دیکھو کہ کسی شخص کی ظاہری ڈیل ڈول اچھی ہے گفتگو میں نرمی اور ٹھہراؤ ہے اور حرکات و

سکنات میں تواضع وفروتنی ہے تو ٹھہرنا، وہ تمہیں دھوکہ نہ دے کیونکہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی جسمانی ساخت، جنست نفس اور بزدلی کی وجہ سے دنیا حاصل نہیں کرسکتے اور فعل حرام کا ارتکاب نہیں کرسکتے اس لیے وہ دین کا لبادہ اوڑھ کر اسے دنیا کمانے کا جال بناتے ہیں لہٰذا وہ اپنے ظاہر سے برابر لوگوں کو دھوکا فریب دیتے رہتے ہیں مگر جونہی ان کی مال حرام تک دسترس ہوتی ہے تو اس پر جھپٹ پڑتے ہیں۔ اور اگر دیکھو کہ کوئی شخص مال حرام سے بھی اجتناب کرتا ہے تو خبردار جلدی نہ کرنا وہ تمہیں کہیں دھوکہ نہ دے۔ کیونکہ لوگوں کی شہوات وخواہشات مختلف ہوتی ہیں۔ کئی لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو مال حرام سے تو بچتے ہیں اگرچہ زیادہ بھی ہو مگر ایک انتہائی بدشکل و بدصورت عورت پر فریفتہ ہو کر زنا جیسے سنگین جرم کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔ اور جب دیکھو کہ کوئی شخص اس (زنا کاری) سے بھی دامن بچاتا ہے۔ تو ٹھہر جانا جلدی نہ کرنا وہ تمہیں کہیں دھوکہ نہ دے دے۔ اس کی عقل وخرد دیکھنا۔ کیونکہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی شخص اس سے بھی بچتا تو ہے مگر اس کی عقل وخرد نہیں ہوتی لہٰذا وہ اپنی کم عقلی کی وجہ سے اتنی اصلاح نہیں کرتا جتنی اپنی جہالت اور حماقت کی وجہ سے خرابی پیدا کرتا ہے۔ اور اگر اس کی عقل وخرد بھی بالکل درست ہو تو پھر بھی جلدی نہ کرنا وہ کہیں تمہیں دھوکہ نہ دے دے۔ پہلے یہ دیکھنا کہ وہ خواہشات نفس اور عقل کی کشاکش میں اپنی خواہش نفس کا ساتھ دیتا ہے یا عقل وخرد کا ساتھ دیتا ہے؟ اور جب تک یہ نہ دیکھ لو کہ آیا وہ ریاست باطلہ (بڑائی وکبریائی) کی خواہش رکھتا ہے یا نہیں رکھتا؟ کیونکہ لوگوں میں کچھ ایسے (بدبخت) لوگ بھی ہوتے ہیں جو دنیا کو دنیا کے لیے ترک کر کے دنیا وآخرت میں نقصان وزیاں اُٹھاتے ہیں۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ رئیس وسردار بننے کی جو لذت ہے وہ مال ودولت اور حلال وجائز نعمتوں کی لذت سے کہیں بہتر وبرتر ہے۔ اس لیے وہ یہ سب لذتیں اس لذت کی خاطر ترک کر دیتے ہیں۔ ہاں! آدمی اور بہترین آدمی وہ ہے جو اپنی خواہش نفس کو خدا کے حکم کے تابع بنائے۔ اور اس کی تمام قوتیں خدا کی رضا جوئی میں صرف ہوں اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ حق کا ساتھ دینے کی (ظاہری) ذلت عبدِ وسرمدی عزت کے زیادہ قریب ہے۔ بانسبت اس (ظاہری) عزت کے جو باطل کا ساتھ دینے سے حاصل ہوتی ہے۔ بس یہ ہے بہترین آدمی پس اس کے دامن کو پکڑ لو اور اس کی روش ورفتار کی اقتداء کرو۔ اور بارگاہ خداوندی میں اس سے توسل حاصل کرو کیونکہ ایسے شخص کی دعا رد نہیں ہوتی اور وہ اپنے مطالبہ میں خائب ونامراد نہیں ہوتا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 331 باب 11 حدیث 13؛ احتجاج طبرسی صفحہ 320

(30) امام جعفر صادق علیہ السلام: عاق شدہ آدمی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 250 حدیث 1113

(31) امام جعفر صادق علیہ السلام: پیش نماز کے پیچھے قرأت نہیں کرنی چاہیے کیونکہ پیش نماز اس کا ضامن ہے۔ قرأت کے علاوہ وہ مقتدیوں کی نماز کی کسی چیز کا ضامن نہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 250 حدیث 1103؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 350 باب 30 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 279 حدیث 820

(32) امام جعفر صادق علیہ السلام: مقتدی کو قرأت نہیں کرنی چاہیے چاہے امام کی قرأت سنے یا نہ سنے۔ لیکن اگر جہری نماز ہو اور تمہیں قرأت سنائی نہ دے تو پھر قرأت کرو۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 174 باب 52 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 257 حدیث 1157؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 351 باب 31 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 32 حدیث 115؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 428 حدیث 1650

(33) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر مقتدی پیش نماز کی قرأت کا ہمہمہ بھی سن لے تو پھر خود قرأت نہ کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 157 باب 52 حدیث 04؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 257 حدیث 1158؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 351 باب 31 حدیث 02

(34) امیر المومنین علیہ السلام: جو شخص پیش نماز کے پیچھے اپنی قرأت کرے تو جب قبر سے اُٹھایا جائے گا تو فطرت اسلام کے خلاف اُٹھا جائے گا۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 175 باب 52 حدیث 06؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 257 حدیث 1156؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 351 باب 31 حدیث 04؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 269 حدیث 770

(35) امام محمد باقر علیہ السلام: مقتدی کو چاہیے کہ وہ خاموش رہے اور دل ہی دل میں تسبیح خدا کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 174 باب 52 حدیث 03؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم حصّہ 352 باب 31 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 32 حدیث 166؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 428 حدیث 1651؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 258 حدیث 1162 (بروایت امام جعفر صادقؑ)

(36) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو ناپاکی کی حالت میں امامت کرے اور بعد نماز ان کو بتلائے تو امام نماز کا اعادہ کرے گا ماموم نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 176 باب 53 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 361 باب 30 حدیث 3؛

من لایحضرہ الفقیہ جلداوّل صفحہ 263 حدیث 1198

(37) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب تم اس وقت پہنچو کہ پیش نماز رکوع میں جا چکا ہو اور تم تکبیر کہہ کر اس کے سر اُٹھانے سے پہلے اس کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جاؤ تو تم نے اس رکعت کو پالیا اور اگر تمہارے رکوع میں جانے سے پہلے وہ سر اُٹھالے تو پھر تمہاری رکعت فوت ہوگی۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 181 باب 55 حدیث 5؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اول (عربی) صفحہ 254 حدیث 1149؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 368 باب 45 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 43 حدیث 157؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 435 حدیث 1680

(38) امام جعفر صادق علیہ السلام: اقامت کے بعد امام کا انتظار نہیں کرنا چاہیے اگر آ جائے تو ٹھیک ورنہ انہی لوگوں میں سے کسی کو آگے کر دینا چاہیے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلداوّل (عربی) صفحہ 252 حدیث 1137؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 366 باب 42 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 285 حدیث 1143

(39) امام جعفر صادق علیہ السلام اور امام علی رضا علیہ السلام: اگر کوئی مقتدی امام کے ساتھ رکوع یا سجدے میں جائے اور امام کے سر اُٹھانے سے پہلے سر اُٹھالے تو اسے چاہیے کہ دوبارہ رکوع یا سجدے میں چلا جائے اور امام کے ساتھ سر اُٹھائے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلداوّل صفحہ 259 حدیث 1173، 1174؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 372 باب 48 حدیث 2,1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 47 حدیث 163 اور صفحہ 48 حدیث 165؛ الاستبصار جلداوّل صفحہ 438 حدیث 1688

(40) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر امام کو دورانِ نماز کوئی حادثہ پیش آ جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنی جگہ کسی شخص کو کھڑا کر دے جو اقامت سے نماز میں شریک ہوا اور وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلداوّل صفحہ 262 حدیث 1194؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 395 باب 72 حدیث 1 (بروایت موسیٰ کاظمؑ قدرے مختلف)؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 283 حدیث 843

(41) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر مقتدی امام کے پیچھے نماز کے رکوع یا سجدوں میں کچھ پڑھنا بھول جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلداوّل صفحہ 264 حدیث 1203

(42) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص امام کے ساتھ نماز پڑھے اور افتتاح نماز کے بعد پڑھنا بھول جائے حتی کہ سلام

پڑھ لیا گیا ہو اور اس نے رکوع اور سجود اور تشہد میں بھی کچھ نہ پڑھا ہو تو اس کی نماز ہو جائے گی کیونکہ امام اس کی نماز کا ضامن ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 264 حدیث 1205

(43) امام رضا علیہ السلام: امام مقتدیوں کے ہر شک و وہم کو اُٹھا دیتا ہے سوائے تکبیر افتتاح کے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 264 حدیث 1206

توضیح:

یہ صرف بھول جانے کی صورت میں ہے اگر عمداً نہ پڑھے تو پھر نماز نہیں ہوگی جیسا کہ احادیث میں اضاحت آئی ہے اور پہلے بھی ذکر ہوا ہے کہ امام صرف قرأت کا ضامن ہے باقی مقتدی خود پڑھے گا یہ احکام بھی صرف بھول جانے کی صورت میں ہیں عمداً کرنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔

(44) امام محمد باقر علیہ السلام: امام اگر رکوع میں ہو اور اسے محسوس ہو کہ چند لوگ یا ایک آدمی نماز میں شامل ہونے کے لیے آرہا ہے تو وہ عام رکوع سے دوگنا پڑھے یعنی عام عادی رکوع سے دوبرابر کر کے انتظار کرے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 330 حدیث 06؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل (عربی) صفحہ 255 حدیث 1151؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 325 باب 50 حدیث 02,01؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 48 حدیث 167

(45) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: امام کے پیچھے صفیں سیدھی ہونی چاہییں۔ ہاں اگر جگہ تنگ ہو تو قدرے آگے پیچھے بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 392 باب 70 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 275 حدیث 7989

(46) امام محمد باقر علیہ السلام: باجماعت نماز میں چاہیے کہ صفیں باہم متصل ہوں اور کامل ہوں اور دو صفوں کے درمیان ایک گام سے زیادہ فاصلہ نہ ہو۔ یعنی آدمی کا بدن سجدہ کی حالت میں جس قدر جگہ کو گھیرتا ہے اس قدر فاصلہ ہو۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل (عربی) صفحہ 253 حدیث 1143؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 385 باب 62 حدیث 1

(47) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر امام دوکان یا اس جیسی کسی بلند جگہ پر کھڑا ہے تو پھر ان کی نماز درست نہیں ہے اور اگر وہ بقدر ایک انگلی یا اس سے کچھ کم و بیش بلندی پر ہے جبکہ یہ بلندی کسی وادی (چٹیل میدان) میں ہو اور اگر زمین ہموار ہو یا

اس میں کچھ ڈھلوان ہو اور پیش نماز اس کی بلند جگہ پر کھڑا ہو جائے اور مقتدی پست جگہ پر تو پھر کوئی مضائقہ نہیں اور اگر مقتدی دوکان یا مکان کی چھت پر ہوں اور پیش نماز نیچے کھڑا ہو تو کوئی حرج نہیں اگرچہ وہ پیش نماز سے بہت ہی بلندی پر ہوں۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 188 باب 56 حدیث 9؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 253 حدیث 1146؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 386 باب 63 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 53 حدیث 185

نماز جمعہ کے احکام

(1) خدا تعالیٰ: یا ایھا الذین امنو اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ و ذرو البیع ذٰلکم خیر لکمُ ان کنتم تعلمون

ترجمہ: ''اے ایمان لانے والو جب تم کو جمعہ کے دن نماز کے لیے پکارا جائے تو تم خدا کی یاد کی طرف دوڑ پڑو اور لین دین چھوڑ دو اگر تم علم رکھتے ہو تو یہ تمہارے لیے سب سے بہتر ہے''۔

حوالہ: القرآن سورۃ الجمعہ آیت 09

(2) امام محمد باقر علیہ السلام: ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کل پینتس نمازیں فرض کی گئی ہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 234 باب 67 حدیث 6؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 267 حدیث 1219؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 35 باب 1 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 21 حدیث 77؛ امالی شیخ صدوقؒ صفحہ 319 حدیث 17

(3) امام محمد باقر علیہ السلام: درج ذیل لوگوں پر جمعہ ساکت ہے: (1) نابالغ (بچہ)۔ (2) بوڑھا۔ (3) مجنون (دیوانہ)۔ (4) مسافر۔ (5) غلام۔ (6) عورت۔ (7) مریض۔ (8) اندھا۔ (9) جو مقام جمعہ سے دو فرسخ سے زائد مسافت پر موجود ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 234 باب 67 حدیث 6؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 267 حدیث 1219؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 35 باب 1 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 21 حدیث 77؛ امالی شیخ صدوق صفحہ 319 حدیث 17

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب زوال شمس ہو جائے تو نماز جمعہ شروع کر دینی چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 235 باب 68 حدیث 02؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 44 باب 08 حدیث 8

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر بارش میں کوئی نماز جمعہ چھوڑ دے تو کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 267 حدیث 1223؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 53 باب 23 حدیث 1

(6) امام محمد باقر علیہ السلام: نماز جمعہ صرف جماعت کے ساتھ ہو سکتی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 234 باب 67 حدیث 06؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 267 حدیث 1219؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 35 باب 1 حدیث 1

(7) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر سات نفر مومنین کی تعداد ہے تو نماز جمعہ واجب ہے اور اگر سات سے کم ہے تو واجب نہیں ہے ور وہ سات یہ ہیں: (1) امام۔ (2) قاضی۔ (3) مدعی۔ (4) مدعا علیہ۔ (6۔۔5) دو گواہ۔ (7) اوہ جو امام کے سامنے حد جاری کرے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 267 حدیث 1224؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 38 باب 02 حدیث 06؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 20 حدیث 75؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 418 حدیث 1608؛ مستدرک الوسائل جلد ششم صفحہ 11 حدیث 6297؛ العُروس جعفر بن احمد قمی صفحہ 56

(8) امیر المومنین علیہ السلام: امام جب خطبہ دے رہا ہو تو اس وقت کوئی بات نہیں کرنی چاہیے اور نہ ادھر ادھر توجہ کرنا چاہیے کیونکہ جمعہ کے دو خطبے بمنزلہ دو رکعتوں کے ہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 269 حدیث 1230؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 48 باب 14 حدیث 2

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: جمعہ کے خطبے نماز سے پہلے ہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 49 باب 15 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 20 حدیث 72؛ فروع کافی جلد دوم صفحہ 237 باب 69 حدیث 03 (بروایت امام محمد باقر علیہ السلام)

(10) امام جعفر صادق علیہ السلام: خطیب کو چاہیے کہ دو خطبوں کے درمیان تھوڑی سی دیر کے لیے بیٹھ کر وقفہ کرے جب کہ دونوں خطبے کھڑے ہو کر پڑھنے چاہئیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 50 باب 16 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 20 حدیث 74

(11) امام جعفر صادق علیہ السلام: جمعہ کے دن امام جب خطبہ پڑھے تو گرمی ہو یا سردی سر پر عمامہ باندھے، چادر اوڑھے اور

قوس یا عصا پر ٹیک لگائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 54 باب 24 حدیث 2,1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 243 حدیث 655 اور صفحہ 245 حدیث 664

(12) امیر المومنین علیہ السلام: نمازِ جمعہ نہیں ہوتی مگر اس شہر میں جہاں حدودِ الٰہی نافذ کیے جاتے ہوں۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 239 حدیث 639؛ الاستبصار جلد اوّل صفحہ 420 حدیث 1617؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 39 باب 3 حدیث 2

(13) امیر المومنین علیہ السلام: حکمِ حدود اور جمعہ امام عادلؑ کے بغیر اصلاح نہیں پاتا (یعنی صحیح نہیں ہے)۔

حوالہ: مستدرک الوسائل جلد ششم صفحہ 14 حدیث 6306؛ بحار الانوار جلد 86 صفحہ 256؛ الجعفریات صفحہ 43

(14) امام محمد باقر علیہ السلام: جو شخص امامِ عادلؑ سے دو فرسک کے فاصلہ کے اندر ہے اس پر جمعہ ادا کرنا واجب ہے۔

حوالہ: مستدرک الوسائل جلد ششم صفحہ 14 حدیث 6302؛ بحار الانوار جلد 86 صفحہ 256؛ دعائم الاسلام جلد اوّل صفحہ 181

(15) امام جعفر صادق علیہ السلام: جمعہ امامِ عادلؑ اور تقی کے بغیر نہیں ہوتا۔

حوالہ: مستدرک الوسائل جلد ششم صفحہ 13 حدیث 6306؛ بحار الانوار جلد 86 صفحہ 255؛ دعائم الاسلام جلد اوّل صفحہ 182

(16) امام علی رضا علیہ السلام: اقیموا الوزن بالقسط (الرحمٰن:9) سے مراد ہے کہ امامِ عادلؑ کی اطاعت کرو اور ولا تخسروا والمیزان (الرحمٰن:9) سے مراد ہے کہ امام حق کا حق نہ مارو۔

حوالہ: تفسیر نور الثقلین جلد ہشتم صفحہ 204؛ تفسیر قمیؒ جلد دوم صفحہ 343؛ تاویل الآیات جلد دوم صفحہ 93

(17) امام محمد باقر علیہ السلام: ''تم کو رحمت کے دو حصے دے گا'' (الحدید:28) سے مراد حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ اور ''تمھارے لیے نور بنا دے گا'' (الحدید:28) سے مراد امامِ عادلؑ ہے جو علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں۔

حوالہ: تاویل الآیات جلد دوم صفحہ 107

(18) امام جعفر صادق علیہ السلام: اللہ اپنی کتاب میں امام عادلؑ اور امام باطل کی طرف اشارہ فرماتا ہے اور امام عادلؑ کے لیے اللہ فرماتا ہے: ''ہم نے بھی ایسے امام مقرر کیے ہیں جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے ہیں''۔

حوالہ: تفسیر قمیؒ جلد دوم صفحہ 170

(19) امام جعفر صادق علیہ السلام: اللہ گناہوں کے اندھیروں سے توبہ کی روشنی اور مغفرت کی طرف اپنے امام عادلؑ کی ولایت کو قبول کرنے کی وجہ سے نکالتا ہے۔

حوالہ: تفسیر عیاشی صفحہ 138۔ حاشیہ قرآن مترجم سیّد مقبول احمد دہلوی صفحہ 50 حاشیہ نمبر 5 (بفرق الفاظ)

کیفیت نماز جمعہ

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: خطیب کو چاہیے کہ گرمی ہو یا سردی عمامہ باندھے اور ردائے یمنی یا عرفی اوڑھے اور کھڑے ہو کر خطبہ پڑھے خدا کی حمد وثناء کرے۔ پھر لوگوں کو اللہ سے ڈرائے اور قرآن کی کوئی چھوٹی سی سورۃ پڑھے اور بیٹھ جائے اور پھر کھڑے ہو کر حمد وثناء الٰہی کرے اور محمدؐ وآل محمدؐ پر درود بھیجے اور مومنین ومومنات کے لیے استغفار کرے اس کے بعد لوگوں کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں سورۃ الجمعہ اور دوسری رکعت میں سورۃ المنافقون پڑھے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 236 باب 67 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 42 باب 06 حدیث 05؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 241 حدیث 648

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو کوئی نماز جمعہ میں سورۃ جمعہ اور سورۃ المنافقون نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 245 باب 70 حدیث 7

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: نماز جمعہ کا قنوت پہلی رکعت میں سورۃ الجمعہ کی قرأت کے بعد ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 245 باب 71 حدیث 1

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: جمعہ کی قنوت میں یوں پڑھنا چاہیے:

لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم لا الہ الا اللہ العلی العظیم لا الہ الا اللہ رب السموات السبع و رب الارضین السبع و ما فیھن وما بینھن و ربّ العرش العظیم و الحمد للہ رب العالمین اللھم صلّ علی محمد کما ھدیتنا بہ اللھم صل علی محمد کما اکرمتنا بہ اللھم اجعلنا ممن اخترتہ لدینک و خلقتہ لجنتک اللھم لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا و ھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

خطبات جمعہ

(5) امام محمد باقر علیہ السلام: پہلا خطبہ:

الحمد لله نحمده نستعينه و نتستغفره و نستهديه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات أعمالنا من يهدى الله فلا مضلّ له و من يّضلل فلا هادى له. و أشهد أن لا اله الا الله وحده لا شريك له و أشهد انّ محمداً عبده و رسوله انتجبه لولا يته و اختصه برسالته و اكرمه بالنبوة أمينا على غيبه و رحمة للعالمين و صلّى الله على محمّد و آله و عليهم السلام. اوصيكم عباد الله بتقوىٰ الله و اخوّ فكم من عقابه فإنّ الله ينجيى من اتّقاه بمفارتهم لا يمسّهم السّوء ولا هم يحزنون و يكرم من خافه يقيهم شرّ ما خافوا و يلقّيهم نضرة و سروراً ارغبّكم فى كرامة الله الائمة و اخوفكم عقاب الّذى لا انقطاع له ولا نجاة لمن استوجبه فلا تعزّنكم الدنيا ولا تركنوا اليها فانّها دار غرور. كتب الله عليها و على اهلا القناء فتزدوا مها الّذى اكرمكم الله به من التّقوىٰ و العمل الصّالح فانّه لا يصل إلى الله من اعمال العباد إلاّ ما خلص منها ولا يتقبّل الله إلاّ من المتّقين و قد أخبر كم الله عن منازل من آمن و عمل صالحاً و عن منازل من كفر و عمل فى غير سبيله و قال: ذٰلك يوم مجموعٌ له النّاس و ذٰلك يوم مشهود. وما نؤخّره إلاّ لأجل معود. يوم يأتى لا تكلّم نفس إلاّ باذنه فمنهم شقىٌّ و سعيد. فأمّا الّذين شقوا ففى النار لهم فيها زفير و شهيق. خالدين فيها ما دامت السموات والأرض الاّ ما شاء ربّكَ انّ ربّكَ فعّال لما يريد و أماّ الّذين سعد وافقى الجنّة خالدين فيها ما دامت السموات والارض الا ماشاء ربّك عطاءً غير مجذود نسأل الله الّذى جمعنا لهذا الجمع أن يبارك لنا فى يومنا هذا و أن يرحمنا جميعاً انّه على كلّ شئى قدير انّ كتاب الله أصدق الحديث وأحسن القصص و قال الله عزّوجلّ "واذا قرى القرآن فاستمعوا له و ألتعستوا و لعلّكم ترحمون (سورہ اعراف آیت 204) فاسمعوا اطاعة الله والنصتواء ابتغاء رحمته

پھر قرآن کا کوئی سورہ پڑھواور اپنے رب سے دعا مانگواور محمدؐ وآل محمدؐ پر درود بھیجواور مومنین ومومنات کے لیے دعا مانگو پھر تھوڑی دیر بیٹھو پھر کھڑے ہوکر (دوسرا خطبہ) پڑھو۔

دوسرا خطبہ:

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نستهديه و نومن به ونتوكّل عليه و نعوذ بالله من شرور أنفسنا و من سيّئات أعمالنا من يهدى الله فلا مضلّ له ومن يضلل فلا هادى له واشهد أن لاّ اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد ان محمداً عبده و رسوله أرسله بالهدىٰ و دين الحق ليظهره على الدّين كلّه و لو كره المشركون و جعله رحمة للعالمين بشيراً و نذيرا و ادعياً الى الله باذنه و سراجاً منيراً من يطع الله و رسوله فقد رشد و من يعصهما فقد غوى. أو صيكم عباد الله بتقوىٰ الله الّذى ينفع بطاعته من أطاعه والّذى يضرُّ بمعصيّته من عصاه الّذى اليه معادكم و عليه حسابكم فإنّ التقوى وصية الله فيكم و فى الّذين من قبلكم قال الله عز وجلّ ولقد وصّينا الّذين اوتوا الكتاب من قبلكم و ايّاكم أن اتقوا الله و أن تكفروا فإن لِله ما فى السموات و ما فى الارض و كان الله غنياً حميداً انتفعوا بموعظة الله والزموا كتا به فإنّه أبلغ الموعظه و خير الأمور فى المعاد عافيةً ولقد اتّخذ الله الحجّ فلا يهلك من هلك الا عن بيّنه ولا يحىٰ من حى إلاّ عن بيّنة وقد بلّغ رسول الله صلى الله عليه و آله وسلّم الّذى أرسل به فألزموا وصية و ما ترك فيكم من بعده من الثّقلين كتاب الله و اهل بيته الذين لا يضلّ من تمسّك بهما ولا يهتدى من تركهما اللهم صل على محمد عبدك ورسول سيّد المرسلين وامام المتّقين و رسول ربّ العالمين. اللهم صّل على امير المؤمنين ووصّى رسول ربّ العالمين و على حسن المجتبى والحسين سيّد لشهداء و على ابن الحسين زين العابدين و محمد ابن على الباقر و جعفر ابن محمد الصادق و موسى ابن جعفر الكاظم و على ابن موسى الرضا و محمد ابن على التقى و على ابن محمد النّقى وحسن ابن محمد العسكرى و محمد ابن حسن صاحب العصر ولزمان افتح له فتحاً يسيراً و انصراً نصره عزيزاً. اللهم أظهر به دينكَ و سنة نبيّكَ حتّى لا يستخفى بشىء من الحقّ مخافة أحد من الخلق اللهم انّا نرغب إليك فى دولة كريمة تعزّ بها

الإسلام و أهله و تزلّ بها النّفاق و أهله و تجعلنا فيها من الدّعاة إلى طأعتك و القادة فی سبيلك و ترزقنا بها كرامة الدُّنيا والآخرت اللهمّ ما حمّلتنا من الحقّ فعرّفنا وما قصرنا عنه فعلّمناه... اس کے بعد اپنے دشمنوں کے لیے بددعا کرو اور اپنے لیے خدا سے حاجتوں کو طلب کرو پھر یوں کہو: إنّ الله يأمر بالعدل و الإحسان و ايتاء ذی القربٰی و ينهی عن الفحشا والمنكر والبغی يعظكم لعلّكم تذكّرون ۔ اللّهمّ اجعلنا ممّن تذكّر فتنفعه الذّكری. **(بعدازاں منبر سے اتر آئے اور خطبے تمام ہوئے)۔**

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 237 تا 241 باب 69 حدیث 6

نمازِ عیدین

(1) **امام جعفر صادق علیہ السلام: عیدالفطر اور عید قربان دونوں کی نماز واجب ہے۔**

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 319 حدیث 1453؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 87 باب 01 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 127 حدیث 270؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 443 حدیث 1711

(2) **امام محمد باقر علیہ السلام: عیدین کی نماز صرف امام عادلؑ کے ساتھ ہی واجب ہوتی ہے۔**

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 319 حدیث 1454؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 87 باب 02 حدیث 1

(3) **امام محمد باقر علیہ السلام: جو شخص نماز عید جماعت میں امام کے ساتھ نہ پڑھے اس کی کوئی نماز نہیں ہے اور نہ ہی اس پر اس کی قضاء واجب ہے۔**

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 88 باب 2 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 128 حدیث 273؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 444 حدیث 1714؛ ثواب الاعمال 103 حدیث 7

(4) **امام محمد باقر علیہ السلام: جو عید بھی آتی ہے خواہ وہ عیدالفطر ہو یا عیدالاضحیٰ اس میں آل محمدؑ کا غم تازہ ہو جاتا ہے تو عرض کیا گیا یہ کیوں؟ آپؑ نے فرمایا کہ وہ دیکھتے ہیں کہ ان کا حق (امامت) دوسرے کے قبضے میں ہے۔**

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 322 حدیث 1480؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 117 باب 31 حدیث 1

(5) **امام محمد باقر علیہ السلام: عیدین کی نماز کے لیے نہ اذان ہے نہ اقامت۔ ان دونوں کی اذان تو بس طلوع آفتاب ہے کہ**

جب سورج طلوع ہوگا تو لوگ عیدگاہ کی طرف نکل کھڑے ہوں گے اور ان نمازوں کے قبل اور بعد کوئی نماز نہیں ہے۔ یہ صرف امام کے ساتھ پڑھی جائیں گی اور ان کی کوئی قضا نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 293 باب 87 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 322 حدیث 1480؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 92 باب 07 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 129 حدیث 276؛ ثواب الاعمال صفحہ 103 حدیث 7

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: نماز عیدین میں کل بارہ تکبیریں ہیں۔ سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں۔ پس جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو تو پہلی تکبیر (تکبیرۃ الاحرام) کہو اور پھر یہ دعا پڑھو:

اشھد ان لا الہ اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمد عبدہ و رسولہ اللھم انت اھل الکبیریاء والعظمۃ و اھل الجود و الجبروت و اھل القدرۃ والسطان والعزۃ اسئلک فی ھذا الیوم الذی جعلتہ للمسلمین عید والمحمد صلواتک علیہ و ذخرا و مزیدا اسئلک ان تصلی علی محمد و ال محمد و ان تصلی علی ملائکتک المقربین و انبیائک المرسلین وان تغفرلنا ولجمیع المومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منھم ولاموات اللھم انی اسئلک خیر ما سئلک عبادک المرسلون اعوذ بک من شرما عاذبک منہ عبادک المخلصون.... اللہ اکبر.... اول کل شیی و آخرہ و بدیع کل شی و معادہ و مصیر کل شی الیہ و مردہ مدبر الامور و باعث من فی القبور قابل الاعمال و مبدئ الخفیات معلن السرائر.... اللہ اکبر..... عظیم الملکوت شدید الجبروت حی لا یموت دائم لا یزال اذا اقضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون.... اللہ اکبر..... خشعت لک الاصوات و عنت لک الوجہ و حارت دونک الابصار و کلت الالسن عن عظمتک والنواصی کلھا بیدک و مقادیر الامور کلھا الیک لا یقضی فیھا غیرک ولا یتم شیی دونک..... اللہ اکبر..... احاط بکل شیی حفظک و قھر کل شئی غیرک و نفذ کل شیء امرک و قام کل شیء بک و تواضع کل شی لعظمتک و ذل کل شیی لعزتک و استسلم کل شیء لقدرتک وضع کل شیی لک... اللہ اکبر.....

اور سورہ الحمد اور سبح اسم ربک الاعلی پڑھو۔ اور ساتویں تکبیر کہہ کر رکوع کرو۔ بعد ازاں دو سجدے کرو اور کھڑے ہو کر سورۂ حمد اور والشمس و ضحھا پڑھو اور کہو: اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ... الی

آخر (جس طرح اوپر مذکور ہوا) ہر تکبیر کے بعد اسی طرح پڑھتے جاؤ یہاں تک کہ پانچ تکبیریں مکمل کرو۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 323 حدیث 1481؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 113 باب 26 حدیث 05؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 132 حدیث 290؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 450 حدیث 1743

توضیح:

عیدین کی مکمل نماز یہی ہے جو ہم نے نقل کردی ہے۔ خطبے نقل کرنے سے ہم معذرت خواہ ہیں کیونکہ طوالت بہت ہو چکی ہے۔ سو اصل کتب کی طرف رجوع فرمایا جائے۔

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: عیدین کا خطبہ نماز کے بعد ہے۔ نماز سے پہلے عیدین کا خطبہ دینے کی بدعت عثمان نے ایجاد کی اور جب امام خطبہ دے تو دونوں خطبوں کے درمیان تھوڑی سی دیر کے لیے بیٹھ جائے اور امام کو چاہیے کہ عیدین کے موقع پر چادر اوڑھے اور سردی کا موسم ہو یا گرمی کا سر پر عمامہ باندھے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 293 باب 87 حدیث 03؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 97 باب 11 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 129 حدیث 278

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: عیدین کی نماز ایسی جگہ پر پڑھنی چاہیے جہاں آسمان نظر آئے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 293 باب 87 حدیث 03؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 103 باب 17 حدیث 6

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: عیدین کی نماز چٹائی پر نہیں پڑھنی چاہیے نہ ہی چٹائی (بوریئے) پر سجدہ ہونا چاہیے بلکہ نماز اور سجدہ زمین پر ہونا چاہیے۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

(10) امام جعفر صادق علیہ السلام: عیدین کی نماز کے لیے اذان و اقامت نہیں ہے بلکہ تین بار ''الصلواۃ'' کہا جائے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 321 دیث 1469؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 91 باب 07 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 290 حدیث 873

(11) امام محمد باقر علیہ السلام: عید الفطر والے دن نماز پڑھنے کے لیے گھر سے نہیں نکلنا چاہیے جب تک کچھ کھا نہ لیا جائے اور عید قربان والے دن بھی کچھ نہ کھاؤ جب تک کہ اپنی قربانی کا گوشت نہ کھالو۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 320 حدیث 1465؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 99 باب 12 حدیث 2,1

(12) امام محمد باقر علیہ السلام: نمازِ عیدین کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین (کانوں تک ہاتھ اُٹھانا) کرنا چاہیے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 117 باب 30 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 288 حدیث 866

(13) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: نمازِ عیدین میں قرأت جہراً کرنی چاہیے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 117 باب 32 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 130 حدیث 282

نمازِ شب (تہجد) کے احکام

(1) اللہ تعالیٰ: وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝

ترجمہ: ''اور (اے نبیؐ) رات کے خاص حصّہ میں نمازِ تہجد پڑھا کرو یہ نافلہ (سنت) تمہاری خاص فضیلت ہے قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں مقامِ محمود تک پہنچائے''۔

حوالہ: القرآن سورۃ الاسرا آیت 79

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: نمازِ شب (تہجد) ضرور پڑھنی چاہیے کیونکہ یہ حضور اکرمؐ کی سنت ہے اور پہلے گزرے ہوئے صالح بندوں کا طریقہ ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 298 حدیث 1363؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 238 باب 39 حدیث 10؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 120 حدیث 453؛ العلل الشرائع صفحہ 362 حدیث 1؛ ثواب الاعمال صفحہ 63 حدیث 2

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص نمازِ شب نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 239 باب 40 حدیث 8

توضیح:

مطلب یہ کہ نمازِ شب کو ترک ہرگز نہیں کرنا چاہیے اس لیے امامؑ نے اس طرح زور دے کر فرمایا۔ نمازِ شب کے متعلق بہت زیادہ تاکید فرمائی گئی ہے اور اس کے پڑھنے پر اجر و ثواب بھی بہت زیادہ ہے۔ ہم تمام احادیث جمع کرنے سے قاصر ہیں مختصر یہ کہ نمازِ شب کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔

(4) امام محمد باقر علیہ السلام: نمازِ شب کا وقت نصف شب سے آخر شب تک ہے۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 301 حدیث 1376

(5) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: نمازِ شب کی پہلی رکعت میں سورۃ الحمد اور سورۃ الاخلاص اور دوسری رکعت میں سورۃ الحمد اور سورۃ الکافرون اور پھر باقی چھ رکعتوں میں جو سورۃ چاہو پڑھو خواہ کوئی طویل سورۃ پڑھو۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 306 حدیث 1399

توضیح:

یعنی نمازِ شب کل آٹھ رکعت ہے تفصیل اس حدیث میں بیان ہو چکی مزید آئندہ حدیث سے واضح ہو جائے گی۔

(6) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اگر کوئی شخص نمازِ شب کی ابتدائی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورۃ الحمد اور تیس مرتبہ سورۃ الاخلاص پڑھے تو جونہی نماز کو تمام کرے گا اللہ اور اس کے درمیان کوئی ایسا گناہ نہ ہو گا جسے اللہ نہ بخش دے۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 306 حدیث 1400

نمازِ کسوف (سورج و چاند گرہن کی نماز) اور نمازِ آیات کے احکام

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: نمازِ کسوف (گرہن) فرض ہے اور اس کا وقت ہے طلوعِ شمس سے غروبِ شمس کے درمیان جب کسوف شروع ہو۔
حوالہ: فروعِ کافی جلد دوم صفحہ 300 باب 89 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 122 باب 1 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 293 حدیث 886

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: قیامت کی علامات میں سے جب بھی کوئی علامت دیکھو یعنی زلزلہ، سخت آندھی، تمام آسمانی ڈراؤنی چیزیں یا دہشت زدہ کرنے والی چیزیں آئیں تو نمازِ آیات پڑھو۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 123 باب 02 حدیث 1 تا 4؛ فروعِ کافی جلد دوم صفحہ 299 باب 89 حدیث 2

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: نمازِ کسوف اور نمازِ آیات یکساں (ایک جیسی) ہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 343 حدیث 1509؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 124 باب 2 حدیث 2

(4) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: نماز کسوف اور نماز آیات پڑھنے کا طریقہ درج ذیل ہے:
''ابتداء میں تکبیرۃ الاحرام کہو اور سورۂ الحمد اور کوئی دوسرا سورہ پڑھو پھر رکوع کرو پھر رکوع سے سر اُٹھاؤ اور سورۂ حمد اور کوئی دوسرا سورہ پڑھو اور دوسرے رکوع میں جاؤ پھر رکوع سے سر اُٹھاؤ پھر سورۂ حمد اور کوئی دوسرا سورہ پڑھو پھر تیسرے رکوع میں جاؤ پھر سر اُٹھاؤ اور سورۂ حمد پڑھ کر چوتھے رکوع میں جاؤ پھر رکوع سے سر اُٹھاؤ اور سورۂ حمد اور کوئی دوسرا سورہ پڑھ کر پانچویں رکوع میں جاؤ اس مرتبہ جب رکوع سے سر اُٹھاؤ تو کہو...... سمع اللہ لمن حمدہ...... پھر سجدہ میں گر جاؤ اور دو سجدے کرو بعد ازاں کھڑے ہو کر دوسری رکعت شروع کرو اور پہلی رکعت کی طرح پڑھو (یعنی کل دس رکوع اور چار سجدے ہو جائیں گے) اور دوسرے، چوتھے، چھٹے، آٹھویں اور دسویں رکوع سے پہلے قنوت پڑھو جو کہ کل پانچ (قنوت) ہیں۔ (اس طرح پہلی رکعت میں دو قنوت اور دوسری رکعت میں تین قنوت پڑھے جائیں گے)۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 127 باب 07 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 155 حدیث 333

(5) امام محمد باقر علیہ السلام: کسوف اور آیات کی نمازوں میں قرأت بہ آواز بلند کرنی چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 300 باب 89 حدیث 03؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 129 باب 07 حدیث 6

(6) امام علی رضا علیہ السلام: نماز کسوف (یا آیات) باجماعت بھی پڑھی جاسکتی ہے اور فرادیٰ بھی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 133 باب 12 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 294 حدیث 889

(7) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کسی کو سورج یا چاند گرہن کا بعد میں پتا چلے تو اگر چاند یا سورج کا پورا گولہ پکڑا گیا تھا تو پھر قضا واجب ہے اور اگر صرف ان کا بعض حصّہ پکڑا گیا تھا تو پھر قضا واجب نہیں ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 347 حدیث 1529؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 131 باب 1 حدیث 1

نماز استسقاء (طلب بارش کی نماز)

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: نماز استسقاء صرف صحراء میں پڑھی جائے اور مسجد میں نہ پڑھی جائے سوائے مکہ کی مسجد کے۔ اس میں پڑھی جاسکتی ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 335 حدیث 1498؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 141 باب 4 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 150 حدیث 325

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: نمازِ استسقاء نماز عیدین کی مانند ہے جس طرح نمازی وہاں قرأت کرتا ہے اور تکبیریں کہتا ہے یہاں بھی قرأت کرے اور تکبیریں کہے۔ پیش نماز سکینہ، وقار اور خشوع و خضوع کے ساتھ چل کر کسی صاف و ستھری جگہ جائے اور عام لوگ بھی اس کے ہمراہ نکلیں۔ پس پہلے خدا کی حمد و ثناء اور اس کی تعریف و تمجید کرے اور خوب کدو کاوش سے دعا کرے اور بکثرت تسبیح و تہلیل اور تکبیر کہے اور پھر نماز عیدین کی طرح دو رکعت نماز دعا و پکار، طلب وسوال اور جد و جہد کے ساتھ ادا کرے اور جب پیش نماز سلام پھیر لے تو چادر کو الٹ لے یعنی دائیں کاندھے والی جانب کو بائیں جانب پر اور بائیں کاندھے والی جانب کو دائیں جانب پر الٹ دے کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ نے اسی طرح کیا تھا۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 297 باب 88 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 137 باب 1 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 149 حدیث 323؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 452 حدیث 1750

(3) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: نماز استسقاء پہلے اور خطبہ بعد میں پڑھا جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 141 باب 05 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 150 حدیث 326؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 451 حدیث 1749

روزہ کے احکام

وجوب و اہمیت:

(1) ارشادِ خداوندی ہے: كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

ترجمہ: ”تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم متقی بنو“۔

حوالہ: القرآن سورۃ البقرہ آیت 183

(2) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: روزہ جہنم سے بچانے کی سپر (ڈھال) ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 227 باب 1 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 56 حدیث 1771

(3) امام محمد باقر علیہ السلام : اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔(1) نماز۔(2) زکوٰۃ۔(3) حج۔(4) روزہ۔ (5) ولایت (یعنی روزہ اسلام کی بنیادوں میں سے ہے)۔

حوالہ: اصول کافی جلد سوم صفحہ 252 باب 141 حدیث 03؛ فروع کافی جلد سوم صفحہ 227 باب 1 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 56 حدیث 1770؛ وسائل الشیعہ جلد اول صفحہ 46 باب 1 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 231 باب 1 حدیث 1

روزہ کی اقسام

(1) امام زین العابدین علیہ السلام : درج ذیل روزے واجب ہیں:

1- ماہ رمضان کے (مکمل) روزے۔

2- پے درپے دو ماہ کے روزے اس شخص کے لیے جو جان بوجھ کر ماہ رمضان کا ایک روزہ توڑ دے۔

3- پے درپے دو ماہ کے روزے کفارہ ظہار میں۔

4- پے درپے دو ماہ کے روزے کفارۂ قتل خطاء میں۔

5- پے درپے تین روزے کفارۂ قسم میں۔

6- تین روزے اس حاجی کے لیے جو سر میں تکلیف کی وجہ سے سر نہیں منڈوا سکتا۔

7- متعۃ الحج میں قربانی کے بدلے دس روزے، جن میں تین روزے زمانہ حج میں رکھنے ہوں گے اور سات روزے گھر واپس آ کر۔

8- ایک روزہ حالتِ احرام میں شکار کرنے کے کفارے کے طور پر۔

9- نذر کا روزہ۔

10- اعتکاف کا روزہ۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 58، 59 حدیث 1784؛ الخصال شیخ صدوق جلد دوم صفحہ 284 باب 22 حدیث 2

(2) امام زین العابدین علیہ السلام : درج ذیل روزے حرام ہیں۔

1- عید فطر کا روزہ۔

2- عید قربان کا روزہ۔

3- ایام تشریق (گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ) کے روزے۔

4- یوم شک کا روزہ (وضاحت آخر میں دیکھیں)۔

5- یوم وصال کا روزہ (یعنی کوئی شخص نیت کرے کہ وہ ایک دن اور ایک رات سحر تک ملا کر روزہ رکھے گا یا دو دن ملا کر روزہ رکھے گا)۔

6- خاموشی کا روزہ (یعنی انسان یہ نیت کرے کہ ایک معینہ مدت تک کسی سے بات نہیں کرے گا یہ روزہ گذشتہ امتوں میں جائز تھا مگر شریعت محمدیؐ میں حرام ہے)۔

7- کسی گناہ کے لیے نذر کی جائے تو وہ روزہ۔

8- صوم الدہر (یعنی پورے تین سو ساٹھ دونوں (ایک سال) کے روزے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 216 باب 1 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 59 اور 60 حدیث 1784؛ الخصال شیخ صدوق جلد دوم صفحہ 284 باب 22 حدیث 2 ؛ فروع کافی جلد سوم صفحہ 268 باب دس حدیث 1

وضاحت یوم شک

اگر شک ہو کہ آیا رمضان کا چاند نظر آیا ہے یا نہیں تو اس رات کو نیت کر لی جائے کہ میں شعبان کا روزہ رکھ رہا ہوں۔ اگر رمضان کی پہلی ہوگی تو اس کا شمار رمضان میں ہو جائے گا اور اگر وہ شعبان ہی کی تاریخ ہے تو اس میں اس کو کوئی ضرر نہیں ہے۔

رویت ہلال

(1) امیر المومنین علیہ السلام: رویت ہلال کا ثبوت بغیر دو عادل مردوں کی گواہی کے درست نہیں ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 88 حدیث 1912؛ فروع کافی جلد سوم صفحہ 247 باب 06 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 174 باب 11 حدیث 1

(2) امیر المومنین علیہ السلام: رویت ہلال کے سلسلے میں عورتوں کی گواہی قبول (جائز) نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 247 باب 6 حدیث 4؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 89 حدیث 1914؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 174 باب 11 حدیث 3

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب کسی شہر والے بوجہ رویت ہلال اس دن کا روزہ رکھنے پر متفق ہو جائیں تو ان کے ساتھ روزہ رکھنا چاہیے لیکن شرط یہ ہے کہ ان کی تعداد پانچ سو (یا اس سے زیادہ) ہو اگر ان کے ساتھ روزہ نہ رکھا جائے تو اس کی قضا ہوگی۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 89 حدیث 1913؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 177 باب 12 حدیث 6

(4) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کسی شخص نے تنہا چاند دیکھا اور اُسے اس سلسلہ میں کوئی شک نہ ہو تو وہ اپنے یقین پر عمل کرے ورنہ عام لوگوں کے ساتھ تعاون کرے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 89 حدیث 1915؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 162 باب 4 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 317 حدیث 964؛ قرب الاسناد صفحہ 103

توضیح:

یعنی اگر رمضان کا چاند تنہا دیکھے اور یقین ہو تو روزہ رکھے گا چاہے باقی لوگ نہ رکھ رہے ہوں اسی طرح اگر شوال کا چاند دیکھے اور یقین ہو تو عید الفطر منائے چاہے باقی لوگ روزہ رکھ رہے ہوں لیکن یہ اس وقت ہوگا جب اس کو محکم یقین ہو۔ ذرا سا بھی شک ہوگا تو لوگوں کے ساتھ اتفاق کرنا پڑے گا۔ ہم نے حدیث سے مطلب اخذ کیا ہے لفظ بہ لفظ نقل نہیں کر سکے اس لیے کہ شیخ صدوق اور شیخ طوسیؒ کے الفاظ مختلف ہیں۔ لیکن مطلب ایک ہی ہے۔ جو ہم نے نقل کر دیا ہے۔

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر آسمان بالکل صاف ہو اور کوئی شئے چاند دیکھنے میں مانع نہ ہو تو رویت اس وقت ثابت ہوگی جب کہ یا تو انسان خود چاند دیکھ لے یا کم از کم پچاس آدمی گواہی دیں کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ سارے آدمی اس بات میں مشہور ہوں کہ وہ ہمیشہ چاند دیکھ کر ہی روزہ رکھتے اور کھولتے ہیں (یعنی ان کی عدالت مشہور ہو)۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 175 باب 11 حدیث 8، 11؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 160 حدیث 451 اور صفحہ 159 حدیث 448؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 74 حدیث 227

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص ایسے مقام پر ہو کہ اسے رمضان کا صحیح پتہ نہیں ہے تو اسے چاہیے کہ ایک مہینہ رمضان کے قصد اور گمان سے روزے رکھے۔ اگر اس نے یہ روزے رمضان سے پہلے رکھ لیے ہیں تو اس کی طرف سے واجب ادا نہ ہوگا اور اگر ماہ رمضان کے بعد رکھے ہیں تو واجب ادا ہو جائے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 169 باب 07 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 89 حدیث 1920؛ فروع کافی (عربی) جلد چہارم صفحہ 180 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 310 حدیث 935

(7) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص روزہ رکھ لے اور اس نے چاند بھی نہ دیکھا ہو اور دن کو کچھ لوگ (دو یا اس سے زیادہ) آ کر گواہی دیں کہ چاند نظر آ چکا ہے اور انہوں نے روزہ نہیں رکھا تو اس شخص کو روزہ افطار کر لینا چاہیے لیکن عید کی نماز دوسرے دن تک مؤخر کرے اور دوسرے دن اول دن میں نماز عید پڑھے۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 386 باب 73 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 168 باب 06 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 119 حدیث 2038

(8) امام علی نقی علیہ السلام: رؤیت ہلال کے سلسلے میں اہل نجوم اور اہل حساب کی خبروں پر اعتبار کرنا درست نہیں ہے کیونکہ شک کے ساتھ روزہ نہیں ہوتا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 178 باب 15 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 159 حدیث 446

(9) امام رضا علیہ السلام: ماہ رمضان کبھی بھی انتیس دن کا نہیں ہو سکتا تا ابد تیس دن ہی رہے گا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 121 حدیث 2044؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 168 باب 05 حدیث 22

(10) امام جعفر صادق علیہ السلام: اللہ تعالیٰ نے دنیا کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر اللہ نے ان چھ دنوں کو سال کے دنوں سے نفی کر دیا اسی لیے سال کے تین سو چون (354) دن ہوتے ہیں۔ شعبان کبھی تیس دنوں کا نہیں ہوتا اور خدا کی قسم رمضان کبھی تیس دنوں سے کم نہیں ہوتا کیونکہ فرض کبھی ادھورا نہیں ہوتا۔ اللہ کا فرمان ہے: وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ (یعنی گنتی پورا کرو) اور شوال انتیس دن کا ہوتا ہے۔

حوالہ: تفسیر نور الثقلین (مترجم) جلد اوّل صفحہ 335 حدیث 582 مطبوعہ ادارہ منہاج الصالحین لاہور

(11) معاذ بن کثیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت رسولؐ خدا نے ماہ رمضان کے انتیس روزے تیس روزوں کی نسبت زیادہ رکھے ہیں؟ فرمایا یہ جھوٹ کہتے ہیں بلکہ آنحضرتؐ نے اپنی بعثت کے دن سے لے کر اپنی وفات تک کبھی تیس دن سے کم روزے نہیں رکھے تھے اور جب سے خدا نے آسمان و زمین خلق کیے ہیں ماہِ رمضان تیس شب و روز سے کبھی کم ہوا ہی نہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 166 باب 05 حدیث 16؛ تفسیر عیاشی (مترجم) جلد اول صفحہ 74 حدیث 194؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 168 حدیث 478؛ تفسیر البرہان جلد دوم صفحہ 403؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 65

حدیث 212؛ بحارالانوار جلد 20 صفحہ 77

(12) محمد بن سنان کی روایت میں ہے جسے انہوں نے حذیفہ بن منصور سے اور انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "ماہ رمضان ہمیشہ تیس دن کا ہوگا اس سے کم تا ابد نہ ہوگا۔"

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 120 حدیث 2040؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 166 باب 5 حدیث 17؛ فروع کافی جلد سوم صفحہ 250 باب 7 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 168 حدیث 479؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 65 حدیث 213؛ الخصال (مترجم) جلد دوم صفحہ 325 باب 21 حدیث 2

(13) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ نے دنیا (آسمان وزمین) کو چھ دن میں پیدا فرمایا پھر ان کو سال کے دنوں سے جدا کر دیا اور سال کے دن (اب) تین سو چون (354) ہیں شعبان کبھی تام نہیں ہوتا اور ماہ رمضان بخدا کبھی ناقص نہیں ہوتا اور کبھی فریضہ ناقص نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ولتکملو العدّۃ (تاکہ عدد کو پورا کرو)۔ شوال انتیس دن کا ہوتا ہے اور ذوالقعدہ تیس دن کا ہوتا ہے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: وواعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ و اتممناھا بعشیر فتم میقاتُ ربہ اربعین لیلۃ (اعراف 142) (یعنی ہم نے موسیٰؑ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا تھا اور ہم نے ان کے دس راتیں اور ملا کر مکمل کر دیا۔ اس طرح خدا کی میقات پوری چالیس راتوں کی ہوگی)۔ ذوالحجہ انتیس دن کا۔ محرم تیس دن کا پھر بعد ازاں اسی حساب سے ایک مہینہ تام اور ایک ناقص ہوتا ہے۔"

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 167 باب 5 حدیث 21؛ فروع کافی جلد سوم صفحہ 250 باب 7 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 172 حدیث 485؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 68 حدیث 218

(14) محمد بن اسماعیل بن بزیع نے محمد بن یعقوب سے انہوں نے شعیب سے اور انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں نے آپؑ سے عرض کیا کہ لوگ حضور اکرمؐ کے لیے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے رمضان کے مہینوں میں جتنی مرتبہ تیس دن روزے رکھے اس سے زیادہ مرتبہ انتیس دن روزے رکھے۔ آپؑ نے فرمایا کہ یہ لوگ غلط کہتے ہیں۔ رسولؐ اللہ نے ہمیشہ پورے روزے رکھے فرائض کبھی ناقص نہیں ہوا کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے سال کو تین سو ساٹھ دن کا بنایا اور آسمانوں اور زمینوں کو چھ دن میں پیدا کیا اور چھ دن کو تین سو ساٹھ دن میں سے گھٹا دیا تو سال تین سو چون دن کا رہ گیا۔ اس میں ماہ رمضان تیس دن کا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بموجب ہے کہ (لتکملو العدۃ) دنوں کو کامل کرو اور یہ دن کامل جب ہوں گے جب دن پورے ہوں گے۔ پھر ماہ شوال انتیس دن کا ماہ ذی القعدہ تیس دن کا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بموجب (وواعدنا موسیٰ

ثلاثین ......) ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا چھ مہینے اس طرح ہوں گے یعنی ایک مہینہ پورا اور ایک مہینہ ناقص اور ماہ رمضان کبھی ناقص (انتیس دن کا) نہیں ہوگا اور ماہ شعبان کبھی تمام (پورے تیس دن کا) نہیں ہوگا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 120 حدیث 2042؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 167 باب 5 حدیث 20؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 171 حدیث 483؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 67 حدیث 216

(15) حذیفہ بن منصور کی روایت ہے جو انہوں نے معاذ بن کثیر سے کی جن کو معاذ بن مسلم ہرا بھی کہا جاتا ہے انہوں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم ماہ رمضان تیس ہی دن کا ہوگا اس سے کم تا ابد نہ ہوگا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 120 حدیث 2041؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 166 باب 05 حدیث 17؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 168 حدیث 481؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 65 حدیث 215

(16) حذیفہ بن منصور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: نہ بخدا...... نہ بخدا...... نہ بخدا...... ماہ رمضان تیس دن اور تیس رات سے نہ کبھی کم ہوا ہے اور نہ کبھی کم ہوگا۔ ابو عمران منشور کہتا ہے کہ میں نے حذیفہ سے کہا کہ شاید امامؑ نے تیس رات اور تیس دن فرمایا ہو جیسا کہ لوگ کہتے ہیں کہ رات دن سے پہلے ہوتی ہے۔ حذیفہ نے کہا کہ میں نے آپؑ سے اسی طرح سنا (جیسا بیان کیا ہے کہ تیس دن اور تیس رات فرمایا)۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 166 باب 05 حدیث 18؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 168 حدیث 481؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 65 حدیث 215

(17) معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے آیت مبارکہ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ..... (یعنی عدد کو پورا کرو) کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے پورے تیس روزے رکھنا (مراد) ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 121 حدیث 2043؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 167 باب 5 حدیث 19؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 176 حدیث 487؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 72 حدیث 220

(18) محمد بن یعقوب بن شعیب اپنے والد (یعقوب سے) اور وہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا ماہ رمضان تیس دن کا ہوتا ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے: و لتکملوا العدۃ...... (تا کہ تم عدد کو پورا کرو) اور تام و کامل عدد تیس دن ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 168 باب 05 حدیث 23؛ الخصال شیخ صدوق صفحہ 531 حدیث 8

(19) یاسر خادم سے روایت کی گئی ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ماہ رمضان انتیس دن کا ہوتا ہے ؟ آپؑ نے فرمایا ماہ رمضان کبھی تیس دن سے تاابد کم نہ ہوگا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 121 حدیث 2044؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 167 باب 5 حدیث 22؛ الخصال صفحہ 530 حدیث 5

صبح کی پہچان

(1) اللہ تعالیٰ: كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ

ترجمہ: ''کھاؤ پیو جب تک صبح کا سفید خط رات کے کالے خط سے جدا نہ ہو صبح کے وقت''۔

حوالہ: القرآن سورۃ البقرہ آیت 187

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب صبح سفید چادر کی طرح نمودار ہوجائے تو اسے صبح صادق کہتے ہیں اور روزہ کا آغاز اسی وقت سے ہوتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 279 باب 18 حدیث 5؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 92 حدیث 1934

وقت افطار:

(1) اللہ تعالیٰ: ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ

ترجمہ: ''پھر روزہ کو رات تک پورا کرو''۔

حوالہ: القرآن سورۃ البقرہ آیت 187

(2) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جب قرص آفتاب (سورج کا گولہ) غائب ہوجائے تو روزہ دار افطار کرے اور یہی نماز کا وقت بھی ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 91 حدیث 1932؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 94 باب 51 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 271 حدیث 818؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 115 حدیث 376؛ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 279 حدیث 5

(3) امام محمد باقر علیہ السلام: جب آسمان پر تین تارے نکل آئیں تو افطار کا وقت ہوجاتا ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 92 حدیث 1932؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 95 باب 52 حدیث 3؛

تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 318 حدیث 968

(4) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: جب (مغرب کی طرف سے) سرخی زائل ہو جائے تو افطار کرنا چاہیے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 95 باب 52 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 259 حدیث 1031

(5) امام محمد باقر علیہ السلام: ماہ رمضان میں بوقت مغرب دو فرائض اکھٹے ہو جاتے ہیں یعنی افطار اور نماز، تو ان میں سے جو افضل ہے اس سے ابتداء کرنی چاہیے اور ان میں سے افضل نماز ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 97 باب 54 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 185 حدیث 570؛ مصباح المتہجد صفحہ 569

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: پہلے نماز پڑھنی چاہیے اور بعد میں افطار۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 92 حدیث 1933؛ فروع کافی جلد سوم صفحہ 288 باب 21 حدیث 3

وقت سحر میں شک

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر انسان صبح کے وقت کھڑے ہو کر دیکھے اور صبح کے آثار نہ پائے لیکن کھانے پینے کے فوراً بعد صبح ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ روزے کو پورا کرے اس پر اعادہ نہیں ہے لیکن اگر اس نے پہلے نہیں دیکھا اور کھانے پینے کے بعد نظر کی اور آثار صبح نمودار پائے تو اس صورت میں اسے چاہیے کہ روزہ نہ رکھے اور بعد میں اس روزے کی قضا کرے کیونکہ اس نے ابتداء کھانے سے کی تھی اور دیکھا بعد میں۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 275 باب 17 حدیث 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 93 حدیث 1938؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 90 باب 44 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 269 حدیث 811؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 116 حدیث 378

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: سحری کھانا اس وقت تک جائز ہے جب تک طلوع فجر میں شک رہے۔ لیکن جب یقین ہو جائے تو کھانے پینے سے رک جانا چاہیے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 93 باب 49 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 93 حدیث 1937

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر دو شخص کھڑے ہو کر فجر پر نظر ڈالیں اور ایک کہے کہ صبح صادق ہو گئی جب کہ دوسرا کہے کہ نہیں ہوئی تو وہ شخص جس پر صبح صادق واضح نہیں ہوئی وہ کھا پی سکتا ہے۔ مگر جس کا گمان ہے کہ اس نے صبح صادق

دیکھی ہے تو اس پر کھانا پینا حرام ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 277 باب 17 حدیث 7؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 93 حدیث 1938؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 92 باب 48 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 317 حدیث 967

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر انسان خود دیکھ لے کہ ابھی فجر طلوع نہیں ہوئی ہے تو اس کے لیے کھانا پینا جائز ہے لیکن اگر کسی دوسرے سے کہے اور وہ بتائے کہ ابھی صبح نہیں ہوئی ہے لیکن بعد میں معلوم ہو کہ صبح ہوگئی تھی تو اس صورت میں اسے اس روزے کی قضا کرنا پڑے گی۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 93 حدیث 1940؛ فروع کافی جلد سوم صفحہ 276 باب 17 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 92 باب 46 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 269 حدیث 813

وقت افطار میں شک

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر ماہ رمضان میں غروب شمس کے وقت بادل چھا جائے اور کوئی شخص یہ سمجھ کر کہ سورج غروب ہو گیا ہے روزہ افطار کرے اور بعد میں جب بادل پھٹے تو پتہ چلے کہ ہنوز دن باقی ہے تو اس پر اس روزے کی قضا واجب ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 280 باب 19 حدیث 1، 2؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 94 باب 50 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 270 حدیث 815؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 115 حدیث 374

(2) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کسی شخص کو مکمل یقین ہو جائے کہ رات ہو گئی ہے لیکن بعد میں سورج نظر آ جائے تو اس پر قضا نہیں ہے اس کا روزہ مکمل ہو گیا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 94 باب 51 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 318 حدیث 968

ماہ رمضان میں بھول کر کھانا پینا

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص روزہ میں بھول کر کچھ کھا پی لے تو وہ روزہ مکمل کرے کیونکہ خدا نے بھول کر کھانے پینے کو معاف کیا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 281 باب 20 حدیث 1، 2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 86 حدیث 1983

نیت روزہ

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: واجب روزہ میں دوپہر سے قبل نیت کی جاسکتی ہے جب کہ سنتی روزہ میں غروب سے قبل کسی بھی وقت نیت کی جاسکتی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 311 باب 42 حدیث 3

(2) امیر المومنین علیہ السلام: اگر کوئی شخص کچھ کھائے پیئے بغیر روزہ رکھنا چاہے تو نیت کر کے روزہ رکھ لے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 39 باب 2 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 187 حدیث 525

(3) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ہر عمل کا دارومدار نیت پر ہے ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی وہ نیت کرے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 40 باب 2 حدیث 11؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 186 حدیث 519

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص رات سے نیت کرے کہ کل روزہ رکھے گا تو اس پر روزہ رکھنا لازم ہے اور اگر نہ رکھے تو اس کی قضا لازم ہے لیکن اگر رات کو نیت نہ کی ہو بلکہ صبح نیت کی ہو تو اسے زوال تک روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کا اختیار ہے اور اگر زوال ہو جائے اور ابھی اس نے کوئی چیز نہ کھائی ہو تو اس روزے کو مکمل کرے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 43 باب 4 حدیث 12؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 189 حدیث 533

بغیر شرعی عذر کے عمداً روزہ ترک کرنا:

(1) امام محمد باقر علیہ السلام: جو شخص جان بوجھ کر ماہ رمضان میں مسلسل تین دن تک روزہ نہ رکھے اور لوگ گواہیاں بھی دیں (کہ اس نے تین دن روزہ نہیں رکھا) تو اس سے پوچھا جائے کہ کیا وہ روزہ نہ رکھنے پر اپنے آپ کو گناہ گار سمجھتا ہے یا نہیں۔ اگر کہے نہیں تو اسے قتل کیا جائے اور اگر ہاں کہے تو اسے (تعزیراً) پٹائی کے ذریعے سزا دی جائے اور یہ کام امام کرے گا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 85 حدیث 1890؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 158 باب 2 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 215 حدیث 624 اور جلد 10 صفحہ 141 حدیث 558؛ فروع کافی جلد سوم صفحہ 284 باب 22 حدیث 5

توضیح:

مطلب یہ کہ جو شخص بغیر کسی عذر شرعی کے روزے نہ رکھے اور خود کو گناہگار بھی نہ سمجھے یعنی روزے نہ رکھنے کو جائز سمجھتا

ہوتو ایسا شخص واجب القتل ہوگا۔

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص ماہ رمضان میں قصداً ایک روزہ نہ رکھے تو وہ ایک غلام آزاد کرے یا دو ماہ پے در پے روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور اگر اس کی (اتنی) طاقت نہ ہو تو (جتنا دے سکے) صدقہ دے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 283 باب 22 حدیث 1

مبطلات، مکروہات اور روزہ توڑنے کے کفارہ وغیرہ کے احکام

(1) امام محمد باقر علیہ السلام: تین چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے:

(1) کھانے پینے سے۔ (2) عورتوں (سے مباشرت کرنے) سے۔ (3) پانی میں غوطہ لگانے سے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 80 حدیث 1853؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 49 باب 1 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 189 حدیث 535 اور صفحہ 318 حدیث 971؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 80 حدیث 244

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: خدا، اس کے رسولؐ اور آئمہ طاہرینؑ پر جھوٹ بولنے سے روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 263 باب 11 حدیث 10؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 81 حدیث 1854؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 50 باب 02 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 203 حدیث 585؛ معانی الاخبار صفحہ 165 حدیث 1؛ اصولِ کافی (عربی) جلد چہارم صفحہ 89 حدیث 10

(3) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مسلمان بھائی کی غیبت کرنے سے روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 50 باب 2 حدیث 5؛ عقاب الاعمال صفحہ 335

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: پانچ چیزیں روزہ کو توڑ دیتی ہیں۔

(1) کھانا۔ (2) پینا۔ (3) مجامعت کرنا۔ (4) پانی میں غوطہ زنی کرنا۔ (5) خدا، حضور اکرمؐ اور آئمہ طاہرینؑ پر جھوٹ بولنا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 50 باب 2 حدیث 6؛ الخصال صفحہ 286 حدیث 39

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: روزہ دار کے لیے عورت کے ساتھ مباشرت (بوس و کنار) کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے منی کا اخراج ہو سکتا ہے (اور اگر منی خارج ہوگئی تو روزہ ٹوٹ جائے گا)۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 286 باب 23 حدیث 1

(6) امام محمد باقر علیہ السلام: جو شخص روزہ قصداً توڑے تو کفارے میں ایک غلام آزاد کرے اگر اس کی طاقت نہیں تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو پانچ صاع (تقریباً) 15 کلوگرام (14.15323 کلوگرام) کھجوریں صدقہ کرے اور اگر کھجوریں خریدنے کے بعد گھر کھانے کے لیے کچھ نہ بچے تو وہی کھجوریں اپنے سمیت اپنے اہل و عیال میں تقسیم کرے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 84 حدیث 1885؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 56 باب 8 حدیث 5؛ معانی الاخبار صفحہ 336 حدیث 1

(7) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: جو شخص عمداً رمضان میں روزہ توڑے تو قضاء کے ساتھ (کفارہ میں) ایک غلام آزاد کرے یا پے در پے دو ماہ روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اگر تینوں میں سے کسی بھی کفارہ کو ادا کرنے کی قدرت نہ ہو تو پھر خدا سے طلبِ مغفرت کرے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 57 باب 8 حدیث 6

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر روزہ دار ماہ رمضان میں اپنی بیوی سے بوس و کنار کرے اور اس کی منی خارج ہو جائے (انزال ہو جائے) تو اس پر اسی طرح کفارہ واجب ہے جس طرح مجامعت کرنے سے واجب ہوتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 285 باب 22 حدیث 7؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 53 باب 04 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 321 حدیث 983

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کلی کرتے وقت پانی روزہ دار کے حلق میں چلا جائے تو اگر وضو نماز واجب کا ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر پانی نافلہ نماز کے وضو کا ہو تو روزہ کی قضا ہوگی۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 291 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 69 باب 23 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 324 حدیث 999

(10) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر روزہ دار ماہ رمضان میں عمداً حلق تک پانی پہنچائے یا غلیظ بو سونگھے یا غبار حلق میں داخل کرے تو اس پر کفارہ واجب ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 68 باب 22 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 214 حدیث 621؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 94 حدیث 305

توضیح:

حدیث میں یہ درج ہے کہ مذکورہ بالا کام کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس سلسلے میں مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنا واجب ہیں لیکن ہم نے مطلب بیان کیا ہے کہ جب کفارہ واجب ہوگا تو تین قسم میں سے ایک کفارہ دینا ہوگا۔ تین کفاروں کا ذکر پہلے کیا جاچکا ہے۔

(11) امام جعفر صادق علیہ السلام: روزہ دار کے لیے کوئی بھی چیز ناک میں چڑھانا مکروہ ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 295 باب 29 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 70 باب 24 حدیث 2

امام علی رضا علیہ السلام: روزہ کی حالت میں آنکھ میں دوا ڈالنا جائز نہیں ہے چاہے آشوب چشم ہی کیوں نہ ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 296 باب 30 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 71 باب 25 حدیث 3

(12) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر سرمہ میں مشک ہو اور اس کا ذائقہ حلق تک پہنچنے کا اندیشہ ہو تو ایسا سرمہ لگانا مکروہ ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 296 باب 30 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 71 باب 25 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 259 حدیث 770؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 90 حدیث 283

(13) امام جعفر صادق علیہ السلام: روزہ دار کے لیے داڑھ نکلوانا یا منہ کو خون آلود کرنا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 297 باب 31 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 72 باب 26 حدیث 3؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 82 حدیث 1871

(14) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر بے ہوش ہونے یا صفرہ کے جوش مارنے کا اندیشہ نہ ہو تو روزہ دار کے لیے پچھنے لگانا جائز ہے اگر بے ہوشی یا صفرہ کا خوف ہو تو پھر مکروہ ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 293 باب 28 حدیث 1 ؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 81 حدیث 1868؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 73 باب 26 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 261 حدیث 777؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 91 حدیث 290

(15) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر روزہ دار کو کمزوری کا اندیشہ ہو تو حمام میں جانا مکروہ ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 294 باب 28 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 74 باب 27 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 82 حدیث 1873؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 261 حدیث 779

(16) امام جعفر صادق علیہ السلام: روزہ دار اگر قصداً قے کرے تو اس پر روزہ کی قضا واجب ہوگی لیکن اگر بلا قصد قے آ جائے تو روزہ مکمل کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 298 باب 27 حدیث 1، 2؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 76 باب 29 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 264 حدیث 291

(17) امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام: روزہ دار کے لیے مشک سونگھنا مکروہ ہے (ویسے عام خوشبو سونگھنا منع نہیں)۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 298 باب 32 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 79 باب 32 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم 266 حدیث 801

(18) امام جعفر صادق علیہ السلام: روزہ دار کے لیے نرگس کا سونگھنا منع ہے اس لیے کہ یہ عجمیوں کا پھول ہے جس کو وہ سونگھتے ہیں تو ان کی بھوک رک جاتی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 298 باب 32 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 83 حدیث 1878؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 79 باب 32 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 266 حدیث 804؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 94 حدیث 302؛ علل الشرائع صفحہ 383 حدیث 1

(19) امام محمد باقر علیہ السلام: روزہ دار کے لیے گوند چبانا منع ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 300 باب 33 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 84 باب 36 حدیث 1

(20) امام جعفر صادق علیہ السلام: روزہ کی حالت میں کوئی شے چکھنا جائز نہیں ہے چاہے حلق تک نہ پہنچے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 301 اب 34 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 85 باب 37 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 312 حدیث 943؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 95 حدیث 309

توضیح:

یہ حکم واجب نہیں ہے کیونکہ اس کے مخالف بھی احادیث موجود ہیں جو کہ آئندہ ذکر کی جائیں گی اس حکم کو ہم نے اس لیے ترجیح دی ہے کیونکہ یہ غیر شیعہ کے عمل کے مخالف ہے اور ہمارے لیے یہی حکم ہے کہ جب دو حدیثیں ایک دوسرے کی ضد میں وارد ہوں تو اس پر عمل کیا جائے جو عامہ کے عمل کے خلاف ہو۔ نیز اس سے یہ بھی نکلتا ہے کہ جب ذائقہ چکھنے کی ضرورت نہ ہو تو پھر چکھنا منع ہے۔

(21) امام جعفر صادق علیہ السلام: روزہ دار کے لیے منہ میں گٹھلی رکھ کر چوسنا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 82 حدیث 1870؛ فروع کافی جلد سوم صفحہ 302 باب 36 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 87 باب 40 حدیث 2,3

(22) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: روزہ کی حالت میں گالیاں دینا مکروہ ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 261 باب 11 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 114 باب 11 حدیث 3؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 80 حدیث 1861؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 194 حدیث 553؛ مصباح التہجد شیخ طوسی صفحہ 569

(23) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: روزہ کی حالت میں رفث (فحش گوئی) مکروہ ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 80 حدیث 1856؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 118 باب 14 حدیث 1؛ فروع کافی جلد سوم صفحہ 263 باب 11 حدیث 11؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 195 حدیث 559

(24) امام علی رضا علیہ السلام: اگر کوئی شخص زنا کاری کر کے یا کسی اور حرام چیز پر روزہ توڑے تو اس پر تینوں کفارے واجب ہیں یعنی اس روزہ کی قضا کے ساتھ ایک غلام آزاد کرے گا اور پے در پے دو ماہ کے روزے بھی رکھے گا اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا بھی کھلائے گا اور اگر حلال (زوجہ یا کنیز) سے مباشرت کرے یا کسی حلال چیز پر روزہ توڑے تو اس پر (تینوں کفاروں میں سے) صرف ایک کفارہ واجب ہے اور اگر ایسا بھول کر کرے تو پھر کچھ بھی نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 59 باب 10 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 85 حدیث 1892 (بروایت امام جعفر صادقؑ)؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 209 حدیث 605؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 97 حدیث 316؛ عیون اخبار الرضا جلد اوّل صفحہ 314 حدیث 88؛ معانی الاخبار صفحہ 389 حدیث 27

(25) امام علی رضا علیہ السلام: جو شخص ماہ رمضان میں حلال یا حرام طریقے سے ایک عورت سے دس بار مباشرت کرے تو اس پر دس کفارے واجب ہیں یعنی ہر بار کے لیے ایک کفارہ واجب ہوگا لیکن کھانے پینے میں ایسا نہیں ہوتا بلکہ صرف ایک کفارہ واجب ہوتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 60 باب 11 حدیث 1؛ عیون الاخبار الرضاؑ جلد اوّل صفحہ 254 حدیث 3؛ الخصال صفحہ 450 حدیث 54

توضیح:

مطلب یہ کہ اگر روزہ دار ایک بار مباشرت کرے گا تو اس پر ایک کفارہ واجب ہو جائے گا اگر حلال طریقے سے مباشرت کی تو تینوں میں سے ایک کفارہ واجب ہوگا اور اگر حرام طریقے سے کرے گا تو تینوں کفارے واجب ہو جائیں گے۔ اسی طرح جتنی بار مباشرت کرے گا ہر بار اسی طرح کفارے بھی واجب ہوں گے۔ لیکن کھانے پینے کے سلسلے میں ایسا نہیں ہے یعنی اگر کوئی شخص کوئی چیز کھا یا پی کر روزہ توڑے تو اس پر تینوں میں سے ایک کفارہ واجب ہو جائے گا اور اس کے بعد وہ جتنی بار بھی کھائے یا پئے تو اب کوئی کفارہ نہیں ہوگا۔

(26) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی عورت کو مجامعت پر مجبور کرے اور دونوں روزہ سے ہوں تو دونوں کا کفارہ مرد پر واجب ہوگا لیکن اگر دونوں راضی ہوں تو ایک کفارہ مرد پر واجب ہے اور ایک عورت پر واجب ہے۔ (یعنی اپنا اپنا کفارہ ادا کریں گے)۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 85 حدیث 1889؛ فروع کافی جلد سوم صفحہ 286 باب 22 حدیث 9؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 61 باب 12 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 215 حدیث 625

(27) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر مرد نے عورت کو مباشرت پر مجبور کیا تو اس کو پچاس کوڑے لگائے جائیں گے جو کہ حد (زنا) کا نصف ہیں اور اگر عورت راضی تھی تو پھر دونوں کو الگ الگ پچیس پچیس کوڑے لگائے جائیں گے۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

(28) امام علی رضا علیہ السلام: جو شخص ماہ رمضان میں اپنی زوجہ سے ہمبستری کرے یا ویسے جنب ہو جائے اور پھر سو رہے اور پھر عمداً صبح تک سوتا رہے تو وہ اس روزہ کو بھی مکمل کرے گا اور اس کی قضا بھی کرے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 64 باب 15 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 211 حدیث 614؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 86 حدیث 268؛ فروع کافی جلد سوم صفحہ 288 باب 24 حدیث 1

(29) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی عورت رات کو حیض سے پاک ہو جائے اور غسل کرنے میں سستی کرے یہاں تک کہ صبح صادق نمودار ہو جائے تو اس پر اس دن (کے روزے وغیرہ) کی قضا واجب ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 68 باب 21 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد اول صفحہ 393 حدیث 1213

(30) امام محمد باقر علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام: جو بہت بڑھاپے یا پیاس لگنے کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے تو ہر روزہ کے

بدلے ایک مد طعام صدقہ دے اور اس پر قضا واجب نہیں ہے اور اگر صدقہ کی طاقت بھی نہ رکھتا ہو تو اس پر کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 303 باب 37 حدیث 4؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 94 حدیث 1947؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 138 باب 15 حدیث 1

(31) امام محمد باقر علیہ السلام: وہ حاملہ عورت جس کا وضع حمل قریب ہو اور وہ دودھ پلانے والی جس کا دودھ کم ہو اگر وہ ماہ رمضان کا روزہ نہ رکھے تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن ان پر ہر اس روزے کے عوض جو نہ رکھے ایک مد طعام دینا واجب ہے اور ان دونوں پر ہر روز کی جس میں روزہ نہیں رکھا ہے بعد میں قضا بھی واجب ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 305 باب 38 حدیث؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 95 حدیث 1950؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 140 باب 17 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 239 حدیث 701

(32) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی مریض رہے اور اسی حالت میں دوسرا رمضان آ جائے تو پہلے رمضان کے لیے صدقہ دے اور دوسرے کے روزے رکھے اور اگر دونوں رمضان کے درمیان صحت یاب ہو گیا اور اس نے روزے نہ رکھے یہاں تک کہ دوسرا رمضان آیا تو دونوں رمضان کے روزے بھی رکھنے ہوں گے اور پہلے رمضان کے سلسلہ میں صدقہ بھی دے گا۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 308 باب 40 حدیث 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 104 حدیث 1999؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 199 باب 25 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 250 حدیث 744؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 111 حدیث 362

ماہ رمضان کے قضاء روزوں کے احکام

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی شخص پر ماہ رمضان کے روزوں میں سے کچھ قضاء باقی ہو تو جس مہینہ میں چاہے اس کی قضا مسلسل دنوں میں (پے در پے) رکھے اور اگر مسلسل نہ رکھ سکتا ہو تو جیسے چاہے رکھے دنوں کا شمار کر کے متفرق رکھے تو بھی بہتر ہے اور اگر مسلسل رکھے تو بھی بہتر ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 310 باب 41 حدیث 4؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 104 حدیث 1997؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 202 باب 26 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 274 حدیث 828؛

الاستبصار جلد دوم صفحہ 117 حدیث 380

(2) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص ماہ رمضان کے روزوں کی قضا کر رہا تھا کہ اپنی عورت سے مقاربت کی تو اگر زوال سے پہلے ایسا کیا ہے تو ایک روزہ کے عوض ایک روزہ رکھنے کے سوا اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر زوال کے بعد ایسا کیا ہے تو اس پر واجب ہے کہ دس مسکینوں کو فی مسکین ایک مد صدقہ دے اور اگر اس پر قادر نہ ہو تو اس دن کے بدلے ایک دن روزہ رکھے اور اپنے کیے کے کفارہ میں تین دن اور روزہ رکھے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 104 حدیث 2000؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 205 باب 29 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 278 حدیث 844؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 120 حدیث 391؛ فروع کافی (عربی) جلد چہارم صفحہ 122 حدیث 5

(3) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص ماہ رمضان کی قضا کر رہا ہو اور عورت سے مقاربت کرے تو اگر قبل زوال ایسا کرے (تو ایک روزہ کے عوض ایک روزہ رکھنے کے سوا) اس پر کچھ نہیں اور اگر بعد زوال کرے تو اس پر وہی کفارہ لازم ہوگا جو رمضان میں ایک روزہ توڑنے پر لازم آتا ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 104 حدیث 2000؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 206 باب 29 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم 279 حدیث 846؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 121 حدیث 394

توضیح:

دونوں حدیثوں میں دو کفارے بیان ہوئے ہیں ان میں سے جو چاہے ادا کرے چاہے پہلے پر عمل کرے چاہے بعد والے پر۔

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس کے ذمے کوئی واجبی روزہ ہو وہ مستحبی روزہ نہیں رکھ سکتا یعنی جائز نہیں (جب تک وہ اس واجب روزہ کی قضا نہ دے لے)۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 313 باب 43 حدیث 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 97 حدیث 1964؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 205 باب 28 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 276 حدیث 835

ماہ رمضان میں مسلمان ہونے والے کے احکام

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو ماہ رمضان کے چند دن گزر جانے کے بعد مسلمان ہو تو اس پر پچھلے دنوں کے روزے کی قضا

نہیں ہے نہ ہی اس دن کے روزے کی قضا واجب ہے ہاں اگر طلوع فجر سے پہلے مسلمان ہو گیا تو اس دن کا روزہ واجب ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 317 باب 46 حدیث 1، 3؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 91 حدیث 1930 اور 1931؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 195 باب 22 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 245 حدیث 727؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 107 حدیث 348

میت کے قضا روزوں کے احکام

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص مرجائے اور اس پر قضا روزے اور نمازیں ہوں تو جو میراث میں سب سے اولیٰ ہو وہ ادا کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 314 باب 44 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 197 باب 23 حدیث 5

(2) حسن عسکریؑ۔ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کے ذمے دس روزے قضا ہیں اور اس کے دو ولی ہیں تو اس کا سب سے بڑا ولی اس کی طرف سے سارے روزے رکھے گا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 106 حدیث 2010؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 196 باب 23 حدیث 3؛ فروع کافی جلد سوم صفحہ 315 باب 44 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 247 حدیث 732؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 108 حدیث 355

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر مرنے والے کا کوئی مرد ولی نہ ہو اور عورت ولی ہو تو اس کی قضا عورت کے ذمے نہیں ہے یہ صرف مردوں کا فرض ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 314 باب 44 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 197 باب 23 حدیث 5

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص ماہ رمضان کے چند روزے رکھنے کے بعد بیمار پڑ گیا اور مسلسل بیمار رہا حتی کہ مر گیا تو اس پر کوئی قضا نہیں ہے اور اگر وہ صحت یاب ہو گیا اور (پھر) بیمار پڑ گیا تو اس کے چھوڑے ہوئے مال سے ہر دن کے بدلے ایک مد طعام صدقہ کیا جائے گا اور اگر اس کا کوئی چھوڑا ہوا مال نہیں ہے تو اس کا ولی اس کی طرف سے روزہ رکھے گا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 106 حدیث 2008؛ فروع کافی جلد سوم صفحہ 314 باب 44 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 187 باب 23 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 248 حدیث 736؛

الاستبصار جلد دوم صفحہ 109 حدیث 356

(5) امام علی رضا علیہ السلام: اگر کوئی شخص مر جائے اور اس کے ذمے مسلسل دو ماہ کے روزے ہوں (کفارہ وغیرہ کے) تو اس کا ولی پہلے مہینے کے عوض صدقہ دے اور دوسرے مہینے کی قضا کرے گا۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 315 باب 44 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 249 حدیث 742؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 198 باب 24 حدیث 1

سفر میں روزہ کے احکام

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: ماہ رمضان میں بغیر کسی ضرورت کے سفر کرنا جائز ہے لیکن مقیم رہنا افضل ہے۔ ہاں اگر کسی وجہ سے باہر جانا ضروری ہو یا مال کے تلف ہونے کا خوف ہو تو پھر سفر کیا جا سکتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 318 باب 47 حدیث 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 99 حدیث 1969؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 122 باب 03 حدیث 1

(2) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مریضوں اور مسافروں کو قصر اور افطار میں اختیار ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 319 باب 48 حدیث 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 100 حدیث 1973

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص سفر میں روزہ رکھے گا تو میں اس پر نماز نہیں پڑھوں گا۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 321 باب 48 حدیث 7؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 100 حدیث 1975؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 120 باب 1 حدیث 8؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 217 حدیث 629

توضیح:

یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ سفر میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے اگر کسی کا ارادہ ہو کہ وہ سفر پر جائے گا تو اس کو روزہ رکھنا جائز نہیں اگر کوئی ایسا کرے گا تو آئمہؑ کی ناراضگی پائے گا ہاں اگر ارادہ نہ ہو اور اچانک سفر پر جانا پڑے تو روزہ کو افطار کرنا ہوگا۔

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو گھر سے سفر پر نکلے تو روزہ کھول دے کیونکہ حضور اکرمؐ بھی ایسا کرتے تھے اور جو ایسا نہیں کرتے وہ نافرمان ہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 320 باب 48 حدیث 5؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 100 حدیث 1977؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 120 باب 1 حدیث 6

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی جہالت ولاعلمی کی وجہ سے سفر میں روزہ رکھ لے تو اس پر کچھ نہیں لیکن اگر کوئی جان بوجھ کر ایسا کرے تو اس پر اس کی قضا لازم ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 321 باب 39 حدیث 1، 2؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 122 باب 2 حدیث 5؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 102 حدیث 1977؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 120 باب 1 حدیث 6

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: قصر اور افطار ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے پس جو قصر کرے وہ افطار کرے اور جو افطار کرے وہ قصر بھی کرے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 281 حدیث 1269؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 124 باب 4 حدیث 2,1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 328 حدیث 1021

توضیح:

اس موضوع کی کثیر احادیث موجود ہیں تمام کو نقل کرنا ممکن نہیں ان سب احادیث کا مطلب یہ ہے کہ سفر میں روزہ افطار کرنے کی وہی شرطیں ہیں جو نماز کے قصر کرنے کی ہیں۔ نماز کے قصر کے متعلق احکامات پہلے بیان ہو چکے ہیں انہی کی طرف رجوع فرمایا جائے۔ باقی مسائل پیش خدمت ہیں۔

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص بحالت روزہ سفر کے لیے گھر سے نکلے تو اگر دوپہر زوال سے پہلے چلے تو افطار کرے اور اس کی قضا بجالائے اور اگر بعد دوپہر (زوال) چلے تو روزہ پورا کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 326 باب 52 حدیث 3,2,1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 101 حدیث 1982؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 125 باب 05 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 228 حدیث 671؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 99 حدیث 321

توضیح:

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص زوال سے پہلے سفر پر نکلتا ہے تو وہ روزہ افطار کرے گا اور یہ سفر اچانک کرنا پڑا ہو اگر کوئی رات کو ہی نیت کرے کہ صبح سفر پر نکلنا ہے تو اسے روزہ رکھنا ہی نہیں چاہیے اور اگر کوئی زوال کے بعد سفر پر نکلے تو اسے روزہ کو پورا کرنا ہوگا جہاں پر بھی وقت آجائے۔

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر ماہ رمضان میں سفر کرنا ہو اور رات کو ہی سفر کی نیت کر لی ہو تو اب خواہ طلوع فجر سے پہلے

نکلے یا بعد روزہ افطار کرے گا اور اس دن کی قضا کرے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 126 باب 05 حدیث 12؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 229 حدیث 673؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 99 حدیث 323

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں سفر سے واپس آ رہا ہو اور خیال کرے کہ وہ اپنے گھر بعد طلوع آفتاب پہنچ جائے گا یعنی فجر طلوع ہونے کے بعد پہنچ جائے گا تو اس کو اختیار ہے چاہے تو اس دن کا روزہ رکھ لے چاہے تو افطار کرے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 101 حدیث 1984؛ فروع کافی جلد سوم صفحہ 327 باب 52 حدیث 5 اور 6 (بروایت امام محمد باقرؑ)؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 127 باب 06 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 228 حدیث 668؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 98 حدیث 318

(10) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی مسافر قبل زوال اپنے گھر حالت جنابت میں واپس پہنچا اور ابھی تک کچھ کھایا پیا نہیں تو وہ اپنے اس دن کے روزے کو پورا کرے اس پر اس کی قضا نہیں ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس کی جنابت احتلام سے ہوئی ہو۔ (اگر احتلام کے علاوہ جنابت ہوئی ہو تو پھر قضا کرنا ہوگی)۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 102 حدیث 1985؛ فروع کافی جلد سوم صفحہ 328 باب 52 حدیث 9

(11) امام جعفر صادق علیہ السلام: مسافر کے لیے مکروہ ہے کہ وہ سفر میں عورت سے مجامعت کرے اسی طرح سفر میں شکم سیر ہو کر کھانا پینا بھی مکروہ ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 330 باب 54 حدیث 5؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 102 حدیث 1986؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 136 باب 13 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 240 حدیث 705؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 105 حدیث 342

توضیح:

یہ ممانعت کراہت میں ہے حرام نہیں ہے اگر کوئی کرے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے کیونکہ اس کی اجازت میں بھی احادیث مروی ہیں لیکن کراہت میں بھی مروی ہیں اس لیے جس حدیث پر چاہے عمل کریں لیکن بہتر یہ ہے کہ نہ کیا جائے۔

ماہ رمضان کے متفرق احکام

(1) امیر المومنین علیہ السلام: ماہ صیام کو صرف رمضان نہیں کہنا چاہیے بلکہ "ماہِ رمضان" کہنا چاہیے کیونکہ لوگوں کو کیا معلوم کہ ماہ رمضان کیا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 237 باب 04 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 122 حدیث 2051؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 190 باب 19 حدیث 1؛ معانی الاخبار صفحہ 315 حدیث 2

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اسے اتنا ہی روزہ رکھنے کا حکم دینا چاہیے جتنا وہ رکھ سکے جب اس پر پیاس یا بھوک کا غلبہ ہو تو کھول لے تا کہ (آہستہ آہستہ) روزہ رکھنے کا عادی ہو جائے یہ حکم صرف سیدزادوں کے لیے ہے جبکہ غیر سید لڑکے جب نو سال کے ہو جائیں تو ان پر مذکورہ حکم لاگو ہوگا۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 315 باب 45 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 150 باب 29 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 282 حدیث 853؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 123 حدیث 400

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: لڑکے کو جب احتلام آ جائے اور لڑکی کو جب حیض آ جائے تو ان پر روزہ فرض ہو جاتا ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 88 حدیث 1907؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 151 باب 29 حدیث 7؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 281 حدیث 851؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 123 حدیث 398

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر روزہ جدا جدا رکھا جا سکتا ہے سوائے ان روزوں کے جو قسم کفارہ کے ہوں۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 339 باب 57 حدیث 1

(5) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جو شخص ماہِ رمضان میں کسی روزہ دار کا روزہ کھلوائے گا خدا اس کو بندہ آزاد کرنے کا ثواب عطا فرمائے گا اور اس کے گزشتہ گناہ معاف فرمائے گا اور اگر وہ (زیادہ) طاقت نہیں رکھتا تو صرف پانی ملے دودھ یا ٹھنڈے میٹھے پانی کے ایک گھونٹ یا خرما کے چند دانے پیش کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور انہی چیزوں سے کسی کا روزہ افطار کرائے خدا اسے بھی یہی ثواب عطا فرمائے گا۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 66 حدیث 4؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 96 حدیث 1956؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 103 باب 03 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 202 حدیث 583 اور صفحہ 152 حدیث 423

(6) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: سحری کھانے میں برکت ہے میری امت سحری کھانا ہرگز نہ چھوڑے خواہ وہ ایک خشک کھجور کا ناکارہ ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 96 حدیث 1957؛ فروع کافی جلد سوم صفحہ 272 باب 14 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 106 باب 04 حدیث 4،3؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 198 حدیث 568

(7) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: روزہ افطار کرتے وقت یہ دعا پڑھو:

اللھم لك صمنا و علی رزقك افطرنا فتقبله منا ذھب و ابتلت العروق و بقی الأجر

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 273 باب 15 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 79 حدیث 1850؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 107 باب 6 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 199 حدیث 576؛ مصباح المتہجد صفحہ 568

(8) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: روزہ دار کو دوپہر کے وقت سونا چاہیے (یعنی قیلولہ کرنا چاہیے) کیونکہ خداوند عالم خواب میں کھلاتا پلاتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد چہارم صفحہ 65 حدیث 14؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 319 حدیث 1451 اور جلد دوم صفحہ 46 حدیث 206؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 102 باب 2 حدیث 1؛ ثواب الاعمال صفحہ 75 حدیث 5

فطرہ کے احکام

(1) امام جعفر صادقؑ۔ جو لوگ تمہارے اعیال میں شامل ہیں خواہ آزاد ہوں یا غلام ان میں سے ہر ایک کا فطرہ دینا ہوگا اور قبل نماز فطرہ دینا بعد نماز فطرہ دینے سے افضل ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 389 باب 75 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 75 حدیث 210؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 42 حدیث 134

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر چھوٹے بڑے، آزاد اور غلام خواہ ہر انسان کا فطرہ ایک صاع گندم یا ایک صاع چھوارہ یا ایک صاع خشک انگور (منقیٰ) ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 389 باب 75 حدیث 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 123 حدیث 2061؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 199 باب 05 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 71 حدیث 194؛ الاستبصار

جلددوم صفحہ 46 حدیث 149

توضیح:

یہ وزن تقریباً (2.830546) کلوگرام بنتا ہے اس وزن کے حساب سے ہر بندے کا فطرہ دیا جائے گا۔ سید ظفر حسن صاحب مترجم فروع کافی نے اس حدیث کا ترجمہ کر کے اس میں وزن سوا تین سیر لکھا ہے سیر کلوگرام سے بھی تھوڑا سا زیادہ ہوتا ہے۔ بہرحال مذکورہ وزن سے فطرہ ہر بندے کو دینا ہوتا ہے۔

(3) امام علی رضا علیہ السلام: ہر انسان کی طرف سے گندم، جو، کھجور یا خشک انگور فطرہ دیا جا سکتا ہے اور مذکورہ چیزوں میں سے جس چیز پر بھی فطرہ دیا جائے اس کا وزن فی کس کے حساب سے ایک صاع حضور اکرمؐ کے صاع کی طرح ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلدسوم صفحہ 390 باب 75 حدیث 5؛ من لایحضرہ الفقیہ جلددوم صفحہ 123 حدیث 2062؛ وسائل الشیعہ جلدششم صفحہ 202 باب 06 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 80 حدیث 227؛ الاستبصار جلددوم صفحہ 46 حدیث 148

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: فطرہ اگر مذکورہ بالا چیزوں کی قیمت کی صورت میں ادا کر دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلدسوم صفحہ 390 باب 75 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 79 حدیث 225؛ الاستبصار جلددوم صفحہ 50 حدیث 168؛ المقنعہ صفحہ 41

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو بچہ عید کی رات کو پیدا ہو اس پر فطرہ نہیں ہے کیونکہ وہ ماہ رمضان ختم ہونے کے بعد پیدا ہوا ہے اسی طرح اس غیر مسلم پر بھی نہیں ہے جو عید کی رات کو اسلام لائے۔

حوالہ: فروع کافی جلدسوم صفحہ 391 باب 75 حدیث 12؛ من لایحضرہ الفقیہ جلددوم صفحہ 125 حدیث 2070؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 72 حدیث 187؛ وسائل الشیعہ جلدششم صفحہ 211 باب 11 حدیث 2

(6) امام علی رضا علیہ السلام: یتیم پر کوئی زکوٰۃ فطرہ نہیں ہے چاہے مالدار ہو۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلددوم صفحہ 124 حدیث 2065؛ فروع کافی جلدسوم صفحہ 392 باب 75 حدیث 13؛ المقنع صفحہ 67؛ وسائل الشیعہ جلدششم صفحہ 199 باب 4 حدیث 2

(7) امام علی رضا علیہ السلام: محتاج پر فطرہ واجب نہیں ہے۔ اسی طرح جس شخص پر فطرہ لینا حلال ہے اس پر بھی فطرہ دینا واجب نہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 124 حدیث 2065؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 73 حدیث 203؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 41 حدیث 17؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 197 باب 6 حدیث 3 اور 5

(8) امام علی رضا علیہ السلام: اگر کسی شخص کا مالک مر گیا اور وہ دوسرے شہر میں ہے اور مالک کا مال اس کے قبضے میں ہے اتنے میں فطرہ نکالنے کا دن آ گیا تو اس پر فطرہ نکالنا واجب ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 392 باب 5 حدیث 13؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 125 حدیث 2073

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی صحراؤں کا رہنے والا ہو اور اس کے پاس فطرہ نکالنے کا کچھ نہ ہو تو وہ چار رطل دودھ فطرہ دے اور جس کے پاس فطرہ دینے کو کچھ نہ ہو تو وہ اسی چیز سے فطرہ دے جو وہ کماتا ہے یا جو وہ کھاتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 392 باب 75 حدیث 14 اور 15؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 124 حدیث 2064؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 78 حدیث 221؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 43 حدیث 137

(10) امام جعفر صادق علیہ السلام: ایک شخص کو دو یا تین یا چار فطرے بھی دیے جا سکتے ہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 392 باب 75 حدیث 17؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 124 حدیث 2068؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 90 حدیث 263؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 216 باب 16 حدیث 3

(11) امام محمد باقر علیہ السلام: فطرہ مسلمان کو دینا چاہیے اگر مسلمان نہ ملے تو ضعیف الایمان کو دیں اور اگر چاہو تو اپنے قرابت داروں کو دے دو۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 393 باب 75 حدیث 18؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 87 حدیث 255؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 214 باب 15 حدیث 1

(12) امام علی رضا علیہ السلام: فطرہ دینے کے لیے پڑوسی کا حق زیادہ ہے اس لیے اگر پڑوسی حق دار ہے تو اسے دینا چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 393 باب 75 حدیث 19؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 126 حدیث 2076؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 78 حدیث 224؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 209 باب 09 حدیث 9

(13) امیر المومنین علیہ السلام: ناصبی اور دشمن اہل بیتؑ کے علاوہ ہر شخص کو فطرہ دیا جا سکتا ہے اگر وہ فطرہ لینے کا حقدار ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 126 حدیث 2077

(14) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو بچہ ماں کے پیٹ میں ہے اس کا بھی فطرہ دینا چاہیے ورنہ موت کا خوف اس کے لیے باقی رہے گا۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 393 باب 75 حدیث 21

(15) امام علی رضا علیہ السلام: فطرہ کی قیمت اگر چاندی کی شکل میں دی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 126 حدیث 2076؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 78 حدیث 224 (بروایت امام موسیٰ کاظمؑ)؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 209 باب 09 حدیث 9

(16) امام علی رضا علیہ السلام: فطرہ صرف اپنے اہل وعیال کا واجب ہے کسی دوسرے کا نہیں اور اعیال میں اس کے بچے اس کے غلام زوجہ اور امِ ولد شامل ہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 126 حدیث 2079؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 200 باب 5 حدیث 3

(17) امام جعفر صادق علیہ السلام: فطرہ قبل نماز ازادا کرنے یا بعد نماز ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 126 حدیث 2080؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 77 حدیث 218؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 45 حدیث 146؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 213 باب 13 حدیث 4

توضیح:

مطلب یہ ہے کہ نماز عید سے پہلے یا نماز عید کے بعد کسی بھی وقت فطرہ دیا جا سکتا ہے لیکن افضل یہ ہے کہ نماز سے پہلے دے دیا جائے تا کہ جو محتاج ہیں وہ بھی عید کے دن دوسرے لوگوں کی طرح عید منا سکیں۔

(28) امام جعفر صادق علیہ السلام: روزے کی تکمیل فطرہ دینے سے ہوتی ہے جس طرح نماز کی تکمیل حضور اکرمؐ پر درود بھیجنے سے ہوتی ہے اس لیے جو شخص روزہ رکھے اور عمداً فطرہ دینا ترک کرے تو اس کا روزہ نہیں ہوگا جس طرح کوئی شخص نماز میں حضور اکرمؐ پر درود ترک کر دے تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 127 حدیث 2085؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 195 باب 1 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 159 حدیث 625 اور جلد چہارم صفحہ 108 حدیث 314؛ المقنعہ صفحہ 43

(29) امام جعفر صادق علیہ السلام: فطرہ ہر اس شخص پر واجب ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہے۔

حوالہ: المقنعہ صفحہ 40؛ وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 199 باب 04 حدیث 1

(30) امام جعفر صادق علیہ السلام: فطرہ سوائے ولایت کے قائلین اور اقرار کرنے والوں کے اور کسی کو نہیں دیا جا سکتا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 204 باب 06 حدیث 16؛ عیون الاخبار الرضاؑ جلد دوم صفحہ 123 حدیث 1

(31) امام علی نقی علیہ السلام: فطرہ ہر شہر کے مکینوں کی غالب خوراک سے دینا چاہیے (یعنی جہاں گندم وغیرہ نہیں ہوتی وہاں کے لوگ اپنی خوراک غالب کا فطرہ دیں گے لیکن جو تین چیزیں بیان ہوئیں ان کا فطرہ افضل ہے ان میں احادیث کے مطابق خرما کا فطرہ افضل ہے)

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 79 حدیث 226؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 44 حدیث 140؛ المقنعہ صفحہ 41؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 206 باب 08 حدیث 2

اعتکاف کے احکام

(1) اللہ تعالیٰ: وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ

ترجمہ: ”جب تم مسجدوں میں اعتکاف کرنے بیٹھو تو ان سے (رات کو بھی) ہم بستری نہ کرو“۔

حوالہ: القرآن سورۃ البقرہ آیت 187

(2) اللہ تعالیٰ: أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ

ترجمہ: ”میرے (اس) گھر کو طواف اور اعتکاف اور رکوع و سجدہ کرنے والوں کے واسطے صاف ستھرا رکھو“۔

حوالہ: القرآن سورۃ البقرہ آیت 125

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: اعتکاف ماہِ رمضان کے آخری عشرہ میں کرنا چاہیے کیونکہ حضور اکرمؐ اسی طرح کرتے تھے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 397 باب 1 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 128 حدیث 2087؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 301 باب 1 حدیث 1

(4) امیر المومنین علیہ السلام: اعتکاف نہیں ہوتا مگر روزہ کے ساتھ۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 302 باب 2 حدیث 3؛ عیون الاخبار الرضاؑ جلد دوم صفحہ 38 حدیث 103

(5) امام زین العابدین علیہ السلام: اعتکاف کا روزہ واجب ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 302 باب 2 حدیث 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 47 حدیث 208

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: اعتکاف کی کم سے کم مدت تین دن ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 399 باب 4 حدیث 2،1؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 306 باب 4 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 289 حدیث 876؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 128 حدیث 418

(7) امام محمد باقر علیہ السلام: جب کوئی شخص ایک دن اعتکاف بیٹھے اور (تین دن مکمل کرنے کی) شرط نہ لگائی ہو تو حق حاصل ہے کہ اعتکاف کو ختم کر کے باہر نکل جائے اور اگر دو دن بیٹھ جائے اور (ختم کرنے کی) شرط نہ لگائی ہو تو پھر جب تک تین دن مکمل نہ ہو جائیں تب تک اعتکاف کو ختم کر کے باہر نہیں نکل سکتا۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 399 باب 04 حدیث 3؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 129 حدیث 2096؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 305 باب 04 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 289 حدیث 879؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 129 حدیث 421

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: اعتکاف تین دن سے کم نہیں اور جو اعتکاف کرتا ہے وہ روزہ رکھتا ہے اور اعتکاف کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ ان قیود کی پابندی کرے جن کی احرام باندھنے والا پابندی کرتا ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 129 حدیث 2095؛ فروع کافی جلد سوم صفحہ 399 باب 04 حدیث 02

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: اعتکاف نہیں ہوتا مگر اس جماعت والی مسجد میں جس میں امام عادلؑ نے نماز با جماعت پڑھائی ہو اور مسجد کوفہ و بصرہ، مسجد مدینہ اور مسجد مکہ میں اعتکاف بیٹھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 397 باب 03 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 128 حدیث 2089؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 304 باب 03 حدیث 8

(10) امام جعفر صادق علیہ السلام: اعتکاف نہیں ہوتا مگر اس شہر میں جس میں تم ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 304 باب 03 حدیث 11

(11) امیر المومنینؑ۔ اعتکاف بیٹھنا جائز نہیں ہے مگر مسجد الحرام، مسجد نبوی یا مسجد جامع میں اور معتکف کو چاہیے کہ بغیر کسی خاص مجبوری کے مسجد سے باہر نہ آئے اور لوٹنے تک نہ بیٹھے یہی حکم عورت کے لیے بھی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 398 باب 03 حدیث 02؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 128 حدیث 2091؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 304 باب 03 حدیث 10؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 290 حدیث 884؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 126 حدیث 411

(12) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر اس مسجد میں اعتکاف بیٹھنا جائز ہے جس میں امام عادلؑ نے نماز جمعہ با جماعت پڑھائی ہو

اوراس مسجد میں بھی جائز ہے جس میں نماز جمعہ امام اور خطبہ کے ساتھ پڑھی جاتی ہو۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 305 باب 03 حدیث 14؛ المختلف از علامہ حلی صفحہ 251

(13) امام جعفر صادق علیہ السلام: معتکف مسجد سے نہ نکلے سوائے نماز جمعہ یا نماز جنازہ یا رفع حاجت کے لیے۔
حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 401 باب 05 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 309 باب 07 حدیث 05

(14) امام جعفر صادق علیہ السلام: معتکف کو مسجد سے نہ نکلنا چاہیے مگر شدید ضرورت میں اور واپس آنے تک کہیں نہ بیٹھے اور نہ باہر نکلے مگر جنازہ کے لیے یا مریض کی عیادت کے لیے مگر لوٹنے تک کہیں نہ بیٹھے عورت کے اعتکاف کی بھی یہی صورت ہے۔
حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 401 باب 05 حدیث 03؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 128 حدیث 2091؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 308 باب 07 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 290 حدیث 884؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 126 حدیث 411

(15) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب معتکف عورت کو حیض آ جائے تو مسجد سے نکل کر اپنے گھر آ جائے اور جب طاہر ہو جائے تو جو اس پر لازم تھا اس کی قضا کرے۔
حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 402 باب 06 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 130 حدیث 2016؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 311 باب 11 حدیث 03

(16) امام علی رضا علیہ السلام: معتکف حالت اعتکاف میں اپنی عورت سے نہ رات میں مجامعت کرے اور نہ ہی دن میں مجامعت کرے۔
حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 131 حدیث 2107؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 306 باب 05 حدیث 1؛ فروع کافی جلد سوم صفحہ 402 باب 07 حدیث 03

(17) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی اعتکاف کی حالت میں اپنی زوجہ سے مقاربت کرے تو وہ بمنزلہ اس شخص کے ہے جو ماہ رمضان کا عمداً ایک روزہ نہ رکھے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 307 باب 06 حدیث 02؛ فروع کافی جلد سوم صفحہ 402 باب 07 حدیث 02؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 130 حدیث 3104؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 291 حدیث 86؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 130 حدیث 423

توضیح:

یعنی جو شخص جان بوجھ کر روزہ نہ رکھے تو جو کفارہ اس کا ہے وہی کفارہ حالت اعتکاف میں مجامعت کرنے والے کا بھی ہے یعنی وہ ایک غلام آزاد کرے یا مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے یا پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

(18) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر معتکف اپنی زوجہ سے مجامعت کرے تو اس پر وہی کفارہ ہے جو ظہار کرنے والے پر ہوتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 402 باب 07 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 130 حدیث 2102؛ وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 307 باب 06 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 291 حدیث 787؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 130 حدیث 424

توضیح:

ظہار میں بھی کفارہ یہی ہے پہلے غلام آزاد کرے اگر اس کی طاقت نہیں تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

زکوٰۃ کے احکام

(1) اللہ تعالیٰ: وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ

ترجمہ: ''اور قائم کرو تم لوگ نماز کو اور ادا کرو زکوٰۃ کو اور عاجزی کرو عاجزی کرنے والوں کے ساتھ''۔

حوالہ: القرآن سورۃ البقرہ آیت 43

نوٹ: قرآن میں تقریباً چالیس مقامات پر زکوٰۃ کا ذکر کیا گیا ہے ہم نے صرف ایک آیت پر ہی اکتفا کیا ہے۔

(2) امام محمد باقر علیہ السلام: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور ولایت اور اتنی کسی چیز کی اذان نہیں دی گئی جتنی ولایت کی اذان دی گئی (مگر افسوس کہ) لوگوں نے چار کو لے لیا اور ولایت کو چھوڑ دیا۔

حوالہ: اصولِ کافی جلد سوم صفحہ 253 باب 141 حدیث 03؛ وسائل الشیعہ جلد اول صفحہ 46 باب 1 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 56 حدیث 1770؛ المحاسن صفحہ 286 حدیث 429

(3) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اسلام کی بنیاد دس چیزوں پر ہے۔ (1) لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا یہ علامت ہے۔ (2) نماز، یہ ایک فریضہ ہے۔ (3) روزہ، یہ جہنم سے بچنے کے لیے ڈھال ہے۔ (4) زکوٰۃ، یہ مال کو پاک کرنے والی ہے۔

(5) حج، یہ شریعت ہے۔ (6) جہاد، یہ اسلام کی عزت ہے۔ (7) امر بالمعروف، یہ اسلام سے وفا کرتا ہے۔ (8) نہی عن المنکر، یہ اسلام کی دلیل ہے۔ (9) جماعت (یعنی نماز با جماعت)، یہ الفت پیدا کرنے والی ہے۔ (10) نافرمانی سے بچنا، یہ خدا کی اطاعت ہے۔

حوالہ: امالی شیخ طوسیؒ حصّہ اوّل صفحہ 82 مطبوعہ ادارہ منہاج الصالحین لاہور

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: ایمان کی حدود یہ ہیں: (1) گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ (2) حضورؐ جو خدا کی طرف سے لائے ہیں اس کا اقرار کرنا۔ (3) پنجگانہ نماز۔ (4) زکوٰۃ دینا۔ (5) ماہِ رمضان کا روزہ۔ (6) بیت اللہ کا حج۔ (7) ہمارے ولی کی ولایت کا اقرار۔ (8) ہمارے دشمنوں سے عداوت رکھنا۔ (9) صادقینؑ کے ساتھ رہنا۔

حوالہ: اصول کافی جلد سوم صفحہ 252 باب 141 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد اول صفحہ 47 باب 1 حدیث 7

(5) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اللہ نے زکوٰۃ کو اسی طرح فرض کیا ہے جس طرح نماز کو۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 18 باب 1 حدیث 02؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 16 حدیث 1574؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 27 باب 1 حدیث 1

(6) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: زکوٰۃ ادا کر کے اپنے مالوں کی حفاظت کرنی چاہیے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 16 حدیث 1576؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 28 باب 1 حدیث 5

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص سونا یا چاندی رکھتا ہو اور اپنے اس مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو خداوند عالم بروز قیامت اسے بقعہ قرقر (چٹیل میدان) میں محبوس کرے گا اور اس پر گنجے سر والا (زہریلا) ناگ مسلط کرے گا جو اسے ڈسنا چاہے گا اور وہ اس سے پہلو تہی کرے گا مگر جب وہ دیکھے گا کہ اس سے گلوخلاصی کرانے کا کوئی امکان نہیں ہے تو یہ اپنا ہاتھ آگے بڑھائے گا اور وہ اسے اس طرح اپنے دانتوں سے کاٹے گا جس طرح مولی کاٹی جاتی ہے پھر وہ ناگ اس کی گردن کا طوق بن جائے گا یہ مطلب ہے خدا کے اس ارشاد کا (سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیامۃ) (آل عمران: 180) یعنی "قیامت کے دن اس مال کو جس کے خرچ کرنے میں انہوں نے بخل کیا تھا ان کی گردن کا طوق بنایا جائے گا"۔ اور جو شخص اُونٹ، گائے، بھینس اور بھیڑ بکری کا مال رکھتا ہو اور ان کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو خدا اسے بروزِ قیامت بقعۂ قرقر میں محبوس کرے گا جس پر کھر والا حیوان اسے اپنے کھروں سے روندے گا اور ہر دانت والا حیوان اس کا گوشت نوچے گا اور جس شخص کے پاس کھجور، انگور یا کوئی اور زراعت (گندم، جو وغیرہ) کا مال ہو گا

اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا تو خدا بروز قیامت سطح زمین سے لے کر سات زمینوں تک اس کی گردن کا طوق بنائے گا۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 32 باب 2 حدیث 19؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 19 حدیث 1583؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 32 باب 3 حدیث 1؛ معانی الاخبار صفحہ 35 حدیث 19؛ تفسیر قمی جلد دوم صفحہ 93؛ تفسیر نور الثقلین جلد دوم صفحہ 246 حدیث 451 مطبوعہ ادارہ منہاج الصالحین لاہور؛ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 505 حدیث 19

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام میں دو خون حلال ہیں مگر اس پر عمل نہیں ہوگا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے قائم اہل بیتؑ کو بھیجے گا اور جب اللہ تعالیٰ ہمارے قائم اہلبیتؑ کو بھیجے گا تو وہ ان دونوں پر حکم خدا جاری کریں گے ایک وہ مرد جس کی زوجہ موجود ہو اور وہ زنا کرے تو اس کو سنگسار کر دیں گے اور دوسرا وہ جو زکوٰۃ دینے سے انکار کرے گا اس کی گردن مار دیں گے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 20 حدیث 1589؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 38 باب 4 حدیث 6؛ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 503 حدیث 5

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: زکوٰۃ اعلانیہ دینی چاہیے نہ کہ پوشیدہ۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 26 باب 1 حدیث 17؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 191 باب 54 حدیث 02؛ تفسیر عیاشی جلد اول صفحہ 151 حدیث 499؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 104 حدیث 298

کن چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہے:

(10) امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادق و امام علی رضا علیہ السلام: زکوٰۃ صرف نو چیزوں پر واجب ہے اور باقی چیزوں پر معاف کر دی گئی ہے اور وہ نو یہ ہیں۔ (1) گندم۔ (2) جو۔ (3) کھجور۔ (4) منقیٰ (خشک انگور)۔ (5) اونٹ۔ (6) گائے (بھینس)۔ (7) بھیڑ (بکری)۔ (8) چاندی۔ (9) سونا۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 37 باب 04 حدیث 02,01؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 21 حدیث 1598؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 49 باب 08 حدیث 1 تا 05؛ عیون اخبار الرضاؑ جلد دوم صفحہ 127 حدیث 02؛ معانی الاخبار (اردو) جلد اول صفحہ 198 باب 103 حدیث 1؛ الخصال صفحہ 209 باب نہم حدیث 16؛ ضمیمہ قرآن

ازسید مقبول احمد صفحہ 854 ضمیمہ 242 نوٹ 05؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 03 حدیث 05 اور صفحہ 03 حدیث 06؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 3 حدیث 5 اور 6

توضیح:

زکوٰۃ صرف مندرجہ بالا چیزوں میں ہی واجب ہے اس کے علاوہ کسی چیز میں زکوٰۃ کے وجوب کا کوئی تصور نہیں ہے۔ وضاحت کے لیے مکمل حدیث نقل کی جا رہی ہے۔

حدیث:

"بیان کیا میرے والد نے انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا محمد بن یحییٰ عطار نے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے موسیٰ ابن عمر سے انہوں نے محمد ابن سنان سے انہوں نے ابوسعید قماط سے انہوں نے ان سے جنہوں نے ان سے ذکر کیا انہوں نے ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ سے زکوٰۃ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا رسول اللہؐ نے نو چیزوں پر زکوٰۃ رکھی تھی اور ان کے علاوہ چیزوں پر معاف کر دی تھی (وہ نو چیزیں) گندم، جو، کھجور، کشمش (خشک انگور) سونا، چاندی، گائے، بھیڑ بکریاں اور اونٹ ہیں۔ سوال کرنے والے نے کہا نمک؟ پس آپؑ جلال میں آئے اور پھر فرمایا "قسم خدا! رسول اللہ کے زمانے میں تِل، نمک، باجرہ اور یہ تمام چیزیں تھیں" اس نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ یہ چیزیں رسول خداؐ کے زمانہ میں نہیں تھیں اور آپؐ نے صرف نو چیزوں پر زکوٰۃ اس لیے فرض کی کہ آپؐ کے روبرو ان (نو چیزوں) کے علاوہ چیزیں نہیں تھیں۔ پس امامؑ جلال میں آئے اور فرمایا انہوں نے جھوٹ کہا کیا معافی ان چیزوں کے علاوہ میں ہو سکتی ہے جو یقینی طور پر موجود ہوں اور نہیں قسم بخدا میں ان چیزوں کے علاوہ کسی چیز پر زکوٰۃ کو نہیں پہچانتا پس جو چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے کفر کرے۔

حوالہ: معانی الاخبار (اردو) جلد اول صفحہ 198 باب 103 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 49 باب 8 حدیث 3

نصاب زکوٰۃ

(11) امام جعفر صادق علیہ السلام: زکوٰۃ ہر دو سو درہم پر فرض ہے اور اس سے کم چاندی پر واجب نہیں ہے اور کسی مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی جب تک اس کی ملکیت کو ایک سال نہ گزر جائے اور زکوٰۃ سوائے اہل ولایت و معرفت کے اور کسی کو دینا جائز نہیں ہے۔ اور سونے پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب بیس مثقال کو پہنچ جائے تب اس میں نصف دینار واجب ہوتا ہے۔

21 x 40 = 840 + 37.5 = 877.5 kg

اور گندم، جو، خرمہ اور خشک انگور پر اس وقت زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جب ان کی مقدار پانچ وسق کو پہنچ جائے پھر اگر بارش کے پانی سے سیراب ہوں تو دوسواں حصّہ اور اگر ڈولوں سے (ٹیوب ویل وغیرہ سے) سیراب ہوں تو بیسواں حصّہ واجب ہے اور ایک وسق سات صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع چار مد کا ہوتا ہے۔

اور بکریوں (بھیڑوں) پر زکوٰۃ تب واجب ہوتی ہے کہ جب ان کی تعداد چالیس ہو اور ایک زائد ہو تو ان میں ایک بکری زکوٰۃ میں واجب ہے اور یہی زکوٰۃ ایک سو بیس بکریوں تک رہتی ہے پس جب ان میں ایک کا اضافہ ہو جائے تو پھر دو بکریاں واجب ہوتی ہیں اور یہ سلسلہ دو سو تک جاری رہتا ہے اور جب مزید اضافہ ہو جائے (یعنی دو سو ایک ہو جائیں) تو پھر تین بکریاں زکوٰۃ میں واجب ہوں گی (اور پھر ہر سو کے ساتھ ایک بکری زکوٰۃ میں ہوتی جائے گی)۔

اور گائے (بھینس) پر زکوٰۃ تب واجب ہوتی ہے کہ جب اُن کی تعداد ایک ایک سال کی تیس بچھڑیوں تک پہنچ جائے تو ان میں ایک سال کا ایک بچھڑا واجب ہے اور جب ان کی تعداد چالیس ہو جائے تو پھر ایک مسنّہ (تین سالہ بچھڑا) واجب ہے اور جب ان کی تعداد ساٹھ ہو جائے تو ان میں سال سال کے دو بچھڑے واجب ہوں گے اور جب ان کی تعداد نوے تک پہنچ جائے تو ان میں تین بچھڑے ایک ایک سال کے واجب ہوں گے بعد ازاں ہر تیس گاؤں کے اضافہ پر ایک سالہ ایک بچھڑا واجب ہوگا اور ہر چالیس پر ایک عدد تین سالہ بچھڑا واجب ہوگا۔

اور اونٹ پر زکوٰۃ تب واجب ہوتی ہے کہ جب ان کی تعداد پانچ ہو تو ان میں ایک بکری واجب ہے اور جب تعداد دس ہو تو دو بکریاں اور جب ان کی تعداد پندرہ ہو جائے تو پھر تین بکریاں اور جب بیس ہو جائے تو پھر چار بکریاں اور جب پچیس ہو جائے تو پھر پانچ بکریاں اور جب مزید ایک اونٹ کا اضافہ ہو جائے (یعنی 26 ہو جائیں) تو پھر زکوٰۃ میں ابنۃ مخاض (اونٹ کی دو سال کی بچی) واجب ہے اور جب تعداد پینتیس ہو جائے اور ایک کا اضافہ ہو تو پھر ایک بنت لبون (اونٹ کی تین سالہ بچی) اور جب تعداد پینتالیس ہو جائے اور ایک کا اضافہ ہو تو پھر حقّہ (اونٹ کی چار سالہ بچی) اور جب ساٹھ تک پہنچ جائیں اور ایک کا اضافہ ہو جائے تو پھر ایک جزعہ (اونٹ کی پانچ سالہ بچی) واجب ہے اور یہ سلسلہ اسی (80) تک اسی طرح چلتا رہے گا یہاں تک کہ جب اس میں ایک کا اضافہ ہو (یعنی 81 ہو جائیں) تو اس میں ثنی (جس کے سامنے کے دو دانت گر گئے ہوں) واجب ہوگی اور یہ نوے تک باقی رہے گا ہاں البتہ جب تعداد نوے ہو جائے تو اس میں دو بنت لبون (دو عدد اونٹ کے تین سالہ بچے) واجب ہوں گے اور جب ایک کا اضافہ ہو جائے (یعنی 91 ہو جائیں) تو ایک سو بیس تک دو حقے (دو عدد اونٹ کے چار سالہ بچے) واجب ہوں گے اور جب اونٹ بہت ہو جائیں تو ہر چالیس اونٹ میں ایک بنت لبون (اونٹ کا تین سالہ بچہ) اور ہر پچاس پر

ایک حقہ (اونٹ کا چار سالہ بچہ) واجب ہوگا اور اس کے بعد بکریاں ساقط ہو جاتی ہیں اور اونٹوں کے سن و سال کی طرف معاملہ لوٹ جاتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 54، 55 باب 10 حدیث 1؛ الخصال صفحہ 604 حدیث 9

توضیح:

ہم نے یہ طویل حدیث اس لیے نقل کی ہے تاکہ نصاب کے معاملات ایک ہی حدیث سے مکمل بیان ہو جائیں مزید وضاحت بھی پیش کریں گے لیکن اس میں غلات کی زکوٰۃ کا نصاب پانچ وسق بیان ہوا ہے اس کی وضاحت یہ ہے کہ ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع چار مد کا ہوتا ہے اور ہمارے مروجہ اوزان کے مطابق علی التحقیق ایک مد گیارہ چھٹانک اور ساڑھے تین تولہ کا ہوتا ہے اس طرح ایک صاع دو سیر چودہ چھٹانک اور چار تولہ کا بنتا ہے۔ اس حساب سے نصاب زکوٰۃ اکیس من ساڑھے سینتیس سیر بنے گا۔ واللہ اعلم۔ باقی وضاحت حدیث میں موجود ہے۔

اب ہم مزید آسان کر کے نصاب زکوٰۃ بیان کرتے ہیں تاکہ قارئین کو پریشانی نہ ہو۔

سونے اور چاندی کا نصاب

(12) امام جعفر صادق علیہ السلام: سونے کا کم سے کم نصاب بیس دینار ہے جس پر نصف دینار زکوٰۃ ہوگی اور بیس دینار سے کم پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 46 باب 09 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 22 حدیث 1598

(13) امام جعفر صادق علیہ السلام: چاندی کا کم سے کم نصاب دو سو درہم ہے جس پر پانچ درہم زکوٰۃ ہوگی اور دو سو درہم سے کم پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات۔

(14) امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادق علیہ السلام: بیس مثقال سونے سے کم تر پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور جب پورے بیس مثقال ہو جائے تب نصف مثقال زکوٰۃ واجب ہے۔ بعد ازاں جب تک چوبیس مثقال نہ ہوئے تو اس زائد مقدار پر زکوٰۃ نہیں ہے ہاں جب پورے چوبیس مثقال ہو جائے تو اس میں ایک (مثقال) کے 3/5 زکوٰۃ واجب ہے پھر جب اٹھائیس مثقال مکمل نہ ہو جائے تب تک زائد مقدار پر کچھ نہیں پس اٹھائیس مثقال پر زکوٰۃ ہے اور اس کے بعد ہر چار مثقال پر زکوٰۃ ہے اس سے کم پر نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 47 باب 9 حدیث 3؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 95 باب 1 حدیث 4؛
تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 06 حدیث 13؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 12 حدیث 35

توضیح:

یعنی اگر سونا اُٹھائیس مثقال ہو گیا ہے تو بیس مثقال کی نصف مثقال زکوٰۃ ہوگی اور پہلے چار کی مثقال کا 3/5 زکوٰۃ ہوگی اسی طرح دوسرے چار کی بھی مثقال کا 4/5 زکوٰۃ ہوگی اور یہ سلسلہ ہر چار کے ساتھ جاری رہے گا۔

(15) امام جعفر صادق علیہ السلام: سونا جب چالیس مثقال تک پہنچ جائے تو ایک مثقال زکوٰۃ واجب ہو جائے گی اسی طرح ہر چالیس مثقال پر ایک مثقال زکوٰۃ ہوگی۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 22 حدیث 1598؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 95 باب 1 حدیث 07؛
تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 12 حدیث 30

توضیح:

بیس مثقال سونا ہمارے موجودہ اوزان کے حساب سے ساڑھے سات تولے بنتا ہے جس پر نصف دینار یعنی سوا دو ماشہ (دو ماشہ اور دو رتی) زکوٰۃ واجب ہوگی دوسرا نصاب ہر چار مثقال یعنی ڈیڑھ تولہ پر تین رتی زکوٰۃ واجب ہوگی اور جوں جوں بیس مثقال پر (ساڑھے سات تولے پر) چار چار مثقال (ڈیڑھ ڈیڑھ تولہ) کا اضافہ ہوتا جائے گا تو اس میں زکوٰۃ واجب ہوتی جائے گی اور چالیس مثقال پر (پندرہ تولے پر) پہنچ کر ایک مثقال زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔

(16) امام جعفر صادق علیہ السلام: چاندی جب تک دو سو درہم تک نہ پہنچ جائے تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہاں جب دو سو تک پہنچ جائے تو اس میں پانچ درہم زکوٰۃ واجب ہے اور جب اس سے بڑھ جائے تو ہر چالیس درہم میں ایک درہم زکوٰۃ واجب ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 97 باب 2 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 12 حدیث 30

توضیح:

یعنی اگر کسی کے پاس ایک سو نناوے درہم چاندی ہے تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے جب تک پورے دو سو درہم نہ ہو جائیں اور اگر دو سو انتالیس درہم ہیں تو بھی زکوٰۃ کا وہی نصاب ہوگا جو دو سو درہم کا ہے ہاں اگر دو سو چالیس درہم ہو گئے تو پھر زکوٰۃ

میں ایک درہم کا اضافہ ہو جائے گا۔

ہمارے موجودہ اوزان کے مطابق ایک درہم ساڑھے تین ماشہ کا بنتا ہے اس طرح کل میزان اُٹھاون تولہ بنتا ہے جس پر پانچ درہم یعنی ساڑھے سترہ ماشے زکوٰۃ بنتی ہے۔ اس کے بعد ہر چالیس درہم پر ایک درہم زکوٰۃ ہے یعنی ہر بارہ تولے میں ساڑھے تین ماشہ اضافی زکوٰۃ دینی ہوگی۔

(17) امام محمد باقر علیہ السلام: جواہرات وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں ہے چاہے کتنے ہی زیادہ ہوں۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 52 باب 10 حدیث 10؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 22 حدیث 1599

(18) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: جب تک مال کو جمع کیے ہوئے سال نہ ہو جائے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اور اگر اس سے بچنا ہو تو اسے پگھلا دینا چاہیے کیونکہ جس سونے اور چاندی کو پگھلا دیا جائے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 51 باب 10 حدیث 8؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 103 باب 8 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 08 حدیث 19؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 06 حدیث 13

(19) امام جعفر صادق علیہ السلام: زیورات وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں ہے چاہے ایک لاکھ تک پہنچ جائیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 50 باب 10 حدیث 04؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 22 حدیث 1598؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 104 باب 09 حدیث 04؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 08 حدیث 20 اور صفحہ 8 حدیث 277؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 07 حدیث 17

(20) امام رضا و امام موسیٰ کاظم علیہما السلام: اگر سونا چاندی بقدر نصاب ہو اور وہ مالک کے پاس بے کار پڑی رہے اور اسے تبدیل نہ کیا جائے (پگھلایا یا استعمال میں نہ لایا جائے) تو اس پر ہر سال زکوٰۃ واجب ہوگی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 108 باب 13 حدیث 1 اور صفحہ 103 باب 8 حدیث 3؛ فروع کافی جلد سوم صفحہ 50 باب 10 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 7 حدیث 17؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 7 حدیث 15

☆☆☆

چوپایوں کی زکوٰۃ کا نصاب

اونٹ کا نصاب:

(21) محمد باقرؑ اور امام جعفر صادق علیہ السلام: اونٹ کا پہلا نصاب پانچ اونٹ ہے اور اس سے کم پر کچھ نہیں۔ (اس کی تفصیل کچھ یوں ہے)۔

1- ہر پانچ اونٹ پر ایک بکری زکوٰۃ ہے اور پچیس اونٹوں تک یہی زکوٰۃ ہے۔ (یعنی 25 پر پانچ بکریاں)

2- چھبیس اونٹوں پر ایک ایسی اونٹنی جو ایک سال مکمل کر کے دوسرے سال میں لگی ہو زکوٰۃ میں دینی ہوگی اور پینتیس اونٹوں تک یہی زکوٰۃ ہے۔

3- چھتیس اونٹوں پر ایک اونٹنی زکوٰۃ میں دینی ہوگی جو دو سال مکمل کر کے تیسرے سال میں لگی ہو اور پینتالیس اونٹوں تک یہی زکوٰۃ ہے۔

4- چھالیس اونٹوں پر ایسی اونٹنی جو تین سال مکمل کر کے چوتھے سال میں لگی ہو زکوٰۃ میں ہوگی اور ساٹھ اونٹوں تک یہی زکوٰۃ ہے۔

5- اکسٹھ اونٹوں پر پانچ سالہ اونٹ زکوٰۃ میں ہوگا اور پچھتر اونٹوں تک یہی زکوٰۃ ہے۔

6- چھہتر اونٹوں پر ایسے دو اونٹ زکوٰۃ میں ہوں گے جو (دونوں) دو سال مکمل کر کے تیسرے سال میں لگے ہوں اور نوے اونٹوں تک یہی زکوٰۃ ہے۔

7- اکیانوے اونٹوں پر دو ایسے اونٹ زکوٰۃ میں ہوں گے جو (دونوں) تین سال مکمل کر چوتھے سال میں لگے ہوں اور ایک سو بیس اونٹوں تک یہی زکوٰۃ ہے۔

8- ایک سو اکیس اونٹوں پر زکوٰۃ کا شمار اس طرح ہوگا کہ ہر پچاس پر ایک ایسا اونٹ جو چوتھے سال میں لگا ہو زکوٰۃ میں ہوگا یا ہر چالیس اونٹوں پر ایک ایسا اونٹ جو تیسرے سال میں لگا ہو زکوٰۃ میں ہوگا۔

9- اس کے بعد جیسے جیسے اونٹوں کی تعداد بڑھتی جائے تو اسی حساب سے زکوٰۃ ہوگی (یعنی ہر پچاس پر ایک ایسا اونٹ جو چوتھے سال میں لگا ہو یا ہر چالیس اونٹوں پر ایک ایسا اونٹ جو تیسرے سال میں لگا ہو) اور دو نصابوں کے درمیان جو تعداد ہو یا کسر ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 72 باب 18 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 24 حدیث 160؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 79 باب 2 حدیث 4؛ معانی الاخبار شیخ صدوقؒ جلد دوم صفحہ 373، 374 باب 369 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 22 حدیث 55؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 20 حدیث 59

گائے کا نصاب:

(22) محمد باقرؑ و امام جعفر صادق علیہ السلام: گائے کا پہلا نصاب تیس گائیں ہیں اور اس سے کم پر کچھ نہیں ہے اور اس کی تفصیل یوں ہے۔

1۔ ہر تیس گایوں پر ایک گائے دی جائے گی جو ایک سال کی ہو اس میں نر و مادہ کی قید نہیں ہے اور انتالیس گایوں تک یہی زکوٰۃ رہے گی۔

2۔ چالیس گایوں پر ایک گائے جو تیسرے سال میں لگی ہو اور ساٹھ گایوں تک یہی زکوٰۃ ہے۔

3۔ اکسٹھ گایوں پر ایک ایک سال کی دو گائیں دی جائیں گی اور انہتر (69) گایوں تک یہی زکوٰۃ ہے۔

4۔ ستر گایوں پر ایک گائے ایک سال کی اور ایک گائے جو تیسرے سال میں لگی ہو زکوٰۃ میں دی جائیں گی اور اُناسی (79) گایوں تک یہی زکوٰۃ ہے۔

5۔ اسّی (80) گایوں پر ایک گائے تین سال والی زکوٰۃ ہوگی اور نواسی (89) تک یہی زکوٰۃ رہے گی۔

6۔ نوے گایوں پر تین گائیں ایک سال والی دینی ہوں گی اور ایک سو انیس (119) گایوں تک یہی زکوٰۃ رہے گی۔

7۔ ایک سو بیس گایوں پر پچھلا حساب ختم ہو جائے گا اور اب ہر چالیس گایوں پر تین سالہ گائے کی زکوٰۃ ہوگی اور اس کے بعد جتنی بھی گائیں ہوں ان پر اسی حساب سے گائے دی جائے گی۔ اور دو نصابوں کے درمیان جو تعداد اور کسر ہوگی اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 74 باب 19 حدیث 01,02؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 81 باب 04 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 24 حدیث 57؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 26 حدیث 1606

بکری کا نصاب:

(23) امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام: بکری کا پہلا نصاب چالیس بکریاں ہیں اور اس سے کم پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے اور

اس کی تفصیل یوں ہے:

1۔ چالیس بکریوں پر ایک بکری زکوٰۃ میں ہوگی اور ایک سو بیس بکریوں تک یہی زکوٰۃ رہے گی۔

2۔ ایک سو اکیس (121) بکریوں پر دو بکریاں زکوٰۃ ہوگی اور دو سو بکریوں تک یہی زکوٰۃ رہے گی۔

3۔ دو سو ایک بکریوں پر تین بکریاں زکوٰۃ ہوگی اور تین سو بکریوں تک یہی زکوٰۃ رہے گی

4۔ تین سو ایک بکریوں پر چار بکریاں زکوٰۃ ہوگی اور چار سو بکریوں تک یہی زکوٰۃ رہے گی۔

5۔ چار سو ایک بکریوں پر پچھلا حساب ختم ہو جائے گا اور ہر سو بکریوں پر ایک بکری زکوٰۃ ہوگی اور سو سے کم یا زیادہ پر کچھ نہ ہوگا جب تک سو کی تعداد پوری نہ ہو جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 76 باب 21 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 27 حدیث 1607؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 82 باب 06 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 25 حدیث 58؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 22 حدیث 61

متفرق احکام:

(24) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب تک کسی چیز (مال) کا نصاب پورا نہ ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہوگی۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 4 حدیث 1603؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 77 باب 1 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 92 حدیث 268؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 39 حدیث 120

توضیح:

یعنی اگر کسی کے پاس چار اونٹ ہیں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہوگی کیونکہ اونٹ کا پہلا نصاب پانچ اونٹ ہیں اسی طرح اگر انتالیس بکریاں ہیں تو کوئی زکوٰۃ نہیں جب تک کہ پوری چالیس نہ ہو جائیں اور اسی طرح اگر انتیس (29) گائیں ہیں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہوگی جب تک کہ پوری تیس نہ ہو جائیں۔

(25) امام جعفر صادق علیہ السلام: تمام حیوانات میں سے صرف ان تین قسم کے حیوانات پر زکوٰۃ واجب ہے۔ (1) اونٹ۔ (2) گائے (3) بکری اور ان میں سے بھی جو گھر کے پالتو ہوں یا ان سے کام لیا جائے ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 84 باب 07 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 41 حدیث 104؛

الاستبصار جلد دوم صفحہ 24 حدیث 66

(26) امام جعفر صادق علیہ السلام: زکوٰۃ صرف ان حیوانات پر ہے جو سال بھر چراگاہ میں چرے اور مالک کو کچھ خرچ نہ کرنا پڑے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 69 باب 17 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 84 باب 7 حدیث 3

(27) امام محمد باقر علیہ السلام: زکوٰۃ صرف اس اونٹ، گائے اور بکری کی ادا کی جائے گی جسے (مالک کے پاس) سال گزر جائے اور جسے ہنوز پورا سال نہیں گزرا اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 85 باب 08 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 43 حدیث 109؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 23 حدیث 64

(28) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب تک حیوانات ثلاثہ (یعنی اونٹ، گائے اور بکری) کی ولادت کو ایک سال نہ ہو تب تک ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 86 باب 09 حدیث 04؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 41 حدیث 14؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 24 حدیث 66

(29) امام جعفر صادق ـ زکوٰۃ میں نہیں لیا جائے گا اس موٹی بکری کو (جسے کھانے کے لیے تیار کیا گیا ہو) اور بوڑھی بکری کو اور بچہ والی کو اور سانڈ (مینڈھا) کو۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 76 باب 21 حدیث 03؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 87 باب 10 حدیث 3,2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 27 حدیث 1608 اور 1609؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 20 حدیث 52؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 19 حدیث 56

(30) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی شخص نے دو سال تک اپنے اونٹوں یا بکریوں (یا گایوں) کی زکوٰۃ ادا نہیں کی پھر ان کو فروخت کر دیا تو خریدار پر لازم ہے کہ وہ یہ سابقہ زکوٰۃ ادا کرے بیچنے والے کو اس کے متعلق طے کرنا ہوگا ورنہ بائع کو زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 70 باب 17 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 88 باب 12 حدیث 1

(31) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی کے پاس اونٹ یا گائے یا بھیڑیں یا کچھ اور ساز و سامان ہے اور جب سال پورا ہو گیا تو اونٹ اور گائے بھیڑیں وغیرہ مر گئیں اور ساز و سامان جل گیا تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 71 باب 17 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 88 باب 12 حدیث 2

(32) امام جعفر صادق علیہ السلام: بہت بوڑھا اونٹ زکوٰۃ میں نہیں دیا جائے گا اور نہ ہی ایسا اونٹ جو عیب دار ہو مگر یہ کہ زکوٰۃ لینے والا اس پر راضی ہو جائے۔ ہاں البتہ شمار سب چھوٹوں بڑوں کو کیا جائے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 87 باب 10 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 20 حدیث 52؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 19 حدیث 56

غلات اربعہ کا نصاب:

(33) امام جعفر صادقؑ و امام علی رضا علیہ السلام: غلات کا نصاب پانچ وسق ہے اس سے کم پر کچھ نہیں اور ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع چار مد کا ہوتا ہے اور ایک مد کا وزن دوسو بانوے اور نصف درہم (292/1/2) ہوتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 44 باب 07 حدیث 05؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 31 حدیث 1631؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 54 باب 10 حدیث 1 اور صفحہ 116 باب 1 حدیث 8؛ عیون اخبار الرضاؑ جلد دوم صفحہ 123 حدیث 1؛ الخصال صفحہ 604 حدیث 9

توضیح:

جب ایک وسق ساٹھ صاع کا ہو تو اس طرح پانچ وسق کے تین سو صاع بنیں گے اور چونکہ ایک صاع چار مد کا ہوتا ہے اور ایک مد دو سیر اور چودہ چھٹانک کا ہوتا ہے۔ اس طرح موجودہ اوزان کے مطابق غلات کا نصاب تقریباً اکیس من ساڑھے سینتس سیر بنتا ہے یعنی اڑھائی سیر کم بائیس (22) من بنتا ہے۔ واللہ العالم!

(34) امام جعفر صادق علیہ السلام: خرما اور انگور کی مقدارِ نصاب وہی ہے جو دیگر غلات کی ہے البتہ ردّی اور بہت چھوٹی کھجور پر کوئی زکوٰۃ نہیں خواہ وہ کثیر مقدار میں ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 45 باب 7 حدیث 7؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 114 باب 1 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 18 حدیث 47؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 18 حدیث 53

(35) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو فصلیں بارش یا نہری پانی سے سیراب ہوں ان میں سے دسواں حصّہ اور جو اونٹوں کے ذریعے پانی کھینچے یا ڈولوں اور رہٹ (یا ٹیوب ویل وغیرہ) سے سیراب ہوں ان سے بیسواں حصّہ زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 43 باب 7 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 118 باب 4 حدیث 1 تا 3؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 38 حدیث 96؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 25 حدیث 73

(36) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس فصل کو کبھی بارش یا نہر وغیرہ سے سیراب کیا جاتا ہو اور کبھی ڈولوں اور ٹیوب ویل وغیرہ سے تو جو غالب صورت ہو اس کے مطابق زکوٰۃ دی جائے گی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 120 باب 06 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 41 حدیث؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 15 حدیث 44

توضیح:

مطلب یہ کہ اگر کسی فصل کو پانچ ماہ بارش وغیرہ سے پانی ملتا ہے اور سات ماہ یا پانچ سے زیادہ ماہ ٹیوب ویل سے ملتا ہے تو بیسویں حصّہ کے حساب سے زکوٰۃ ہوگی یعنی جس صورت سے زیادہ عرصہ پانی دیا گیا ہو تو اسی صورت کے تحت زکوٰۃ ادا ہوگی اور اسی حدیث میں ہے کہ اگر دونوں صورتوں سے برابر برابر پانی دیا گیا ہو تو نصف سے دسواں اور نصف سے بیسواں حصّہ زکوٰۃ ہوگی۔

(37) امام جعفر صادق علیہ السلام: غلات میں زکوٰۃ صرف ایک بار ہے جب سال مکمل ہو جائے اور وہ زکوٰۃ دے چکے تو اس کے بعد چاہے ہزار برس اس کے پاس پڑے رہیں تو اس پر کچھ نہیں ہے۔ ہاں اگر مال کی صورت میں وہ رقم ایک سال اس کے پاس رہے گی تو زکوٰۃ دینی ہوگی۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 46 باب 08 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 124 باب 11 حدیث 11؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 40 حدیث 102

(38) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: جس باغ کا پھل فروخت نہیں کیا جاتا بلکہ خود کھایا جاتا ہے تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے چاہے اس کی مالیت کتنی ہی کیوں نہ ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 122 باب 08 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 19 حدیث 51

(39) امام علی رضا علیہ السلام: گندم، جو، خرما اور خشک انگور میں زکوٰۃ اس وقت فرض ہوتی ہے جب پک کر تیار ہو جائیں اور ان کا تخمینہ لگایا جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 124 باب 12 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 523 حدیث 4

کس شخص پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے؟

(40) امام جعفر صادق علیہ السلام: یتیم کے مال پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ اگر رکھا ہوا ہے ور اگر اس سے تجارت ہو رہی ہے تو تجارت کرنے والا اس کا ضامن ہے (یعنی زکوٰۃ دے گا) اور نفع یتیم کو دیا جائے گا۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 83 باب 23 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 64 باب 1 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 26 حدیث 60؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 22 حدیث 1599

(41) امام جعفر صادق علیہ السلام: مالِ یتیم پر زکوٰۃ نہیں ہے اور جب بالغ ہو جائے تو پچھلے زمانے کی زکوٰۃ اس پر نہ ہوگی اور نہ اس پر جو باقی ہے ہاں اگر نفع حاصل کیا ہے تو اس پر ایک زکوٰۃ ہوگی اس کے بعد اسی طرح ہوگی جیسے اوروں پر۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 84 باب 23 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 64 باب 1 حدیث 3

(42) امام جعفر صادق علیہ السلام: نابالغ پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب نماز واجب ہوتی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 84 باب 23 حدیث 7؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 4 باب 1 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 27 حدیث 66؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 29 حدیث 84

(43) امام جعفر صادق علیہ السلام: غلام کے مال میں زکوٰۃ نہیں ہے اگرچہ ہزاروں اس کے پاس ہوں اور اگر وہ محتاج ہو تو اسے زکوٰۃ سے کچھ نہ دیا جائے گا۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 85 باب 24 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 68 باب 4 حدیث 1

(44) امام جعفر صادق علیہ السلام: نہ ہی قرضہ پر زکوٰۃ ہے اور نہ ہی غائب مال پر جب تک تمہارے قبضے میں نہ آ جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 70 باب 5 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 31 حدیث 78

(45) امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادق علیہ السلام: جس شخص کے پاس (بقدر نصاب) مال ہو اور وہ سال بھر پڑا رہے حتی کہ اس پر سال گزر جائے تو وہ اس کی زکوٰۃ ادا کرے گا اگرچہ اس پر اس مال کے برابر یا اس سے بھی زیادہ قرضہ ہو بہر حال جو کچھ اس کے پاس ہے اس سے زکوٰۃ ادا کرے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 76 باب 10 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 522 حدیث 13

میت کی زکوٰۃ کے احکام

(46) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی پر زکوٰۃ باقی ہو اور وہ مرنے سے پہلے اس کا حساب کرے اور وصیت کرے کہ یہ زکوٰۃ

اس کے مال سے ادا کی جائے تو یہ جائز ہے کہ اس کے تمام مال سے وہ زکوٰۃ نکالی جائے کیونکہ وہ ایک قرضے کی طرح ہے جسے ادا کرنا ضروری ہے۔ ورثاء کو اس زکوٰۃ کے نکالنے کے بعد ورثہ ملے گا۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 93 باب 29 حدیث 1

(47) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر ایک شخص مرتے وقت اپنے مال میں سے زکوٰۃ دینے کی وصیت کرے اور اس کی اولاد صاحب حاجت ہو کہ اگر زکوٰۃ دی جاتی ہے تو ان کو سخت نقصان پہنچتا ہے تو ان کو چاہیے کہ وہ زکوٰۃ تو نکالیں لیکن اسے اپنے اوپر تقسیم کرلیں اور اس میں سے تھوڑا سا حصّہ دوسروں کو دے دیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 95 باب 29 حدیث 5

(48) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص اپنے اوپر قرضہ چھوڑ کر مرا ہو اور اس نے کوئی مال بھی نہ چھوڑا ہو تو اس کا بیٹا اپنی زکوٰۃ میں سے اپنے باپ کا قرضہ ادا کرسکتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 104 باب 34 حدیث 03

اوقاتِ زکوٰۃ:

(49) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب سال گزر جائے تو اپنے مال سے زکوٰۃ نکالو اور اسے کسی مال میں نہ ملاؤ پھر جسے چاہو اسے دے دو۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 58 باب 12 حدیث 03

(50) امام علی رضا علیہ السلام: جب زکوٰۃ کا وقت آجائے تو اسے نکال دو (یعنی جب سال مکمل ہوجائے) اور گندم، جو، کھجور اور منقیٰ میں وجوب اس وقت ہوتا ہے جب پک جائیں اور تخمینہ لگ جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 58 باب 12 حدیث 04

(51) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص زکوٰۃ نکالے پھر اس میں سے کچھ تقسیم کردے اور کچھ صحیح مستحق کی تلاش میں باقی رکھے تو تین ماہ تک اس کی تلاش میں کوئی مضائقہ نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 59 باب 12 حدیث 07

(52) امام علی نقی علیہ السلام: جس طرح نماز قبل از وقت نہیں پڑھی جاسکتی اسی طرح زکوٰۃ بھی قبل از وقت نہیں دی جاسکتی۔ لیکن اگر کوئی چاہے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ قبل از وقت ادا کرے تاکہ کسی بندۂ مومن کا کام چل جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ

اس کو قرض دے دے اور جب زکوٰۃ کا وقت آئے تو اس قرضے کو اپنی زکوٰۃ میں محسوب کرے تا کہ اس کی زکوٰۃ بھی ادا ہو جائے اور اسے ایک مومن کو قرض دینے کا ثواب بھی مل جائے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 23 حدیث 1600

مستحقین وغیر مستحقین زکوٰۃ:

(53) اللہ تعالیٰ: اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَابْنَ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللهِ

ترجمہ: ”صدقات (زکوٰۃ) تو صرف فقیروں، مساکین اور صدقات (زکوٰۃ) کے کام کرنے والوں کے لیے ہیں اور ان کے لیے جن کی تالیفِ قلب مقصود ہو اور غلاموں کی آزادی اور قرض داروں اور اللہ کی راہ میں (لڑنے والوں) اور مسافروں کے لیے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ایک مقرر حکم ہے۔

حوالہ: القرآن سورۃ التوبہ آیت 60

توضیح:

قرآن میں خدا نے وہ لوگ بتا دیئے ہیں جن کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔ ان کی تعداد آٹھ ہے۔(1) فقیر۔ (2) مسکین۔(3) وہ شخص جو زکوٰۃ جمع کرے اور اس کی حفاظت کرے اور اسے فقراء اور مساکین تک پہنچانے کا کام سرانجام دے۔(4) مؤلفۃ القلوب یعنی ایسے غیر مسلم کہ اگر ان کو زکوٰۃ دی جائے گی تو وہ اسلام کی طرف مائل ہوں گے۔(5) غلاموں کو خرید کر آزاد کرنے والا۔(6) وہ مقروض جو اپنا قرضہ ادا نہ کر سکتا ہو۔(7) فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں کوئی بھی کام کرنے والا۔(8) ابن سبیل یعنی ایسا مسافر جو سفر میں لاچار ہو گیا ہو۔

مزید وضاحت آئندہ احکامات میں آئے گی۔ انشاء اللہ

(54) امام حسن علیہ السلام: زکوٰۃ کو اس کے مستحق تک پہنچانا ضروری ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 139 باب 04 حدیث 06؛ امالی شیخ طوسیؒ جلد اوّل صفحہ 06

(55) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص مر جائے اور اپنے اہل و عیال کو چھوڑ جائے تو ان کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے تا کہ ان کی نشوونما ہو۔ اگر چھوڑے گئے اہل و عیال میں نابالغ ہیں تو بھی زکوٰۃ دینے میں حرج نہیں۔ بالغ ہو کر اگر اپنے باپ کا دین و مذہب قبول کریں تو ٹھیک ہے اور اگر مذہب سے منہ موڑ لیں تو پھر زکوٰۃ نہ دی جائے گی۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 97 باب 31 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 143 باب 6 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 102 حدیث 287

(56) امام محمد باقر علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام: جس کے پاس مکان، خادم یا غلام ہو تو وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے کیونکہ مکان اور خادم مال نہیں ہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 118 باب 43 حدیث 7؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 17 حدیث 56؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 148 باب 9 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 51 حدیث 133

توضیح:

مطلب یہ کہ اگر کسی کے پاس خادم یا غلام اور مکان ہے لیکن اس کا سالانہ خرچ چلنا ممکن نہیں ہے آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے تو زکوٰۃ لے سکتا ہے۔

(57) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: صدقہ مالدار کے لیے حلال نہیں ہے اور نہ قوی الاعضاء کے لیے حلال ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 120 باب 43 حدیث 12؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 146 باب 08 حدیث 3

(58) امام محمد باقر علیہ السلام: صدقہ حلال نہیں ہے پیشہ ور کو اور نہ اس قوی کو جو صحیح الاعضاء ہو اور ان سے اپنی روزی حاصل کر سکتا ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 116 باب 43 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 146 باب 08 حدیث 2

(59) امام محمد باقر علیہ السلام: زکوٰۃ دینے میں ان لوگوں کو فضیلت دی جائے جو دین میں ہجرت کے لحاظ سے اور عقل اور علم دین میں بہتر ہوں۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 98 باب 32 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 18 حدیث 59؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 164 باب 25 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 101 حدیث 285

(60) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: زکوٰۃ دینے میں رشتہ داروں کو ترجیح دینی چاہیے اگر وہ زکوٰۃ لینے کے مستحق ہوں۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 100 باب 33 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 155 باب 15 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 56 حدیث 1409 اور صفحہ 100 حدیث 283؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 33 حدیث 100

(61) امام جعفر صادق علیہ السلام: رشتہ داروں میں سے پانچ شخص ایسے ہیں جن کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی۔ (1) باپ۔ (2) ماں۔ (3) اولاد۔ (4) مملوک (غلام)۔ (5) بیوی۔ کیونکہ یہ اس کے عیال ہیں اور ان کا نفقہ لازم ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 102 باب 33 حدیث 05؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 152 باب 13 حدیث 1؛
تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 56 حدیث 150؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 33 حدیث 101

(62) امام جعفر صادق علیہ السلام: دادا اور دادی کو بھی زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 102 باب 33 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 152 باب 13 حدیث 3؛
تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 56 حدیث 151

(63) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو رشتہ دار معرفت نہ رکھتے ہوں (مومن نہ ہوں) ان کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی چاہے محتاج ہی کیوں نہ ہوں البتہ زکوٰۃ کے علاوہ کسی اور طرح سے مدد کردے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 101 باب 33 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 156 باب 16 حدیث 2؛
تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 55 حدیث 148

(64) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: ایک شخص کسی آدمی کو زکوٰۃ دیتا ہے کہ وہ اس کے مستحقوں میں تقسیم کرے جبکہ وہ خود بھی زکوٰۃ لینے کا مستحق ہو تو جس قدر دوسروں کو دے رہا ہے اگر اتنا خود بھی لے لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ ہاں البتہ اگر اس کے لیے مصرف کے مقامات معین کر دیئے گئے ہوں تو پھر مالک کی اجازت کے بغیر اس کے لیے اپنے لیے کچھ لینا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 108 باب 36 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 178 باب 40 حدیث 3؛
تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 101 حدیث 296

(65) امام جعفر صادق علیہ السلام: (زکوٰۃ پوری تحقیق کے ساتھ مستحق تک پہنچانی چاہیے)۔ اگر دھوکہ سے کسی ایسے شخص کو محتاج سمجھ کر زکوٰۃ دے دی اور بعد میں پتا چلا کہ وہ مالدار تھا تو یہ زکوٰۃ کافی نہ ہوگی (یعنی دوبارہ دینی ہوگی)۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 90 باب 27 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 137 باب 2 حدیث 5

(66) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر زکوٰۃ دینے والے نے پوری جدوجہد کر کے (تحقیق کر کے) کسی شخص کو مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دے دی لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مستحق نہیں تھا تو وہ شخص بری الذمہ ہے۔ ہاں اگر اس نے بغیر تحقیق کے دی تھی تو پھر ذمہ دار ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 91 باب 28 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 136 باب 2 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 103 حدیث 291

(67) امام علی رضا علیہ السلام: جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ خدا لوگوں کو گناہوں پر مجبور کرتا ہے اور ان کو تکلیف مالا یطاق دیتا ہے تو اس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 144 باب 7 حدیث 1؛ عیون الاخبار الرضا (عربی) جلد اول صفحہ 128

(68) امام محمد تقی علیہ السلام: جو شخص خدا کی جسمانیت کا قائل ہے اسے نہ تو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے اور نہ ہی اس کے پیچھے نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 144 باب 7 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 283 حدیث 40

ترجیح:

ان احادیث سے یہی واضح ہوتا ہے کہ جو شیعہ اثناعشری نہیں ہے اس کو زکوٰۃ نہ دی جائے اس کی مزید وضاحت کے لیے ایک حدیث درج کرنا چاہتا ہوں جو کہ بہت مفید ثابت ہوگی۔

حدیث:

"حضرت امام حسن عسکریؑ اپنے آبائے طاہرینؑ کے سلسلۂ سند سے حضرت رسولؐ خدا سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ زکوٰۃ کا مستحق کون ہے؟ فرمایا۔ محمد و آل محمدؑ کے ضعیف و کمزور شیعہ جن کی معرفت قوی نہیں ہے اور وہ جن کی بصیرت [illegible] ہے اور اولیاء اللہ کی ولایت اور ان کے دشمنوں سے برأت کا عقیدہ پختہ رکھتے ہیں۔ وہ تمہارے دینی بھائی ہیں وہ ماں باپ کے رشتہ داروں سے بھی تمہارے زیادہ قریبی ہیں۔ اور جہاں تک مخالفین کا تعلق ہے تو ان کو زکوٰۃ نہ دو اور نہ ہی صدقہ دو کیونکہ ہمارے موالی اور شیعہ ہم میں سے ہیں اور ہم سب جسد واحد کی مانند ہیں (فرق یہ ہے کہ) ہماری جماعت پر زکوٰۃ اور صدقہ حرام ہے۔ لہٰذا تم جو کچھ اپنے بابصیرت دینی بھائیوں کو دو وہ نیکی کی مد سے دو اور ان کو زکوٰۃ و صدقات سے بلند و بالا رکھو اور ان کو اپنی میل کچیل سے منزہ رکھو کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ اپنے ہاتھ کی میل دھو کر اپنے مومن بھائی پر ڈالو؟ اور گناہوں کی میل تو بدن کی میل سے بھی زیادہ سخت ہے پس ان سے اپنے بھائیوں کو آلودہ نہ کرو اور اپنے صدقات و زکوٰۃ آل محمدؑ کے دشمنوں اور ان کے دشمنوں کے دوستوں کو بھی نہ دو۔ کیونکہ جو شخص ہمارے دشمنوں کو صدقہ دیتا ہے وہ ایسا ہے جیسے خدا کے اور میرے حرم میں چوری کرنے والا۔

عرض کیا گیا: یا رسولؐ اللہ! جو لوگ مستضعف ہیں اور جاہل ہیں نہ ان کو ہماری مخالفت کا کوئی علم ہے اور نہ ہی وہ ہمارے معاند ہیں تو ان کو دے سکتے ہیں؟

فرمایا: ان میں سے ایک شخص کو ایک درہم سے کم دو اور ایک روٹی سے کم دو۔ پھر فرمایا: اس کے بعد تم جو نیکی و احسان کرنا چاہو اور کلاب الناس کی زبانوں کے شر سے اپنی عزت و ناموس کی حفاظت کرنا چاہو (اور اس سلسلہ میں ان لوگوں کو کچھ دو تو) وہ تمہارے صدقات میں شمار ہوگا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 145 باب 7 حدیث 6؛ تفسیر امام حسن عسکریؑ صفحہ 79 حدیث 40

(69) امام علی رضا علیہ السلام: جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ امام موسیٰ کاظمؑ شہید نہیں ہوئے بلکہ زندہ ہیں تو ان کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ کافر، مشرک اور زندیق ہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 144 باب 7 حدیث 4؛ رجال الکشی جلد دوم صفحہ 756 حدیث 862

(70) امام علی رضا علیہ السلام: سوائے ان لوگوں کو جو اقرارِ ولایت کرنے میں مشہور ہیں اور کسی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 142 باب 05 حدیث 10؛ عیون اخبار الرضاؑ جلد دوم صفحہ 123

(71) جعفر صادق ۔ زکوٰۃ کے مستحق صرف ولایت کے قائل لوگ ہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 142 باب 05 حدیث 12؛ المقنعہ صفحہ 39

(72) امام علی رضا علیہ السلام: زکوٰۃ صرف شیعہ مستحقین کو دو اگر نہ ملیں تو ایک سال انتظار کرتے رہو پھر بھی نہ ملیں تو دو سال تک انتظار کرتے رہو اگر پھر بھی نہ ملیں تو تین سال تک انتظار کرو اگر پھر بھی نہ ملیں تو چار سال تک انتظار کرو اگر پھر بھی نہ ملیں تو تھیلوں میں بند کر کے سمندر میں پھینک دو لیکن مخالفین کو نہ دو کیونکہ خدا نے ہمارے اور ہمارے شیعوں کے مال کو ہمارے دشمنوں پر حرام قرار دیا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 141 باب 05 حدیث 8؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 52 حدیث 139

توضیح:

امام علیہ السلام کے فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ کسی بھی حال میں شیعہ مستحق کو زکوٰۃ دو اور مخالفین کو نہ دو چاہے ضائع کرنی پڑے۔ یہ صرف لازم کرنے کے لیے فرمایا ورنہ ایسا ناممکن ہے کہ خدا کوئی فریضہ قائم کرے اور اس کا کوئی حقدار نہ ملے۔ واللہ اعلم!

(73) امام حسن عسکریؑ۔ زکوٰۃ اس کے مستحق کو دو اور کسی کافر، منافق اور ناصبی کو نہ دو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 142 باب 5 حدیث 13؛ تفسیر امام حسن عسکری صفحہ 520 حدیث 318

(74) امام جعفر صادق علیہ السلام: ناصبیوں کو صدقہ (زکوٰۃ) دینا جائز نہیں ہے اور اگر ہو سکے تو ان کو پانی بھی نہ پلاؤ اور زیدیہ (بھی) ناصبی ہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 140 باب 5 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 53 حدیث 141

(75) امام علی نقی علیہ السلام: شراب خوار کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 121 باب 43 حدیث 15؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 52 حدیث 138؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 156 باب 17 حدیث 1

(76) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی کے پاس کچھ درہم ہوں اور ان سے کاروبار کرتا ہو جبکہ اس مال پر زکوٰۃ واجب ہو لیکن منافع اتنا ہو کہ اس کے عیال کے لیے صرف کھانے اور کپڑے کو کافی ہو اور اتنی گنجائش نہ ہو کہ سالن بھی ہو سکے صرف روٹی اور کپڑے ہی کے لیے کافی ہو تو وہ اپنے مال کی زکوٰۃ پر نظر کرے اس میں سے کچھ زکوٰۃ لے لے اور باقی زیادہ ہو یا کم کسی ایسے شخص کو دے جو مستحق ہو۔ باقی زکوٰۃ اپنے عیال کے لیے اور اس سے ان کے لیے سالن خریدے اور کھانے کی دیگر ضروریات لیکن اسراف نہ کرے اور خود بھی اس سے نہ کھائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 120 باب 43 حدیث 11؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 153 باب 14 حدیث 02

توضیح:

یعنی صرف اتنی زکوٰۃ اپنے عیال کے لیے رکھے جو ان کی ضروریات پوری کرے باقی کسی مستحق کو دے۔ ضروریات سے زیادہ لے گا تو اسراف ہوگا اسی لیے امامؑ نے وضاحت فرما کر سمجھا دیا ہے۔

(77) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس شخص پر باپ، چچا یا بھائی (وغیرہ) کے خرچ کی ذمہ داری ہو جبکہ وہ خود اپنی ضروریات پوری نہ کر سکتے ہوں تو اس شخص کے لیے جائز ہے کہ وہ زکوٰۃ لے کر ضروریات کو اچھی طرح پوری کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 117 باب 43 حدیث 04

(78) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی شہر میں ایک سے زیادہ مستحق ہوں تو اگر استطاعت ہو تو سب کو دو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 167 باب 28 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 51 حدیث 131

(79) امام جعفر صادق علیہ السلام: زکوٰۃ اگر زیادہ مستحق ہیں تو سب میں تقسیم کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں اور اگر کسی ایک کو ساری زکوٰۃ دے دو تو بھی کافی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 167 باب 28 حدیث 5؛ تفسیر عیاشی جلد دوم صفحہ 90 حدیث 67

(80) امام جعفر صادق علیہ السلام: حضرت محمدؐ سمیت تمام بنی عبدالمطلب پر صدقہ حرام ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 220 باب 89 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 168 باب 29 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 58 حدیث 154

توضیح:

بنی عبدالمطلب پر صدقہ حرام کا مطلب یہ ہے کہ ان پر ہر طرح کا صدقہ حرام ہے چاہے واجبی ہو یا مستحبی۔ وضاحت آئندہ مسائل میں آئے گی۔ واجبی صدقہ میں زکوٰۃ وفطرہ ہے اور مستحبی میں باقی صدقات وغیرہ۔

(81) امام جعفر صادق علیہ السلام: بنی ہاشم پر زکوٰۃ لینا حرام ہے۔ ہاں البتہ آپس میں ایک دوسرے سے زکوٰۃ لے سکتے ہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 222 باب 89 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 171 باب 32 حدیث 4 اور 5؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 59 حدیث 157 اور صفحہ 58 حدیث 156؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 35 حدیث 108 اور 107

(82) امام جعفر صادق علیہ السلام: اولادِ عباس اور ان کے ہم رتبہ بنی ہاشم کے لیے صدقہ (زکوٰۃ وفطرہ) حلال نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 168 باب 29 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 59 حدیث 158؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 35 حدیث 109

(83) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: صدقہ (زکوٰۃ وفطرہ وغیرہ) لوگوں کے ہاتھوں کو میل کچیل ہے اور خدا نے یہ (زکوٰۃ) اور کچھ اور (فطرہ) مجھ پر حرام قرار دیا اور صدقہ بنی عبدالمطلب کے لیے حلال نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 168 باب 29 حدیث 02؛ فروع کافی جلد سوم صفحہ 221 باب 89 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 58 حدیث 155؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 35 حدیث 106

(84) امام جعفر صادق علیہ السلام: خدا نے جب صدقہ (زکوٰۃ وفطرہ وغیرہ) ہم پر حرام قرار دیا تو اس کے عوض ہمارے لیے خمس فرض قرار دیا۔ پس صدقہ ہم پر حرام اور خمس ہمارے لیے فرض اور کرامت (ہدیہ) ہمارے لیے حلال ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 34 حدیث 1649؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 169 باب 29 حدیث 07؛ تفسیر عیاشی جلد دوم صفحہ 64 حدیث 65

(85) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہمارے غیر کا صدقہ ہم پر حرام ہے مگر جہاں تک ہمارے بعض کے صدقہ کا دوسرے بعض سے تعلق ہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 171 باب 32 حدیث 9

(86) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب ایسی صورت بن جاتی ہے کہ مردار کھانا حلال ہو جاتا ہے تو ایسی صورت میں بنو ہاشم پر زکوۃ حلال ہے۔

حوالہ: وسائل الش[illegible] [illegible] ششم ص[illegible] 1 باب 33 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 59 حدیث 159؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ [illegible]6 حدیث 1

(87) امام جعفر صادق علیہ السلام: بنی [illegible] کے غلاموں کے لیے صدقہ حلال ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم [illegible] 2[illegible] باب 8 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد ششم ص[illegible] 172 باب 34 حدیث 1

(88) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر زکوۃ [illegible] قابل وثوق آدمی کو دی جائے کہ وہ اسے مستحق تک پہنچائے تو کوئی حرج نہیں اور اگر کوئی قابل وثوق آدمی نہ [illegible] تو خود اسے اس کے مصرف تک پہنچانا چاہیے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 17[illegible] باب 35 حدیث 1؛ فروع کافی جلد سوم (عربی) صفحہ 539 حدیث 6

(89) امام جعفر صادق علیہ السلام: ایک آدمی [illegible] شخص کو زکوۃ دے تو اگر وہ مال زکوۃ سے حج کرتا ہے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ مالِ زکوۃ سے حج کیا جا سکتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 111 باب 38 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 31 حدیث 1632

(90) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: مالِ زکوۃ سے غلاموں اور رشتہ داروں کو حج کرایا جا سکتا ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 32 حدیث 1633؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 180 باب 42 حدیث 1

(91) امام جعفر صادق علیہ السلام: مال زکوۃ سے غلام کو آزاد کرایا جا سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ مسلمان (اہل معرفت) ہو اور سخت ضرورت میں ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 111 باب 38 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 181 باب 43 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 107 حدیث 305

مال زکوٰۃ کی منتقلی:

(93) امام علی نقی علیہ السلام: اگر کوئی شخص اپنی زکوٰۃ (ساری یا کچھ حصّہ) کسی دوسرے شہر بھیجتا ہے تا کہ دینی بھائیوں پر صرف ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 175 باب 37 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 48 حدیث 122

(94) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: بادیہ نشینوں کا صدقہ بادیہ نشینوں میں اور شہریوں کا صدقہ شہریوں میں تقسیم کرنا چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 106 باب 35 حدیث 8؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 176 باب 38 حدیث 02؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 16 حدیث 48؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 103 حدیث 292

(95) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص جہاں رہتا ہے زکوٰۃ وہیں مستحق کو دے اگر وہاں مستحق موجود ہو اور وہ اپنی زکوٰۃ کسی دوسری جگہ بھیج دے اور پھر وہ راستے میں ضائع ہو جائے تو وہ ضامن ہے اس زکوٰۃ کا۔ ہاں اگر وہاں مستحق نہ ہو اور پھر کہیں بھیجے اور ضائع ہو جائے تو وہ بری الذمہ ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 105 باب 35 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 176 باب 39 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 15 حدیث 46؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 47 حدیث 125

(96) امام جعفر صادق علیہ السلام: مذکورہ بالا حکم اس وصی پر بھی لاگو ہوگا جسے (ادائیگی زکوٰۃ کی) وصیت کی جائے اور وہ باوجود وہاں مستحق کے موجود ہونے کے اگر وہاں سے منتقل کرے گا تو ضامن ہوگا اور اگر وہاں مستحق نہ ہوا تو پھر ضامن نہ ہوگا۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات۔

زکوٰۃ کے متفرق احکام

(97) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی شخص درہموں کی زکوٰۃ دیناروں میں یا دیناروں کی زکوٰۃ درہموں میں ادا کرے تو کوئی حرج نہیں (یعنی جنس بدل کر زکوٰۃ دے)۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 115 باب 42 حدیث 02

(98) امام جعفر صادق علیہ السلام: پانچ درہم سے کم کسی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں کیونکہ یہ زکوٰۃ کی کم ترین مقدار ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 162 باب 23 حدیث 04؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 62 حدیث 168؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 38 حدیث 117

(99) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: کسی قول میں کوئی خیر نہیں جب تک اس کے ساتھ عمل نہ ہو اور کوئی صدقہ (زکوٰۃ فطرہ وغیرہ) صدقہ نہیں جب تک اس میں نیت نہ ہو۔ (یعنی صدقہ دینے سے پہلے نیت کرنی چاہیے)۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 192 باب 56 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد چہارم صفحہ 267 حدیث 824

(100) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص محتاج ہو اسے زکوٰۃ دی جائے اور وہ لینے سے انکار کردے اور لینے سے شرم کرے تو ہرگز نہ دی جائے کیونکہ جو اللہ نے فرض کیا ہے اس میں شرم وحیاء نہیں کرنا چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 123 باب 44 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 193 باب 57 حدیث 1

(101) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: زیادہ سے زیادہ زکوٰۃ جتنی چاہو کسی کو دے سکتے ہو اتنی زیادہ کہ وہ غنی ہو جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد سوم صفحہ 96 باب 30 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 163 باب 24 حدیث 03۔

(102) امام جعفر صادق علیہ السلام: واجبی زکوٰۃ اعلانیہ دینی چاہیے اور مستحبی صدقہ اگر پوشیدہ طور پر دیا جائے تو افضل ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 192 باب 54 حدیث 07؛ تفسیر عیاشی جلد اوّل صفحہ 151 حدیث 499 اور 501؛ تفسیر مجمع البیان جلد اول صفحہ 384

خمس کے احکام

(1) اللہ تعالیٰ: وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ

ترجمہ: اور تم جان لو تمہیں جو بھی چیز غنیمت میں حاصل ہوئی ہے تو اس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول اور رسول کے قرابت دار اور یتیموں اور مساکین اور غربت زدہ مسافروں کے لیے ہے۔

حوالہ: القرآن سورۃ الانفال آیت 41

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: خداوند عالم نے جب ہم پر صدقہ حرام قرار دیا تو ہمارے لیے خمس کا حکم نازل فرمایا پس صدقہ ہم پر حرام ہے اور خمس ہمارے لیے فرض ہے اور کرامت (ہدیہ وتحفہ) ہمارے لیے حلال ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 34 حدیث 1649؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 291 باب 1 حدیث 02؛ الخصال صفحہ 290 حدیث 52

کن چیزوں پر خمس واجب ہے؟

(3) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: خمس پانچ چیزوں میں ہے: (1) غنیمت۔ (2) غوطہ زنی۔ (3) خزانہ۔ (4) معدن (کان) (5) کشتی رانی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 293 باب 2 حدیث 4؛ اصول کافی (عربی) جلد اوّل صفحہ 453 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 128 حدیث 366؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 56 حدیث 185؛ اصول کافی جلد سوم صفحہ 205 باب 128 حدیث 4

(4) امام محمد باقرؑ وجعفر صادقؑ وامام موسیٰ کاظم علیہ السلام: درج ذیل چیزوں پر خمس واجب ہے۔

1۔ معدنیات مثلاً سونا، چاندی، لوہا، تانبا، پیتل، نمک، پٹرول اور گیس وغیرہ۔

2۔ غوطہ خوری کے ذریعے دریاؤں سے جو موتی اور جواہر نکالے جائیں۔

3۔ تجارت کے منافع پر۔

4۔ زراعت کے منافع پر۔

5۔ دشمن سے جنگ کر کے جو مال غنیمت حاصل کیا جائے۔

6۔ کسی کافر ذمی کو زمین بیچ کر جو رقم حاصل ہو۔

حوالہ: اصول کافی جلد سوم صفحہ 205 باب 128 حدیث 4 اور 8؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 34 اور 35 حدیث 1645، 1648 اور 1653

نوٹ:

ہم نے مختلف احادیث کو ایک ہی جگہ پر جمع کر دیا ہے تاکہ قارئین کو آسانی رہے۔

(5) امام علی رضا علیہ السلام: ہر اس چیز پر جس کے نفع سے فائدہ حاصل کیا جائے خمس ہوگا۔

حوالہ: اصول کافی جلد جلد سوم صفحہ 211 باب 128 حدیث 11

(6) امام محمد باقر علیہ السلام: وہ پانی جو نمکیلی زمین اور دلدلی زمین میں جمع ہوتا ہے اور خشک ہو کر نمک بن جاتا ہے تو وہ کان کے حکم میں ہے اور اس پر خمس ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 34 حدیث 1648؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 295 باب 3 حدیث 4؛

تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 122 حدیث 349

(7) امام محمد تقی علیہ السلام: غنائم سے مراد وہ غنیمت ہے جسے آدمی حاصل کرتا ہے یا وہ فائدہ ہے جو آدمی کماتا ہے یا کسی آدمی کا کسی کو کوئی قابل قدر تحفہ و ہدیہ دینا۔ یا وہ میراث جس کے حاصل ہونے کا گمان نہ ہو اور عام روش کے مطابق نہ باپ کی ہو اور نہ بیٹے کی یا جسے دشمن پر حملہ کرے اور اس کا مال ہاتھ لگ جائے یا وہ مال جو کہیں سے مل جائے مگر اس کے مالک کا پتہ نہ ہو۔ یا وہ مال جو موالیانِ آئمہ کو ناصبیوں اور خارجیوں سے ملا ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 300 باب 8 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 138 حدیث 398؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 60 حدیث 198

خمس کب واجب ہوتا ہے؟

(8) امام علی رضا علیہ السلام: جو چیز معدن سے برآمد ہو اس پر خمس اس وقت ہو گا جب اس کی مقدار اس حد تک پہنچ جائے جس حد پر زکوۃ واجب ہوتی ہے

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 295 باب 4 حدیث 1

توضیح:

یعنی جب بیس دینار تک پہنچ جائے تب خمس واجب ہو گا اگر اس سے کم ہے تو خمس نہیں ہے۔

(9) امام محمد تقی علیہ السلام: خمس تمام اخراجات کے بعد ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 299 باب 8 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 123 حدیث 352؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 55 حدیث 181

(10) امام رضا علیہ السلام: تمام اخراجات (واجبات و مستحبات) کے بعد جو بچے گا اس میں سے خمس نکالا جائے گا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 35 حدیث 1652؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 304 باب 12 حدیث 02

(11) امام محمد تقی علیہ السلام: خمس اس مال پر ہوتا ہے جس پر ایک سال پورا گزر جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 300 باب 08 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 141 حدیث 398؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 60 حدیث 198

تقسیم خمس کے احکام

(12) اللہ تعالیٰ: (ترجمہ) "اور پانچواں حصّہ اللہ اور رسولؐ اور رسولؐ کے قرابتدار اور یتیموں اور مساکین اور (غربت زدہ) مسافروں کے لیے ہے"۔

حوالہ: القرآن سورۃ الانفال آیت 41

(13) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: مال غنیمت میں سے خمس نکال کر باقی چار حصّے جہاد کرنے والوں اور ان کی نگرانی کرنے والوں میں تقسیم کیے جائیں گے پھر اصحاب خمس میں خمس چھے حصوں پر تقسیم کیا جائے گا: (1) ایک حصّہ خدا۔ (2) ایک حصّہ رسولؐ کا۔ (3) ایک حصّہ ذی القربیٰ کا۔ (4) ایک حصّہ یتیموں کا۔ (5) ایک حصّہ مسکینوں کا۔ (6) ایک حصّہ مسافروں کا۔

پس خدا اور رسولؐ کا حصّہ حضرت رسول خداؐ کے بعد بطور وراثت اولی الامر (امامؑ) کے لیے ہے پس (چھے میں سے) تین حصّے تو اولی الامر کے ہیں دو حصّے بطور وراثت اور ایک حصّہ خود ان کا۔ اس طرح مکمل خمس کا نصف تو اس (امامؑ) کو مل جائے گا ور خمس کے باقی تین حصّے خاندان رسالتؐ کے یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہیں۔ کتاب و سنت کے مطابق ان کو اتنا دیا جائے کہ ان کے سال کے نفقہ کے لیے کافی ہو اگر اس سے زیادہ ہو تو وہ (بھی) امام کا حق ہے اور خدا نے یہ خمس صرف خاندانِ رسولؐ کے یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے مختص کیا ہے عام لوگوں کے یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے نہیں کیونکہ یہ صدقات اور زکوٰۃ کا بدل ہے۔ اولادِ عبدالمطلبؑ میں مرد ہوں یا عورتیں رسولؐ خدا کے قرابت دار ہیں۔

حوالہ: اصول کافی جلد سوم صفحہ 205 باب 128 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 308 باب 1 حدیث 7؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 128 حدیث 366؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 56 حدیث 185

(14) امام علی رضا علیہ السلام: خمس مکمل امام کا حق ہے اور امامؑ کی صوابدید پر منحصر ہے وہ جس کو چاہے دے اور جس کو چاہے نہ دے۔

حوالہ: اصول کافی جلد سوم صفحہ 201 باب 128 حدیث 7؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 210 باب 2 حدیث 1؛ قرب الاسناد صفحہ 170

(15) امام محمد باقر علیہ السلام: جس شخص کو ظالموں سے کچھ مال ملے (یا ویسے مالدار ہو) اور اس پر خمس واجب ہو تو جس شخص کے لیے ہم حلال قرار دیں اس کے لیے حلال ہے اور جس کے لیے حرام قرار دیں اس کے لیے حرام ہے۔ (کیونکہ یہ حق جو ہمارا ہے)۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 321 باب 3 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 138 حدیث 387؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 59 حدیث 192؛ بصائر الدرجات صفحہ 304 حدیث 3

(16) علی بن ابراہیم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار میں امام محمد تقیؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ صالح بن محمد بن سہل ان کی خدمت میں حاضر ہوئے جو کہ قم مقدسہ میں آپؑ کے وکیل تھے اور عرض کیا: میرے آقا! خمس کے دس ہزار درہم مجھے حلال کر دیں جو میں نے خرچ کر دیا ہے امامؑ نے فرمایا اچھا وہ تمہارے لیے حلال ہے جب صالح باہر چلا گیا تو امامؑ نے فرمایا: یہ لوگ آلِ محمدؑ، ان کے یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے مال پر ٹوٹ پڑتے ہیں اور اسے ہضم کر کے آ جاتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ میرے لیے حلال کر دیں۔ تم کیا سمجھتے ہو اس کا گمان یہ ہے کہ میں کہوں گا کہ میں حلال نہیں کرتا؟ خدا کی قسم خداوند عالم ان لوگوں سے سخت باز پرس کرے گا۔

حوالہ: اصول کافی جلد سوم صفحہ 217 باب 128 حدیث 27؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 320 باب 3 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 140 حدیث 397؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 60 حدیث 197

خمس شیعوں کو معاف ہے:

(17) امیر المومنین علیہ السلام: آگاہ ہو جاؤ کہ خمس ہمارے شیعہ اور ان کے آباؤ اجداد کے لیے حلال ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 323 باب 4 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 137 حدیث 386؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 58 حدیث 191؛ علل الشرائع (عربی) صفحہ 377 حدیث 02؛ المقنعہ صفحہ 49

(18) ضریس کناسی بیان کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: تم جانتے ہو کہ لوگوں پر زنا کہاں سے آیا؟ میں نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا۔ آپؑ نے فرمایا ہم اہل بیتؑ کے حق خمس کی وجہ سے (جسے یہ لوگ ادا نہیں کرتے) سوائے ہمارے پاک و پاکیزہ شیعوں کے کیونکہ یہ (حق خمس) ان کے لیے اور ان کی ولادتوں کے لیے حلال ہے۔

حوالہ: اصول کافی جلد سوم صفحہ 213 باب 128 حدیث 16؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 324 باب 4 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 136 حدیث 383؛ المقنعہ شیخ مفید صفحہ 280

(19) داؤد رقی بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ سب لوگ ہمارے مظلومہ میں (حقوق غصب کر کے) زندگی گزار رہے ہیں مگر ہم نے اپنا یہ حق (خمس) اپنے شیعوں کو معاف کر دیا ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 36 حدیث 1662؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 324 باب 4 حدیث 7؛

تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 138 حدیث 388؛ علل الشرائع صفحہ 377 حدیث 3؛ المقنعہ شیخ مفید صفحہ 282

(20) حکیم مؤذن بن عیسٰی سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ آیت: واعلموا انّما غنمتم......کا کیا مطلب ہے؟ آپؑ نے اپنی دونوں کہنیوں کا اپنے گھٹنوں پر زور دیا اور ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا خدا کی قسم اس سے روزانہ ہونے والا فائدہ مراد ہے لیکن میرے والد نے اپنے شیعوں کے لیے اسے حلال قرار دیا ہے تا کہ وہ صالح اور نیکوکار رہوں۔

حوالہ: اصول کافی جلد سوم صفحہ 211 باب 128 حدیث 10؛ تفسیر نور الثقلین جلد سوم صفحہ 588 مطبوعہ ادارہ منہاج الصالحین لاہور؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 325 باب 4 حدیث 8؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 121 حدیث 344؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 54 حدیث 179

(21) ابوحمزہ ثمالی امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے (ایک حدیث کے ضمن میں) فرمایا کہ آیت خمس کے تحت ہم ہی خمس اور فے کے حقدار ہیں ہم نے خمس اور فے اپنے شیعوں پر حلال کی ہے جبکہ اغیار پر ہم نے اس کا کھانا حرام کیا ہے۔

حوالہ: تفسیر نور الثقلین جلد سوم صفحہ 588؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 329 باب 04 حدیث 19

(22) محمد بن مسلم نے امام محمد باقرؑ یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں کو سب سے زیادہ تکلیف اس وقت ہوگی جب خمس کا کوئی حقدار کھڑا ہو کر کہے گا پروردگار! میرا خمس! مگر ہم نے اپنے شیعوں کے لیے یہ حلال کر دیا ہے تا کہ ان کی ولادتیں پاکیزہ ہوں اور ان کی اولادیں صالح اور نیکوکار رہوں۔

حوالہ: اصول کافی جلد سوم صفحہ 214 باب 128 حدیث 20؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 35 حدیث 1654؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 324 باب 04 حدیث 05؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 136 حدیث 382؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 57 حدیث 187؛ بحار الانوار جلد 12 صفحہ 778؛ المقنعہ شیخ مفید صفحہ 280

(23) حضرت امیرؑ نے حضور اکرمؐ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہؐ میں جانتا ہوں کہ آپؐ کے بعد کاٹنے والا ملک اور جبر ہوگا اور بادشاہ قیدیوں اور لونڈیوں وغیرہ پر اپنا تسلط کریں گے میرے خمس پر قبضہ کریں گے جو اسے فروخت کریں گے اور جو اسے خریدیں گے وہ ان کے لیے حلال نہ ہوگا کیونکہ اس میں میرا حصّہ (خمس) ہوگا۔ ہاں البتہ اس (خمس) کو میں اپنے شیعوں کے لیے حلال قرار دیتا ہوں تا کہ ان کا کھانا اور پینا حلال ہو جائے اور ان کی ولادتیں پاکیزہ ہوں اور ان کی اولاد حرام زادہ نہ ہو۔ یہ سن کر حضور اکرمؐ نے فرمایا: یا علیؑ! کسی صدقہ دینے والے نے

آپ سے بہتر صدقہ نہیں دیا اور فرمایا میں تیری متابعت کرتے ہوئے اپنے شیعوں کے لیے اپنا حق (خمس) حلال کرتا ہوں اور دوسروں کے لیے نہ میں حلال کرتا ہوں نہ تم حلال کرو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 329 باب 4 حدیث 20؛ تفسیر امام حسن عسکریؑ (مترجم) صفحہ 77

(24) حارث بن مغیرہ نصری بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے پاس اپنے غلے، کاروبار وغیرہ سے بہت سامال ہوتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ ان مالوں میں آپؑ کا بھی حق (یعنی خمس) ہے تو میں کیا کروں؟ آپؑ نے فرمایا ہم نے اس لیے اسے اپنے شیعوں کے لیے حلال قرار دیا ہے تا کہ ان کی ولادتیں پاکیزہ ہوں اور ہر وہ شخص جو میرے آباؑ و اجدادؑ کی ولایت کا قائل ہے اس کے لیے وہ سب کچھ حلال ہے جو اس کے پاس ہے۔ حاضر کو چاہیے کہ یہ بات غائب تک پہنچادے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 325 باب 4 حدیث 9؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 143 حدیث 399

(25) فضیل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا جو شخص اپنے جگر میں ہماری محبت کی ٹھنڈک محسوس کرتا ہے اسے چاہیے کہ خدا کی پہلی نعمت پر شکریہ ادا کرے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں وہ پہلی نعمت کون سی ہے؟ فرمایا پہلی نعمت ولادت کی پاکیزگی ہے پھر فرمایا کہ حضرت امیر المومنینؑ نے حضرت خاتونِ جنتؑ سے فرمایا کہ مالِ فئے میں سے اپنا حصہ ہمارے شیعوں کے آباء و اجداد کو معاف کر دیں تا کہ وہ پاک و پاکیزہ ہوں۔ پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہم نے اپنے شیعوں کی مائیں ان کے باپوں کے لیے حلال قرار دی ہیں تا کہ وہ پاک ہوں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 325 باب 045 حدیث 10؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 143 حدیث 401

(26) سالم بن مکرم بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بار امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے لیے شرمگاہیں حلال کریں اس کی یہ بات سن کر امامؑ گھبرا گئے۔ مجلس میں بیٹھے ایک شخص نے عرض کیا مولا! یہ شخص آپؑ سے لوگوں کی عزتوں پر ڈاکہ ڈالنے کی اجازت نہیں مانگ رہا یہ تو آپؑ سے کنیز خریدنے یا کسی (آزاد) عورت سے نکاح کرنے یا میراث پانے یا کاروبار کرنے یا اگر اسے کوئی چیز عطا کی جائے (تو اس میں سے خمس کی ادائیگی کی) معافی کا سوال کر رہا ہے اس پر امامؑ نے فرمایا کہ یہ چیز تو ہمارے تمام شیعوں کے لیے حلال ہے خواہ حاضر ہوں یا غائب مردہ ہوں یا زندہ یا جو صبح قیامت کے طلوع ہونے تک پیدا ہوں گے یہ ان سب کے لیے حلال ہے آگاہ ہو کہ بخدا یہ حلال نہیں ہے مگر ان کے لیے جس کے لیے ہم حلال کریں۔ خبردار ! ہم نے

(شیعوں کے سوااور) کسی شخص کو یہ ضمانت نہیں دی اور نہ ہی ہمارا کسی سے ایسا کوئی عہد و پیمان ہے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 137 حدیث 384؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 58 حدیث 189؛ المقنعہ شیخ مفید صفحہ 281

(27) زرارہ اور محمد بن مسلم (دونوں نے) امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی کہ آپؑ نے فرمایا حضرت امیرؑ نے فرمایا کہ لوگ اپنے پیٹوں اور شرمگاہوں کی وجہ سے ہلاک ہو گئے ہیں کیونکہ وہ ہمارا حق ادا نہیں کرتے۔ مگر آگاہ ہو جاؤ کہ ہمارے شیعہ اور ان کے آباؤ اجداد کے لیے یہ حلال ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 323 باب 04 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 137 حدیث 386؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 58 حدیث 191؛ علل الشرائع صفحہ 377 حدیث 02؛ المقنعہ شیخ مفید صفحہ 282؛ انوار الشرعیہ درفقہ جعفریہ حسین بخش جاڑا صفحہ 205

(28) اسحاق بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ منجملہ ان توقیعات (تحریر) کے جو صاحب الزمانؑ کے خط مبارک سے ان کو موصول ہوئی ہیں ایک یہ بھی ہے کہ آپؑ نے لکھا کہ تم نے جو میری امامت کے منکرین کے بارے میں سوال کیا ہے ......اور جو لوگ ہمارے مال پر قابض ہیں تو جو شخص اسے حلال سمجھ کر کھا جائے تو گویا وہ (جہنم کی) آگ کھاتا ہے لیکن جہاں تک خمس کا تعلق ہے تو وہ ہمارے شیعوں کے لیے مباح کر دیا گیا ہے اور یہ ہمارے زمانہ ظہور تک ان کے لیے حلال ہے تاکہ ان کی ولادتیں پاکیزہ ہوں اور خبیث نہ ہوں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 327 باب 4 حدیث 16؛ احتجاج طبرسیؒ (عربی) صفحہ 470؛ اکمال الدین و تمام النعمہ (اردو) جلد دوم صفحہ 325 باب 45 حدیث 4

☆☆☆

حج کے احکام

وجوبِ حج:

(1) ارشادِ خداوندی ہے: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ ﴿٩٧﴾
ترجمہ: ''اور کل آدمیوں کے ذمے خدا کے لیے اس بیت اللہ کا حج (واجب) ہے جس کو (بھی) اس تک (پہنچنے کی) راہ میسر ہو جائے اور جو کفر کرے (تو جان لے) کہ اللہ تمام جہانوں سے غنی ہے''۔
حوالہ: القرآن سورۃ آلِ عمران آیت 97

(2) ارشادِ خداوندی ہے: وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ۔
ترجمہ: ''اور خدا کے لیے حج اور عمرہ کو مکمل کرو''۔

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: حج وعمرہ دونوں فرض ہیں۔
حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 123 باب 29 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 45 باب 1 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 459 حدیث 1593

استطاعت حج:

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: حج صرف اس پر واجب ہے جو صاحب استطاعت ہو اور استطاعت یہ ہے کہ انسان صحت مند ہو، اس کے پاس اتنا مال موجود ہو جو (خرچہ) حج کے لیے کافی ہو اور اپنے اہل و عیال کے لیے بھی چھوڑ کر جائے اور راہِ سفر محفوظ اور خطرات سے پاک ہو۔
حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 126 باب 30 حدیث 02؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 60 باب 09 حدیث 04؛ تفسیر مجمع البیان جلد اول صفحہ 478؛ الخصال صفحہ 606 حدیث 9

اقسامِ حج:

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: حج کی تین اقسام ہیں:

i۔حج مفرد ii۔حج قران iii۔حج تمتع

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 160 باب 50 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 155 باب 1 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 24 حدیث 72؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 153 حدیث 504

توضیح:

حج مفرد وہ ہے جو بغیر جداگانہ عمرہ کے کیا جائے۔حج قرآن وہ ہے جس میں حاجی اپنی ہدی (قربانی) ساتھ لے جاتا ہے اور حج تمتع وہ ہے کہ انسان عمرہ اور حج الگ الگ احرام کے ساتھ بجالائے۔

افضل حج:

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: حج کی افضل قسم حج تمتع ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 161 باب 50 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 24 حدیث 72؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 153 حدیث 504؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 11 صفحہ 211 باب 1 حدیث 1

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہم (آئمہ اہلبیتؑ) کے نزدیک حج تمتع کے علاوہ کوئی حج (افضل) نہیں۔یہی حج تمتع قرآن و سنت کے موافق ہے اور لوگ جو اپنی رائے پر عمل کرتے ہیں پس خدا ہمارے اور ان کے درمیان جو چاہے گا فیصلہ کرے گا۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 161 باب 50 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 27 حدیث 81؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 152 حدیث 499؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 11 صفحہ 243 باب 3 حدیث 13

سفر حج (مستحبات و مکروہات):

(8) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: کسی عقل مند آدمی کو سفر نہیں کرنا چاہیے مگر تین مقاصد کے لیے

(i) معاش کی اصلاح کے لیے (ii) زادِ آخرت کے لیے

(iii) غیر حرام لذت کے لیے

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 228 باب 1 حدیث 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 177 حدیث 2386 (بروایت امام جعفر صادقؑ)

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: سنیچر کے دن سفر کرنا چاہیے کیونکہ سنیچر کے دن اگر کوئی پتھر بھی پہاڑ سے گرے گا تو خدا اسے اپنی جگہ واپس لوٹائے گا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 178 حدیث 2389؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 231 باب 3 حدیث 3؛ الخصال صفحہ 286 حدیث 69 اور صفحہ 393 حدیث 97

(10) امام جعفر صادق علیہ السلام: اتوار اور سوموار کا دن سفر کے لیے منحوس ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 179 حدیث 2398 اور 2399؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 231 باب 3 حدیث 2 اور باب 4 حدیث 6

(11) امام جعفر صادق علیہ السلام: جمعہ کے دن سفر کو نہیں نکلنا چاہیے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 179 حدیث 2396؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 231 باب 03 حدیث 4

(12) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: مسافر کے لیے راستے میں چھے بدشگونیاں ہیں:

(i) مسافر کے داہنے جانب کوا بول رہا ہو۔

(ii) کتا اپنی دم اُٹھائے ہوئے ہو یا بھیڑیا انسان کے سامنے بھونکے اس طرح کہ وہ اپنی دم پر بیٹھا ہو پھر بھونکے پھر دم اُٹھائے پھر دم جھکائے ایسا تین بار کرے۔

(iii) ہرن انسان کے سامنے داہنے جانب سے بائیں جانب چلا جائے۔

(iv) اُلّو بولنے لگے۔

(v) ادھیڑ عمر کی عورت جس کی پیشانی کے بال کھچڑی ہو گئے ہوں (سیاہ سفید مل گئے ہوں) سامنے آ جائے (ایک ترجمہ شرم گاہ دکھائے بھی ہے)۔

(vi) دم کٹی ہوئی گدھی سامنے آ جائے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 179 حدیث 2403؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 238 باب 09 حدیث 1

(13) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص اس حالت میں سفر کرے یا شادی کرے جبکہ قمر برج عقرب میں ہو تو وہ کوئی خیر و خوبی نہیں دیکھے گا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 179 حدیث 2401؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 240 باب 11 حدیث 1

نوٹ: سفر کے بہت زیادہ آداب بیان ہوئے ہیں ہم روزمرہ کے کاموں کے متعلق کچھ احکام بیان کریں گے تو اس میں سفر کے باقی ماندہ احکام قلمبند کریں گے لیکن اگر کتاب بہت زیادہ طویل ہوگئی تو پھر معذرت خواہ ہیں مستحبات بیان نہیں کر سکیں گے۔

احرام باندھنا:

(14) حضور اکرم ﷺ: احرام باندھنا واجب ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 47 باب 1 حدیث 3؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 126 حدیث 545

(15) امام جعفر صادق علیہ السلام: تمام حج و عمرہ یہ ہے کہ اس میقات سے احرام باندھے جس کو رسول اللہؐ نے معین فرمادیا ہے اور احرام باندھ کر ہی اس سے آگے بڑھے اور اہل عراق کا میقات بطن عقیق ہے اور اہل یمن کا میقات یلملم اور اہل طائف کا میقات قرآن المنازل اور اہل مغرب کا میقات جحفہ اور اہل مدینہ کا میقات ذوالحلیفہ اور جس کا گھران مواقیت کے پیچھے ہو جو مکہ سے ملا ہو تو اس کا گھر ہی اس کا میقات ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 201 باب 73 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 202 حدیث 2522؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 54 حدیث 166 اور صفحہ 283 حدیث 964؛ علل الشرائع صفحہ 434 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 209 باب 1 حدیث 2

(16) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب کوئی شخص ایک ماہ سے مدینہ میں مقیم ہو اور حج کے لیے نکلے پھر پتہ نہ چلے کہ وہ اس راستہ پر نہیں جس سے اہل مدینہ جاتے ہیں تو وہ اپنا احرام چھ میل کی مسافت سے باندھ لے اور یہ کھلے میدان کے درخت کے مقابل ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 203 باب 73 حدیث 8؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 204 حدیث 2532؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 57 حدیث 178؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 214 باب 07 حدیث 1

(17) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر مجبوری (بیماری یا ضعیفی وغیرہ) ہو تو میقات کے بغیر احرام باندھا جا سکتا ہے مجبوری کے علاوہ میقات سے ہی احرام باندھنا چاہیے (اور ایک روایت کے مطابق آخری حد جحفہ ہے مجبوری ہو تو وہاں سے باندھے اس سے آگے نہیں)۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 208 باب 75 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 214 باب 6 حدیث 4 اور 5؛

تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 57 حدیث 176

توضیح:

یہ اجازت انتہائی مجبوری میں ہے ورنہ میقات کے مقام سے ہی احرام باندھنا واجب ہے۔

(18) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب عراق کی جانب سے عقیق (نامی میقات) تک یا کسی دوسرے میقات پر پہنچو اور تم احرام باندھنے کا ارادہ رکھتے ہو تو درج ذیل کام کرو:

(i) اپنی بغلیں صاف کرو۔ (ii) ناخن کٹواؤ۔ (iii) زیر ناف بالوں پر نورہ لگاؤ۔ (iv) مونچھیں ترشواؤ۔ (v) مسواک کرو۔ (vi) غسل کرو۔ پھر اپنے (احرام کے) دو کپڑے پہنو۔ ان کاموں میں سے جس سے چاہو ابتداء کرو کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 211 باب 76 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 204 حدیث 2533؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 52 باب 06 حدیث 3

(19) امام جعفر صادق علیہ السلام: افضل یہ ہے کہ مذکورہ بالا باتوں سے فراغت زوال سے پہلے ہو جائے لیکن اگر ایسا نہ بھی ہو سکے تو کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات۔

(20) امام جعفر صادق علیہ السلام: احرام کسی نمازِ فریضہ یا نمازِ نافلہ کے بعد ہی باندھا جائے گا اس کے بغیر نہیں۔ اگر نماز فریضہ ہے تو اس کے سلام کے بعد باندھا جائے گا اور اگر نافلہ کے بعد ہو تو دو رکعت کے بعد ہو گا پس جب نماز پڑھ چکو تو خدا کی حمد و ثناء کرو اور سرکار محمدؐ (و آل محمدؑ) پر درود بھیجو بعد ازاں یہ دعا پڑھو:

اللھم انّی اسئلك ان تجعلنی ممن استجاب لك و آمن بوعدك و اتبع امرك فانی عبدك و فی قبضتك لا اوقی الا ما وقیت ولا آخذ الا ما اعطیت و قد ذكرت الحج فاسئلك ان تعزم لی علیه علی كتابك و سنّة نبیك صلی اللہ علیه و آله وسلم و تقوینی علی ما ضعفت و تسلم منّی مناسكی فی یسر منك و عافیه و اجعلنی من وفدك الّذین رضیت و ارتضیت و سمیت و كتبت اللّھمّ انّی خرجت من شقة بعیدة و انفقت مالی ابتغاء مرضاتك اللھم فتمم لی حجتی و عمرتی اللّھمّ انّی ارید التمتع بالعمرہ الی الحج علی كتابك و سنّة نبیك صلی اللہ علیه و آله وسلّم فان

عرض لی عارض یحسبنی فحلّنی حیث جستنی بقدر تك الّذی قدّرت علی اللّھمّ ان لم تکن حجۃ فعمرۃ احرام لك شعری و بشری و لحمی و دمی و عظامی و مخی و عصبی من النساء و الثیاب والطیب ابتغی بذلكَ وجهكَ والدار الآخرۃ۔

احرام باندھتے وقت اس دعا کا ایک بار ہی پڑھنا کافی ہے پھر کھڑے ہو جاؤ اور چلو پھر جب پیدل یا سواری پر پوری طرح چلنے لگو تو تلبیہ کہو۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 209، 210 حدیث 2558؛ فروع کافی جلد چہارم صفحہ 219 باب 79 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 60 باب 16 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 77 حدیث 253؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 166 حدیث 548

(20) امام جعفر صادق علیہ السلام: غسل احرام سے پہلے یا اس کے بعد تیل لگانے میں کوئی حرج نہیں لیکن ایسا تیل لگانا مکروہ ہے جس کی خوشبو باقی رہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 216 باب 78 حدیث 4؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 205 حدیث 2540؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 117 باب 30 حدیث 3

(21) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص احرام کے لیے غسل کرے اس کے بعد نہ تو سر پر کپڑا اوڑھے نہ خوشبو لگائے اور نہ ہی وہ طعام کھائے جس میں خوشبو ہو اور اگر ایسا کرے تو غسل کا اعادہ کرے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 56 باب 13 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 71 حدیث 231

(22) امام محمد باقر علیہ السلام: جو شخص مسجد شجرہ میں نماز پڑھے، احرام کے کپڑے پہنے اور نیت کرے اور خوشبو کو مس کرے یا شکار کرے یا اپنی زوجہ سے مباشرت کرے تو جب تک تلبیہ نہ کہے اس پر کوئی گناہ نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 217 باب 78 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 58 باب 14 حدیث 05؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 82 حدیث 273

(23) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص غسل احرام کرنے کے بعد ناخن تراشے تو ان پر صرف پانی مل دے غسل کے اعادے کی ضرورت نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 214 باب 77 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 56 باب 12 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 202 حدیث 924؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 66 حدیث 211

(24) امام جعفر صادق علیہ السلام: حیض والی عورت جب میقات پر پہنچے تو احرام باندھ سکتی ہے۔
حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 385 باب 149 حدیث 03؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 88 باب 48 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 388 حدیث 1356 اور صفحہ 389 حدیث 1359

(25) امام جعفر صادق علیہ السلام: حائضہ یا مستحاضہ عورت کو چاہیے کہ وہ اپنا خون روئی سے صاف کر کے شرمگاہ کو لنگوٹ سے کس کر باندھے تاکہ خون باہر نہ نکلے۔ حائضہ کو چاہیے کہ لباس احرام کے علاوہ کوئی اور کپڑے، رو بقبلہ ہو، مسجد الحرام میں داخل نہ ہو اور حج کے لیے ہلملہ کرے۔ لیکن مستحاضہ کو احرام باندھنے کی اجازت ہے۔
حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 384 باب 149 حدیث 2,1؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 88 باب 48 حدیث 2 اور صفحہ 90 باب 49 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 38 حدیث 1355 اور صفحہ 389 حدیث 1361

لباس محرم:

(26) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر وہ کپڑا جس میں نماز پڑھی جاسکتی ہے اس میں احرام باندھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔
حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 230 باب 82 حدیث 3؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 215 حدیث 976؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 71 باب 27 حدیث 1؛ مستدرک الوسائل جلد نہم باب 17 حدیث 10591؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 66 حدیث 212

(27) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: احرام دو سوتی کپڑوں پر مشتمل ہونا چاہیے۔
حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 230 باب 82 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 155 حدیث 669؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 71 باب 27 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 66 حدیث 213

(28) امام جعفر صادق علیہ السلام: اس کپڑے میں احرام باندھا جاسکتا ہے جس میں کچھ آمیزش ریشم کی ہو۔
حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 231 باب 82 حدیث 6؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 216 حدیث 984؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 72 باب 29 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 67 حدیث 216؛ قرب الاسناد صفحہ 47

(29) امام جعفر صادق علیہ السلام: ایسا لباس نہ پہنو جس میں ازار ہو مگر اس کو علیحدہ کر کے اور نہ ایسا لباس جسے ازار بنایا ہو اور نہ پاجامہ مگر جبکہ لنگ نہ ہو اور نہ موزے مگر جبکہ جوتا نہ ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 232 باب 82 حدیث 9؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 122 باب 35 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 218 حدیث 998؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 69 حدیث 227

(30) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم ان کپڑوں کے ساتھ جن میں احرام باندھتا ہے اور کپڑوں کو بھی شامل کر سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ پاک ہوں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم 232 باب 82 حدیث 9؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 73 باب 30 حدیث 2

(31) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر محرم اپنے کپڑے تبدیل کرے تو کوئی حرج نہیں لیکن جب مکہ میں داخل ہو جائے تو وہی کپڑے پہنے رکھے جن میں احرام باندھا اور ان کا فروخت کرنا مکروہ ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 232 باب 82 حدیث 10؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 222 حدیث 2619؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 73 باب 31 حدیث 1

(32) امام جعفر صادق علیہ السلام: دھاری دار کپڑے میں احرام باندھا جا سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ ریشمی تانے بانے کا نہ ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 233 باب 82 حدیث 16

(33) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس کپڑے میں خوشبو ہو اس کا احرام نہیں پہنا جا سکتا جب تک اس کی خوشبو برطرف نہ ہو جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 234 باب 82 حدیث 19؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 217 حدیث 991؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 68 حدیث 218؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 127 باب 43 حدیث 5

(34) امام جعفر صادق علیہ السلام: حالتِ احرام میں کوئی بھی ایسا لباس نہیں پہنا جا سکتا جس میں بٹن یا گھنڈی لگی ہو مگر یہ کہ اسے اوندھا کر دیا جائے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 221 حدیث 2617؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 122 باب 36 حدیث 1

(35) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر سوتے وقت محرم کو مکھیاں (یا مچھر وغیرہ) اذیت دیں تو وہ اپنا چہرہ ڈھانپ سکتا ہے لیکن سر کو نہ ڈھانپے البتہ عورت سوتے وقت اگر پورہ چہرہ اور سر ڈھانپ لے تو کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 243 باب 88 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 307 حدیث 1051؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 184 حدیث 614؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 136 باب 56 حدیث 5

(36) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کسی محرم کے کانوں کو سردی لگے تو وہ کانوں کو نہیں ڈھک سکتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 243 باب 88 حدیث 04؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 135 باب 55 حدیث 1

(37) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم اپنے پیٹ پر عمامہ نہیں لپیٹ سکتا اور اگر کمر پر پٹکا باندھے اور اس میں رقم رکھ لے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 235 باب 83 حدیث 2 اور 3؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 224 حدیث 2644 اور 2645؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 130 باب 47 حدیث 2

(37) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم کا کپڑا اگر جنابت سے آلودہ ہو جائے تو جب تک دھو نہ لے اس کو نہ پہنے اور اسکا احرام پورا اور مکمل ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 222 حدیث 2624؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 123 باب 37 حدیث 1

(38) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم کے لیے جائز نہیں ہے کہ ازار (تہبند) کو گلے میں باندھ لے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 224 حدیث 2441؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 134 باب 53 حدیث 1

(39) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص ایسے کپڑے میں احرام باندھے جس پر نقش و نگار بنے ہوں تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر اس کے سوا کوئی دوسرا کپڑا اس کی قدرت میں ہو تو اس نقش و نگار والے کپڑے کو ترک کرنا بہتر و افضل ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 220 حدیث 2605؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 124 باب 39 حدیث 03

(40) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر لباس محرم میں زعفران لگ گئی اور اس کو دھو لیا گیا اور خوشبو جاتی رہی تو پھر باندھنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر کل کا کل رنگا ہوا ہو جب دھونے کے بعد مائل بہ سفیدی ہو گیا تو کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 220 حدیث 2607؛ فروع کافی جلد چہارم صفحہ 234 باب 82 حدیث 18؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 126 باب 43 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 68 حدیث 220

(41) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر محرم چادر کی بنائی ہوئی قبا پہننے پر مجبور ہو اور کوئی دوسرا لباس اس کو میسر نہ ہو تو وہ اس کو الٹ کر پہنے اور اپنے ہاتھ قبا کی آستین میں نہ ڈالے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 220 حدیث 2608؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 127 باب 44 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 70 حدیث 228

(42) امام جعفر صادق علیہ السلام: عصفر (زرد رنگ) میں رنگے کپڑے میں احرام باندھا جا سکتا ہے کیونکہ اس میں خوشبو نہیں ہوتی لیکن ایسا لباس پہننا مکروہ ہے جو لوگوں میں مشتہر کر دے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 220 حدیث 2609؛ فروع کافی (عربی) جلد چہارم صفحہ 346 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 124 باب 40 حدیث 1

(43) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر خانہ کعبہ اور منبر نبیؐ کی خوشبو احرام میں لگ جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ یہ دونوں (خوشبوئیں) پاک ہیں۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 221 حدیث 2612؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 113 باب 21 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 69 حدیث 225؛ فروع کافی (عربی) جلد چہارم صفحہ 342 حدیث 15

(44) امام محمد باقر علیہ السلام: محرم کے پاس اگر جوتا نہ ہو تو وہ موزہ پہن سکتا ہے مگر وہ قدم کی پشت پر پھاڑ دے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 221 حدیث 2616؛ فروع کافی (عربی) جلد چہارم صفحہ 346 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 12 صفحہ 501 باب 51 حدیث 3

(45) امام جعفر صادق علیہ السلام: سیاہ کپڑوں میں احرام باندھنا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 220 حدیث 2602؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 70 باب 26 حدیث 1؛ فروع کافی جلد چہارم صفحہ 232 باب 82 حدیث 13؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 66 حدیث 214

لباس محرمہ:

(46) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرمہ عورت جو چاہے پہن سکتی ہے سوائے (خالص) ریشم کے اور دستانوں کے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 236 باب 84 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 74 باب 33 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 75 حدیث 247

(47) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرمہ اپنے چہرے پر نقاب نہیں ڈال سکتی اس لیے کہ عورت کا احرام اس کے چہرے میں اور مرد کا احرام اس کے سر میں ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 222 حدیث 2622؛ فروع کافی جلد چہارم صفحہ 238 باب 84 حدیث 7؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 130 باب 48 حدیث 1؛ المقنعہ صفحہ 70

(48) امام محمد باقر علیہ السلام: محرمہ چہرے پر نقاب نہ ڈالے بلکہ پنکھے (وغیرہ) سے بھی منہ نہ چھپائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 238 باب 84 حدیث 9؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 222 حدیث 2628؛

قرب الاسناد صفحہ 160؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 131 باب 48 حدیث 04

(49) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم عورت حالت حیض میں اپنے کپڑوں کے نیچے غلالہ پہن سکتی ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 222 حدیث 2629؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 76 حدیث 152؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 134 باب 52 حدیث 1

(50) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرمہ پاجامہ پہن سکتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس کا مقصد ستر چھپانا ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 239 باب 84 حدیث 11؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 219 حدیث 1013؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 76 حدیث 252؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 133 باب 50 حدیث 02

(51) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: محرمہ عورت وہ زیور پہن سکتی ہے جو وہ اپنے گھر میں بھی پہنے رہتی ہو۔ مثلاً پازیب، کنگن اور گوشوارے (وغیرہ) لیکن شرط یہ ہے کہ وہ اپنی زینت کو لوگوں پر ظاہر نہ کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 237 باب 84 حدیث 4؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 223 حدیث 2634؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 75 حدیث 248؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 310 حدیث 1104؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 131 باب 49 حدیث 1

تلبیہ

(52) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب تم (احرام کی) نماز سے فارغ ہو اور جو کچھ احرام باندھنا ہے وہ بھی باندھ چکو تو کھڑے ہو جاؤ اور پھر پیدل ہو یا سوار تھوڑا سا چلو اور راہ پڑ جاؤ تو پھر لبیک (تلبیہ) کہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 76 باب 34 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 19 حدیث 300

(53) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تلبیہ یوں کہو: لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم 213 حدیث 2578؛ وسائل الشیعہ جلد نہم 82 باب 40 حدیث 4

(54) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تلبیہ حج کا شعار ہے اور وہ یوں ہے: لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنّعمة لک والملک لا شریک لا لبیک۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 214 حدیث 2586؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 82 باب 40 حدیث 5؛ علل الشرائع صفحہ 416 حدیث 3 ؛ تفسیر امام حسن عسکری صفحہ 32؛ عیون اخبار الرضاؑ (عربی) جلد اول صفحہ 281 حدیث 30

(56) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تلبیہ اتنی بلند آواز سے کہنا چاہیے کہ جتنا ممکن ہو چاہے آواز ہی کیوں نہ بیٹھ جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 226 باب 80 حدیث 5؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 214 حدیث 2579؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 790 باب 37 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 92 حدیث 302؛ معانی الاخبار (عربی) صفحہ 223 حدیث 1

(57) امام جعفر صادق علیہ السلام: عورتوں کا تلبیہ بالجہر (بلند آواز سے) نہیں ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 214 حدیث 2528؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 80 باب 38 حدیث 1؛ فروع کافی جلد چہارم صفحہ 227 باب 80 حدیث 7؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 93 حدیث 303

(58) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تلبیہ کم از کم ستر بار کہنا چاہیے کیونکہ محرم ایمان اور قصد قربت کے ساتھ ستر بار تلبیہ کہے تو اس کی جہنم اور نفاق سے برأت پر ہزار دو ہزار فرشتوں کو خدا گواہ قرار دیتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 227 باب 80 حدیث 8؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 83 باب 41 حدیث 1

توضیح:

یہ تعداد کم سے کم ہے زیادہ جتنا ہو سکے کہنا چاہیے۔

(59) امام جعفر صادق علیہ السلام: تلبیہ کسی بھی حالت میں کہا جا سکتا ہے چاہے انسان ناپاکی یا جنابت کی حالت میں ہی کیوں نہ ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 227 باب 80 حدیث 6؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 214 حدیث 2581 اور 2582؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 83 باب 42 حدیث 1,2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 93 حدیث 306؛ مستدرک الوسائل جلد نہم باب 29 حدیث 10622

(60) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و امام زین العابدین علیہ السلام: تلبیہ عرفہ کے دن زوالِ آفتاب کے وقت قطع (ختم) کر دینا چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 410 باب 163 حدیث 02؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 85 باب 44 حدیث 2

(61) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب تم تلبیہ ختم کرو تو تم پر لازم ہے کہ خدا کی تہلیل، تحمید، تمجید اور اس کی مدح وثناء کرو (یعنی بکثرت خدا کا ذکر کرتے رہو۔)

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات۔

(62) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص عمرہ مفردہ کے لیے مکہ میں داخل ہونا چاہے تو وہ اس وقت تلبیہ ختم کرے جب حدودِ حرام میں داخل ہو جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 517 باب 208 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 86 باب 45 حدیث 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 277 حدیث 1352؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 95 حدیث 313؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 177 حدیث 586

(63) امیر المومنین علی علیہ السلام: گونگے آدمی کا تلبیہ، اس کا تشہد اور نماز میں قرآن کی تلاوت صرف زبان کو حرکت دینا اور انگلی سے اشارہ کرنا کافی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 225 باب 80 حدیث 02 اور جلد دوم صفحہ 72 باب 20 حدیث 17؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 80 باب 39 حدیث 1؛ المقنعہ صفحہ 70

توضیح:

ایک اور حدیث میں ہے کہ اگر کوئی شخص صحیح طرح تلبیہ نہ کہہ سکتا ہو (کسی بھی وجہ سے) تو اس کی طرف سے تلبیہ کہہ دیا جائے۔

آدابِ محرم

(64) امام جعفر صادق علیہ السلام: حاجی (محرم) نہ زنا کرے، نہ بداعمالی (یعنی کوئی بھی اور گناہ نہ کرے) اور نہ لڑائی جھگڑا۔ اور جو لڑائی جھگڑا کرے اور اگر دو بار سے زیادہ لڑے تو جو حق پر ہو تو وہ ایک بکری ذبح کرے اور جو غلطی پر ہو وہ ایک گائے کی قربانی کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 228 باب 81 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 216 حدیث 2587؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 118 باب 32 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 296 حدیث 1003؛ معانی الاخبار (عربی) صفحہ 294 حدیث 1

(65) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم ناک سے نہ تو کوئی خوشبو سونگھے اور نہ ہی بدبو۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 250 باب 91 حدیث 4

(66) امام جعفر صادق علیہ السلام: احرام کی حالت میں کسی خوشبو اور گھی کو چھونا جائز نہیں۔ اور اپنے کھانے میں خوشبو ملانے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اور اگر کہیں سے خوشبو آ رہی ہو تو ناک پر کوئی چیز رکھ لو۔ مگر بدبو سے ناک پر کچھ رکھنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ محرم کو خوشبو سے لطف اندوز نہیں ہونا چاہیے۔ اپنی زادِ سفر میں بھی خوشبو سے اجتناب کرنا چاہیے اور اگر کوئی شخص اس قسم کی کسی چیز سے مبطلہ ہو جائے تو اسے دھوڈالے اور اپنی طاقت کے مطابق صدقہ دے۔ اور چار قسم کی خوشبو محرم پر حرام ہے: (1) کستوری۔ (2) عنبر۔ (3) زعفران۔ (4) ورس۔ اور خوشبودار تیل بھی محرم کے لیے جائز نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 111 باب 18 حدیث 7؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 304 حدیث 1039

توضیح:

اس سلسلے میں بہت زیادہ احادیث بیان ہوئیں ہیں جو کہ فروع کافی جلد چہارم باب 91 اور من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 226 پر موجود ہیں۔ لیکن ان تمام کی تفصیل اس ایک ہی حدیث میں تھی اس لیے ہم نے مکمل طور پر اسے نقل کر لیا ہے۔

(67) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم سیب، لیموں اور بیر وغیرہ (یا جو بھی خوشبودار پھل ہیں) کھا سکتا ہے۔ لیکن ان کی خوشبو سونگھنا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 115 باب 26 حدیث 3؛ فروع کافی جلد چہارم صفحہ 252 باب 91 حدیث 16؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 227 حدیث 2672؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 305 حدیث 1042؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 183 حدیث 606

(68) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم کے لیے مہندی کو مس کرنا جائز ہے اور اس سے اپنے اونٹ (یا کسی بھی جانور) کا علاج کر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ خوشبو نہیں ہے اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 253 باب 91 حدیث 18؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 227 حدیث 2668؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 114 باب 23 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 300 حدیث 1019؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 181 حدیث 600

(69) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم کے لیے زرد رنگ کے بستر پر یا زرد رنگ کے تکیے پر سونا مکروہ ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 251 باب 91 حدیث 11؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 116 سباب 28 حدیث 1؛ من

لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 218 حدیث 1002؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم 68 حدیث 221

(70) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم مرد عورت کی طرف زینت کی نظر سے نہ دیکھے اور اگر نظر پڑ جائے تو تلبیہ کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 254 باب 92 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 12 صفحہ 473 باب 34 حدیث 4

(71) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم کے لیے آنکھ میں سرمہ لگانا جائز نہیں ہے ہاں اگر آنکھوں میں درد ہو تو ایسا سرمہ لگا سکتا ہے جس میں خوشبو نہ ہو۔ اور زینت کے لیے سرمہ لگانا جائز نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 252 باب 92 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 120 باب 33 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 302 حدیث 1028

(72) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم کے لیے پچھنے لگانا جائز نہیں ہے ہاں اگر اسے اپنی ہلاکت کا یا نماز نہ پڑھ سکنے کا اندیشہ ہو تو پھر لگوا سکتا ہے۔ (یعنی سخت مجبوری میں) مگر اس جگہ کے بال نہ منڈوائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 258 باب 94 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 139 باب 62 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 306 حدیث 1044؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 183 حدیث 608

(73) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم کو چاہیے کہ ناخن نہ کاٹے چاہیے بہت بڑھ گئے ہوں یا اگر تکلیف دیتے ہوں تو کاٹ ڈالے مگر ہر ایک ناخن کے عوض مٹھی بھر طعام کسی مسکین کو کھلائے (صدقہ کرے)۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 258 باب 94 حدیث 03؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 150 باب 77 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 314 حدیث 1083

(74) امام محمد باقر علیہ السلام: محرم اگر ناخن کاٹے تو ہر ایک کے بدلے میں ایک ایک مٹھی اناج صدقہ کرے اور اگر چار سے زیادہ کاٹے تو ایک قربانی دے اسی طرح چاہیے دس یا دس سے بھی زیادہ کاٹے تو ایک قربانی دے اگر تمام ہاتھوں اور پاؤں کے ایک نشست میں کاٹے تو وہی ایک بکری اگر دو نشستوں میں کاٹے دو بکریاں قربانی کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 258 باب 94 حدیث 4؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 227 حدیث 1075؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 332 حدیث 1141؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 194 حدیث 651؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 233 باب 12 حدیث 1

(75) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم کے لیے شعر پڑھنا جائز نہیں ہے چاہے شعر حق ہی کیوں نہ ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 163 باب 96 حدیث 1؛ فروع کافی جلد چہارم صفحہ 259 باب 94 حدیث 7؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 195 حدیث 558

(76) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر محرم کی داڑھ میں درد ہو اور اسے اذیت پہنچ رہی ہو تو اسے اکھاڑ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 163 باب 95 حدیث 2

(77) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم اپنے غلام کو دس کوڑوں تک سزا دے سکتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 163 باب 95 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 387 حدیث 1353

(78) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: محرم کے لیے کشتی لڑنا جائز نہیں ہے کیونکہ اندیشہ ہے کہ اس طرح اسے کوئی زخم لگ جائے یا اس کا کوئی بال گر جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 267 باب 98 حدیث 10؛ وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 162 باب 94 حدیث 2

(79) امام محمد باقر علیہ السلام: محرم اگر نسیان سے یا سہو سے یا جہالت سے سر کے بال منڈوائے یا بغل کے بال نوچے تو اس پر کچھ نہیں لیکن اگر ایسا عمداً کرے گا تو ایک قربانی کرنا ہوگی۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 2590 باب 94 حدیث 8؛ وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 232 باب 10 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 339 حدیث 1174؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 199 حدیث 672

(80) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی محرم اپنی بغل کے بال اکھیڑے تو وہ تین مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 233 باب 11 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 390 حدیث 1178؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 200 حدیث 676

(81) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی محرم اپنی داڑھی یا کسی بھی اور جگہ سے بال نوچے (اکھیڑے) تو اس کو چاہیے کہ وہ ایک مسکین کو کھانا کھلائے جو اس کے پاس ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 259 باب 94 حدیث 9؛ وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 238 باب 16 حدیث 06

(82) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی محرم سر کے بال یا داڑھی ہاتھ میں لے اور اس سے کوئی بال گر جائے تو اسے چاہیے کہ دو روٹیاں یا ستو (دو مٹھی طعام) کسی مسکین کو صدقہ دے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 260 باب 95 حدیث 11؛ وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 237 باب 17 حدیث 1؛

تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 338 حدیث 1169؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 198 حدیث 667

(83) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے جسم اور کپڑوں سے جوں کو الگ کرے اور اگر غلطی سے جوں کو مار دے تو اس کے عوض مٹھی بھر طعام (کسی مسکین کو) کھلائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 236 باب 15 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 336 حدیث 1160؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 196 حدیث 661

(84) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی محرم کو فتویٰ دے کہ وہ حالتِ احرام میں ناخن کاٹ لے جسے وہ پہلے بھول کر یا کسی بھی وجہ سے نہیں کاٹ سکا تھا اور ناخن کاٹنے پر خون نکل آئے تو مفتی پر خون بہانا واجب ہے۔ (یعنی قربانی فتویٰ دینے والے پر ہے)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 234 باب 13 حدیث 1، 2؛ فروع کافی جلد چہارم صفحہ 259 باب 94 حدیث 6؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 228 حدیث 1078؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 333 حدیث 1146

(85) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم نہ خود نکاح کر سکتا ہے نہ اس کا نکاح کیا جاتا ہے نہ وہ خطبہ دیتا ہے اور نہ نکاح کا گواہ بنتا ہے اور اگر وہ نکاح کرے تو وہ باطل ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 274 باب 101 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 328 حدیث 1128؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 193 حدیث 647؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 107 باب 14 حدیث 1

(86) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم طلاق تو دے سکتا ہے مگر نکاح نہیں کر سکتا۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 275 باب 101 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 109 باب 17 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 383 حدیث 1336؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 231 حدیث 1100

(87) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر محرم نکاح کے بعد دخول بھی کرے تو اگر میاں بی بی دونوں کو علم تھا تو ہر ایک پر قربانی کا اونٹ لازم ہے اور اگر محرمہ عورت ہو تو بھی اونٹ قربانی دے اگر وہ جانتی ہو کہ جس سے تزویج کی ہے وہ محرم ہے اس کے باوجود نکاح کیا تو بھی ایک قربانی اونٹ کی دے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 275 باب 101 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 330 حدیث 1138؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 108 باب 14 حدیث 8

(88) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب کوئی (محرم) شخص مزدلفہ پہنچنے سے پہلے اپنی اہلیہ سے مباشرت کرے تو اس پر آئندہ سال حج

کرنا واجب ہے۔(یعنی اس کا یہ حج باطل ہے)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 209 باب 3 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 319 حدیث 1099؛ فروع کافی جلد چہارم صفحہ 284 باب 104 حدیث 5

(89) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی محرم جماع کرے تو اس پر (کفارہ کا) ایک اونٹ ہے اور اگر اس میں عورت کی بھی خواہش شامل تھی تو پھر دو اونٹ۔ اور اگر وہ نہیں چاہتی تھی مگر شوہر نے جبر کر کے کیا تو پھر اس (عورت) پر کچھ نہیں اور جہاں انہوں نے یہ کام کیا وہیں سے ان کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا جائے یہاں تک کہ لوگ منیٰ سے واپس چلے جائیں (حج مکمل ہو جائے) بعد ازیں اس جگہ پر آئیں جہاں پر یہ کرتوت کیا تھا اگر کسی اور راستے سے واپس جانا چاہیں تو بھی اس جگہ پر آئیں۔(تاکہ عبرت حاصل کریں)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 211 باب 3 حدیث 8؛ معانی الاخبار (عربی) 294 حدیث 1؛ فروع کافی جلد چہارم صفحہ 279 باب 102 حدیث 7

(90) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر محرم اپنی عورت کو دیکھے اور اس کی منی یا مزی نکل آئے تو اس پر کچھ نہیں ہے لیکن غسل کرے اور اپنے رب سے استغفار کرے اور اگر اسے شہوت کے ساتھ اُٹھائے یا ہاتھ لگائے اور انزال ہو جائے یا مزی آ جائے تو اس پر ایک اونٹ کی قربانی واجب ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 279 باب 103 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 221 باب 17 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 325 حدیث 1117؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 191 حدیث 642

(91) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم بغیر شہوت اپنی عورت کو چھو سکتا ہے اس کا دوپٹہ، کپڑا اور اس کا محمل درست کر سکتا ہے اور اگر عورت (بھی) محرمہ ہو تو بھی ایسا کرنا جائز ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 280 باب 103 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 221 باب 17 حدیث 2

(92) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم کا حال تنگ ہے۔ جو محرم اپنی عورت کا بغیر شہوت بوسہ لے تو اس پر ایک بکری کی قربانی ہے اور جو شہوت سے بوسہ لے اور منی نکل آئے تو اس کو ایک اونٹ قربان کرنا ہوگا۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 281 باب 103 حدیث 4

(93) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی محرم اپنی بیوی کو شہوت سے ہاتھ لگائے تو اس پر ایک بکری ہے اور اگر بوسہ دے تو یہ عمل زیادہ سنگین ہے لہٰذا قربانی اونٹ کی دینی ہوگی۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 280 باب 103 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 221 باب 17 حدیث 2

(94) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر محرم مشت زنی کرے اور انزال ہو جائے تو اس پر وہی کچھ واجب ہے جو احرام کی حالت میں اپنی اہلیہ سے مقاربت کرنے والے پر ہے یعنی ایک اونٹ اور اگلے سال کا حج (کیونکہ اس سال کا حج تو باطل ہو گیا)

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 281 باب 103 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 220 باب 15 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 324 حدیث 113؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 192 حدیث 546

(95) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی محرم کسی (نامحرم) عورت کی پنڈلی پر نظر کرے اور اس کو انزال ہو جائے تو اگر مال دار ہے تو ایک اونٹ اور اگر متوسط (درمیانی حیثیت کا) ہے تو ایک گائے اور اگر فقیر و نادار ہے تو ایک بکری کی قربانی واجب ہے اور یہ حکم اس لیے لاگو نہیں ہوا کہ اسے انزال ہو گیا بلکہ اس لیے لاگو ہوا کہ اس نے اس طرف نگاہ ڈالی جدھر اسے نگاہ ڈالنا جائز نہ تھی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 220 باب 16 حدیث 2؛ فروع کافی جلد چہارم صفحہ 281 باب 13 حدیث 7؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 213 حدیث 9171؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 325 حدیث 1115؛ علل الشرائع (عربی) صفحہ 590 حدیث 39 اور صفحہ 458 حدیث 1

(96) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی محرم اپنی ماں کو بوسہ دے تو اس میں کوئی حرج نہیں یہ تو شفقت و مہربانی کا بوسہ ہے۔ جو بوسہ (محرم کے لیے) ناپسندیدہ ہے وہ شہوت والا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 282 باب 103 حدیث 9؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 223 باب 18 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 328 حدیث 1127

(97) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی محرم کے سامنے کسی خوبصورت عورت کا تذکرہ ہو اور اس کو انزال ہو جائے تو اس پر کچھ نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 282 باب 103 حدیث 11؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 224 باب 20 حدیث 1

(98) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص طواف زیارت کرنے سے پہلے قربانی کر کے اپنی عورت سے مباشرت کرے تو اس کو خون بہادینا ہوگا۔ (قربانی کرنی ہوگی۔)

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 284 باب 104 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 215 باب 9 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 321 حدیث 1105

(99) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر ایک شخص نے ہنوز طواف النساء نہیں کیا اور اس نے اپنی بیوی سے مجامعت کر لی تو اس پر ایک اونٹ واجب ہے اگر وہ مالدار ہے اور اگر متوسط ہے تو ایک گائے اور فقیر ہے تو ایک بکری لازم ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 231 حدیث 1103؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 216 باب 10 حدیث 1

(100) امام محمد باقر علیہ السلام: جس شخص پر صرف طواف النساء باقی تھا اور اس کے بھی پانچ شوت (چکر) لگا چکا تھا کہ اس کے پیٹ میں مروڑ پیدا ہوا اور اسے اندیشہ ہوا کہ پیٹ سے کچھ خارج نہ ہو جائے اس لیئے اپنے گھر چلا گیا۔ (کہیں قریب جہاں اس نے رہائش رکھی ہو) وہاں فارغ ہوا اور وہیں اپنی کنیز سے مباشرت کر ڈالی تو وہ غسل کرے اور واپس آ کر باقی ماندہ دو شوت پورے کرے۔ اور خدا سے مغفرت طلب کرے اور پھر ایسا نہ کرے اور اگر اس نے طواف النساء کے صرف تین چکر لگائے تھے کہ باہر نکل کر جماع کیا تو اس نے اپنا حج باطل کر دیا اس پر ایک اونٹ کی قربانی واجب ہے وہ غسل کرے اور واپس آ کر سات چکر مکمل کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 285 باب 104 حدیث 6؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 245 حدیث 1177؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 323 حدیث 1110؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 217 باب 11 حدیث 1

(101) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی شخص سر منڈوانے کے بعد بغیر طواف کئے اور صفا و مروہ کے درمیان بغیر سعی کئے اپنی عورت یا لونڈی کو کہے کہ کپڑے اتار اور اس کی شرمگاہ پر نظر کرے تو اگر اس کے سوا کوئی اور امر نہ ہوا ہو تو اس پر کوئی کفارہ نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 286 باب 104 حدیث 04

(102) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص کوئی ایسا کام کرے جو حج کے دوران جائز نہیں تھا اور اس کو قربانی دینا واجب ہو جائے اور وہ اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اس کے ساتھیوں کو چاہیے کہ اس کے لیے قیمت اکٹھی کریں اور اس کے حج کو باطل ہونے سے بچائیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 225 باب 22 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 213 حدیث 970

(103) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر میاں بیوی مل کر عمرہ تمتع کریں پس عورت نے تقصیر کر لی ہو مگر مرد نے ہنوز نہ کی ہو اور مرد بیوی کو بوسہ دے لے تو اس کو قربانی دینا ہو گی اور اگر ہنوز دونوں نے تقصیر نہیں کروائی تھی تو پھر دونوں پر واجب ہے کہ قربانی دیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 223 باب 18 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 473 حدیث 1666

(104) موسیٰ کاظم۔ ایک نوجوان لڑکی جسے ہنوز حیض نہیں آیا تھا اپنے شوہر اور اپنے گھر والوں کے ہمراہ حج پر گئی۔ (جب مکہ پہنچی تو) اسے حیض آ گیا مگر اس نے شرم وحیا کی وجہ سے نہ گھر والوں کو بتایا نہ شوہر کو حتی کہ اسی حالت میں تمام مناسک حج ادا کئے اور اس کے شوہر نے اس سے اسی حالت میں مباشرت بھی کی جب واپس لوٹ کر گھر پہنچی تو تب حقیقت حال بتائی۔ ایسی صورت میں اس پر واجب ہے کہ ایک اونٹ فدیہ دے اور اگلے سال حج بھی کرے۔ (کیونکہ اس کا یہ حج باطل ہو گیا)۔ مگر اس کے شوہر پر (لاعلمی کی وجہ سے) کچھ نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 391 باب 153 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 241 حدیث 1151؛ وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 223 باب 19 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 455 حدیث 1676

(105) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: محرم چادر کو اپنی گردن پر گرہ نہ دے ہاں اُسے گردن پر دوہرا ڈال سکتا ہے۔ مگر گرہ نہ دے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 135 باب 53 حدیث 5؛ قرب الاسناد صفحہ 106

(106) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم کو اگر دشمن کا خوف ہو اور وہ اسلحہ سے لیس ہو جائے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 135 باب 54 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 386 حدیث 1351؛ فروع کافی جلد چہارم صفحہ 220 باب 85 حدیث 04 (بروایت امام محمد باقرؑ لیکن سند ضعیف ہے)

(107) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم پانی کھینچتے وقت مشکیزہ باندھنے کی رسی سر پر رکھ لے تو کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 221 حدیث 1024؛ وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 137 باب 57 حدیث 1

(108) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم اور روزہ دار پانی میں غوطہ نہیں لگا سکتا۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 249 باب 90 حدیث 1,02؛ وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 137 باب 58 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 307 حدیث 1048 اور 1049

(109) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم دھوپ سے بچنے کے لیے کپڑے سے سایہ نہ کرے ہاں اگر بعض اعضاء سے بعض اعضاء پر سایہ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 247 باب 89 حدیث 11؛ وسائل الشیعہ جلدنہم 144 باب 67 حدیث 2

(110) امام جعفر صادق علیہ السلام: عورتوں اور بچوں کے لیے احرام کی حالت میں قبہ (یا سایہ میں) کوئی مضائقہ نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 246 باب 89 حدیث 10؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 226 حدیث 1064؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 142 باب 65 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 312 حدیث 1071

(111) امام علی رضا علیہ السلام: محرم اگر محمل کے سایہ کے نیچے چلے تو کوئی حرج نہیں۔ اور اگر محرم کو دھوپ یا بارش اذیت دیتی ہو (اور وہ سایہ کرے) تو ایک بکری بطور کفارہ منیٰ میں ذبح کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 245 باب 89 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 144 باب 67 حدیث 1 (مختصر)

(112) امام جعفر صادق علیہ السلام: سخت مجبوری (بڑھاپا یا بیماری) کے علاوہ محرم کے لیے جائز نہیں کہ وہ سائے میں آئے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 246 باب 89 حدیث 8؛ وسائل الشیعہ جلد نہم، صفحہ 141 باب 64 حدیث 06 (روایت امام موسیٰ کاظمؑ)؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم، صفحہ 309 حدیث 1057 اور 1060؛ الاستبصار جلد دوم، صفحہ 185 حدیث 618 اور 621؛ قرب الاسناد، صفحہ 59

(113) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر محرم کو کوئی زخم ہو تو وہ ایسی دوا استعمال کر سکتا ہے جس میں زعفران غالب نہ ہو اور اگر زعفران دوسرے اجزاء پر غالب ہو تو پھر نہیں کر سکتا۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم، صفحہ 257 باب 93 حدیث 8؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 146 باب 69 حدیث 03؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 22 حدیث 1037

(114) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی محرم کو زخم ہو یا پھنسی ہو یا پھوڑا ہو تو اس پر (روغن) بنفشہ یا تلوں کا تیل یا اسی قسم کی کوئی چیز رکھو جس میں خوشبو نہ ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 146 باب 69 حدیث 04؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 303 حدیث 1035

(115) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم پھوڑے وغیرہ کو نچوڑ سکتا ہے۔ اور اس پر پٹی بھی باندھ سکتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 256 باب 93 حدیث 06,05؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 146 باب 70 حدیث 02,01؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 221 حدیث 1025 اور صفحہ 222 حدیث 1038

(116) جعفر صادق ۔ اگر محرم کے کانوں کو ہوا تکلیف دیتی ہو تو کانوں میں روئی رکھ لینے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 257 باب 93 حدیث 09؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 147 باب 70 حدیث 5

(117) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر محرم کو پھنسی (پھوڑا وغیرہ) نکل آئے اور اسے تکلیف پہنچائے تو وہ اس کو کاٹ سکتا ہے۔ (یعنی

صفائی وغیرہ کرسکتا ہے۔)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 147 باب 70 حدیث 6؛ قرب الاسناد صفحہ 106

(118) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر محرم کے سر میں کھجلی ہو تو وہ اس طرح کھجلے کہ نہ خون نکلے اور نہ کوئی بال ٹوٹے (یعنی نہایت آہستہ سے)

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 229 حدیث 1086؛ وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 147 باب 71 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 313 حدیث 1076

(119) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: محرم مسواک کرسکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ خون نہ نکالے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 149 باب 73 حدیث 4

(120) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم غسل کرسکتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ (جسم کو) رگڑ نہیں سکتا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 230 حدیث 1093؛ وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 149 باب 75 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 313 حدیث 1079

(121) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب محرم کو غسل جنابت کرنا پڑے تو پانی کو سر پر ڈالے اور (آہستگی کے ساتھ) انگلیوں سے بالوں کو ایک دوسرے سے جدا کرے۔ (یعنی بال ٹوٹنے نہ دے)

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 265 باب 98 حدیث 02؛ وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 149 باب 75 حدیث 02؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 230 حدیث 1094؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 313 حدیث 1080

(122) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر محرم حمام میں داخل ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن جسم کو نہ رگڑے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 266 باب 98 حدیث 3؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 228 حدیث 1081؛ وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 150 باب 76 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 314 حدیث 1081؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 184 حدیث 511

توضیح:

تہذیب الاحکام اور الاستبصار میں ایک حدیث درج ہے جس میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے محرم کو حمام میں جانے سے منع فرمایا ہے۔ یہ ممانعت کراہت پر محمول ہے نہ کہ حرمت پر۔

(123) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم ہر قسم کے جانداروں کو اپنے جسم سے دور پھینک سکتا ہے۔ (جیسے مچھر اور کیڑے مکوڑے) سوائے جوں کے کیونکہ وہ اس کے جسم میں سے ہے۔ ہاں البتہ اگر اسے جسم کی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا چاہے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 151 باب 78 حدیث 04؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 336 حدیث 1161؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 230 حدیث 1091

(124) امام محمد باقر علیہ السلام: محرم اگر جوں کو مار ڈالے تو یہ بہت بری بات ہے۔ لیکن اس پر کچھ فدیہ نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 260 باب 95 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 151 باب 78 حدیث 1

(125) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر محرم اپنے اونٹ سے چیچڑی (وغیرہ) کو دور پھینک دے تو کوئی حرج نہیں مگر چمڑے کے کیڑے کو نہ پھینکے کیونکہ اسے اونٹ سے وہی نسبت ہے جو جوں کو تمہارے جسم سے ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 232 حدیث 1106 اور 1107؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 153 باب 80 حدیث 1 اور 02؛ فروع کافی جلد چہارم صفحہ 261 باب 95 حدیث 04 (قدرے مختصر اور قدرے مختلف)؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 338 حدیث 1167

(126) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم ہر وہ چیز از قسم درندہ اور سانپ وغیرہ جس سے محرم کو اپنی جان کا خطرہ ہو مار سکتا ہے لیکن اگر وہ چیز تمہیں نہ ستائے یا تمہارا ارادہ نہ کرے تو تم بھی اسے نہ ستاؤ یا اس کا ارادہ نہ کرو۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 261 باب 96 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 154 باب 81 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 365 حدیث 1272؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 208 حدیث 711

(127) امام جعفر صادق علیہ السلام: بحالت احرام حشرات الارض وغیرہ میں سے کسی کو نہ مارو سوائے سانپ بچھو اور چوہے کے۔ چوہے کو اس لیے مارا جائے کہ وہ مشکیزوں کو خراب کرتا ہے اور گھروں کو کھودتا ہے (یا چراغ سے آگ بھڑکاتا ہے اور گھر والوں کو جلاتا ہے) اور بچھو کو ہر حال میں مار دو کیونکہ اس نے حضورؐ کو کاٹا اس لیے اس پر خدا کی لعنت ہے یہ نہ نیکوکار کا اور نہ ہی بدکا دوست ہوسکتا ہے اور رہا سانپ تو اگر وہ تمہارا قصد کرے تو پھر بے شک مار دو لیکن اگر وہ تمہیں کچھ نہ کہے تو اسے کچھ نہ کہو ہاں البتہ سیاہ رنگ کے خائن (ناگ) کو ہر حالت میں مار ڈالو اور کوے اور چیل کو مار بھگاؤ (یا کوے کو تیر مارو جبکہ وہ تمہاری پس پشت بول رہا ہو)

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 262 باب 96 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 154 باب 81 حدیث 2؛

تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 365 حدیث 1273؛ علل الشرائع (عربی) صفحہ 458 حدیث 2

(128) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم اونٹ کو نحر کر سکتا ہے اور گائے، بکری (بھیڑ) اور ہر اس پرندہ کو جو ہوا میں نہیں اڑتا (جیسے مرغی وغیرہ) اور ہر وہ چیز جسے محل کے لیے حرم کے اندر ذبح کرنا جائز ہے اسے محرم بھی حل اور حرم کے اندر ذبح کر سکتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 265 باب 97 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 155 باب 82 حدیث 2

نوٹ: من لایحضرہ الفقیہ اور تہذیب الاحکام میں بھی یہ حدیث درج ہے لیکن وہاں پر صرف اونٹ، گائے اور بکری اور مرغی کا ذکر ہے باقی پرندوں کا ذکر نہیں ہے۔ اس لیے ہم نے مفصل حدیث نقل کی ہے ویسے بھی ہم فروع کافی میں موجود حدیث کو باقی کتب پر ترجیح دیتے ہیں۔

(129) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر (محرم) حرم میں پسو، جوں یا مچھر کو مار دے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 264 باب 96 حدیث 11؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 156 باب 84 حدیث 3

نوٹ: صاحبِ وسائل الشیعہ نے اس حدیث کو محرم کی بجائے محل آدمی کے لیے حرم میں جوں وغیرہ مارنے کے مطلب میں لیا ہے۔

(130) امام محمد باقر علیہ السلام: محرم حرم کے باہر گھاس کاٹ سکتا ہے جبکہ حرم کے اندر گھاس نہیں کاٹ سکتا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 166 حدیث 721؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 157 باب 85 حدیث 2

(131) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو چیز (از قسم گھاس اور درخت) خود بخود حرم کے اندر اُگے وہ تمام لوگوں پر حرام ہے البتہ جو چیز تم خود اگاؤ یا جسے تم خود گاڑھو وہ حلال ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 158 باب 86 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 380 حدیث 1325؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 166 حدیث 718

(132) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص احرام کی حالت میں ہو تو جب تک اس کا احرام ختم نہ ہو جائے وہ کسی بلانے والے کو لبیک کہہ کر جواب نہ دے بلکہ "یا سعد" کہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 211 حدیث 964 اور 965؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 161 باب 91 حدیث 101 اور 102؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 386 حدیث 1348؛ فروع کافی جلد چہارم (عربی) صفحہ 366 حدیث 4

(133) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم کے لیے احتباء مکروہ ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 162 باب 93 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد چہارم صفحہ 366 حدیث 8

توضیح:

احتباء کا مفہوم یہ ہے کہ پاؤں پر بیٹھ کر ٹانگوں اور پیٹھ کو کپڑے سے باندھ کر سہارا لینا (المنجد)۔ پنجابی لوگ اسے ''گوٹھ مارنا'' کہتے ہیں۔ دیہاتی لوگ جب بیٹھتے ہیں تو جو کپڑا ساتھ رکھتے ہیں اس سے گوٹھ مار کر بیٹھتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ کپڑے کو پیٹھ کے پیچھے سے گھما کر دونوں سرے دونوں گھٹنوں پر پھسا دیئے جاتے ہیں دائیں سرا بائیں گھٹنے پر اسی کپڑے کے نیچے دبا دیتے ہیں اسی طرح بائیں سرے کو دائیں گھٹنے پر اسی کپڑے کے نیچے دبا دیتے ہیں اسی طرح پورا زور اس کپڑے پر آ جاتا ہے اور بندے کو بہت زیادہ سکون مل جاتا ہے۔ دیہاتی لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ جس کا باپ زندہ ہو وہ گوٹھ مار کر نہ بیٹھے اس کی منطق کیا ہے معلوم نہیں ہو سکی۔ میں نے ایک دفعہ بچپن میں گوٹھ ماری تو مجھے روک دیا گیا کہ باپ زندہ ہے گوٹھ مت مارو۔

(134) امام محمد باقر علیہ السلام: محرم حرم کے اندر گھاس نہیں کاٹ سکتا ہاں اگر حرم سے باہر کاٹے کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 166 حدیث 721؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 157 باب 85 حدیث 2

(135) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو چیز حرم کے اندر اگتی ہے وہ تمام لوگوں پر حرام ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 73 باب 19 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 157 باب 86 حدیث 1

(136) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی درخت کی جڑ مقام حل میں ہے اور شاخ حرم میں ہے تو شاخ کی وجہ سے جڑ کا کاٹنا حرام ہے اسی طرح اگر جڑ حرم میں ہے اور شاخ حل میں ہے تو جڑ کی وجہ سے شاخ کا کاٹنا حرام ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 74 باب 19 حدیث 04؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 165 حدیث 717؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 161 باب 90 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 379 حدیث 1321

(137) امام جعفر صادق علیہ السلام: اونٹ کو حرم میں آزاد چھوڑ دینا چاہیے تا کہ وہ جو چاہے کھائے (اگر وہ گھاس وغیرہ اکھیڑے تو مضائقہ نہیں ہے۔)

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 74 باب 19 حدیث 5؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 166 حدیث 719؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 160 باب 89 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 381 حدیث 1329

(138) امام جعفر صادق علیہ السلام: کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کعبہ کے اردگرد کی مٹی (کنکریاں وغیرہ) اُٹھائے اور اگر اٹھالی ہیں تو اسے واپس لوٹا دے یا کسی مسجد میں رکھ دے۔
حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 71 باب 17 حدیث 1 اور 4

حرم میں شکار اور اس کا کفارہ

(139) امام جعفر صادق علیہ السلام: بحالت احرام شکار کی کوئی صورت بھی حلال نہیں ہے اور اگر محل بھی ہو تب بھی حرم میں شکار نہ کرو اور کسی محرم یا محل کو اس کی طرف رہنمائی بھی نہ کرو کہ وہ شکار کر سکے (بلکہ) اس کی طرف اشارہ بھی نہ کرو تا کہ تمہاری وجہ سے وہ اسے حلال نہ سمجھے اور جو عمداً ایسا کرے اسے فدیہ دینا پڑے گا۔
حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 287 باب 105 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 97 باب 1 حدیث 1

(140) امام جعفر صادق علیہ السلام: بحالتِ احرام شکار کیے ہوئے جانور کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے۔ اگر چہ محل ہی نے شکار کیا ہو اگر جہالت سے کھالیا ہے تو خیر لیکن شکار کرنے پر خواہ جہالت سے ہو یا عمداً قربانی ضرور دینی ہوگی۔
حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 287 باب 105 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 315 حدیث 1085؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 191 باب 31 حدیث 1

(141) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی محرم حرم کے اندر شکار کرے تو چاہیے کہ اسے دفن کر دے اور اسے کوئی بھی نہ کھائے اور اگر حل میں کرے تو پھر اسے محل کھا تو سکتا ہے مگر فدیہ اسے دینا پڑے گا۔
حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 288 باب 105 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 99 باب 3 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 468 حدیث 1637 اور صفحہ 378 حدیث 1318؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 215 حدیث 736

(142) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: حرم کے کبوتر (یا کسی بھی شکار کا) کسی حال میں بھی کھانا جائز نہیں ہے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 100 باب 4 حدیث 2؛ قرب الاسناد صفحہ 117

(143) امام محمد تقیؑ۔ جب کوئی محرم حل کے اندر شکار کرے اور شکار کسی پرندے کا ہو اور وہ بھی بڑے کا تو اس پر کفارہ کی ایک بکری واجب ہے اور اگر یہ شکار حرم کے اندر کرے تو اس پر دوگنا کفارہ ہے اور حل میں پرندہ کے بچہ کو قتل کرے تو

اس پر بکری کا وہ بچہ لازم ہے جس کا دودھ چھٹا ہوا ہو۔ اور اگر حرم کے اندر کرے تو اس کے ساتھ ساتھ اس کی قیمت بھی واجب ہے (یعنی دوگنا کفارہ ہوگا)۔ اور اگر کسی جنگلی جانور کا شکار کرے تو جنگلی گدھے کے شکار میں ایک اونٹ ہے اسی طرح شتر مرغ کے شکار میں بھی ایک اونٹ واجب ہے اور اگر اونٹ نہ دے تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو پھر اٹھارہ روزے رکھے۔ اور اگر گائے کا شکار کرے تو پھر اس پر گائے ہی واجب ہے اور اگر وہ نہ دے سکے تو پھر تیس مسکینوں کو کھانا کھلائے اور اگر ایسا نہ کرے سکے تو پھر نو روزے رکھے ۔ اور اگر ہرن کا شکار کرے تو پھر اس پر ایک بکری واجب ہے اور اگر وہ نہ دے سکے تو پھر دس مسکینوں کو کھانا کھلائے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو پھر تین روزے رکھے۔ اور اگر وہ یہ شکار حرم کے اندر کرے تو پھر فدیہ دوگنا ہوگا پھر اگر احرام حج کا ہے تو اس فدیہ کو بمقام منیٰ ذبح کرے اور اگر احرام عمرہ کا ہے تو پھر مکہ میں کعبۃ اللہ کے پاس ذبح کرے۔ اور شکار کی قیمت کا صدقہ بھی دے تا کہ کفارہ دوگنا ہو جائے۔ اسی طرح اگر خرگوش یا لومڑی کا شکار کرے تو اس پر ایک بکری واجب ہے اور بکری کی قیمت کا صدقہ بھی دے اور اگر حرم کے کبوتروں میں سے کسی کبوتر کا شکار کرے تو ایک درہم کا صدقہ دے اور ایک درہم کا کبوتروں کے لیے دانہ وغیرہ خریدے (تا کہ فدیہ دوگنا ہو جائے) اور اگر کبوتر کے بچہ کا شکار کرے تو نیم درہم کا صدقہ دے۔ تو اگر اس کا انڈا توڑے تو درہم کا چوتھا حصّہ صدقہ دے اور جب بھی کوئی محرم جہالت و لاعلمی اور غلطی کی وجہ سے کوئی شکار کرے تو اس پر سوائے کفارہ کے اور کچھ (عذاب وغیرہ) نہیں ہے۔ اور اگر کوئی غلام شکار کرے تو اس کا کفارہ اس کے مالک (سردار) پر واجب ہوگا اور اگر کوئی نابالغ بچہ شکار کرے تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر کوئی (آدمی) دوبار شکار کرے تو اس سے خدا انتقام لے گا اور اگر کوئی محرم کسی کو شکار کی طرف رہنمائی کرے اور پھر شکار کیا جائے تو اس پر کفارہ واجب ہوگا۔ جو اپنے اس فعل بد پر اصرار کرے تو اس کو کفارہ کے علاوہ آخرت میں بھی عذاب کیا جائے گا اور اگر وہ پشیمان ہو تو اس پر کفارہ کے بعد کچھ (عذاب) نہیں ہوگا۔ اور اگر غلطی سے رات کے وقت پرندے کا اس کے آشیانہ میں شکار کرے تو اس پر کچھ نہیں ہے مگر یہ کہ بالقصد شکار کرے تو پھر خواہ رات میں کرے یا دن میں کرے اس پر کفارہ واجب ہوگا۔ حج کے احرام والا فدیہ کا جانور منیٰ میں ذبح کرے گا جہاں لوگ ذبح کرتے ہیں اور احرام عمرہ والا مکہ میں ذبح کرے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 168 باب 03 حدیث 02؛ الاحتجاج طبرسیؒ (عربی) صفحہ 444؛ تفسیر قمیؒ جلد اول صفحہ 183؛ تحف العقول 452 اور 453؛ ارشاد شیخ مفید (عربی) صفحہ 321؛ کشف الغمہ جلد دوم صفحہ 355؛ روضۃ الواعظین صفحہ 239

توضیح:

شکاراوران کے کفاروں کے متعلق احادیث کتب اربعہ میں بھی موجود ہیں مگر یہ حدیث ایسی ہے جس میں تمام تفصیل موجود ہے اس لیے ہم نے ایک ہی حدیث نقل کردی ہے اس میں تمام شکاروں اوران کے کفاروں کا ذکر موجود ہے۔ مزید تفصیل باقی احادیث میں آئے گی۔

(144) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص احرام کی حالت میں شتر مرغ کے انڈے توڑ دے تو اس پر واجب ہے کہ انڈوں کی تعداد کے برابر اونٹنیوں میں سانڈ (اونٹ) چھوڑے تو جس طرح انڈے بعض اوقات سارے خراب ہو جاتے ہیں بعض اوقات سب سلامت رہتے ہیں اور بعض اوقات بعض خراب اور بعض سالم رہتے ہیں (یہی کیفیت اونٹنیوں کے حمل کی بھی ہوگی) پس جس قدر اونٹنیاں بچے جنیں ان کی کعبۃ اللہ کے پاس قربانی دی جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 184 باب 23 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 354 حدیث 1230؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 202 حدیث 685

(145) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی محرم شتر مرغ کے ایسے انڈے توڑے جن میں بچے حرکت کر رہے ہیں تو وہ ایک اونٹ نحر کرے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 186 باب 24 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 355 حدیث 1234؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 203 حدیث 688؛ قرب الاسناد صفحہ 104

(146) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی محرم چنڈول، چڑیا یا مولے کو مارے تو ہر ایک کے عوض ایک مد طعام (صدقہ) دے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 298 باب 109 حدیث 8؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 171 باب 07 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 344 حدیث 1193 اور صفحہ 466 حدیث 1629

(147) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی محرم چھپکلی سے مشابہ عظایہ نامی ایک جانور کو مارے تو ایک کف طعام دے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 171 باب 07 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 345 حدیث 1194

(148) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر دو شخص محرم مل کر شکار کریں تو ہر ایک پر الگ الگ کفارہ واجب ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 299 باب 110 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 182 باب 18 حدیث 04؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 466 حدیث 1631

(149) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر محرمین کی پوری جماعت شکار کرے یا اس کا گوشت کھائے تو ہر ایک پر اس کی پوری قیمت واجب ہوگی۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 300 باب 110 حدیث 02؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 181 باب 18 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 351 حدیث 1219

(150) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر محرمین کی جماعت آگ روشن کرے اور اتفاقاً اس میں کوئی کبوتر یا کوئی پرندہ گر کر مر جائے تو سب پر مشترکہ طور پر ایک بکری واجب ہے کیونکہ انہوں نے عمداً ایسا نہیں کیا اور اگر عمداً آگ بھڑکائی ہو کہ شکار اس میں گر کر مرے تو پھر ہر ایک پر بکری واجب ہے اور یہ حکم حرم میں داخل ہونے سے پہلے (بھی) ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 301 باب 110 حدیث 05؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 182 باب 19 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 352 حدیث 1226

(151) محمد باقرؑ۔ اگر دو محرم مل کر شکار کو تیر ماریں اور ان میں سے صرف ایک کا تیر شکار کو لگے تو بھی ہر ایک پر الگ الگ فدیہ واجب ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 183 باب 20 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 352 حدیث 1223

(152) امیر المومنین علیہ السلام: اگر محرم اور محل مل کر شکار کریں تو محرم پر پورا فدیہ ہے جبکہ محل پر نصف فدیہ واجب ہے اور یہ اس صورت میں ہے کہ جب محل حرم کے حدود کے اندر شکار کرے لیکن اگر حل میں کرے تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 183 باب 21 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 352 حدیث 1224

(153) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر محرم شخص شکار کو تیر مارے اور وہ شکار بھاگ جائے جبکہ تیر اس کو لگ جائے اور اس شکار کے انجام کا پتہ نہ ہو کہ کہاں گیا بچ گیا یا مر گیا؟ تو اس پر پورا فدیہ واجب ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 188 باب 27 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 259 حدیث 1246

(154) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: ایک محرم شخص نے شکار کو تیر مارا جس سے اس کا ہاتھ یا ٹانگ ٹوٹ گئی پھر اس نے اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا (اور اس کا حال بھی معلوم رہا کہ یہیں) چر رہا ہے تو اس پر اس کی قیمت کا چوتھا حصّہ واجب ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 189 باب 28 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 359 حدیث 1247؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 205 حدیث 698

(155) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی محرم شخص حل میں ہرن کا (یا کسی شکار کا) سینگ توڑے تو اس پر اس کی قیمت کا چوتھا

حصّہ واجب ہے اگر دونوں سینگ توڑے تو پھر قیمت کا نصف واجب ہے اگر دونوں آنکھیں پھوڑے تو پوری قیمت واجب ہے اور اگر اسے قتل کردے تو پوری قیمت واجب ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 189 باب 28 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 387 حدیث 1354

(156) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کسی شخص کو حرم کے اندر ایسا کبوتر بطور ہدیہ پیش کیا گیا ہو جس کے پر کٹے ہوئے ہوں تو اسے چاہیے کہ اس کو خوب کھلائے پلائے حتیٰ کہ جب اس کے پر و بال برابر ہو جائیں تو اسے آزاد کردے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 77 باب 21 حدیث 5؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 168 حدیث 735؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 176 باب 12 حدیث 2

(157) امام علی نقی علیہ السلام: اگر کسی شخص کے پاس زادِ سفر میں شکاری جانوروں کا گوشت موجود ہو (جو محل نے کیا ہو) تو اس کے لیے جائز ہے کہ احرام باندھ کر بھی یہ گوشت اس کے پاس رہے مگر وہ اسے کھا نہیں سکتا۔ اور جب محل ہو جائے تب کھا سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ خود اس نے (احرام کی حالت میں) یہ شکار نہ کیا ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 193 باب 35 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 385 حدیث 1345

(158) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم کے لیے تازہ یا کھاری پانی کی مچھلی کھانے یا بطور زادِ سفر ہمراہ رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اس لیے کہ خدا (قرآن میں) ارشاد فرماتا ہے "تمہارے لیے سمندر کا شکار حلال قرار دیا گیا ہے اور اس کا کھانا بھی جو تمہارے اور مسافروں کے لیے متاع ہے۔" اور ہر وہ پرندہ جو گنجان درختوں اور جھاڑوں (یعنی جنگل) میں رہتا ہے جو خشکی میں انڈے دیتا ہے اور خشکی میں ہی بچے دیتا ہے پس اس کا شکار خشکی کا شکار ہے اور جو پرندہ سمندر میں رہتا ہے اور سمندر میں ہی انڈے اور بچے دیتا ہے پس وہ سمندر کا شکار ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 301 باب 111 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 101 باب 06 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 364 حدیث 1269

(159) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر محرم ایک ٹڈی کو مار ڈالے تو ایک چھوہارہ کسی کو کھلائے اور چھوہارہ ٹڈی سے بہتر ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 302 باب 111 حدیث 04؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 194 باب 37 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 363 حدیث 1264

(160) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر وہ چیز جس کی اصول سمندر سے ہو اور وہ خشکی یا تری دونوں میں رہتی ہو تو محرم کو چاہیے کہ اسے قتل نہ کرے اور اگر قتل کرے گا تو اس پر فدیہ واجب ہے جیسا کہ خدا کا حکم ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 302 باب 111 حدیث 02؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 194 باب 37 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 363 حدیث 1264

(161) امام جعفر صادق علیہ السلام: کچھ لوگوں نے احرام باندھا ہوا ہے مگر ان کے راستہ میں برابر ٹڈیاں موجود ہیں تو ان کو چاہیے کہ جتنا ممکن ہو سکے راستہ سے کنارہ کشی کریں (یعنی ٹڈیوں کو بچائیں) اور اگر مجبوراً کچھ ٹڈیاں ماری (روندی) جائیں تو اس صورت میں ان پر کچھ (فدیہ) نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 303 باب 111 حدیث 8؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 195 باب 38 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 364 حدیث 1269؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 208 حدیث 709

(162) امام محمد باقر علیہ السلام: محرم آبی پرندے (کا گوشت) نہ کھائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 303 باب 111 حدیث 9؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 102 باب 06 حدیث 03

(163) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی شخص نے حرم کے اندر شیر کو قتل کیا تو اس پر ایک مینڈھا واجب ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 83 باب 21 حدیث 25؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 196 باب 39 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 366 حدیث 1275؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 208 حدیث 712

توضیح:

یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب شیر اسے کوئی تکلیف نہ پہنچا رہا ہو اور وہ اسے قتل کر دے۔ اگر شیر حملہ کرے اور پھر وہ اسے قتل کرے تو اس پر کچھ نہیں جیسا کہ پہلے احادیث گزر چکی ہیں کہ جب کوئی بھی چیز کسی شخص پر حملہ کرے تو اس کا مارنا جائز ہے ورنہ بس اسے بھگا دے مؤلف

(164) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص چیتا (یا کوئی بھی درندہ) حرم میں داخل کرے تو اس کے لیے اس کا باہر نکلنا جائز ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 197 باب 41 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 172 حدیث 760؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 467 حدیث 1281

(165) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی درندہ (یا کوئی بھی جانور یا پرندہ) جو حرم کے کبوتروں (یا دوسرے پرندوں) کو نقصان پہنچاتا اور مارتا ہے تو اسے پھندے میں پھنسا کر (یا کسی بھی طرح) مارنا جائز ہے کیونکہ وہ حرم کی بے حرمتی کرتا ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 164 حدیث 704؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 197 باب 42 حدیث 1؛ علل الشرائع صفحہ 453 حدیث 4

(166) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی (محرم) شخص مردار کھانے پر مجبور ہو جائے مگر شکار بھی موجود ہو تو وہ شکار کھائے (مردار نہ کھائے) اور فدیہ دے جو کہ لازم ہے اور اگر اس کے پاس فدیہ کے لیے مال نہ ہو تو جب اپنے مال کی طرف لوٹ کر جائے تو ادا کر دے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 290 باب 106 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 198 باب 43 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 368 حدیث 1285؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 210 حدیث 716

(167) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی محرم غلطی سے شکار کر بیٹھے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے اور اگر دوبارہ غلطی سے ایسا کرے تو اس پر کفارہ واجب ہے اور اگر عمداً شکار کرے تو اس پر کفارہ واجب ہے اور اگر دوبارہ بھی عمداً شکار کرے تو یہ ان لوگوں میں سے ہے جن سے خدا انتقام لے گا اور یہ انتقام آخرت میں ہوگا اور اس پر کفارہ نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 202 باب 48 حدیث 2؛ فروع کافی جلد چہارم صفحہ 304 باب 112 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 372 حدیث 1298؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 211 حدیث 721

(168) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی پرندہ کو عمداً صفا و مروہ کے درمیان قتل کرے تو اس پر فدیہ بھی ہے قیمت بھی اور سزا بھی۔ اگر کعبہ میں ایسا کرے تو اس پر فدیہ بھی ہے اس کی قیمت بھی اور اس پر حد شرع بھی جاری کی جائے گی لوگوں کے سامنے تاکہ پھر کوئی ایسا نہ کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 306 باب 113 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 371 حدیث 1291؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 200 باب 44 حدیث 3

(169) جعفر صادقؑ۔ اگر کوئی محرم شخص شکار کا گوشت کھائے جبکہ اسے علم نہ ہو کہ ایسا نہ کرنا چاہیے تھا تو اس کو قربانی دینا ہوگی جانور کے لحاظ سے (جس کا گوشت کھایا ہو)۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 308 باب 114 حدیث 07

(170) امام حسن عسکریؑ۔ محرم کے لیے ایسے مشکیزے سے پانی پینا (یا اس کا استعمال) جائز ہے جو شکار کے چمڑے سے بنایا گیا ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 309 باب 114 حدیث 9؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 104 باب 09 حدیث 1

محرم کی موت

(171) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی محرم مر جائے تو اس کا چہرہ ڈھانپ دیا جائے اور اس کے ساتھ بالکل وہی سلوک کیا جائے جو محل کے ساتھ کیا جائے صرف اس قدر فرق ہے کہ کوئی خوشبو اس کے نزدیک نہ لائی جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 156 باب 83 حدیث 1؛ فروع کافی جلد چہارم صفحہ 268 باب 99 حدیث 02 (بروایت امام جعفر صادقؑ مختلف روایت مگر مفہوم یہی ہے)۔ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 384 حدیث 1338

محصور و مصدود کے احکام

توضیح:

محصور ایسے شخص کو کہتے ہیں جو بیماری کی وجہ سے حج سے رک جائے اور مصدود وہ شخص ہے جسے دشمن حج کرنے سے روک دے جیسے حضورؐ اکرم کو روکا گیا تھا۔ دونوں کے احکام آگے بیان ہوتے ہیں۔

(172) امام جعفر صادق علیہ السلام: محصور اور مصدود دونوں مختلف ہیں مصدود کے لیے عورتیں حلال ہوتی ہیں جبکہ محصور کے لیے حلال نہیں ہوتیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 271 باب 100 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 240 باب 1 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 304 حدیث 1512؛ معانی الاخبار (عربی) صفحہ 223؛ ضمیمہ قرآن مقبول دہلوی صفحہ 741 ضمیمہ 35 نوٹ 5؛ تہذیب الاحکام پنجم صفحہ 423 حدیث 1467 اور صفحہ 464 حدیث 1621

(173) امام محمد باقر علیہ السلام: مصدود جہاں روکا جائے وہی اپنی قربانی کا جانور ذبح کر دے اور وہ آدمی واپس لوٹ جائے اب عورتیں اس پر حلال ہو جائیں گی۔ مگر جو محصور ہو وہ اپنی قربانی (منیٰ) بھیجے گا اور ان سے (جن کے ساتھ قربانی بھیجے گا) ایک معین دن کا وعدہ کرے گا پس جب اس کی قربانی قربان گاہ تک پہنچ جائے گی (اور ذبح ہو جائے گی) تو یہ اپنی جگہ محل ہو جائے گا۔

اگر یہ شخص محل ہونے کے بعد عورتوں کے پاس بھی جائے مگر بعد میں وہ لوگ (جن کو قربانی ذبح کرنے کے لیے دی تھی) اس کی رقم واپس کر دیں اور اس کی طرف سے جانور ذبح نہ کریں تو جو کچھ وہ کر چکا اس کے لیے اس پر کچھ نہیں ہے اور دوبارہ قربانی بھیجے گا اور اس دوران عورتوں سے باز رہے گا۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 273 باب 100 حدیث 9؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 241 باب 1 حدیث 5

دخول مکہ

(174) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص مدینہ سے مکہ کی طرف آ رہا ہو تو اسے چاہیے کہ بلند جانب سے مکہ میں داخل ہو اور جب اس نکلے تو پست جانب سے نکلے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 312 باب 117 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 251 باب 4 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 98 حدیث 321

(175) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص مکہ میں سکینہ ووقار سے داخل ہو گا خدا اس کے گناہ معاف کر دے گا اور سکینہ ووقار سے مراد یہ ہے کہ تکبر وتجبر سے داخل نہ ہو یعنی تواضع اور انکساری کے ساتھ داخل ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 314 باب 117 حدیث 9؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 253 باب 7 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 133 حدیث 563

(176) امام جعفر صادق علیہ السلام: بندہ کو چاہیے کہ سر زمین مکہ پر نہ داخل ہو مگر پاک اور طاہر ہو کر اپنے پسینے کو دھوئے اور اپنے بدن کو پاک کرے۔ (پھر داخل ہو)

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 312 باب 177 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 252 بلب 5 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 98 حدیث 322

(177) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب بیرِ میمون یا بئرِ عبدالصمد پر پہنچو تو (دخولِ مکہ) کے لیے غسل کرو اور اپنے جوتے اتار لو اور سکینہ ووقار کے ساتھ پیدل چلو۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 313 باب 117 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 252 باب 5 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 99 حدیث 324

(178) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی شخص مکہ میں داخل ہونے کے لیے غسل کرے پھر داخل ہونے سے پہلے سو جائے تو اب اُٹھ کر صرف وضو کافی نہیں ہو گا کیونکہ وضو سے داخل ہونا مجزی نہیں ہے (غسل کا اعادہ کرنا ہو گا)

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 313 باب 117 حدیث 8؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 252 باب 6 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 99 حدیث 325

دخولِ حرم:

(179) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب حرم میں داخل ہو تو اذخر گھاس چباؤ۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 310 باب 115 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 250 باب 03 حدیث 1

(180) امام جعفر صادق علیہ السلام: آدمی کو (کھلے) اسلحہ کے ساتھ حرم میں داخل نہیں ہونا چاہیے مگر یہ کہ اسے گون میں ڈال دے یا اسے پوشیدہ کردے یعنی لوہے پر کوئی چیز لپیٹ دے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 164 حدیث 708؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 278 باب 25 حدیث 1؛ فروع کافی جلد چہارم (عربی) صفحہ 228 حدیث 1

نوٹ: مسجد الحرام میں داخلے کی کچھ دعائیں بھی روایت ہوئی ہیں جن کو ہم نقل کرنے سے قاصر ہیں معاف فرمائیے گا۔ نیز یہ کہ مکہ اور حرم کے متعلق آداب کے احکام بھی ہم نقل نہیں کر رہے ہیں مکہ اور حرم کا ادب ہر شخص پر واجب ہے کچھ احکام پہلے بیان کیے جا چکے ہیں اور کچھ بعد میں بھی بیان ہوں گے لیکن ہر ایک حدیث کو نقل کرنے سے ہم قاصر ہیں۔

طواف کے احکام:

(181) امام جعفر صادق علیہ السلام: طواف فرض ہے اور اس میں نماز بھی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 295 باب 1 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 321 حدیث 1107؛ فروع کافی (عربی) جلد چہارم صفحہ 379 حدیث 7

(182) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جو شخص زوال آفتاب کے وقت اس گھر کا طواب کرے درآنحالیکہ سر سے ننگا ہو اور قدم چھوٹے چھوٹے اُٹھائے اور آنکھیں جھکائے اور کسی کو اذیت پہنچائے بغیر ہر چکر میں حجر اسود کو بوسہ بھی دے اور زبان سے ذکر خدا بند نہ کرے تو خدا ہر ہر قدم پر اس کے نامۂ اعمال میں ستر ہزار نیکی لکھتا ہے اور ستر ہزار برائی مٹاتا ہے اور اس کے لیے ستر ہزار درجے بلند کرتا ہے اور اس کی طرف سے ستر ہزار ایسے غلام آزاد کرتا ہے جن میں سے ہر ایک غلام کی قیمت دس ہزار درہم ہو اور اس کے خاندان میں سے ستر ہزار لوگوں کے بارے میں ااس کی سفارش قبول کرتا ہے اور اس کی ستر ہزار حاجتیں پوری کی جاتی ہیں چاہے تو دنیا میں اور چاہے تو آخرت میں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 335 باب 124 حدیث 3؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 134 حدیث 564؛ فروع کافی (عربی) جلد چہارم صفحہ 412 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 300 باب 5 حدیث 1

(183) امام جعفر صادق علیہ السلام: طواف میں نہ تو تیز دوڑنا چاہیے اور نہ آہستہ چلنا چاہیے بلکہ ان دونوں کے درمیان چال ہونی چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 338 باب 127 حدیث 1

(184) امام جعفر صادق علیہ السلام: مستحب ہے کہ سات سات چکر تین سو ساٹھ مرتبہ لگائے جائیں اور اگر اتنے نہ لگا سکے تو صرف تین سو ساٹھ چکر اور اگر اتنے بھی نہ لگا سکے تو پھر جس قدر لگا سکے لگائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 361 باب 138 حدیث 14؛ الخصال صفحہ 602 حدیث 8؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 255 حدیث 2840؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 301 باب 7 حدیث 10؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 135 حدیث 455

توضیح:

ان چکروں سے مراد یہ نہیں ہے کہ ایک ہی دفعہ سارے مکمل کئے جائیں بلکہ ہر شب و روز میں چکر لگانے چاہئیں۔ یہ مستحب ہے جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ حضور اکرمؐ شب و روز میں دس بار سات سات چکر لگاتے تھے۔ تین اوائل شب میں تین آخر شب میں دو صبح کے وقت اور دو ظہر کے بعد۔ تو اس طرح ہمیں بھی جتنے زیادہ ہو سکیں چکر لگانے چاہئیں۔

(185) امام جعفر صادق علیہ السلام: (ذی الحجہ کے) عشرۂ اولیٰ میں طواف کرنا حج میں ستر طواب کرنے سے افضل ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 361 باب 138 حدیث 17؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 301 باب 08 حدیث 1

(188) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: طواف کے سات چکر معین کئے گئے ہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد چہارم صفحہ 264 حدیث 824؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 311 باب 19 حدیث 1

(187) امام سجادؑ۔ بندوں پر طواف کے سات چکر واجب قرار دیئے گئے ہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 311 باب 19 حدیث 2؛ علل الشرائع صفحہ 406 حدیث 1

(188) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص طواف فریضہ کر رہا ہو اور اس سے حدث سرزد ہو جائے تو اگر وہ نصف سے زیادہ طواف کر چکا تھا تو (وضو کر کے) باقی کو پورا کرے اور اگر نصف سے کم کیا تھا تو پھر از سر نو بجالائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 339 باب 128 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 332 باب 40 حدیث 1؛

تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 118 حدیث 384

(189) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر طواف فریضہ میں چند چکروں کے بعد کوئی شکایت پیدا ہو جائے تو طواف کا اعادہ کیا جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 339 باب 128 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 336 باب 45 حدیث 1

(190) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص طواف فریضہ کر رہا ہو اور نماز فریضہ کا وقت آ جائے تو طواف کو قطع کر کے پہلے نماز فریضہ ادا کرے اور بعد میں جو طواف باقی رہ گیا ہو اسے پورا کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 341 باب 129 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 335 باب 43 حدیث 1

(191) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص طواف فریضہ کر رہا ہو کہ نماز باجماعت کے لیے اقامت ہونے لگے تو وہ پہلے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھے بعد میں جہاں سے طواف چھوڑا تھا وہیں سے باقی کو پورا کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 342 باب 129 حدیث 3؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) و 247 حدیث 1184؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 121 حدیث 395 اور 396؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 335 باب 43 حدیث 1 اور 2

(192) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی شخص طواف کر رہا ہو اور کچھ چکر لگانے کے بعد صبح صادق طلوع ہونے لگے جب کہ اس نے ہنوز نماز وتر نہ پڑھی ہو تو وہ حجرہ میں یا مسجد کے کونوں میں چلا جائے اور وہاں جا کہ نماز وتر پڑھے۔ پھر واپس آ کر طواف کو مکمل کرے یہ طریقہ افضل ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جب وقت کے نکل جانے کا اندیشہ ہو تب ایسا کریں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 341 باب 129 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 247 حدیث 1186؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 335 باب 44 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 122 حدیث 397

(193) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص طواف کرتے ہوئے تھک جائے تو اس کے لیے جائز ہے۔ کہ وہ بیٹھ کر آرام کرے پھر اٹھ کر وہیں سے شروع کرے جہاں سے چھوڑا تھا۔ خواہ طواف فریضہ ہو یا نافلہ یہ حکم دونوں کے لیے ہے۔ اور ایسا ہی سعی اور دوسرے مناسک حج میں بھی کیا جا سکتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 342 باب 129 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 337 باب 46 حدیث 1

(194) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص طواف فریضہ کر رہا تھا۔ کہ اسی دوران اس کو شک پڑ گیا کہ آیا اس نے چھ چکر لگائیں ہیں یا سات تو اس کو چاہیے طواف کا اعادہ کرے۔ اور اگر وہ طواف ختم کر چکا ہو اور پھر شک پڑے تو اس پر کچھ نہیں اگر اعادہ کرے تو یہ اچھا اور افضل ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 343 باب 130 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 324 باب 33 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 110 حدیث 356

(195) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی کو طواف نافلہ میں شک ہو جائے کہ آیا تین چکر کئے ہیں کہ چار تو تیسرے چکر پر (یعنی کم پر بنا در کھے) بنیاد رکھتے ہوئے باقی چکر پورے کر دے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 344 باب 130 حدیث 7؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 325 باب 33 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 111 حدیث 360

(196) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی شخص نے خانہ کعبہ کا طواب کیا پھر صفا و مروہ کی طرف چلا گیا اور وہاں سعی شروع کر دی اسی اثناء میں اسے یاد آیا کہ اس سے طواف کعبہ میں کچھ چھوٹ گیا ہے تو وہ واپس پلٹے پہلے طواف کو مکمل کرے اور پھر صفا و مروہ کی طرف آئے اور باقی کو پورا کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 344 باب 130 حدیث 8؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 324 باب 32 حدیث 02؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 248 حدیث 1190؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 109 حدیث 1190

(198) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی شخص نے طواف میں چھ چکر لگائے اور گھر چلا گیا وہاں جا کر یاد آیا کہ چھ چکر لگائے ہیں تو وہ کسی سے کہے اس کی طرف سے ایک چکر لگا لے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 345 باب 130 حدیث 9

(199) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: طواف فریضہ کا حکم نماز فریضہ کی طرح ہے کہ اگر اس میں زیادتی (یا کمی) کی جائے تو بہر حال اس کا اعادہ لازم ہے اور یہی حکم سعی کا بھی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 327 باب 34 حدیث 07؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 151 حدیث 498؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 217 حدیث 747

(200) امام جعفر صادق علیہ السلام: طواف فریضہ میں دو طوافوں کا اکٹھا کرنا مکروہ ہے ہاں البتہ نافلہ میں کوئی مضائقہ نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 345 باب 131 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 251 حدیث 1207؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 329 باب 36 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 115 حدیث 372؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 220 حدیث 757

(201) امام محمد باقر علیہ السلام: بغیر وضو کے طواف نہیں کیا جا سکتا اگر کوئی ایسا کرے تو وہ طواف کا اعادہ کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 348 باب 133 حدیث 3؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 250 حدیث 1202؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 330 باب 38 حدیث 3؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 22 حدیث 764

(202) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: بحالت جنابت طواف کرنا کسی شمار میں نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 348 باب 133 حدیث 04؛ قرب الاسناد صفحہ 104؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 330 باب 38 حدیث 04؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 117 حدیث 381

الاستبصار جلد دوم صفحہ 222 حدیث 765

(203) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی کو اسہال کی بیماری ہو یا جو بہت بوڑھا ہو اس کی طرف سے طواف بھی کیا جائے گا اور کنکر بھی مارے جائیں گی۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 351 باب 135 حدیث 02؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 340 باب 49 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 124 حدیث 404؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 226 حدیث 780

(204) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کسی پر بیماری کا غلبہ ہو تو اس کی طرف سے طواف نہیں کیا جا سکتا بلکہ اسے (اٹھا کر یا کسی بھی طرح) طواف کرایا جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم 351 باب 135 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 338 باب 47 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 268 حدیث 919

(205) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی شخص مریض ہو اور طواف نہ کر سکتا ہو اور نہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کر سکتا ہو تو اسے اُٹھا کر اس طرح طواف کرایا جائے کہ اس کے پاؤں زمین پر خط دیں اور زمین اس کے پاؤں کو مس کرے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 338 باب 47 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 123 حدیث 401؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 225 حدیث 777

(206) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی عورت کے ہاں عرفہ کے دن بچہ پیدا ہو جائے تو اس بچہ پر کچھ بھی نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 339 باب 48 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 123 حدیث 400؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 225 حدیث 776

(207) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب طواف سے فارغ ہو جاؤ تو مقام ابراہیم پر آؤ اور وہاں دو رکعت نماز پڑھو پہلی رکعت میں سورۃ اخلاص اور دوسری رکعت میں قل یاایھا الکافرون پڑھو۔ پھر تشہد کے بعد حمد و ثنائے الٰہی کرو اور محمدؐ و آل محمدؐ پر

درود بھیجو اور اللہ سے سوال کرو کہ وہ تمہارے عمل کو قبول کرے۔ یہ دونوں رکعتیں فرض ہیں طلوع فجر سے لے کر غروب تک جب چاہو پڑھ لولیکن یہ خیال رہنا چاہیے کہ طواف سے فارغ ہوتے ہی ان کو پڑھا جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 352 باب 136 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 297 باب 3 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 286 حدیث 973

(208) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص مقام ابراہیم پر نماز پڑھنا بھول جائے اور مکہ سے چلا جائے تو جہاں یاد آئے دو رکعت پڑھ لے اور اگر اس وقت یاد آ جائے جبکہ وہ شہر میں ہو تو جب تک ادا نہ کرے وہاں سے نہ جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 355 باب 137 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 253 حدیث 1226؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 471 حدیث 1653؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 357 باب 74 حدیث 9

(209) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو اُٹھا کر طواف کرائے (جیسے بیٹا ماں کو، یا ماں بیٹے کو یا شوہر بیوی کو) تو اس کے لیے اپنی طرف سے بھی طواف کافی ہوگا۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 360 باب 138 حدیث 9؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 340 باب 50 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 398 حدیث 1385

(210) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر لوگوں کی کثرت کی وجہ سے طواف کو چھوڑنا پڑے اور پورا کرنا ممکن نہ ہو تو چھوڑ دیا جائے کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 360 باب 138 حدیث 10

توضیح

یعنی انتہائی مجبوری میں ترک کیا جا سکتا ہے عام حالات میں نہیں۔

(211) امام جعفر صادق علیہ السلام: طواف کرنے کے دوران پانی پینے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 361 باب 138 حدیث 15؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 353 باب 69 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 135 حدیث 444

(212) امام جعفر صادق علیہ السلام: دوران طواف چکروں کے شمار کے سلسلے میں اپنے ساتھی، اپنی زوجہ یا کسی نابالغ بچے کے شمار پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 358 باب 138 حدیث 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 255 حدیث 2837 اور 2838؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 352 باب 66 حدیث 1 اور 3؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 135 حدیث 440

(213) امام جعفر صادق علیہ السلام: ٹوپی پہن کر طواف کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ یہود کا لباس ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 255 حدیث 2839؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 353 باب 67 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 134 حدیث 443

(214) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر ایک شخص نے طواف بیت کیا اور تھک گیا تو وہ سعی کو اگلے روز تک ملتوی نہیں کر سکتا بلکہ آرام کر کے اسی روز سعی کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 350 باب 134 حدیث 5؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 253 حدیث 2827؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 348 باب 60 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 129 حدیث 425؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 229 حدیث 792

(215) امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادق علیہ السلام: طواف سواری پر بیٹھ کر بھی کیا جا سکتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 361 باب 138 حدیث 16؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 251 حدیث 1029؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 362 باب 81 حدیث 1 اور 02

(216) امام جعفر صادق علیہ السلام: غیر ختنہ شدہ مرد طواف نہیں کر سکتا البتہ عورت کر سکتی ہے

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 331 باب 39 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد چہارم صفحہ 281 حدیث 02

(217) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب کوئی شخص اپنے مناسک حج ادا کر چکے تو اپنے عزیز و اقارب (یا کسی) کی بھی طرف سے طواف کر سکتا ہے اور باقی مناسک بھی۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) دوم صفحہ 253 حدیث 1223؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 342 باب 51 حدیث 5

(218) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص طواف کر رہا ہو اور اسی دوران اسے اپنے کپڑے پر خون (یا کوئی اور نجاست) نظر آئے تو وہ اس جگہ کی پہچان رکھے اور باہر نکل کر اسے دھوئے پھر واپس آ کر وہیں سے طواف شروع کرے جہاں سے قطع کیا تھا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) دوم صفحہ 246 حدیث 1183؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 342 باب 52

حدیث1

(219) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: کوئی ننگا آدمی خانہ کعبہ کا طواف نہیں کرسکتا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 342 باب 53 حدیث 1؛ علل الشرائع (عربی) صفحہ 190 حدیث 02؛ تفسیر القمیؒ جلداول صفحہ 282؛ تفسیر عیاشی جلددوم صفحہ 74 حدیث 05

(220) موسیٰ کاظمؑ۔فریضہ اور غیر فریضہ طواف میں کلام کرنا، شعر پڑھنا اور ہنسنا منع نہیں ہے جائز ہے اور شعر جو بھی ہو اس میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 343 باب 54 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلدپنجم 127 حدیث 418؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 227 حدیث 784

(221) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص جہالت کی وجہ سے طوافِ (فریضہ) نہ کرے اور گھر چلا جائے تو اس پر (اگلے سال) حج کا اعادہ کرنا اور (کفارہ میں) ایک اونٹ دینا واجب ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 344 باب 56 حدیث 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) دوم صفحہ 256 حدیث 1240؛ تہذیب الاحکام جلدپنجم صفحہ 127 حدیث 419؛ الاستبصار جلددوم صفحہ 228 حدیث 786

(222) امام جعفر صادق علیہ السلام: کسی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ طواف فریضہ کی دو رکعت مقامِ ابراہیمؑ کے پیچھے پڑھنے کی بجائے کسی اور جگہ پڑھے اگر کوئی ایسا کرے تو (مقام مذکورہ پر) نماز کا اعادہ کرے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 354 باب 72 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلدپنجم صفحہ 137 حدیث 451 اور صفحہ 285 حدیث 969

(223) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص طوافِ فریضہ کے دوران صرف محمدؐ وآل محمدؐ پر درود بھیج دے اور اس کے علاوہ کوئی دعا نہ پڑھے تو یہ بھی کافی ہے اور سب سے بہتر اجر ملے گا۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 326 باب 121 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 314 باب 21 حدیث 1

نوٹ: طواف کے دوران بہت سی دعائیں آئمہ معصومینؑ سے منقول ہیں ہم ان کو نقل کرنے سے قاصر ہیں چونکہ مستحب ہیں اس لیے ترک کر رہے ہیں کوئی بھی واجب چیز ترک نہیں کی جائے گی۔انشاءاللہ۔

استلامِ حجر

(224) امام جعفر صادق علیہ السلام: حاجی جب طواف کی دو رکعتوں سے فارغ ہو تو حجر (اسود) کے پاس آئے اسے بوسہ دے اور اس سے لپٹے اور اس کی طرف اشارہ کرے یہ ضروری ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 362 باب 139 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 305 باب 13 حدیث 10؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 101 حدیث 329

(225) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب آدمی طواف سے فارغ ہو اور دو رکعت نماز پڑھ لے تو زمزم پر آئے اور ایک یا دو ڈول اس سے نکالے اور اس کو پیئے اور اپنے سر، پشت اور شکم پر ڈالے اور کہے: اللھم اجعله علماً نافعاً وزقاً واسعاً وشفاءً من کلّ داء وسقم

پھر حجر اسود کی طرف آئے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 363 باب 139 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 377 باب 2 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 44 حدیث 476

کوہ صفا پر وقوف:

(226) امام جعفر صادق علیہ السلام: طواف کے بعد حاجی کو چاہیے کہ صفا کی طرف اس دروازے سے نکلے جس سے رسول اللہؐ نکلے تھے اور وہ دروازہ حجر اسود کے بالکل مقابل ہے حتی کہ وہ وادی کو طے کرے۔ چاہیے کہ صفا پر سکینہ و وقار کے ساتھ چڑھے یہاں تک کہ خانہ کعبہ نظر آنے لگے اور استقبال کرے اس رکن کا جس میں حجر اسود ہے پھر اللہ کی حمد و ثناء کرے اور اس کی نعمتوں اور آزمائشوں کو یاد کرے اور پوری قوت سے اس کا ذکر کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 365 باب 140 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 378 باب 3 حدیث 20؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 145 حدیث

توضیح:

اس حدیث میں کچھ دعائیں اور اذکار بھی منقول ہیں جن کو ہم نے نقل نہیں کیا۔ حدیث کا تتمہ بھی یہی ہے کہ اگر سب نہ پڑھ سکو تو بعض پڑھو (یا جو پڑھ سکو وہ پڑھو) اور حضورؐ کوہِ صفا پر کھڑے ہوتے اور ترتیل کے ساتھ کچھ سورۂ بقرہ پڑھتے تھے۔

صفااور مروہ کے درمیان سعی:

(227) امام جعفر صادق علیہ السلام: صفاو مروہ کے درمیان سعی کرنا (یعنی تیز تیز چلنا) فریضہ ہے۔
حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 371 باب 141 حدیث 8؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 375 باب 1 حدیث 1؛ ضمیمہ قرآن مقبول احمد صفحہ 739 ضمیمہ 27؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 286 حدیث 974

(228) امام جعفر صادق علیہ السلام: صفا سے مروہ کو جاتے ہوئے سکینہ وقار سے چلو جب منارہ (مینار) تک پہنچو تو سعی کرو اور اس وقت یہ دعا پڑھو: "بسم اللہ و اللہ اکبر و صلی اللہ علیہ و محمد و آلہ وسلم "پھر پڑھو...... اللھم اغفر وارحم واعف عما تعلم ان انت الاعز الاکرم۔
یہاں تک کہ دوسرے منارے تک پہنچو۔ پہلے دوڑنے کی جگہ موجودہ جگہ سے زیادہ کشادہ تھی پھر لوگوں نے اسے تنگ کر دیا۔ اس کے بعد پھر سکینہ ووقار کے ساتھ چلو یہاں تک کہ مروہ پر اس طرح چڑھو کہ وہاں سے بیت اللہ نظر آئے پھر وہاں وہ سب کچھ کرو جو کہ صفا پر کیا تھا۔ اس طرح ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان سات چکر لگاؤ جن کی ابتداء صفا سے کرو اور اختتام مروہ پر کرو پھر تقصیر کراؤ۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 281 باب 6 حدیث 1؛ فروع کافی جلد چہارم صفحہ 370 باب 141 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 148 حدیث 487

(229) امام جعفر صادق علیہ السلام: سعی صرف مردوں کے لیے ہے عورتوں کے لیے نہیں ہے۔
حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 368 باب 141 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 382 باب 6 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 148 حدیث 488

(230) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص عمداً سعی ترک کردے اس پر آئندہ سال کا حج فرض ہے (یعنی سعی چھوڑنے سے حج باطل ہو جائے گا۔)
حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 371 باب 141 حدیث 10؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 282 باب 07 حدیث 1 تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 150 حدیث 491

(231) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص سعی کرنا بھول جائے اور وہاں سے چلا جائے تو لوٹ کر واپس آئے اور سعی کرے کیونکہ یہ واجب ہے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 383 باب 08 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 150 حدیث 492؛

الاستبصار جلد دوم صفحہ 238 حدیث 829

(232) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی سعی کرنا بھول جائے یہاں تک کہ اپنے گھر چلا جائے تو اس کی طرف سے سعی کرائی جائے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 256 حدیث 1244؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 383 باب 8 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 150 حدیث 493؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 239 حدیث 830

(233) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص سعی کرنے میں مروہ سے ابتداء کرے تو وہ سعی کا اعادہ کرے اور صفا سے شروع کرے (یعنی ضروری ہے کہ صفا سے شروع کرے اور مروہ پر ختم کرے۔)

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 373 باب 142 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 384 باب 10 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 151 حدیث 495

(234) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: سعی کا حکم واجبی نماز جیسا ہے اس میں کمی اور زیادتی نہیں کی جا سکتی (اگر ہو گئی تو اعادہ کرنا ہو گا)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 385 باب 12 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 151 حدیث 498؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 217 حدیث 747

توضیح:

یہاں پر وضاحت ضروری ہے کہ سعی میں کمی یا زیادتی کی گئی تو اعادہ کرنا ہو گا لیکن اس میں اتنی اجازت بھی ایک حدیث میں وارد ہے کہ اگر کوئی غلطی سے آنے جانے کو ایک چکر شمار کرے اس شمار سے چودہ چکر لگائے گا تو اس سلسلہ میں وہ اعادہ نہیں کرے گا بلکہ سات کو نظر انداز کر دے گا اور سات کا وجوب ادا ہو جائے گا۔ یہ اجازت صرف اتنی ہی ہے اس کے علاوہ کسی بھی طرح کی کمی یا زیادتی سے اعادہ کرنا ہو گا۔

(235) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص صفا و مروہ کے درمیان چھ چکر لگائے لیکن اس کا گمان ہو کہ سات مکمل لگائے ہیں اور وہ (تقصیر کر کے) محل ہو جائے اور عورتوں سے مباشرت بھی کرے تب اس کو یاد آئے کہ دراصل چھ چکر لگائے تھے تو ایک گائے کی قربانی دے اور ایک چکر مزید لگائے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 256 حدیث 1245؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 386 باب 14 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 153 حدیث 505

(236) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر تم طواف کے سوا تمام مناسک حج وضو کے بغیر بجالاؤ تو کوئی مضائقہ نہیں ہاں البتہ وضو کرنا افضل ہے اور طواف میں اس لیے ضروری ہے کہ اس میں نماز ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 386 باب 15 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 154 حدیث 509؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 241 حدیث 841

(232) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی عورت کو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے یا طواف کے بعد سعی سے پہلے حیض آ جائے تو وہ سعی کرے اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 240 حدیث 1144؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 387 باب 15 حدیث 2

(238) امام جعفر صادق علیہ السلام: صفا و مروہ کے درمیان سعی سوار ہو کر بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن پیدل چل کر کرنا افضل ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 373 باب 143 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 388 باب 16 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 155 حدیث 512

(239) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: جو عورتیں گھوڑوں، گدھوں یا اونٹوں پر سعی کریں تو وہ صفا و مروہ (پر چڑھنے کی بجائے) صرف ان کے نیچے کھڑی ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں لیکن شرط یہ ہے کہ ایسی جگہ کھڑی ہوں جہاں سے خانہ کعبہ کو دیکھ سکیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 374 باب 43 حدیث 5؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) 257 حدیث 1249؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 388 باب 17 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 156 حدیث 517

(240) امام علی رضا علیہ السلام: اگر سعی کے دوران نماز کا وقت آ جائے تو سعی قطع کر کے نماز پڑھی جائے پھر پلٹ کر سعی کو مکمل کیا جائے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 258 حدیث 1254؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 389 باب 18 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 156 حدیث 518؛ فروع کافی جلد چہارم صفحہ 375 باب 144 حدیث 1 (بروایت امام جعفر صادقؑ)

(241) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر سعی کے دوران کوئی تھک کر بیٹھ جائے تو مضائقہ نہیں اور یہ حکم تمام مناسک حج کے لیے ہے (لیکن سعی اسی دن مکمل کرے گا اگلے دن تک وقفہ نہیں کر سکتا جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔)

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 342 باب 129 حدیث 4؛ قرب الاسناد صفحہ 77؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 337

باب 46 حدیث 1

تقصیر کرنے کے احکام:

(242) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب تم سعی سے فارغ ہو جاؤ تو ہر طرف سے اپنے بال کٹواؤ اپنی داڑھی اور مونچھوں کے بال ترشواؤ اور ناخن کٹواؤ اور کچھ باقی رکھو ان کو اپنے حج کے لیے اور جب تم یہ کر چکو تو جو چیزیں احرام میں تم پر حرام ہو گئی تھیں وہ حلال ہو گئیں پس اب اپنی خوشی سے جتنی بار چاہو بیت اللہ کا طواف کرو۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 376 باب 145 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 392 باب 7 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 157 حدیث 522

(243) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص حج تمتع کرے اور اپنے ناخن دانتوں سے کاٹے اور بال تیر کے پیکاں سے (یا کسی بھی آلہ سے) کاٹے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ ہر ایک کو قینچی (یا جو اوزار چاہیے) نہیں ملتی۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 377 باب 145 حدیث 6؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 237 حدیث 1132؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 393 باب 2 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 158 حدیث 524

(244) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص کچھ تقصیر کرے اور کچھ نہ کرے (یعنی برائے نام کرے) تو کافی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 376 باب 145 حدیث 4؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 238 حدیث 1136؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 393 باب 03 حدیث 1

(245) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص عمرہ تمتع کر رہا ہو اور تقصیر کرنا بھول جائے اور حج میں داخل ہو جائے تو خدا سے طلب مغفرت کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 377 باب 146 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 237 حدیث 1129؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 395 باب 06 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 159 حدیث 531؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 243 حدیث 848

(246) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص صفا و مروہ کی سعی کرے اور یہ عمرۂ تمتع ہو اور تقصیر کرنے سے پہلے جلد بازی کرے اور اپنی بیوی کا بوسہ لے لے تو اس پر ایک قربانی واجب ہے اور اگر مجامعت بھی کرے تو ایک اونٹ یا گائے قربانی دے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 278 باب 146 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 393 باب 3 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 238 حدیث 1138؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 168 حدیث 543؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 244 حدیث 853

(247) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی تمتع کرنے والے نے تقصیر سے پہلے اپنی بیوی سے مجامعت کر لی تو وہ ایک اونٹ نحر کرے اور ڈر یہ ہے کہ اگر وہ عالم مسئلہ تھا تو اس کے حج میں رخنہ پڑ جائے گا اور اگر جاہل تھا تو کچھ نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 378 باب 146 حدیث 5؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 238 حدیث 1138؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 393 باب 3 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 163 حدیث 543؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 244 حدیث 852

نوٹ: حدیث کا آخری حصہ صرف فروع کافی میں ہے بقیہ کتب میں صرف اونٹ نحر کرنے کا ذکر ہے۔

(248) امام جعفر صادق علیہ السلام: عورتوں پر سر منڈوانا نہیں ہے بلکہ ان پر تقصیر لازم ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 395 باب 5 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 390 حدیث 1364

(249) امام جعفر صادق علیہ السلام: عورت بقدر ایک انگلی کے بال کٹوائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 468 باب 187 حدیث 11؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اول (عربی) صفحہ 194 حدیث 909؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 395 باب 5 حدیث 3

(250) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو مکہ میں سر منڈوائے وہ منیٰ میں بھی منڈوائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 467 باب 187 حدیث 9

(251) امیر المومنین علیہ السلام: سنت یہ ہے کہ دونوں کانوں کی جڑوں تک سر منڈوایا جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 468 باب 187 حدیث 10

(252) امام محمد باقر علیہ السلام: جو شخص بال کٹوانے سے پہلے بیت اللہ کی زیارت کرے تو اگر وہ جاہل تھا تو اس پر کچھ نہیں لیکن اگر مسئلے کو جانتا تھا تو اس کو کفارے میں ایک بکری ذبح کرنا ہوگی۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 470 باب 188 حدیث 3

(253) امام علی رضا علیہ السلام: جس شخص کے سر پر بال نہ ہوں اس کا سر پر استرا پھرا دینا کافی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 468 باب 187 حدیث 12

(254) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص عمرہ تمتع کر رہا ہو اور اس کا ارادہ احکام کے مطابق صرف تھوڑے سے بال تراشنے کا ہو لیکن وہ پورا سر ہی منڈوا لے تو اس پر ایک بکری کی قربانی لازم ہے اور جب قربانی کا دن آئے تو جس وقت سر منڈوانے کا ارادہ کرے تو اپنے سر پر استرا پھیرے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 239 حدیث 2746؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 158 حدیث 525؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 242 حدیث 842؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 494 باب 4 حدیث 2

طواف النساء:

(255) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر خدا نے لوگوں پر طواف النساء کے ذریعے احسان نہ کیا ہوتا تو (حاجی) آدمی اس حال میں اپنے گھر لوٹتا کہ اس کی بیوی اس پر حرام ہو چکی ہوتی۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 481 باب 192 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 297 باب 2 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 253 حدیث 856

(256) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: طواف النساء خصی مرد اور بوڑھی عورت (خواہ ہر ایک) پر واجب ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 481 باب 192 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد نہم 297 باب 2 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 255 حدیث 864

(257) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص طواف النساء کرنا بھول جائے اور گھر لوٹ جائے تو جب تک وہ بیت اللہ کی زیارت (طواف) نہیں کرے گا تب تک اس پر عورتیں حلال نہیں ہوں گی اگر خود حج پر نہ آسکے تو کسی کو حکم دے جو اس کی طرف سے قضا (طواف النساء) کرے اور اگر طواف النساء کرنے سے پہلے فوت ہو جائے تو اس کا ولی یا کوئی اور شخص اس کی طرف سے قضا کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 481 باب 192 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 346 باب 58 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 128 حدیث 422؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 228 حدیث 789

(258) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی شخص طواف حج اور طواف النساء صفا و مروہ کی سعی سے پہلے کرے تو کوئی حرج نہیں وہ صفا و مروہ کے درمیان طواف کر لے حج سے فارغ گیا (یعنی حج مکمل ہو گیا)

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 482 باب 192 حدیث 7؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم عربی صفحہ 244 حدیث

1166؛ وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 351 باب 65 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 133 حدیث 439؛ الاستبصار جلددوم صفحہ 321 حدیث 800

(259) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: طواف حج اور طواف النساء کو ترویہ کے دن حج سے اور منیٰ جانے سے پہلے جلدی بجالانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اسی طرح اگر کسی شخص کو اندیشہ ہو کہ وہ (منیٰ سے) واپس مکہ نہیں آسکے گا تو وہ پہلے طواف و داع کرے پھر منیٰ ہی چلا جائے جبکہ خوف دامن گیر ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 350 باب 64 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 133 حدیث 237؛ الاستبصار جلددوم صفحہ 230 حدیث 798

(260) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی عورت نصف سے زیادہ طواف النساء کر چکی ہو اور اسے حیض آجائے تو اگر وہ چاہے تو مکہ چلی جائے۔ (اور کسی کو نائب بنا کر بقیہ کروالے)

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 392 باب 153 حدیث 4؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلددوم صفحہ 241 حدیث 1150؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 397 حدیث 1182؛ وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 370 باب 90 حدیث 1

(261) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی عورت طواف النساء کرنے سے پہلے حائضہ ہو جائے تو اگر اس کا شتربان (اونٹ والا) نہیں ٹھہر سکتا اور وہ بھی اپنے قافلے کو چھوڑ نہیں سکتی تو وہ چلی جائے اس کا حج تمام ہو گیا۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 392 باب 153 حدیث 5؛ من لایحضرہ الفقیہ جلددوم (عربی) صفحہ 245 حدیث 1176؛ وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 347 باب 59 حدیث 1

(262) جعفر صادقؑ۔ اگر کوئی شخص طواف النساء کر رہا ہو کہ نماز کی صفیں کھڑی ہو جائیں تو وہ (طواف روک کر) ان لوگوں کے ساتھ نماز فریضہ ادا کرے پھر جہاں سے طواف کو چھوڑا تھا وہیں سے شروع کرے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلددوم 247 حدیث 2794؛ وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 335 باب 43 حدیث 2؛ فروع کافی جلد چہارم صفحہ 342 باب 129 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 121 حدیث 396

(263) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص نصف سے زائد طواف النساء کرے (یعنی چار شوط) اور باقی طواف کرتا بھول جائے اور وہاں سے نکل جائے تو کسی سے کہے کہ اس کی طرف سے (باقی) طواف النساء کردے اور وہ عورتوں سے مقاربت کرسکتا ہے اگر وہ نصف سے زائد چکر لگا چکا تھا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلددوم صفحہ 247 حدیث 2789؛ وسائل الشیعہ جلدنہم صفحہ 346 باب 58 حدیث 7

(264) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص طواف النساء کر رہا ہو اور اس کے پیٹ میں مروڑ اُٹھے (یا کوئی بھی تکلیف ہو) اور اس کو لگے کہ وہیں مر جائے گا اس لیے گھر چلا جائے وہاں صحت یاب ہو جائے اور اپنی کنیز (یا بیوی) سے مجامعت کرے تو اسے چاہیے کہ غسل کرے اور واپس آ کر طواف کے جتنے چکر رہ گئے تھے ان کو پورا کرے اور خدا سے استغفار کرے کہ آئندہ ایسا نہیں کرے گا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 246 حدیث 2788

قربانی کے احکام

(265) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب قربانی کا جانور خرید اجائے تو اسے لے کر مسجد شجرہ تک جائے پھر غسل کر کے اپنے دونوں کپڑے پہنے اور مسجد میں جا کر نماز پڑھے پھر قربانی کے پاس جائے اور کہے...... بسم الله اللهم منك و لك اللهم تقبل منی......" (یعنی یا اللہ یہ تیری طرف سے ہے اور تیرے لیے ہے اسے میری طرف سے قبول فرما) پھر چل کر بیداء میں آئے اور تلبیہ کہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 169 باب 53 حدیث 1

(265) امیر المومنین علیہ السلام: قربانی تین دن تک کی جاسکتی ہے لیکن پہلا دن افضل ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 292 حدیث 1442؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 92 باب 60 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 203 حدیث 675؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 265 حدیث 932

(266) امام جعفر صادق علیہ السلام: قربانی ہر مسلمان پر واجب ہے سوائے اس کے جس کو جانور نہ مل سکے۔ انسان کو اپنے اہل و عیال کے لیے اختیار ہے چاہے تو کرے چاہے تو نہ کرے لیکن اپنے لیے اسے نہ چھوڑے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 446 باب 179 حدیث 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 290 حدیث 3044؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 204 باب 60 حدیث 1

(267) امام جعفر صادق علیہ السلام: منیٰ میں قربانی تین دن ہے اور شہروں میں ایک دن ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 445 باب 177 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 289 حدیث 3038؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 203 حدیث 696؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 264 حدیث 933؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 93 باب 6 حدیث 6

(268) امام جعفر صادق علیہ السلام: حج تمتع میں قربانی کی کم سے کم صورت بکری ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 445 باب 178 حدیث 1 اور 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 201 حدیث 668؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 262 حدیث 926؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 79 باب 1 حدیث 1

(269) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی شخص حج کرتا ہے اور اس پر کفارہ میں قربانی واجب ہے جو اس نے نہیں کی اور اپنے گھر چلا جاتا ہے تو اب اسے چاہیے کہ قربانی ذبح کرے اور اس سے کچھ کھائے بھی۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 447 باب 179 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 90 باب 5 حدیث 1

(269A) امام جعفر صادق علیہ السلام: حج میں اونٹ اور گائے کی قربانی افضل ہے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 204 حدیث 682؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 95 باب 08 حدیث 3

(270) امام جعفر صادق علیہ السلام: مکہ کل کا کل جائے نحر ہے۔ (یعنی جہاں چاہو ذبح کرو)

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 448 باب 179 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 201 حدیث 670؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 263 حدیث 928؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 88 باب 4 حدیث 2

(271) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: وہ جانور جو صاف لنگڑا نظر آتا ہو یا وہ جو صاف کانا ہو جس کی ایک آنکھ ضائع ہوگئی ہو یا بالکل لاغر دبلا ہو یا جو خارشی ہو جس کے بال جھڑ گئے ہوں یا جس کے کان جڑ سے کٹے ہوئے ہوں یا جس کے کان پھٹے ہوئے ہوں اس کی قربانی نہ کی جائے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 291 حدیث 3048؛ فروع کافی جلد چہارم صفحہ 451 باب 180 حدیث 12؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 213 حدیث 716؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 126 باب 21 حدیث 3

(272) امام جعفر صادق علیہ السلام: اونٹ اور بیل دونوں مادہ ہونے چاہییں۔ گائے میں کوئی نقصان نہیں کتنے ہی دانت ہوں مگر اونٹ دو یا زیادہ دانتوں کا ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 448 باب 180 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 204 حدیث 681؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 104 باب 11 حدیث 5

(273) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی دبلا اونٹ خریدے اور وہ موٹا ہو جائے تو کافی ہے اور اگر دبلا خریدے اور دبلا ہی رہے تو کافی نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 449 باب 180 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 211 حدیث 712؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 113 باب 16 حدیث 2

(274) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی قربانی کا جانور خریدے اور وہ کانا وغیرہ (عیب دار) نکلے تو اگر قیمت دے چکا ہے تو خیر ورنہ واپس کر دے اور دوسرا خریدے۔ تمتع والے کو اگر موٹا تازہ نہ ملے تو کمزور خریدے اگر اونٹ ایسا نہ ملے تو بکرا اگر بکرا نہ ملے تو بھیڑ اگر یہ بھی نہ ملے تو جو میسر آ جائے۔ تمتع میں بھیڑ کا بچہ کافی ہے بکری کا کافی نہیں ہے اور اگر کوئی بکری خریدے پھر اس سے کوئی زیادہ موٹی پائے تو پہلی کو فروخت کر کے دوسری خریدے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 450 باب 180 حدیث 9

(275) امیر المومنینؑ۔ قربانی کے لیے دو سالہ اونٹ، دو سالہ گائے اور دو سالہ بھیڑ اور دو سالہ بکری سے کم عمر جانور نہیں ہونا چاہیے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد پنجم 205 اور 206 حدیث 689,688,686؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 103 باب 11 حدیث 1، 02 اور 03

(275) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر قربانی کے جانور کا بچہ پیدا ہو جائے تو اس کا دودھ دوہنے میں کوئی حرج نہیں لیکن بچے کو نقصان نہیں پہنچنا چاہیے۔ اس دودھ کو خود پینا یا دوسروں کو پلانا جائز ہے نیز اس جانور کی قربانی بھی درست ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 453 باب 181 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 220 حدیث 741؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 147 باب 34 حدیث 6

(276) امیر المومنین علیہ السلام: اگر کسی پیدل چلنے والے کی سواری نہ ہو یا کسی کی سواری گم ہو جائے اور اس کے پاس قربانی کا جانور ہو تو اس پر سواری کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے مگر یہ کہ جانور کو کوئی ضرر نہ پہنچے نہ ہی بوجھل ہو۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 297 حدیث 3085؛ فروع کافی جلد چہارم صفحہ 453 باب 181 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 146 باب 34 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 220 حدیث 741

(277) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی شخص کا قربانی کا خریدا ہوا جانور ذبح کرنے سے پہلے مر جائے یا چوری ہو جائے (یا گم ہو جائے) تو کوئی حرج نہیں اگر وہ بدلہ کر دے تو بہتر اور اگر نہ خرید سکے تو پھر اس پر کچھ نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 455 باب 182 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 293 حدیث 3058؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 217 حدیث 733؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 140 باب 30 حدیث 1

(278) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص قربانی کا جانور لے کر چلے اور اس کا کوئی عضو ٹوٹ جائے یا ہلاک ہو جائے تو اگر کسی اور کا تھا تو پھر ضرور بدلہ دینا ہوگا اور اگر اپنا تھا تو پھر اس پر کچھ نہیں (ہاں اگر بدلہ دے سکے تو بہتر ہے) اور (عضو ٹوٹے کو) نحر کر کے اس کا گوشت کھانے میں حرج نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 455 باب 182 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 133 باب 25 حدیث 7

(279) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر قربانی کا جانور کا عضو ٹوٹ جائے یا تھک کر بیٹھ جائے تو اس کو بیچ کر اس کی قیمت تصدق کر کے دوسرا جانور خرید لینے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 455 باب 182 حدیث 4؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 296 حدیث 3077؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 217 حدیث 730؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 136 باب 27 حدیث 1

(280) امام محمد باقرؑ: اگر کسی کو کوئی گم شدہ جانور ملے تو وہ اس کا قربانی کے پہلے، دوسرے اور تیسرے دن تک تعارف کرائے۔ (اگر پتہ نہ چلے تو) تیسرے دن کی شام کو اس کی طرف سے نحر کر دے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 455 باب 182 حدیث 05؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 217 حدیث 731؛ وسائل الشیعہ جلد 14 (عربی) صفحہ 137 باب 28 حدیث 1

(281) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی کی قربانی کا جانور گم ہو گیا اور کسی دوسرے نے پا لیا تو اگر اس نے منیٰ میں نحر کیا تو گم کرنے والے کی قربانی کے لیے کافی ہے اور اگر اس نے منیٰ کے علاوہ کہیں ذبح کیا تو پھر کافی نہ ہوگی۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 456 باب 182 حدیث 8؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 295 حدیث 3070؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 219 حدیث 739؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 272 حدیث 863؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 137 باب 28 حدیث 2

(282) محمد باقرؑ۔ ایک مینڈھا ایک شخص اور اس کے گھر والوں کی طرف سے کافی ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 292 حدیث 3050؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 121 باب 18 حدیث 15

(283) امام جعفر صادق علیہ السلام: گائے اور اونٹ سات نفر کی طرف سے کافی ہے چاہے گھر والے ہوں یا دوسرے لوگ۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 292 حدیث 3052؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 208 حدیث 699؛

الاستبصار جلد دوم صفحہ 266 حدیث 944؛ الخصال صفحہ 356 حدیث 38؛ علل الشرائع صفحہ 441؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 118 باب 18 حدیث 06

(284) امام سجادؑ و امام محمد باقرؑ۔ قربانی کے گوشت کے تین حصے کرنے چاہییں۔ ایک حصہ پڑوسیوں کے لیے، ایک حصہ سائلین کے لیے اور ایک گھر والوں کے لیے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 292 حدیث 3054

(285) امام جعفر صادق علیہ السلام: قربانی کا گوشت مشرکین کو کھلانا مکروہ و ناپسندیدہ ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 292 حدیث 3055

(286) امام جعفر صادق علیہ السلام: خصی کیا ہوا جانور قربانی کے لیے جائز و کافی نہیں ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 293 حدیث 3058؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 205 حدیث 686 اور صفحہ 210 حدیث 707؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 106 باب 12 حدیث 1 اور 02

(287) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: گھر کے کسی پالے ہوئے جانور کی قربانی کرنا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 294 حدیث 3064

(288) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر اونٹوں کی قیمت بہت گراں ہو جائے تو ایک اونٹ ستر نفر کی قربانی کے لیے کافی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 459 باب 183 حدیث 04؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 209 حدیث 703؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 267 حدیث 948؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 119 باب 18 حدیث 11

(289) امام جعفر صادق علیہ السلام: قربانی کے جانور کو قبلہ رخ کر کے نحر یا ذبح کرو اور کہو: وجهت وجهي للذي فطر السموات والارض حنيفاً وما أنا من المشركين ان صلوتي و نسكي و محياي و مماتي لله رب العالمين لا شريك له و بذالك أمرت و أنا من المسلمين. اللهم منك و لك بسم الله و الله اكبر اللهم تقبل مني۔

پھر چھری چلا دو اور جب تک جانور مر نہ جائے اسے مت ادھیڑو (چھیلو)۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 460 باب 184 حدیث 8؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 297 حدیث 3084؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 221 حدیث 746؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 152 باب 37 حدیث 1

(290) امام جعفر صادق علیہ السلام: لبہ (گردن کا گڑھا) نحر ہوتا ہے اور حلق میں ذبح ہوتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 460 باب 184 حدیث 3؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 296 حدیث 3079؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 53 حدیث 217؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 10 باب 03 حدیث 1 اور جلد 14 صفحہ 154 باب 38 حدیث 2

(291) امام جعفر صادق علیہ السلام: یہودی اور نصرانی نحر نہ کرے اور اگر عورت ذبح کرے تو رو بقبلہ ہو کر کرے اور کہے:
وجهت وجهی للذی فطر السموات والارض حنیفاً اللهم منك ولك۔
حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 460 باب 184 حدیث 04؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 297 حدیث 3081؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 150 باب 36 حدیث 1

(292) حضور اکرمؐ و حضرت علیؑ۔ قربانی کا گوشت کھانے میں کوئی حرج نہیں بلکہ اگر ہر قربانی سے تھوڑا تھوڑا گوشت لے کر پکا کر کھائیں تو بھی مضائقہ نہیں۔
حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 462 باب 185 حدیث 1

(293) امام جعفر صادق علیہ السلام: شکار کے بدلہ کی قربانی کا گوشت قربانی کرنے والا نہیں کھا سکتا اس کو چاہیے کہ اسے تصدق کرے اور اپنی قربانی کا گوشت کھائے۔
حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 463 باب 185 حدیث 05

(294) امام جعفر صادق علیہ السلام: قربانی کے جانوروں کی کھالوں سے سامان بھی خریدا جاسکتا ہے لیکن اگر صدقہ میں دی جائے تو بہتر ہے اور سنت یہ ہے کہ قربانی کے جانور کی کھالیں قصابوں کو نہ دی جائیں نہ ہی قلادے اور نہ ہی جھولیں دی جائیں بلکہ ان کا صدقہ کیا جائے اور نہ ہی کھال اتارنے والے کو کچھ دیا جائے۔
حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 465 باب 186 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 173 باب 43 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 227 حدیث 770؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 275 حدیث 979؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 153 حدیث 665

(295) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر وہ جانور جو نحر ہوتا ہے اگر اس کو ذبح کر دیا جائے تو حرام ہو جاتا ہے اور ہر وہ جانور جو ذبح کیا جاتا ہے اس کو نحر کر دیا جائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے۔
حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 296 حدیث 3080؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 154 باب 38 حدیث 3

(296) امام جعفر صادق علیہ السلام: اونٹ کو کھڑا کر کے داہنی جانب سے نحر کیا جائے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 297 حدیث 3083؛ فروع کافی (عربی) جلد چہارم صفحہ 497 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 221 حدیث 744؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد جلد 14 صفحہ 149 باب 35 حدیث 2

(297) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: قربانی کے لیے قرض لینا جائز ہے اور ایسا قرض خدا خود ادا کراتا ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 290 حدیث 3045؛ علل الشرائع صفحہ 440 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 210 باب 64 حدیث 1

(298) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اگر کسی نے قربانی کا جانور ذبح کرنے سے پہلے اپنا سر منڈوالیا یا کسی نے رمی جمرہ سے پہلے اپنا سر منڈوالیا۔ غرض کوئی بھی جو بعد میں ہونا تھا پہلے کرلیا اور جو پہلے ہونا تھا اسے بعد میں کرلیا تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (اس کا حج درست ہے)

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 299 حدیث 3091؛ فروع کافی جلد چہارم صفحہ 369 باب 188 حدیث 1

ادائے مناسک میں حائضہ ومستحاضہ کے احکام:

(299) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو عورت حج تمتع کرے اور مکہ آنے کے بعد حائض ہوجائے تو ترویہ تک قیام کرے اگر طاہر ہوجائے تو بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا ومروہ کے درمیان سعی کرے اور اگر یوم ترویہ تک طاہر نہ ہو تو غسل کرے شرمگاہ پر روئی باندھے پھر صفا ومروہ کے درمیان سعی کرے پھر منیٰ کی طرف جائے جب مناسک پورے کرے اور کعبہ کی زیارت کرے تو بیت اللہ کا طواف عمرہ کرے پھر طواف حج کرے پھر چلے اور سعی کرے جب یہ کرچکے تو اس کے لیے ہر وہ شئے حلال ہوگئی جو حالت احرام میں اس پر حرام تھی سوائے اپنے شوہر کے فرش پر جانے کے۔ جب (طاہر ہونے کے بعد) سات طواف کرے تو یہ بھی حلال ہوجائے گا۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 386 باب 150 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 365 باب 84 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 391 حدیث 1365؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 312 حدیث 1109

(300) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر تمتع والی عورت طہارت میں احرام باندھے پھر تمتع سے پہلے حیض آجائے تو وہ سعی کرے مگر پاک ہونے تک طواف نہ کرے (جب پاک ہوکر) طواف کرے تو عمرہ پورا ہوگیا اور اگر احرام کے ساتھ ہی حیض آجائے تو نہ سعی کرے اور نہ طہارت سے پہلے طواف کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 387 باب 150 حدیث 5؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 315 حدیث 1116؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 394 حدیث 1375؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 365 باب 84 حدیث 3

(301) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی عورت حج یا عمرہ کا طواف کرے اور دو رکعت نماز پڑھنے سے پہلے حایض ہو جائے تو جب وہ طاہر ہو جائے تو مقام ابراہیمؑ کے پاس دو رکعت نماز پڑھے بس اس کا طواف پورا ہوگا۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 389 باب 151 حدیث 1

(302) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی حائضہ عورت یوم ترویہ (8 ذی الحج) مکہ پہنچے تو وہ اسی حالت میں عرفات چلی جائے اور اس کو حج قرار دے پھر ٹھہری رہے یہاں تک کہ حیض سے پاک ہو جائے پھر تنعیم جائے وہاں سے احرام باندھے اور اس کو عمرہ قرار دے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 241 حدیث 2759

(303) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مستحاضہ کو چاہیے کہ طواف بیت کرے اور نماز پڑھے اگرچہ خون بند نہ ہوا ہو لیکن کعبہ کے اندر داخل نہ ہو (اور باقی مناسک حج بھی ادا کرے)

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 390، 391 باب 151 حدیث 1 اور 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 241 حدیث 275؛ وسائل الشیعہ جلد نہم صفحہ 371 باب 91 حدیث 1 اور 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 399 حدیث 1388 اور 1389

نوٹ: حائض اور مستحاضہ کے احکام ہم نے پہلے ہی ہر موقع پر بیان کر دیئے ہیں بقیہ یہاں کر دیئے ہیں۔

منیٰ کو جانا:

(304) امام جعفر صادق علیہ السلام: منی کی حد عقبہ سے لے کر وادی محسر تک ہے اور عرفات کی حد مازمین سے موقف کے آخری سرے تک ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 279 حدیث 2928

(305) امام جعفر صادق علیہ السلام: ایام تشریق میں شب باشی منی میں ہونی چاہیے اور اگر ایسا نہ کیا تو ایک بکری کی قربانی دینا ہوگی۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 483 باب 193 حدیث 1

(306) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر انسان رات کے پہلے حصّے میں مکہ سے نکلے تو ضروری ہے کہ آدھی رات سے پہلے منیٰ

پہنچ جائے لیکن اگر وہ دیر تک مناسک حج میں مشغول رہے اور دیر ہو جائے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: حوالہ مذکورہ

(307) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر حاجی منیٰ کے لیے مکہ سے چل پڑے اور مکہ کے گھروں سے آگے نکل جائے اور پھر اسے نیند آ جائے اور منیٰ پہنچنے سے پہلے صبح ہو جائے تو اس پر الزام نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 484 باب 193 حدیث 04

(308) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: لوگوں کی بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے قبل ترویہ (8 ذی الحج) بھی منیٰ جایا جا سکتا ہے لیکن زیادہ سے زیادہ تین دن پہلے جانا جائز ہے اس سے پہلے نہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 279 حدیث 2974 اور 2975

(309) امام محمد باقر علیہ السلام: رسول اللہؐ کی سنت یہ ہے کہ یوم ترویہ ظہر کی نماز منیٰ میں پڑھی جائے بلکہ یوم عرفہ صبح کی نماز بھی یہیں پڑھی جائے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 279 حدیث 2977

عرفہ میں وقوف اور حدِ موقف:

(310) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: عرفہ میں جبل کے بائیں جانب وقوف کرو یہ سب کا سب موقف ہے یعنی عرفہ کل کا کل موقف ہے اور ایسا ہی مزدلفہ میں کرو اور اگر کوئی خلاء دیکھو تو اسے پر کر دو یہ خدا کو پسند ہے اور زمین پر پھیلے ہوئے چھوٹے چھوٹے ٹیلے سے ہموار زمین کی طرف منتقل ہو جاؤ اور اراک سے اور نمرہ سے (اور یہی بطن عرفہ ہے) اور ثویہ اور ذوالمجاز پر وقوف سے بچو۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 279 حدیث 2980؛ فروع کافی جلد چہارم صفحہ 412 باب 164 حدیث 4

(311) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اراک والوں کا حج نہیں ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو کوہ اراک کے نیچے وقوف کرتے ہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 280 حدیث 2981؛ فروع کافی جلد چہارم صفحہ 411 باب 164 حدیث 3

عرفات سے روانگی:

(312) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب سورج غروب ہو جائے تو لوگوں کے ساتھ (عرفات کی طرف) چل دو مگر سکینہ وقار کے

ساتھ چلو اور اللہ سے استغفار کرتے ہوئے چلو جب کثیب احمر پر پہنچو جو راستہ کے داہنی طرف ہے تو کہو: اللہ ارحم موقفی و زدفی علمی و سلم لی دینی و تقبل مناسکی اور اونٹوں (سواریوں) کو تیز چلانے سے بچو نہ کسی ضعیف کو کچلو اور نہ کسی مسلمان کو پائمال کرو بلکہ درمیانی چال اختیار کرو ناقوں کو اس طرح روکو کہ سر پیروں سے مل جائیں کسی انسان کو تکلیف دیئے بغیر آہستہ آہستہ چلو۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 417 باب 165 حدیث 02

(313) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص غروب آفتاب سے پہلے چل پڑے تو اس کو ایک موٹا تازہ اونٹ قربانی دینا ہوگی اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو اٹھارہ دن مکہ میں یا راستے میں یا اپنے گھر جا کر روزے رکھے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 418 باب 165 حدیث 04

شب مزدلفہ:

(314) امام جعفر صادق علیہ السلام: شب مزدلفہ مغرب وعشاء کی نمازیں ایک اذان اور دو اقامتوں سے پڑھی جائیں اور بطن وادی میں راستہ کے دائیں طرف مشعر کے قریب اترا جائے اور صرورہ کے لیے مستحب ہے کہ مشعر الحرام میں وقوف کرے اور اپنے پیروں سے اس کو روندے اور شب مزدلفہ حیاض سے آگے نہ بڑھا جائے اور اس رات کو عبادت میں گزار جائے کیونکہ اس رات آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 419 باب 166 حدیث 1

(315) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب تک طلوع شمس نہ ہو جائے اس وقت تک وادی محسر سے نہیں گزرنا چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 421 باب 166 حدیث 06

(316) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: مزدلفہ سے چلنے کا بہترین وقت طلوع آفتاب سے پہلے ہے لیکن اگر طلوع تک ٹھہر جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 421 باب 166 حدیث 05

(317) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب تم وادی محسر سے گزرو تو سعی کرو یہ بہت بڑی وادی ہے جمع اور منیٰ کے درمیان۔ وہ منیٰ سے زیادہ قریب ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 422 باب 167 حدیث 03

(318) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: وادی محسر میں سو قدم چلنا چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 423 باب 167 حدیث 04

(319) امام جعفر صادقؑ و موسیٰ کاظمؑ: حد مزدلفہ محسر سے مازمین تک ہے اور جمع کی حد مازمین سے وادیٔ محسر تک ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 423 باب 167 حدیث 05 اور 06

(320) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب لوگ زیادہ جمع ہو جائیں اور جگہ تنگ ہو جائے تو مازمین پر چڑھ جانا چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 423 باب 167 حدیث 07

(321) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص عرفات سے لوگوں کے ساتھ چلے اور ان کے ساتھ جمع میں نہ ٹھہرے اور ایسا عمداً یا استحقاقاً کرے تو اس کا کفارہ ایک موٹا تازہ اونٹ ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 426 باب 168 حدیث 06

(322) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر خوف ہو تو مزدلفہ سے رات ہی کو چلنے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 427 باب 169 حدیث 03

(323) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص روز قربانی زوالِ آفتاب سے پہلے مشعر الحرام پہنچ گیا تو اس کا حج پورا ہو گیا۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 430 باب 170 حدیث 03

(324) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: عورتوں اور کمزوروں کو اجازت ہے کہ جمع سے رات میں ہی چلے جائیں اور رات ہی کو رمی جمرات کر لیں اور اگر بیت اللہ کی زیارت کا ارادہ رکھتے ہوں تو اپنی طرف سے کسی کو قربانی کے لیے معین کر دیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 429 باب 169 حدیث 8

(325) امام جعفر صادق علیہ السلام: ایک شخص عرفات سے چلا، مشعر کی طرف سے گزرا مگر ٹھہرا نہیں اور منیٰ چلا گیا اور رمی جمرات کی اور اس کو علم نہ ہوا تا اینکہ دن چڑھ گیا تو لوٹ کر جائے اور وہاں ٹھہرے پھر لوٹ کر آئے اور رمی جمرات کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 425 باب 168 حدیث 3

(326) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس نے وقوف کے تین مقامات میں سے تھوڑا سا ٹھہراؤ بھی پا لیا اس نے حج کو پا لیا۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 431 باب 170 حدیث 6

رمی جمرات:

(327) امام جعفر صادق علیہ السلام: رمی صرف کنکریوں سے ہی ہوتی ہے بڑے پتھر سے نہیں اور سخت کنکریاں مکروہ ہیں اور کالی، سفید اور سرخ نہ ہوں بلکہ نقطہ دار ہوں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 432 باب 171 حدیث 05 اور 06

(328) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: کنکریاں مارنے کا طریقہ یہ ہے کہ کنکری کو انگوٹھے پر رکھو اور انگشتِ شہادت کے ناخن سے مارو۔ اور کنکریاں جمرہ کے اوپر جا کر نہیں مارنی چاہیں بلکہ بطن وادی سے مارو۔ پہلے دو جمروں کے پاس کھڑے ہونا چاہیے لیکن جمرہ عقبہ کے پاس کھڑا نہ ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 432 باب 171 حدیث 07؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 197 حدیث 656؛ قرب الاسناد صفحہ 158 (بروایت امام علی رضاؑ)؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 61 باب 07 حدیث 1

(329) امام جعفر صادق علیہ السلام: کنکریاں مقام جمع سے لینی چاہییں نیز کنکریاں تمام حرم سے لینا جائز ہیں مگر مسجد الحرام اور مسجد حنیف سے نہ لی جائیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 431 اور 433 باب 171 حدیث 1، 5 اور 8؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 196 حدیث 651؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 59 باب 4 حدیث 1

(330) امام جعفر صادق علیہ السلام: کنکریاں لو اور جمرہ قصوی کے پاس آؤ جو عقبہ کے پاس ہے پس اسے سامنے کی طرف سے سنگسار کرو اس کے اوپر سے نہیں اور تمہارے اور جمرہ کے درمیان دس یا پندرہ ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیے پھر سواری کی طرف آؤ اور رمی سے لوٹو اور مستحب ہے کہ رمی طہارت سے ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 434 باب 172 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 198 حدیث 661؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 58 باب 03 حدیث 1

نوٹ: کنکریاں مارتے وقت کی کچھ دعائیں بھی منقول ہیں جو کہ ہم نقل کرنے سے قاصر ہیں معافی کے طلب گار ہیں۔

(331) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر روز زوال شمس کے وقت رمی کرو۔ جمرہ اولیٰ سے ابتداء کرو بائیں طرف سے اس کے رمی کرو بطن میل میں پھر راستہ کے بائیں جانب رو بقبلہ کھڑے ہو خدا کی حمد وثناء کرو، محمدؐ وآلِ محمدؐ پر درود بھیجو پھر تھوڑا آگے بڑھو دعا کرو اور سوال کرو کہ تمہاری دعا قبول ہو پھر آگے بڑھو اور وہی کرو جو دوسرے جمرہ پر کیا تھا اور وہ کرو جو پہلے پر

کیا تھا اور ٹھہر کر اللہ سے دعا کرو جیسے پہلے دعا کی تھی پھر سکینہ و وقار کے ساتھ تیسرے کے پاس جاؤ رمی کرو اور اس کے پاس ٹھہرو نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 436 باب 173 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 261 حدیث 888؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 65 باب 10 حدیث 2

(332) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر کنکری پر تکبیر کہنی چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 436 باب 173 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 261 حدیث 889؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 67 باب 11 حدیث 1

(333) امام محمد باقرؑ۔ رمی کی حد زوال کے نزدیک ہے اور اگر ایک شخص رمی کرنے جائے اور دوسرا اس کے سامان کی حفاظت کرتا رہے اور وہ طلوعِ شمس سے غروب تک لوٹے تو پہرہ دینے والے کی رمی فوت نہ ہوگی۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 437 باب 173 حدیث 5؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 296 حدیث 1956؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 69 باب 13 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 262 حدیث 892

(334) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص اکیس کنکریاں لے اور رمی کرے مگر ایک زیادہ معلوم ہو اور وہ یہ نہ جانتا ہو کہ کس جمرہ پر ایک کم لگی تو وہ لوٹے اور ہر ایک پر ایک کنکری مارے۔ اگر کسی سے ایک کنکری گر جائے اور نہ جانے کہ کہاں کم ماری تو اپنے پیروں کے نیچے سے کنکری اٹھالے اور اسے مارے۔ اور اگر کوئی کنکری محمل میں رہ جائے تو اس کا اعادہ کرے۔ اگر کسی انسان کو لگے یا محمل میں لگ کر جمرہ پر جا پڑے تو کافی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 440 باب 174 حدیث 05

(335) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص جمرہ اولیٰ پر چار کنکریاں مارے اور دوسرے دو پر سات سات تو وہ لوٹے اور جمرہ اولیٰ پر تین اور مارے پس رمی پوری ہوئی۔ اگر درمیانی پر تین ماری ہیں پھر آخری پر ماری ہیں تو درمیانی پر سات مارے اور درمیانی پر سات ماری ہیں تو لوٹے اور رمی کرے۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ

(336) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص الٹی رمی کرے یعنی جمرہ عقبہ سے شروع کیا پھر درمیانی پر پھر بڑے پر تو لوٹے اور دوبارہ رمی کرے اول وسطی پر پھر عقبہ پر چاہے دوسرے دن ہو۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

(337) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص رمی جمرات بھول جائے اور مکہ چلا آئے تو لوٹے اور رمی کرے اور دونوں رمیوں کے درمیان ایک گھڑی کا فرق ہو اور اگر وقت جا تا رہا ہو تو اس پر کچھ نہیں کیونکہ رمی سنت ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 441 باب 175 حدیث 1

(338) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی کو خوف ہو تو وہ رات ہی میں رمی کرے رات میں ذبح کرے اور رات ہی میں چلا جائے۔ ویسے عام حالات میں رات کو رمی جمرات مکروہ ہے البتہ غلام اور چرواہے کو رات میں رمی جمرات کی اجازت ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 442 باب 175 حدیث 3 اور 5؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 285 حدیث 1400؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 71 باب 14 حدیث 4 اور 95

(339) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: رمی جمرات پیدل کرنی چاہیے۔ (یہ افضل ہے ورنہ سواری پر بھی ہو سکتی ہے)

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 444 باب 176 حدیث 04

(340) امام جعفر صادق علیہ السلام: شکستہ اعضاء، مبطون اور بچوں کی طرف سے کوئی اور رمی کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 443 باب 176 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 286 حدیث 1404؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 74 باب 17 حدیث 1

منیٰ کی روانگی:

(341) امام جعفر صادق علیہ السلام: منی سے دوسرے روز سفر نہ کرو جب تک زوال نہ ہو جائے۔ اور کوچ رات کو ہونا چاہیے ہاں تیسرے دن جب سورج چمک جائے تو برکت خدا کے ساتھ روانہ ہو جاؤ۔ جو دو دن میں جلدی کرے تو اس پر بھی گناہ نہیں اور جو تاخیر کرے اور ٹھہر جائے چاہے باقی سب چلے جائیں تو بھی اس پر گناہ نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 491 باب 197 حدیث 1

عمرہ:

(342) موسیٰ کاظمؑ و امام جعفر صادق علیہ السلام: عمرہ واجب ہے اور جس نے حج تمتع کا عمرہ کیا اس کا واجب ادا ہو گیا۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم 512 باب 204 حدیث 02,01

(343) امام جعفر صادق علیہ السلام: عمرہ سال کے کسی بھی مہینے میں کیا جا سکتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 513 باب 205 حدیث 02,01

(344) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص عمرہ مفردہ کے لیے آئے اس کے لیے طواف بیت، صفا و مروہ کے درمیان سعی اور سر منڈوانا کافی ہے۔ نیز بیت کا ایک طواف بھی کافی ہے۔ اور اگر چاہے تو (سر منڈوانے کے بجائے) تقصیر (بال کٹوانے) پر بھی اکتفا کر سکتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 518 باب 208 حدیث 06

(345) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو عمرہ کے لیے ہدی لے کر آئے تو سر منڈوانے سے پہلے اس کو نحر کرے اور اس کو صفا و مروہ کے درمیان جزورۃ کے نام سے جو مذبح ہے وہاں نحر کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 520 باب 209 حدیث 05

مقروض کا حج:

(346) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی شخص یہ استطاعت رکھتا ہے کہ قرضہ ادا کر سکے تو ایسے شخص کے لیے قرضہ لے کر حج کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 143 باب 40 حدیث 3؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 267 حدیث 1300؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 114 باب 50 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 442 حدیث 1535؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 329 حدیث 1170

(347) امام علی رضا علیہ السلام: اگر ایک شخص کے پاس اتنا اثاثہ ہے کہ وہ قرضہ ادا کر دے یا پھر حج کرلے تو اس کو چاہیے کہ کچھ قرضہ ادا کرے باقی مال سے حج کرے اور اگر یہ مال کافی نہ ہو تو ایک سال قرضہ ادا کرے اور دوسرے سال حج کرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 143 باب 40 حدیث 4؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 267 حدیث 1302؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 114 باب 50 حدیث 6

عورت کا حج:

(348) امام محمد باقر علیہ السلام: جس عورت کو اس کا شوہر حج کی اجازت نہ دے تو وہ شوہر کی اجازت کے بغیر حج پر چلی جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 148 باب 44 حدیث 3؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 268 حدیث 1305؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 122 باب 59 حدیث 3

(349) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی عورت حج کرنا چاہتی ہے لیکن کوئی محرم اس کے ساتھ نہیں ہے تو وہ حج پر جا سکتی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ امن وامان کے ساتھ جا سکے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 148 باب 44 حدیث 4؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم (عربی) صفحہ 268 حدیث 1309؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 121 باب 58 حدیث 2

(350) امام محمد باقر علیہ السلام: طلاق یافتہ یا بیوہ عورت زمانہ عدت میں حج کر سکتی ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 268 حدیث 2913 اور 2914؛ وسائل ہشتم صفحہ 123 باب 60 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 402 حدیث 1398؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 317 حدیث 1124

(351) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس عورت نے اپنا پہلا حج واجب کر لیا ہو اور پھر وہ اپنے شوہر سے کہے مجھے دوسرا حج کرواؤ تو شوہر کو یہ حق ہے کہ اسے منع کر دے۔ اس صورت میں وہ شوہر کی اجازت کے بغیر حج نہیں کر سکتی۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 267 حدیث 2909؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 122 باب 59 حدیث 2 (بروایت امام موسیٰ کاظمؑ)

بچوں کا حج:

(352) امام موسیٰ کاظمؑ و امام علی نقیؑ۔ بچوں کا حج اس وقت ہوتا ہے جب وہ بالغ ہو جائیں تو ان پر حج واجب ہو جائے گا۔ (لڑکے کو احتلام اور لڑکی کو حیض آ جائے)

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 266 حدیث 2898 اور 2899؛ فروع کافی (عربی) جلد چہارم صفحہ 276 حدیث 8؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 64 باب 12 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 06 حدیث 14؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 146 حدیث 476

(353) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کسی لڑکے کے پاس قربانی کا جانور نہ ہو تو اس کے بدلے اس کا ولی روزے رکھے گا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 301 حدیث 3102

(354) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب کوئی شخص اپنے لڑکے کے ساتھ حج کرے اور لڑکا کمسن ہو تو اس سے کہے تلبیہ کہو اور حج کی نیت کرو۔ اور اگر وہ اچھی طرح تلبیہ نہ کہہ پاتا ہو تو خود اس کی طرف سے تلبیہ کہے اور اس کو ساتھ لے کر طواف کرے اور اس کی طرف سے نماز پڑھے اور اگر اپنے اور بچے دونوں کے لیے قربانی نہ کر سکتا ہو تو ایسی صورت میں بچے کی

طرف سے قربانی کرے اور خود روزے رکھے اور بچے ان تمام چیزوں سے پرہیز کریں جس طرح ایک محرم کپڑے اور خوشبو وغیرہ سے پرہیز کرتا ہے اور اگر بچے نے کوئی شکار مارا ہے تو اس کا کفارہ اس کے باپ یا ولی پر ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 265 حدیث 2893

بدلے کا حج:

(355) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص مالدار ہو لیکن حج کے موقع پر اسے کوئی مرض لاحق ہو جائے یا کوئی ایسا عذر ہو جس سے عند اللہ معذور ہو تو اسے چاہیے کہ اپنے بدلے ایک ایسے شخص سے حج کرائے جو غریب ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 135 باب 37 حدیث 05

(356) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر ایک شخص مر جائے اور اس نے حج نہ کیا ہو اور حج بدل کی وصیت نہ کی ہو تب بھی اس کی طرف سے حج کیا جائے گا۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 141 باب 38 حدیث 16

(357) امام جعفر صادق علیہ السلام: مرد عورت کے بدلے اور عورت مرد کے بدلے حج کر سکتی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 183 باب 59 حدیث 02 اور 03؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 413 حدیث 1437؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 322 حدیث 1141؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 133 باب 08 حدیث 02

(358) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی شخص کو حج مفرد کے لیے پیسہ دیا گیا ہو تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ حج تمتع کرے لیکن یہ فضیلت کے خلاف ہے۔ (یعنی جس حج کو کہا گیا تھا وہی کرنا چاہیے۔)

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 184 باب 60 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 415 حدیث 1446؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 323 حدیث 1145؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 136 باب 12 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 261 حدیث 1273

(359) امام جعفر صادق علیہ السلام: ناصبی کی طرف سے حج نہیں کیا جا سکتا البتہ اگر باپ ناصبی ہے تو اس کی طرف سے کیا جا سکتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 187 باب 63 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 414 حدیث 1441؛ من لا

یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 262 حدیث 1273؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 141 باب 20 حدیث 1

(360) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس نے کسی سے حج بدل کے لیے مال لیا ہو تو اگر وہ حج کرنے سے پہلے مر جائے اور مال کچھ نہ چھوڑے تو صاحب مال کو حج کا ثواب مل جائے گا۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 190 باب 66 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 144 باب 23 حدیث 1

(361) جعفر صادقؑ و امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: انسان اپنے حج میں جتنے لوگوں کو چاہے شریک کر سکتا چاہے ان کی تعداد ایک ہزار ہی کیوں نہ ہو۔ ہر ایک کو حج کا پورا ثواب ملے گا اور حج کرنے والے کے اجر میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔ جو طواف شروع کرے تو کہے "یا اللہ قبول فرما فلاں کی طرف سے جس کے بدلے طواف کیا گیا ہے۔"

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 196 باب 71 حدیث 1 اور 09؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 144 حدیث 632 (بروایت امام جعفر صادقؑ)؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 149 باب 28 حدیث 04

(362) امام محمد تقیؑ۔ افضل یہ ہے کہ انسان جب حج کرے تو چودہ معصومینؑ کے لیے فرداً فرداً حج اور طواف کرے۔ (مفہوم)

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 195 باب 70 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 450 حدیث 1572؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 148 باب 26 حدیث 1

(363) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص کسی اور کی طرف سے حج کرے تو خود اس کا بھی حج ہو جائے گا۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 136 باب 38 حدیث 4

(364) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر ایک شخص کسی دوسرے کی طرف سے حج کرے تو طواف واجب تک دونوں کی شرکت رہے گی اور جب طواف واجب پورا ہو گیا۔ تو وہ شرکت ختم ہو جائے گی اور اس کے بعد جو بھی عمل ہوگا وہ اس حاجی کا ہوگا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 150 حدیث 2240؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 127 باب 1 حدیث 7

(365) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کسی شخص کو حج بدل کے لیے رقم دی گئی اور وہ اس سے ضائع ہو گئی تو اگر کوئی تیسرا شخص اسے رقم دے دے اور وہ اس سے حج کرے تو یہ حج رقم دینے والے پہلے اور دوسرے دونوں آدمیوں کے لیے کافی ہوگا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 261 حدیث 2869

(366) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص مال دار ہے اور اس نے ابھی اپنا حج واجب نہیں کیا ہے تو وہ کسی میت کی طرف سے حج نہیں کر سکتا جب تک وہ اپنے مال سے حج نہ کرے۔ لیکن جس شخص کے پاس اتنا مال نہیں کہ وہ حج کر سکے اس کے

لیے جائز ہے کہ وہ میت کی طرف سے حج بدل کرے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 261 حدیث 2872؛ فروع کافی (عربی) جلد چہارم صفحہ 305 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 410 حدیث 1427؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 131 باب 5 حدیث 1؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 319 حدیث 1131

لقطۂ حرم (حرم میں پڑی ہوئی چیز):

(367) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر حرم میں پڑی ہوئی کوئی چیز مل جائے تو ایک سال تک اس کا تعارف کرایا جائے گا اگر اس دوران اس کا مالک مل جائے تو اس کو دے دی جائے اور اگر نہ ملے تو اسے صدقہ کر دیا جائے۔ اور اگر حرم کے علاوہ کسی اور جگہ کوئی چیز پڑی ہوئی مل جائے تو ایک سال تک اس کا تعارف کرایا جائے گا اس دوران اگر مالک مل جائے تو اسے دے دی جائے اور اگر نہ ملے تو پانے والا اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 84 باب 22 حدیث 1

حج و عمرہ کے لیے بال بڑھانا:

(368) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو کوئی حج کا ارادہ کرے تو ذیقعدہ کا چاند دیکھ کر اپنے بال بڑھانے لگے اور اگر عمرہ کا ارادہ کرے تو ایک ماہ پہلے سے بڑھائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 200 باب 72 حدیث 1

زیارات کے احکام:

(369) امام محمد باقر علیہ السلام: تم لوگ مکہ سے (حج کی) ابتداء کرو اور ہم لوگوں کے پاس آ کر اختتام کرو۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 337 حدیث 3138

(370) محمد باقرؑ۔ جو رسول اللہ کی زیارت کرے اس کے لیے جنت ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 533 باب 212 حدیث 1

(371) محمد باقرؑ۔ لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ ان پتھروں تک آئیں اور ان کا طواف کریں پھر ہم لوگوں کے پاس آئیں اور اپنی ولایت و نصرت کا ثبوت دیں۔ (یعنی ہماری زیارت کریں اور ہماری ولایت کا اقرار کریں۔)

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 337 حدیث 3139
فروع کافی جلد چہارم صفحہ 555 باب 213 حدیث 1

(372) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص معصومینؑ میں سے کسی ایک کی بھی زیارت کرے تو وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے رسولؐ کی زیارت کی۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 352 حدیث 3175

(373) امام محمد ۔۔۔: جو شخص امام حسینؑ کی امامت کا منجانب اللہ ہونے کا اقرار کرتا ہے اس پر آپ کی زیارت فرض ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 352 حدیث 3177

(374) امام نقیؑ۔ جب تم آئمہؑ کے روضوں میں سے کسی روضہ پر جاؤ تو باغسل وطہارت ہونا چاہیے پہلے جا کر روضہ کے دروازے پر ٹھہرو اور کلمہ شہادت پڑھو پھر جب روضہ میں داخل ہو اور تمہاری نگاہ قبر اقدس پر پڑے تو رک جاؤ اور تیس مرتبہ اللہ اکبر کہو پھر سکون و وقا کے ساتھ آگے چلو اور چھوٹے چھوٹے قدم رکھو۔ اور ٹھہر جاؤ۔ اور تیس مرتبہ اللہ اکبر کہو پھر قبر اقدس کے قریب جاؤ۔ اور چالیس مرتبہ اللہ اکبر کہو تا کہ سو تکبیریں پوری ہو جائیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 385 حدیث 3213

(374A) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص حج کرے اسے لازم ہے کہ ہماری زیارت پر اختتام کرے کہ حج کا اتمام اسی پر موقوف ہے۔

حوالہ: ضمیمہ قرآن از مقبول احمد دہلوی صفحہ 741 ضمیمہ 35 نوٹ 04

نوٹ: چہاردہ معصومینؑ کی زیارات کے بارے میں بہت سی احادیث مروی ہیں۔ اور ہر امامؑ کی الگ الگ زیارتیں بھی منقول ہیں۔ ہم تفصیل سے نقل کرنے سے قاصر ہیں۔ البتہ ضروری احکام ہم نے نقل کر دیئے ہیں۔

دخول مدینہ وزیارت نبیؐ:

(375) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب مکہ سے مدینے کی طرف لوٹو اور لوٹتے ہوئے منزل ذی الحلیفہ پہنچو تو معرس میں آؤ اگر نماز واجب یا نافلہ کا وقت ہو تو وہاں نماز پڑھو اور اگر وقت نہ ہو تو تھوڑی دیر کے لیے وہاں رکو اور آرام کرو۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 561 باب 223 حدیث 1

(376) امام علی رضا علیہ السلام: اگر کوئی شخص معرس میں نہ اترے تو اس کو چاہیے کہ واپس جائے اور وہاں ٹھہرے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 562 باب 223 حدیث 02 اور 03

(377) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب مدینہ میں داخل ہو تو داخلہ سے پہلے غسل کرو یا داخلے کے وقت پھر قبر نبیؐ کے پاس جا کر سلام کرو پھر اس ستون کے قریب کھڑے ہو جو قبر کی داہنی طرف ہے۔ قبر کے سرہانے قبر کے گوشے کے پاس اور رُو بقبلہ ہو کہ تمہارا بایاں کاندھا جانب قبر ہو اور دایاں کاندھا متصل قبر کیونکہ سر اقدس رسول اللہؐ کی یہی جگہ ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 538 باب 215 حدیث 1

نکاح کے احکامات

نکاح کی ضرورت واہمیت:

(1) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اسلام میں عقد ازدواج سے بہتر کوئی عبادت خدا کو زیادہ پسند نہیں۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم (عربی) صفحہ 241 حدیث 1143؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 51 باب 1 حدیث 4

(2) رسول اکرمؐ۔ جس نے شادی کر لی اس نے نصف دین کی حفاظت کر لی۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ سوم صفحہ 234 حدیث 4342؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 52 باب 1 حدیث 9؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 328 حدیث 2

(3) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تم لوگ شادی کرو کہ یہ بات روزی میں زیادتی کا باعث ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ سوم صفحہ 235 حدیث 4325؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 51 باب 1 حدیث 5

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: وہ دو رکعت نماز جو شادی شدہ آدمی پڑھے وہ غیر شادی شدہ آدمی کی ستر رکعت نماز سے افضل ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ دوم صفحہ 235 حدیث 4346؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 52 باب 02 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 328 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 239 حدیث 1044

(5) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اکثر جہنمی لوگ غیر شادی شدہ ہوں گے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 235 حدیث 4349؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 53 باب 2 حدیث 7

(6) امیر المومنین علیہ السلام: شادی کرنا سنت رسولؐ ہے۔ چنانچہ جو شخص سنت کی اتباع کرے تو ایک سنت شادی کرنا بھی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 51 باب 1 حدیث 6؛ الخصال شیخ الصدوقؒ صفحہ 614

عورتوں کے متعلق احکام:

(7) امیر المومنینؑ۔ فتنے تین ہیں: (1) (حرام) عورتوں کی محبت جو کہ شیطان کی تلوار ہے۔ (2)۔ شراب خواری جو کہ شیطان کا جال ہے۔ (3)۔ درہم و دینار کی محبت جو کہ شیطان کا تیر ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 56 باب 04 حدیث 05؛ الخصال جلد اول صفحہ 113 حدیث 91

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: عورتیں تین قسم کی ہیں۔ (1) ایک وہ عورت جو باکرہ ہے جو بچے جننے والی ہے۔ اور محبت کرنے والی ہے اور گردش ایام میں دنیا و آخرت کے بارے میں اپنے شوہر کی اعانت کرتی ہے اور اس کے برخلاف گردش ایام کی امداد نہیں کرتی۔ (2) دوسری وہ بانچھ عورت ہے جو نہ حسن و جمال رکھتی ہے اور نہ ہی صاحب اخلاق و اطوار ہے نہ ہی کسی کارخیر میں اپنے شوہر کی مدد کرتی ہے۔ (3) اور تیسری قسم وہ عورت ہے جو بڑی لڑاکی، دخل در معقولات دینے والی اور بڑی عیب جو اور گلہ گو ہے۔ جو (شوہر کی) کثیر کو بھی قلیل جانتی ہے اور قلیل کو تو قبول ہی نہیں کرتی۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 237 حدیث 4358؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 57 باب 06 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 323 حدیث 03؛ معانی الاخبار (عربی) صفحہ 317 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 401 حدیث 1681

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: تمہاری عورتوں میں سے بہترین عورت وہ ہے جو خوشبودار ہو کھانا اچھا پکاتی ہو۔ جب خرچ کرے تو نیکی اور میانہ روی کے ساتھ کرے اور جب خرچ نہ کرے تو نیکی کے ساتھ۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 59 باب 06 حدیث 6؛ فروع کافی جلد پنجم (عربی) صفحہ 325 حدیث 06 اور 07

(10) امام علی رضا علیہ السلام: عورتوں میں سے بہترین عورتیں وہ ہیں جن میں یہ صفتیں پائی جائیں: (1) نرم خو (2) نرم جو (3) اپنے شوہر کے ساتھ اس حد تک رفیق ہو اس طرح رفیق ہو کہ اگر وہ ناراض ہو جائے تو جب تک وہ راضی نہ ہو جائے تب تک اسے نیند نہ آئے۔ (4) جب اس کا شوہر غائب ہو تو اس کی غیر موجودگی میں اس کی حفاظت کرے۔ (یعنی اس کے مال اور عزت حفاظت کرے) یہ خدا کے کارندوں میں سے کارندا ہے اور خدا کا کارندا خسارہ نہیں اٹھاتا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 58 باب 6 حدیث 4؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 324 حدیث 5

(11) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تمہاری تمام عورتوں سے بہترین عورتیں قریش کی ہیں جو اپنے شوہروں کے ساتھ سب سے زیادہ مہربان ہیں۔ اولاد کے ساتھ سب سے زیادہ شفیق اور اپنے شوہروں کو انکار نہیں کرتیں اور غیروں سے عفیف و

پاک دامن ہوتی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 62 باب 08 حدیث 3؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 326 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 404 حدیث 1616

(12) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مرد بھی قلیل نجات پائیں گے مگر نجات پانے والی عورتیں تو اور بھی قلیل ہوں گی اس لیے کہ جب وہ غصہ میں ہوں تو کافر ہو جاتی ہیں۔ اور جب خوش ہوں تو مومن ہو جاتی ہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 68 باب 13 حدیث 03؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 514 حدیث 1

(13) امام جعفر صادق علیہ السلام: تمہاری عورتوں میں سے بہترین عورت وہ ہے جو جب شوہر کے ساتھ علیحدہ ہو تو جہاں وہ ظاہری دوپٹہ اتارے تو حیاء کا دوپٹہ بھی اتار دے۔ اور جب دوپٹہ اوڑھے تو اس کے ساتھ حیا کا دوپٹہ بھی اوڑھ لے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 58 باب 06 حدیث 03؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 324 حدیث 02

(14) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: میری امت کی تمام عورتوں سے افضل عورت وہ ہے جو چہرہ کے لحاظ سب سے زیادہ خوبصورت ہو اور حق مہر کے لحاظ سے سب سے زیادہ قلیل ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 59 باب 6 حدیث 8؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 236 حدیث 4356؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 324 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 404 حدیث 1615

(15) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تمہاری عورتوں میں سے بدترین عورت وہ ہے جو اپنے خاندان میں ذلیل ہو مگر شوہر کے ساتھ عزت دار بنے، بانجھ ہو اور کینہ پرور ہو جو برے کاموں سے پرہیز نہ کرے، جب شوہر غائب ہو تو عریاں (بے پردہ) ہو اور جب شوہر حاضر ہو تو باپردہ ہو، شوہر کی بات نہ سنے اور نہ اس کی اطاعت کرے اور جب شوہر اس سے خلوت کرنا چاہے تو وہ اس طرح انکار کرے جس طرح وہ ناکہ سواری کے وقت کرتی ہے جس پر کبھی کوئی سوار نہ ہوا ہو، جو شوہر کا کوئی عذر قبول نہ کرے اور کوئی خطا معاف نہ کرے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 240 حدیث 4376؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 60 باب 07 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 325 حدیث 1

(16) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تمہاری عورتوں میں سے بدترین عورت وہ ہے جو تنگ دست ہو، میلی کچیلی ہو، جھگڑالو اور نافرمان ہو اپنی قوم میں ذلیل مگر اپنی ذات میں عزت دار بنے اور شوہر کے ساتھ عفیف رہے اور غیروں کے ساتھ

شہوت رانی کرے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 60 باب 7 حدیث 3؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 326 حدیث 2

(17) امیر المومنین علیہ السلام: آخر زمانہ میں جو کہ تمام زمانوں سے بدترین ہوگا۔ کچھ عورتیں برآمد ہوں گی جو لباس سے عاری اور بالکل عریاں ہوں گی، دین سے خارج ہوں گی اور فتنوں میں داخل ہوں گی، شہوت کی طرف مائل ہوں گی اور لذتوں کی طرف جلدی کرنے والی ہوں گی اور حرام کو حلال جانیں گی اس طرح وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گی۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 240 حدیث 4374؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 61 باب 7 حدیث 5

(18) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: خبردار مزبلہ کی سبزی سے بچو اور مزبلہ کی سبزی سے مراد ایسی خوبصورت عورت ہے جو گندے خاندان میں پیدا ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 61 باب 7 حدیث 7؛ معانی الاخبار (عربی) صفحہ 316 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ، جلد سوم، ص 240، حدیث 4377

(19) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: پانچ قسم کی عورتوں سے شادی نہ کرو۔ (1) شہبرہ اور اس سے مراد زرد رنگ اور بدزبان ہے۔ (2) لہبرہ اور اس سے مراد پتلی دبلی طویل القامہ ہے۔ (3) نہبرہ اور اس سے مراد ٹھگنی قبیح المنظر ہے۔ (4) ہیدرہ اور اس سے مراد بوڑھی منحوس ہے۔ (5) لفوتا اور اس سے مراد وہ عورت ہے جو کسی اور شخص سے بچہ رکھتی ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 61 باب 07 حدیث 8؛ معانی الاخبار (عربی) صفحہ 318؛ الخصال صفحہ 316 حدیث 98

☆☆☆

مال جمال یا دین کی وجہ سے نکاح کرنا

(20) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب کوئی شخص کسی عورت سے صرف اس کے جمال یا مال کی خاطر شادی کرے تو خدا اسے ان ہی دو چیزوں کے حوالہ کر دیتا ہے۔ (یعنی محروم کر دیتا ہے) اور جو شخص کسی عورت سے اس کے دین و دیانت کی خاطر شادی کرے تو خدا اسے مال بھی دیتا ہے اور جمال بھی۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 241 حدیث 4380؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 413 حدیث 1609؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 69 باب 14 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 333 حدیث 03

(21) امام زین العابدین علیہ السلام: جو شخص خدا کی خوشنودی اور صلہ رحمی کی خاطر شادی کرے تو خدا اسے تاج شاہی سے نوازے گا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 236 حدیث 4355؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 69 باب 14 حدیث 4

نکاح کی اقسام:

(23) امام جعفر صادق علیہ السلام: عورت مرد پر تین طرح سے حلال ہوتی ہے: (1) میراث والے نکاح دائمی سے۔ (2) بے میراث والے نکاح منقطع سے (یعنی متعہ سے)۔ (3) ملک یمین (یعنی کنیزی) سے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 234 حدیث 4339؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 89 باب 35 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 364 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 240 حدیث 1049؛ الخصال صفحہ 109 حدیث 106

وہ اوقات جن میں نکاح مکروہ ہے:

(24) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص قمر در عقرب میں تزویج و نکاح کرے گا وہ کبھی بھلائی نہیں دیکھے گا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 242 حدیث 4388؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 461 حدیث 1844؛ المقنعہ صفحہ 79؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 20 صفحہ 114 باب 54 حدیث 1

(25) امام جعفر صادق علیہ السلام: مہینہ کے ایام محاق میں (یعنی جب آخری دنوں میں چاند نظر نہیں آتا) تزویج و نکاح کرنا مکروہ ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ سوم صفحہ 242 حدیث 4389؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 105 باب 54 حدیث 02؛ عیون اخبار الرضاؑ جلد اول صفحہ 228 حدیث 35؛ علل الشرائع صفحہ 514 حدیث 4

ولی، گواہ اور مہر کے احکام:

(26) امام محمد باقر علیہ السلام: جو عورت اپنے معاملات کی خود ملکہ ہے بشرطیکہ سفیہ (احمق) نہ ہو اور نہ اس پر کسی کو تولیت ہو اس کی شادی ولی کی اجازت کے بغیر جائز ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 244 حدیث 4397؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 193 باب 03 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 391 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 377 حدیث 1525؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 837

(27) امام جعفر صادق علیہ السلام: لڑکی سے اس کی رائے معلوم کرنی چاہیے پس اگر وہ خاموش ہو جائے تو یہ اس کا اقرار ہے اور اگر انکار کر دے تو پھر وہاں اس کی شادی نہ کی جائے۔ اور اگر وہ کہے کہ میری فلاں شخص سے شادی کر دو تو پھر اسی شخص سے کی جائے۔ اور وہ یتیم لڑکی جو کسی کی گود میں پلی ہو وہ اس کی مرضی کے بغیر اس کی شادی نہیں کر سکتا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 243 حدیث 4396؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 193 باب 3 حدیث 3؛ فروع کافی (عربی) کافی پنجم صفحہ 393 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 386 حدیث 1550؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 239 حدیث 856

(28) امام جعفر صادق علیہ السلام: کنواری لڑکیاں جن کے آباء (باپ، دادا، چچا وغیرہ) موجود ہوں وہ بغیر اپنے آباء کی اجازت کے نکاح نہ کریں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 242 حدیث 439؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 197 باب 6 حدیث 5 (بروایت امام علی رضاؑ)؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 393 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 379 حدیث 1531؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 235 حدیث 849

(29) امام جعفر صادق علیہ السلام: ایک لڑکی کا باپ چاہتا ہے کہ اس کا نکاح ایک آدمی سے کرے جب کہ اس کا دادا چاہتا ہے کہ

دوسرے آدمی سے کرے تو دادا اس کے نکاح کے لیے اولیٰ اور زیادہ حق دار ہے اور اگر کسی لڑکی کا نکاح اس کے باپ اور اس کے دادا دونوں نے کیا ہے تو دونوں میں سے جس نے پہلے نکاح کیا ہے وہ درست ہے۔ لیکن اگر دونوں نے بیک وقت دو الگ الگ آدمیوں سے کیا ہے تو وہ نکاح درست ہوگا جو دادا نے کیا ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 243 حدیث 4392 اور 4393؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 206 باب 11 حدیث 1 اور 3؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 395 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 390 حدیث 1561 اور 1562

(30) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر مرد و عورت آپس میں نکاح کرلیں مگر کسی کو گواہ نہ بنائیں تو شرعی اعتبار سے اس سے کوئی قباحت نہیں لیکن معاشرتی زندگی میں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ اس لیے بہتر ہے کہ گواہ بنالیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 243 حدیث 4394؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 387 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 96 باب 43 حدیث 2 اور 4؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 249 حدیث 1077

(31) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اس کی نیت مہر ادا کرنے کی نہ ہو تو ایسا شخص اللہ کے نزدیک زانی ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 245 حدیث 4400؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 53 باب 11 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 383 حدیث 03

(32) امام محمد باقر علیہ السلام: حق مہر وہ ہے جس پر دو فریق راضی ہوں خواہ کم ہو یا زیادہ۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 42 باب 1 حدیث 03؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 378 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 354 حدیث 1442

(33) امام علی رضا علیہ السلام: مہر سنت پانچ سو درہم ہے:

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 45 باب 04 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 245 حدیث 4401 (بروایت امیر المومنینؑ)؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 376 حدیث 7؛ عیون الاخبار الرضاء (عربی) جلد دوم صفحہ 84؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 356 حدیث 1451؛ علل الشرائع صفحہ 499 حدیث 1 اور 2

(34) امیر المومنینؑ۔ اگر عورت اپنا مہر مرد پر ادھار چھوڑ دے تو یہ مہر مرد کی زندگی میں اور مرد کے مرنے کے بعد یا عورت کے مرنے کے بعد (اس کے ورثاء کو) ادا کرنا واجب ہے۔ لیکن اگر عورت مہر کا مطالبہ نہ کرے اور اسے اپنے شوہر پر

قرض قرار نہ دے تو اس کے ورثاء کو بھی چاہیے کہ اس کا مطالبہ نہ کریں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 245 حدیث 4401

(35) امام علی رضا علیہ السلام: خصی آدمی کے دخول سے پورا حق مہر واجب ہو جاتا ہے۔ البتہ عورت پر عدت نہیں ہے (کیونکہ خصی پوری طرح دخول پر قادر نہیں ہوتا)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 7 باب 44 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 375 حدیث 1517

(36) امام جعفر صادقؑ۔ جب کوئی شخص دخول سے پہلے اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو وہ (طلاق) بائن ہو جاتی ہے۔ (اور اس کی عدت نہیں ہے اس لیے) اگر چاہے تو اسی وقت دوسری جگہ شادی کر سکتی ہے اور اگر اس کا حق مہر مقرر تھا تو اسے اس کا نصف ملے گا۔ اگر اس کا مہر مقرر نہیں کیا گیا تھا تو پھر بطور تمتع اسے اپنی حیثیت کے مطابق کچھ مال و متاع دیا جائے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 79 باب 51 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 106 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 142 حدیث 4934

(37) امام جعفر صادق علیہ السلام: دخول فی الفرج پورے مہر کو واجب کر دیتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 83 باب 54 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 464 حدیث 1859؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 226 حدیث 817

(38) امام جعفر صادق علیہ السلام: کچھ حق مہر معجّل (نقد) اور کچھ موجل (ادھار) طے کیا جا سکتا ہے۔ لیکن موجل حق مہر کی مدت موت یا جدائی تک دراز ہے (یعنی اس کے لیے وقت مقرر نہیں کرنا چاہے)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 52 باب 10 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 381 حدیث 11

ولیمہ:

(39) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: پانچ مواقع کے علاوہ اور کسی موقع پر ولیمہ نہیں ہے۔ (1) عرس یعنی شادی۔ (2) خرس یعنی بچے کی پیدائش۔ (3) غدار یعنی ختنہ۔ (4) وکار یعنی انسان جب گھر بنائے یا خریدے۔ (5) رکاز یعنی جب انسان حج کر کے مکہ سے واپس آئے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 246 حدیث 4404

حلال اور حرام نکاح کے احکام:

(40) امام جعفر صادق علیہ السلام: وہ عورت جو اعلانیہ زنا کرتی ہے اس سے نکاح نہ کیا جائے اور نہ ہی اس مرد سے نکاح کیا جائے جو اعلانیہ زنا کرتا ہے مگر یہ کہ ان کے توبہ کرنے کا علم ہو جائے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 249 حدیث 4416؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 285 باب 13 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 327 حدیث 1347؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 168 حدیث 513

(41) امام جعفر صادق علیہ السلام: وہ عورتیں جنہیں ایک نشست میں تین طلاقیں دی گئی ہیں ان کے ساتھ نکاح نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وہ شوہر دار عورتیں ہیں البتہ ان سے نکاح کی ایک صورت ہے اور وہ یہ کہ انہیں چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ انہیں حیض آ جائے اور پھر وہ حیض سے پاک ہو جائیں پھر ان کے شوہر کو بلایا جائے اور اس کے ساتھ دو مرد ہوں پھر اس سے کہا جائے کہ کیا تم نے فلاں عورت کو طلاق دی ہے اگر وہ کہے کہ ہاں تو پھر ایسی عورت کو تین ماہ چھوڑ دیا جائے پھر اس کو نکاح کا پیغام دیا جائے۔ (یعنی اس کی عدت اس سے شوہر کی توثیق کر دینے کے بعد شروع ہوگی۔)

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 249 حدیث 4418 اور 4419؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 313 باب 35 حدیث 1 اور باب 36 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 424 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 470 حدیث 1883

(42) امام جعفر صادق علیہ السلام: مجوسیہ (آتش پرست) عورت سے نکاح نہیں کیا جا سکتا البتہ مجوسیہ کنیز سے مجامعت کی جا سکتی ہے مگر اس سے بچہ پیدا کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 250 حدیث 4423؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 337 باب 6 حدیث 1 (بروایت امام محمد باقرؑ)؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 357 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 212 حدیث 757

(43) امام جعفر صادق علیہ السلام: ناصبیہ (دشمن اہل بیتؑ) عورت سے نکاح حرام ہے۔ اسی طرح اپنی لڑکی کو کسی مرد ناصبی کی زوجیت میں دینا حرام ہے یہاں تک کہ اپنی لڑکی کو اس کے پاس چھوڑے بھی نہیں۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 250 حدیث 4424؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 342 باب 10 حدیث 8؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 351 حدیث 16؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 303 حدیث 1263؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 184 حدیث 668

(44) امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر ایک قابلہ (دائی) نے کسی بچے کو جنوایا اگر وہ صرف بچہ جنوا کے چلی جائے تو ایسی قابلہ سے وہ بچہ جوان ہو کر نکاح کر سکتا ہے لیکن اگر وہ بچہ جنوا کر اس کی پرورش بھی کرے تو وہ اور اس کی بیٹی اس بچے پر حرام ہے کیونکہ ایسی قابلہ ماں کی طرح ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 251 حدیث 4431 اور 4432؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 315 باب 39 حدیث 1 اور 02؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 447 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 455 حدیث 1823؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 176 حدیث 639

(45) امام جعفر صادق علیہ السلام: ایسے لوگ جنہیں اہل بیت سے دشمنی نہیں مگر انہیں شک ہے اور یقین نہیں آتا کہ اہل بیت پر مظالم ہوئے ہیں اور اگر انہیں یقین آ جائے اور حق کو قبول کر لیں تو ایسے لوگوں کی بیٹیوں سے نکاح جائز ہے۔ مگر ان کو اپنی بیٹیاں دینا جائز نہیں۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 348 حدیث 1 اور صفحہ 349 حدیث 05؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 250 حدیث 4426؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 344 باب 11 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 304 حدیث 1266؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 184 حدیث 670؛ علل الشرائع صفحہ 502 حدیث 02

(46) امیر المومنین علیہ السلام: لے پالک (Adapted) لڑکیاں اور وہ لڑکیاں جنہیں کسی نے پالا ہو اس پر حرام ہیں چاہے وہ اس کی گود میں پلی ہوں یا نہ پلی ہوں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 254 حدیث 4448؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 295 باب 18 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 273 حدیث 1166؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 157 حدیث 570

(47) امیر المومنین علیہ السلام: اگر کسی شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اور دخول سے پہلے اسے طلاق دے دی تو اس عورت کی بیٹی سے نکاح کرنا اس کے لیے جائز ہے لیکن اس عورت کی ماں سے نکاح کرنا اس کے لیے جائز نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 295 باب 18 حدیث 3 اور 4؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم 273 حدیث 1166 اور 1167؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 157 حدیث 570

(48) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کسی شخص نے ایک عورت کے ساتھ حلال طریقے سے نکاح کیا ہو تو وہ عورت اس مرد کے لڑکے اور باپ کے لیے کبھی حلال نہیں ہوگی۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 255 حدیث 4456؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 273 باب 02 حدیث 2؛

فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 419 حدیث 07؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 15 حدیث 565

(49) امام جعفر صادق علیہ السلام: اجرت اور مزدوری پر نکاح کرنا حرام ہے اس طرح کہ کوئی آدمی کہے کہ میں تمہارے پاس فلاں فلاں کام کروں گا اور اس کے عوض تم اپنی بہن یا بیٹی کا نکاح مجھ سے کردو تو یہ حرام ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 259 حدیث 4471

(50) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: ماں کی طرف سے سوتیلے بھائی کا نکاح باپ کی طرف سے سوتیلی بہن سے جائز ہے۔ اور یہی صورت باپ کی طرف سے سوتیلے بھائی اور ماں کی طرف سے سوتیلی بہن کی بھی ہے۔ یعنی دونوں صورتیں جائز ہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 260 حدیث 4474

(51) امام جعفر صادق علیہ السلام: جولڑکی زنا سے پیدا ہوئی ہو اس سے نکاح شرعی اعتبار سے جائز ہے اگرچہ یہ ذلت اور بے عزتی کے خوف سے مکروہ ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 262 حدیث 4485؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 286 باب 14 حدیث 7؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 477 حدیث 1917

(52) امام محمد باقر علیہ السلام: بیوی کی بھانجی یا بھتیجی سے نکاح اس وقت تک حلال نہیں جب تک بیوی اجازت نہ دے دے۔ ہاں البتہ بیوی کی خالہ یا پھوپھی سے نکاح کیا جاسکتا ہے اور اس کے لیے بیوی کی اجازت لینا ضروری نہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 252 حدیث 4438؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 309 باب 30 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 424 حدیث 1؛ علل الشرائع صفحہ 499 حدیث 02

(53) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی شخص مذاق کے طور پر کسی عورت کو شادی کا پیغام دے اور وہ عورت مذاق میں اس سے نکاح کرے تو یہ کوئی چیز نہیں ہے اور ان کے نکاح کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔ اور کسی بھی مرد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس عورت سے نکاح کرلے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 262 حدیث 4486

(54) حضور اکرمؐ۔ اگر کوئی شخص دوسرے شخص سے کہے کہ تم اپنی بہن کا نکاح مجھ سے کردو تو میں اپنی بہن کا نکاح تم سے کردونگا تو یہ بات جائز نہیں ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 22 حدیث 4868

توضیح:

اس سے مراد وٹہ سٹہ کی شادی ہے جس کا رواج ہمارے معاشرے میں بہت ہے یہ ایک بری رسم ہے اس کو ختم ہونا چاہیے اس لیے کہ اس سے اگر ایک رشتہ میں اختلاف ہو جائے اور وہ ٹوٹ جائے تو اس کے وٹے والا رشتہ خواہ مخواہ ٹوٹ جاتا ہے۔ چاہے اختلاف نہ بھی ہو۔ اس لیے وٹہ سٹہ سے اجتناب کرنا چاہیے۔

(55) امام جعفر صادق علیہ السلام: عیسائی اور یہودی عورت سے نکاح جائز نہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 283 حدیث 458؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 334 باب 1 حدیث 5

(56) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے تو اس عورت کی بیٹی سے اس کا نکاح جائز نہیں۔ البتہ صرف بوس و کنار کرے پھر مضائقہ نہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 278 باب 6 حدیث 2؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 166 حدیث 607؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 415 حدیث 2؛ تہذیب الاِحکام جلد ہفتم صفحہ 33 حدیث 1356

(57) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی عورت سے بدکاری کرے تو اس کا نکاح اس عورت کی رضاعی ماں یا بیٹی سے جائز نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 280 باب 7 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 416 حدیث 8؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 167 حدیث 611؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم 331 حدیث 1360

(58) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے اور پھر اس عورت میں نیکی محسوس کرے تو اس سے نکاح کر سکتا ہے اور اگر یہ بات معلوم نہ ہو سکے تو اس کو فعل حرام کی دعوت دے اگر وہ مان جائے تو نکاح حرام ہے اور اگر انکار کر دے تو پھر اس سے نکاح کر سکتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 283 باب 11 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 355 حدیث 1؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 68 حدیث 615؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 328 حدیث 1349

(59) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی لڑکے سے اس طرح بدفعلی کرے کہ دخول ہو جائے تو اس لڑکے کی بیٹی، بہن اور ماں اس (فاعل) پر حرام ہو جائے گی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 288 باب 15 حدیث 1 اور 4؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 417 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 310 حدیث 1287

(60) امام جعفر صادق علیہ السلام: دس قسم کی کنیزیں حرام ہیں ان میں سے ایک ماں اور بیٹی کا جمع کرنا اور دوسری قسم دو بہنوں کا جمع کرنا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 299 باب 21 حدیث 3؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم (عربی) صفحہ 286 حدیث 1360

(61) امام جعفر صادق علیہ السلام: کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ اولاد فاطمہؑ میں سے دو سیدانیوں کو اپنے نکاح میں جمع کرے۔ کیونکہ یہ بات جناب سیدہؑ تک پہنچتی ہے اور ان پر بہت شاق گزرتی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 316 باب 40 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 463 حدیث 1855؛ علل الشرائع صفحہ 590 حدیث 38

(62) امام محمد باقر علیہ السلام: ایک آزاد شخص کنیز سے نکاح نہ کرے ہاں اگر اضطرار ہو تو پھر کر سکتا ہے۔ (یعنی آزاد عورت دستیاب نہ ہو)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 319 باب 45 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 360 حدیث 6

(63) امام جعفر صادق علیہ السلام: کسی مرد کے لیے (بیک وقت) چار عورتوں سے زیادہ سے نکاح جائز نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 325 باب 1 حدیث 1 اور 3؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 504 حدیث 1؛ تفسیر مجمع البیان جلد دوم صفحہ 6

(64) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس عورت کی اپنے شوہر سے علیحدگی ہو گئی ہو پھر اس کے ہاں بچہ پیدا ہو (تو چونکہ بچہ کی ولادت عدت کو مکمل کر دیتی ہے اس لیے) وہ اگر چاہے تو نفاس سے پاک ہونے سے قبل نکاح کر سکتی ہے لیکن اس کے شوہر کے لیے جائز نہیں کہ نفاس سے پاک ہونے سے پہلے اس سے مجامعت کرے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 253 حدیث 4445؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 326 باب 41 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 474 حدیث 1901

(65) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کسی شخص کے پاس چار بیویاں موجود ہوں اور وہ ان میں سے ایک کو طلاق دے اور اس کی عدت مکمل ہونے سے پہلے اور (پانچویں) عورت سے نکاح کرے تو وہ آخری عورت اپنے گھر والوں کے پاس جائے جب تک کہ پہلی مطلقہ اپنی عدت پوری نہ کرے۔ اور اگر اس شخص نے اس دوسری عورت سے دخول بھی کر لیا تو پھر وہ بھی عدت گزارے گی اور حق مہر بھی لے گی اور اگر دخول نہیں کیا تو پھر عدت واجب نہیں ہے اس کے گھر والے

چاہیں تو اس کی شادی کسی دوسری جگہ کر سکتے ہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 257 حدیث 4461؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 326 باب 03 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 430 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد پنجم صفحہ 294 حدیث 1235

توضیح:

چونکہ دوران عدت عورت اس کی بیوی متصور ہوتی ہے جو طلاق دیتا ہے اس لیے جب کسی کی چار عورتیں ہوں تو ایک کو طلاق دے دے اور اس کی عدت کے دوران ہی ایک اور شادی کرے تو یہ نکاح باطل ہوگا کیونکہ اس طرح وہ پانچویں شادی کرے گا جو شرعاً جائز نہیں ہے۔

(66) محمد باقرؑ۔ ایک آدمی کی تین کنواری لڑکیاں تھیں اس نے ان میں سے ایک لڑکی کا نکاح کیا مگر نہ شوہر کا نام بتایا اور نہ گوہوں کو بتایا کہ وہ کس لڑکی کا نکاح کر رہا ہے۔ اور شوہر نے لڑکی کا مہر بھی ادا کر دیا جب لڑکی کا باپ لڑکی کو لے کر شوہر کے پاس پہنچا اور شوہر کو اطلاع پہنچی کہ یہ اس کی سب سے بڑی لڑکی ہے تو اس نے لڑکی کے باپ سے کہا کہ تم نے اپنی سب سے چھوٹی لڑکی کے ساتھ میرا نکاح کیا ہے تو اگر شوہر نے ان تینوں لڑکیوں کو دیکھ لیا تھا اور ان میں سے کسی کا نام باپ کو نہیں بتایا تھا تو اس موقع پر باپ کا قول معتبر ہوگا اور باپ پر فرض یہ ہے کہ وہ اپنے اور خدا کے درمیان رکھ کر یہ بات بتائے کہ کیا وہ لڑکی جس کو وہ شوہر کے حوالے کر رہا ہے نکاح کرتے وقت بھی اس کی نیت میں یہی تھی اور اگر شوہر نے سب لڑکیوں کو نہیں دیکھا تھا اور ان میں سے کسی ایک کا نام نکاح کے وقت اس کو نہیں بتایا گیا تھا تو نکاح باطل ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 258 حدیث 4468؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 209 باب 15 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 412 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 393 حدیث 1574

(67) امام علی رضا علیہ السلام: ایک عورت کا نشہ کی حالت میں نکاح ہوا مگر جب ہوش میں آئی تو اس نے اس نکاح کا انکار کر دیا مگر پھر خیال آیا کہ شاید وہ نکاح لازم ہے لہٰذا ڈر گئی اور اسی نکاح پر اس شخص کے ساتھ رہ رہی تو نشہ اترنے کے بعد جب وہ اس مرد کے پاس رہ گئی تو یہ اس کی رضا ہے اور اس کا نکاح صحیح ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 251 حدیث 4430؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 208 باب 14 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 392 حدیث 1571؛ عیون اخبار الرضاؑ جلد دوم صفحہ 19 حدیث 44

(68) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی مرد کسی عورت سے نکاح کرے اور ابھی اس نے دخول نہ کیا ہو کہ دوسری عورت سے زنا کر بیٹھے (تو چونکہ وہ زانی ہے اس لیے) اس پر حد میں کوڑے لگائے جائیں گے اس کا سر مونڈ دیا جائے گا اور اس کی عورت سے اس کو ایک سال تک جدا رکھا جائے گا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 254 حدیث 4451؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 467 باب 17 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 489 حدیث 1866 اور جلد دہم صفحہ 36 حدیث 125؛ قرب الاسناد صفحہ 108

(69) امیر المومنینؑ و امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی عورت اپنے شوہر کے دخول کرنے سے پہلے زنا کی مرتکب ہو جائے تو عورت پر زنا کی حد جاری ہوگی اور اس کو اس کے شوہر سے جدا کر دیا جائے گا اور اس کے لیے کوئی مہر نہیں ہوگا کیونکہ یہ حرام اس کی طرف سے ہوا ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 254 اور 255 حدیث 4453 اور 4454؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 457 باب 6 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 490 حدیث 1969

(70) امام محمد باقر علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی بہن (سالی)، بیوی کی ماں (ساس) یا بیوی کی بیٹی (یا بیوی کی کسی اور رحمی رشتہ دار) سے زنا کا مرتکب ہو تو (حد شرعی تو جاری ہوگی لیکن) اس کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی کیونکہ حرام کبھی حلال کو فاسد نہیں کرتا اور حلال سے حرام کی درستگی اور اصلاح ہو جاتی ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 255 حدیث 4455 اور 4456؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 280 اور 281 باب 08 حدیث 03,02 اور 04؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 416 حدیث 04؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 330 حدیث 1359؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 167 حدیث 610

(71) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کسی شخص کی زوجیت میں کوئی عورت ہے اور اس نے بعد میں لاعلمی کی بنا پر اس عورت کی ماں یا اس کی لڑکی یا اس کی بہن سے نکاح کر لیا پھر بعد میں اس کو علم ہوا تو وہ اس عورت کو چھوڑ دے گا جس سے اس نے آخر میں نکاح کیا تھا اور پہلی بدستور اس کی زوجہ رہے گی اور اس سے اس وقت تک مقاربت نہیں کرے گا جب تک آخری والی (جس کو چھوڑا) کا رحم پاک صاف نہ ہو جائے اور اس سے جو بچہ ہوگا وہ اس مرد کا جائز بچہ ہوگا اور اس کی میراث پائے گا کیونکہ یہ سب کچھ لاعلمی ہوا تھا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 255 اور 256 حدیث 4456 اور 4458؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 305 باب 26 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 285 حدیث 1204؛ فروعِ کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 431

حدیث 04؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 169 حدیث 617

(72) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر ایک شخص کے نکاح میں تین عورتیں تھیں اور اس نے عقد واحد میں دو اور عورتوں سے نکاح کرلیا اور ان میں سے کسی ایک سے دخول کر کے مر گیا تو اگر اس نے اس عورت سے دخول کیا ہے جس کا نام عقد میں پہلا تھا تو اس کا نکاح جائز ہے اور اس عورت پر عدت بھی ہے اور اس کے لیے میراث بھی ہے لیکن اگر اس عورت سے دخول کیا جس کا نام عقد میں دوسرے نمبر پر لیا گیا تھا تو اس کا نکاح باطل ہے اس عورت کو میراث نہیں ملے گی مگر اس پر عدت ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 257 حدیث 4463؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 328 باب 5 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 430 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 295 حدیث 1236 اور جلد نہم صفحہ 385 حدیث 1374

(73) محمد باقرؑ۔ اگر دو آدمیوں نے دو عورتوں سے نکاح کیا مگر غلطی سے اس مرد کی عورت اُس مرد کے پاس پہنچ گئی اور اُس مرد کی عورت اِس مرد کے پاس پہنچ گئی تو وہ عورت اُس مرد کے لیے عدہ رکھے گی اور یہ عورت اس مرد کے لیے عدہ رکھے گی پھر ان دونوں میں سے ہر عورت اپنے مرد کے پاس واپس چلی جائے گی۔ (اور ان کے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔)

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 258 حدیث 4467؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 322 باب 49 حدیث 1

(74) امیر المومنین علیہ السلام: اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو اس حالت میں طلاق دے جبکہ وہ حاملہ ہو اور پھر قبل اس کے کہ اس کا بچہ پیدا ہو وہ اس کی بہن سے نکاح کرے تو اس پر لازم ہے کہ دوسری والی کو طلاق دے یہاں تک کہ پہلی (طلاق شدہ) کے ہاں بچہ پیدا ہو جائے پھر (چاہے تو) دوسری کو نکاح کا پیغام دے اور اسے دو مرتبہ حق مہر ادا کرے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 260 حدیث 4476؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 303 باب 24 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 284 حدیث 1202؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 430 حدیث 1

(75) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی عورت اپنی عدت کے دوران ہی دوسرا نکاح کرے تو اس کو اس کے شوہر سے جدا کر دیا جائے گا اور وہ عورت دونوں شوہروں کے لیے ایک ہی عدہ رکھے گی اگر چھے ماہ یا اس سے زیادہ میں اس کے بچہ ہو جائے تو وہ دوسرے شوہر کا اور اگر چھ ماہ سے کم میں پیدا ہو تو وہ پہلے شوہر کا ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 291 حدیث 4639؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 293 باب 17 حدیث 9؛

تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 309 حدیث 1283

(76) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص ایک عورت سے نکاح کرے لیکن ابھی نکاح کیے ہوئے چار ہی مہینے گزرے ہوں اور اس عوت کے بچہ پیدا ہو جائے اور مرد بچے سے انکار کرتا ہو اور عورت یہ گمان کرتی ہو کہ یہ بچہ اسی مرد کا ہے تو عورت کی بات کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ ان دونوں سے ملاعنت کرائی جائے گی اور ان دونوں کو جدا کر دیا جائے گا اور وہ عورت تا ابد اس مرد کے لیے حلال نہ ہوگی۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 291 حدیث 4642

(77) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی مسلمان اسلام سے مرتد ہو جائے تو اس کی عورت اس سے بائن ہو جائے گی جس طرح عورت تین طلاق سے بائن ہو جاتی ہے اور وہ عدہ رکھے گی جس طرح طلاق یافتہ عدہ رکھتی ہے اور اگر وہ اسلام کی طرف دوبارہ پلٹ آئے تو وہ پھر سے نکاح کرے گا اور اس کے لیے عورت کو عدہ کی ضرورت نہیں۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 263 حدیث 5713

(78) امام محمد باقر علیہ السلام: بیرون مدینہ کے رہنے والے دیہاتی سے کسی مہاجرہ عورت کا نکاح نہیں کرنا چاہے ورنہ وہ اس کو دارالہجرۃ (مدینہ) سے نکال کر دیہات لے جائے گا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 261 حدیث 4479؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 346 باب 14 حدیث 1

وہ عورتیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہیں:

(79) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: خدا نے قرآن میں سترہ قسم کی شرمگاہیں حرام قرار دی ہیں اور حضور اکرمؐ نے اپنی سنت میں بھی سترہ قسم کی شرم گاہیں حرام قرار دی ہیں۔ جن سترہ قسموں کا تذکرہ قرآن میں سے وہ یہ ہیں:

(1) زنا۔ (2) باپ کی بیوی سے نکاح۔ (3) مائیں۔ (4) بیٹیاں۔ (5) بہنیں۔ (6) پھوپھیاں۔ (7) خالائیں۔
(8) بھتیجیاں۔ (9) بھانجیاں۔ (10) رضاعی مائیں۔ (11) رضاعی بہنیں۔ (12) بیویوں کی مائیں (ساسیں)۔
(13) مدخولہ بیویوں کی ربیبہ لڑکیاں۔ (14) بیٹوں کی بیویاں (بہویں)۔ (15) دو بہنوں سے بیک وقت نکاح۔
(16) حائض سے مباشرت کرنا۔ (17) اعتکاف کی حالت میں مقاربت کرنا۔

جن سترہ قسموں کو سنت نے حرام قرار دیا وہ یہ ہیں:

(1) ماہ رمضان میں دن کے وقت مباشرت کرنا۔ (2) شرعی لعان کے بعد اس عورت سے نکاح کرنا۔ (3) عدت

کے اندر شادی کرنا۔ (4) احرام کی حالت میں مقاربت کرنا۔ (5) محرم کا نکاح کرنا یا پڑھنا۔ (6) ظہار کرنے والے کا کفارہ ادا کرنے سے پہلے مباشرت کرنا۔ (7) مشرکہ سے نکاح کرنا۔ (8) نوعدی طلاقوں کے بعد اس عورت سے نکاح کرنا۔ (9) آزاد عورت کی موجودگی میں کنیز سے شادی کرنا۔ (10) مسلمان عورت کی موجودگی میں ذمیہ سے شادی کرنا۔ (11) پھوپھی کی موجودگی میں (اس کی اجازت کے بغیر) اس کی بھتیجی سے شادی کرنا۔ (12) کسی کی کنیز سے اس کے مالک کی اجازت کے بغیر شادی کرنا۔ (13) جو شخص آزاد عورت سے شادی کر سکتا ہو اس کا کنیز سے شادی کرنا۔ (14) تقسیم سے پہلے کنیز سے مباشرت کرنا۔ (15) مشترکہ کنیز سے مقاربت کرنا۔ (16) خرید کردہ لونڈی سے استبراء سے پہلے مباشرت کرنا۔ (17) اس مکاتبہ (مطلقہ) سے مباشرت کرنا جس نے اپنی قیمت کا کچھ حصّہ ادا کر دیا ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 277 باب 1 حدیث 1؛ الخصال صفحہ 532 حدیث 10

جو رشتے رضاعت کی وجہ سے حرام ہیں اور ان کے احکام:

(80) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: رضاعت سے وہ سب رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب اور قرابت کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 295 حدیث 4665؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 254 باب 1 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 437 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 291 حدیث 1223 (بروایت امام جعفر صادقؑ)

(81) امام محمد باقر علیہ السلام: رضاعت سے کوئی چیز (رشتہ) حرام نہیں ہوتی جب تک ایک شب و روز تک یا پندرہ بار مسلسل نہ پلایا جائے اور وہ بھی ایک ہی عورت کا اور مسلسل بھی کہ اس دوران کسی اور عورت کا دودھ نہ پیا جائے لہٰذا اگر کوئی عورت کسی بچی یا بچے کو ایک فحل کا دس بار دودھ پلائے اور پھر دوسری عورت کسی اور فحل کا دس بار دودھ پلائے تو اس سے وہ ایک دوسرے پر حرام نہیں ہوں گے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 255 باب 2 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 315 حدیث 1304؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 192 حدیث 696

(82) امام جعفر صادق علیہ السلام: کوئی رضاعت حرمت کا باعث نہیں بنتی ماسوائے اس کے جو گوشت پیدا کرے اور ہڈی کو

مضبوط کرے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 258 باب 03 حدیث 1 اور 2؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 438 حدیث 1 اور 5؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 312 حدیث 1293 اور 1294؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 193 حدیث 698 اور 699

(83) امام جعفر صادق علیہ السلام: وہ رضاعت جو گوشت اور خون پیدا کرتی ہے وہ یہ ہے کہ جو بچہ ہر بار اس قدر پئے کہ اس کی کوکھ نکل آئے اور (پیٹ) بھر جائے اور بچہ خود بخود پینے سے رک جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 258 اور 259 باب 4 حدیث 1 اور 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 316 حدیث 1306 اور 1307؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 195 حدیث 707 اور 708

(84) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جب بچہ مکمل دو سال تک (اپنی ماں کا) دودھ پی لے تو پھر اس کے بعد دوسری عورت کا دودھ جتنا بھی پئے تو یہ رضاعت حرام نہیں کرے گی کیونکہ یہ رضاعت دودھ چھوٹنے کے بعد ہوئی ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 295 حدیث 4666؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 259 باب 05 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 443 حدیث 5؛ امالی شیخ صدوق (عربی) صفحہ 309 حدیث 04

(85) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی عورت کے بغیر ولادت کے دودھ بہنے لگا ہو اور اس نے کسی لڑکے اور لڑکی کو دودھ پلایا ہو تو وہ لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے پر حرام نہیں ہوں گے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 297 حدیث 4682؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 265 باب 09 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 446 حدیث 12

(86) محمد باقرؑ و امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی شیر خوار (دودھ پینے والی) بچی سے نکاح کرے اور اسے اس کی بیوی یا اس کی ام ولد (کنیز) دودھ پلا دے تو وہ اس پر حرام ہو جائے گی اور (دونوں کا) نکاح باطل ہو جائے گا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 296 حدیث 4670؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 265 باب 10 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 444 حدیث 4 اور صفحہ 445 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 293 حدیث 1231

توضیح:

چھوٹی اس لیے حرام ہوگی کہ وہ اپنے شوہر کی رضاعی بیٹی بن جائے گی اور اسی وجہ سے ان کا نکاح فسخ ہو جائے گا اور

بڑی بیوی کا نکاح اس لیے باطل ہوجائے گا کہ وہ اس کی (چھوٹی) بیوی کی رضاعی ماں (ساس) بن جائے گی۔

(87) امام محمد باقر علیہ السلام: جب کوئی بچہ بہت سی عورتوں کا دودھ پیے اور رضاعت اپنے مقررشرائط کے ساتھ ثابت بھی ہوجائے یا اس سے اس کا گوشت و پوست اُگ آئے تو اس بچہ پر ان تمام عورتوں کی بیٹیاں حرام ہوجائیں گی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 268 باب 15 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 446 حدیث 15

(88) امام علی نقی علیہ السلام: اگر کسی عورت نے کسی مرد کی کچھ اولاد کو دودھ پلایا ہو تو اس عورت کی اولاد (بیٹیاں) اس مرد کے لیے جائز نہیں ہے کیونکہ اس عورت کی اولاد اس مرد کی اولاد کے برابر ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 268 باب 16 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 296 حدیث 4669؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 321 حدیث 1324؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 201 حدیث 627

(89) امام محمد باقر علیہ السلام: یہودی اور عیسائی عورت سے اپنے بچے کو دودھ پلوانا جائز ہے بشرطیکہ اس سے یہ طے کرلیا گیا ہو کہ وہ شراب نہیں پیے گی اور حرام چیزیں نہیں کھائے گی (جیسے سور کا گوشت وغیرہ) اور بچے کو اپنے گھر بھی نہیں لے جائے گی اور زانیہ عورت سے بھی اپنے بچے کو دودھ مت پلواؤ یہ تمہارے لیے حلال نہیں اور کسی مجوسی عورت سے اپنے بچے کو دودھ مت پلواؤ لیکن اگر تم مجبور ہو تو پھر پلوا سکتے ہو۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 297 حدیث 4680؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 159 باب 76 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 116 حدیث 401

(90) امام محمد باقر علیہ السلام: دایہ اور دودھ پلانے والی پر خاص نظر رکھی جائے کہ وہ حسین اور صاف ستھری ہو اس لیے کہ دودھ کا اثر پھیلتا ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 297 حدیث 4677؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 160 باب 79 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 44 حدیث 13,12؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 101 حدیث 376

(91) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: زانی عورت سے بچے کو دودھ پلوانا درست نہیں اور نہ اس لڑکی کا دودھ پلوانا درست ہے جو زنا سے پیدا ہوئی ہو۔ (یعنی ولد الزنا)

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 297 حدیث 4678؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 158 باب 75 حدیث 1؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 321 حدیث 1144؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 44 حدیث 11؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 108 حدیث 368

(92) حضور اکرم ﷺ: اپنے بچوں کو احمق عورتوں کا دودھ نہ پلواؤ اس لیے کہ دودھ کا اثر پھیلتا ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 297 حدیث 3679؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 160 باب 78 حدیث 2 بروایت امام محمد باقرؑ؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 43 حدیث 8؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 110 حدیث 375

(93) امیر المومنین علیہ السلام: اگر کوئی شخص مرجائے اور دودھ پیتا بچہ چھوڑ جائے تو اس کے دودھ پلانے کی اجرت اس کے باپ یا ماں کی میراث میں سے ادا کی جائے گی۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 298 حدیث 4685

(94) امام جعفر صادق علیہ السلام: لڑکی کا نکاح ہمیشہ ایسے مرد سے کرنا چاہیے جو اس کا کفو (ہمسر) ہو غیر کفو میں لڑکی کا نکاح کبھی نہیں کرنا چاہیے کیونکہ ایسی صورت میں اکثر بہت سی شرعی اور معاشرتی قباحتیں پیدا ہوجاتی ہیں چنانچہ کسی ایسی لڑکی کا نکاح جس پر صدقہ حرام ہو کسی ایسے مرد سے کرنا جس پر صدقہ حلال ہو کسی صورت بھی درست نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ ایک دوسرے کے لیے کفو نہیں ہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد پنجم (عربی) صفحہ 345 باب اکفاء

(95) حضور اکرم ﷺ: ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کے لیے اور ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کے لیے ہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ سوم صفحہ 241 حدیث 4384؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 84 باب 27 حدیث 06

(96) حضور اکرم ﷺ: مومن مرد مومنہ عورت کا کفو ہے اور مسلمان مرد مسلمان عورت کا کفو ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 79 باب 25 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 339 حدیث 1

(97) امام جعفر صادق علیہ السلام: مومنین آپس میں ایک دوسرے کے کفو اور ہمسر ہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 241 حدیث 4385؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 84 باب 27 حدیث 7

وہ عیوب جن کی وجہ سے نکاح فسخ کیا جاسکتا ہے

(98) امام جعفر صادق علیہ السلام: چار عیوب کی وجہ سے عورت کو رد کیا جاسکتا ہے۔ (یعنی نکاح فسخ کیا جاسکتا ہے)۔ (1) برص سے۔ (2) جزام۔ (3) کوڑھ سے۔ (3) جنون (دیوانگی) سے۔ (4) قرن وعفل سے یعنی عورت کی شرمگاہ کے اندر سینگ نما ہڈی کا ہوجانا جس کی وجہ سے دخول نہ کیا جاسکے۔

ان عیوب کی وجہ سے بھی نکاح اس وقت تک فسخ کیا جاسکتا ہے جب تک کہ مجامعت نہ کی ہو۔اور جب مجامعت کر لی تو پھر نکاح فسخ نہیں کیا جاسکتا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 264 حدیث 4495؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 452 باب 1 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 409 حدیث 16؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 427 حدیث 1703؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 248 حدیث 889

(99) محمد باقرؑ وامام جعفر صادق علیہ السلام: اگر عورت کانی ہو تو اسے واپس نہیں کیا جاسکتا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 264 حدیث 4496، 4498؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 452 باب 1 حدیث 4؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 406 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 426 حدیث 1701؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 247 حدیث 886

(100) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص ایک عورت سے اس کے ولی کی اجازت سے نکاح کرے۔اور وہ عورت ہڈی والی یا برص والی یا جنون والی یا افضا شدہ یا زمین گیر نکلے تو اسے بغیر طلاق اس کے خاندان میں واپس لوٹایا جاسکتا ہے اور (شوہر اپنا ادا کردہ) حق مہر عورت کے ولی سے وصول کرے گا جس نے دھوکا دیا۔اگر ولی کو بھی اسی عیب کا کوئی علم نہیں تھا تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔مگر عورت کو اس کے خاندان میں لوٹایا جائے گا۔اگر شوہر کو اپنے ادا کردہ حق مہر میں سے کوئی چیز مل جائے تو وہ اس کی ہے اور اگر کچھ نہ ملے تو پھر اس کے لیے کچھ نہیں ہے۔اور اگر شوہر نے دخول کیا تھا تو وہ عورت طلاق یافتہ عورت کی طرح عدت گزارے گی۔اور اگر شوہر نے دخول نہیں کیا تھا تو پھر نہ اس کے لیے عدت ہے اور نہ حق مہر ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 453 باب 02 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 408 حدیث 14؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 247 حدیث 885؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 425 حدیث 1699

(101) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی شخص نے کسی عورت سے شادی کی اور اس میں ہڈی پائی (یا کوئی بھی عیب پایا) تو اگر اسے دخول سے پہلے اس عیب کا علم ہو گیا اور اس کے باوجود اس نے مجامعت کر لی تو گویا وہ اس کے ساتھ راضی ہو گیا۔(لہٰذا نکاح فسخ نہیں کر سکتا۔) اور اگر اسے دخول کے بعد اس عیب کا علم ہوا تو پھر چاہے تو اسے اپنے پاس رکھے اور چاہے تو اسے طلاق دے دے (یعنی نکاح فسخ کر دے)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 455 باب 3 حدث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 409 حدیث 18؛ من لا

یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 265 حدیث 4499؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 427 حدیث 1704؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 249 حدیث 890

(102) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر ایک آزاد عورت نے لاعلمی میں ایک شخص سے اس کو آزاد سمجھ کر شادی کی مگر بعد میں پتہ چلا کہ وہ غلام ہے تو اسے اختیار ہے چاہے تو اس کے ساتھ رہے اور چاہے تو نہ رہے۔ (یعنی اپنا نکاح فسخ کردے) اور اگر اس شخص نے اس سے دخول کیا ہے تو وہ حق مہر کی حقدار ہے۔ اور اگر ہنوز دخول نہیں ہوا تو پھر وہ کسی چیز کی حقدار نہیں ہے۔ اور اگر عورت کو حقیقت حال کا علم ہو جانے کے بعد مرد اس سے دخول کرے اور وہ اس کا اقرار کرے۔ (یعنی راضی ہو جائے) تو پھر وہ شخص اس کا مالک ہے (یعنی پھر نکاح فسخ نہیں کرسکتی۔)

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 277 حدیث 4568 (بروایت محمد امام باقرؑ)؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 460 باب 11 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 410 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 428 حدیث 1707

(103) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کسی عورت کا شوہر دیوانہ ہو جائے تو عورت اگر چاہے تو (نکاح فسخ کرکے) اپنے آپ کو اس سے الگ کرسکتی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 461 باب 12 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 428 حدیث 1708؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 151 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم (عربی) صفحہ 338 حدیث 1628

(104) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی خصی شخص نے دھوکہ دہی سے کسی عورت سے شادی کرلی تو اگر عورت چاہے تو ان کے درمیان (عورت کا نکاح فسخ کرکے) جدائی کی جاسکتی ہے اور اس (دھوکہ باز شوہر) کے سر پر ضرب لگائی جائے گی (یعنی اسے تعزیز لگائی جائے گی) اور اگر عورت اس شخص کے ساتھ رہنے پر راضی ہو جائے تو پھر اسے اس کے بعد انکار کا کوئی اختیار نہ ہوگا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 462 باب 13 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد سوم صفحہ 268 حدیث 1274؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 410 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 432 حدیث 1720

ایک بیوی کو دوسری بیوی پر ترجیح دینا:

(105) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کسی کے پاس زوجہ موجود ہو اور وہ دوسری شادی کرلے تو اگر دوسری بیوی کنواری ہے تو اسے پہلی

بیوی پر سات دن تک ترجیح دے سکتا ہے۔ اور اگر وہ کنواری نہیں ہے تو پھر تین دن تک ترجیح دے سکتا ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 261 حدیث 4480؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 92 باب 02 حدیث 1

(106) جعفر صادقؑ و امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کسی کے عقد میں چار عورتیں ہوں تو ہر عورت کے لیے ایک شب ہوگی۔ اور کسی کو کسی پر ترجیح نہیں دی جا سکتی۔ لیکن اگر اس کے پاس چار عورتیں نہیں ہیں بلکہ دو یا تین ہیں تو اس کو حق ہے کہ کسی عورت کو کسی عورت پر ترجیح دے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 261 حدیث 4482؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 97 باب 09 حدیث 1 اور 2

(107) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کسی شخص کی دو بیویاں ہوں جن میں ایک آزاد عورت ہو اور ایک کنیز ہو تو تقسیم اوقات کے سلسلہ میں اور نان نفقہ کے سلسلہ میں آزاد عورت کو کنیز سے دگنا دیا جائے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 96 باب 8 حدیث 2,1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 421 حدیث 1684 اور 1686

افضاء:

(108) محمد باقرؑ و امام جعفر صادق علیہ السلام: کسی لڑکی سے اس وقت تک دخول جائز نہیں جب تک وہ نو یا دس سال کی نہ ہو جائے (یعنی بالغ نہ ہو جائے)

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 252 حدیث 4440؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 98 باب 45 حدیث 1 اور 2

(109) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی باکرہ لڑکی سے نکاح کرے اور اس سے دخول کرے اور اس کا افضا ہو جائے (یعنی شرمگاہ شگافتہ ہو کر پیشاب کا مقام اور حیض کا مقام ایک ہو جائے) تو اگر جس وقت اس نے دخول کیا تھا اس وقت لڑکی کی عمر نو سال یا اس سے زیادہ تھی (یعنی بالغ تھی) تو مرد پر کچھ نہیں ہے لیکن اگر وہ نو سال کی نہیں ہوئی تھی تو اس نے اس لڑکی کو دوسرے شوہروں کے قابل نہیں چھوڑا۔ اور اسے بے کار و فاسد کر دیا تو اس صورت میں اس پر تاوان لازم ہے۔ لیکن اگر وہ اس کو طلاق نہیں دیتا۔ اور زندگی بھر اپنے پاس رکھتا ہے۔ تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 263 حدیث 4493؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 98 باب 45 حدیث 5

(110) امیر المومنین و جعفر صادق علیہ السلام: اگر نابالغ لڑکی سے دخول کیا جائے اور اس کا افضاء ہو جائے تو اس کا تاوان پوری دیت ہے اور افضاء کرنے والے کو مجبور کیا جائے کہ وہ اس لڑکی کو اپنے پاس رکھے اس لیے کہ وہ مردوں کے قابل نہیں رہی۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 149 حدیث 5329

نکاح کا خطبہ اور صیغے جاری کرنا:

(111) امیر المومنین علیہ السلام: نکاح کا خطبہ فصیح و بلیغ ہونا چاہیے جو خدا کی حمد و ثناء اور تقویٰ اور خشیت الٰہی پر مشتمل ہونا چاہیے اور آخر میں محمدؐ و آل محمدؐ پر درود پڑھنا چاہیے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 95 باب 42 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 369 حدیث 1

(112) امام زین العابدین علیہ السلام: جب خدا کی ثناء کردی جائے تو گویا کہ (نکاح کا) خطبہ پڑھا گیا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 95 باب 41 حدیث 02؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 268 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 408 حدیث 02

(113) امام جعفر صادق علیہ السلام: نکاح خطبے کے بغیر بھی ہوسکتا ہے (کیونکہ خطبہ مستحب ہے واجب نہیں)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 95 باب 41 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 268 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 249 حدیث 1078 اور صفحہ 408 حدیث 1529

(114) امام محمد تقی علیہ السلام: دولہا نکاح کا خطبہ خود بھی پڑھ سکتا ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 244 حدیث 4499؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 190 باب 1 حدیث 2؛ الارشاد شیخ مفیدؒ صفحہ 321

(115) امام محمد تقی علیہ السلام: دولہا خود (یا اس کا وکیل اگر مقرر ہو تو دلہن سے یا) اس کے سرپرست (ولی) سے پوچھے کہ کیا تمہیں اتنے (جو مقرر کریں) حق مہر پر فلاں سے نکاح قبول ہے اور (دلہن یا) اس کا (سرپرست) کہے کہ ہاں قبول ہے (تو نکاح مکمل ہے)

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

توضیح:

نکاح کے احکام آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں میں نے کافی کوشش کی ہے کہ مجھے وہ لفظ مل جائیں جو ہم پڑھتے ہیں لیکن وہ نہ مل سکے۔ صرف اتنا ہی ہے کہ وہ کہے کہ میں نے تم سے نکاح کیا اور دوسرا قبول کرے تو اس طرح نکاح ہو جاتا ہے خطبہ صرف خدا کی حمد و ثناء کرلینا کافی ہے ویسے جتنا زیادہ پڑھیں مستحب ہے یہ شرط ہمیں کہیں نہیں مل سکی کہ صیغے لازمی عربی زبان میں پڑھے جائیں البتہ یہ بھی کہیں نہیں ملا کہ کسی اور زبان میں پڑھ لیں لیکن کسی اور زبان میں پڑھنے سے منع بھی نہیں ہے۔

نکاح متعہ (عارضی نکاح) کے احکام:

(116) ارشادخداوندی ہے: فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ۚ

ترجمہ: "پھران سے جن سے تم متعہ کرلو تو مقرر کیا ہوا مہران کو دے دو اور مہر مقرر ہو جانے کے بعد آپس میں اگر تم کچھ کمی بیشی پر راضی ہو جاؤ تو تم پر کوئی الزام نہیں"۔ (ترجمہ سید مقبول احمد دہلویؒ)

حوالہ: القرآن سورۃ النساء آیت 24

(117) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص ہماری رجعت اور متعہ پر ایمان نہیں رکھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 282 حدیث 4583؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 349 باب 1 حدیث 07

(118) امام علی رضاؑ۔ متعہ صرف اس شخص کے لیے حلال ہے جو اس کی معرفت رکھتا ہو۔ (یعنی اس کے مسائل سے واقف ہو) اور جو اس سے جاہل اور ناواقف ہو اس کے لیے حرام ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 282 حدیث 4584؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 349 باب 1 حدیث 8

(119) امام جعفر صادق علیہ السلام: متعہ جس قدر (جتنی) عورتوں سے چاہو کیا جا سکتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 355 باب 04 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 451 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 258 حدیث 1118؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 147 حدیث 536

(120) امام جعفر صادق علیہ السلام: عقد متعہ صرف پاکدامن (عفیفہ) عورت سے کرنا چاہیے اگر عورت پاکدامن نہ ہو تو عقد متعہ نہیں کرنا چاہیے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 357 باب 06 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 453 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 252 حدیث 1086؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 142 حدیث 512؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 283 حدیث 4587 (بروایت امام علی رضاؑ)

(121) امام جعفر صادق علیہ السلام: متعہ مومنہ عورت سے کرنا چاہیے اگر مومنہ نہ ہو تو اسے حق کی دعوت دیں اگر قبول کرے تو پھر متعہ کرلیں اور اگر انکار کرے تو پھر اسے چھوڑ دیں (یعنی متعہ نہ کریں)۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 357 باب 07 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 454 حدیث 05؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 252 حدیث 1088

(122) امام جعفر صادق علیہ السلام: چار قسم کی عورتوں سے متعہ نہیں کیا جاسکتا ہے:

1-کواشف یعنی جو پردہ نہیں کرتیں، بے شرم و بے حیا ہیں اور (بدکاری کے لیے) ان کے گھر مشہور ہیں جہاں لوگ آتے جاتے ہیں۔

2- دواعی یعنی جو خود لوگوں کو گناہ کی دعوت دیتی ہیں اور بگاڑ میں مشہور ہیں۔

3- بغایا یعنی جو زنا کاری میں مشہور ہیں۔

4-ذوات الازواج یعنی جن کو غیر شرعی طریقہ پر طلاق دی گئی ہو (ایک ہی نشست میں تین طلاقیں دی گئی ہوں)

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 282 حدیث 4586؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 358 باب 8 حدیث 3؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 454 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 252 حدیث 1088؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 143 حدیث 514؛ معانی الاخبار صفحہ 225 حدیث 1

(123) جعفر صادقؑ و امام علی رضاؑ۔ جس کنواری لڑکی کا باپ (یا ولی) موجود ہو تو اس کے باپ کی اجازت کے بغیر اس سے متعہ کرنا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 284 حدیث 4593؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 361 اور 362 باب 11 حدیث 9؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 254 حدیث 1099؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 145 حدیث 527

(124) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی باکرہ لڑکی سے متعہ اس کے خاندان کے لیے عیب و نقص کا باعث بنے تو مکروہ ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 284 حدیث 4592؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 362 باب 11 حدیث 7؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 462 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 255 حدیث 1102؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 146 حدیث 530

(125) امام جعفر صادق علیہ السلام: کمسن لڑکی سے متعہ نہیں کرنا چاہیے جس کے بارے میں کہا جاسکتا ہے ہو کہ اسے دھوکا دیا گیا ہے بلکہ ضروری ہے کہ وہ لڑکی اس عمر کو پہنچی ہوئی ہو کہ اسے دھوکہ نہ دیا جاسکے اور (بہتر یہ ہے کہ) جب دس سال کی ہو جائے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 283 حدیث 4591؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 363 باب 12 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 255 حدیث 1100؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 145 حدیث 528

توضیح:

دس سال احتیاط کے طور پر امامؑ نے بیان فرمایا ہے ورنہ نو سال کی لڑکی بالغ ہو جاتی ہے اور بالغ لڑکی سے متعہ کیا جاسکتا ہے جیسا کہ آگے تفصیل آئے گی۔

(126) امام جعفر صادق علیہ السلام: باکرہ لڑکی سے متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں مگر یہ کہ وہ چھوٹی (نابالغہ) نہ ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 363 باب 12 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 463 حدیث 4

(127) امام جعفر صادق علیہ السلام: یہودی (اہل کتاب) اور نصرانی (عیسائی) عورت سے متعہ کرنا جائز نہیں اور نہ ہی نکاح دائمی جائز ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 283 حدیث 4588؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 264 باب 13 حدیث 4

(128) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی عورت کی کنیز سے اس کی اجازت کے بغیر متعہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں مگر کسی مرد کی کنیز سے اس کی اجازت کے بغیر متعہ کرنا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 364 باب 14 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 464 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 258 حدیث 1116؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 219 حدیث 797

(129) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو عورت متعہ کے (مسائل کے) بارے میں نہ جانتی ہو اور اس پر ایمان نہ رکھتی ہو اس سے متعہ کرنا جائز نہیں ہے البتہ اسے متعہ کے بارے میں تمام حقائق بتائے جائیں اگر وہ قبول کرے تو اس سے متعہ کیا جاسکتا ہے اور اگر قبول نہ کرے تو پھر اس سے متعہ نہیں کیا جاسکتا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 282 حدیث 4586

(130) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب تم عورت سے متعہ کی شرطیں طے کر لو تو عقد کے بعد ان کا اعادہ کرو پس اگر وہ راضی ہو تو وہ نافذ العمل ہوں گی ورنہ عقد سے پہلے والی شرطیں نافذ نہ ہوں گی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 367 باب 19 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 456 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 263 حدیث 1139

(131) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر (عقد کے وقت) مدت کا تذکرہ کیا گیا تو وہ متعہ ہوگا اور اگر مدت کا تذکرہ نہ کیا گیا تو پھر وہ نکاح دائمی بن جائے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 368 باب 20 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 456 حدیث 04؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 262 حدیث 1134

(132) امام جعفر صادق علیہ السلام: متعہ حق مہر اور مدت پر جس قدر دونوں راضی ہوجائیں درست ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 369 باب 21 حدیث 02؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 457 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 260 حدیث 1127 اور صفحہ 264 حدیث 1141؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 149 حدیث 547

(133) امام جعفر صادق علیہ السلام: متعہ میں کم از کم حق مہر آٹے، ستو اور کھجور کی ایک مٹھی بھی کافی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 369 باب 21 حدیث 3؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 457 حدیث 4

(134) امام جعفر صادق علیہ السلام: متعہ والی عورت کی عدت اگر اسے حیض آتا ہے تو ایک حیض اور اگر حیض نہیں آتا تو پھر پینتالیس دن ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 370 باب 22 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 458 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 165 حدیث 573

(135) امام مہدیؑ۔ متعہ والی عورت کی عدت کم از کم ایک حیض اور ایک طہر ہے۔ پس اگر کسی عورت نے متعہ کیا اور ابھی کچھ دن باقی تھے کہ مرد نے بقیہ مدت اسے بخش دی اور اس سے تین دن پہلے عورت کو حیض شروع ہو چکا تھا تو اب حیض سے پاک ہوتے ہی کوئی دوسرا شخص اس سے متعہ نہیں کرسکتا کیونکہ یہ حیض ناقص ہے (کیونکہ تین دن پہلے شروع ہو چکا تھا) اور اس عورت کو اس (ناقص) حیض کے علاوہ ایک اور حیض گزارنا پڑے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 370 باب 22 حدیث 4؛ احتجاج طبرسی صفحہ 488

(136) علی رضاؑ: متعہ ایک سال یا اس سے کم زیادہ مدت کے لیے کیا جاسکتا ہے (یعنی جو مدت مرضی معین کرلیں دونوں کی مرضی پر ہے)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 372 باب 25 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 359 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 266 حدیث 1147؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 151 حدیث 553

(137) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: ایک شخص ایک ہی عورت سے جتنی بار چاہے متعہ کرسکتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 374 باب 26 حدیث 2؛ قرب الاسناد صفحہ 109

توضیح:

مطلب یہ کہ اگر ایک بار متعہ کی مدت ختم ہوئی یا بخش کر ختم کر دی تو پھر اگر چاہیں تو متعہ کر لیں اور نکاح دائمی کی طرح عورت تیسری بار یا نویں بار حرام نہیں ہو جاتی جتنی بار چاہے متعہ کر سکتا ہے۔

(138) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی عورت سے مقرر مہر پر ایک ماہ (یا جو مدت مقرر کریں) کے لیے متعہ کرے اور وہ عورت کچھ دن آئے اور کچھ دن نہ آئے تو مرد کا حق ہے کہ جتنے دن نہیں آئی اتنی مقدار سے حق مہر روک لے مگر حیض کے دن چھوڑ کر کیونکہ وہ ایام عورت کے ہیں۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 284 حدیث 4596؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 374 باب 27 حدیث 02

(139) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس شخص کی چار بیویاں ہوں وہ بغیر ولی اور گواہوں کے جس قدر عورتوں سے چاہے متعہ کر سکتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 376 باب 31 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 451 حدیث 06

(140) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر میاں بیوی میں سے کوئی مدت کے اندر مر جائے تو کوئی باہمی وراثت نہیں ہوگی۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 286 حدیث 4605؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 377 باب 32 حدیث 06

(141) امام علی رضا علیہ السلام: عقد متعہ میراث کے ساتھ تزویج بھی ہے اور میراث کے بغیر نکاح بھی یعنی اگر عورت (اور مرد) وراثت کی شرط مقرر کر لیں تو وراثت ہوگی ورنہ نہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 376 باب 32 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 465 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 264 حدیث 1140؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 149 حدیث 546؛ قرب الاسناد صفحہ 159

(142) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر متعہ والی عورت حاملہ ہو جائے تو وہ بچہ اس شخص کا ہوگا جس نے متعہ کیا ہو۔ (اور اس کی وراثت پائے گا)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 377 باب 33 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 464 حدیث 01؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 264 حدیث 1141 اور صفحہ 269 حدیث 1154؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 149 حدیث 547 اور صفحہ 152 حدیث 557

(143) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص ایک عورت سے ایک مہینہ کے لیے متعہ کرے لیکن اس مہینے کا نام نہ لے پھر کئی سال بعد اس سے ملاقات ہو تو اگر اس نے مہینے کا نام لیا تھا تو وہ مہینہ اس کا ہے اور اگر اس نے مہینہ کا نام نہیں لیا تھا تو پھر اس کو اس عورت پر کوئی اختیار نہیں۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 287 حدیث 4609؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 379 باب 35 حدیث 1؛
فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 466 حدیث 04؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 267 حدیث 1150

(144) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر متعہ کے عقد میں عورت یہ شرط رکھے کہ تو (مرد) مجھ سے ہر قسم کے وہ تمتعات حاصل کر سکتا ہے جو ایک شوہر بیوی سے حاصل کرتا ہے ماسوائے اندام نہانی کے کیونکہ مجھے اپنی رسوائی کا اندیشہ ہے تو یہ جائز ہے اور مرد کے لیے صرف وہی تمتعات روا ہیں جن کا شرط میں تذکرہ کیا گیا ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 379 باب 36 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 467 حدیث 9؛
تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 240 حدیث 1160

(145) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی شخص کی نیت متعہ کرنے کی ہو لیکن وہ متعہ کا صیغہ پڑھنا بھول جائے اور مجامعت کر لے تو اس پر حد واجب نہیں ہو گی لیکن اس پر فرض ہے کہ اس کے بعد مجامعت کرنے سے پہلے صیغہ پڑھ لے اور جو کچھ ہو گیا اس کے لیے خدا سے مغفرت کرے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 287 حدیث 4610؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 280 باب 39 حدیث 1؛
فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 466 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 479 حدیث 1924

(146) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی عورت نے کسی مرد سے متعہ کیا ہوا ہو اور اس کی مدت پوری نہ ہوئی ہو اور اس کے گھر والے اس کا نکاح کسی اور شخص سے کر دیں تو جس مرد سے اس نے متعہ کیا ہوا تھا اس کو چاہیے کہ اللہ سے ڈرے اور اس عورت پر متعہ کے جتنے ایام باقی رہ گئے ہیں اسے بخش دے کیونکہ وہ بیچاری مصیبت میں مبتلا ہے۔ اور عورت پر بھی واجب ہے کہ جب تک متعہ کی مدت اور اس کی عدت پوری نہ ہو جائے وہ اپنے شوہر کو اپنے نفس پر قابو نہ دے اور اس کے بعد (یعنی عدت پوری ہونے کے بعد) اپنے شوہر کو بتا دے کہ میرے گھر والوں نے مجھ سے اجازت نہیں لی اور بغیر میری اجازت کے میرا نکاح آپ سے کر دیا اب میں راضی ہوں اور آپ آج مجھ سے اپنا نکاح صحیح کر لیں جو صرف میرے اور آپ کے درمیان ہو۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 284 حدیث 4599؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 381 باب 41 حدیث 1؛
فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 466 حدیث 06

(147) امام علی رضا علیہ السلام: متعہ والی عورت کو ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 382 باب 42 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 467 حدیث 03

(148) امام علی رضاؑ: اگر کسی عورت نے متعہ کیا ہوا ہو اور وہ عدت کی مدت پوری ہونے سے پہلے کسی دوسرے مرد سے نکاح (دائمی) یا نکاح متعہ کرلے اور مرد کو اس بات کا علم نہ ہو تو ایسا متعہ مرد کے لیے جائز ہے اور سارا گناہ اس عورت پر ہوگا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 285 حدیث 4599

(149) امام موسیٰ کاظمؑ: اگر کوئی شخص کسی عورت سے مقررہ مدت کے لیے متعہ کرے تو جب ان دونوں کے درمیان مقررہ مدت ختم ہو جائے تو اس شخص پر اس عورت کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے لیکن اگر مقررہ مدت ختم نہ ہوئی ہو تو حرام ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 285 حدیث 4603

(150) امام علی رضاؑ: اگر ایک شخص نے کسی عورت سے متعہ کیا ہو تو اس کے لیے جائز نہیں کہ اس عورت کی لڑکی سے نکاح دائمی کرے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 286 حدیث 2604

(151) امام محمد باقرؑ: مرد اگر چاہے تو اپنی عورت ہونے کے باوجود متعہ کرسکتا ہے۔ اگرچہ وہ اپنی عورت کے ساتھ اپنے شہر میں مقیم ہی کیوں نہ ہو۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 286 حدیث 2605

(152) امام جعفر صادقؑ: مرد اگر متعہ کی مدت کے اندر اندر مر جائے تو عورت کی عدت چار ماہ دس دن ہوگی اور وہ ترک زینت بھی کرے گی۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 286 حدیث 22606

نکاح متعہ کا صیغہ:

(153) امام جعفر صادقؑ: جب انسان متعہ کرے تو عورت سے کہے۔ "تو مجھ سے اپنے نفس کا عقد متعہ کر کتاب خدا اور سنت رسولؐ کے مطابق یہ نکاح ہوگا زنا نہیں ہوگا اس عہد پر کہ نہ میں تیرا وارث ہوں گا اور نہ تو میری وارث ہوگی اور نہ میں تیرے بچے کا طلبگار رہوں گا یہ فلاں مدت تک ہوگا اور اگر بعد میں میرا جی چاہا تو میں اس مدت کو بڑھا لوں گا اور تو بھی بڑھائے گی۔" (جب عورت قبول کرے تو نکاح مکمل ہوگیا)

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 284 حدیث 4697؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 366 باب 18 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 263 حدیث 1136

آداب جماع:

(154) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب اپنی اہلیہ سے دخول کرنے لگو تو پہلے رُو بقبلہ ہو کر اور اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھو:

اللهم بامانتك اخذتها وبكلماتك استحللتها فان قضيت لى منها ولداً فاجعله مباركاً تقياً من شيعة آل محمد ولا تجعل للشيطان فيه شركاً ولا نصيباً۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 106 باب 55 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 500 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد سوم صفحہ 254 حدیث 1205

(155) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و امیر المومنین علیہ السلام: جب کوئی اپنی اہلیہ کے پاس جائے تو پرندے کی طرح نہ جائے بلکہ اسے چاہیے کہ کچھ دیر ٹھہر کر اور کچھ دیر ہنسی مذاق کر کے جائے اور جلد بازی نہ کرے کیونکہ عورتوں کے بھی کچھ ضروریات ہوتے ہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 107 باب 56 حدیث 4,1؛ الخصال، شیخ صدوقؒ صفحہ 610 حدیث 10؛ فروع کافی، جلد پنجم صفحہ 497 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 412 حدیث 1648

(156) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مومن کا ہر لہو و بے ہودہ کام باطل ہے سوائے تین کاموں کے: (1) گھوڑے کو سدھانا۔ (2) کمان سے تیر اندازی کرنا۔ (3) اپنی بیوی سے ہنسی مذاق کرنا۔ کہ یہ تینوں باتیں برحق ہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 108 باب 57 حدیث 02؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 50 حدیث 13

(157) امام جعفر صادق علیہ السلام: ننگے ہو کر، رو بقبلہ ہو کر اور پشت بقبلہ ہو کر مباشرت کرنا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 108 باب 58 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 248 حدیث 4410

توضیح

ایک حدیث میں ہے کہ اگر کپڑا اُتر بھی جائے تو خیر ہے (فروعِ کافی)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ننگا ہونا حرام نہیں ہے یا یہ کہ طلب اولاد کے وقت ننگے نہ ہوں جب کہ عام حالات میں جائز رہے گا۔

(158) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مباشرت کے وقت عورت کی شرمگاہ پر نگاہ کرنا جائز نہیں ہے اس لیے کہ یہ (بچہ میں) نابینا پن کا موجب ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 349 حدیث 4914؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 109 باب 59 حدیث 4؛ امالی شیخ صدوقؒ (عربی) صفحہ 248 حدیث 3

(159) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و امیر المومنین علیہ السلام: مباشرت کے وقت بیوی سے کلام کرنا (باتیں کرنا) جائز نہیں اس لیے کہ یہ بچے کے گونگے پن کا باعث ہوتا ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 349 حدیث 4914؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 109 اور 110 باب 60 حدیث 1 اور 2

(160) امام جعفر صادق علیہ السلام: خضاب والا شخص اپنی زوجہ سے مجامعت نہ کرے اس لیے کہ اس سے بچہ مخنث پیدا ہونے کا خدشہ ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 110 باب 61 حدیث 1 اور 2؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 498 حدیث 8؛ طب الائمہ (عربی) صفحہ 132؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 188 باب 156 حدیث 1

(161) امام محمد باقر علیہ السلام: درج ذیل اوقات میں جماع کرنا مکروہ ہے۔

1- طلوع صبح صادق سے لے کر طلوع آفتاب تک۔

2- سورج کے غروب ہونے سے لے کر (مغربی) شفق کے زائل ہونے تک۔

3- اس دن جس میں سورج گہن لگے۔

4- اس رات جس میں چاند گہن لگے۔

5- اس رات اور اس دن میں جس میں سیاہ یا سرخ یا زرد رنگ کی آندھی چلے۔

6- وہ دن یا وہ رات جس میں زلزلہ آئے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 247 حدیث 4407؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 111 باب 62 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 498 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 411 حدیث 1642

(162) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام و امام علی رضا علیہ السلام: جو شخص مہینہ کے ایام محاق (جن دنوں میں چاند نمودار نہیں ہوتا) میں مقاربت کرے گا تو وہ بچہ کے اسقاط (حمل کے گر جانے) کے لیے تیار رہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 247 حدیث 4406؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 112 باب 63 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 499 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 411 حدیث 1643

(163) حضور اکرم ﷺ: مہینہ کی پہلی اور پندرہویں اور آخری تاریخ میں مجامعت نہ کرو کیونکہ ایسا کرنے سے اس عورت اور اس کی اولاد کی طرف جنون، جذام (کوڑھ) اور فتنہ بہت جلد آتے ہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 345 حدیث 4899؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 112 اور 113 حدیث 01 اور 03 باب 64؛ علل الشرائع صفحہ 515 حدیث 05؛ امالی شیخ صدوقؒ صفحہ 455 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 499 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 411 حدیث 1644

(164) امام جعفر صادق علیہ السلام: کشتی میں جماع نہ کرو۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 248 حدیث 4411؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 117 باب 69 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 412 حدیث 1646

(165) حضور اکرم ﷺ: اگر کسی شخص کو احتلام ہوجائے تو جب تک وہ اس سے غسل نہ کرے اس کا عورت سے جماع کرنا جائز نہیں ہے اگر ایسا کرے اور لڑکا مجنون پیدا ہو تو اپنے سوا کسی اور کو ملامت نہ کرے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 117 باب 70 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 248 حدیث 4412؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 412 حدیث 1646؛ علل الشرائع صفحہ 514 حدیث 03

(166) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کسی آدمی کے ہاتھ میں کوئی ایسی انگوٹھی ہو جس پر کوئی ذکر خدا یا قرآن کی کوئی آیت کندہ ہو تو اس کی موجودگی میں جماع یا پاخانہ نہیں کرنا چاہیے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 122 باب 74 حدیث 1؛ قرب الاسناد صفحہ 121

(167) حضور اکرم ﷺ: مندرجہ ذیل حالتوں میں مجامعت ممنوع ہے:

1- مہینہ کی پہلی، پندرہ اور آخری تاریخ
2- ظہر کے (فوراً) بعد
3- غیر کی عورت کے تصور میں
4- کھڑے کھڑے
5- شب عید قربان
6- کسی پھلدار درخت کے نیچے
7- سورج کے سامنے اور اس کی روشنی میں۔ ہاں اگر پردہ ڈال لیا تو پھر ٹھیک ہے۔

8- اذان واقامت کے درمیان

9- حاملہ عورت سے بغیر وضو کے

10- نصف ماہ شعبان میں

11- شعبان کے آخری دو دنوں میں

12- عمارتوں کی چھتوں پر

13- سفر کے لیے نکلنا ہو تو اس شب میں

14- ایسے سفر پر نکلنا ہو جس کی مسافت تین دن اور تین رات ہو تو مجامعت کرنا۔

15- رات کی اول ساعت میں۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 345 تا 348 حدیث 4899

نوٹ: شیخ حر عاملیؒ نے اس حدیث کو الگ الگ باب میں تقسیم کر کے لکھا ہے اس لیے ہم وسائل کا حوالہ دینے سے قاصر ہیں اور باقی کتب کا بھی لیکن یہ حدیث باقی کتب میں موجود ہے شیخ حر عاملیؒ نے اس حدیث کو وسائل کی جلد 14 صفحہ 183 تا 185 پر درج فرمایا ہے۔

(168) امام جعفر صادق علیہ السلام: شکم پری (بھرے پیٹ) کی حالت میں مجامعت کرنا مکروہ ہے اور بوڑھی عورتوں سے مجامعت کرنا بھی مکروہ ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 186 باب 152 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم (عربی) صفحہ 361 حدیث 1717 اور جلد اول صفحہ 72 حدیث 300

(169) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جو شخص اپنے بستر پر اپنی بیوی کے ساتھ جنابت کی حالت میں ہو تو وہ قرآن کی تلاوت نہ کرے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 345 حدیث 4899؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 184 باب 150 حدیث 1؛ امالی شیخ الصدوقؒ صفحہ 454 حدیث 1؛ علل الشرائع صفحہ 515 حدیث 05

(170) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جب اپنی زوجہ سے مجامعت کرو تو اس کے پاس کپڑے کا ٹکڑا الگ اور تمہارے پاس الگ ہونا چاہیے کیونکہ ایک ٹکڑے کی صورت میں شہوت پر شہوت واقع ہوگی اور اس سے دونوں میں عداوت پیدا ہوگی جو جدائی اور طلاق پر ختم ہوگئی۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

(171) حضور اکرم ﷺ: سرِ راہ اپنی زوجہ سے جماع کرنا منع ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 117 باب 69 حدیث 3؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد چہارم صفحہ 3 حدیث 4968

(172) حضور اکرم ﷺ: حیض کی حالت میں عورت سے جماع جائز نہیں ہے۔ اور اگر کوئی ایسا کرے اور لڑکا جذامی و مبروص پیدا ہو تو وہ اپنی ذات کے سوا کسی اور کو ملامت نہ کرے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 248 حدیث 4413

(173) امام علی رضا علیہ السلام: جوان عورت (بیوی) کو چار ماہ سے زیادہ وقت مقاربت کے بغیر نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اگر وہ چار ماہ سے زیادہ عرصہ تک مجامعت نہ کرے تو گناہ گار ہوگا۔ (ہاں اگر عورت اجازت دے دے تو پھر ٹھیک ہے)

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 248 حدیث 4415؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 118 باب 71 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 412 حدیث 1647

(174) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب کوئی شخص اپنی عورت سے مباشرت کرے تو ذکر خدا (بسم اللہ) کہے (اور شیطان سے پناہ مانگے) اگر ایسا نہیں کرے گا تو اس کے نطفہ میں شیطان شریک ہو جائے گا۔ اور اس کی پہچان ہم لوگوں کی محبت اور ہم لوگوں کی دشمنی ہے۔ پس جو ہم سے محبت کرتا ہے وہ نطفۂ انسان ہے اور جو ہم سے دشمنی رکھتا ہے وہ نطفۂ شیطان ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 248 حدیث 4414؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 116 باب 68 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 502 حدیث 1

(175) حضور اکرم ﷺ: درج ذیل ساعتوں میں جماع کرنا باعث برکت اور اولاد کے لیے باعث رحمت ہے:

(1) سوموار کی رات۔ (2) منگل کی رات۔ (3) جمعرات کی رات۔ (4) جمعرات کے دن جب سورج آسمان کے ٹھیک وسط میں ہو۔ (5) جمعہ کی رات۔ (6) جمعہ کے دن نمازِ عصر کے بعد۔ (7) جمعہ کی رات عشاء کے بعد۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 345 حدیث 4899؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 185 باب 151 حدیث 1؛ امالی شیخ الصدوقؒ صفحہ 481 مجلس 84 حدیث 1؛ علل الشرائع صفحہ 516 حدیث 5

(176) امام جعفر صادق علیہ السلام: بدھ کی رات عورت سے مباشرت کرنا مناسب نہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 94 باب 39 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 366 حدیث 3

(177) امام جعفر صادق علیہ السلام: عورتوں کی دبر سے اجتناب کرو یہ کام مکروہ ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 119 باب 72 حدیث 5؛ تفسیر عیاشیؒ جلد اول صفحہ 111 حدیث 335

(178) امام علی رضا علیہ السلام: یہودی یہ کہتے تھے کہ اگر شوہر پچھلی طرف سے مقاربت کرے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے اس پر خدا نے یہود کے اس خیال کے خلاف یہ آیت نازل فرمائی کہ ''تمھاری بیویاں تمھاری کھیتیاں ہیں۔ اپنی کھیتی میں جدھر سے چاہو آؤ''۔ پیچھے کی طرف سے آؤ یا آگے کی جانب سے۔ خدا نے اس سے وطی فی الدبر مراد نہیں لی ہے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 415 حدیث 1660؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 118 باب 72 حدیث 1؛ تفسیر العیاشی جلد اوّل صفحہ 111 حدیث 333

(179) امام جعفر صادق علیہ السلام: آپؑ سے وطی فی الدبر کے بارے پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا: عورتیں تمھارا کھلونا ہیں انھیں اذیت نہ پہنچاؤ''۔

حوالہ: فروعِ کافی جلد پنجم صفحہ 540 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 119 باب 72 حدیث 3

(180) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر بیوی راضی ہو تو وطی فی الدبر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور خدا کا حکم کہ ''اپنی زوجاؤں کے پاس ادھر سے جاؤ جہاں سے خدا نے حکم دیا ہے'' (البقرہ: 222)۔ تو یہ طلبِ اولاد کے لیے ہے۔ جب اولاد کی خواہش ہو تو پھر ادھر سے جاؤ جہاں سے خدا نے حکم دیا ہے (ورنہ عام حالت میں) ''تمھاری عورتیں تمھاری کھیتیاں ہیں......الخ''۔ (البقرہ:223)

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 414 حدیث 1657؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 120 باب 73 حدیث 2؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 242 حدیث 867؛ تفسیر نور الثقلین جلد اوّل صفحہ 422 حدیث 812

(181) امام علی رضا علیہ السلام: مرد کے لیے اپنی عورت سے وطی فی الدبر جائز ہے البتہ ہم یہ فعل نہیں کرتے۔

حوالہ: فروع کافی جلد پنجم صفحہ 540 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 415 حدیث 1663؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 120 باب 73 حدیث 1

(182) امام علی رضا علیہ السلام: عورت سے وطی فی الدبر کو قرآن کی ایک آیت نے حلال قرار دیا ہے جو کہ جنابِ لوط علیہ السلام کا قول ہے کہ ''یہ میری بیٹیاں موجود ہیں یہ تمھارے لیے زیادہ پاکیزہ ہیں'' (ھود: 78)۔ جبکہ انھیں علم تھا کہ قوم والے فرج (اندام نہانی) نہیں چاہتے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 414 حدیث 1659؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 120 باب 73 حدیث 3؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 243 حدیث 869؛ مستدرک الوسائل جلد 14 صفحہ 232 حدیث 16581

(183) امام جعفر صادق علیہ السلام: آدمی کے لیے عورت سے وطی فی الدبر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 415 حدیث 1662؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 243 حدیث 871؛ تفسیر نور الثقلین جلد اوّل صفحہ 426 حدیث 823

توضیح

ظاہراً اس مسئلے پر دونوں طرح کی احادیث موجود ہیں البتہ جواز کی حدیثیں واضح اور نہی کی حدیثیں مبہم ہیں۔ مگر کسی بھی حدیث کو بلا جواز رد کردینا کفر ہے تو ایسی صورت میں متاخرین کے کلیے کے مطابق ان احادیث میں تطبیق دی جائے گی اور یہ فعل نہ حرام ہوگا اور نہ ہی حلال بلکہ مکروہ قرار پائے گا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ عمل جائز تو ہے مگر کراہت کی جائے گی۔ البتہ ہم متاخرین کی اصطلاح پر عمل نہیں کرتے اور متقدمین کا طریقہ ائمہ معصومین علیہم السلام کی احادیث کے عین مطابق ہے کہ جب دو احادیث متعارض آجائیں تو کس طرح ان کی جانچ پڑتال کی جائے۔ یہ طریقہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ آج کے دور میں ہم سمجھتے ہیں کہ احادیث کو پرکھنے کا آخری بہترین طریقہ یہ ہے کہ عامہ پر نظر کی جائے وہ جس حدیث پر عمل کرتے ہیں اس سے دوسری پر عمل کیا جائے۔

لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ یہ احادیث آپس میں متعارض ہی نہیں ہیں بلکہ ان سب پر عمل کیا جانا جائز سمجھا جانا چاہیے۔ وہ یوں کہ جو احادیث وطی فی الدبر سے منع والی ہیں ان کا تعلق بوقت طلب اولاد ہے جیسا کہ ایک حدیث میں وضاحت موجود ہے یعنی جب طلب اولاد کے لیے عورت سے مجامعت کی جائے تو یہ عمل جائز نہیں ہوگا کیونکہ احادیث کے مطابق اگر دبر میں جماع سے بچہ پیدا ہوا تو وہ اہلِ بیتؑ سے بُغض رکھے گا جبکہ جو احادیث وطی فی الدبر کے جواز والی ہیں ان کا تعلق عام حالات میں مجامعت سے ہے یعنی جب طلب اولاد کے علاوہ مجامعت کی جائے تو دبر میں جماع جائز رہے گا اور ہمارے نزدیک یہی صحیح ہے مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ یہ فعل لازمی کرنا ہی کرنا ہے۔ میاں اور بیوی کے درمیان معاملات انھی دو کی مرضی پر منحصر ہیں سوائے طلب اولاد کے وقت جماع کی چند شرائط کے۔

ایک بات واضح کرتا چلوں کہ شاید آپ لوگ سوچ رہے ہوں کہ وطی فی الدبر سے اولاد کیسے ہو سکتی ہے تو واضح رہے کہ دبر میں جماع سے بھی حمل ٹھہر سکتا ہے اور سائنس اسے ثابت کر چکی ہے۔

(184) امام جعفر صادق علیہ السلام: شوہر کے اپنی زوجہ کو ننگا دیکھنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہی تو لذت ہے۔

حوالہ: فروعِ کافی جلد پنجم صفحہ 497 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 413 حدیث 1652؛ وسائل الشیعہ، جلد 14 صفحہ 109 باب 59 حدیث 1

توضیح

ایک حدیث میں عورت کی شرم گاہ کے اندر نگاہ کرنے سے منع کیا گیا ہے تو اس کی وہی توضیح ہوگی جو پہلے بیان کی گئی ہے کہ طلبِ اولاد کے وقت نگاہ سے منع کیا گیا ہے۔ عام حالات میں جائز ہے۔ البتہ اگر نگاہ کرنے سے نفرت پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو اس سے منع کیا گیا ہے اور احادیث میں سب موجود ہے۔

(185) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی شرم گاہ کو بوسہ دے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ: فروعِ کافی جلد پنجم صفحہ 497 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 413 حدیث 1650؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 103 باب 51 حدیث 1

(186) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر آدمی زوجہ کو انگلی (یا جسم کے کسی بھی حصّے) سے لذت دینے کے لیے شرم گاہ میں داخل کرے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، البتہ جسم کے علاوہ کسی اور شے سے ایسا جائز نہیں۔

حوالہ: فروعِ کافی جلد پنجم صفحہ 497 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 457 حدیث 1829 (بفرق الفاظ)؛ وسائل الشیعہ، جلد 14 صفحہ 103 باب 51 حدیث 2

(187) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اگر کوئی اس حالت میں عورت سے جماع کرے کہ گھر میں کوئی بچہ جاگ رہا ہو اور ان کو دیکھ رہا ہو اور ان کا کلام اور سانس کی آواز سن رہا ہو تو وہ کبھی فلاح نہیں پائے گا اور (نتیجے میں) لڑکا ہو یا لڑکی تو زنا کار رہوں گے۔

حوالہ: فروعِ کافی جلد پنجم صفحہ 500 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 114 باب 67 حدیث 1

(188) امام جعفر صادق علیہ السلام: تین خصلتیں سیکھو: چھپ کر جماع کرنا اور رزق کی تلاش میں سویرے نکلنا اور چوکنا رہنا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 306 حدیث 1397؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 20 صفحہ 133 باب 67 حدیث 4

(189) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب ختنے کے مقام جمع ہو جائیں تو کلام کرنے سے اجتناب کرو کہ یہ عمل (بچے کے) گونگا پن کا موجب ہے۔

حوالہ: فروعِ کافی جلد پنجم 498 حدیث 7؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 413 حدیث 1653؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 109 باب 60 حدیث 1653

(190) امام محمد باقر علیہ السلام: مرد کے لیے عزل کرنا (منی کا رحم سے باہر گرانا) جائز ہے۔ اور یہ مرد کی مرضی پر منحصر ہے چاہے تو اندر گرائے چاہے تو باہر۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 122 باب 75 حدیث 3؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم 504 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 417 حدیث 1668

(191) امام علی رضا علیہ السلام: چھ صورتوں میں عزل کرنے میں کوئی حرج نہیں:
(1) وہ عورت جسے یقین ہو کہ اس کے ہاں اولاد نہیں ہوگی۔ (2) سن رسیدہ (یائسہ) عورت۔ (3) زبان دراز عورت۔ (4) بدزبان، فحش گو اور بے وقوف عورت۔ (5) وہ عورت جو اپنی اولاد کو دودھ نہیں پلاتی۔ (6) کنیز۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 271 حدیث 4539؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 123 باب 76 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 491 حدیث 1972؛ عیون الاخبار الرضا جلد اول صفحہ 278 حدیث 1؛ الخصال شیخ صدوق صفحہ 328 حدیث 22

شوہر کے بیوی پر حقوق:

(192) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مرد کا عورت پر یہ حق ہے کہ عورت اس کی اطاعت کرے، اس کی نافرمانی نہ کرے، اس کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے کوئی صدقہ نہ نکالے، اس کی اجازت کے بغیر مستحب روزے نہ رکھے، مرد جب بھی خواہش ظاہر کرے تو انکار نہ کرے اور اس کی اجازت کے بغیر اپنے گھر سے نہ نکلے اگر وہ اس کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلے تو جب تک واپس نہیں آئے گی تو اس پر آسمان کے فرشتے، زمین کے فرشتے، غضب کے فرشتے اور رحمت کے فرشتے لعنت بھیجتے رہیں گے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 267 حدیث 4513؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 126 باب 79 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 506 حدیث 1

(193) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اگر کسی آدمی کو کسی آدمی کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیا جاتا تو عورت کو حکم ملتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 268 حدیث 4515؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 129 باب 81 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 507 حدیث 6

(194) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو عورت اس حالت میں رات بسر کرے کہ اس کا شوہر اس سے کسی حق بات پہ ناراض ہو تو جب تک وہ اپنے شوہر کو راضی نہ کرے اس وقت تک اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 268 حدیث 4519؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 129 باب 80 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 507 حدیث 2

(195) امام جعفر صادق علیہ السلام: عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے شوہر کے گھر کے سوا کسی دوسری جگہ اپنا لباس اتارے یا شوہر کی اجازت کے بغیر اتارے۔ اگر وہ ایسا کرے تو جب تک وہ اپنے گھر واپس نہ آ جائے اس پر مسلسل اللہ کی لعنت ہوتی رہے گی۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 269 حدیث 4523

(196) امام محمد باقر علیہ السلام: خدا نے مردوں پر جہاد فرض کیا ہے اور عورتوں پر بھی جہاد فرض کیا ہے اور عورت کا جہاد یہ ہے کہ شوہر کی طرف سے اسے جو بھی اذیت دیکھنی اور اُٹھانی پڑے اور مرد جو اپنی غیرت داری کا مظاہرہ کرے تو اس پر صبر کرے اور اپنے شوہر کے ساتھ اچھی طرح گزارہ کرے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 268 حدیث 4518,4516؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 126 باب 78 حدیث 5

(197) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جو عورت اپنے شوہر کے علاوہ کسی غیر کے لیے اپنے جسم کو خوسبو لگائے (یعنی زینت کرے) تو جب تک اس کو دھو نہ ڈالے اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 269 حدیث 4521

(198) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو عورت اپنے شوہر سے کہے کہ میں نے تیری طرف سے کبھی کوئی خیر اور بھلائی نہیں دیکھی تو اس کے اعمال ضبط (ضائع) ہو جائیں گے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 269 حدیث 4524؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 129 باب 80 حدیث 6

(199) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ کسی دوسری عورت سے وہ کچھ بیان کرے جو اس کے اور اس کے شوہر کے درمیان تنہائی میں ہوا ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 20 حدیث 4968

(200) حضور اکرم ﷺ: اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو اپنی طرف مائل و مہربان کرنے کے لیے اس پر جادو کرائے تو اس پر زمین و آسمان کے فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔ اور اگر وہ دن کو روزہ رکھے رات بھر کھڑی ہو کر عبادت کرتی رہے اپنے سر کے بال منڈوائے اور کمبل پوش ہو جائے تب بھی خدا اس کی توبہ قبول نہیں کرے گا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 272 حدیث 4544؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 181 باب 144 حدیث 1

بیوی کے شوہر پر حقوق:

(1) امام محمد باقر علیہ السلام: تم میں سے سب سے مکرم وہ ہے جو اپنی عورتوں کا شدید احترام کرے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 315 حدیث 4774؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 134 باب 88 حدیث 07

(2) حضور اکرم ﷺ: تم میں سے سب سے اچھا وہ ہے جو اپنی عورتوں کے لیے سب سے اچھا ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 271 حدیث 4538؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 135 باب 88 حدیث 10

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: عورت کا شوہر پر یہ حق ہے کہ وہ (1) اس کی شکم پری کرے۔ (2) اسے کپڑا پہنائے۔ (3) اگر اس سے کوئی غلطی ہو جائے تو اسے معاف کر دے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 269 حدیث 4526؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 133 باب 88 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 510 حدیث 1

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی عورت پانچ وقت کی نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے حج کرے اپنے شوہر کی اطاعت کرے اور حضرت علیؑ کے حق (ولایت) کو پہچانے پھر وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے اس میں د اخل ہو جائے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 270 حدیث 4531؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 127 باب 70 حدیث 4؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 555 حدیث 3

(5) حضور اکرم ﷺ: شوہر کو چاہیے کہ اپنی بیوی کو اپنی حالت پر چھوڑ دے (یعنی اس سے نرمی سے پیش آئے اور سختی نہ کرے) کیونکہ عورت پسلی کی ہڈی کی مانند ہے اگر اسے سیدھا کرنے کے لیے زور لگایا جائے تو وہ ٹوٹ جائے گی۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 269 حدیث 4527

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: مرد کو چاہیے کہ وہ بیوی کو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے اب یہ عورت پر ہے کہ وہ اسے قبول کرے یا نہ کرے (اس سلسلے میں اس پر زبردستی نہ کرے)

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 270 حدیث 4533؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 138 باب 92 حدیث 04

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: مرد کو چاہیے کہ وہ اپنی عورتوں کے دل میں علیؑ کی ولایت اور محبت ڈال دے۔ اور پھر انہیں ان کے حال پر چھوڑ دے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 271 حدیث 4534؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 138 باب 92 حدیث 03

(8) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اگر کسی عورت کو اس کا شوہر کسی کام کے لیے آواز دے اور وہ مسلسل ٹال مٹول کرتی رہے حتی کہ اس کے شوہر کو نیند آ جائے تو جب تک اس کا شوہر نیند سے بیدار نہ ہو فرشتے مسلسل اس عورت پر لعنت کرتے رہیں گے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 271 حدیث 4536

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص اپنے اور اپنی زوجہ کے درمیان اچھے تعلقات رکھتا ہے۔ خدا اس پر رحم فرماتا ہے اس لیے کہ خدا نے وہ عورت اس کے ہاتھ میں دی ہے اور اسے اس کا نگراں بنایا ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 271 حدیث 453

(10) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تم لوگ اپنی عورتوں کو بالا خانوں میں نہ رکھو، ان کو لکھنا نہ سکھاؤ، انہیں سورۃ یوسف نہ پڑھاؤ بلکہ انہیں چرخے اور تکلے کی اور سورہ نور کی تعلیم دو۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 271 حدیث 4535؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 138 باب 92 حدیث 1 اور 2 (بروایت امام جعفر صادقؑ)؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 516 حدیث 1

(11) امام محمد باقر علیہ السلام: جو شخص اپنی بیوی کو تن ڈھانپنے کے لیے کپڑا اور کمر سیدھی رکھنے کے لیے روٹی (یعنی نان ونفقہ) نہ دے تو امامؑ پر لازم ہے کہ وہ ان کے درمیان جدائی کر دے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 270 حدیث 4529؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 186 باب 1 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 462 حدیث 1853 (بروایت امام جعفر صادقؑ)

(12) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص اپنی حاملہ بیوی کو طلاق دے تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ اور اس وقت تک اس کا نان ونفقہ شوہر پر واجب ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 190 باب 7 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 103 حدیث 4؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 320 حدیث 1141؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 134 حدیث 464 اور 465

اولاد کے احکام:

(1) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: جب خدا کسی بندہ کی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اس وقت تک موت نہیں دیتا جب تک اسے اس کا خلق و نائب (جانشین) نہیں دکھالیتا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 299 حدیث 4690؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 102 باب 1 حدیث 7

(2) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: تنگ دستی کی وجہ سے اولاد طلب کرنے سے اجتناب نہیں کرنا چاہیے بلکہ خدا سے اولاد طلب کرنی چاہیے۔ خدا انہیں خود روزی دے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 103 باب 3 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 3 حدیث 7؛ مکارم الاخلاق صفحہ 224

(3) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جو شخص تین بیٹیوں کی یا تین بیٹوں کی پرورش کرے اس پر جنت واجب ہے اور جو دو کی کرے اس پر بھی واجب ہے اور جو صرف ایک کی کرے اس پر بھی واجب ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 300 حدیث 4698؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 104 باب 4 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 6 حدیث 10

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: خدا سے ایک بیٹی ضرور طلب کرنی چاہیے جو موت پر با آواز بلند گریہ و بکا کرے۔ یہ سنت ابراہیمؑ ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 104 باب 04 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 05 حدیث 3

(5) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: بیٹیاں بہترین اولاد ہیں جو لطف و مدارا کرتی ہیں۔ خدمت کے لیے آمادہ کار رہتی ہیں انس و محبت کرنے والی ہوتی ہیں اور بابرکت ہوتی ہیں اور کپڑوں کو صاف کرنے والی ہوتی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 104 باب 04 حدیث 03؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 05 حدیث 05

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص دو بیٹیوں کی یا دو بہنوں کی یا دو پھوپھیوں کی یا دو خلاؤں کی پروش کرے تو یہ اس کو جہنم سے بچالیں گی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 105 باب 4 حدیث 4؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 300 حدیث 4699

نوٹ: من لایحضرہ الفقیہ میں دوخلاؤں کا ذکر نہیں ہے بلکہ صرف بیٹیوں، بہنوں اور پھوپھیوں کا ذکر ہے۔ جب کہ وسائل الشیعہ میں خلاؤں کا بھی ذکر ہے۔ ہم نے حدیث وسائل الشیعہ سے نقل کی ہے۔

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: بیٹیاں نیکیاں ہیں اور بیٹے نعمتیں۔ پس نیکیوں پہ ثواب عطا کیا جائے گا اور نعمتوں کے بارے میں بازپرس کی جائے گی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 106 باب 05 حدیث 4؛ ثواب الاعمال صفحہ 239 حدیث 1

(8) امام علی رضا علیہ السلام: اگر کسی شخص کے ہاں اولاد نہ ہو یا اس کو بیماری کی شکایت ہو تو اس کو چاہیے کہ اپنے گھر میں ب آواز بلند اذان دیا کرے۔ خدا اس کی بیماری دور کرے گا اور اس کو اولاد کثیر عطا کرے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 111 باب 11 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 189 حدیث 903؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 09 حدیث 9

(9) امیر المومنین علیہ السلام: جو کوئی مومن مرد یا مومنہ عورت از راہ رافت و رحمت کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے تو اس کے اس ہر بال کے عوض جس پر اس نے ہاتھ پھیرا ہے خدا اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی درج فرمائے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 112 باب 13 حدیث 02؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 119 حدیث 570؛ ثواب الاعمال صفحہ 237

(10) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جس شخص کے ہاں حمل ہو اور وہ نیت کرے کہ اگر بچہ ہوا تو اس کا نام محمد یا علی رکھے گا تو اس کے ہاں بچہ ہی پیدا ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 113 باب 14 حدیث 3؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 12 حدیث 4

(11) امیر المومنین علیہ السلام: حمل کی مدت (کم از کم) چھ ماہ ہے اس سے پہلے کوئی عورت بچہ کو جنم نہیں دے سکتی (جو زندہ رہے)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 116 باب 17 حدیث 5؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 563 حدیث 32؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 486 حدیث 1955

(12) امام محمد باقر علیہ السلام: انتہائی مدت حمل نو ماہ ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ بعض اوقات حمل ماں کے شکم میں دو سال تک رہ سکتا ہے تو وہ جھوٹ کہتے ہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 115 باب 17 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 52 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 115 حدیث 396

(13) امام حسین علیہ السلام: اگر کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو تو اسے مبارک باد دینی چاہیے اور یوں کہنا چاہیے "عطا کرنے والے کا شکر عطا کرتا ہوں اور یہ عطیہ اللہ تمہیں مبارک کرے یہ جوان ہو اور اس کی نیکیاں تمہیں میسر آئیں"

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 298 حدیث 4687؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 118 باب 20 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 17 حدیث 2

(14) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: سب سے بڑی نیکی جو کوئی آدمی اپنی اولاد سے کرتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ اپنی اولاد کا نام کوئی اچھا سا رکھے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 120 باب 22 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 18 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 437 حدیث 1745

(15) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کسی کا نام محمد اور کنیت علی ہو تو وہ شیطان سے حفاظت میں ہے کیونکہ شیطان جب سنتا ہے کہ کوئی کسی کو محمد یا علی کہہ کر پکار رہا ہے تو وہ اس طرح پگھل جاتا ہے جس طرح قلعی پگھلتی ہے اور جب یہ سنتا ہے کہ کوئی شخص کسی کو ہمارے کسی دشمن کے نام سے پکار رہا ہے تو وہ خوشی سے جھوم اٹھتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 122 باب 24 حدیث 3؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 20 حدیث 12

(16) امام علی رضا علیہ السلام: جس گھر میں محمد یا احمد یا علی یا حسن یا حسین یا جعفر یا طالب یا عبداللہ نام کا کوئی مرد یا فاطمہ نام کی کوئی عورت رہتی ہو اس میں فقر و فاقہ داخل نہیں ہوتا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 124 باب 26 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 19 حدیث 8؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 438 حدیث 1748

(17) امام علی رضا علیہ السلام: اپنی حاملہ عورتوں کو کندر کھلایا کرو پس ان کے شکم میں بچہ ہوا تو وہ پاک دل، عالم اور بہادر ہوگا اور اگر بچی ہوئی تو اس کا خلق اچھا ہوگا اور شکل حسین ہوگی اور سرین بھاری ہوں گے جس کی وجہ سے شوہر کے نزدیک باوقعت ہوگی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 129 باب 34 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 23 حدیث 7؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 440 حدیث 1758

(18) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جس شخص کے ہاں بچہ (یا بچی) پیدا ہو تو اس کے دائیں کان میں نماز والی اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنی چاہیے ایسا کرنا شیطان رجیم کے شر سے بچے کے لیے امان ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 129 باب 35 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 24 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 437 حدیث 1642

(19) امام محمد باقر علیہ السلام: اپنی اولاد کو آپ فرات اور خاکِ شفاء کی گھٹی دو اور اگر یہ نہ مل سکیں تو پھر بارش کے پانی کی گھٹی دو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 130 باب 36 حدیث 3؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 24 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 436 حدیث 1740؛ مکارم الاخلاق صفحہ 229

(20) امام جعفر صادق علیہ السلام: قیامت کے دن ہر معاملہ عقیقہ پر منحصر ہے اور عقیقہ قربانی سے بھی زیادہ واجب ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 301 حدیث 4710؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 132 باب 38 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 25 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 441 حدیث 1763

(21) امام جعفر صادق علیہ السلام: بچہ ہو یا بچی ساتویں دن اس کا عقیقہ کرنا، نیز اسی دن ہی نام رکھنا اور سر منڈوانا اور (اگر طاقت ہو تو) اس کے ہم وزن سونا یا چاندی بطور صدقہ دینا چاہیے۔ (ورنہ جتنا ہو سکے)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 132 باب 36 حدیث 8؛ الخصال صفحہ 608 حدیث 608 حدیث 9

(22) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی کو معلوم نہ ہو کہ اس کے باپ نے اس کا عقیقہ کیا تھا یا نہیں (یا یقین ہو کہ نہیں کیا تھا) تو اسے چاہیے کہ خود اپنا عقیقہ کرے چاہے بوڑھا ہی کیوں نہ ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 133 باب 39 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 301 حدیث 4712؛ فروع کافی (عربی) ششم صفحہ 25 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 441 حدیث 1763

(23) امام جعفر صادق علیہ السلام: عقیقہ کے لیے ہر وہ جانور ذبح کیا جا سکتا ہے جس کی قربانی کی جا سکتی ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 301 حدیث 4714؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 134 باب 41 حدیث 1

(24) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر مولود بچہ ہو تو اس کے لیے نر اور اگر مادہ ہو تو اس کے لیے مادہ کا عقیقہ کیا جائے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 302 حدیث 471؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 135 باب 42 حدیث 3

(25) امام جعفر صادق علیہ السلام و امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: جو عقیقہ کرنے کی قدرت نہیں رکھتا اس پر کچھ نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 136 باب 43 حدیث 1 اور 2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 301 حدیث 4714؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 26 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 441 حدیث 1765

(26) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب عقیقہ کا جانور ذبح کرنے لگو تو کہو: بسم اللہ و باللہ اللھم عقیقۃ عن فلاں (یہاں

نومولود کا نام لیا جائے) لحمها بلحمه ودمها بدمه وعظمها بعظمه اللّٰهمّ اجعله وقاءً لآل محمدٍ صلی اللہ علیہ و آلہ

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 138 باب 46 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 30 حدیث 1

نوٹ: اس کے علاوہ اور بھی کافی دعائیں معصومینؑ سے مروی ہیں لیکن ہم صرف ایک پر اکتفاء کر رہے ہیں۔

(27) امام محمد باقر علیہ السلام: نومولود کے سر پر عقیقے کا خون ملنا شرک ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 140 باب 48 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 33 حدیث 02

(28) امیر المومنین علیہ السلام: بچہ کے سر کے نیچے لوہے کا استرا (یا کوئی بھی لوہے کی چیز) نہیں رکھنا چاہیے اور نہ ہی لوہے کی کوئی چیز پہنانا چاہیے یہ عمل مکروہ ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 140 باب 49 حدیث 1؛ قرب الاسناد 66

(29) امام جعفر صادق علیہ السلام: بچہ کے کان میں سوراخ کرنا (چھیدوانا) سنت ہے اور ساتویں دن اس کا ختنہ کرنا بھی سنت ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 142 باب 51 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 35 حدیث 1 اور صفحہ 34 حدیث 6 اور صفحہ 36 حدیث 5؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد سوم صفحہ 316 حدیث 1534؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم 444 حدیث 1776

(30) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: نومولود کے کانوں کو چھیدوانا چاہیے اس سے یہود کی مخالفت ہوتی ہے اور خود حسنؑ اور حسینؑ کے کانوں میں سوراخ کیے گئے تھے (یعنی چھیدوائے گئے تھے)۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم 304 حدیث 4730؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 142 باب 51 حدیث 2

(31) امیر المومنین علیہ السلام: مادہ کے ختنہ نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ہاں البتہ نر کا ختنہ لازمی ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 302 حدیث 4724؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 144 باب 52 حدیث 5

(32) امام علی رضا علیہ السلام: مردوں کے لیے ختنہ سنت واجبہ ہے اور عورتوں کے لیے صرف مکرمت ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 144 باب 52 حدیث 6؛ عیون اخبار الرضاؑ جلد دوم صفحہ 125

توضیح:

عورتوں کے ختنے کو لے کر کوئی مذہب حقہ پر زبان درازی نہ کرے اس لیے مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے اپنے گھر کی خبر

بھی دے دوں تاکہ بولنے سے پہلے پڑھ لے۔ عورتوں کا ختنہ کرنا ضروری نہیں ہے لیکن اگر کیا جائے تو مرد کے لیے زیادہ سکون دہ ہو جاتی ہیں شاید عرب میں اس کا کافی رواج آج بھی ہے۔ یہ مسئلہ بعینہٖ غیر شیعہ حضرات کے ہاں بھی موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیں ہدایہ شریف جلد اول صفحہ 38 مطبوعہ یوسفی لکھنؤ اس کتاب کے حاشیہ پر علامہ عبدالحئی لکھنوی نے فتح القدیر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ "مردوں کے لیے ختنہ سنت ہے اور عورتوں کے لیے مکرمت ہے"۔ لہٰذا اعتراض کی ضرورت نہیں ویسے لطف کی بات یہ ہے کہ اس پر عمل کسی بھی فرقے کا نہیں ہے۔

(33) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام و امام حسن عسکری علیہ السلام: ہر امامؑ ختنہ شدہ اور طاہر و مطہر پیدا ہوتا ہے اور امام مہدیؑ بھی اس طرح (ختنہ شدہ) تشریف لائے لیکن سنت اور ملت ابراہیمیہ کی پیروی کے لیے مقام ختنہ پر (ویسے ہی) استرا پھیرا جاتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 145 باب 53 حدیث 1 اور 2؛ کمال الدین شیخ صدوق صفحہ 433 حدیث 15 اور صفحہ 434 حدیث 1

(34) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: ختنہ ساتویں دن کرنا سنت ہے لیکن اگر مؤخر ہو جائے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ (مگر کیا لازمی جائے)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 145 باب 54 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 36 حدیث 7؛ تہذب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 445 حدیث 1780

(35) امیر المومنین علیہ السلام: جب کوئی کافر اسلام لائے تو ختنہ کرائے چاہے اس کی عمر اسی سال ہی کیوں نہ ہو چکی ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 146 باب 55 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 37 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 445 حدیث 1781

(36) امام مہدی علیہ السلام: اگر ختنہ کے بعد دوبارہ گوشت اگ آئے تو اس کو کاٹنا واجب ہے (یعنی دوبارہ ختنہ ہوگا) کیونکہ غیر ختنہ شدہ آدمی کے پیشاب کرنے سے زمین چالیس دن تک چیخ و پکار کرتی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 147 باب 57 حدیث 1؛ احتجاج طبرسیؒ صفحہ 480؛ اکمال الدین (عربی) صفحہ 521

(37) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی بچہ ولادت کے ساتویں دن ظہر سے پہلے مر جائے تو اس کا عقیقہ نہیں کیا جائے گا اور اگر ظہر کے بعد مرے تو پھر کیا جائے گا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 302 حدیث 4721؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 149 باب 61 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 39 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 447 حدیث 1788

(38) حضور اکرم ﷺ: اپنے بچوں کو ان کے رونے کی وجہ سے نہ مارو کیونکہ چار ماہ تک ان کا رونا توحید کی شہادت ہوتی ہے چار ماہ تک نبیؐ اور ان کی آل پر درود وسلام ہوتا ہے اور چار ماہ تک اپنے والدین کے لیے دعا ہوتی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 149 باب 63 حدیث 1؛ علل الشرائع صفحہ 81 حدیث 1

(39) امیر المومنین علیہ السلام: بچوں کا سر قزع کے طور پر نہ مونڈو کہ کچھ حصّہ کو مونڈ دو اور کچھ حصّہ کو چھوڑ دو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 151 باب 66 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 40 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 447 حدیث 1790

(40) حضور اکرم ﷺ: بچوں کے سروں پر لٹیں رکھنا جائز نہیں ہیں اگر میرے پاس کوئی لٹ والا بچہ لایا جائے تو میں اس کے حق میں دعا نہیں کروں گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 151 باب 66 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 40 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 447 حدیث 1790

توضیح:

ہمارے یہاں لیٹیں رکھی جاتی ہیں اس کا جواز یہ ہے کہ حضور اکرمؐ نے جناب امام حسنؑ اور امام حسینؑ کا سر منڈوایا تو ان کے سر کے بائیں طرف دو گیسو (لٹیں) چھوڑے (فروع کافی جلد ششم صفحہ 34 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 151 باب 66 حدیث 3)۔ تو اس لحاظ سے اس حدیث پر عمل کیا جانا چاہیے جو عامہ کے خلاف ہو۔ نیز یہ کہ یہ عمل متاخرین کے مطابق بھی حرام نہیں ہوسکتا بلکہ مکروہ ہوگا البتہ ہمارے نزدیک جس حدیث پر بھی عمل ہو صحیح ہے مگر دوسری کا بھی انکار نہ ہو یا پھر جیسا ہم نے پہلے عرض کیا ہے کہ جو حدیث عامہ کے خلاف ہے اس پر عمل کیا جائے اور دوسری حدیث پر توقف کیا جائے۔

(41) امام جعفر صادق علیہ السلام: بچہ کے سات سال کی عمر میں کھیر کے دانت گرتے ہیں نو سال کی عمر میں اسے نماز کا حکم دیا جاتا ہے دس برس کی عمر میں ان کو علیحدہ علیحدہ سونے کا حکم دیا جاتا ہے چودہ سال کی عمر میں اسے احتلام آتا ہے۔ (بالغ ہوتا ہے) اس کے قد کے بڑھنے کی آخری حد بائیس سال ہے اور اس کی عقل کے مکمل ہونے کی آخری عمر اُٹھائیس سال ہے سوائے تجربات کے۔ (یعنی تجربات سے انسان پوری زندگی سیکھتا رہتا ہے)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 157 باب 74 حدیث 4؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 46 حدیث 1

(42) فرمانِ الٰہی ہے: والوالدٰت یرضعن اولادھن حولین کاملین
ترجمہ: "مائیں اپنے بچوں کو دو سال کامل دودھ پلائیں"۔
حوالہ: القرآن سورۃ البقرہ آیت 233

(43) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب تک بچہ دودھ کی مدت (دو سال) میں ہو اس میں ماں باپ برابر کے حصّہ دار ہوتے ہیں اور جب اس کا دودھ چھوٹ جائے تو پھر ماں کی نسبت باپ اس کا زیادہ حقدار ہے اور جب باپ مرجائے تو دوسرے رشتہ داری کی نسبت ماں زیادہ حقدار ہوتی ہے اور اگر بچہ کے باپ کے پاس چار درہم پر دودھ پلانے والی موجود ہو اور ماں پانچ درہم سے کم پر راضی نہ ہو تو باپ ماں سے بچہ لے سکتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 162 باب 81 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 265 حدیث 4501؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 45 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 104 حدیث 352؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 320 حدیث 1138؛ تفسیر العیاشی صفحہ 120 حدیث 380

(44) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی عورت کو طلاق دے دے اور ان کا ایک بچہ ہو تو عورت اس کی زیادہ حقدار ہے لیکن اس وقت تک کہ جب تک دوسرا نکاح نہ کرے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 266 حدیث 4502؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 162 باب 81 حدیث 3؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 45 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 105 حدیث 354؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 320 حدیث 1139

(45) امام علی نقی علیہ السلام: اگر میاں بیوی کی طلاق ہوجائے اور ان کا ایک بچہ ہو تو جب تک سات سال کا نہ ہوجائے باپ نہیں لے سکتا جب سات سال کا ہوجائے تب چاہے تو لے سکتا ہے اور اگر چاہے تو ماں کے پاس رہنے دے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 163 باب 81 حدیث 4؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 266 حدیث 4504

(46) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب کوئی شخص اپنی حاملہ بیوی کو طلاق دے دے تو وضع حمل تک ان کا نان ونفقہ ادا کرے گا اور بچہ کے جنم کے بعد اسے (دودھ پلانے اور دیکھ بھال کرنے کی) اجرت ادا کرے گا مگر یہ کہ اس سے کم اجرت پر کوئی اور عورت مل جائے (تو پھر بچہ ماں سے لے سکتا ہے) اور اگر ماں اسی اجرت پر راضی ہوجائے تو پھر وہ زیادہ حقدار ہے یہاں تک کہ اس کا دودھ چھڑائے (یعنی جب بچہ دو سال کا ہوجائے باپ لے سکتا ہے)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 162 باب 81 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 45 حدیث 2 اور صفحہ 103 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 106 حدیث 360 اور صفحہ 134 حدیث 465؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 320 حدیث 1141

(47) امام جعفر صادق علیہ السلام: سات سال تک بچوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو کھیلنے کودنے دو پھر سات سال تک ان کو ادب سکھاؤ (یعنی تربیت کرو) پھر سات سال تک اس کی نگرانی کرو پس اگر کامیاب ہوجائے تو ٹھیک ورنہ ان لوگوں میں ہوگا کہ جن میں خیر و بھلائی نہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 307 حدیث 4743؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 163 باب 92 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 46 حدیث 1

(48) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اپنی اولاد کو ادب سکھانا ہر روز نصف صاع (گندم وغیرہ) صدقہ دینے سے بہتر ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 165 باب 83 حدیث 5؛ مکارم الاخلاق صفحہ 222

(49) امام جعفر صادق علیہ السلام: اپنے نوخیز لڑکوں کو جلدی (ہماری) حدیثیں پڑھاؤ ایسا نہ ہو کہ مرجعیہ (یا کوئی بھی غیر شیعہ) تم سے سبقت لے جائیں اور انہیں گمراہ کردیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 165 باب 84 حدیث 1 و جلد 18 صفحہ 63 باب 8 حدیث 30؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 31 باب 33 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 111 حدیث 381

(50) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اپنی اولاد کو زیادہ سے زیادہ بوسے دیا کرو کیونکہ ہر بوسے کے عوض خدا تمہیں جنت میں پانچ سو میل کی مسافت کا ایک درجہ عطا فرمائے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 171 باب 89 حدیث 2؛ مکارم الاخلاق صفحہ 220؛ روضۃ الواعظین 369

(51) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و امیر المومنین علیہ السلام: جس شخص کا کوئی بچہ ہو تو وہ اس کے ساتھ بچہ بنے (یعنی کھیلے کودے)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 171 باب 90 حدیث 1 اور 2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 301 حدیث 4707؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 46 حدیث 4

(52) امیر المومنین علیہ السلام: وہ بیماری جو بچے کو لاحق ہوتی ہے وہ اس کے والدین کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 176 باب 96 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد سوم صفحہ 310 حدیث 1497؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 52 حدیث 1

(53) امام جعفر صادق علیہ السلام: جڑواں بچوں میں جو بعد میں پیدا ہو وہ بڑا ہوتا ہے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 178 باب 99 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 53 حدیث 8؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 114 حدیث 395

(54) امام جعفر صادق علیہ السلام: عقیقہ کا گوشت نومولود کے ماں باپ اور اس کے اہل وعیال نہ کھائیں عقیقہ کا ایک ثلث (تہائی) دایہ کے لیے ہے اور اگر شخص کی ماں (بچہ کی دادی) یا اہل وعیال میں سے کوئی عورت دایہ ہو تو پھر اسے کچھ نہیں ملے گا۔ جوڑ سے جوڑ الگ کر کے گوشت کھایا جائے اور تقسیم کیا جائے اور صرف ولایت (علیؑ) کے قائلین کو دیا جائے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 139 باب 47 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 302 حدیث 4716؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 32 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 444 حدیث 1775

(55) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اپنے بچوں پر ولایت علیؑ کو پیش کرو اگر قبول کریں تو سمجھو حلالی ہیں اور اگر انکار کر دیں تو سمجھو حرامی ہیں۔
حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 307 حدیث 4745

(56) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب کوئی آزاد عورت کسی غلام سے شادی کرے اور اس سے اولاد ہو جائے تو وہ اپنے بچوں کی تربیت کرنے کی زیادہ حقدار ہے ہاں البتہ جب اس کا خاوند آزاد ہو جائے تو وہ باپ ہونے کے ناطے زیادہ حقدار ہے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 156 باب 73 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 266 حدیث 4503

والدین کے احکام

(1) ارشادِ خداوندی ہے: وبالوالدین احساناً
ترجمہ: ”اور والدین کے ساتھ احسان (بھلائی) کرو“۔
حوالہ: القرآن سورۃ الانعام آیت 151

(2) ارشادِ خداوندی ہے: اما یبلغن عندك الكبر احدهما او كلهما فلا تقل لهما افٍ ولا تنهر هما
ترجمہ: ”اگر تمہارے والدین میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اف تک نہ کہو اور نہ ہی ان کو جھڑکی دو“۔

حوالہ: القرآن سورۃ بنی اسرائیل آیت 23

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: والدین کے ساتھ احسان یہ ہے کہ ان سے اچھی طرح ملو اگر انہیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو ان کو سوال کرنے کی زحمت نہ دو (بلکہ بغیر طلب کے دو) چاہے وہ مالدار ہی کیوں نہ ہوں اور اگر وہ تمہیں تنگ بھی کریں پھر بھی اُف تک نہ کرو اور اگر وہ تمہیں ماریں پیٹیں تو تم انہیں مت جھڑکو اور مہربانی اور نرمی کے سوا آنکھیں بھر کر ان کی طرف مت دیکھو اور اپنی آواز کو ان کی آواز پر بلند مت کرو اور نہ اپنے ہاتھ کو ان کے ہاتھ سے بلند کرو اور نہ ان کے آگے چلو۔

حوالہ: اصولِ کافی جلد چہارم صفحہ 52 باب 197 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 316 حدیث 5883؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 172 باب 92 حدیث 1

(4) امام محمد باقر علیہ السلام: تین چیزیں ہیں جو کسی حالت میں بھی ترک نہیں کی جاسکتیں۔

1- امانت کی ادائیگی خواہ نیک کی ہو یا بد کی۔

2- وعدہ کی وفا خواہ نیک سے ہو یا بد سے۔

3- والدین کے ساتھ نیکی خواہ نیک ہوں یا بد۔

حوالہ: اصول کافی جلد چہارم صفحہ 60 باب 197 حدیث 15؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 174 باب 93 حدیث 2

(5) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: نیکی اور بھلائی میں سے ماں کے دو ثلث ہیں اور باپ کا ایک ثلث ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 175 باب 94 حدیث 4؛ امالی شیخ صدوقؒ (عربی) صفحہ 413 حدیث 5

(6) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: خبردار! والدین کے عقوق (عاق یافتہ) اور نافرمان ہونے سے بچنا کیونکہ جنت کی خوشبو ایک ہزار سال کی راہ تک پہنچ جاتی ہے مگر چار قسم کے لوگوں کو اس کی خوشبو بھی نصیب نہیں ہوگی (اور وہ یہ ہیں):

(1) والدین کا عاق۔ (2) قطع رحمی کرنے والا۔ (3۔) بڈھا زناکار۔ (4) تکبر کی وجہ سے اپنی چادر گھسیٹنے والا کیونکہ کبریائی اور بڑائی صرف رب العالمین کے لیے ہے۔

حوالہ: اصول کافی جلد چہارم صفحہ 327 باب 271 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 181 باب 104 حدیث 4؛ اصول کافی (عربی) دوم صفحہ 261 حدیث 6

(7) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: باپ کا اپنی اولاد پر یہ حق ہے کہ وہ (اولاد) اسے اس کا نام لے کر نہ پکارے، اس کے آگے نہ چلے، بیٹھتے وقت اس سے پہلے نہ بیٹھے اور کوئی ایسا کام نہ کرے جس کی وجہ سے اس کے باپ کو گالی دی جائے۔

حوالہ: اصول کافی جلد چہارم صفحہ 53 باب 197 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 183 باب 106 حدیث 1

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: کسی شخص کے لیے کوئی امر مانع نہیں ہونا چاہیے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرے خواہ وہ زندہ ہوں یا مردہ اور وہ نیکی یہ ہے کہ ان کی طرف سے نماز پڑھے، صدقہ وخیرات دے، حج کرے اور روزہ رکھے ایسا کرنے سے خدا اس کو خیر کثیر عطا فرمائے گا۔

حوالہ: اصول کافی جلد چہارم صفحہ 55 باب 197 حدیث 7؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 183 باب 106 حدیث 02

(9) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تم خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ چاہے آگ میں جلائے جاؤ یا تمہیں سخت عذاب دیا جائے مگر تمہیں ایمان پر مطمئن ہونا چاہیے اور والدین خواہ زندہ ہوں یا مردہ ان کی اطاعت کرو اگر وہ تمہیں حکم دیں کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو یا اپنا اہل وعیال اور مال ومنال چھوڑ دو تو ایسا کرو (یعنی ان کا حکم مانو) یہی ایمان کی علامت ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 173 باب 92 حدیث 4؛ اصول کافی جلد چہارم صفحہ 52 باب 197 حدیث 2

نگاہ ڈالنے کے احکام:

(1) سیدہ فاطمہ زہراؑ: عورتوں کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ کسی نامحرم مرد کو نہ دیکھیں اور کوئی نامحرم مرد ان کو نہ دیکھے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 172 باب 129 حدیث 3؛ مکارم الاخلاق صفحہ 233

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: کسی غیر عورت پر پہلی نظر (جو غیر ارادی طور پر پڑ جائے) جائز ہے لیکن دوسری نگاہ (جو دانستہ طور پر ڈالی جائے) گناہ ہے اور تیسری نگاہ ہلاکت ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 294 حدیث 4658؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 147 باب 104 حدیث 8

(3) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی خصی مرد کے سامنے آئے اور وہ اس کے بالوں پر نگاہ کرے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 290 حدیث 4633؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 168 باب 125 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 532 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 480 حدیث 1925؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 252 حدیث 902

(4) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اگر عورت کسی محرم کے علاوہ کسی اجنبی آدمی کو آنکھ بھر کر دیکھے تو خدا اس کے ہر عمل کو حبط کر دیتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 171 باب 129 حدیث 02؛ عقاب الاعمال صفحہ 338

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: اجڈ گنوار عورتوں، ذمی عورتوں اور عجمی کافروں کی عورتوں کے بالوں پر نظر کرنے میں کوئی حرج نہیں اس لیے کہ اگر ان کو بال کھولنے سے منع بھی کیا جائے تو وہ باز نہیں آئیں گی۔ (اور ظاہر ہے انسان آنکھیں بند کر کے تو سڑک پر چل نہیں سکتا۔)

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 291 حدیث 4636؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 155 باب 113 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 524 حدیث 1؛ علل الشرائع صفحہ 565 حدیث 1

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: مرد نامحرم عورت کا چہرہ، دو ہاتھ اور دو قدم دیکھ سکتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 152 باب 109 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 521 حدیث 2؛ الخصال صفحہ 302 حدیث 78

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: مرد کا اپنی ماں، اپنی بہن یا اپنی بیٹی (یعنی محرم) کے بالوں پر نگاہ کرنا جائز ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 294 حدیث 4659؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 147 باب 104 حدیث 7

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: مرد کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی عورت پر پیچھے کی (یا کسی بھی) طرف سے دیکھے کیونکہ اگر وہ ایسا کرے گا تو کوئی دوسرا مرد اس کی عورتوں کو اسی طرح دیکھے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 152 باب 108 حدیث 3؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد چہارم صفحہ 11 حدیث 5

(9) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تین آدمیوں پر لعنت ہے: (1) اس شخص پر جو کسی ایسی عورت کی شرمگاہ پر نگاہ کرے جو اس کے لیے حلال نہ ہو۔ (2) اس مرد پر جو عورت کے معاملے میں اپنے بھائی سے خیانت کرے۔ (3) اس شخص پر جس کے لوگ محتاج ہوں مگر وہ رشوت طلب کرے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 146 باب 104 حدیث 3؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 559 حدیث 14

(10) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اگر کوئی شخص کسی پڑوسی کے گھر جھانکے اور کسی مرد کی شرمگاہ پر یا کسی عورت کے بالوں پر یا اس کے کسی جسم کے حصے پر نگاہ ڈالے تو خدا اسے دنیا سے اس وقت تک نہیں نکالے گا جب تک ذلیل نہ کر لے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 148 باب 104 حدیث 14؛ عقاب الاعمال صفحہ 332

(11) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص کسی عورت پر نگاہ کرے اور (اسے ٹوہ کر دیکھنے کی بجائے) اپنی نگاہ فوراً آسمان کی طرف اٹھا لے یا نگاہ نیچی کر لے تو اس کی نگاہ کے واپس لوٹنے سے پہلے خدا اسے وہ ایمان عطا فرمائے گا کہ جس کا ذائقہ اسے محسوس ہوگا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 294 حدیث 4657؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 147 باب 104 حدیث 10

(12) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اگر کوئی شخص اپنے برادر مسلم کی شرمگاہ پر نگاہ کرے اور غور سے دیکھے اور اگر کوئی عورت کسی دوسری عورت کی شرمگاہ کو دیکھے تو اس پر ستر ہزار فرشتے لعنت کرتے ہیں۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 23 حدیث 4968

(13) امام جعفر صادق علیہ السلام: عورت جب (سن رسیدہ ہو کر) نکاح کرنے کے قابل نہ رہے تو اس کے لیے اپنے سر اور بازوؤں کو کھلا رکھنا جائز ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 153 باب 110 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 467 حدیث 1871

(14) امام جعفر صادق علیہ السلام: دیوانی عورت کے بالوں اور جسم پر نگاہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم 291 حدیث 4636 ؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 155 باب 113 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 524 حدیث 1؛ علل الشرائع صفحہ 565 حدیث 1

چند نادر احکامات:

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب کوئی عورت کسی مقام پر بیٹھی ہو پھر وہاں سے اُٹھ جائے تو مرد کے لیے اس وقت تک اس مقام پر بیٹھنا جائز نہیں جب تک وہ جگہ ٹھنڈی نہ ہو جائے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 288 حدیث 4619؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 182 باب 145 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 564 حدیث 38

(2) امیر المومنین علیہ السلام: فرجوں کو سرجوں پر (یعنی عورتوں کو زینوں پر) سوار نہیں کرنا چاہیے ورنہ بدکاری کے لیے ہیجان پیدا ہوگا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقی جلدہ سوم صفحہ 289 حدیث 4626؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 139 باب 93 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 516 حدیث 4

(3) امیر المومنین علیہ السلام: ہر وہ شخص جس کے معاملات کی باگ ڈور عورت کے ہاتھ میں ہے وہ ملعون ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 141 باب 96 حدیث 4؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 289 حدیث 462؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 518 حدیث 10

(4) حضورِ اکرم ﷺ: درج ذیل عورتوں کو سخت عذاب ہوگا۔ ان کی تفصیل یوں ہے۔

1۔ جو عورت (نامحرم) مردوں سے بال نہیں ڈھانپتی (پردہ نہیں کرتی) اسے جہنم میں بالوں کے بل لٹکایا جائے گا۔

2۔ جو عورت زبان سے اپنے شوہر کو اذیت دے اسے زبان کے بل جہنم میں لٹکایا جائے گا۔

3۔ جو عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر غیروں کی اولاد کو دودھ پلائے اسے جہنم میں پستانوں کے بل لٹکایا جائے گا۔

4۔ جو عورت شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکلے اسے ٹانگوں کے بل جہنم میں لٹکا یا جائے گا۔

5۔ جو عورت (غیر) لوگوں کے لیے زینت کرے تو وہ جہنم میں اپنا جسم نوچے گی۔

6۔ جو عورت میلی کچیلی رہے اور غسل جنابت اور غسل حیض نہ کرے اور نماز کو خفیف جانے اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے جائیں گے اور جہنم میں اس پر سانپ اور بچھو مسلط کر دیئے جائیں گے۔

7۔ جو عورت زنا کاری سے اولاد پیدا کرے اور اسے شوہر کے گلے مڑھ دے تو اسے جہنم میں اندھی اور گنگی بنا دیا جائے گا۔

8۔ جو عورت اپنا نفس (زنا کاری کے لیے) لوگوں پر پیش کرے تو ایسی عورت جہنم میں اپنا جسم قینچیوں سے کاٹے گی۔

9۔ جو عورت زنا کاری کے لیے دلالی کرے ایسی عورت کا جہنم میں چہرہ اور بدن جلا دیا جائے گا اور وہ اپنی انتڑیاں کھینچے گی۔

10۔ جو عورت چغل خوری کرے تو جہنم میں اس کا سر خنزیر اور بدن گدھے کا بنا دیا جائے گا۔

11۔ جو عورت نوحہ گر اور حاسد ہو تو ایسی عورت کی شکل کتے جیسی بنا دی جائے گی اور آگ اس کی دبر سے داخل ہو کے منہ سے نکالی جائے گی۔

افسوس ہے ایسی عورت پر جو اپنے شوہر کو ناراض کرتی ہے اور خوشخبری ہے اس عورت کے لیے جس کا شوہر اس سے راضی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 159 باب 117 حدیث 6؛ عیون اخبار الرضاؑ جلد دوم صفحہ 42 باب 30 حدیث 24

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: زنا کار کے لیے چھ خرابیاں ہیں۔ تین دنیا میں اور تین آخرت میں۔ جو تین حرابیاں دنیا میں ہیں وہ یہ ہیں: (1) خدا کی ناراضی۔ (2) حساب و کتاب کی سختی۔ (3) جہنم میں ہمیشگی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 219 باب 1 حدیث 7؛ من لا یحضرہ الفقیہ سوم (عربی) صفحہ 375 حدیث 1774؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 541 حدیث 3؛ الخصال صفحہ 321 حدیث 4؛ عقاب الاعمال صفحہ 311 حدیث 1

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر مرد مرد سے بدفعلی کرے تو اگر دبر میں دخول نہ کرے تب تک تو اسے کوڑے لگائے جائیں اور اگر دبر میں دخول کرے تو اسے کھڑا کر کے تلوار کا بھرپور وار کیا جائے خواہ جہاں تک پہنچے اور قتل کر دیا جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 236 باب 20 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 200 حدیث 07

(7) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جو شخص کسی لڑکے کو شہوت کے ساتھ چومے خدا قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی لگام دے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 236 باب 21 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 548 حدیث 10

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص ہمارے شیعوں میں سے ہوگا اس میں تین چیزیں نہیں ہوں گی: (1) وہ ہاتھ پھیلا کر سوال نہیں کرے گا۔ (2) وہ ازرق العین نہیں ہوگا۔ (3) وہ مفعول نہیں ہوگا۔ (یعنی لواطت نہیں کروائے گا۔)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 235 باب 18 حدیث 7؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 551 حدیث 9؛ عقاب الاعمال صفحہ 317 حدیث 9

(9) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ان مردوں پر لعنت ہے جو اپنے آپ کو عورتوں کے مشابہہ بنائیں اور ان عورتوں پر لعنت ہے جو اپنے آپ کو مردوں کے مشابہہ بنائیں۔ یہ مخنث ہیں اور وہ عورت ہیں جو ایک دوسری سے بدفعلی (مساحقہ) کرتی ہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 240 باب 24 حدیث 6؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 550 حدیث 4

(10) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جو شخص کسی جانور سے بدفعلی کرے وہ ملعون ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 241 باب 26 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 541 حدیث 5؛ معانی الاخبار صفحہ 402 حدیث 67

(11) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص کسی جانور سے بدفعلی کرے اور اپنے آلہ کو رگڑ کر منی خارج کرے تو یہ زنا ہے (اور اس پر حد جاری ہوگی)۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 241 باب 26 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 540 حدیث 3

(12) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: خدا کے احسانات میں سے یہ بھی ایک احسان ہے کہ آدمی کی اولاد اس سے مشابہ ہو۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 301 حدیث 4708؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 183 باب 105 حدیث 3

غیرت کے احکام:

(1) حضور اکرم ﷺ: جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی راہ تک پہنچ جاتی ہے مگر یہ خوشبو عاق (نافرمان) اور دیوث نہیں سونگھ سکتا اور دیوث (بے غیرت) وہ ہے جس کی عورت زنا کاری کرتی ہو اور وہ جانتا ہو (مگر اس کا کوئی نوٹس نہ لے)۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 272 حدیث 4542؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 229 باب 16 حدیث 2؛ الخصال صفحہ 37 حدیث 15

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: دیوث (بے غیرت) پر جنت حرام ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 175 باب 133 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 537 حدیث 8

(3) امیر المومنین علیہ السلام: خدا مومن کی خاطر غیرت کرتا ہے تو مومن کو بھی غیرت کرنی چاہیے۔ جو غیرت نہیں کرتا اس کا دل ٹیڑھا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 175 باب 134 حدیث 3

(4) امیر المومنین علیہ السلام: خبردار! بے محل غیرت نہ کرو کیونکہ ایسا کرنا بے عیب عورت کو بھی عیب دار بنا دیتا ہے لیکن ان کے معاملات کی کڑی نگرانی رکھو پس جب کوئی عیب دیکھو تو خواہ (وہ عیب) چھوٹا ہو یا بڑا اس پر فوراً اعتراض کرو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 175 باب 134 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 537 حدیث 9

(5) امام محمد باقر علیہ السلام: خدا نے غیرت عورتوں کے لیے نہیں بنائی بلکہ صرف مردوں کے لیے بنائی ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 272 حدیث 4543؛ وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 124 باب 77 حدیث 5

(6) امام محمد باقر علیہ السلام: عورتوں کی غیرت حسد ہے جو کہ کفر کی جڑ ہے۔ عورتیں جب غیرت کرتی ہیں تو ناراض ہو جاتی ہیں اور جب ناراض ہو جائیں تو کافر بن جاتی ہیں ماسوائے ان کے جو (صحیح معنوں میں) مسلمان ہوتی ہیں۔ (یعنی غیرت نہیں کرتیں)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 125 باب 78 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 505 حدیث 4

(7) امیر المومنین علیہ السلام: عورت کی غیرت کفر اور مرد کی غیرت ایمان ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 126 باب 78 حدیث 6؛ نہج البلاغہ (عربی) جلد سوم صفحہ 179 خطبہ 124

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: تین شخص ایسے ہیں جن کے ساتھ خداوند عالم قیامت کے دن ہمکلام نہیں ہوگا اور نہ ہی ان کو پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے (وہ تین یہ ہے)۔(1) بوڑھا زناکار۔(2) دیوث (بے غیرت مرد)۔(3) وہ عورت جو اپنے شوہر کے بستر کو (زناکاری سے) روندتی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 14 صفحہ 174 باب 133 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 537 حدیث 7

☆☆☆

طلاق کے احکام

طلاق کی شرائط:

(1) حضور اکرم ﷺ: تم لوگ شادی کرو اور طلاق نہ دو کیونکہ طلاق وہ بری چیز ہے جس سے عرش الٰہی کانپ اُٹھتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 213 باب 1 حدیث 6؛ مکارم الاخلاق صفحہ 197؛ تفسیر مجمع البیان جلد پنجم صفحہ 304

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو طلاق قانون شرع کے موافق نہ ہوگی وہ باطل ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 216 باب 07 حدیث 3؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 58 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 47 حدیث 145

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: عورت اگر حالت حیض میں ہو تو اسے طلاق نہیں دی جاسکتی اور اگر ایسی حالت میں طلاق دی جائے تو وہ باطل اور غیر مؤثر ہوگی۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 309 حدیث 4751؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 218 باب 8 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 58 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 47 حدیث 145

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: ایک ہی نشست (مجلس) میں اگر تین طلاقیں دی جائیں تو یہ طلاق باطل ہے اور وہ عورت شوہر دار تصور کی جائے گی۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

(5) امیر المومنین علیہ السلام: اگر طلاق دیتے وقت دو گواہ موجود نہ ہوں تو وہ طلاق باطل ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 310 حدیث 4754؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 220 باب 10 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 58 حدیث 7؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 47 حدیث 146

(6) امام محمد باقر علیہ السلام: طلاق نہیں ہوتی مگر صرف اس شخص کی جو طلاق کا ارادہ کرے۔ (یعنی مذاق وغیرہ میں طلاق نہیں ہوتی)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 221 باب 11 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 62 حدیث 2

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: نکاح سے پہلے کوئی طلاق نہیں ہوتی چنانچہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ "جب تک میری ماں زندہ ہے میں جس عورت سے نکاح کروں گا اس کو طلاق ہے"۔ تو ایسی طلاق عبث اور باطل ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم 309 حدیث 4752؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 222 باب 12 حدیث 1

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی ایسی شرط کے ساتھ طلاق دی جائے جو قرآن و سنت کے خلاف ہو تو ایسی طلاق باطل ہے مثلاً اگر کوئی مرد عورت سے کہے کہ میں تجھ پر سوکن لاؤں یا کسی اور جگہ رات بسر کروں تو تجھے طلاق ہوگی تو ایسی طلاق باطل ہوگی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 223 باب 13 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 309 حدیث 4752

(9) امام علی رضا علیہ السلام: طلاق دیتے وقت دونوں گواہوں کا ہونا ضروری ہے اگر موقع پر ایک گواہ موجود ہو اور دوسرا چند دنوں بعد پیش کیا جائے تو ایسی طلاق باطل ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 229 باب 20 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 71 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 50 حدیث 157؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 285 حدیث 1005

(10) امیر المومنین علیہ السلام: درج ذیل حالتوں میں دی ہوئی طلاق باطل ہے۔

1۔ جبر و کراہ کی حالت میں یعنی اگر کسی کو طلاق دینے پر مجبور کیا جائے اور وہ مجبور ہو کر یا خوف زدہ ہو کر طلاق دے تو ایسی طلاق باطل ہے۔

2۔ نشہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق۔

3۔ غصہ کی حالت میں دی ہوئی طلاق۔

4۔ قسم سے دی ہوئی طلاق یعنی اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ اگر ایسا ہو گیا تو میری بیوی کو طلاق اور جب ویسا ہو جائے جس کی اس نے قسم کھائی اور وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو ایسی طلاق باطل ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 310 حدیث 4754

(11) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے کہ تو میرے لیے خالی ہے یا بری ہے یا منقطع ہے یا حرام ہے تو یہ کوئی چیز نہیں ہے۔ نہ وہ عورت اس پر حرام ہوگی اور نہ ایسے شخص پر کوئی کفارہ ہے

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 343 حدیث 4889؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 224 باب 15 حدیث 1؛

فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 136 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 40 حدیث 122

(12) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی عورت کو طلاق ہوگئی ہو اور وہ عدہ گزار رہی ہو تو اس کو چاہیے کہ اپنے گھر میں رہے اور دن میں ہرگز باہر نہ نکلے اور اگر اس کا ارادہ زیارت کا ہو تو نصف شب سے پہلے نکلے اور نصف شب کے بعد واپس آئے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 310 حدیث 4758

(13) امام محمد باقر علیہ السلام: جب تک منہ سے بول کر طلاق نہ دی جائے طلاق مؤثر نہیں ہوتی یعنی صرف تحریر سے طلاق مؤثر نہیں ہوگی جب تک طلاق کا صیغہ جاری نہ کیا جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 224 باب 14 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 64 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 38 حدیث 113

طلاق کا صیغہ:

(14) امام جعفر صادق علیہ السلام: شوہر بیوی سے کہے جب کہ وہ پاک ہو اور شوہر نے (اس طہر میں) اس سے مباشرت نہ کی ہو: انت طالق، یعنی تجھے طلاق ہے اس پر دو عادل گواہ بھی مقرر کرے اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ نا قابل اعتماد ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 225 باب 16 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 70 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 37 حدیث 110؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 78 حدیث 985

(15) امام جعفر صادق علیہ السلام: طلاق کسی بھی زبان میں دی جاسکتی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 226 باب 17 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 38 حدیث 112

توضیح:

طلاق کا صیغہ جاری کرنا عربی میں ضروری نہیں ہے کسی بھی زبان میں جاری کیا جاسکتا ہے۔ البتہ مطلب تبدیل نہیں ہونا چاہیے جیسے "انت طالق" عربی میں ہے اگر اردو میں کہیں تو "تجھے طلاق ہے" ہوگا۔ اسی طرح کسی بھی زبان میں مطلب وہی ہونا چاہیے۔

اقسام طلاق

طلاق سنت:

(16) امام محمد باقر علیہ السلام: طلاق سنت یہ ہے کہ جب کوئی مرد اپنی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ کرے تو اس قدر انتظار کرے کہ اسے حیض آ جائے اور پھر حیض سے پاک ہوجائے۔ پھر اس طہر میں اس سے جماع نہ کرے اور دو گواہوں کے سامنے (مجلس واحد میں) ایک طلاق دے پھر اسے اس کے حال پر چھوڑ دے یہاں تک کہ اسے دوبارہ حیض آ جائے اور جب دوسرے سے پاک ہوجائے (یعنی تین طہر گزر جائیں) تو اس کی عدت ختم ہوجائے گی اور وہ اس مرد سے جدا ہوجائے گی۔ اب اگر اس سے دوبارہ نکاح کرنا چاہے تو یہ عورت کی مرضی پر منحصر ہے کہ کرے یا نہ کرے اور اس عدت کے دوران کا نان ونفقہ اور رہائش وغیرہ کا انتظام کرنا شوہر کے ذمہ ہوگا اور عدت کے دوران اگر کسی کا انتقال ہوگیا تو وہ ایک دوسرے کے وارث بھی ہوں گے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 251 باب 2 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 308 (تھوڑے سے فرق کے ساتھ)؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 65 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 26 حدیث 83

(17) امام محمد باقر علیہ السلام: طلاق سنت میں (دوران عدت) اگر شوہر رجوع کرنا چاہے تو اس کے (تین) طہر ختم ہونے سے پہلے گواہوں کی موجودگی میں کرسکتا ہے اس طرح پہلی طلاق ختم ہوجائے گی اور وہ اس کے پاس رہے گی۔

حوالہ: وسائل جلد 15 صفحہ 251 باب 2 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) ششم صفحہ 64 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام ہشتم صفحہ 25 حدیث 83

(18) امام جعفر صادق علیہ السلام: طلاق سنت موثر ہونے کے بعد (عدت کے بعد) اس عورت سے باقی لوگ نکاح کرسکتے ہیں اور اگر یہ شخص اس عورت سے نکاح کرنا چاہے اور عورت بھی راضی ہو تو از سر نو نئے حق مہر کے ساتھ دوبارہ نکاح کرے گا۔ ہنوز دو طلاقوں کی اس کے پاس گنجائش ہے۔ اسی طرح اگر دوسری بار طلاق دیتا ہے تو بھی اسی طرح طریقہ ہوگا اور اس کے پاس ایک طلاق کی گنجائش رہ جائے گی اور اگر وہ تیسری بھی طلاق دے دیتا ہے تو پھر وہ شخص اس عورت سے نکاح نہیں کرسکتا سوائے محلل کے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 251 باب 1 حدیث 3؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 66 حدیث 4؛ تہذیب

فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 136 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 40 حدیث 122

(12) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی عورت کو طلاق ہوگئی ہو اور وہ عدہ گزار رہی ہو تو اس کو چاہیے کہ اپنے گھر میں رہے اور دن میں ہرگز باہر نہ نکلے اور اگر اس کا ارادہ زیارت کا ہو تو نصف شب سے پہلے نکلے اور نصف شب کے بعد واپس آئے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 310 حدیث 4758

(13) امام محمد باقر علیہ السلام: جب تک منہ سے بول کر طلاق نہ دی جائے طلاق مؤثر نہیں ہوتی یعنی صرف تحریر سے طلاق مؤثر نہیں ہوگی جب تک طلاق کا صیغہ جاری نہ کیا جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 224 باب 14 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 64 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 38 حدیث 113

طلاق کا صیغہ:

(14) امام جعفر صادق علیہ السلام: شوہر بیوی سے کہے جب کہ وہ پاک ہو اور شوہر نے (اس طہر میں) اس سے مباشرت نہ کی ہو: انت طالق، یعنی تجھے طلاق ہے اس پر دو عادل گواہ بھی مقرر کرے اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ نا قابل اعتماد ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 225 باب 16 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 70 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 37 حدیث 110؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 78 حدیث 985

(15) امام جعفر صادق علیہ السلام: طلاق کسی بھی زبان میں دی جاسکتی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 226 باب 17 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 38 حدیث 112

توضیح:

طلاق کا صیغہ جاری کرنا عربی میں ضروری نہیں ہے کسی بھی زبان میں جاری کیا جاسکتا ہے۔ البتہ مطلب تبدیل نہیں ہونا چاہیے جیسے "انت طالق" عربی میں ہے اگر اردو میں کہیں تو "تجھے طلاق ہے" ہوگا۔ اسی طرح کسی بھی زبان میں مطلب وہی ہونا چاہیے۔

اقسام طلاق

طلاق سنت:

(16) امام محمد باقر علیہ السلام: طلاق سنت یہ ہے کہ جب کوئی مرد اپنی عورت کو طلاق دینے کا ارادہ کرے تو اس قدر انتظار کرے کہ اسے حیض آ جائے اور پھر حیض سے پاک ہوجائے۔ پھر اس طہر میں اس سے جماع نہ کرے اور دو گواہوں کے سامنے (مجلس واحد میں) ایک طلاق دے پھر اسے اس کے حال پر چھوڑ دے یہاں تک کہ اسے دوبارہ حیض آ جائے اور جب دوسرے سے پاک ہوجائے (یعنی تین طہر گزر جائیں) تو اس کی عدت ختم ہوجائے گی اور وہ اس مرد سے جدا ہوجائے گی۔ اب اگر اس سے دوبارہ نکاح کرنا چاہے تو یہ عورت کی مرضی پر منحصر ہے کہ کرے یا نہ کرے اور اس عدت کے دوران کا نان ونفقہ اور رہائش وغیرہ کا انتظام کرنا شوہر کے ذمہ ہوگا اور عدت کے دوران اگر کسی کا انتقال ہوگیا تو وہ ایک دوسرے کے وارث بھی ہوں گے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 251 باب 2 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 308 (تھوڑے سے فرق کے ساتھ)؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 65 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 26 حدیث 83

(17) امام محمد باقر علیہ السلام: طلاق سنت میں (دوران عدت) اگر شوہر رجوع کرنا چاہے تو اس کے (تین) طہر ختم ہونے سے پہلے گواہوں کی موجودگی میں کرسکتا ہے اس طرح پہلی طلاق ختم ہوجائے گی اور وہ اس کے پاس رہے گی۔

حوالہ: وسائل جلد 15 صفحہ 251 باب 2 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) ششم صفحہ 64 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام ہشتم صفحہ 25 حدیث 83

(18) امام جعفر صادق علیہ السلام: طلاق سنت موثر ہونے کے بعد (عدت کے بعد) اس عورت سے باقی لوگ نکاح کرسکتے ہیں اور اگر یہ شخص اس عورت سے نکاح کرنا چاہے اور عورت بھی راضی ہو تو از سر نو نئے حق مہر کے ساتھ دوبارہ نکاح کرے گا۔ ہنوز دو طلاقوں کی اس کے پاس گنجائش ہے۔ اسی طرح اگر دوسری بار طلاق دیتا ہے تو بھی اسی طرح طریقہ ہوگا اور اس کے پاس ایک طلاق کی گنجائش رہ جائے گی اور اگر وہ تیسری بھی طلاق دے دیتا ہے تو پھر وہ شخص اس عورت سے نکاح نہیں کرسکتا سوائے محلل کے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 251 باب 1 حدیث 3؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 66 حدیث 4؛ تہذیب

الاحکام جلد ہشتم صفحہ 27 حدیث 84؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 268 حدیث 959؛ تفسیر القمی جلد اوّل صفحہ 74

طلاق عدت (رجعی یا تین طلاق):

(19) امام محمد باقر علیہ السلام: طلاق عدت یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق عدہ دینا چاہے تو اس کے حیض آنے اور اس سے پاک ہونے کا انتظار کرے (جبکہ پہلے طہر میں مقاربت کر چکا ہو) تو اس میں جماع نہ کرے اور دو عادل گواہوں کی موجودگی میں ایک طلاق دے اور پھر اسی دن یا چند دن بعد مگر حیض آنے سے پہلے گواہوں کے ساتھ رجوع کرے اور مقاربت کرے یہاں تک کہ اسے حیض آ جائے اور جب اس سے پاک ہو تو جماع کیے بغیر گواہوں کی موجودگی میں دوسری بار طلاق دے اور حیض آنے سے پہلے گواہوں کے ساتھ رجوع کرے اور اس کے ساتھ مقاربت کرے یہاں تک کہ اسے تیسرا حیض آئے پس جب اس سے پاک ہو تو پھر مقاربت کیے بغیر گواہوں کے ساتھ تیسری طلاق دے پس جب ایسا کرے گا تو اسے طلاق بائن ہو جائے گی اور پھر یہ عورت سوائے محلل کے اس پر حلال نہیں ہوگی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 253 باب 2 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 65 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 26 حدیث 83

(20) امام محمد باقر علیہ السلام: جس عورت کو حیض نہیں آتا اسے طلاق سنت دی جائے گی۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

(21) امام علی رضا علیہ السلام: طلاق عدت اگر تین بار دی جائے تو نو طلاقوں کے بعد وہ اس مرد کے لیے تا ابد حرام ہو جائے گی۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 312 حدیث 4763؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 256 باب 4 حدیث 3؛ عیون اخبار الرضاؑ جلد دوم صفحہ 85 حدیث 27؛ علل الشرائع صفحہ 507 حدیث 2

(22) امام جعفر صادق علیہ السلام: مرد کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی عورت کو طلاق دے پھر ضرر پہنچانے کے لیے اس سے رجوع کرے۔ رجوع صرف اس صورت میں کیا جائے گا جب اسے رکھنے کی نیت ہو۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 312 حدیث 4762

(23) امام محمد باقر علیہ السلام: طلاق گواہوں کے بغیر واقع نہیں ہوتی مگر رجوع گواہوں کے بغیر بھی ہو سکتا ہے لیکن اگر مقرر کیے جائیں تو افضل ہے (تا کہ اگر کہیں رجوع ثابت کرنا پڑے تو آسانی رہے۔)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 263 باب 13 حدیث 3؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 73 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 42 حدیث 128

طلاق غائب:

(24) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: غائب شخص مہینوں کے اعتبار سے طلاق دے گا اور جب اسے غیب ہوئے یا عورت تک پہنچے کم از کم ایک ماہ گزر جائے تو دوسرے مہینہ کے آغاز پر گواہوں کے روبرو طلاق دے سکتا ہے اور (طلاق کے لیے عورت کو پیغام اُنہیں بھیجا جائے گا بلکہ) یا تو خود طلاق دے یا پھر تحریر کرے اور اس میں مہینے کا تعین کرے (تاکہ اسی حساب سے عورت عدہ رکھے) پس جب تین ماہ گزر جائیں گے تو وہ اس کی طلاق بائن ہو جائے گی اور وہ رجوع نہیں کر سکے گا اور اگر چاہے تو دوبارہ منگنی کرے اور عدت کے ان تین مہینوں میں اس کا نان ونفقہ اس پر واجب ہوگا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 234 باب 28 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد سوم صفحہ 333 حدیث 1614؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 86 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 69 حدیث 229

نابالغ لڑکے کی طلاق:

(25) امام جعفر صادق علیہ السلام: نابالغ لڑکا طلاق دے سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ طلاق سنت دے اور مہر کی رقم اور عورت کا حق اسے پہنچا دے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 314 حدیث 4769؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 241 باب 32 حدیث 04 (قدرے مختلف)؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 124 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 94 حدیث 321 اور صفحہ 76 حدیث 255؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 303 حدیث 1076 اور 1073

(26) امام جعفر صادق علیہ السلام: باپ چھوٹے بچے کا نکاح تو کر سکتا ہے لیکن (اس کی طرف سے) طلاق نہیں دے سکتا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 241 باب 33 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 400 حدیث 1

ناقص العقل کی طلاق:

(27) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس شخص کی عقل زائل ہو یا ناقص العقل ہو وہ اپنی عورت کو طلاق نہیں دے سکتا بلکہ اس کا ولی اس کی طرف سے طلاق دے گا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 314 حدیث 4772؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 241 باب 34 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 125 حدیث 2

(28) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر عورت ناقص العقل ہو تو اس کو اس کا مہر دینا جائز نہیں (بلکہ اس کا ولی لے گا۔)

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 314 حدیث 4770

غیر مدخولہ کی طلاق:

(29) ارشادِ خداوندی ہے: ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا ۖ فَمَتِّعُوهُنَّ وَسَرِّحُوهُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ﴿٤٩﴾

ترجمہ: "پھر اگر تم ان کو ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دو تو پھر تم کو ان پر کوئی حق نہیں کہ ان سے عدت پوری کرواؤ ان کو کچھ (کپڑے روپے) دے کر بعنوان شائستہ رخصت کر دو"۔

حوالہ: القرآن سورۃ الاحزاب آیت 49

(30) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو دخول سے پہلے طلاق دے دے تو اسے چاہیے کہ آدھا حق مہر اسے دے دے اور اگر مہر کی رقم متعین نہیں ہے تو اپنی حیثیت کے مطابق عورت کو کچھ دے دے اور عورت کے لیے عدت نہیں ہے وہ اسی وقت جس سے چاہے نکاح کر سکتی ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 314 حدیث 4773

(31) امیر المومنین علیہ السلام: اگر کسی عورت کا شوہر دخول سے پہلے مر گیا تو عورت پر اس وقت تک کسی نے نکاح کرنا جائز نہیں ہے جب تک وہ اپنے شوہر کی عدت چار ماہ دس دن نہ رکھ لے۔ مطلقہ اس دن سے عدہ رکھے گی جس دن اسے طلاق ہوئی اور جس کا شوہر مر جائے تو وہ اس دن سے عدت رکھے گی جس دن اسے شوہر کے مرنے کی خبر ملی اور یہ ترکِ زینت کرے گی جبکہ مطلقہ نہیں کرے گی۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 316 حدیث 4783

(32) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی عورت کا شوہر اس سے دخول کیے بغیر مر جائے تو وہ عورت میراث پائے گی اور پورا عدہ رکھے گی اگر اس کا مہر مقرر ہو تو اسے نصف ملے گا اور اگر مقرر نہیں ہے تو اسے کچھ نہیں ملے گا اور اس کے لیے نہ تو رہنے کے لیے مکان ہے اور نہ نان ونفقہ ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 315 حدیث 4780

حاملہ کی طلاق:

(33) ارشادِ خداوندی ہے: وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ

ترجمہ: ''اور حاملہ کا عدہ اس کا بچہ جننا ہے''۔

حوالہ: القرآن سورۃ الطلاق آیت 4

(34) امام محمد باقر علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام: حاملہ عورت کی طلاق ایک ہی ہے اور اس کی عدت وضع حمل ہے اور یہ اقرب الاجلین ہے (یعنی دونوں عدتوں میں سے جو پہلے ختم ہو جائے وہی عدت تسلیم ہوگی۔)

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 316 حدیث 4787؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 233 باب 27 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 82 حدیث 6

(35) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر مرد اپنی حاملہ عورت کو طلاق دے دے تو وہ عورت اپنی دو عدتوں میں سے سب سے قریبی مدت کے لیے عدت رکھے گی۔ یعنی اگر بچہ پیدا ہونے سے پہلے ہی تین ماہ مکمل ہو جائیں تو اس کا عدہ پورا ہو گیا لیکن ایسی صورت میں وہ نکاح نہیں کر سکتی جب تک بچہ پیدا نہ ہو جائے اور اگر طلاق پانے کے بعد اسی دن اس کے بچہ پیدا ہو جائے یا دوسرے دن ہو جائے تو اس کے عدہ کی مدت پوری ہو گئی اور اس کے لیے جائز ہے کہ وہ اسی وقت جس مرد سے چاہے نکاح کرے لیکن اس کے شوہر کے لیے جائز نہیں کہ اس سے مجامعت کرے جب تک وہ طاہر نہ ہو جائے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 316 حدیث 4787

(36) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کسی عورت کا شوہر مر جائے اور وہ حاملہ ہو تو وہ اپنی دو عدتوں میں سے جو سب سے دور ہے وہ عدہ رکھے گی یعنی اگر چار ماہ دس دن پورے ہونے سے پہلے اس کے بچہ ہو جائے تو وہ اپنا عدہ ختم نہیں کرے گی جب تک چار ماہ دس دن پورے نہ ہو جائیں اور اگر چار ماہ دس دن پورے ہو گئے ہوں لیکن ابھی بچہ نہیں ہوا تو وہ بچہ پیدا ہونے تک اپنا عدہ پورا کرے گی۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 316 حدیث 4787

(37) امام جعفر صادق علیہ السلام: حاملہ عورت جسے طلاق ہو گئی ہو اسے بچہ پیدا ہونے تک خرچ دیا جائے گا (جو بچہ پیٹ میں

ہے اس کے حصّہ کے مال سے یا شوہر کے مال سے)

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 317 حدیث 4789

گونگے کی طلاق:

(38) امام علی رضا علیہ السلام: اگر کوئی گونگا آدمی اپنی عورت کو طلاق دینا چاہے تو اگر وہ لکھنا جانتا ہے تو طلاق نامہ لکھے اور دو گواہ بنائے اور اگر لکھنا نہیں جانتا تو انہی افعال وحرکات وسکنات کے ذریعے طلاق دے جن سے اس کی اپنی عورت سے نفرت وکراہت معلوم ہوتی ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 321 حدیث 4806؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 228 باب 19 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 18 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 74 حدیث 247؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 301 حدیث 1065

یائسہ (جسے بڑھاپے کی وجہ سے حیض نہیں آتا) کی طلاق:

(39) امام محمد باقر علیہ السلام وامام جعفر صادق علیہ السلام: ایسی عورت جو (بڑھاپے کی وجہ سے) حیض سے مایوس ہو چکی ہو (یعنی یائسہ) اور بچہ جننے کے قابل نہ رہی ہو تو اگر اس کا شوہر اسے طلاق دے دے تو اس پر کوئی عدت نہیں ہے چاہے اس کے ساتھ دخول بھی کیا گیا ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 281 باب 2 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 319 حدیث 4799؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 66 حدیث 219؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 84 حدیث 1

نابالغ لڑکی کی طلاق:

(40) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر نابالغ لڑکی کو طلاق ہو جائے تو اس پر کوئی عدہ نہیں چاہے اس سے دخول بھی کیا گیا ہو اس لیے کہ نابالغ کو حمل نہیں ہوتا۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

استحاضہ کی طلاق:

(41) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر استحاضہ والی عورت کو طلاق ہو جائے تو وہ اپنے طہروں پر نگاہ کرے گی اور ان کی تعداد

(تین طہر) کے برابر یا ان سے ایک دن کم وبیش عدت گزارے گی اور اگر اسے حیض نہیں آتا تو اپنی خاندانی عورتوں کے طہروں کے مطابق عدت گزارے گی۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 320 حدیث 4804؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 285 باب 05 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 121 حدیث 418

پوشیدہ طلاق:

(42) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کسی شخص نے اپنے گھر والوں سے چھپا کر کسی عورت سے نکاح کرلیا اور عورت اپنے گھر والوں کے پاس ہے اور مرد کی اس تک رسائی نہیں کہ اس کے ایام حیض اور ایام طہر معلوم کرسکے تو اگر وہ اس کو طلاق دینا چاہے تو جب اسے عورت سے ملے ہوئے ایک مہینہ گزر جائے تو اگلے مہینے کی ابتدائی تاریخ کو دو گواہوں کے سامنے اسے طلاق دے اور اس مہینے کو لکھ رکھے جس میں اس نے طلاق دی ہے پھر جب تین مہینے گزر جائیں گے تو وہ عورت اس سے جدا ہوجائے گی اب اگر وہ دوبارہ اس سے نکاح کرنا چاہے تو دوسرے پیغام دینے والوں کی طرح یہ بھی پیغام دے سکتا ہے اور اس پر عدت کے دوران تین ماہ تک اس عورت کا نان ونفقہ واجب ہوگا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 321 حدیث 4707

خُلع:

(43) ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ

ترجمہ: ”اور اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ یہ دونوں (میاں بیوی) اللہ کے مقرر کردہ حدود پر قائم نہیں رہیں گے تو دونوں پر کوئی گناہ نہیں اگر عورت کچھ مال دے کر اپنا پیچھا چھڑا لے (یعنی خلع لے لے)“۔

حوالہ: القرآن سورۃ البقرہ آیت 229

(44) امام جعفر صادق علیہ السلام: خلع مانگنے والی عورت کا خلع اس وقت تک حلال نہیں جب تک وہ اپنے شوہر سے یہ نہ کہے کہ ”اللہ کی قسم میں تیری کوئی قسم پوری نہیں کروں گی اور تیرا کوئی حکم نہیں مانوں گی غسل جنابت نہیں کروں گی اور میں تیری اجازت کے بغیر تیرے برخلاف غیروں کو اپنے پاس آنے کی اجازت دوں گی۔“ یا اس سے کچھ کم کہے تو بھی خلع جائز ہے مگر یہ سب کچھ عورت خود کہے کسی کے سکھانے پڑھانے پر نہ کہے۔

پس جب عورت اپنے مرد سے یہ کہہ دے تو مرد نے جو کچھ عورت سے لیا ہے وہ اس کے لیے حلال ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 326 حدیث 4821؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 323 باب 1 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 139 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 95 حدیث 322؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 315 حدیث 1121؛ تفسیر عیاشیؒ جلد اول صفحہ 117 حدیث 367

(45) امام محمد باقر علیہ السلام: جب کوئی عورت شوہر سے یہ جملہ کہہ دے کہ میں تیرے کسی حکم کی تعمیل نہیں کروں مجملاً کہے یا تفصیل سے (جیسے پہلے بیان ہوا) تو پھر شوہر کے لیے (طلاق دینے کے لیے) عورت سے معاوضہ لینا جائز ہو جاتا ہے اور اسے رجوع کرنے کا کوئی حق نہیں ہوتا (جب تک کہ عورت اس بیان پر توبہ نہ کرے)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 323 باب 1 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 326 حدیث 4823؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 141 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 97 حدیث 328؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 316 حدیث 1127

(46) امام محمد باقر علیہ السلام: خلع میں مرد جس قدر چاہے معاوضہ لے سکتا ہے یا جس مقدار پر دونوں راضی ہو جائیں کافی ہے (یعنی مرد حق مہر پر راضی ہو جائے تو ٹھیک ورنہ زیادہ بھی لے سکتا ہے)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 326 باب 4 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 142 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 101 حدیث 340

(47) امام جعفر صادق علیہ السلام: خلع لینے والی عورت شوہر کی وراثت کی مستحق نہیں ہوتی چاہے وہ شوہر کی بیماری میں طلاق لے اگر اس بیماری میں شوہر مر بھی جائے تو بھی اسے وراثت نہیں ملے گی کیونکہ میاں بیوی کے درمیان جو تعلق تھا (وہ خلع مانگنے سے) قطع ہو چکا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 327 باب 5 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 100 حدیث 335؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 308 حدیث 1096

(48) امام جعفر صادق علیہ السلام: خلع میں رجوع نہیں ہے مگر یہ کہ عورت کی رائے بدل جائے اور شوہر اسے وہ مال واپس کر دے جو عورت سے خلع کے عوض لیا تھا (تو پھر رجوع ہو سکتا ہے۔)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 329 باب 7 حدیث 3؛ تفسیر قمیؒ جلد اول صفحہ 75

(49) امام جعفر صادق علیہ السلام: خلع والی عورت کی عدت مطلقہ عورت کی مانند ہے اور وہ اپنے گھر (شوہر کے مکان میں) عدت گزارے گی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 331 باب 10 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 144 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 136 حدیث 473؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 336 حدیث 199:

(50) امام جعفر صادق علیہ السلام: خلع والی عورت کے لیے نہ سکونت ہے اور نہ نان ونفقہ ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 326 حدیث 4822؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 332 باب 13 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 144 حدیث 7

مبارات:

(51) امام جعفر صادق علیہ السلام: مبارات یہ ہے کہ عورت مرد سے کہے کہ اگر تم مجھے چھوڑ دو تو جو کچھ میرا (حق مہر وغیرہ) تیرے ذمے ہے وہ تمہارے لیے حلال ہے بس تو مجھے چھوڑ دے اور مرد اسے چھوڑ دے اور ساتھ یہ بھی کہے کہ اگر تو نے کچھ واپس لے لیا تو پھر میں بھی تیرا مالک رہوں گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 329 باب 08 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 324 حدیث 4816؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 142 حدیث 1 (بفرق چند الفاظ)

(52) امام محمد باقر علیہ السلام: مبارات ایسی طلاق بائن ہے جس میں رجوع نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 330 باب 9 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 101 حدیث 345؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 319 حدیث 1134

(53) امام جعفر صادق علیہ السلام: عبارات میں مرد کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ مہر سے زیادہ معاوضہ لے یا تو حق مہر پر ہی طلاق مبارات دے دے یا پھر اس سے بھی کم معاوضہ لے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 327 باب 4 حدیث 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 324 حدیث 4816؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 143 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 100 حدیث 339

(54) امام جعفر صادق علیہ السلام: خلع، مبارات اور زبردستی شوہر سے طلاق لینے والی عورت وارثت کی حق دار نہیں ہوتی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 327 باب 05 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 100 حدیث 335؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 308 حدیث 1096

(55) امام جعفر صادق علیہ السلام: مبارات والی عورت مطلقہ عورت کی طرح عدت پوری کرے گی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 331 باب 10 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 144 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 136 حدیث 473؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 336 حدیث 1199

نوٹ: مبارات بھی خلع کی طرح ہی ہے فرق صرف اتنا ہے کہ خلع میں عورت کلام میں حد سے تجاوز کرتی ہے اور وہ باتیں کرتی ہے جو اس کے لیے جائز نہیں ہیں جبکہ مبارات میں ایسی بات نہیں ہے۔ البتہ احکام دونوں کے ملتے جلتے ہیں مبارات میں بھی گواہوں کی موجودگی میں صیغہ جاری ہوگا اور عدت کے بعد طلاق موثر ہوگی۔ جیسا پہلے عرض کیا گیا کہ طلاق تب موثر ہوگی جب اس کی تمام شرائط پوری ہوں گی۔

ظہار (اپنی بیوی کو ماں کی پشت سے تشبیہہ دینا):

(56) اللہ تعالیٰ: اَلَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآىٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ؕ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔیْ وَلَدْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَیَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا

ترجمہ: ”جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں اس سے وہ ان کی مائیں نہیں بن جاتیں ان کی مائیں صرف وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنم دیا ہے اور یہ لوگ غلط اور جھوٹی بات کہتے ہیں“۔

حوالہ: القرآن سورۃ المجادلہ آیت 2

(57) امام محمد باقر علیہ السلام: ظہار یہ ہے کہ مرد اپنی عورت سے کہے جبکہ وہ ایام طہر میں جماع کے بغیر ہو کہ تو مجھ پر اس طرح حرام ہے جیسے میری ماں یا میری بہن یا پھوپھی یا خالہ کی پشت۔ اور اس طرح کہنے میں اس کا ارادہ ظہار کرنے کا ہو۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 328 حدیث 4828؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 335 باب 2 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 153 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 09 حدیث 26؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 258 حدیث 924

(58) امام جعفر صادق علیہ السلام: طلاق نہیں ہوتی مگر جب اس کا ارادہ ہو اور ظہار واقع نہیں ہوتی مگر تب جب ظہار کا ارادہ کیا جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 335 باب 3 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 153 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 9 حدیث 27؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 328 حدیث 4828 (بروایت امام محمد باقرؑ)

(59) امام محمد باقر علیہ السلام: ظہار کسی بھی محرم عورت جیسے ماں، بہن یا پھوپھی یا خالہ (وغیرہ) سے تشبیہ دینے سے واقع ہوتی ہے۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 328 حدیث 4828؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 336 باب 04 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 153 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 9 حدیث 26

(60) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب تک بیوی سے دخول نہ ہوجائے تب تک ظہار واقع نہیں ہوسکتی اور نہ ہی ایلا۔ (یعنی شادی سے پہلے ظہار نہیں ہوسکتی)
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 328 حدیث 4826؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 338 باب 3 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 158 حدیث 21؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 21 حدیث 66 اور 65

(61) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص ظہار کرے اور پھر (مباشرت سے پہلے) بیوی کو طلاق دے دے تو ظہار باطل ہوجائے گا اور طلاق کے احکام لاگو ہوں گے اور اگر وہ اس سے (طلاق کے بعد) رجوع کرے تو مباشرت کرنے سے ظہار کا کفارہ واجب ہے۔ ہاں اگر طلاق دینے کے بعد عدت کے خاتمہ تک رجوع نہ کرے اور عورت اپنے آپ کی مالک ہوجائے اور بعد میں از سر نو نکاح کرے تو پھر مباشرت سے ظہار کا کفارہ نہیں ہوگا۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 330 حدیث 4831؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 339 باب 10 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 161 حدیث 34؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 16 حدیث 51

(62) امیر المومنین علیہ السلام: اگر کوئی شخص ایک سے زیادہ بار ظہار کرتا ہے تو اس پر ہر ہر ظہار کا کفارہ واجب ہے۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 331 حدیث 4834؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 262 حدیث 938؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 341 باب 13 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 156 حدیث 12؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 17 حدیث 53

(63) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص ظہار کرے اور پھر اس کا کفارہ ادا کرنے سے پہلے مباشرت کرے تو اس پر ایک اور کفارہ واجب ہوجائے گا۔ (یعنی دو کفارے دے گا) اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 343 باب 15 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 157 حدیث 17؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 18 حدیث 58؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 265 حدیث 951؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 330 حدیث 4832

(64) امیر المومنین علیہ السلام: اگر عورت یہ کہے کہ میرا شوہر میرے لیے میری ماں کی پشت کی مانند ہے تو اس پر کوئی کفارہ نہیں

ہے۔(یعنی عورت ظہار نہیں کرسکتی صرف مرد کر سکتا ہے)

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 333 حدیث 4847؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 347 باب 21 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 156 حدیث 27

(65) امام جعفر صادق علیہ السلام: ظہار کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کیا جائے اور اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو دو مہینے کے پے در پے (مسلسل) روزے رکھے جائیں اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 329 حدیث 4829؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 346 باب 18 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 06 حدیث 11 اور صفحہ 24 حدیث 80؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 255 حدیث 914

(66) امام محمد باقر علیہ السلام: درج ذیل حالتوں میں ظہار نہیں ہوگا:

1- قسم میں
2- کسی کو ضرر و زیاں پہنچانے کے لیے
3- غصہ کی حالت میں
4- اس طہر میں جس میں جماع کیا گیا ہو (یعنی اس طہر میں ہوگا جس میں مباشرت نہ کی گئی ہو)
5- دو گواہوں کے بغیر

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 333 حدیث 4845؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 335 باب 2 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 153 حدیث 1؛ تفسیر قمیؒ جلد دوم صفحہ 354

(67) امیر المومنین علیہ السلام: جس نے ایک جملہ میں اپنی بیوی سے ایلا بھی کیا اور ظہار بھی کیا تو اس پر ایک ہی کفارہ واجب ہوگا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 347 باب 19 حدیث 01؛ من لا یحضرہ الفقیہ سوم صفحہ 332 حدیث 4839

ایلاء:

(68) امام جعفر صادق علیہ السلام: ایلاء یہ ہے کہ مرد عورت سے کہے "اللہ کی قسم میں تجھ سے مجامعت نہیں کروں گا اور اللہ کی قسم میں تجھے اپنے غیض و غضب کا نشانہ بناؤں گا۔" (تو ایلاء واقع ہوجائے گا۔)

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 327 حدیث 4824؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 348 باب 1 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 130 حدیث 2

(69) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص مذکورہ بالا الفاظ کہے اور پھر ایسا کرے بھی تو چار ماہ تک اس کا انتظار کیا جائے گا (کہ ممکن ہے اپنا رویہ بدل لے) مگر چار ماہ کے بعد اس کو پکڑ کر حاکم کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اگر وہ رجوع کرے اور صلح کرے تو خدا غفور و رحیم ہے۔

اور اگر اس نے عورت کے ساتھ اپنا رویہ نہ بدلا اور اس کی طرف رجوع نہ کیا تو پھر اسے مجبور کیا جائے گا کہ یا تو صلح کر یا طلاق دے اور طلاق اس وقت تک واقع نہ ہوگی جب تک حاکم کے سامنے نہ کھڑا کیا جائے (یعنی سوال و جواب کیے جائیں گے) اگر وہ رجوع کرے تو ٹھیک ورنہ اسے باڑے میں (حبس بے جا) قید کر دیا جائے اور کھانا پانی بند کر دیا جائے یہاں تک کہ طلاق دے دے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 327 حدیث 4824

(70) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص ایلا کرے تو چار مہینے انتظار کے بعد اسے حاکم کے سامنے کھڑا کیا جائے اگر وہ طلاق پر راضی ہو جائے تو عورت اس سے جدا ہو جائے گی (اور عدت گزارے گی) اور اگر وہ صلح پر آمادہ ہو جاتا ہے تو قسم کا کفارہ ادا کرے گا اور عورت کو پاس رکھے گا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 7 32 حدیث 4825؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 08 حدیث 21؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 254 حدیث 910؛ تفسیر عیاشیؒ جلد اول صفحہ 113 حدیث 345

(71) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب تک عورت مرد کی مدخولہ نہ ہو اس وقت تک نہ ظہار ہے اور نہ ایلاء ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 327 حدیث 4825؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 351 باب 6 حدیث 1 اور 2؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 134 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 7 حدیث 16

(72) امام محمد باقر علیہ السلام: ایلا میں چار ماہ تک کی قسم کھانا ضروری ہے اگر کم عرصے کی قسم کھائے گا تو ایلاء واقع نہ ہوگا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 350 باب 05 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 06 حدیث 12؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 253 حدیث 907

لعان:

(73) امام جعفر صادق و امام علی رضا علیہما السلام: لعان یہ ہے کہ اگر کوئی مرد اپنی عورت پر بدکاری کا الزام لگائے اور اس کے پاس چار عادل گواہ موجود نہ ہوں اور عورت اس الزام سے انکار کرتی ہو تو دونوں امام کے پاس جائیں گے۔ پہلے مرد کھڑا

ہوگا اور پانچ مرتبہ کہے گا کہ "اگر میں الزام لگانے میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔" اس کے بعد عورت کھڑی ہوگی اور پانچ مرتبہ کہے گی کہ "اگر یہ شخص مجھ پر الزام لگانے میں سچا ہے تو مجھ پر اللہ کی لعنت ہو۔" جب وہ دونوں یہ کہہ چکیں گے تو دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا جائے گا۔ اور وہ عورت اس مرد کے لیے تاابد حرام ہو جائے گی۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 334 حدیث 4853 اور صفحہ 336 حدیث 4858؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 381 باب 1 حدیث 1، اور 3؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 163 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 184 حدیث 644؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 370 حدیث 1322

(74) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب تک خاوند اپنی اہلیہ سے دخول نہ کرے تب تک لعان نہیں ہوسکتا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 383 باب 02 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 162 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 192 حدیث 671؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 334 حدیث 4851

(75) امام جعفر صادق علیہ السلام: لعان واقع نہیں ہوسکتا جب تک مرد اپنی عورت سے جماع نہ کر چکا ہو اور جب تک مرد نے اولاد کا انکار نہ کر دیا ہو۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 334 حدیث 4851

(76) امام جعفر صادق و امام علی رضا علیہما السلام: اگر کوئی اپنی عورت پر الزام لگائے اور وہ عورت گونگی ہو تو ان دونوں کو اسی وقت جدا کر دیا جائے گا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 335 حدیث 4853؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 389 باب 08 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 164 حدیث 9؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 193 حدیث 673

(77) امام محمد باقر علیہ السلام: ملاعنہ عورت کے بچے کی وراثت اس کی ماں کو ملے گی اور اگر وہ زندہ نہ ہوئی تو اس کے ننھیال سے جو زیادہ قریبی رشتہ دار ہوں اس کو ملے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 392 باب 14 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 190 حدیث 663

(78) امیر المومنین علیہ السلام: اگر کوئی شخص عورت پر زنا کی تہمت لگائے اور سفر پر نکل جائے جب واپس آئے تو بیوی مر چکی ہو تو اسے دو باتوں میں سے ایک کا اختیار ہوگا کہ یا تو اپنے گناہ گار ہونے (جھوٹا ہونے) کا اقرار کرے اور حد برداشت کرے اور بیوی کی میراث حاصل کرے۔ یا پھر اپنی بات پر قائم رہے اور عورت کے کسی قریبی رشتہ دار سے (اگر وہ راضی ہو تو) ملاعنہ کرے اور اس صورت میں بھی اسے وراثت نہیں ملے گی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 393 باب 15 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 335 حدیث 4856

(79) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص کسی گرے پڑے بچے پر یا ملاعنہ کے بچے پر حرام زادہ ہونے کا الزام لگائے تو اس پر حد قذف جاری کی جائے گی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 393 باب 16 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 209 حدیث 19؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 191 حدیث 669

(80) امام جعفر صادق علیہ السلام: ایک شخص نے اپنی عورت پر تہمت زنا لگائی اور پھر دونوں نے ملاعنہ کیا مگر علیحدہ ہونے کے بعد پھر تہمت زنا لگائے تو اس پر حد جاری ہوگی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 394 باب 18 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 212 حدیث 10؛ تہذیب الاحکام جلد دہم صفحہ 77 حدیث 297 اور جلد ہشتم صفحہ 196 حدیث 688

(81) امام موسیٰ کاظمؑ علیہ السلام: ایک شخص نے اپنی بیوی سے ملاعنہ کیا اور ابھی چار قسمیں کھائیں تھیں کہ پانچویں سے مکر گیا تو اس صورت میں وہ اس کی بیوی رہے گی اور اس (مرد) پر حد قذف جاری کی جائے گی۔ اور اگر (مرد پوری قسمیں کھالے مگر) عورت قسم کھانے سے انکار کر دے جہاں اس نے قسم کھائی تھی تو پھر اس پر حد (زنا) جاری کی جائے گی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 384 باب 3 حدیث 2؛ قرب الاسناد صفحہ 111؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 165 حدیث 12؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 191 حدیث 665

مریض کی طلاق:

(82) امام جعفر صادق علیہ السلام: مریض کے لیے مکروہ ہے کہ حالت مرض میں اپنی عورت کو طلاق دے لیکن نکاح کرنا اس کے لیے جائز ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 341 حدیث 4880؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 269 باب 21 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 122 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 76 حدیث 258؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 303 حدیث 1077

(84) امام جعفر صادق علیہ السلام: ایک شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی جبکہ وہ مریض تھا اور پھر اسی مرض سے مر گیا تو اگر وہ ایک سال کے اندر اسی مرض سے مرا ہے تو عورت اس کی میراث پائے گی اور اگر ایک سال گزرنے کے بعد مرا ہے تو

عورت کے لیے کوئی میراث نہیں ہے۔ لیکن وہ عدت اسی دن سے رکھے گی جس دن اسے طلاق ہوئی اور عدت پوری ہونے کے بعد وہ نکاح کرسکتی ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 340 حدیث 4875

(85) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص حالت نزع میں اپنی عورت کو طلاق دے دے اور پھر مر جائے تو وہ عورت اس کی وارث بنے گی۔ اور اگر عورت مر گئی تو وہ اس کا وارث نہیں بنے گا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 341 حدیث 4882

(86) امام محمد باقر علیہ السلام: جب کوئی بیمار آدمی بیماری کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے اور پھر وہ مسلسل بیمار رہے۔ یہاں تک کہ عورت کی عدت ختم ہو جائے تو جب تک عدت کے بعد وہ دوسری جگہ شادی نہ کرے تب تک (ایک سال تک) اس کی وراثت حاصل کر سکے گی اور اگر اس نے دوسری جگہ شادی کر لی تو پھر وارث نہیں بنے گی۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 340 حدیث 4877؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 270 باب 22 حدیث 4؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 121 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 77 حدیث 262؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 304 حدیث 1082

گم شدہ کی طلاق:

(87) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی عورت کا شوہر گم ہو جائے اور چار سال تک یہ خبر نہ ملے کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا تو اگر شوہر کا کوئی ولی موجود ہے تو وہ عورت کا خرچہ دے اور جب تک وہ خرچہ دے اس وقت تک عورت کے لیے دوسرا نکاح کرنے کی کوئی صورت نہیں۔ لیکن اگر وہ خرچہ دینے پر تیار نہ ہو تو اس کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ عورت کو زمانہ طہر میں وعدہ رکھنے سے پہلے ایک طلاق دے اور ولی کا طلاق دینا شوہر کا طلاق دینا ہوگا۔ اور وہ عورت چار مہینہ دس دن عدہ رکھے گی۔ اگر عدت کی مدت ختم ہونے سے پہلے شوہر آ گیا تو وہ اگر چاہے تو رجوع کرسکتا ہے۔ لیکن اگر اس کے آنے کے اور رجوع کرنے سے پہلے عدہ کی عدت ختم ہو گئی ہو تو پھر وہ عورت نکاح کے لیے آزاد ہے اور پہلے شوہر کا اس پر کوئی اختیار نہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 341 حدیث 4883؛ وسائل الشیعہ جلد 15 صفحہ 271 باب 23 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 479 حدیث 1927؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 147 حدیث 2

(88) امام محمد باقرؑ وامام جعفر صادق علیہ السلام: جب کسی شخص کی موت کی خبر اس کی عورت کو دی جائے یا اس کو یہ اطلاع دی جائے کہ اس کے شوہر نے اس کو طلاق دے دی ہے اور وہ عدہ رکھے اور عدہ کے بعد کسی شخص سے نکاح کرے۔ پھر اس کا پہلا شوہر آ جائے (اور طلاق دینے سے انکار کرے) تو پہلے شوہر کا حق دوسرے شوہر سے زیادہ ہے۔ خواہ اس دوسرے شوہر نے اس سے دخول کیا ہو یا نہ کیا ہو اور اس عورت کو اس دوسرے شوہر سے حق مہر لینے کا حق ہے اور اس صورت میں اس عورت کے لیے دوسرے شوہر سے نکاح کرنا تا ابد جائز نہ ہوگا اور اگر پہلا شوہر اسے چھوڑ دے اور دوسرا ابھی چھوڑ دے تو وہ دونوں شوہروں کے لیے ایک ہی عدہ رکھے گی۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 342 اور 343 حدیث 4885 اور 4888

معاشرت کے احکام

نوٹ: معاشرت کے احکام کے ضمن میں معاشرے سے متعلق تمام احکامات بیان ہوں گے نیز رہن سہن کے احکامات نیز انسان کے روزمرہ کے متعلق تمام احکامات بیان کیے جائیں گے۔ ان شاء اللہ

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: وہ شخص ہم میں سے نہیں (یعنی ہم سے کوئی تعلق نہیں) جو:

1- غیض و غضب کے وقت اپنے نفس پر کنٹرول نہ کرے۔
2- اپنے ساتھی سے اچھی صحبت نہ کرے (اچھی طرح نہ ملے)
3- اپنے مخالف سے اچھی مخالفت نہ کرے۔
4- رفیق سے اچھی رفاقت نہ رکھے۔
5- اپنے پڑوسی سے اچھا پڑوس نہ رکھے۔
6- مہربان سے مہربانی نہ کرے۔

حوالہ: اصول کافی (عربی) جلد دوم صفحہ 465 حدیث 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 179 حدیث 799؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 338 باب 02 حدیث 3؛ المحاسن صفحہ 357 حدیث 67

(2) امام محمد تقی علیہ السلام: بھائیوں کی دو قسمیں ہیں ایک ثقہ بھائی اور دوسرے مکاشرہ (ہنس مکھ اور دانت نکالنے والے) بھائی۔ جہاں تک قابل وثوق بھائیوں کا تعلق ہے تو وہ کفِ دست، بازو اور اہل و عیال اور مال و منال کی مانند ہیں پس جو

شخص تم سے محبت کرتا ہے اگر تمہیں اس پر بھروسہ ہے تو اس کے لیے اپنا مال اور اپنا ہاتھ (قوت) صرف کرو اور اس کے دوست سے دوستی اور اس کے دشمن سے دشمنی رکھو اس کے راز کو چھپاؤ اس کی اعانت کرو اور اس کی اچھائیوں کا اظہار کرو (مگر) ایسے بھائی کبریت احمر سے بھی کمتر ہیں اور جہاں تک برادران مکاشرہ کا تعلق ہے تو ان سے لذت اندوز ہو ان سے قطع تعلق نہ کرو اور اس (ظاہرداری) سے زیادہ خلوص ضمیر کا ان سے مطالبہ نہ کرو اور جو کچھ وہ تمہارے لیے خندہ پیشانی زبان کا مٹھاس خرچ کریں تو تم بھی ان کے لیے وہی کچھ کرو۔

حوالہ: اصول کافی (عربی) جلد دوم صفحہ 193 حدیث 03؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 339 باب 03 حدیث 1؛ الخصال صفحہ 46 حدیث 56

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: لوگوں سے دور دور اور گھٹا گھٹا رہنا ان سے دشمنی کا موجب بنتا ہے۔

حوالہ: اصول کافی (عربی) جلد دوم صفحہ 466 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 341 باب 6 حدیث 1

(4) امام علی رضا علیہ السلام: جس نے محض خدا کی خوشنودی کے لیے ایک برادرِ دینی (دینی بھائی) بنایا تو گویا اس نے جنت میں ایک گھر بنایا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 341 باب 7 حدیث 1؛ ثواب الاعمال صفحہ 182

(5) امیر المومنین علیہ السلام: ہزار دوست اور ساتھی زیادہ نہیں ہے مگر دشمن ایک بھی بہت زیادہ ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 341 باب 07 حدیث 3؛ امالی شیخ صدوق (عربی) صفحہ 532 حدیث 6

(6) امیر المومنین علیہ السلام: تمام لوگوں سے بڑھ کر عاجز وہ ہے جو دوست بنانے سے عاجز ہے اور اس سے بڑھ کر بھی عاجز وہ ہے جو بنے ہوئے دوست کو ضائع کر بیٹھے۔

حوالہ: نہج البلاغہ (عربی) جلد سوم صفحہ 153 خطبہ 11؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 342 باب 7 حدیث 7

(7) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: عقلمند آدمی سے راہنمائی حاصل کرو (مشورہ کرو) اس کی خلاف ورزی نہ کرو ورنہ پچھتاؤ گے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 343 باب 9 حدیث 1؛ امالی شیخ طوسی (عربی) جلد اول صفحہ 15؛ امالی طوسی (اردو) صفحہ 238

(8) امام زین العابدین علیہ السلام: پانچ شخصوں سے نہ ہمنشینی کرنا، نہ کلام کرنا اور نہ ہی راستہ میں ہمراہی کرنا، (1) کذاب۔ اس سے صحبت نہ کرنا جو بمنزلہ سراب (چمکیلی ریت) کے ہے جو دور کو نزدیک اور نزدیک کو دور کرے گا۔ (2) فاسق۔ اس سے ہمنشینی نہ کرنا یہ تمہیں ایک لقمہ بلکہ اس سے بھی کم قیمت پر فروخت کردے گا۔ (3) بخیل۔ اس

سے صحبت نہ کرنا جب تمہیں اس کے مال کی ضرورت ہوگی تو وہ تمہیں بے سہارا چھوڑ دے گا۔(4) احمق۔اس کی صحبت سے بچنا کہ یہ تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے گا مگر (اپنی حماقت سے) تمہیں نقصان پہنچا بیٹھے گا۔(5) قاطع الرحم۔ اس کی ہم نشینی سے بچنا کیونکہ یہ خدا کے نزدیک ملعون ہے۔

حوالہ: اصول کافی جلد پنجم صفحہ 366 باب 04 حدیث 7؛ نہج البلاغہ (عربی) سوم صفحہ 161 خطبہ 38؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 351 باب 17 حدیث 1

(9) امیر المومنین علیہ السلام: عقل جیسی کوئی تونگری نہیں، جہالت جیسا کوئی فقر نہیں، ادب جیسی کوئی میراث نہیں اور مشورہ جیسا کوئی مددگار نہیں۔

حوالہ: نہج البلاغہ (عربی) جلد سوم صفحہ 164 خطبہ 54؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 354 باب 21 حدیث 5

(10) حضور اکرمؐ و حضرت علیؑ و محمد باقرؑ و امام جعفر صادق علیہ السلام: درج ذیل لوگوں پر سلام نہیں کرنا چاہیے۔1۔نشہ میں مدہوش پر۔2۔تصویر کھینچنے والے پر۔3۔نرد (ایک قسم کا کھیل) کھیلنے والے پر۔4۔جو چودہ (گوٹیوں) سے کھیلتا ہے۔ 5۔شطرنج کھیلنے والے پر۔6۔یہودی پر۔7۔نصرانی پر۔8۔پاخانہ کرنے والے پر۔9۔اس شاعر پر جو پاکدامن عورت پر تہمت زنا لگاتا ہے۔10۔اپنی ماؤں کی گالی پر خوش ہونے والوں پر۔11۔طنبور بجانے والے پر۔ 12۔ہجیڑے پر۔13۔نماز گزار پر (یعنی حالت نماز میں)۔14۔حمام میں ننگا نہانے والے پر۔15۔اعلانیہ فاسق و فجار پر۔16۔شراب نوشی کرنے والے پر۔17۔جو جنازہ کے ہمراہ چل رہا ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 360 باب 28 حدیث 05,06,07 اور صفحہ 370 باب 42 حدیث 1؛ الخصال صفحہ 237 حدیث 80 اور صفحہ 287 حدیث 42 اور صفحہ 230 حدیث 29 اور صفحہ 484 حدیث 57

(11) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: لوگوں کی نگاہوں میں محبوب بننا نصف عقل ہے۔

حوالہ: اصول کافی (عربی) جلد دوم صفحہ 470 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 361 باب 29 حدیث 2

(12) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تین چیزیں ایسی ہیں جو آدمی کی محبت کو اس کے برادر مسلمان کے لیے خالص کرتی ہیں: 1۔ملاقات کے وقت خندہ پیشانی سے ملنا۔2۔جب وہ بیٹھنے لگے تو اس کے لیے جگہ کشادہ کرنا۔3۔اسے اس کے پسندیدہ نام سے پکارنا۔

حوالہ: اصول کافی (عربی) جلد دوم صفحہ 470 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 362 باب 30 حدیث 2

(13) امام زین العابدین علیہ السلام: درج ذیل باتیں مومن کے اخلاق میں سے ہیں:

1۔ تنگدستی میں اس کے مطابق خرچ کرنا۔ 2۔ وسعت میں اس کے مطابق خرچ کرنا۔
3۔ لوگوں سے انصاف کرنا۔ 4۔ سلام کرنے میں پہل کرنا۔

حوالہ: اصول کافی (عربی) جلد دوم صفحہ 188 حدیث 36؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 363 باب 32 حدیث 2

(14) حضور اکرم ﷺ: سلام کرنا سنت اور جواب دینا فرض ہے۔

حوالہ: اصول کافی (عربی) جلد دوم صفحہ 471 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 364 باب 33 حدیث 3

(15) حضور اکرم ﷺ: پانچ چیزوں کو تادم مرگ ترک نہیں کرنا چاہیے کیونکہ حضورؐ نے نہیں کیں۔ 1۔ پست زمین پر بیٹھ کر غلاموں کے ساتھ کھانا کھانا۔ 2۔ پالان کسے ہوئے گدھے پر سوار ہونا۔ 3۔ اپنے ہاتھوں سے بکریوں کا دودھ دوہنا۔ (ایک حدیث میں ہے اپنے ہاتھوں سے جوتوں کا گانٹھنا)۔ 4۔ اونی کپڑا پہننا۔ 5۔ بچوں کو سلام کرنا تاکہ یہ سنت برقرار (جاری) رہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 366 باب 35 حدیث 1 اور 2؛ امالی شیخ صدوقؒ (عربی) صفحہ 67 حدیث 2؛ الخصال صفحہ 271 حدیث 12؛ علل الشرائع صفحہ 130 حدیث 1؛ عیون اخبار الرضاؑ (عربی) جلد دوم صفحہ 81 حدیث 14

(16) حضور اکرم ﷺ: جب کوئی شخص کسی بزم (محفل) سے واپس جانے لگے تو اسے چاہیے کہ سلام کرے کیونکہ پہلا (سلام) اس آخری سے اولیٰ نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد جلد 378 باب 52 حدیث 2؛ مکارم الاخلاق صفحہ 26

(17) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص بڑے کا احترام نہیں کرتا اور چھوٹے پر رحم نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔

حوالہ: اصول کافی (عربی) جلد دوم صفحہ 132 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 386 باب 67 حدیث 3

(18) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: جب کسی گھر (یا محفل وغیرہ میں) صرف تین آدمی ہوں تو صرف دو آدمی تیسرے کے بغیر باہم کوئی سرگوشی نہ کریں کیونکہ یہ بات اس (تیسرے کے لیے) غم کا باعث بنے گی۔

حوالہ: اصول کافی جلد پنجم صفحہ 400 باب 20 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 390 باب 72 حدیث 2

(19) حضور اکرم ﷺ: تین طرح بیٹھنا سنت ہے۔ 1۔ قرفصاء۔ یعنی اپنی دونوں پنڈلیاں کھڑی کر کے اور ان پر اس طرح دونوں ہاتھ رکھنا کہ ہاتھ دوسرے ہاتھ کی کہنی پر کس کر رکھا جائے۔ 2۔ دوزانو ہو کر بیٹھنا۔ 3۔ ایک پاؤں دوہرا کر کے رکھنا اور دوسرا اس پر پھیلا کر رکھنا۔

حوالہ: اصول کافی جلد پنجم صفحہ 401 باب 21 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 390 باب 74 حدیث 1

(20) امیر المومنین علیہ السلام: سورج کی طرف منہ کر کے نہیں بیٹھنا چاہیے کیونکہ یہ بخار آلود ہے، رنگ کو بگاڑتا ہے۔ کپڑے کو بوسیدہ کرتا ہے اور دفن شدہ بیماری کو ظاہر کرتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 392 باب 77 حدیث 1؛ الخصال صفحہ 248 حدیث 111

(21) امام محمد باقر علیہ السلام: تم میں سے جب کوئی شخص اپنے بھائی (دینی یا دوست) کے پاس اس کے گھر جائے تو اس جگہ بیٹھے جہاں صاحب منزل (گھر والا) کہے کیونکہ وہ بہ نسبت آنے والے کے اپنے گھر کے ان مقامات کو بہتر جانتا ہے جو چھپانے کے قابل ہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 393 باب 78 حدیث 1؛ قرب الاسناد صفحہ 33

(22) امام جعفر صادق علیہ السلام: احتباء (گوٹھ مار کے بیٹھنا) جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ اپنی شرمگاہ کو ڈھانپ کے رکھا جائے۔

حوالہ: اصول کافی جلد پنجم صفحہ 404 باب 22 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 393 باب 79 حدیث 2

توضیح:

احتباء کا مطلب یہ ہے کہ آدمی ایک ہی کپڑے سے ٹانگوں اور پیٹھ کو باندھ کر سہارے پہ بیٹھتا ہے۔ اس کی وضاحت ہم نے حج کے احکام میں کر دی ہے رجوع فرمالیا جائے۔

(23) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مزاح نہ کرو ورنہ چہرے کی رونق چلی جائے گی اور جھوٹ نہ بولو ورنہ تمہارا نور چلا جائے گا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 276 حدیث 5762؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 395 باب 80 حدیث 7

(24) امام جعفر صادق علیہ السلام: قہقہہ شیطان کی طرف سے ہے۔

حوالہ: اصول کافی جلد پنجم صفحہ 407 باب 23 حدیث 10؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 395 باب 81 حدیث 1

(25) امام جعفر صادق علیہ السلام: مومن کی ہنسی صرف تبسم (مسکراہٹ) ہے۔

حوالہ: اصول کافی جلد پنجم صفحہ 406 باب 23 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 395 باب 81 حدیث 2

(26) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: چار چیزیں کمر کو توڑ دیتی ہیں:

1- وہ پیشوا جس کی اطاعت کی جائے مگر وہ خود خدا کی نافرمانی کرے۔

2- وہ زوجہ جس کا شوہر تو اس کی حفاظت کرے مگر وہ اس کی خیانت کرے۔

3- وہ فقروفاقہ کہ فقیر اس کا کوئی مداوا نہ پائے۔

4- وہ رہائش جس کے پڑوس میں برا پڑوسی ہو۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 284 حدیث 5762؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 404 باب 89 حدیث 3

(27) امام محمد باقر علیہ السلام: پڑوس کی حد چاروں طرف چالیس چالیس گھر تک ہے۔

حوالہ: اصول کافی جلد پنجم صفحہ 416 باب 25 حدیث 1 اور 2؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 404 باب 90 حدیث 1؛ معانی الاخبار (عربی) صفحہ 165 حدیث 1 (بروایت جعفر صادقؑ)

توضیح:

یعنی مشرق کی طرف چالیس گھر، مغرب کی طرف چالیس گھر، شمال کی طرف چالیس گھر اور جنوب کی طرف چالیس گھر پڑوسی شمار ہوں گے۔

(28) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جب بھی سفر میں دو شخص ساتھی ہوں تو ان میں خدا کی نگاہ میں زیادہ محبوب اور اجر کا مستحق وہ شخص ہے جو اپنے ساتھی سے زیادہ نرمی برتتا ہے۔

حوالہ: اصول کافی جلد پنجم صفحہ 417 باب 26 حدیث 3؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 82 حدیث 813؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 405 باب 91 حدیث 2

(29) امام جعفر صادق علیہ السلام: خط کا جواب دینا اسی طرح واجب ہے جس طرح سلام کا واجب ہے۔

حوالہ: اصول کافی جلد پنجم صفحہ 419 باب 27 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 406 باب 93 حدیث 1

(30) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: ایسے کاغذات جن پر ذکر خدا درج ہو ان کا جلانا جائز نہیں ہے۔ بلکہ ان کو پانی سے دھو دیا جائے۔

حوالہ: اصول کافی جلد پنجم صفحہ 425 باب 30 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 409 باب 99 حدیث 1

(31) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: کتاب اللہ (قرآن) کو تھوک سے لکھنا یا مٹانا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد چہارم صفحہ 2 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 410 باب 99 حدیث 6

(32) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تین چیزیں ظلم کی قسم سے ہیں:

1۔ کوئی شخص کسی سے صحبت کرے (ملاقات کرے) مگر اس سے اس کا نام و کنیت نہ پوچھے۔

2۔ کسی شخص کو دعوت طعام دی جائے مگر وہ قبول نہ کرے اور اگر قبول کرے مگر کھائے نہیں۔

3۔ آدمی ملاعبت دست درازی اور بوس و کنار کرنے سے پہلے اپنی زوجہ سے ہم بستری کرے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 412 باب 101 حدیث 4؛ قرب الاسناد صفحہ 74

(33) امام جعفر صادق علیہ السلام: دوستی کے کچھ حدود ہیں جس شخص میں یہ حدود موجود نہ ہوں اسے دوستی کی طرف نسبت نہ دو (اور وہ حدود یہ ہیں): 1۔ تمہارے لیے ظاہر و باطن ایک ہو۔ 2۔ تمہاری زینت کو اپنی زینت اور تمہارے عیب کو اپنا عیب سمجھے۔ 3۔ مال و منال اور اس کا جاہ و جلال اسے تبدیل نہ کرے۔ 4۔ جو کچھ اس کے اختیار میں ہو وہ تم سے نہ روکے۔ 5۔ مصائب و شدائد میں تمہارا ساتھ نہ چھوڑ جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 413 باب 102 حدیث 3؛ امالی شیخ صدوق ؒ (عربی) صفحہ 532 حدیث 7؛ الخصال صفحہ 277 حدیث 19؛ اصول کافی جلد پنجم صفحہ 362 باب 3 حدیث 6

(34) امام جعفر صادق علیہ السلام: چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں پائی جائیں اس کا ایمان مکمل ہوتا ہے اگر چہ سر سے پاؤں تک گناہوں سے پُر ہو مگر وہ اس کے ایمان میں کمی کا باعث نہیں بنیں گے: 1۔ صداقت و سچائی۔ 2۔ امانت کی ادائیگی۔ 3۔ شرم و حیا۔ 4۔ حسن اخلاق

حوالہ: اصول کافی جلد سوم صفحہ 393 باب 177 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 414 باب 104 حدیث 2

(35) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تم میں سے افضل وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اعلیٰ ہیں جن کے کاندھے جھکے ہوئے ہیں (متواضع مزاج ہیں) جو لوگوں سے الفت کرتے ہیں اور ان سے الفت کی جاتی ہے اور ان کی اقامت گاہوں کو پاؤں سے روندا جاتا ہے۔ (یعنی ہر وقت لوگ آتے جاتے رہتے ہیں۔)

حوالہ: اصول کافی جلد سوم صفحہ 397 باب 177 حدیث 16؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 418 باب 105 حدیث 1

(36) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و امام علی رضا علیہ السلام: جو شخص خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے وعدہ کی وفا کرے۔

حوالہ: اصول کافی جلد چہارم صفحہ 347 باب 282 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 422 باب 109 حدیث 2؛ عیون الاخبار الرضاؑ جلد دوم صفحہ 79 حدیث 9؛ علل الشرائع صفحہ 77 حدیث 1

(37) امیر المومنین علیہ السلام: جس شخص کو حیا اپنا لباس پہنا دے (یعنی حیا اس میں آجائے یا وہ باحیا ہو جائے) تو پھر لوگ اس کے عیب نہیں دیکھ سکتے۔

حوالہ: نہج البلاغہ (عربی) جلد سوم صفحہ 202 خطبہ 223؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 423 باب 110 حدیث 6

(38) امیر المومنین علیہ السلام: جب دشمن پر قدرت حاصل ہو تو اس کو نعمت کا شکریہ سمجھ کر اسے معاف کر دو۔

حوالہ: نہج البلاغہ (عربی) جلد سوم صفحہ 153 خطبہ 10؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 425 باب 112 حدیث 78

(39) امام محمد باقر علیہ السلام: تین چیزیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے خداوند عالم ایک مسلمان کی عزت وعظمت میں اضافہ فرماتا ہے: 1۔ جو اس پر ظلم کرے یہ اسے معاف کر دے۔ 2۔ جو اسے محروم کرے یہ اسے عطا کرے۔ 3۔ جو اس سے قطع تعلق کرے یہ اس سے وصل کرے۔

حوالہ: اصول کافی جلد سوم صفحہ 408 باب 181 حدیث 10؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 426 باب 113 حدیث 4

(40) امام جعفر صادق علیہ السلام: تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں بھی پائی جائیں گی تو خدا جس طرح چاہے گا حور العین سے اس کی تزویج کرے گا۔ 1۔ غصہ کا ضبط کرنا۔ 2۔ خوشنودی خدا کی خاطر تلواروں پر صبر کرنا۔ 3۔ جس شخص کو مالِ حرام پر دسترس حاصل ہو اور خوفِ خدا سے اسے ترک کر دے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 430 باب 114 حدیث 15؛ المحاسن صفحہ 06 حدیث 15

(41) امیر المومنین علیہ السلام: دانشمندانہ بات کہنے سے خاموش رہنے میں کوئی خیر وخوبی نہیں ہے اسی طرح جاہلانہ بات کرنے میں کوئی خیر وخوبی نہیں ہے۔

حوالہ: نہج البلاغہ (عربی) جلد سوم صفحہ 194 خطبہ 182؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 433 باب 117 حدیث 16

(42) امیر المومنین علیہ السلام: خدا نے کوئی مخلوق کلام سے زیادہ حسین اور اس سے زیادہ قبیح خلق نہیں کی کلام کے ذریعے سے ہی (بروز قیامت) کچھ چہرے سفید اور اسی کی وجہ سے بعض چہرے سیاہ ہوں گے۔ جب تک تم کلام نہیں کرتے تب تک وہ تمہاری قید میں ہوتا ہے مگر جب کلام کرتے ہو تو پھر تم اس کی قید میں ہوتے ہو زبان کو اس طرح حفاظت سے جمع کر کے رکھو جس طرح سونے اور چاندی کو رکھتے ہو کیونکہ زبان ایک کاٹنے والا کتا ہے اگر تم اسے کھلا چھوڑ دو گے تو وہ ضرور تمہیں کاٹے گا اور بعض اوقات بعض کلمے ایسے (ناشکری کے) ہوتے ہیں۔ جو نعمت کو سلب کر دیتے ہیں بے سوچے بولنا آدمی کو ہر ناپسندیدہ بات اور رسوائی تک پہنچاتا ہے اور پھر زندگی بھر وہ خدا کی ناراضی اور لوگوں کی مذمت سے گلوخلاصی نہیں کرا سکتا۔

حوالہ: نہج البلاغہ (عربی) جلد سوم صفحہ 246 حدیث 381؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد چہارم صفحہ 83؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 436 باب 119 حدیث 14

(43) حضور اکرم ﷺ: ایک مسلمان کے اپنے مسلمان (بھائی) پر تیس حقوق ہیں اور اس وقت تک ان سے بری الذمہ نہیں ہو سکتا جب تک ان کو ادا کرے یا معاف نہ کرائے (وہ حقوق یہ ہیں) 1۔اس کی لغزش معاف کرے۔ 2۔اس کی اشک فشانی پر رحم کرے۔ 3۔اس کی شرمگاہ کو ڈھانپے۔ 4۔اس کی لغزش پا سے درگزر کرے۔ 5۔اس کے عذر کو قبول کرے۔ 6۔اس کی گلہ گوئی ہو رہی ہو تو اس کا دفاع کرے۔ 7۔ ہمیشہ اسے اچھی نصیحت کرے۔ 8۔اس کی دوستی کی حفاظت کرے۔ 9۔اس کی حرمت کا لحاظ رکھے۔ 10۔اس کی بیماری میں اس کی مزاج پرسی کرے 11۔اس کے جنازہ میں شرکت کرے۔ 12۔اس کی دعوت کو قبول کرے۔ 13۔اس کے ہدیہ کو قبول کرے۔ 14۔اس کی صلۂ رحمی کی جزاء دے۔ 15۔اس کے احسان کا شکریہ ادا کرے۔ 16۔اس کی اچھی طرح نصرت کرے۔ 17۔اس کی بیوی کی ناموس کی حفاظت کرے۔ 18۔اس کی حاجت برآری کرے۔ 19۔اس کی خواہش کی سفارش کرے۔ 20۔اس کی چھینک پر دعا کرے۔ 21۔اس کی گم شدہ چیز کو تلاش کرے۔ 22۔اس کے سلام کا جواب دے۔ 23۔اس سے پاکیزہ کلام کرے۔ 24۔اس کے انعام کا بدلہ نیکی سے دے۔ 25۔اس کی قسم کی تصدیق کرے۔ 26۔اس کے دوست سے دوستی کرے اور اس کے دشمن سے دشمنی کرے۔ 27۔وہ ظالم ہو یا مظلوم ہر حال اس کی نصرت کرے اس کے ظالم ہونے میں اس کی نصرت یہ ہے کہ اسے ظلم و جور سے باز رکھے اور مظلوم ہونے میں اس کی نصرت یہ ہے کہ اس کے حق حاصل کرنے میں اس کی اعانت کرے۔ 28۔ بوقت ضرورت اسے تنہا نہ چھوڑے۔ 29۔اس کے لیے وہ کچھ پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ 30۔اس کے لیے وہ کچھ ناپسند کرے جو اپنے لیے ناپسند کرتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 447 باب 122 حدیث 19؛ کنز الفوائد صفحہ 141

(44) امام محمد باقر علیہ السلام: جو مومن اپنے مومن بھائی کی زیارت کے لیے نکلے جبکہ اس کے حق کی معرفت رکھتا ہو تو خدا اس کے ہر ہر قدم پر اس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہے اور ایک برائی مٹاتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے اور جب وہ (پہنچ کر) دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو اس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جب دونوں آپس میں ملتے ہیں اور مصافحہ اور معانقہ کرتے ہیں تو خداوند عالم ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور پھر ان پر فخر و مباہات کرتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 459 باب 131 حدیث 1؛ اصول کافی جلد چہارم صفحہ 96 باب 207 حدیث 1

(45) حضور اکرم ﷺ: تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں ہوں وہ جس دروازہ سے چاہے جنت میں داخل ہوگا۔ 1۔ جس کے اخلاق اچھے ہوں گے۔ 2۔ جو (لوگوں کے) حضور و غیاب میں خدا سے ڈرے۔ 3۔ جو کج بحثی اور

جھگڑے کو ترک کرے چاہے حق پر بھی ہو۔

حوالہ: اصول کافی جلد چہارم صفحہ 258 باب 248 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 463 باب 135 حدیث 2

(46) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص دشمنی کا بیج بوتا ہے (یعنی لوگوں کو آپس میں لڑاتا ہے) تو وہ (خود) وہی کچھ کاٹتا ہے جو اس نے بویا تھا۔

حوالہ: اصول کافی جلد چہارم صفحہ 260 باب 248 حدیث 12؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 464 باب 136 حدیث 4

(47) امام محمد باقر علیہ السلام: جھوٹ ایمان کی خرابی کا باعث ہے۔

حوالہ: اصول کافی جلد چہارم صفحہ 314 باب 267 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 466 باب 138 حدیث 4

(48) امام محمد باقر علیہ السلام: ہم (اہلبیتؑ) پر جھوٹ نہ بولنا ورنہ شریعت اسلامی چھین لی جائے گی اور کبھی سر بننے کی کوشش نہ کرنا بلکہ دم بن کر رہنا اور ہم (اہلبیتؑ) کو ذریعہ معاش نہ بنانا ورنہ فقیر و نادار ہو جاؤ گے۔

حوالہ: اصول کافی جلد چہارم صفحہ 313 باب 267 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 467 باب 139 حدیث 1

(49) امیر المومنین علیہ السلام: کوئی بندہ اس وقت تک ایمان کا مزہ نہیں چکھ سکتا جب تک سنجیدگی اور مذاق میں جھوٹ بولنے سے اجتناب نہ کرے۔

حوالہ: اصول کافی جلد چہارم صفحہ 315 باب 267 حدیث 11؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 469 باب 140 حدیث 2

(50) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و امام جعفر صادق علیہ السلام: تین جگہ پر جھوٹ بولنا جائز ہے۔ 1۔ جنگ میں دشمن کو دھوکہ دینے کے لیے۔ 2۔ بیوی سے (اسے خوش کرنے کے لیے یا کوئی وعدہ کرنا جسے پورا کرنے کی نیت نہ ہو)۔ 3۔ لوگوں کی اصلاح کے لیے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 280 حدیث 5762؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 470 باب 141 حدیث 1 اور 5؛ اصول کافی جلد چہارم صفحہ 318 باب 267 حدیث 18

(51) امام جعفر صادق علیہ السلام: کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے (مسلمان) بھائی سے قطع تعلق رکھے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 296 حدیث 5809؛ اصول کافی جلد چہارم صفحہ 321 باب 269 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 472 باب 144 حدیث 1 اور 6

(52) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تین شخصوں پر جنت حرام ہے۔ 1۔ احسان جتلانے والے پر۔ 2۔ غیبت کرنے والے پر۔ 3۔

ہمیشہ شراب پینے والے پر۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 484 باب 152 حدیث 9

(53) حضور اکرمؐ و امام جعفر صادق علیہ السلام: عقلمند آدمی وہ ہے جو کبھی سفر نہ کرے مگر صرف تین چیزوں کے لیے (اور وہ تین یہ ہیں): 1۔ آخرت کا زادِ سفر جمع کرنے کے لیے۔ 2۔ اپنی روزی یا گزر اوقات کی اصلاح کے لیے۔ 3۔ غیر حرام (یعنی حلال) لذت کے حصول کے لیے۔
حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 278 حدیث 5762؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 228 باب 1 حدیث 1 اور 2؛ المحاسن صفحہ 345 حدیث 5؛ الخصال صفحہ 120 حدیث 110

(54) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: کبوتروں کا جوڑا گھر میں رکھنا چاہیے اس سے وحشت اور تنہائی کی شکایت نہیں ہوگی۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 9`31 باب 31 حدیث 8؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 546 حدیث 06

(55) امام جعفر صادق علیہ السلام: راعبی کبوتر گھروں میں رکھو کیونکہ یہ حضرت امام حسینؑ کے قاتلوں پر لعنت کرتا ہے۔ اور خود بھی امام حسینؑ کے قاتلوں پر لعنت کرنی چاہیے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 321 باب 33 حدیث 3؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 347 حدیث 13

(56) امام جعفر صادق علیہ السلام: گھروں میں کبوتر اور مرغی یا کوئی پالتو چیز موجود ہونی چاہیے تا کہ جنات کے بچے ان (گھر والوں) کے بچوں کی بجائے ان کے بچوں سے کھیلیں۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 324 باب 37 حدیث 03؛ قرب الاسناد صفحہ 4

(57) امام جعفر صادق علیہ السلام: کتے کا مسلمان شخص کے گھر میں ہونا مکروہ ہے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 327 باب 43 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 552 حدیث 1

(58) امام محمد باقر علیہ السلام: کتے میں کسی قسم کی کوئی خیر و خوبی نہیں ہے ہاں البتہ شکاری اور مویشیوں والے کتے رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 327 باب 43 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 552 حدیث 4

(59) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر وہ کتا جو بالکل سیاہ یا بالکل سرخ یا بالکل سفید ہو وہ کتے جنات میں سے ہیں۔ اور جو ابلق (سیاہ و سفید داغوں والا) ہو وہ جن و انس سے مسخ شدہ ہے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 338 باب 44 حدیث 3؛ فروع کافی (ششم) جلد صفحہ 553 حدیث 10

(60) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: کتے کمزور قسم کے جنات ہیں لہٰذا جب تم میں سے کوئی شخص کھانا کھائے تو یا توانہیں بھی کچھ کھلائے یا پھر انہیں دور بھگائے کیونکہ ان کی طبیعتیں بری ہوتی ہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 328 باب 45 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 553 حدیث 9

(61) امام جعفر صادق علیہ السلام: گندے گناہ تین ہیں: 1۔ جانور کا قتل کرنا۔ 2۔ عورت کا حق مہر روکنا۔ 3۔ مزدور کی اجرت ادا نہ کرنا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 334 باب 53 حدیث 2؛ مکارم الاخلاق صفحہ 237

(62) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص ہمارے مذہب پر نہیں ہے (یعنی غیر شیعہ) ان کے ساتھ وہی سلوک کرو جو تمہارے پیشوا کرتے تھے اور تمہارے پیشوا ان لوگوں کے بیماروں کی مزاج پرسی کرتے ہیں ان کے جنازوں میں شرکت کرتے ہیں اور ان کے حق میں اور ان کے خلاف شہادت دیتے اور ان کی امانتیں ادا کرتے ہیں۔

حوالہ: اصول کافی جلد پنجم صفحہ 356 باب 1 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد ہشتم صفحہ 336 بب 1 حدیث 3

(63) امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادق علیہ السلام: امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرض ہے۔ افسوس ہے اس قوم کے لیے جو یہ فریضہ ادا کر کے خدا کا دین اختیار نہیں کرتی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 304 باب 1 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 56 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد ششم صفحہ 176 حدیث 353

(64) امام جعفر صادق علیہ السلام: اچھائی کا حکم وہ شخص دے اور برائی سے وہ شخص روکے جس میں تین صفتیں پائی جاتی ہوں: 1۔ جس کا حکم دے رہا ہے اور جس سے روک رہا ہے اس کا علم رکھتا ہو۔ 2۔ امر و نہی میں عادل ہو (یعنی دونوں کام کرے اور خود بھی ان پر عامل ہو)۔ 3۔ امر و نہی کرنے میں رفق و مدارا کرنے والا ہو (شدت و حدت سے کام لینے والا نہ ہو۔)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 310 باب 02 حدیث 9؛ روضۃ الواعظین صفحہ 365

(65) امیر المومنین علیہ السلام: جو شخص اپنی ذات کو بطور لوگوں کے پیشوا کے پیش کرے اس پر لازم ہے کہ لوگوں کو پڑھانے سے پہلے اپنے آپ کو پڑھائے اور لوگوں کو اپنی زبان سے پہلے اپنی سیرت و کردار سے سکھائے۔ کیونکہ جو شخص اپنے آپ کو پڑھاتا ہے یا ادب سکھاتا ہے وہ اس شخص سے زیادہ لائق احترام ہے جو لوگوں کو پڑھاتا اور ان کو ادب سکھاتا ہے۔

حوالہ: نہج البلاغہ حصہ سوم صفحہ 166 خطبہ 73؛ وسائل الشیعہ، جلد 11 صفحہ 323 باب 10 حدیث 5

(66) امام علی رضا علیہ السلام: اولیاء اللہ کی محبت کرنا (یعنی تولا) اوران کے دشمنوں سے دشمنی کرنا اوران سے تبرا کرنا واجب ہے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد جلد 11 صفحہ 331 باب 15 حدیث 8؛ عیون الاخبار الرضا (عربی) جلد دوم صفحہ 124

(67) امام جعفر صادق علیہ السلام: آدمی کے مرجانے کے بعد اسے تین چیزوں کے سوا اور کسی چیز کا ثواب نہیں ملتا۔ 1۔ وہ صدقۂ جاریہ جیسے وہ اپنی زندگی میں جاری کر جائے اور اس کی وفات کے بعد بھی جاری رہے۔ 3۔ کوئی ہدایت ورہنمائی کا طریقہ قائم کر جائے کہ جس پر اس کی وفات کے بعد بھی عمل ہوتا رہے۔ 3۔ نیک اولاد چھوڑ جائے جو اس کے لیے مغفرت طلب کرے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 334 باب 16 حدیث 4؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 56 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 232 حدیث 909؛ امالی شیخ صدوقؒ حصّہ اول صفحہ 112 حدیث 7 مطبوعہ ادارہ منہاج الصالحین لاہور

(68) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جو شخص میری امت کے اختلاف کے وقت میری سنت سے تمسک کرے گا تو اسے ایک سو شہید کے برابر اجر وثواب ملے گا۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 334 باب 16 حدیث 6

(69) امیر المومنین علیہ السلام: جب بھی کوئی بدعت ایجاد کی جاتی ہے تو اس کی وجہ سے کوئی سنت ترک ہو جاتی ہے۔ لہٰذا بدعتوں سے بچو اور کشادہ راستے کو لازم پکڑو۔ غربت والے کام افضل ہوتے ہیں۔ اور بدترین امور وہ ہیں جو نئے ایجاد کئے گئے ہوں۔
حوالہ: نہج البلاغہ، حصّہ دوم صفحہ 383 حدیث 143؛ وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 334 باب 16 حدیث 8

(70) امام جعفر صادق علیہ السلام: تین محفلیں ایسی ہیں جن کو خدا دشمن رکھتا ہے۔ اوران محفل والوں پر اپنا عذاب نازل کرتا ہے پس تم ان کے پاس نہ بیٹھو اوران کے ساتھ ہم نشینی نہ کرو۔ 1۔ وہ محفل جس میں وہ شخص موجود ہو جو اپنے غلط فتوٰی کی تعریف میں رطب اللسان ہو۔ 2۔ وہ محفل جس میں ہمارے دشمنوں کا ذکر تو جدید ہو (بڑے طمطراق سے کیا جائے) اور ہمارا ذکر بوسیدہ ہو (معمولی ہو)۔ 3۔ وہ محفل جس میں کوئی شخص ہم سے لوگوں کو روکے اور تمہیں معلوم ہو (کہ وہ روک رہا ہے لیکن تم کچھ نہ کرسکو)۔
حوالہ: اصول کافی جلد چہارم صفحہ 368 باب 291 حدیث 12؛ وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 380 باب 38 حدیث 10

(71) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: شک کرنے اور بدعتی لوگوں سے بیزاری ظاہر کرو۔ ان کو برا بھلا کہو ان کی عیب دگلا گوئی کرو اور

ان پر بہتان لگا کہ بدنام کروتا کہ وہ اسلام میں فساد نہ پھیلا سکیں۔ اور لوگ ان سے ان کی بدعتیں نہ سیکھیں۔ ایسا کرنے سے خدا تمہارے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھے گا اور درجے بلند کرے گا۔

حوالہ: اصول کافی جلد چہارم صفحہ 364 باب 291 حدیث 04؛ وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 382 باب 39 حدیث 1

(72) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جب میری امت میں بدعات کا ظہور ہو جائے تو علم رکھنے والے پر واجب ہے کہ وہ اپنے علم کو ظاہر کرے۔ اور جو ایسا نہیں کرے گا اس پر خدا کی لعنت ہوگی۔

حوالہ: اصول کافی جلد اوّل صفحہ 114 باب 30 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 384 باب 40 حدیث 1

(73) امام زین العابدین علیہ السلام: گناہ درج ذیل ہیں:

(الف) وہ گناہ جو نعمتوں کو بدل دیتے ہیں یہ ہیں:

1۔ لوگوں پر ظلم و زیادتی کرنا۔ 2۔ خیر و خوبی کی عادت ترک کر دینا۔ 3۔ کفرانِ نعمت کرنا۔ 4۔ خدا کا شکر ادا نہ کرنا۔

(ب) وہ گناہ جو ندامت و پشیمانی کا باعث ہوتے ہیں یہ ہیں:

1۔ قتل نفس محترم۔ 2۔ صلح رحمی نہ کرنا۔ 3۔ نماز نہ پڑھنا یہاں تک کہ اس کا وقت نکل جائے۔ 4۔ وصیت نہ کرنا۔ 5۔ ردمظالم (لوگوں کے حقوق) ادا نہ کرنا۔ 6۔ زکوٰۃ نہ دینا یہاں تک کہ موت کا وقت آ جائے اور زبان بند ہو جائے۔

(ج) وہ گناہ جو عذاب کے نازل ہونے کا سبب بنتے ہیں یہ ہیں:

1۔ ظلم کرنے سے منع کرنے والے کی نافرمانی کرنا۔ 2۔ لوگوں پر اپنی برائی ظاہر کرنا۔ 3۔ لوگوں کا مذاق اڑانا۔

(د) وہ گناہ جو تقسیم (روزی) کو دور کرتے ہیں یہ ہیں:

1۔ اپنی احتیاج کا اظہار کرنا۔ 2۔ نماز عشاء پڑھے بغیر سو جانا۔ 3۔ نماز صبح کے وقت سوتے رہنا۔ 4۔ چوپایوں کو حقیر جاننا۔ 5۔ معبود برحق کی شکایت کرنا۔

(ذ) وہ گناہ جو پردہ دری کرتے ہیں یہ ہیں:

1۔ شراب نوشی کرنا۔ 2۔ جوا کھیلنا۔ 3۔ لہو و لعب کا ارتکاب کرنا۔ 4۔ لوگوں کی عیب جوئی کر کے لوگوں کو ہنسانا۔ 5۔ مشکوک لوگوں کی ہم نشینی اختیار کرنا۔

(ر) وہ گناہ جو بلا و مصیبت کے نازل ہونے کا سبب ہوتے ہیں یہ ہیں:

1۔ غم زدہ آدمی کی فریاد رسی نہ کرنا۔ 2۔ مظلوم کی دادرسی نہ کرنا۔ 3۔ امیر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ضائع کرنا۔

(ز) وہ گناہ جو دشمنوں کے غلبہ کا باعث بنتے ہیں یہ ہیں:

1۔ کھلم کھلا ظلم کرنا۔ 2۔ اعلانیہ فجور کرنا۔ 3۔ حرام کو حلال جاننا۔ 4۔ نیکوکاروں کی مخالفت کرنا اور بدکاروں کی فرمان برادری کرنا۔

(س) وہ گناہ جو جلدی فنا و بربادی کا سبب بنتے ہیں یہ ہیں:

1۔ قطع رحمی کرنا۔ 2۔ جھوٹی قسم کھانا۔ 3۔ جھوٹی باتیں کرنا۔ 4۔ زنا کرنا۔ 5۔ مسلمانوں کا راستہ روکنا۔ 6۔ بغیر حق امامت کا دعویٰ کرنا۔

(ش) وہ گناہ جو امید و آس کو قطع کرتے ہیں یہ ہیں:

1۔ خدا کی کشائش کار سے مایوس ہونا۔ 2۔ خدا کی رحمت سے ناامید ہونا۔ 3۔ اللہ پر بھروسہ نہ کرنا۔ 4۔ خدا کے وعدہ کو جھٹلانا۔

(ص) وہ گناہ جو ہوا و فضا کو تیرہ و تاریک کرتے ہیں یہ ہیں:

1۔ جادو کرنا۔ 2۔ کہانیت (غیبی خبریں دینا)۔ 3۔ ستاروں پر ایمان رکھنا۔ 4۔ قضا و قدر کو جھٹلانا۔ 5۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔

(ض) وہ گناہ جو پردہ دری کرتے ہیں یہ ہیں:

1۔ ادا کی نیت کے بغیر قرضہ لینا۔ 2۔ خرچ کرنے میں باطل میں اسراف کرنا۔ 3۔ اہل حق (مستحقین) از قسم اہل و عیال اور رشتہ داروں پر خرچ کرنے میں کنجوسی کرنا۔ 4۔ بدخلقی کرنا۔ 5۔ بے صبری و رنج و ملال کا اظہار کرنا۔ 6۔ دین داروں کی توہین کرنا۔

(ط) وہ گناہ جو دعا کو رد کرتے ہیں اور قبولیت سے مانع ہوتے ہیں یہ ہیں:

1۔ بدنیتی۔ 2۔ بدباطنی۔ 3۔ بھائیوں سے منافقت۔ 4۔ اجابت دعا کی تصدیق نہ کرنا۔ 5۔ نماز ہائے فریضہ کا ان کے اوقات سے موخر کرنا۔ 6۔ نیکی و صدقہ سے خدا کا قرب حاصل نہ کرنا۔ 7۔ بدزبانی و بدکلامی کرنا۔

(ظ) وہ گناہ جو آسمانی بارش کو روکتے ہیں یہ ہیں:

1۔ حکام کا اپنے فیصلوں میں بے انصافی کرنا۔ 2۔ جھوٹی گواہی دینا۔ 3۔ سچی گواہی کا چھپانا۔ 4۔ زکوۃ فریضہ ادا نہ کرنا۔ 5۔ فقراء اور مساکین پر سختی کرنا۔ 6۔ یتیموں اور رانڈوں پر ظلم کرنا۔ 7۔ سائل کو جھڑکنا۔ 8۔ رات کے وقت سائل کو خالی ہاتھ لوٹانا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 391 باب 41 حدیث 7؛ معانی الاخبار جلد سوم صفحہ 318 حدیث 02 مطبوعہ الکساء

پبلشرز کراچی

(74) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو کوئی مومن محض خدا کی خوشنودی کی خاطر کسی مومن کو قرضہ دے تو جب تک اس کا مال واپس نہ آئے خدا اسے صدقہ کے حساب سے اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 409 باب 11 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 32 حدیث 126؛ ثواب الاعمال صفحہ 166 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد چہارم صفحہ 34 حدیث 2

(75) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: چار شخص ایسے ہیں کہ جن کی قیامت کے دن میں خود شفاعت کروں گا چاہے وہ پوری دنیا کے برابر گناہ لے کے آئیں۔

1۔ ایک وہ شخص جو میری اولاد کی نصرت کرے۔

2۔ دوسرا وہ شخص جو تنگی رزق کے وقت میری اولاد کی مالی امداد کرے۔

3۔ تیسرا وہ شخص جو دل و زبان سے میری اولاد سے محبت کرے۔

4۔ چوتھا وہ شخص جو میری اولاد کو وطن سے دوری کے وقت ان کی حاجت براری میں کوشش کرے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 415 باب 17 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 36 حدیث 153؛ فروع کافی (عربی) جلد چہارم صفحہ 111 حدیث 323

(76) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: چار صفتیں ایسی ہیں کہ جس میں پائی جائیں گی تو خدا اس کے لیے جنت میں ضرور گھر تعمیر فرمائے گا: 1۔ جو کسی یتیم کو پناہ دے۔ 2۔ جو کسی کمزور پر رحم کرے۔ 3۔ جو اپنے والدین کے ساتھ شفقت کرے۔ 4۔ جو اپنے غلام سے نرمی کرے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 418 باب 19 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 279 حدیث 5762

(77) امام جعفر صادق علیہ السلام: تم لوگ ایک دوسرے سے ملاقات کیا کرو۔ کیونکہ ایسا کرنے میں تمہارے دلوں کی حیات ہے۔ اور ہماری حدیثوں کا تذکرہ ہے۔ اور ہماری حدیثیں تم میں سے بعض کو دوسرے بعض پر مہربان بناتی ہیں۔ اگر تم ان پر عمل کرو گے تو راہ راست اور نجات پا جاؤ گے اور اگر ان کو ترک کرو گے تو گمراہ اور ہلاک ہو جاؤ گے پس تم ان پر عمل کرو اور میں تمہاری نجات کا ضامن ہوں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 423 باب 23 حدیث 3؛ اصول کافی جلد چہارم صفحہ 199 حدیث 2

(78) امام علی رضا علیہ السلام: شیطان اور اس کے انصار و اعوان کے لیے اہل ایمان کی باہمی ملاقات سے بڑھ کر کوئی امر منکر (برا

کام) نہیں ہے جب دو مومن آپس میں ملتے ہیں اور خدا کا ذکر کرتے ہیں اور پھر ہم اہلبیت کا ذکر کرتے ہیں۔ تو اس سے شیطان کے چہرے کے تمام گوشت پر خراشیں آ جاتی ہیں۔ یہاں تک کہ شدت رنج والم سے اس کی روح فریاد کرتی ہے جسے ملائکہ اور خازنان جنت محسوس کرتے ہیں اور اس پر لعنت کرتے ہیں پھر ہر ملک مقرب اس پر لعنت کرتا ہے اس طرح وہ خائب وخاست ہوتا ہے اور اس کی ناک رگڑی جاتی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 424 باب 23 حدیث 6؛ اصول کافی جلد چہارم صفحہ 102 باب 209 حدیث 7

(79) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: جو شخص اس بات کی استطاعت نہیں رکھتا کہ ہم (اہلبیتؑ) سے بھلائی کرے تو ہمارے فقراء شیعہ سے بھلائی کرے اور جو شخص ہمارے مزارات (مقدسہ) کی زیارت نہیں کر سکتا وہ ہمارے نیک (مومن) بھائیوں کی قبروں کی زیارت کرے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ششم صفحہ 282 باب 50 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 43 حدیث 191؛ فروع کافی (عربی) جلد چہارم 59 حدیث 7؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 111 حدیث 324

(80) امام جعفر صادق علیہ السلام: لباس پہنو اور اچھا لباس پہنو کیونکہ خدا جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے مگر یہ اچھا لباس حلال کی کمائی سے ہونا چاہیے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 266 باب 1 حدیث 4؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 442 حدیث 7

(81) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر زمانے کا بہترین لباس وہ ہے جو اس دور کے لوگوں کا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 268 باب 2 حدیث 2؛ اصول کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 444 حدیث 15 اور جلد اول صفحہ 340 حدیث 4

(82) امام حسین علیہ السلام: جو شخص (زمانہ کی عام وضع قطع سے ہٹ کر) ایسا لباس پہنے جو اسے (لوگوں میں) مشہور کر دے تو خدا اسے بروز قیامت آتش جہنم کا لباس پہنائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 278 باب 12 حدیث 4؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 445 حدیث 4

(83) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: عمامہ باندھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کا ایک شملہ اگلی طرف (سینہ پر) اور دوسرا شملہ جو چھوٹا بقدر چار انگشت ہونا چاہیے پچھلی طرف لٹکایا جائے۔ اسی طرح حضورؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو غدیر والے دن باندھا تھا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 296 باب 30 حدیث 3؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 461 حدیث 4

(84) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جو شخص بقاء چاہتا ہے حالانکہ بقاء صرف خدا کے لیے اسے چاہیے کہ درج ذیل کام کرے:

1۔ غذا سویرے کھالے۔ 2۔ جوتا اچھا بنوائے۔ 3۔ رداء خفیف رکھے اور اس سے مراد ہے کہ قرضہ کم لے۔
4۔ عورتوں سے مباشرت کم کرے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 299 باب 32 حدیث 5؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد سوم صفحہ 361 حدیث 1715

(85) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہموار جوتا پہننا (یعنی جس کا اگلا پچھلا اور درمیانہ حصّہ برابر ہو) مکروہ ہے۔ یہودی ایسا جوتا پہنتے ہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 300 باب 33 حدیث 3؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 463 حدیث 6

(86) امام محمد باقر علیہ السلام: ایسا جوتا پہننا مکروہ ہے جس کی ایڑی نہ ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 300 باب 33 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 463 حدیث 5

(87) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جب کھانا کھانے لگو تو جوتے اتار دیا کرو کیونکہ یہ عمدہ سنت ہے اور پاؤں کے لیے زیادہ باعث راحت و آرام ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 302 باب 37 حدیث 3؛ المحاسن صفحہ 449 حدیث 351

(88) امام جعفر صادق علیہ السلام: سیاہ جوتا پہننا مکروہ ہے اس لیے کہ اس میں تین بڑی خصلتیں ہیں۔ 1۔ بینائی (آنکھوں) کو کمزور کرتا ہے۔ 2۔ ذکر (قوت باہ) کو کمزور کرتا ہے۔ 3۔ رنج وغم کا باعث ہے۔ نیز یہ دوسرے جوتوں سے زیادہ مہنگا ہے اور جو اسے پہنتا ہے وہ تکبر کرتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 303 باب 38 حدیث 1، 2 اور 3؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 465 حدیث 2؛ الخصال صفحہ 99 حدیث 50

(89) امام جعفر صادق علیہ السلام: انگوٹھی پہننا سنت ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 307 باب 45 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 468 حدیث 3

(90) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہننی چاہیے کیونکہ یہ مقربین بارگاہ کے لیے خدا کی جانب سے فضیلت ہے اور سرخ عقیق کی انگوٹھی پہننا چاہیے کیونکہ یہ پہلا پہاڑ ہے جس نے خدا کی ربوبیت، میری نبوت، علیؑ کی وصایت اور ان کی اولاد کی امامت کی اور ان کے جنتی ہونے اور ان کے دشمنوں کے جہنمی ہونے کی گواہی دی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 310 باب 49 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 292 حدیث 5762

(91) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و امام علی رضا علیہ السلام: یاقوت کی انگوٹھی پہننا فقر و فاقہ کو دُور کرتی ہے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 315 باب 54 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 471 حدیث 1؛ ثواب الاعمال صفحہ 210

(92) امام علی رضا علیہ السلام: زمرد کی انگوٹھی پہننے میں آسائش ہے کوئی تنگی نہیں ہے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 316 باب 55 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 471 حدیث 3؛ ثواب الاعمال صفحہ 210 حدیث 1

(93) امام علی نقی علیہ السلام: جس شخص کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو اسے چاہیے کہ ایسی انگوٹھی بنوائے جس کا نگینہ فیروزہ کا ہو اور اس پر یہ آیت کندہ کروائے۔ ''رب لاتذرنی فرداوانت خیرالوارثین''۔ (انشاء اللہ) ایک سال میں اولاد ہو جائے گی۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 316 باب 56 حدیث 3؛ امالی شیخ طوسیؒ (عربی) جلد اول صفحہ 47

(94) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جزع یمانی کے نگینے والی انگوٹھی پہنو اس میں ایک نماز کا ثواب ستر نمازوں کے ثواب کے برابر ہوتا ہے اور یہ انگوٹھی خدا کی تسبیح و تقدیس کرتی ہے اور طلب مغفرت کرتی ہے اور اس کا اجر و ثواب انگوٹھی پہننے والے کو ملتا ہے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 317 باب 57 حدیث 2؛ عیون اخبار الرضاؑ (عربی) جلد دوم صفحہ 132 حدیث 18

(95) امام جعفر صادق علیہ السلام: بلور بہترین نگینہ ہے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 317 باب 58 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 472 حدیث 2؛ ثواب الاعمال صفحہ 210 حدیث 1

(96) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: انگشت شہادت اور درمیانی انگلی میں انگوٹھی نہ پہنی جائے اور سب سے چھوٹی انگلی کو (انگوٹھی کے بغیر) خالی نہیں چھوڑنا چاہیے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 318 باب 59 حدیث 2؛ تحفہ العقول صفحہ 13

(97) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: کپڑوں کو لپیٹ کر رکھنا چاہیے اس لیے کہ یہ ان کی راحت اور زیادہ دیر تک ان کی بقا کا باعث ہے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 323 باب 66 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 478 حدیث 3

(98) امیر المومنین علیہ السلام: درج ذیل چیزیں غم کا باعث بنتی ہیں:
1۔ دروازہ کی دہلیز پر بیٹھنا۔ 2۔ بھیڑ بکریوں کے درمیان سے گزرنا۔ 3۔ کھڑے ہو کر شلوار پہننا۔ 4۔ اپنا ہاتھ اور

منہ کرتہ کے دامن سے صاف کرنا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 324 باب 68 حدیث 2؛ الخصال صفحہ 225 حدیث 59

(99) امام جعفر صادق علیہ السلام: پہلے قمیض اور بعد میں شلوار پہننی چاہیے اس لیے کہ یہ نبیوں کا شیوا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 324 باب 68 حدیث 3؛ مکارم الاخلاق صفحہ 101

(100) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مرد کے لیے کھڑا ہو کر جوتا پہننا مکروہ ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 325 باب 69 حدیث 1، 2 اور 3؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 279 حدیث 5762؛ تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 255 حدیث 709؛ امالی شیخ صدوقؒ حصہ اول صفحہ 612 حدیث 3

(101) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: نحوست تین چیزوں میں ہے:

1۔ سواری میں اور سواری کی نحوست یہ ہے کہ بد خلق اور عوارض میں مبتلا ہو۔ 2۔ عورت میں اور عورت کی نحوست یہ ہے کہ اس کا حق مہر زیادہ ہو اور ولادت مشکل ہو۔ 3۔ گھر میں اور گھر کی نحوست یہ ہے کہ وہ تنگ ہو اور اس کے پڑوسی خبیث ہوں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 418 باب 2 حدیث 3؛ معانی الاخبار جلد اول صفحہ 196 باب 99 حدیث 2

(102) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس مکان کی چھت آٹھ ہاتھ سے زیادہ اونچی ہو تو وہ آٹھ ہاتھ سے اوپر گول شکل میں آیت الکرسی لکھے اس لیے کہ آٹھ ہاتھ سے اوپر جنات آ کر رہتے ہیں (آیت الکرسی کی برکت سے وہ نہیں آئیں گے)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 422 باب 6 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 529 حدیث 3؛ الخصال صفحہ 408 حدیث 8؛ المحاسن صفحہ 609 حدیث 15

(103) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اس چھت پر سونا (یا چڑھنا) مکروہ ہے جس کی منڈیر نہ ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 423 باب 07 حدیث 6؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 278 حدیث 5762

توضیح:

منڈیر اس دیوار کو کہتے ہیں جو چھت کی چاروں طرف بنائی جاتی ہے تاکہ نیچے گرنے سے بچا جا سکے جنہیں ہم پردے کہتے ہیں ایک اور حدیث میں ہے کہ منڈیر دو ہاتھ تک کافی ہے (الفروع و وسائل)۔ لیکن منڈیر اتنی ضرور ہونی چاہیے جس سے انسان نیچے گرنے سے بچ سکے۔

(104) امام محمد باقر علیہ السلام: گھروں میں جھاڑو دینا فقر و فاقہ کو دور کرتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 425 باب 9 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 531 حدیث 8؛ المحاسن صفحہ 624 حدیث 77

(105) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: رات کے وقت گھروں میں کوڑا کرکٹ نہ رکھا کرو اور اسے دن کے وقت باہر پھینک دیا کرو کیونکہ اس پر شیطان بیٹھتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 425 باب 10 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد چہارم صفحہ 3 حدیث 1

(106) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: درج ذیل کاموں کا تمہیں حکم دیا گیا ہے لہٰذا ان پر عمل کرو۔

1۔ گوشت والے رومال گھر میں نہ رکھو کہ اس پر شیطان بیٹھتا ہے۔

2۔ مٹی (کوڑا کرکٹ) دروازے کے پیچھے نہ رکھو کہ وہاں شیطان پناہ لیتا ہے۔

3۔ شکار کے پیچھے نہ دوڑو کہ تم غافل بنو گے (اور اپنا نقصان کرو گے)۔

4۔ کمرہ کے دروازے پر پہنچنے پر بسم اللہ پڑھو اس سے شیطان دور بھاگتا ہے۔

5۔ جب اپنے گھر میں داخل ہونے لگو تو سلام کرو اس سے برکت نازل ہوتی ہے اور ملائکہ اس سے انس و محبت کرتے ہیں۔

6۔ گھوڑے (یا گدھے وغیرہ) پر تین آدمی ایک دوسرے کے پیچھے سوار نہ ہوں ورنہ ان میں ایک ملعون ہوگا اور وہ آگے والا ہے۔

7۔ عام راستے کو "سکہ" (جس کے معنی سیدھے راستے کے ہیں) نہ کہو کیونکہ یہ نام جنت کے راستوں کے ساتھ مخصوص ہے۔

8۔ اپنی اولاد کے نام حکم اور ابوالحکم نہ رکھو کیونکہ حکم صرف خدا ہے۔

9۔ اخرٰی کا جب بھی تذکرہ کرو تو خیر و خوبی سے کرو کیونکہ اخرٰی خدا ہے۔

10۔ انگور کو "کرم" نہ کہو (جس کے معنی انگور ہی کے ہیں) کیونکہ مومن کرم ہے۔

11۔ (رات کو کچھ) سونے کے بعد باہر نہ نکلو کیونکہ خدا کے کچھ جانور ہیں جن کو وہ (رات کو) پھیلا دیتا ہے اور وہ وہی کچھ کرتے ہیں جن کا دن کو حکم ملتا ہے (وہ کہیں تمہیں نقصان نہ پہنچا دیں۔)

12۔ جب کتے کی بھونک اور گدھے کی ہینگ سنو تو شیطان کے شر سے خدا کی پناہ مانگو کیونکہ جانور وہ کچھ دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 425 باب 10 حدیث 3؛ علل الشرائع صفحہ 582 حدیث 23

(107) امام علی رضا علیہ السلام: غروب آفتاب سے پہلے (گھروں اور مکانوں میں) چراغ جلانا فقر و فاقہ کو دور کرتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 426 باب 11 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم 532 حدیث 13

(108) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: چار چیزیں ایسی ہیں جو رائیگاں ہو جاتی ہیں:

1۔ شکم پُری کی حالت میں کھانا۔ 2۔ چاند کی روشنی میں چراغ جلانا۔ 3۔ شورزمین میں بیج بونا۔ 4۔ نا اہل کے ساتھ نیکی کرنا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 427 باب 12 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 292 حدیث 5762؛ الخصال صفحہ 264 حدیث 143

(109) امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام: اپنے مکانوں کو مکڑی کے جالوں سے پاک و صاف رکھو کیونکہ ان کا گھروں میں بحال رکھنا فقر و فاقہ کا باعث بنتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 427 باب 13 حدیث 2؛ قرب الاسناد صفحہ 25؛ المحاسن صفحہ 624 حدیث 78

(110) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: (رات کے وقت) اپنے دروازے بند کر دو، برتنوں کو ڈھانپ دو، مشکیزوں کے منہ بندھن سے باندھ دو کیونکہ شیطان بندھن وغیرہ کو نہیں کھولتا اور اپنے چراغ بجھا دو کیونکہ چھوٹا چوہا (چراغ گرا کر یا لے جا کر) گھر کو ہی نہ جلا دے اور اپنے چار پائیوں اور اپنے اہل و عیال کو غروب آفتاب سے لے کر عشاء کی سیاہی دور ہونے تک بند رکھو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 428 باب 16 حدیث 4؛ علل الشرائع صفحہ 582 حدیث 21

(111) امام جعفر صادق علیہ السلام: اس گھر میں سونا مکروہ ہے جس میں نہ کوئی دروازہ ہو نہ کوئی پردہ ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 429 باب 17 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 533 حدیث 5

(112) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: سردیوں میں اندر داخل ہونا اور گرمیوں میں (سونے کے لیے) باہر نکلنا شب جمعہ سنت ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 429 باب 18 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد سوم صفحہ 413 حدیث 3

(113) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: تین چیزیں ایسی ہیں جن سے دیوانگی کا اندیشہ ہوتا ہے: 1۔ قبروں کے درمیان پائخانہ (پیشاب) کرنا۔ 2۔ ایک موزہ میں چلنا۔ 3۔ تنہا سونا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 432 باب 20 حدیث 4؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 534 حدیث 10؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 280 حدیث 8257 (بروایت حضور اکرمؐ)

(114) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: تین چیزیں ایسی ہیں جو بصارت کو جلا بخشتی ہیں:
1۔ سبزہ زار کا دیکھنا۔ 2۔ آب جاری پر نگاہ کرنا۔ 3۔ خوبصورت چہرہ دیکھنا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد سوم صفحہ 436 باب 26 حدیث 2؛ المحاسن صفحہ 622 حدیث 69

(115) امام جعفر صادق علیہ السلام: مومن ہر قسم کی موت مر سکتا ہے سوائے آسمانی بجلی کے لیکن شرط یہ ہے کہ اگر وہ ذکر خدا کر رہا ہو تو پھر آسمانی بجلی نہیں گرے گی (اگر ذکر خدا نہیں کر رہا ہوگا تو پھر گر سکتی ہے)۔

حوالہ: اصول کافی جلد پنجم صفحہ 132 باب 23 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 475 باب 09 حدیث 1

(116) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس شخص کو چار چیزیں عطا کی جائیں وہ کبھی چار چیزوں سے محروم نہیں ہوتا۔ 1۔ جسے دعا کی توفیق دی جائے وہ قبولیت سے محروم نہیں ہوتا۔ 2۔ جسے استغفار کی توفیق دی جائے وہ بخشش سے محروم نہیں ہوتا۔ 3۔ جسے توبہ کی توفیق دی جائے وہ قبولیت سے محروم نہیں ہوتا۔ 4۔ جسے شکر کی توفیق دی جائے وہ زیادتی نعمت سے محروم نہیں ہوتا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 485 باب 23 حدیث 8؛ امالی شیخ طوسیؒ صفحہ 304 حدیث 02

(117) امام علی رضا علیہ السلام: جو شخص اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو وہ زیادہ سے زیادہ سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود پڑھے کیونکہ یہ درود گناہوں کو اس طرح گراتا ہے جس طرح گرانے کا حق ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 494 باب 34 حدیث 7؛ امالی شیخ صدوقؒ صفحہ 68 حدیث 4؛ عیون اخبار الرضاؑ جلد اوّل صفحہ 294 حدیث 52

(118) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جس شخص کا آخری کلام مجھ پر اور علیؑ پر درود پڑھنا ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 498 باب 38 حدیث 1؛ عیون اخبار الرضاؑ جلد دوم صفحہ 64 حدیث 273

(119) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: با آواز بلند درود پڑھنا نفاق کو دور کرتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 498 باب 39 حدیث 1؛ اصول کافی جلد پنجم صفحہ 121 باب 20 حدیث 13؛ ثواب الاعمال صفحہ 190 حدیث 1

(120) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جو شخص مجھ پر تو درود پڑھے مگر میری آلؑ پر نہ پڑھے وہ جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا حالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے پہنچ جاتی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 500 باب 42 حدیث 7؛ امالی شیخ صدوقؒ حصہ اول صفحہ 392 حدیث 9

(121) امیرالمومنین علیہ السلام: قرآن کی تلاوت کرو شفاء حاصل کرو کیونکہ (قرآن) شفاء صدور ہے اس کی تلاوت عمدہ طریقہ پر کرو کہ یہ احسن القصص ہے کیونکہ وہ عالم جو اپنے علم پر عمل نہیں کرتا وہ اس حیران و سرگردان شخص کی مانند ہے جسے اپنی جہالت سے رہائی نہیں ہوتا بلکہ اس پر خدا کی حجت عظیم ہے اور حسرت زیادہ لازم ہے اور وہ خدا کی بارگاہ میں زیادہ قابل ملامت ہے۔

حوالہ: نہج البلاغہ (عربی) حصّہ اوّل صفحہ 215 خطبہ 105؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 201 باب 1 حدیث 7

(122) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: قرآن کا پڑھنا افضل ترین عبادت ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 201 باب 1 حدیث 10؛ تفسیر مجمع البیان جلد اول صفحہ 15

(123) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جو شخص اس قدر قرآن کی تلاوت کرے کہ اسے حفظ ہو جائے تو خدا اسے جنت میں داخل کرے گا اور اسے اس کے اہل خانہ میں سے ایسے آدمیوں کی شفاعت و سفارش کرنے کا حق دے گا جن پر آتش جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 201 باب 1 حدیث 14؛ تفسیر مجمع البیان جلد اوّل صفحہ 16

(124) امام محمد باقر علیہ السلام: قاری قرآن تین قسم کے ہیں۔ 1۔ ایک وہ قاری ہے جس نے قرأت کو اپنی پونجی بنا رکھا ہے اور اس کے ذریعے سے بادشاہوں سے مال حاصل کرتا ہے اور لوگوں پر اپنی بڑائی ظاہر کرتا ہے۔ 2۔ دوسرا وہ قاری ہے جس نے قرآن کے حرفوں کی تو حفاظت کی ہے مگر اس کے حدود احکام کو ضائع کر دیا ہے۔ 3۔ تیسرا وہ قاری ہے جس نے قرآن کے دوا دارو کو اپنے دل کی بیماری پر رکھا (اس لیے) رات کو (عبادت خدا میں) جاگا اور دن کو (روزہ رکھ کر) پیاسا رہا مسجدوں میں ذکر خدا کیا اور رختِ خواب سے کنارہ کیا ایسے (تیسری قسم کے) لوگوں کے وجود سے خدا (دنیا سے) بلاء و مصیبت کو دور کرتا ہے اور انہی کی برکت سے خدا دشمنوں سے انتقام لیتا ہے اور ایسے ہی لوگوں کے یمن و برکت سے آسمان سے بارش برساتا ہے خدا کی قسم ایسے لوگ قرآن کے قاریوں میں کبریت احمر سے بھی کمتر ہیں۔

حوالہ: اصول کافی جلد پنجم صفحہ 343 باب 14 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 209 باب 8 حدیث 3؛ امالی شیخ صدوقؒ حصّہ اول صفحہ 396 حدیث 15؛ امالی شیخ صدوق (عربی) صفحہ 168 حدیث 15؛ الخصال صفحہ 142 حدیث 164

(125) امام جعفر صادق علیہ السلام: تین چیزیں ایسی ہیں جو بروز قیامت بارگاہِ خدا میں شکایت کریں گی:

1۔ وہ ویران مسجد جس میں اس مقام کے لوگ نماز نہ پڑھیں۔ 2۔ وہ عالم دین جو جاہلوں میں گھرا ہو۔ 3۔ وہ قرآن

جسے گھر میں لٹکایا گیا ہو جو گرد و غبار میں اٹا ہوا ہو مگر گھر والے اس کی تلاوت نہ کریں۔

حوالہ: اصول کافی (عربی) جلد دوم صفحہ 449 حدیث 3؛ الخصال (اردو) صفحہ 86 حدیث 138؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 224 باب 20 حدیث 2

(126) حضور اکرم ﷺ: 1۔ حضرت علیؑ کی طرف نظر کرنا عبادت ہے۔ 2۔ والدین کی طرف پیار و محبت کی نگاہ کرنا عبادت ہے۔ 3۔ قرآن کی طرف نگاہ کرنا عبادت ہے۔ 4۔ خانہ کعبہ کی طرف نگاہ کرنا عبادت ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 223 باب 19 حدیث 4؛ امالی شیخ طوسی (عربی) جلد دوم صفحہ 275

(127) حضور اکرم ﷺ: دعا و پکار اس طرح کرنی چاہیے کہ اپنے ہاتھ یوں بلند کرو جس طرح کوئی مسکین کسی سے طعام مانگتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 409 باب 12 حدیث 3؛ عدۃ الداعی از شیخ احمد بن فہد صفحہ 182

(128) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر وہ دعا جو خدا سے کی جائے وہ اس وقت تک آسمان پر بلند ہونے سے رکی رہتی ہے (یعنی قبول نہیں ہوتی) جب تک حضرات محمد و آل محمد علیہم السلام پر درود نہ پڑھا جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 436 باب 36 حدیث 1؛ اصول کافی جلد پنجم صفحہ 120 باب 20 حدیث 10؛ امالی شیخ طوسیؒ (عربی) جلد سوم صفحہ 27

(129) امام محمد باقر علیہ السلام: جو شخص ہمارا واسطہ دے کر خدا سے دعا کرے گا وہ فوراً فلاح پا جائے گا (یعنی دعا قبول ہو جائے گی) اور جو ہمارے غیر کا واسطہ دے کر دعا کرے گا وہ بالکل ہلاک و برباد ہو جائے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 441 باب 37 حدیث 10؛ امالی فرزند شیخ طوسیؒ (یعنی حسن بن محمد) جلد اوّل صفحہ 175

(130) امام جعفر صادق علیہ السلام: دعا کرنے والا اور آمین کہنے والا اجر و ثواب میں (برابر) شریک ہیں۔

حوالہ: اصول کافی جلد پنجم صفحہ 112 باب 17 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 442 باب 39 حدیث 1

(131) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: جو شخص پس پشت اپنے (مومن) بھائی کے لیے دعا کرے اسے عرش سے ندا دی جاتی ہے کہ تمہارے لیے اس کا ایک لاکھ گنا (اجر) ہے۔

حوالہ: اصول کافی جلد پنجم صفحہ 42 حدیث 1؛ رجال کشیؒ جلد دوم صفحہ 852 رقم 1097

(132) امام علی رضا علیہ السلام: جو شخص زندہ یا مردہ مومنین و مومنات، مسلمین و مسلمات کے لیے مغفرت کی دعا کرے گا تو خدا ہر مومن و مومنہ کی تعداد کے مطابق اس کے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 447 باب 43 حدیث 5؛ ثواب الاعمال صفحہ 193 حدیث 2

(132) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: چار شخص ایسے ہیں جن کی دعا رد نہیں ہوتی: 1۔ امام عادل کی دعا۔ 2۔ والد کی دعا اولاد کے لیے۔ 3۔ کسی آدمی کی دعا پس پشت اپنے بھائی کے لیے۔ 4۔ مظلوم کی بددعا کیونکہ خدا فرماتا ہے مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں ضرور تیرا انتقام لوں گا اگرچہ کچھ وقت کے بعد ہی لوں۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 276 حدیث 5762؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 455 باب 52 حدیث 5

تجارت اور معیشت کے احکام

مقدمہ

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: رزق کے دس حصوں میں سے نو حصے تجارت میں ہیں اور ایک حصہ ساری دنیا کے کاروبار میں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 12 صفحہ 41 باب 1 حدیث 3؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم 123 حدیث 3722 (بروایت حضور اکرمؐ)

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: اپنے اہل و عیال کے لیے کدو کاشت کرنے والا راہ خدا میں جہاد کرنے والے کی مانند ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 12 صفحہ 68 باب 23 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 109 حدیث 3631؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 88 حدیث 1

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: جائیداد خریدنے والا مرزوق ہوتا ہے۔ (یعنی اسے رزق دیا جاتا ہے۔) اور فروخت کرنے والا مٹ جاتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 12 صفحہ 70 باب 24 حدیث 6؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 110 حدیث 3641؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 92 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد ششم صفحہ 388 حدیث 1156

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: کوے سے تین خصلتیں سیکھو۔ 1۔ چھپ کر جماع کرنا۔ 2۔ صبح سویرے طلب رزق میں نکلنا۔ 3۔ (دشمن سے) ڈرنا

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 12 صفحہ 74 باب 29 حدیث 4؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اول صفحہ 306 حدیث 1397

ممنوع پیشے اور ان کی کمائی:

(5) امام محمد تقی علیہ السلام: اگر کوئی شخص حرام مال حاصل کرے تو اس کی نہ حج قبول ہوتی ہے نہ عمرہ اور نہ اس کی صلح رحمی قبول ہوتی ہے یہاں تک کہ اس کی وجہ سے شرمگاہ بھی خراب ہو جاتی ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 12 صفحہ 81 باب 4 حدیث 6؛ امالی شیخ طوسیؒ (عربی) جلد سوم صفحہ 293

توضیح:

مطلب یہ ہے کہ اگر حرام مال سے حق مہر مقرر کرے گا تو وہ جائز نہ ہوگا اور وہ عورت مرد پر حرام ہوگی۔

(6) امام جعفر صادق و امام موسیٰ کاظم علیہما السلام: درج ذیل پیشے اپنانا جائز نہیں ہیں:

1۔ زرگری کیونکہ زرگر سود سے نہیں بچ سکتا۔ 2۔ کفن فروش کیونکہ کفن فروش وبا سے خوش ہوتا ہے۔ 3۔ طعام فروش کیونکہ خوراک فروش احتکار (گراں فروش کے لیے روک رکھنے) سے محفوظ نہیں رہتا۔ 4۔ قصابی کیونکہ قصاب کے دل سے روانت و محبت صلب کر لی جاتی ہے۔ 5۔ غلام فروشی کیونکہ بدترین انسان وہ ہے جو انسان فروخت کرتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 12 صفحہ 103 باب 21 حدیث 1 اور 3؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 102 حدیث 3582؛ معانی الاخبار صفحہ 150 حدیث 1؛ الخصال صفحہ 287 حدیث 44؛ علل الشرائع صفحہ 530 حدیث 1 اور 2؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 114 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد ششم صفحہ 361 حدیث 1037 اور صفحہ 362 حدیث 1038؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 62 حدیث 208 اور صفحہ 63 حدیث 209

(7) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: درج ذیل نو چیزیں ممنوع ہیں:

1۔ زانیہ عورت کا حق مہر۔ 2۔ نر حیوان کی کمائی۔ 3۔ سونے کی انگوٹھی۔ 4۔ کتے کی قیمت۔ 5۔ الارجوان (بروایتے شراب) کی ثروت۔ 6۔ قسی کے کپڑے جو مخصوص طریقہ پر شام میں تیار ہوتے ہیں۔ 7۔ درندوں کا گوشت کھانا۔ 8۔ سونے کا سونے اور چاندی کا چاندی کے عوض کمی بیشی کے ساتھ فروخت کرنا۔ 9۔ نجوم میں نگاہ کرنا (علم نجوم پڑھنا)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 12 صفحہ 83 باب 05 حدیث 8؛ الخصال صفحہ 417 حدیث 10

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: مردار کی قیمت، کتے کی قیمت، شراب کی قیمت، زانیہ کا مہر، رشوت فی الحکم اور کاہن کی اجرت حرام ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 12 صفحہ 84 باب 05 حدیث 3؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 126 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ششم صفحہ 368 حدیث 1061؛ تفسیر قمی جلد اوّل صفحہ 170

(9) امام محمد باقر علیہ السلام: یتیم کا مال یا اس جیسا کوئی اور مال، فاجر عورت کی اجرت، شراب نبیذ اور مسکر (نشہ آور چیز) کی قیمت اور بینہ کے بعد سود حرام ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 12 صفحہ 82 باب 5 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 126 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ششم صفحہ 368 حدیث 1062

(10) امام علی رضا علیہ السلام: گانے والی عورت جو لہو ولعب میں مبتلا کرے کی قیمت کتے کی قیمت کی طرح حرام ہے اور جو حرام ہے وہ جہنم میں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 12 صفحہ 97 باب 16 حدیث 6؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 120 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد ششم صفحہ 357 حدیث 1019؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 61 حدیث 202

(11) امام جعفر صادق علیہ السلام: گانے والی عورت ملعون ہے جو اس کی کمائی کھاتا ہے وہ بھی ملعون ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 12 صفحہ 95 باب 15 حدیث 4؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 120 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد ششم صفحہ 357 حدیث 1020؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 61 حدیث 203

(12) امام جعفر صادق علیہ السلام: درج ذیل لوگ ملعون ہیں:

1۔ منجم (نجومی)۔ 2۔ کاہن۔ 3۔ جادوگر۔ 4۔ مغنیہ (گانے والی عورت)۔ 5۔ مغنیہ کو پناہ دینے والا۔ 6۔ مغنیہ کی کمائی کھانے والا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 12 صفحہ 107 باب 24 حدیث 6؛ الخصال صفحہ 297 حدیث 67

(13) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: مسلمانوں کا جادوگر واجب القتل ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد سوم صفحہ 371 حدیث 1752؛ وسائل الشیعہ جلد 12 صفحہ 109 باب 25 حدیث 2؛ علل الشرائع صفحہ 546 حدیث 1

(14) امیر المومنین علیہ السلام: قرآن پڑھانے کی مقرر کر کے اجرت لینا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 12 صفحہ 114 باب 29 حدیث 7؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 111 حدیث 3650 (بروایت حضور اکرمؐ)

(15) امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام: اذان دینے اور قرآن پڑھانے کی اجرت جائز نہیں ہے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 12 صفحہ 115 باب 30 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد سوم صفحہ 109 حدیث 461؛ تہذیب الاحکام جلد ششم صفحہ 376 حدیث 1099؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 65 حدیث 215

(16) امام جعفر صادق علیہ السلام: ان نوخیز بچوں کی کمائی جو کوئی اچھی کاریگری نہیں کر سکتے منع ہے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 12 صفحہ 118 باب 33 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 128 حدیث 8؛ تہذیب الاحکام جلد ششم صفحہ 367 حدیث 1057

(17) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص کمائی کرنے میں ساری رات جاگے اور سو کر آنکھوں کو ان کا حق نہ دے تو اس کی یہ کمائی حرام ہے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 12 صفحہ 118 باب 34 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 127 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد ششم صفحہ 367 حدیث 1059

(18) امام جعفر صادق علیہ السلام: جوے کی کمائی حرام ہے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 12 صفحہ 199 باب 35 حدیث 5؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد سوم صفحہ 97 حدیث 375؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 124 حدیث 10 اور صفحہ 123 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد ششم صفحہ 370 حدیث 1069 اور 1070

(19) امام علی رضا علیہ السلام: شراب اور خنزیر کی قیمت حرام ہے چاہے انسان مقروض ہی کیوں نہ ہو۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 12 صفحہ 153 باب 57 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 232 حدیث 14

آدابِ تجارت:

(20) امیر المومنین: جو شخص علم و معرفت کے بغیر تجارت کرے وہ اس طرح سود میں پھنس جاتا ہے جس سے نکلنا دشوار ہو جاتا ہے۔ (یعنی تجارت و خرید و فروخت کے مسائل کو جاننے والا تجارت کرے)۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 124 حدیث 3725؛ وسائل الشیعہ جلد 12 صفحہ 231 باب 1 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 154 حدیث 23؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 5 حدیث 14

(21) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جو شخص خرید و فروخت کرے وہ پانچ خصلتیں یاد رکھے اور ان سے پرہیز کرے ورنہ خرید و

فروخت نہ کرے (وہ پانچ یہ ہیں):
1۔سود۔2۔قسم۔3۔عیب چھپانا۔4۔فروخت کرتے وقت تعریف کرنا۔5۔خریدتے وقت مذمت کرنا۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 124 حدیث 3727؛ وسائل الشیعہ جلد 12 صفحہ 232 باب 2 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 150 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 06 حدیث 18؛ الخصال صفحہ 285 حدیث 38

(22) امام جعفر صادق علیہ السلام: بیچنے والا اور خریدنے والا جو شرائط آپس میں طے کریں ان کی پاسداری ان پر لازم ہے سوائے ایسی شرائط کے جو کتاب وسنت کے خلاف ہوں اور جائز نہ ہوں۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 130 حدیث 3765؛ وسائل الشیعہ جلد 12 صفحہ 279 باب 06 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 58 حدیث 252

(23) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب کوئی شخص کسی سے مال خریدے تو دونوں کے جدا ہونے تک ہر ایک کو اختیار ہے کہ سودا منسوخ کردے (یعنی بیچنے والا بیچنے سے انکار کردے اور مشتری خریدنے سے انکار کردے) لیکن جدا ہوجانے کے بعد وہ سودا منسوخ نہیں کرسکتے۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 130 حدیث 3762؛ وسائل الشیعہ جلد 12 صفحہ 275 باب 1 حدیث 3؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 170 حدیث 7؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 20 حدیث 86؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 72 حدیث 241

(24) امام محمد باقر علیہ السلام: ایک شخص نے کسی سے مال خریدا اور پھر اسی کے پاس مال چھوڑ کر چلا گیا اور کہہ گیا کہ میں (قیمت لے کر) آتا ہوں تو اگر وہ تین دن کے اندر قیمت لے کر آجائے تو ٹھیک ہے ورنہ فروخت کا معاملہ ختم ہوجائے گا۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 130 حدیث 3766؛ وسائل الشیعہ جلد 12 صفحہ 281 باب 9 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 170 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 21 حدیث 88

(25) امام موسیٰ کاظم وامام جعفر صادق علیہما السلام: وہ چیزیں جو ایک دن میں خراب ہوجاتی ہیں جیسے سبزیاں، خربوزہ اور پھل وغیرہ تو ان کی مدت رات تک ہے یعنی اگر کوئی ایسی چیز خریدے اور کہے کہ میں قیمت لے کر آتا ہوں تو اگر وہ رات تک آجائے تو ٹھیک ورنہ فروخت کا معاملہ ختم ہوجائے گا۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 12 صفحہ 283 باب 11 حدیث 1 اور 2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 130 حدیث

3767؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 172 حدیث 15؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 25 حدیث 108؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 78 حدیث 262

(26) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی سے کوئی حیوان خریدے تو خریدار کو تین دن تک اختیار ہے چاہے تو خرید و فروخت کا معاملہ فسخ کر دے لیکن تین دن کے بعد معاملہ پکا ہو جائے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 12 صفحہ 277 باب 03 حدیث 4؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 170 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 20 حدیث 85؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 72 حدیث 240؛ الخصال صفحہ 127 حدیث 128

(27) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو چیز ناپ کر یا تول کر بیچی جاتی ہو اسے اس وقت تک فروخت نہیں کیا جا سکتا جب تک اس پر بیچنے والے کا قبضہ نہ ہو لیکن اگر خریدار کو ناپ تول کا اختیار دے دیا جائے تو پھر کوئی حرج نہیں ہاں جو چیز ناپ کر یا تول کر نہ بیچی جاتی ہو اسے فروخت کیا جا سکتا ہے اور اس پر قبضے کا ذمہ دار خود خریدار ہوگا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 132 حدیث 3772؛ وسائل الشیعہ جلد 12 صفحہ 301 باب 16 حدیث 1

(28) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص پھل خریدتا ہے اور قبضہ سے پہلے اسے آگے نفع پر فروخت کر دیتا ہے تو کوئی حرج نہیں (لیکن اگر نفع حاصل نہیں ہوتا تو پھر قبضہ لینا ضروری ہے۔)

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 135 حدیث 3787؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 48 باب 07 حدیث 02؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 88 حدیث 376

(29) امام جعفر صادق علیہ السلام: ایک شخص کچھ طعام (سبزی ترکاری وغیرہ) خریدتا ہے اگر وہ اس کو پانی سے تر کرے تو اس طرح اس کا مال آسانی سے فروخت ہو جائے گا تو اگر اس کی نیت مال کی اصلاح (بہتری) ہے (یعنی بھگوئے بغیر اچھی نہیں رہ سکتی) اور اس طرح مال کا وزن نہیں بڑھانا چاہتا تو پھر کوئی حرج نہیں اور اگر اس طرح کر کے وہ مسلمانوں کو دھوکا دینا چاہتا ہے تو پھر اس کے لیے ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 133 حدیث 3778؛ وسائل الشیعہ جلد 12 صفحہ 323 باب 9 حدیث 3؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 183 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 34 حدیث 141

(30) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی چیز خریدی جائے اور یہ طے ہو کہ یہ ایک وقت معینہ پر وصول کی جائے گی تو اگر خریدار وہ مال کسی اور کو اس وقت معینہ کے لیے فروخت کر دے تو کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 134 حدیث 3780

(31) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی چیز کا سودا کیا جائے مگر خریدار مال نہ اُٹھائے تو اگر نرخ طے ہو گیا تھا تو وہ مال جب بھی اُٹھائے گا نرخ وہی رہے گا لیکن اگر نرخ طے نہیں ہوا تھا تو جس دن مال اُٹھائے گا اسی دن نرخ لگے گا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 133 حدیث 3774

(32) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص پھلوں کے درخت (یا باغ) خریدنا چاہتا ہے تو جب تک ان پر شگوفے یا بور نہ آ جائے انہیں خریدنا درست نہیں لیکن یہ کہ ان کے ساتھ کچھ پکے ہوئے پھل اور ترکاریاں بھی شامل کرے اور کہے کہ میں تم سے یہ پھل اور ترکاریاں اور درخت اتنی رقم پر خریدتا ہوں پس اگر ان درختوں میں پھل نہیں آتے تو خریدار کا اصل مال وہ پھل اور ترکاریاں ہوگا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 136 حدیث 3789

(33) امام جعفر صادق علیہ السلام: کھجور کے درختوں کو اس وقت تک فروخت نہیں کیا جا سکتا جب تک اس کے پھل سرخ اور زرد نہ ہو جائیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 136 حدیث 3791

(34) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی کو مال فروخت کرے اور پھر وہی مال اس سے خریدے تو کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 137 حدیث 3796

(35) امام جعفر صادق علیہ السلام: دلالی کی اجرت میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ یہ بمنزلہ مزدور کے ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 140 حدیث 3808

(36) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی چیز کے بارے میں علم ہو کہ وہ چوری یا خیانت (یا لوٹ مار) کی ہے تو اسے خریدنا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 145 حدیث 3741

(37) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و امام جعفر صادق علیہ السلام: مال خرید چکنے کے بعد اس کی قیمت کم کرانا حرام ہے ہاں اگر بیچنے والا اپنی خوشی سے کم کر دے تو کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 148 حدیث 3856 اور 3857

(38) امام علی نقی علیہ السلام: اگر کسی زمین یا مکان کا مالک غائب ہو جائے (اور معلوم نہ ہو کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا) تو دس سال تک

اس کا انتظار کیا جائے اور اس کے بعد اس کی زمین یا مکان خرید ا جاسکتا ہے اس سے پہلے نہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 153 حدیث 3883

(39) امام جعفر صادق علیہ السلام: ذخیرہ اندوزی ممنوع ہے اور ذخیرہ اندوزی یہ ہے کہ (مثلاً) کوئی شخص اناج خریدے اور شہر میں اس کے علاوہ کہیں یہ اناج نہ ہو اور وہ اس کو ذخیرہ کرے لیکن اگر شہر میں اس کے علاوہ بھی اناج موجود ہو تو زیادہ نفع حاصل کرنے کے لیے ایسا ذخیرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 167 حدیث 3956 اور 3957

(40) امیر المومنین علیہ السلام: ذخیرہ اندوزی سر سبزی کے دور میں صرف چالیس دن تک اور قحط اور تنگی کے دور میں صرف تین دن تک جائز ہے جو شخص اس سے زیادہ عرصہ تک ذخیرہ اندوزی کرے گا وہ ملعون ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 168 حدیث 3963

(41) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر تمام تاجر آپس میں یہ طے کرلیں کہ سب کے سب اپنا مال ایک معینہ نرخ پر فرخت کریں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم 168 حدیث 3958

☆☆☆

قرض کے احکام

(1) امیر المومنین علیہ السلام: (جہاں تک ممکن ہو) تم لوگ قرض سے بچو اس لیے کہ یہ رات میں باعث فکر اور دن میں باعث ذلت ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 166 حدیث 3681

(2) امام محمد باقر علیہ السلام: ہر گناہ کا کوئی نہ کوئی کفارہ ہے لیکن قرض کا کوئی کفارہ نہیں اس کا کفارہ صرف اس کی ادائیگی ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 117 حدیث 3688؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 97 باب 4 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 94 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد ششم صفحہ 184 حدیث 380؛ علل الشرائع صفحہ 528 حدیث 4؛ الخصال صفحہ 12 حدیث 42

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص قرض لے مگر ادائیگی کی نیت نہ ہو تو وہ بمنزلہ چور کے ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 117 حدیث 3689؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 99 باب 5 حدیث 2 اور 5؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 99 حدیث 2

(4) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: جو شخص حلال طریقے سے روزی تلاش کرے (پھر بھی) فقر و افلاس میں مبتلا ہو جائے تو وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے بھروسے قرضہ لے سکتا ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 116 حدیث 3684؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 95 باب 2 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 93 حدیث 03؛ تہذیب الاحکامجلد ششم صفحہ 184 حدیث 381؛ قرب الاسناد صفحہ 146

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: حج اور شادی کرنے کے لیے قرضہ لیا جا سکتا ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 116 حدیث 3685؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 96 باب 03 حدیث 1

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص گواہوں کے بغیر قرض دے تو اس کی دعا مستجاب نہیں ہوتی خدا اس سے فرماتا ہے کہ کیا میں نے تمہیں گواہ مقرر کرنے کا حکم نہیں دیا تھا؟

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 104 باب 10 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 298 حدیث 1 اور 2؛

تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 232 حدیث 1014

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنا قرض وصول کرنے کے لیے کسی کا مکان فروخت کرے (یا کرائے) اور وہ بے گھر ہو جائے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 122 حدیث 3715؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 105 باب 11 حدیث 5؛ علل الشرائع صفحہ 529 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ششم صفحہ 198 حدیث 441؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 237 حدیث 21؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 6 حدیث 13

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی شخص کے ذمے قرضہ ہو اور وہ مر جائے تو اس کا ولی اس کی طرف سے قرضہ ادا کرے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 108 باب 14 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 99 حدیث 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد چہارم صفحہ 167 حدیث 582؛ تہذیب الاحکام جلد ششم صفحہ 188 حدیث 397

رہن کے احکام

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: اپنا مال رہن رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 124 باب 1 حدیث 4؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 233 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد سوم صفحہ 165 حدیث 726؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 42 حدیث 179

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی شخص کے پاس کوئی چیز رہن رکھی جائے اور وہ ضائع ہو جائے تو وہ اس کا ضامن ہے (یعنی جس کے پاس چیز رکھی گئی تھی وہ ضامن ہوگا۔)

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 190 حدیث 4094؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 126 باب 05 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 235 حدیث 11؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 170 حدیث 757؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 118 حدیث 421

(3) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اگر کسی کے پاس کوئی سواری یا دودھ دینے والا جانور رہن رکھا جائے تو وہ اس پر سواری کر سکتا ہے اور اس کا دودھ پی سکتا ہے لیکن اس صورت میں اس جانور کا خرچ، چارہ اور گھاس اسی کی ذمہ داری ہے جو سواری کر رہا ہے یا دودھ پی رہا ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 190 حدیث 4095؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 131 باب 12 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 175 حدیث 775

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر دو آدمیوں میں جھگڑا ہوا اور ایک کہے کہ میں نے یہ چیز تمہارے پاس بطور امانت رکھوائی تھی اور دوسرا کہے کہ تم نے یہ چیز میرے پاس بطور رہن رکھوائی تھی تو اس کی بات مانی جائے گی جو یہ کہہ رہا ہے کہ تم نے یہ چیز میرے پاس بطور رہن رکھوائی تھی جب تک کہ دوسرا شخص گواہوں کے ذریعے یہ ثابت نہ کردے کہ اس نے اس شے کو بطور امانت رکھوایا تھا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 191 حدیث 4097؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 133 باب 16 حدیث 3؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 238 حدیث 04؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 176 حدیث 776؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 122 حدیث 436

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی کا مکان یا زمین بطور رہن رکھے اور اس سے منافع حاصل کرے تو اس پر لازم ہے کہ وہ زمین و مکان کے مالک سے حساب کرے اور جو آمدنی اس نے حاصل کی ہے وہ اپنے قرض میں سے اس کے لیے گھٹا دے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 191 حدیث 4099

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: ایک شخص دیوالیہ ہوگیا اور اس پر بہت سے لوگوں کا قرض ہے جن میں سے بعض سے تو اس نے کچھ رہن رکھ کر قرض لیا ہے اور بعض کے پاس کچھ رہن نہیں ہے تو اگر وہ شخص مر جائے اور اس کے مال سے پورا قرض ادا نہ ہوتا ہو تو اس نے جو چیزیں رہن رکھی ہوئی تھیں وہ تمام قرض خواہوں پر بقدر حصہ تقسیم کردی جائیں گی۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 191 حدیث 4100؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 134 باب 19 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 177 حدیث 783

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی کے پاس کوئی شئے رہن رکھے اور پھر غائب ہوجائے تو ایسی کوئی مدت نہیں ہے جس کے بعد رہن رکھنے والے کو وہ شئے فروخت کرنے کا حق حاصل ہوجائے بلکہ ہر حال میں رہن رکھوانے والے کا انتظار کرنا پڑے گا چاہے کتنی ہی طویل مدت کیوں نہ ہو (جب تک یہ معلوم نہ ہوجائے کہ وہ شخص مر چکا ہے۔)

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 193 حدیث 4106

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی کے پاس رہن رکھا ہوا مال ضائع اور تباہ ہوجائے یا اس میں کمی آجائے تو اگر اس کا تمام

مال جاتا رہا ہو اور کچھ نہ بچا ہو تو اس پر کچھ نہیں ہے لیکن اگر وہ کہے کہ صرف رہن کردہ مال جاتا رہا اور اس کا اپنا مال محفوظ رہا تو اس کو سچ نہیں سمجھا جائے گا اور وہ ضامن ہوگا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 194 حدیث 4112؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 129 باب 9 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 175 حدیث 773

زراعت (کھیتی باڑی وغیرہ) کے احکام

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: زراعت کرو اور درخت لگاؤ بخدا جو لوگ بھی جائز کام کرتے ہیں زراعت سے زیادہ حلال اور پاکیزہ کوئی کام نہیں ہے بخدا دجال کے خروج کے بعد (صرف) زراعت کی جائے گی اور درخت لگائے جائیں گے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم (عربی) صفحہ 158 حدیث 694؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 179 باب 3 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 260 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد ششم صفحہ 384 حدیث 11390

(2) امام محمد تقی علیہ السلام: کھیتی باڑی کرنا بہترین کاروبار ہے زمیندار زراعت کرتا ہے جس سے نیکوکار بھی کھاتا ہے اور بدکار بھی۔ پس جب نیکوکار آدمی کوئی چیز کھاتا ہے تو وہ چیز اس کے لیے طلب مغفرت کرتی ہے اور جب بدکار کوئی چیز کھاتا ہے تو وہ اس پر لعنت کرتی ہے نیز اس سے جانور اور پرندے بھی کھاتے ہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 179 باب 3 حدیث 6؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 261 حدیث 7

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: زمین مخصوص مقدار گندم (یا کوئی بھی فصل) بٹائی پر نہ دی جائے بلکہ نصف، تہائی، چوتھائی یا پانچویں حصے پر دی جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 183 باب 08 حدیث 2؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 28 حدیث 459؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 267 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 197 حدیث 871

(4) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی کو (بنجر) زمین آباد کرنے کے لیے دیتا ہے تو اس کی نہروں کو کسی مخصوص معاوضہ کے عوض کرایہ پر دینے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 184 باب 8 حدیث 6

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: زمین میں مشارکت یا عامل وغیرہ کو دینا جائز ہے لیکن جو شرائط طے پائیں ان کی پاسداری کی جائے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 157 حدیث 3898؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 184 باب 10 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 267 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 198 حدیث 875

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی علج (غیر مسلم) کے ساتھ اس طرح مشارکت کرے اور اسے کہے کہ زمین میری، بیج میرا اور بیل (آج کل ٹریکٹر وغیرہ) میرا ہوگا اور کام، سیرابی اور مزارعت تیری طرف سے ہوگی اور جب فصل تیار ہو جائے گی تو ٹیکس (اگر ہو تو) مشترکہ مال سے دیا جائے گا اور جو باقی بچے گا اس میں ایک تہائی ہوگی تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن ان شرائط (معاہدہ) کے خلاف کرنا جائز نہیں ہوگا۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص اپنی (بنجر) زمین کسی کو اس شرط پر دے کہ وہ اسے آباد کرے اور جو کچھ حاصل ہو وہ تین یا چار یا پانچ یا جتنے سال (طے کرے) اس کا ہے تو کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 155 حدیث 3890؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 185 باب 11 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 268 حدیث 2

(8) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی کو زمین مزارعت پر دے اور فصل تیار ہونے سے پہلے آ کر کہے کہ میں نے فصل کا تخمینہ لگایا ہے جو کہ اتنا ہے آپ مجھے میرا حصّہ پیشگی دے دیں اور اگر وہ دے دے تو کوئی حرج نہیں جب فصل تیار ہو جائے تو اس کے تخمینہ سے کم یا زیادہ ہونے کا ذمہ دار مزارع ہے وہ مالک زمین کو حصّہ کم کرنے کا نہیں کہہ سکتا کیونکہ اگر فصل تخمینہ سے زیادہ ہوئی تو وہ اسی کی ہے تو اگر کم ہوئی تو نقصان بھی وہی برداشت کرے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 188 باب 14 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 287 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 208 حدیث 916

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص زمین پٹہ (ٹھیکہ وغیرہ) پر لے اور آگے کسی کو تہائی یا چوتھائی یا کم و بیش پر مزارعت پر دے دے تو کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 188 باب 15 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 194 حدیث 859

امانت کے احکام

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن کی عدم ادائیگی میں کوئی معذور نہیں ہے۔1۔نیک و بد کی امانت ادا کرنا۔2۔نیک و بد سے کیے ہوئے وعدے کی وفا کرنا۔3۔والدین نیک ہوں یا بد ان سے بھلائی کرنا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 198 باب 2 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 132 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ششم صفحہ 350 حدیث 988؛ الخصال صفحہ 123 حدیث 118

(2) زین العابدینؑ۔اگر میرے پاس میرے بابا حسینؑ کا قاتل وہ تلوار امانت رکھے جس سے اس نے میرے بابا کو شہید کیا تھا تو میں وہ تلوار بھی واپس کردوں گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 199 باب 02 حدیث 1؛ امالی شیخ صدوق (عربی) صفحہ 204 حدیث 06

(3) امیر المومنین علیہ السلام: چار خصلتیں ایسی بری ہیں کہ ان میں سے ایک بھی جب کسی گھر میں داخل ہو جائے تو اسے تباہ و برباد کردیتی ہے اور وہ کبھی برکت کے ساتھ آباد نہیں رہ سکتا وہ چار خصلتیں یہ ہیں: 1۔خیانت کاری۔2۔چوری۔3۔شراب خوری۔4۔زنا کاری۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 200 باب 3 حدیث 3؛ الخصال صفحہ 231 حدیث 74؛ عقاب الاعمال صفحہ 289 حدیث 1

(4) امام جعفر صادق و امام حسن عسکری علیہما السلام: اگر کوئی شخص کسی کے پاس کوئی چیز امانت رکھے اور اسے کہے کہ اسے اپنے گھر رکھنا یا کچھ بھی نہ کہے (صرف امانت رکھے) اور امین وہ چیز پڑوسی کے گھر رکھ دے اور وہ ضائع ہو جائے (یا اپنے ہی گھر میں ضائع ہو جائے) تو وہ اس کا ضامن ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 189 حدیث 4089؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 202 باب 05 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 239 حدیث 9؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 180 حدیث 891

(5) امام زین العابدین علیہ السلام: جو شخص کسی آدمی کے بارے میں یہ جانتا ہو کہ وہ جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے تو ایسے شخص کو امین بنانا

جائز نہیں ہے اگر کوئی ایسا کرے تو خدا پر لازم ہے کہ اسے نقصان سے دوچار کرے پھر اسے نہ بدل دے اور نہ اجر دے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 205 باب 9 حدیث 4؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 299 حدیث 5

(6) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کسی شخص کے پاس امانت پڑی ہو اور اسے ضرورت پڑ جائے تو اگر وہ واپسی کی استطاعت رکھتا ہو تو اس میں سے لے سکتا ہے اور پھر اسے (پوری امانت) واپس کرنا ہوگی۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 204 باب 8 حدیث 2؛ قرب الاسناد صفحہ 119

اجارہ داری (کرایہ داری) کے احکام

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: اجارہ یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو اجارہ پر دے یا اپنی کسی مملوکہ چیز کو دے یا جن عزیز و اقارب کا وہ سرپرست ہے یا اپنا گدھا گھوڑا یا اپنا کپڑا حلال طریقہ پر دے یا اپنی ذات کو یا اپنے مکان کو یا زمین کو یا اپنی کسی ایسی چیز کو اجارہ پر دے جس سے کوئی جائز منفعت حاصل کی جاسکتی ہے یا کوئی کام (اجارہ کے طور پر) خود کرے یا اپنی اولاد سے یا اپنے غلام سے یا اپنے مزدور سے کرائے جبکہ وہ اصل آدمی کا وکیل اور نمائندہ نہ ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ جب وہ خود مزدور ہے تو (متعلقہ کام کی انجام دہی کے لیے) اپنے آپ کو اجیر بنائے یا اولاد کو یا کسی قرابتدار کو یا اپنے غلام کو یا اپنے نمائندے کو۔ کیونکہ یہ اجیر (مزدور) کے اپنے نمائندے ہیں (براہ راست) والی (متعلقہ آدمی) کے نمائندے نہیں ہیں اس کی نظیر اور مثال یوں سمجھ لیں کہ جیسے ایک قُلی ہوتا ہے جسے مخصوص اجرت پر کوئی بوجھ اُٹھانے کے لیے مقرر کیا جائے اب اس کے لیے جائز ہے کہ وہ خود اُٹھائے یا اپنے مملوک سے اٹھوائے یا اپنے جانور سے اُٹھائے یا کسی جائز اور حلال کام کی انجام دہی کے لیے اپنے آپ کو اجیر بنائے۔ خواہ وہ جس کا بھی کام ہو کوئی بادشاہ ہو، بازاری ہو، کافر ہو یا مومن۔ پس ایسے کام کے لیے اجیر بننا اور مال کمانا حلال ہے۔

اور اجارہ کی حرام قسموں کی تشریح یہ ہے کہ جیسے اس چیز کے اٹھانے کے لیے اپنے آپ کو اجیر بنائے جس کا کھانا اور پینا اس پر حرام ہے یا ایسی (حرام) چیز کے بنانے یا اس کی حفاظت کرنے یا اس کے پہننے کے لیے اپنے آپ کو اجیر بنائے یا مساجد یا معابد کے گرانے، نفس محترمہ کے قتل کرنے یا (ذی روح کی مجسم) تصاویر بنانے، بت بنانے، مزامیر و برابط اور دیگر آلات لہو و لعب بنانے یا خمر و خنزیر یا مردار و خون (کھانے) یا اس قسم کے کسی حرام اور فساد کے

کام کرنے کے لیے اجیر بنائے جو اجارہ کے علاوہ بھی حرام ہیں یا ہر وہ کام جو کسی وجہ سے آدمی پر حرام ہے اس میں یا اس کے لیے اجیر بننا و بنانا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ اس میں اجیر بنانے والے کی کوئی جائز مصلحت ہو جیسے کسی شخص کو مردار اٹھانے کے لیے اجیر بنایا جائے تا کہ وہ اسے کہیں ٹھکانے لگا آئے تا کہ اس سے یا دوسروں سے اذیت کو دور کیا جائے یا اس قسم کا کوئی اور کام۔

ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو، اپنے مملوک کو یا اپنے زیر تولیت کو کسی (جائز کام کے لیے) اجارہ پر دے خواہ موجر (اجیر بنانے والا) کافر ہو یا مسلمان، بادشاہ ہو یا بازاری جس طرح کہ ہم نے اس کی تشریح کر دی ہے جن باتوں میں اجارہ جائز ہے اس کام کا کرنا اور اس کے ذریعہ سے کمانا بالکل حلال ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 213 باب 1 حدیث 1؛ تحفہ العقول از حسن بن علی بن شعبہ صفحہ 333

(2) امام علی رضا علیہ السلام: خدا ہر گناہ معاف کر دے گا مگر تین گناہ معاف نہیں کرے گا:

1۔ جو کوئی نیا دین ایجاد کرے۔ 2۔ جو کسی مزدور کی مزدوری روکے۔ 3۔ جو کسی آزاد آدمی کو (غلام ظاہر کر کے) فروخت کرے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 217 باب 5 حدیث 4؛ عیون اخبار الرضاؑ (عربی) جلد دوم صفحہ 33 حدیث 60

(3) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی گھر یا کشتی کو (یا کسی بھی چیز کو) سال یا اس سے کم و بیش مدت کے لیے کرایہ پر لیتا ہے تو جس وقت تک کرایہ پر لیا ہے تب تک کا کرایہ لازم ہے البتہ لینے کا حق مالک کو ہے لے یا نہ ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 218 باب 07 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد سوم صفحہ 159 حدیث 697؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 209 حدیث 920، 921 اور 922؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 292 حدیث 1 اور 2

(4) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی شخص کو مزدوری پر لے جاتا ہے اور اسے اپنی جائیداد کی اصلاح کرنے کے لیے بھیجتا ہے اور اسے ایک اور شخص کہتا ہے کہ یہ لو رقم اور اس سے فلاں فلاں مال خرید و جو نفع ہوگا وہ نصف تمہارا اور نصف میرا تو اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ مزدوری پر رکھنے والے کی اجازت کے بغیر وہ کام کرے ہاں اگر وہ اجازت دے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 219 باب 09 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 287 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 213 حدیث 935

(5) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی سے کوئی گدھا یا گھوڑا (یا کوئی بھی سواری جیسے آجکل کار، موٹر سائیکل وغیرہ) اجارہ پر لے کہ اس فلاں جگہ (یا شہر) تک جائے گا لیکن وہ سواری اسے تھوڑا سا ہی سفر کرائے اور پھر عاجز ہو جائے (خراب ہو جائے) تو جتنی مسافت طے کی گئی اس حساب سے کرایہ لیا جائے گا نہ کرایہ دار سارا کرایہ روک سکتا ہے اور نہ کرائے پر دینے والا سارا کرایہ لے سکتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 221 باب 12 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد سوم صفحہ 21 حدیث 57

(6) امام حسن عسکری علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی شخص کو اپنا بیٹا ایک سال (یا کوئی بھی مدت) کے لیے اجارہ پر دے اور ایک اور آدمی آکر کہے کہ مجھ سے زیادہ اجرت لے کر یہ بیٹا میرے حوالے کر دو تو اس شخص پر واجب ہے کہ پہلے شخص سے کیا ہوا معاہدہ پورا کرے ایک سال تک (یا جو بھی مدت ہو) یا کہ اس کا بیٹا بیمار نہ ہو جائے یا کام کرنے سے عاجز نہ ہو جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 222 باب 15 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد سوم صفحہ 106 حدیث 441

(7) امام علی رضا علیہ السلام: اگر کوئی شخص اپنی زمین کئی مخصوص سالوں تک کسی کو متاجری (پٹہ) پر دے اور پھر وہ مدت ختم ہونے سے پہلے وہ (مالک) اس زمین کو فروخت کر سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ پٹہ دار کو یقین دلائے کہ جب تک پٹہ کی مدت ختم نہیں ہوگی اس وقت تک وہ زمین اس کے قبضہ میں رہے گی۔ (اگر اس کو مطمئن نہیں کرے گا تو فروخت نہیں کر سکتا۔)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 231 باب 24 حدیث 3؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 270 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 208 حدیث 914

(8) امام علی نقی علیہ السلام: اگر کوئی شخص زمین (یا مکان وغیرہ) کسی کو کچھ مدت کے لیے کرایہ پر دے اور مدت سے پہلے ہی مر جائے تو اجارہ (کرایہ داری کا معاہدہ) باطل نہیں ہوگا بلکہ اس کے وارث اس مقررہ مدت تک زمین (یا مکان وغیرہ) کو کرایہ دار سے واپس نہیں لیں گے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 232 باب 25 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 207 حدیث 912 اور 913؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم 270 حدیث 2

(9) امیر المومنین علیہ السلام: حمام والا کپڑوں کے ضائع ہونے کی صورت میں ضامن نہیں ہے ہاں البتہ اگر اس کے پاس امانت رکھی جائے تو پھر وہ ضامن ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 233 باب 28 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 242 حدیث 8؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 218 حدیث 954؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد سوم صفحہ 163 حدیث 716

(10) امیر المومنین علیہ السلام: رنگ ساز، دھوبی اور سنار ضامن ہیں لیکن ڈوب جانے، جل جانے یا کسی غالب آفت کی وجہ سے تلف ہو جانے پر ضامن نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 234 باب 29 حدیث 4؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد سوم صفحہ 162 حدیث 714؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 242 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد ہفتم صفحہ 219 حدیث 956؛ الاستبصار جلد سوم صفحہ 131 حدیث 471

وکالت کے احکام

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب کوئی شخص کسی آدمی کو کسی کام کی انجام دہی کے لیے وکیل بنائے تو جب وہ اسے معزول کرنے کی اسی طرح اطلاع نہ دے جس طرح اسے وکیل بنانے کی اطلاع دی تھی تو ایسی صورت میں وہ ہمیشہ کے لیے اس کا وکیل سمجھا جائے گا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 243 باب 1 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد سوم صفحہ 47 حدیث 166؛ تہذیب الاحکام جلد ششم صفحہ 213 حدیث 502

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: وکیل کو خیانت کرنا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 249 باب 08 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 304 حدیث 2

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی آدمی کو کسی کام کی انجام دہی کے لیے وکیل بنائے اور اس پر دو گواہ مقرر کرے اب جب وہ وکیل اس کام کی انجام دہی کے لیے چلا جائے تو وہ شخص (انہیں گواہوں سے) کہے کہ تم گواہ رہنا میں نے اس آدمی کو وکالت سے معزول کر دیا ہے تو اگر (معزول کی اطلاع سے پہلے) وکیل نے وہ کام انجام دے دیا ہو تو وہ نافذ متصور ہوگا چاہے مؤکل اسے پسند کرے یا نہ کرے اور اگر وکیل کو کام انجام دینے سے پہلے معزولی کی اطلاع مل جائے تو پھر چاہے وہ کام انجام دے بھی دے وہ نافذ نہ ہوگا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 244 باب 02 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد سوم صفحہ 49 حدیث

170؛ تہذیب الاحکام جلد ششم صفحہ 213 حدیث 503

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب کسی شخص کو وکیل بنایا جائے اور وہ وہاں سے وہ کام کرنے کے لیے اٹھ کھڑا ہو تو اس کا کام اس وقت تک نافذ العمل ہوگا جب تک اسے کسی قابل وثوق آدمی کے ذریعے یا بالمشافہ اپنی معزولی کی اطلاع نہ مل جائے۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

ہبہ کے احکام

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب کوئی چیز کسی کو ہبہ کر دی جائے تو اس کا دوبارہ مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 280 باب 1 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 32 حدیث 13؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 154 حدیث 633؛ استبصار جلد چہارم صفحہ 11 حدیث 424

(2) امام محمد باقر علیہ السلام: ہبہ واپس لیا جا سکتا ہے خواہ قبضہ ہو یا نہ ہو (یعنی ہبہ توڑا جا سکتا ہے)۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 282 باب 3 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 135 حدیث 569؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 31 حدیث 7؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 101 حدیث 387

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی شخص کو کوئی چیز ہبہ کرے اور قبضہ دینے سے پہلے مر جائے تو اس صورت میں وہ چیز بامنزلہ اس کی میراث سے ہوگی۔ (یعنی ہبہ باطل ہوگا) اور اگر وہ چیز اپنے اس چھوٹے بچہ کو ہبہ کرے جو اس کی گود میں پرورش پا رہا ہے اور اس پر گواہ بھی مقرر کرے تو یہ جائز ہے۔ (یعنی ہبہ باطل نہیں ہوگا۔)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 282 باب 4 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 155 حدیث 637

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو ہبہ رشتہ داروں کو کیا جائے یا جس کا معاوضہ لیا جائے تو وہ نافذ ہوتا ہے (یعنی اس میں رجوع نہیں ہے) اور جو اس کے علاوہ ہیں اس میں اگر آدمی چاہے تو رجوع کر سکتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 284 باب 6 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 155 حدیث 636؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 108 حدیث 4414

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب شوہر اپنی بیوی کو یا بیوی اپنے شوہر کو کوئی چیز ہبہ کرے تو پھر وہ اس میں رجوع نہیں کر سکتے چاہے قبضہ کریں یا نہ کریں۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 285 باب 7 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 152 حدیث 624؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 110 حدیث 423؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 30 حدیث 3

(6) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ہبہ کر کے رجوع کرنے والا ایسا ہے جیسے قے کر کے چاٹنے والا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 285 باب 7 حدیث 3؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد چہارم صفحہ 272 حدیث 828

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی شخص کی کوئی چیز مشترکہ ہو تو وہ اپنا حصّہ ہبہ کر سکتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 288 باب 12 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 34 حدیث 24

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب تک ہبہ کردہ چیز تمہارے ہاتھوں میں ہے (اس کا قبضہ نہیں دیا) تمہیں اس (سے رجوع کرنے) کا اختیار ہے۔ لیکن جب تمہارے ہاتھوں سے نکل جائے (یعنی قبضہ دے دو) تو پھر رجوع نہیں کرنا چاہیے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 286 باب 10 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 158 حدیث 653؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 109 حدیث 416

وصیت کے احکام

(1) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و امام جعفر صادق علیہ السلام: وصیت کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 152 حدیث 5411 اور 5412؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 293 باب 1 حدیث 1 اور 2؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 03 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 172 حدیث 701 اور 703

(2) امیر المومنینؑ و امام محمد باقر علیہ السلام: وصیت میں ظلم اور ناانصافی کرنا گناہانِ کبیرہ میں سے ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 154 حدیث 5420؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 298 باب 8 حدیث 4،3 اور 5؛ علل الشرائع صفحہ 367 حدیث 3؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 58 حدیث 06 (قدرے مختلف مگر مفہوم وہی ہے)؛ تفسیر مجمع البیان از طبرسیؒ جلد دوم صفحہ 18؛ تفسیر عیاشیؒ جلد اول صفحہ 238 حدیث 111

(3) امیر المومنین علیہ السلام: پانچویں حصّے کے لیے وصیت کرنا زیادہ پسندیدہ ہے اس بات سے کہ چوتھائی کے لیے وصیت کی جائے اور چوتھے حصّے کے لیے وصیت کرنا زیادہ پسندیدہ ہے اس بات سے کہ تیسرے حصّے کے لیے وصیت کی جائے اور جس نے تیسرے حصّے کے لیے وصیت کی اس نے (اپنے ورثاء کے لیے) کچھ نہیں چھوڑا اور آخری حد کو پہنچ گیا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 155 حدیث 5423؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 299 باب 09 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 11 حدیث 04؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 192 حدیث 773؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 119 حدیث 453

توضیح:

مطلب یہ کہ وصیت پانچویں حصّے یا چوتھے حصّے کے لیے کی جاسکتی ہے۔ انتہائی مجبوری کے عالم میں تیسرے حصّے کے لیے وصیت کی جاسکتی ہے اور یہ آخری حد ہے کیونکہ اس سے زیادہ حصّے کی (یعنی دوسرے کی) وصیت جائز نہیں ہے کیونکہ ورثاء کا بھی حق ہے بلکہ تیسرے حصّے کی بھی وصیت نہیں کرنی چاہیے کیونکہ اس سے ورثاء کے ساتھ زیادتی ہوگی جیسا کہ اگلی حدیث میں اس کی وضاحت آرہی ہے۔

(5) امیر المومنین علیہ السلام: وصیت مال کے پانچویں حصّہ میں ہونی چاہیے کیونکہ خدا نے اپنے لیے پانچواں حصّہ منتخب کیا ہے اور پانچویں حصّہ میں میانہ روی ہے، چوتھے حصّہ میں مشقت ہے اور تیسرے حصّے میں ظلم ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 155 حدیث 5421؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 299 باب 9 حدیث 3

(06) امام جعفر صادق علیہ السلام: مرنے والا اپنے مال کا سب سے زیادہ حقدار ہے جب تک اس کی روح اس سے جدا نہ ہو جائے اس کو حق ہے کہ (اپنی زندگی میں) جس کو چاہے جتنا عطا کردے۔ لیکن جب وصیت کرے تو اپنے ورثاء پر ظلم نہ کرے (یعنی ایک تہائی سے زیادہ وصیت نہ کرے۔)

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 156 حدیث 5426؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 303 باب 11 حدیث 10؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 188 حدیث 756؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 122 حدیث 463

(7) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی شخص مرتے وقت اپنے تمام مال کو یا ایک تہائی سے زیادہ کو کارہائے خیر میں صرف کرنے کی وصیت کرے تو وصیت باطل ہوگی اور صرف ایک تہائی میں نافذ ہوگی (اس سے زائد پر نہیں)۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 302 باب 11 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 195 حدیث 784؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 120 حدیث 458

(8) ارشاد خداوندی ہے: یا ایھا الذین امنوا شھادۃ بینکم اذا حضر احدکم الموت حین الوصیۃ اثنان ذوا عدلٍ منکم او اخران من غیر کم۔

ترجمہ: "اے ایمان والو جب تم میں سے کسی کو موت آ جائے تو وصیت کے وقت تم میں سے دو گواہ ہونے چاہئیں یا تمہارے غیروں میں دو گواہ ہوں"۔

حوالہ: القرآن سورۃ المائدہ آیت 106

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب انسان وصیت کرے تو اپنی وصیت پر دو مومنوں کو ضرور گواہ بنائے اور اگر صورت حال کچھ ایسی ہو کہ دو مومن میسر نہ ہوں تو دو غیر مومنوں کو گواہ بنالے۔ لیکن گواہ ہونا ضروری ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 316 باب 20 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 162 حدیث 5434؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 04 حدیث 03 اور صفحہ 398 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 180 حدیث 725

(10) امام جعفر صادق علیہ السلام: پہلی چیز جو میت کے مال سے شروع کی جائے وہ اس کا کفن ہے پھر قرض ہے پھر وصیت ہے اور پھر میراث ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 163 حدیث 5437؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 325 باب 28 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 23 حدیث 03؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 171 حدیث 698

(11) امیر المومنین علیہ السلام: جب عورت مرجائے تو اس کا کفن شوہر کے مال میں سے ہوگا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 163 حدیث 5438؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 324 باب 27 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 171 حدیث 699

(12) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر انسان کسی کو وصیت کرے اور وہ شہر سے باہر ہو تو اسے حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس کی وصیت کو رد کرے۔ لیکن اگر جس کو وصیت کی گئی ہے جو وہاں شہر میں موجود ہے تو اسے اختیار ہے کہ وصیت کو قبول کرے یا رد کر دے لیکن بہتر یہ ہے کہ قبول کرلے اور مرنے والے کو مایوس نہ کرے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 164، اور 165 حدیث 5445 اور 5448؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 321

باب 23 حدیث 1 اور 2؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 06 حدیث 1 اور 5؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 205 حدیث 814 اور صفحہ 206 حدیث 818

(13) امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام: جب لڑکے کی عمر 10 سال کو پہنچ جائے تو اس کی وصیت جائز ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 165 حدیث 5450 اور 5451؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 339 باب 44 حدیث 2 اور 3؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 29 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 182 حدیث 732

(14) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب کوئی لڑکا مرتے وقت وصیت کرے جو ہنوز بالغ نہ ہو تو اس کی وصیت رشتہ داروں (قرابت داروں) کے بارے میں نافذ ہوگی لیکن قرض خواہوں (غرباء) کے بارے میں نافذ نہ ہوگی۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم 165 حدیث 5453؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 339 باب 44 حدیث 91؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 28 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد نہم و181 حدیث 728

(15) امام زین العابدین و امام جعفر صادق علیہما السلام: انسان کو اختیار ہے کہ جب تک وہ زندہ رہے اپنی وصیت کو منسوخ کر دے یا اس میں ترمیم کر دے اور اس غلام کو آزاد کر دے جسے غلام رکھنے کی وصیت کی تھی۔ اور اسے غلام رکھ سکتا ہے جسے آزاد کرنے کا (وصیت میں) حکم دیا تھا جسے وصیت میں محروم کیا تھا اسے دے سکتا ہے اور جسے دیا تھا اسے محروم کر سکتا ہے (یعنی وصیت میں رد و بدل کر سکتا ہے)۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 167 حدیث 5457 تا 5460؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 313 باب 18 حدیث 1 تا 3؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 12 حدیث 3 اور صفحہ 13 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 190 حدیث 762 اور 763

(16) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص خودکشی کرنے سے پہلے وصیت کرے تو وہ نافذ ہوگی لیکن اگر (خودکشی کے ارادے سے) اپنے آپ کو اس طرح زخمی کرے کہ جس سے موت واقع ہو جائے اور اس زخمی حالت میں وصیت کرے تو وہ نافذ نہ ہوگی۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 170 حدیث 5470؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 347 باب 52 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 45 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 207 حدیث 820

(17) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر ایک بالغ اور نابالغ دونوں کو وصیت کی جائے تو جو بالغ ہوگا اسے حق ہوگا کہ وہ وصیت کو نافذ کرے اور جب نابالغ سن بلوغ کو پہنچ جائے تو اس کے لیے (اس بالغ کے فیصلوں پر) ناراض ہونا جائز نہیں ہے

ہاں اگر اس (بالغ) نے وصیت میں کوئی تغیر وتبدل کیا ہو تو اس صورت میں اس (بعد میں بالغ ہونے والے) کو اسے تبدیل کر کے اصل وصیت پر عمل کرنا جائز ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم 175 حدیث 5486؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 345 باب 50 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 46 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 184 حدیث 743؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 140 حدیث 522

(18) امام محمد باقر علیہ السلام و امام نقی علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی کے لیے وصیت کرے اور جس کے لیے وصیت کی گئی ہو وہ مر جائے تو وصیت شدہ مال مرنے والے کے ورثاء کو دیا جائے گا اور اگر وہ کوئی وارث نہ چھوڑے تو پوری کوشش کی جائے کہ اس کا کوئی ولی مل جائے اور اگر نہ مل سکے تو وہ مال صدقہ کر دیا جائے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 175 اور 176 حدیث 5488 تا 5490؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 327 باب 30 حدیث 2 اور 3؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 13 حدیث 2 اور 3؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 231 حدیث 904 اور 905؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 138 حدیث 516 اور 517؛ تفسیر عیاشیؒ جلد اول صفحہ 77 حدیث 171

(19) امام علی رضا علیہ السلام: اگر کوئی شخص لکھ کر وصیت کر دے تو چاہے وہ بول کر کسی کو کہے یا نہ کہے تو اس کی وصیت نافذ ہو گی۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 166 حدیث 5456؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 344 باب 48 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 242 حدیث 936

(20) امام علی رضا علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی نابالغ کا وصی ہو تو جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کا مال اس کے حوالے کر دینا چاہیے اور اگر وہ انکار کرے تو بھی وہ واپس کر دے اور اس کو لینے پر مجبور کرے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 185 حدیث 5525؛ وسائل الشیعہ جلد 13 صفحہ 243 باب 47 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 68 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 240 حدیث 930 اور صفحہ 245 حدیث 951

☆☆☆

قسم کے احکام

(1) ارشادخداوندی ہے: وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ
ترجمہ: ''تم لوگ اللہ کو اپنی قسموں کی ڈھال نہ بناؤ''۔
حوالہ: القرآن سورۃ البقرۃ آیت 224

(2) امام محمد باقر علیہ السلام: لڑکے کے لیے اپنے باپ کے ساتھ، غلام کے لیے اپنے مالک کے ساتھ اور زوجہ کے لیے اپنے شوہر کے ساتھ کوئی قسم نہیں۔ اور اپنے رشتہ دار سے قطع تعلق کے لیے بھی کوئی قسم نہیں۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 220 حدیث 4273

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: قسم کی دو اقسام ہیں ایک تو کسی ایسے کام کی قسم کھانا جو اس پر واجب ہے یا کسی ایسے کام کی قسم کھانا جو اس پر واجب نہیں ہے تو قسم کھانے کے بعد وہ کام بھی واجب ہو جائے گا اور دونوں صورتوں میں قسم پوری نہ کرنے کی صورت میں کفارہ لازم ہوگا۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم 224 حدیث 4297

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: ایک قسم ایسی ہے کہ اگر انسان جھوٹی قسم کھائے تو اس کو ثواب ملتا ہے اور کوئی کفارہ لازم نہیں ہوتا وہ یہ کہ انسان اپنے کسی برادر مومن کی جان یا مال کی خلاصی کے لیے ظالم کے سامنے جو اس پر ظلم کر رہا ہو یا کسی چور کے سامنے یا اس کے علاوہ کسی اور کے سامنے جھوٹی قسم کھائے۔
حوالہ: مذکورہ حوالہ

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: وہ قسم جس کے پورا نہ کرنے پر نہ تو ثواب ملتا ہے اور نہ کفارہ لازم آتا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی کسی چیز کی قسم کھائے پھر جس چیز کے لیے قسم کھائی تھی اس سے بہتر اس کو نظر آئے اور جس چیز کی قسم کھائی تھی اسے ترک کر کے بہتر کو اختیار کرے۔
حوالہ: مذکورہ حوالہ

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: وہ قسم جس پر آدمی کو عذاب ہوگا اور جہنم میں جانا اس پر لازم آئے گا یہ ہے کہ اپنے کسی برادر

مومن کے خلاف یا اس کے حق کے خلاف بر بنائے ظلم جھوٹی قسم کھائے ایسے شخص پر واصل جہنم ہونا لازم ہے اور دنیا میں اس کا کوئی کفارہ نہیں۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ۔

(5) حضور اکرم ﷺ: اگر کوئی پوشیدہ طور پر قسم کھائے تو اسے پوشیدہ طور پر اور اگر کوئی اعلانیہ طور پر قسم کھائے تو اسے اعلانیہ طور پر انشاء اللہ ضرور کہنا چاہیے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 226 حدیث 4301

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں حلفاً کہتا ہوں یا قسم کھا کر کہتا ہوں تو یہ کوئی چیز نہیں ہے۔ جب تک یہ نہ کہے کہ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں یا اللہ کے حلف کے ساتھ کہتا ہوں۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 227 حدیث 4305

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: غصے کی حالت میں قسم کوئی قسم نہیں ہے نہ ہی قطع رحم کے متعلق کوئی قسم ہے نہ ہی ایسی قسم کوئی قسم ہے جو زبردستی یا دباؤ کے نتیجے میں کھائی جائے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 228 حدیث 4312

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: محمد و آل محمد سے برأت اور دست برداری کی قسم کھانا جائز نہیں ہے اور جو ان سے برات اور دست برداری کی سچی یا جھوٹی قسم کھائے گا وہ ان سے واقعتاً بری اور دست بردار ہو جائے گا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 228 حدیث 4317

(9) امیر المومنینؑ و امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر مذہب کے لوگوں سے وہی حلف اور قسم لینا جائز ہے جس کی وہ قسم کھاتا ہے اور جو اس کی کتاب و ملت کے مطابق ہو۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 229 حدیث 4319 اور 320

(10) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی نیک کام کرنے کی حلفیہ قسم اُٹھائے پھر دیکھے کہ اس سے بھی بڑھا ہوا ایک نیک کام اور بھی ہے تو اس کے لیے بہتر ہے کہ چھوٹی نیکی کو چھوڑ کر بڑی نیکی بجالائے اور اپنی قسم کی پرواہ نہ کرے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 221 حدیث 4275

(11) اللہ تعالیٰ و امام جعفر صادق علیہ السلام: لغو قسموں پر (یعنی ایسی قسمیں جو بے مقصد کھائی جاتی ہیں) کسی قسم کا مواخذہ نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی ان پر کوئی کفارہ ہے۔

حوالہ: القرآن سورۃ البقرہ آیت 225؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 221 حدیث 4279

(12) امام جعفر صادق علیہ السلام: تم لوگ اللہ کی سچی یا جھوٹی کوئی قسم نہ کھاؤ اس لیے کہ اللہ نے اس سے منع کیا ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 221 حدیث 4281

(13) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی کام کے کرنے کے لیے اللہ کی قسم کھائے کہ واللہ میں یہ کام کروں گا پھر نہ کرے تو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو تین تین پاؤ آٹا یا گیہوں کھلانا ہے یا ایک غلام آزاد کرنا ہے یا پے در پے تین دن روزہ رکھنا ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 222 حدیث 4285

(14) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی کو اپنی جان، مال یا آبرو تلف ہو جانے کا ڈر ہو تو اسے چاہیے کہ حلف اُٹھائے اور قسم کھالے (چاہے جھوٹا ہی ہو)۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 223 حدیث 4289

(15) امام جعفر صادق علیہ السلام: ایسی قسم جو ناممکن العمل ہو شیطانی وسوسہ ہے اور قسم کھانے والے پر کچھ نہیں ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 223 حدیث 4295

(16) امام جعفر صادق علیہ السلام: اپنے باپ کی قسم نہیں کھانی چاہیے جو ایسا کرے اسے چاہیے کہ اللہ سے استغفار کرے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 224 حدیث 4296

(17) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی شخص کو قسم کے کفارے میں کھلانے کے لیے ایک یا دو آدمی ملیں تو انہیں کو بار بار کھلائے یہاں تک کہ تعداد پوری ہو جائے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 224 حدیث 4297

(18) امام جعفر صادق علیہ السلام: قسم کے کفارے میں چھوٹے بچوں کو کھلانا جائز نہیں ہے اور اگر کھلائے تو ایک بڑے آدمی کے بدلے میں دو بچوں کو کھلانا پڑے گا (یعنی بیس بچوں کو)۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 224 حدیث 4297

(19) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی تاجر قسم کھا کر کہے کہ وہ اپنا مال اتنی اتنی قیمت پر فروخت نہیں کرے گا مگر پھر اس کے جی میں آئے کہ بازار کا رنگ اچھا نہیں ہے بہتر ہے کہ اسی قیمت پر فروخت کر دوں تو اس کو اجازت ہے کہ اسی قیمت پر روخت کر دے اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 227 حدیث 4304

(20) امیر المومنین علیہ السلام: قسم توڑنے سے پہلے قسم کا کفارہ دینا مکروہ ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 227 حدیث 43078

(21) امام جعفر صادق علیہ السلام: حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے کی جو قسم کھائی جائے وہ باطل ہے اور کسی صورت میں جائز نہیں مثلاً کوئی یہ قسم کھائے کہ میں تا ابد انگور کا عرق نہیں پیوں گا یا یہ قسم کھائے کہ میں فلاں صورت میں شراب پیوں گا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 309 حدیث 4753

نذر کے احکام

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: نذر کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ کوئی شخص کہے کہ اگر ایسا ایسا ہو گیا تو میں روزہ رکھوں گا یا نماز پڑھوں گا یا تصدق وخیرات کروں گا تو جب ایسا ہو جائے جیسا کہ وہ چاہتا تھا تو اس کو اختیار ہے چاہے تو کرے چاہے تو نہ کرے لیکن اگر یہ کہے کہ اگر ایسا ایسا ہو گیا تو مجھ پر اللہ کے لیے یہ یہ ہے تو یہ نذر واجب ہے اس کو ترک کرنے کی کوئی گنجائش نہیں اور اس کو پورا کرنا واجب ہے اور اگر اس کے خلاف کیا تو اس کا کفارہ لازم ہو گا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 224 حدیث 4298

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص نذر مانے تو جس چیز کا نام لیا ہے وہی شے نذر کرے اور اگر کسی چیز کا نام نہ لیا ہو تو وہ کچھ نہیں ہے اور اگر یہ کہا ہو کہ یہ اللہ کے لیے مجھ پر فرض ہے اور پھر نذر کو پورا نہ کرے تو اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 223 حدیث 4290

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص نذر کرے مگر کسی معینہ کار خیر کا نام نہ لے تو اس کو اختیار ہے کہ خواہ کچھ تصدق کر دے یا دو رکعت نماز پڑھ لے یا ایک دن روزہ رکھ لے یا ایک مسکین کو کھانا کھلا دے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 224 حدیث 4298

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص یہ نذر کرے کہ اگر میرا کام ہو گیا تو میں مال کثیر تصدق کروں گا اور رقم کی مقدار معین نہ کرے تو کثیر سے مراد اتنی یا اس سے زیادہ ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 225 حدیث 4298

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص نذر کرے کہ میں فلاں مہینہ میں روزہ رکھوں گا اور اس دن عید الفطر یا عید الاضحیٰ ہو جائے یا ایام تشریق ہوں یا اس دن وہ سفر میں ہو یا بیمار پڑ جائے تو اللہ تعالیٰ ان ایام کا روزہ ساقط کر دے گا اور انسان کو اختیار ہوگا کہ اس دن کے بدلے کسی اور دن روزہ رکھے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 225 حدیث 4298

(6) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: گناہ کے کام کے لیے کوئی نذر نہیں ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 220 حدیث 4273

حلال وحرام کے احکام

نوٹ: اس ضمن میں حلال وحرام جانوروں اور پرندوں کے احکام بیان ہوں گے۔ انشاء اللہ۔

(1) ارشادِ خداوندی ہے: حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَآ أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ ۚ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ

ترجمہ: ”تم پر حرام قرار دیا گیا مردار، خون، سور کا گوشت، وہ جانور جو خدا کے نام کے علاوہ کسی اور کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، جو گلا گھٹ کر یا چوٹ کھا کر یا بلندی سے گر کر یا ٹکر کھا کر مرا ہو یا جسے درندوں نے پھاڑا ہو سوائے اس کے جسے تم نے زندہ پا کر ذبح کر لیا ہو اور وہ جو کسی بت کدہ کے آستانے پر ذبح کیا گیا ہو یا یہ کہ تم جوئے کے تیروں سے اس کا گوشت تقسیم کرو“۔

حوالہ: القرآن سورۃ المائدہ آیت 03

توضیح:

باقی تو آیت واضح ہے البتہ جوئے کے تیروں سے گوشت کی تقسیم عام لوگوں کو معلوم نہیں ہوگی اس لیے بتانا چاہتا ہوں کہ ”دورِ جاہلیت میں دس افراد مل کر ایک اونٹ خریدتے تھے وہ دس جوئے کے تیر لگاتے اور اس گوشت کی تقسیم کرتے تھے ان تیروں میں سات کچھ مڑے ہوئے ہوتے تھے اور تین سیدھے ہوتے تھے وہ لوگ گوشت کے دس حصے کرتے تھے جس کے نام پر سیدھا تیر نکلتا اس سے قیمت کا تہائی حصہ وصول کیا جاتا اور یوں تین افراد کے نام قرعہ نکالا جاتا تھا اور پورے اونٹ کی قیمت

تین آدمیوں سے وصول کی جاتی تھی اور اس کے بعد اونٹ کا پورا گوشت دوسرے افراد میں تقسیم کیا جاتا تھا اور جن (تین سے) اونٹ کی رقم دلوائی جاتی تھی انہیں گوشت سے کچھ بھی نہیں ملتا تھا خدا نے اس طرح کی تقسیم کو حرام قرار دیا ہے"۔ (ملاحظہ فرمائیں تفسیر نور الثقلین جلد سوم صفحہ 569 اور 570 مطبوعہ ادارہ منہاج الصالحین لاہور)

(2) حضور اکرم ﷺ: جن درندوں کے دانت نکیلے ہوں وہ حرام ہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 200 حدیث 4147؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 244 حدیث 2 (بروایت امام جعفر صادقؑ)؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 38 حدیث 161؛ وسائل الشیعہ جلد 16 صفحہ 262 باب 3 حدیث 1؛ علل الشرائع (مترجم) صفحہ 507 باب 235 حدیث 1

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: خدا اور اس کے رسولؐ نے تمام مسوخات کو کھانا حرام قرار دیا ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 247 حدیث 1 اور صفحہ 245 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 16 حدیث 65 اور صفحہ 39 حدیث 165؛ علل الشرائع صفحہ 485 حدیث 5؛ المحاسن صفحہ 335 حدیث 106 اور صفحہ 472 حدیث 469؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 207 حدیث 4197 (بروایت حضور اکرمؐ)؛ وسائل الشیعہ جلد 16 صفحہ 258، باب 2، حدیث 3

(4) حضور اکرم ﷺ و امام جعفر صادق علیہ السلام: درج ذیل چیزیں مسخ شدہ ہیں۔ 1۔ بندر۔ 2۔ سوٴر۔ 3۔ چمگادڑ۔ 4۔ سو سمار (چھپکلی کی شکل کا بڑا جانور)۔ 5۔ ریچھ۔ 6۔ ہاتھی۔ 7۔ چوہا۔ 8۔ بچھو۔ 9۔ سہیل۔ 10۔ ساہی (سیہہ یا خار پست)۔ 11۔ زہرہ۔ 12۔ مکڑی۔ 13۔ کرم سیاہ (سیاہ کپڑا)

حوالہ: علل الشرائع صفحہ 487 حدیث 4؛ الخصال (اردو) حصہ دوم صفحہ 294 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 109 باب 2 حدیث 12

(5) حضور اکرم ﷺ: درج ذیل چیزیں مسوخات میں سے ہیں:

1۔ بندر۔ 2۔ سوٴر۔ 3۔ کتا۔ 4۔ ہاتھی۔ 5۔ بھیڑیا۔ 6۔ چوہا۔ 7۔ خرگوش۔ 8۔ گوہ۔ 9۔ مور۔ 10۔ شتر مرغ۔ 11۔ جونک۔ 12۔ بام مچھلی۔ 13۔ کیکڑا۔ 14۔ کچھوا۔ 15۔ چمگادڑ۔ 16۔ بقعاء۔ 17۔ لومڑی۔ 18۔ ریچھ۔ 19۔ یربوع (ایک قسم کا چوہا جس کی اگلی ٹانگیں چھوٹی اور پچھلی بڑی ہوتی ہیں)۔ 20۔ ساہی۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 207 حدیث 4197؛ وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 127 باب 7 حدیث 6

(6) حضور اکرم ﷺ: پالتو گدھے کا گوشت مکروہ ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلدسوم صفحہ 207 حدیث 4197؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 199 باب 4 حدیث 5؛ علل الشرائع صفحہ 563 حدیث 2؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 245 حدیث 10؛ تہذیب الاحکام جلدنہم صفحہ 41 حدیث 171؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 74 حدیث 272

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: گھوڑے اور خچر کا گوشت کھانے سے حضور اکرمؐ نے منع فرمایا ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 246 حدیث 13؛ تہذیب الاحکام جلدنہم صفحہ 40 حدیث 168؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 74 حدیث 272؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 121 باب 5 حدیث 1؛ تفسیر عیاشی جلد اول صفحہ 382 حدیث 118

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: پہاڑی کوا کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے اس لیے کہ وہ فاسق ہے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلدنہم صفحہ 19 حدیث 74؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 66 حدیث 238؛ علل الشرائع (عربی) صفحہ 485 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 125 باب 7 حدیث 2

(9) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امام جعفر صادق علیہ السلام وامام علی رضا علیہ السلام وامام موسیٰ کاظم علیہ السلام: درج ذیل سوخات ہیں:

1 سوسمار۔ 2 چوہا۔ 3 بندر۔ 4 خنزیر۔ 5 ہاتھی۔ 6 کتا۔ 7 طاؤس (حور)۔ 8 بھیڑیا۔ 9 خرگوش۔ 10 وطواط۔ 11 جریث (بام مچھلی یا بغیر چھلکے والی مچھلی)۔ 12 بچھو۔ 13 ریچھ۔ 14 چھپکلی۔ 15 بھڑ۔ 16 خفاش (چمگادڑ)۔ 17 دعموص (پانی کا سیاہ کیڑا)۔ 18 سہیل (بقول شیخ صدوقؒ: ایک سمندری جانور)۔ 19 عنکبوت (مکڑی)۔ 20 جری (بغیر چھلکے والی مچھلی)۔ 21 مچھر۔ 22 قملہ (جوں)۔ 23 وزغ (چھپکلی ہی کی ایک قسم)۔ 24 عنقا (ایک پرندہ ہے)

حوالہ: فروع کافی جلد ششم صفحہ 245 حدیث 1، 5، 6، 9 صفحہ 246 حدیث 14 صفحہ 247 حدیث 1، 16؛ تہذیب الاحکام جلدنہم صفحہ 16 حدیث 65 اور صفحہ 39 حدیث 163، 164، 165، 166 اور صفحہ 18، حدیث 70؛ وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 104 باب 2 حدیث 1 تا 21؛ علل الشرائع صفحہ 510 باب 239 حدیث 1 تا 5؛ من لایحضرہ الفقیہ جلدسوم صفحہ 207 حدیث 4197؛ تفسیر العیاشی جلداوّل صفحہ 351 حدیث 226؛ عیون اخبار الرضاؑ

توضیح

ہم نے مختلف احادیث سے مسوخات کو جمع کر کے بیان کردیا ہے تاکہ آسانی ہوجائے۔

(10) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اللہ نے تمام مسوخات اور جوان کے ہم شکل اور ہم صورت ہیں سب کا گوشت حرام قرار دیا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد ششم صفحہ 245 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 39 حدیث 165؛ وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 104 باب 2 حدیث 2؛ علل الشرائع صفحہ 508 باب 237 حدیث 5

(11) امام علی رضا علیہ السلام: مسوخات کا گوشت اور انڈے مت کھاؤ۔

حوالہ: فروع کافی جلد ششم صفحہ 247 حدیث 16؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 18 حدیث 70؛ وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 106 باب 2 حدیث 6

(12) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ہر درندہ حرام ہے چاہے کچلی نہ بھی رکھتا ہو (یعنی دانت نوکیلے نہ بھی ہوں) اور ہر ناخن دار پرندہ جو پَر باندھ کر اُڑے وہ حرام ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد ششم صفحہ 247 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 16 حدیث 65؛ وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 114 باب 3 حدیث 3

(13) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر زہریلے ڈنگ والی چیز کھانا ناپسندیدہ ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد ششم صفحہ 245 حدیث 7؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 40 حدیث 167؛ وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 125 باب 6 حدیث 1

(14) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: کوے سیاہ ہوں یا سفید کسی کا بھی کھانا حلال نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد ششم صفحہ 245 حدیث 8؛ مسائل علی بن جعفر صفحہ 174 حدیث 310؛ وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 126 باب 7 حدیث 3

(15) امام جعفر صادق علیہ السلام: کسی قسم کا کوا اور کسی قسم کا سانپ نہیں کھایا جاسکتا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 215 حدیث 4233؛ وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 127 باب 7 حدیث 6

توضیح

ایک حدیث میں ہے کہ کوا حرام نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے کیونکہ انسان کو اس سے نفرت آتی ہے (تہذیب واستبصار)۔ اس حدیث کا متن سمجھ نہ آنے کی وجہ سے ہم نے نقل نہیں کی ہے اور واپس ائمہؑ کی طرف لوٹا دی ہے کہ وہ خود اس کی وضاحت فرمائیں گے۔ اس وقت تک ہم دوسری احادیث پر عمل کریں گے۔ البتہ یہ واضح رہے کہ اس حدیث سے کوے کا حلال ہونا ناممکن ہے۔ اور نہ ہی وہ اس حدیث کے تعارض میں ہے بلکہ دونوں میں کوے کو کھانے سے منع ہی کیا گیا ہے۔

(16) امیر المومنین علی علیہ السلام: خبردار! وہ مچھلیاں نہ کھاؤ اور نہ ہی بیچو جن پر چھلکا نہ ہو۔
حوالہ: فروع کافی جلد ششم صفحہ 220 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 3 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 128 باب 8 حدیث 4

(17) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص سات چیزوں کا اقرار کرے وہ مومن ہے: (2،1) جبت وطاغوت سے اظہارِ برأت (3) اقرارِ ولایت (4) رجعت پر ایمان (5) متعہ کو جائز سمجھے (6) بے چھلکا مچھلی کو حرام جانے (7) خفین پر مسح کرنے کو حرام جانے۔
حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 132 باب 9 حدیث 10؛ صفات الشیعہ شیخ صدوقؒ صفحہ 29 حدیث 41

(18) امیر المومنین علی علیہ السلام: آپ ایک بار اپنے شرطۃ الخمیس (مخصوص پولیس والوں) کے ساتھ ایک کوڑا لیے ہوئے کہ جس کے دو کنارے تھے اس سے جری، مارماہی اور زمار (بغیر چھلکے کے حرام مچھلی کی مختلف قسمیں ہیں) بیچنے والوں کو پیٹتے بھی جاتے تھے اور یہ بھی فرماتے جاتے تھے کہ اے بنی اسرائیل کی مسخ شدہ مخلوق اور بنی مروان کے لشکر کے بیچنے والو! جب آپ سے پوچھا گیا کہ یہ بنی مروان کا لشکر کیا ہے؟ تو فرمایا: یہ ایک قوم تھی جو داڑھیاں منڈواتی تھی اور مونچھوں کو تاؤ دیتی تھی جس کی پاداش میں خدا نے اسے مسخ کر کے مُلی مچھلی بنا دیا۔
حوالہ: اصولِ کافی جلد اوّل صفحہ 280 حدیث 3؛ کمال الدین وتمام النعمہ شیخ صدوقؒ؛ وسائل الشیعہ جلد اوّل، صفحہ 360 باب 67 حدیث 4 اور جلد 24 صفحہ 131 باب 9 حدیث 3

(19) امیر المومنین علی علیہ السلام: آپؑ نے جری (بغیر چھلکے کی ایک مچھلی) سے پانی میں کلام کیا اور اس سے مسخ ہونے کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ ہم انسان تھے۔ خدا نے ہم پر اپنی ولایت پیش کی اور ہم نے پس و پیش کیا تو خدا نے ہمیں مسخ کر دیا۔ اب ہم بعض سمندر میں ہیں اور بعض خشکی میں۔ پس جو سمندر میں ہیں وہ ہم جری (بغیر چھلکے والی) ہیں اور جو خشکی میں ہیں وہ گوہ اور یربوع (چوہے کی مانند ایک جانور) ہیں۔
حوالہ: تفسیر عیاشی جلد دوم صفحہ 35 حدیث 96؛ وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 136 باب 9 حدیث 23

(20) امام جعفر صادق علیہ السلام: صرف وہ مچھلیاں کھائی جا سکتی ہیں جن پر چھلکا ہو اور کنعت (مچھلی) کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ وہ ایک بد خلق قسم کی مچھلی ہے جو اپنے جسم کو ہر چیز سے رگڑتی ہے۔ (جس سے اس کا چھلکا گر جاتا ہے) جب تم ان کے کان کے پاس نگاہ کرو گے تو اس کا چھلکا پاؤ گے۔
حوالہ: فروع کافی جلد ششم صفحہ 219 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 3 حدیث 4؛ من لایحضرہ الفقیہ

جلد سوم صفحہ 215 حدیث 1001؛ وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 137 باب 10 حدیث 1

(21) امام علی رضا علیہ السلام: بعض مچھلیاں ایسی ہوتی ہیں جن میں بدخلقی پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ جسم کو رگڑتی ہیں تو ان کے چھلکے زائل ہو جاتے ہیں مگر جب (ایسی مچھلیوں کی) دُم اور سر برابر نہ ہو (بلکہ مختلف ہو) تو کھاؤ۔

حوالہ: فروع کافی جلد ششم صفحہ 221 حدیث 13؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 4 حدیث 7؛ وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 138 باب 10 حدیث 2

(22) امام علی رضا علیہ السلام: زہو مچھلی پر چھلکا نہیں ہوتا (یہ حرام ہے)۔

حوالہ: فروع کافی جلد ششم صفحہ 221 حدیث 10؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 3 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 138 باب 11 حدیث 1

(23) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: جری، کچھوے اور کیکڑے کا کھانا حلال نہیں ہے اور وہ گوشت جو سمندر یا دریائے فرات (وغیرہ) کی سیپیوں میں پایا جاتا ہے وہ مینڈکوں کا گوشت ہے جس کا کھانا حلال نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد ششم صفحہ 221 حدیث 11؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 12 حدیث 46؛ وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 146 باب 16 حدیث 1؛ قرب الاسناد حمیریؒ صفحہ 118

(24) امام جعفر صادق علیہ السلام: گبریلا دوزخ کے کیڑوں میں سے ایک کیڑا ہے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 82 حدیث 349؛ وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 146 باب 16 حدیث 2

(25) امام جعفر صادق علیہ السلام: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھے چیزوں کے مارنے کی ممانعت کی ہے:
(1) شہد کی مکھی (2) چیونٹی (3) مینڈک (4) صرد (ایک پرندہ ہے) (5) ہدہد (6) خطاف (کیونکہ یہ حرام ہیں مگر ضرر رساں نہیں ہیں)۔

حوالہ: فروع کافی جلد ششم صفحہ 223 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 20 حدیث 78؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 66 حدیث 239؛ وسائل الشیعہ جلد 23 صفحہ 392 باب 39 حدیث 2 اور 3

(26) امام جعفر صادق علیہ السلام: خشکی کے جتنے پرندے ہیں ان میں سے جس کی چھٹی ہو وہ حلال ہے اور آبی پرندوں میں سے جس کا پوٹا ہو وہ حلال ہے جس طرح کبوتر کا ہوتا ہے اور یہی قانصہ اور حوصلہ ہی کے ذریعے سے حلال و حرام پرندوں میں امتیاز کیا جاتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد ششم صفحہ 247 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 16 حدیث 65؛ وسائل الشیعہ

جلد 24 صفحہ 151 باب 18 حدیث 3

(27) امام جعفر صادق علیہ السلام: سمندری مرغ کا انڈا حلال نہیں ہے۔

حوالہ: بصائر الدرجات صفحہ 354 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 157 باب 20 حدیث 9

(28) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: سرخاب کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں اور یہ دردِ کمر اور بواسیر کے لیے بھی مفید ہے اور قوتِ باہ میں بھی اضافہ کرتا ہے۔

حوالہ: فروعِ کافی جلد ششم صفحہ 313 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ: جلد 24 صفحہ 157 باب 21 حدیث 1

(29) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر بکری اتنی شراب پی لے کہ مدہوش ہوجائے اور پھر اسی وقت ذبح کر دی جائے تو جو کچھ اس کے پیٹ کے اندر ہے وہ نہ کھایا جائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد ششم صفحہ 251 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 43 حدیث 181؛ وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 160 باب 24 حدیث 1

(30) امام محمد باقر علیہ السلام: وہ بکری (وغیرہ) جس نے پیشاب وغیرہ جیسی کوئی نجس چیز پی اور پھر اسے ذبح کر دیا گیا تو جو کچھ اس کے اندر ہے اسے دھویا جائے گا اور پھر کوئی حرج نہیں ہے اور یہی حکم اس صورت کا ہے کہ جب وہ پاخانہ کھائے اور پھر اسے ذبح کر دیا جائے (کہ جو کچھ اس کے اندر ہے اسے دھویا جائے گا)۔ جب تک جلالہ نہ ہو اور جلالہ وہ ہے کہ جس کی غذا میں پاخانہ نہ ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد ششم صفحہ 251 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 47 حدیث 194؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 78 حدیث 287؛ وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 160 باب 24 حدیث 2

(31) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب مُردار تزکیہ شدہ سے گڈمڈ ہوجائے تو (مالک) انھیں اس آدمی کے ہاتھ فروخت کرے جو مُردار کے کھانے کو جائز جانتا ہو اور ان کی قیمت کو استعمال کرے۔

حوالہ: فروعِ کافی جلد ششم صفحہ 260 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 48 حدیث 199؛ وسائل الشیعہ، جلد 24 صفحہ 187 باب 36 حدیث 1

(32) امام جعفر صادق علیہ السلام: مُردار، خون، خنزیر یا خنزیر کا گوشت یا شراب یا کسی اور نجس چیز کی خرید وفروخت حرام ہے کیونکہ ان سب کا کھانا، پینا، پہننا اور ملکیت میں رکھنا اور اپنے پاس رکھنا اور ان کو کسی قسم کے استعمال میں لانا ممنوع اور حرام ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 238 باب 66 حدیث 1؛ تحف العقول صفحہ 333

(33) امام علی رضا علیہ السلام: کوؤں کے انڈے مت کھاؤ۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 252 حدیث 10؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 16 حدیث 62؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 126 باب 07 حدیث 5؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 221 حدیث 1027

(34) امام علی رضا علیہ السلام: ہر وہ پرندہ جس کی پوٹ ہو وہ حلال ہے۔

حوالہ: عیون اخبار الرضاؑ (عربی) جلد دوم صفحہ 91

(35) امام جعفر صادق علیہ السلام اور امام علی رضا علیہ السلام: ہر وہ درندہ جس کے دانت نوک دار (نوکیلے) ہوں (جیسے بلّی یا شیر) اور ہر وہ پرندہ جس کا پنجہ (یا لمبے ناخن والا) ہو (جیسے عقاب یا شِکرا) حرام ہے۔

حوالہ: عیون اخبار الرضاؑ (عربی) جلد دوم صفحہ 91؛ فروع کافی جلد ششم، صفحہ 244 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 38 حدیث 161؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 205، حدیث 938

(36) امام علی رضا علیہ السلام: ہر وہ پرندہ حلال ہے جو پرواز کرتے وقت پروں کو پھڑ پھڑائے (مثلاً تیتر، چڑیا وغیرہ) اور ہر وہ پرندہ حرام ہے جس کے پر نہ پھڑ پھڑائیں (مثلاً گدھ وغیرہ)۔

حوالہ: عیون اخبار الرضاؑ (عربی) جلد دوم صفحہ 93 حدیث 1؛ علل الشرائع صفحہ 507، باب 235 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ، جلد 24 صفحہ 115 باب 3 حدیث 7

(37) امام علی رضا علیہ السلام: خرگوش کا گوشت حرام ہے کیونکہ اس کے پنجے بلی اور وحشی درندوں کی طرح ہیں اور اس کا اندرونی حصہ نجس ہے کیونکہ اس میں عورتوں کے خون کی مانند ایک خون موجود ہے کہ اس سے مراد خون حیض و نفاس ہے اور یہ ایسا حیوان ہے جو مسخ شدہ ہے۔

حوالہ: عیون اخبار الرضاؑ (عربی) جلد دوم صفحہ 92

(38) امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام: ہر وہ مچھلی جس کے اوپر فلس (یعنی چھلکے) ہیں اس کا کھانا جائز ہے اور جس کے فلس (چھلکے) نہیں ہیں اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 200 حدیث 4152؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 219 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 03 حدیث 4؛ المحاسن صفحہ 477 حدیث 492؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 127 باب 8 حدیث 1؛ مکارم الاخلاق صفحہ 162

(39) امام جعفر صادق علیہ السلام: بام مچھلی، مار ماہی، زمیر مچھلی اور طافی کا کھانا جائز نہیں ہے اور طافی وہ ہے جو پانی میں مرنے کے بعد سطح پر آجاتی ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 201 حدیث 4161؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 132 باب 9 حدیث 6؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 220 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 4 حدیث 8؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 58 حدیث 200

(40) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی مچھلی مر کر پانی پر تیر رہی ہو تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے (یعنی مچھلی پانی سے زندہ نکلنی چاہیے)۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 6 حدیث 18؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 60 حدیث 209؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 142 باب 13 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 201 حدیث 4153

(41) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر تم کوئی مچھلی پاؤ کہ جس کے متعلق معلوم نہ ہو کہ پانی کے اندر مری ہے یا باہر تو (حقیقت معلوم کرنے کے لیے) اسے پانی میں ڈال دیا جائے اگر وہ پانی کی سطح پر چت تیرے تو وہ پانی میں مری ہے اور اگر وہ پٹ تیرے تو پانی سے باہر مری ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 202 حدیث 4161؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 144 باب 14 حدیث 1

(42) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی ایسی مچھلی ملے جس کا پتا نہ ہو کہ پانی کے اندر مری ہے یا باہر تو (حقیقت معلوم کرنے کے لیے) اس کی دم کی جڑ کو شق کرو اگر سبزی مائل ہے تو کھانے والی چیز نہیں ہے (یعنی پانی کے اندر مری ہے) اور اگر سرخ مائل ہے تو کھانے والی ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 202 حدیث 4162؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 145 باب 14 حدیث 2

توضیح:

دونوں طریقے آئمہؑ نے بتائے ہیں ہم نے دونوں ہی نقل کر دیے ہیں تا کہ اگر ایک میں مشکل ہو تو دوسرا بھی معلوم ہو۔

(43) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: کچھوؤں اور کیکڑوں کا کھانا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 221 حدیث 11؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 12 حدیث 46؛ قرب الاسناد صفحہ 118؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 146 باب 16 حدیث 1

(44) امام جعفر صادق علیہ السلام: مجوسیوں سے شکار کی ہوئی مچھلیاں لینے میں کوئی حرج نہیں۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 201 حدیث 4157 اور 4158

(45) امام جعفر صادق علیہ السلام: مچھلیاں پکڑنے کے لیے جو باڑیں (پھندے وغیرہ) لگائے جاتے ہیں ان میں پھنس کر اگر مچھلی مرجائے تو اس کا کھانا جائز ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 201 حدیث 4159

(46) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی پرندہ ایسا ہو جس میں دونوں علامتیں پائی جائیں یعنی وہ پر پھڑ پھڑا کر بھی اڑے اور بغیر پھڑ پھڑائے بھی اڑے تو اگر اس کا پر پھڑ پھڑا کر اڑنا بغیر پر پھڑ پھڑا کر اڑنے سے زیادہ ہے تو کھانا جائز ہے اور اگر اس کا پھڑ پھڑا کا اڑنا بغیر پھڑ پھڑائے اڑنے سے کم ہو تو پھر کھانا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 200 حدیث 4146؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 246 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 16 حدیث 63؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 152 باب 19 حدیث 1 اور 20

(47) امام محمد باقر علیہ السلام: ہر وہ آبی پرندہ جس کے سنگدانہ یا جس کے پاؤں کی اندرونی طرف خار ہو وہ حلال ہے اور جس کے سنگدانہ یا خار نہ ہو وہ حرام ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 200 حدیث 4146؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 247 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 16 حدیث 63؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 150 باب 18 حدیث 2

توضیح:

خار پرندوں کے پاؤں پر انگوٹھے سے تھوڑا اوپر اندرونی طرف ہوتی ہے اسے جو لوگ مرغوں کی لڑائی کا شوق رکھتے ہیں وہ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں بلکہ وہ اس خار کو نوک دار بناتے ہیں تا کہ وہ مدِ مقابل مرغ کو زخمی کر سکے بلکہ کچھ تو اس پر سٹیل یا لوہے کے نوک دار کور (Cover) بھی چڑھاتے ہیں۔ آبی پرندوں کی آئمہؑ نے یہ پہچان بتائی ہے کہ کون سا حلال ہے اور کون سا حرام؟ نیز یہ نشانی خشکی کے پرندوں کے لیے بھی بتائی گئی ہے جیسا کہ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 247 حدیث 1 میں درج ہے۔

(48) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر وہ چیز جو خشکی پر ہے اور اس کا کھانا جائز ہے تو اس کے مثل اگر دریا اور سمندر میں ہے تو اس کا کھانا

بھی جائز ہے اور اگر خشکی والی چیز کا کھانا جائز نہیں ہے تو اس کے مثل دریا یا سمندر والی چیز کا کھانا بھی جائز نہیں ہے۔
حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 208 حدیث 4201؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 159 باب 22 حدیث 2

(49) امام جعفر صادق علیہ السلام: حباری پرندہ (جسے فارسی میں ہوبرہ کہتے ہیں) کھانے میں کوئی حرج نہیں۔
حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 200 حدیث 4149؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 17 حدیث 69؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 158 باب 21 حدیث 2

(50) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: وہ آبی پرندے جو (جائز وناجائز ہمہ قسم) مچھلیاں کھاتے ہیں (تو اگر ان میں حلال پرندوں والی نشانیاں موجود ہوں تو) ان کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 200 حدیث 4148؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 17 حدیث 68؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 158 باب 22 حدیث 1

(51) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی ایسا انڈا ملے جس کا علم نہ ہو کہ آیا اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں تو اس کی پہچان یہ ہے کہ اگر اس کے دونوں اطراف برابر ہوں تو کھانا جائز نہیں ہے اور اگر دونوں اطراف مختلف ہوں تو اس کا کھانا جائز ہے۔
حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 200 حدیث 4146؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 16 حدیث 60، 63؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 249 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 155 باب 20 حدیث 4؛ قرب الاسناد صفحہ 118

(52) امام جعفر صادق علیہ السلام: خشکی اور آبی پرندوں کے انڈوں کی پہچان یہ ہے کہ اگر وہ مرغی کے انڈوں کے ساخت کے مانند ہوں تو ان کا کھانا جائز ہے ورنہ نہیں۔
حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 200 حدیث 4151؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 15 حدیث 59؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 154 باب 20 حدیث 2,1؛ فروع کافی جلد ششم صفحہ 248 حدیث 1

(53) امیر المومنین علیہ السلام: اس بکری کے بچے کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے جس نے سوریا کا دودھ پیا ہو۔
حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 250 حدیث 3؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 207 حدیث 4194؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 44 حدیث 185؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 76 حدیث 279؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 162 باب 25 حدیث 3

(54) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی بکری کے بچے نے سوریا کا دودھ پیا اور جوان ہوا اور پھر اسے بکریوں کے ریوڑ میں سانڈ بنا دیا گیا تو اگر اس کی نسل کا پتا ہو تو اس کے قریب تک نہ بھٹکو (اس کی نسل حرام ہے) اور اگر علم نہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 249 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 207 حدیث 4196؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 161 باب 25 حدیث 1؛ قرب الاسناد صفحہ 47؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 44 حدیث 183؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 75 حدیث 277

(55) امام علی نقی علیہ السلام: اگر کوئی عورت کسی بکری کے بچے کو دودھ پلائے تو یہ فعل مکروہ ہے مگر اس میں کوئی حرج نہیں (یعنی وہ حرام نہیں ہوگا)۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 250 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 45 حدیث 187؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 207 حدیث 4195؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 163 باب 26 حدیث 1

(56) امام جعفر صادق علیہ السلام: غلاظت خور جانور کا گوشت نہ کھاؤ اور اگر ان کا پسینہ لگ جائے تو اسے دھو لیا کرو۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 250 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 45 حدیث 188؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 164 باب 27 حدیث 1

(57) امام جعفر صادق علیہ السلام: غلیظ خور جانوروں پر سواری نہ کرو اور نہ ہی ان کا دودھ پیو (جب تک کہ ان کا استبراء نہ کرلو)۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 208 حدیث 4199؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 165 باب 27 حدیث 6

توضیح:

حلال گوشت جانور یا حلال گوشت پرندے اگر غلاظت کھاتے ہوں تو ان کے گوشت سے منع فرمایا گیا ہے ہاں البتہ ان کا استبراء کرنے کے بعد ان کو کھایا جا سکتا ہے استبراء کے احکام آگے آئیں گے۔ انشاء اللہ

(58) امام جعفر صادق علیہ السلام: غلیظ خور مرغی (یا کسی اور پرندے) کے انڈے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 22 حدیث 87؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 165 باب 27 حدیث 7

(59) امیر المومنین علیہ السلام: استبراء کے احکام یوں ہیں:

(i) مرغی کا استبراء یہ ہے کہ اسے تین دن تک باندھ کر رکھا جائے (اور غلاظت سے پاک غذا کھلائی جائے)۔

(ii) بط (بطخ) کا استبراء یہ ہے کہ اسے پانچ دن تک باندھ کر کھا جائے۔

(iii) بکری (یا بھیڑ وغیرہ) کا استبراء یہ ہے کہ اسے دس دن تک باندھ کر رکھا جائے۔

(iv) گائے (بھینس وغیرہ) کا استبراء یہ ہے کہ اسے بیس دن تک باندھ کر رکھا جائے۔

(v) اونٹ کا استبراء یہ ہے کہ اسے چالیس دن تک باندھ کر رکھا جائے۔"

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 351 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 46 حدیث 192؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 77 حدیث 285؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 166 باب 28 حدیث 1

توضیح:

ان تمام جانوروں اور پرندوں کو مذکورہ دنوں کے مطابق باندھ کر رکھا جائے گا اور ان کو غلاظت سے پاک غذا کھلائی جائے گی اس کے بعد ان کا کھانا جائز ہوگا۔

نیز احادیث میں دنوں کے بارے میں تھوڑا سا اختلاف ہے ہم نے فروع کافی سے نقل کی ہے۔ من لایحضرہ الفقیہ میں بطخ کا تین دن یا چھ دن اور مرغی کا تین دن اور گائے کا تیس دن بیان ہوا ہے۔

(60) امام علی رضا علیہ السلام: غلیظ خور مچھلی کا استبراء یہ ہے کہ اسے ایک دن اور ایک رات تک (پاک) پانی میں رکھا جائے گا۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 252 حدیث 9؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 13 حدیث 48؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 208 حدیث 4200؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 167 باب 28 حدیث 5

(61) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص کسی جانور سے زنا کرے تو اس کا گوشت اور دودھ حرام ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 204 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد دہم صفحہ 60 حدیث 219؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 169 باب 30 حدیث 2

(62) امام علی نقی علیہ السلام: اگر کوئی شخص گوسفند (یا کسی بھی جانور سے) بدفعلی کرے اور گواہ بھی ہوں تو اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر وہ جانور معلوم ہے تو اسے ذبح کر کے جلا دیا جائے اور اگر اس کا معلوم نہیں ہے کہ کون سا ہے تو گلے (ریوڑ وغیرہ کو) دو حصوں میں تقسیم کیا جائے گا اور قرعہ ڈالا جائے گا جو حصّہ قرعہ میں آئے پھر اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے اور قرعہ ڈالا جائے اسی طرح تقسیم کرتا رہے اور قرعہ ڈالا جاتا رہے آخر میں صرف دو رہ جائیں گے پھر ان کے

درمیان قرعہ ڈالا جائے اور جو قرعہ میں آئے اس کو ذبح کرکے جلا دیا جائے۔ اب باقی تمام جانور قابل استفادہ ہیں۔
حوالہ: بحار الانوار جلد 50 صفحہ 65؛ مناقب ابن شہر آشوب جلد چہارم صفحہ 403؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 170 باب 30 حدیث 4؛ تحف العقول صفحہ 359

توضیح:

ہم نے اپنے موضوع کے مطابق حدیث نقل کی ہے اس میں مزید وضاحت نہیں ہے باقی احادیث میں ہے کہ اس جانور کی پوری قیمت اس شخص پر ہوگی جس نے زنا کیا ہے اور اس پر زنا کی حد بھی جاری ہوگی۔ ہم پہلے یہ وضاحت بیان کر چکے ہیں۔

(63) امام جعفر صادق علیہ السلام: حلال جانور میں درج ذیل چیزیں حرام ہیں:

1۔ خون۔ 2۔ پیشاب۔ 3۔ حرام مغز۔ 4۔ طحال (تلی)۔ 5۔ غدودیں۔ 6۔ آلہ تناسل۔ 7۔ فرج (شرمگاہ)۔ 8۔ گردن کی رگ۔ 9۔ بچہ دانی۔ 10۔ خصیے (کپورے)۔ 11۔ ریڑھ کی ہڈی۔ 12۔ جلد (چمڑا)۔ 13۔ ہڈی۔ 14۔ سینگ۔ 15۔ سُم (کُھر)۔ 16۔ مثانہ۔ 17۔ پتہ۔ 18۔ خرزہ (وہ چیز جو کہ کھوپڑی کے مغز میں چنے کے دانوں کی مانند ہوتی ہے)۔ 19۔ آنکھ کا ڈھیلا۔ 20۔ ونڈا۔ 21۔ ڈاڑھ۔ 22۔ انفحہ۔ 23۔ دودھ جبکہ پستان میں موجود ہو۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 253 حدیث 1، 02 اور صفحہ 254 حدیث 4، 3 اور 5 اور صفحہ 369 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 74 حدیث 314، 316، 317 اور صفحہ 75 حدیث 318؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 171 تا 178 باب 31 حدیث 1 تا 20؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 212 حدیث 4216؛ من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد چہارم صفحہ 267 حدیث 824؛ المحاسن صفحہ 519 حدیث 721 اور صفحہ 471 حدیث 462، 463 اور 464؛ الخصال صفحہ 314 حدیث 04 اور صفحہ 433 حدیث 18 اور صفحہ 283 حدیث 32 اور صفحہ 341 حدیث 03؛ علل الشرائع صفحہ 561 حدیث 1 اور صفحہ 562 حدیث 1 اور 02 اور صفحہ 439 حدیث 1؛ عیون اخبار الرضاؑ جلد دوم صفحہ 41 حدیث 131

توضیح:

مندرجہ بالا چیزوں میں سے کچھ کا استعمال کرنا جائز ہے جبکہ کھانا جائز نہیں ہے اس لیے ہم نے جمع کر دی ہیں نیز یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ مندرجہ بالا چیزیں مختلف احادیث سے جمع کر کے لکھی گئی ہیں اور مکمل حوالہ جات دے دیے گئے ہیں کسی ایک حدیث میں یہ سب اکٹھی بیان نہیں کی گئی ہیں۔

(64) امام جعفر صادق علیہ السلام: مردار جانور کی درج ذیل چیزیں پاک اور قابل استعمال ہیں:
1۔سینگ۔ 2۔کھر۔ 3۔ہڈی۔ 4۔دانت۔ 5۔بکری کے بچے کے پیٹ کا پنیر۔ 6۔دودھ۔ 7۔بال۔ 8۔اون۔
9۔پرندوں کے پر۔ 10۔انڈا۔ 11۔چمڑا

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 213 حدیث 4217؛ فروع کافی (عربی) جلد صفحہ 257 حدیث 02اور صفحہ 258 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 75 حدیث 319اور 321؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 88 حدیث 338؛ الخصال (اردو) جلد دوم صفحہ 243 باب 10 حدیث 13؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 179 باب 33 حدیث 1 تا 13

نوٹ: حلال گوشت مُردہ پرندے کے پیٹ سے نکلا ہوا انڈا، مُردہ حلال گوشت جانور کے تھنوں سے نکلا ہوا دودھ اور بکری کے مُردہ بچے کے پیٹ سے نکلے ہوئے پنیر کو کھانا جائز ہے اس کی احادیث میں وضاحت موجود ہے البتہ باقی چیزیں صرف استعمال ہو سکتی ہیں کھائی نہیں جاسکتیں۔

(65) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی کو کہیں سے ایسا گوشت ملے کہ اس کے بارے معلوم نہ ہو کہ ذبح شدہ جانور کا ہے یا مُردہ جانور کا ہے تو (جانچ کرنے کے لیے) ایک ٹکڑا آگ میں ڈال کر دیکھے اگر وہ سمٹ جاتا ہے تو ذبح شدہ جانور کا ہے اور اگر ڈھیلہ ہو کر پھیل جاتا ہے تو مردہ جانور کا ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 261 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 202 حدیث 4161؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 48 حدیث 200؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 188 باب 37 حدیث 1اور 2

(66) امام جعفر صادق علیہ السلام: بخت (خراسانی اونٹ) کو کھانے، اس پر سواری کرنے اور اس کا دودھ پینے میں کوئی حرج نہیں اسی طرح پاموز کبوتروں کا گوشت کھانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 208 حدیث 4199؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 49 حدیث 204؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 79 حدیث 291؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 311 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 189 باب 38 حدیث 1؛ المحاسن صفحہ 473 حدیث 472اور 473

توضیح

دوسری حدیث میں اس کی کراہت وارد ہے مگر لفظ کراہت یا حُرمت نہیں ہے بلکہ صرف اس قدر معصومؑ نے فرمایا ہے

کہ میں نہیں کھاتا اور نہ ہی کھانے کا حکم دیتا ہوں۔

(67) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر دیگچی میں گوشت پک رہا ہو اور اس میں ایک اوقیہ (ایک اونس) خون گر جائے تو اس کو پکا کے کھانے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ آگ خون کو کھا جاتی ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 210 حدیث 4211؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 235 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 196 باب 44 حدیث 2

(68) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر چوہا یا کتا (یا اس طرح کا کوئی اور نجس جانور) روٹیاں یا اس جیسی کسی اور چیز کو جھوٹا کر جائیں تو جو کھائیں اور جو جھوٹا کریں اسے چھوڑ دو باقی حلال ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 198 باب 45 حدیث 2؛ قرب الاسناد صفحہ 116

(69) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر تیل، گھی اور کسی کھانے کی چیز میں مکھی بیٹھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد نہم 86 حدیث 363؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 199 باب 46 حدیث 1

(70) امام محمد باقر علیہ السلام: بلی کا جوٹھا کھانے اور پینے میں کوئی اجتناب نہیں ہے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 86 حدیث 364؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 200 باب 47 حدیث 1

(71) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب گوشت کے ساتھ طحال (تلی) کسی سیخ میں پرو کر بھونی جائے تو جو گوشت تلی کے اوپر ہے وہ بھی کھایا جائے گا اور جو گوشت تلی کے نیچے ہے وہ بھی کھایا جائے گا کیونکہ تلی سے کچھ نہیں بہتا جب تک کہ سوراخ نہ ہو۔

حوالہ: فروعِ کافی جلد ششم صفحہ 262 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 208 حدیث 4203؛ وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 202 باب 49 حدیث 1

(72) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر سیخ پر مَلی مچھلی (بغیر چھلکے والی مچھلی) اور چھلکے والی مچھلی اکٹھی بھونی جائے تو جو مَلی مچھلی کے اُوپر ہوگی وہ کھائی جائے گی اور جس پر مچھلی کا مواد بہے گا (یعنی نیچے ہوگی) وہ پھینک دی جائے گی اور اگر تلی گوشت کے ساتھ سیخ پر بھونی جائے اور اس کے نیچے گوشت اور جوذاب (روٹی) ہو تو جو کچھ نیچے ہے اسے کھایا جائے گا کیونکہ تلی ایک جھلی ہوتی ہے جس سے باہر کچھ نہیں بہتا۔ ہاں البتہ اگر تلی میں سوراخ ہو تو پھر جس پر اس سے کچھ مواد بہے گا اسے نہیں کھایا جائے گا۔

حوالہ: فروعِ کافی جلد ششم صفحہ 262 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 202 باب 49 حدیث 1

(73) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر دودھ (وغیرہ) میں عظایہ (چھپکلی سے مشابہ ایک جانور) پڑ جائے تو اس سے دودھ حرام ہو جائے گا کیونکہ اس میں زہر ہے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد اوّل صفحہ 285 حدیث 832؛ وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 200 باب 46 حدیث 2

(74) معصومین علیہم السلام: اگر گندم پڑی ہو اور اس پر خنزیر کی چربی پگھل کر گر جائے تو اگر اس کا دھونا ممکن ہو تو گندم کھائی جائے گی اور اگر دھونا ممکن نہ ہو تو پھر نہیں کھائی جائے گی۔ البتہ اس کا بیج بونا یہاں تک کہ وہ اُگ آئے جائز ہے۔

حوالہ: فروعِ کافی جلد ششم صفحہ 262 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 203 باب 50 حدیث 1

(75) امام جعفر صادق علیہ السلام: اہل ذمہ (کفار) کے طعام سے صرف دانے دار چیزیں جیسے مسور اور سبزیاں وغیرہ ہی حلال ہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد ششم صفحہ 263 حدیث 1، 2 اور 6، 10؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 88 حدیث 375؛ المحاسن للبرقی صفحہ 454 حدیث 379؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 81 حدیث 303؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 219 حدیث 1012 اور 1013؛ وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 205 باب 51 حدیث 1 تا 8؛ تفسیر عیاشیؒ جلد اوّل صفحہ 296 حدیث 37

(76) امام محمد تقی علیہ السلام: متردیہ (وہ حلال جانور جو اونچائی سے گر کر مرے)، نطیحہ (کسی جانور کے سینگ مارنے سے مرے والا جانور) اور منخنقہ (جس جانور کو گلہ دبا کر مارا جائے)، موقوذہ (جسے بیماری بے حس وحرکت کر دے) اور وہ جانور جسے درندہ چیر پھاڑ کر کچھ کھا جائے اور کچھ باقی ہو تو یہ سب حرام ہیں۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 83 حدیث 354؛ وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 217 باب 57 حدیث 1

(77) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جس جانور کو اس قدر ٹھونگے مارے جائیں کہ وہ ہلاکت کے قریب ہو اور جسے شیر (درندہ) چیر پھاڑ دے اس سے بچا جائے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم، صفحہ 270 حدیث 824؛ قرب الاسناد صفحہ 11؛ وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 219 باب 57 حدیث 2 و 3

(78) امام محمد باقر علیہ السلام: گِل ارمنی لے کر اور اسے ہلکی آگ کی آنچ دے کر اور اس کا سفوف بنا کر استعمال کرنے سے پیچش سے آرام آجائے گا۔ (یعنی بطور علاج گِل ارمنی کا استعمال جائز ہے)

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 230 باب 60 حدیث 1؛ طب الآئمہؑ صفحہ 65

(79) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص امام حسین علیہ السلام کی قبر کی مٹی کھائے جبکہ اس کا مقصد شفا حاصل کرنا نہ ہو تو گویا اس نے

ہمارا گوشت کھایا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 229 باب 59 حدیث 6؛ مصباح المتہجد شیخ طوسیؒ صفحہ 676

(80) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص امام حسین علیہ السلام کی قبر مقدس کی مٹی بیچتا ہے وہ امام حسین علیہ السلام کے خون کی خرید و فروخت کرتا ہے۔

حوالہ: کامل الزیارات صفحہ 639 باب 95 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 228 باب 59 حدیث 5

(81) امام جعفر صادق علیہ السلام: یہودی، نصرانی (عیسائی) اور مجوسی کا کھانا جائز نہیں ہے اور نہ ہی پینا جائز ہے۔

حوالہ: المحاسن صفحہ 453 حدیث 371؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 207 باب 52 حدیث 3؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 213 حدیث 4220 اور 4221

(82) امام علی رضا علیہ السلام: اگر کسی کو صبح کھانے کے لیے، دوپہر کی غذا کے لیے اور رات کے کھانے کے لیے سبزی، ترکاری اور پھل پھول تک میسر نہ ہوں تو پھر اسے اختیار ہے جو چاہے کھائے اس کے لیے مُردار کھانا جائز ہے (لیکن بھوک سے مرنا حرام ہے) بشرطیکہ وہ باغی اور سرکش نہ ہو۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 210 حدیث 4213؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 83 حدیث 354؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 214 باب 56 حدیث 1

(83) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص مُردار، خون اور سور کھانے پر مجبور ہو مگر وہ نہ کھائے اور (بھوک سے) مر جائے تو وہ کافر ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 212 حدیث 4214؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 216 باب 56 حدیث 3

(84) امام محمد باقر علیہ السلام و امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: مٹی کھانا حرام ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 266 حدیث 6 اور 7؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 9 حدیث 379؛ المحاسن، صفحہ 565 حدیث 918؛ عقاب الاعمال، شیخ صدوق، صفحہ 293 حدیث 2؛ علل الشرائع صفحہ 533 حدیث 5

(85) امام جعفر صادق و امام موسیٰ کاظم علیہما السلام: عام مٹی کھانا حرام ہے لیکن امام حسینؑ کی قبر کی مٹی حرام نہیں ہے بلکہ اس میں شفا ہے اسی طرح حضور اکرمؐ اور تمام معصومینؑ کی قبروں کی مٹی میں بھی شفا رکھی گئی ہے۔

حوالہ: کامل الزیارات (عربی) صفحہ 280 اور 285؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 265 حدیث 1 اور صفحہ

266 حدیث 9 اور صفحہ 378 حدیث 2؛ علل الشرائع صفحہ 532 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 89 حدیث 377؛ مصباح المتجد شیخ طوسی صفحہ 676 اور 677؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 226 تا 229 باب 59 حدیث 1 تا 7؛ بحارالانوار جلد 58 صفحہ 154

(86) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر وہ چیز جس میں حلال و حرام دونوں (علامتیں) ہوں تو وہ تمہارے لیے اس وقت تک حلال ہے جب تک کہ اس کے بعینہ حرام ہونے کی تمہیں پہچان نہ ہو جائے۔ اور جب پہچان ہو جائے تب اسے چھوڑ دو۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 209 حدیث 4208؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 79 حدیث 337؛ وسائل الشیعہ جلد 24 صفحہ 236 باب 64 حدیث 2

توضیح:

آبی جانوروں کے حوالے سے بھی وضاحت کرتا چلوں کہ پانی کے جانوروں کے حلال ہونے کی صرف تین شرائط احادیث میں بیان ہوئی ہیں۔ 1۔ مچھلی ہو۔ 2۔ اس کے اوپر چھلکا ہو۔ 3۔ وہ پانی سے باہر آکر مری ہو۔ آخری دو شرائط تو پہلی سے مشروط ہیں یعنی چھلکا ہونا اور پانی سے باہر مرنا تو صرف مچھلی ہی کے ساتھ شرط ہے۔ لہٰذا کسی اور نوع کا آبی جانور یا سمندری کیڑا اگر پانی سے باہر آکر مرے اور اس پر چھلکا بھی ہو تو وہ محض ان دو وجوہات کی بنا پر حلال قرار نہیں دیا جا سکتا جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ وہ مچھلی کی نسل سے تعلق رکھتا ہے۔ مختصر یہ کہ آبی جانوروں میں سے صرف چھلکے دار مچھلی کا کھانا ہی جائز ہے اور کسی چیز کا کھانا جائز نہیں ہے۔ وضاحت معصومینؑ کے فرامین میں موجود ہے۔

☆☆☆

ذبح کرنے کے احکام

(1) ارشادِ خداوندی ہے: فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ . وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ
ترجمہ: ''جس ذبیحہ پر بوقت ذبح اللہ کا نام لیا گیا ہو اسے کھاؤ اور جس پر نام نہ لیا گیا ہو اسے مت کھاؤ''۔
حوالہ: القرآن سورۃ الانعام آیت 118 و121

(2) امام محمد باقر علیہ السلام: جانور کو ذبح کرتے وقت سبحان اللہ یا اللہ اکبر یا لا الہ الا اللہ یا الحمد للہ میں سے کوئی بھی نام لے لینا کافی ہے کیونکہ یہ سب خدا کے اسماء ہیں۔
حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 205 حدیث 4187؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 31 باب 16 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 234 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 59 حدیث 249

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو جانور نحر کرنے والا ہے اگر اس کو ذبح کر دیا جائے تو وہ حرام ہو جائے گا اور جو جانور ذبح کرنے والا ہے اگر اس کو نحر کر دیا جائے تو وہ حرام ہو جائے گا۔
حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 204 حدیث 4177؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 14 باب 5 حدیث 3

(4) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر چھری نہ ملے تو کسی بھی تیز دھار آلے سے چاہے وہ پتھر یا بانس یا لکڑی کا ہو سے ذبح کیا جا سکتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ گردن کی رگیں کٹ جانی چاہئیں (یعنی آلہ تیز دار ہو جو صحیح ذبح کر سکے)۔
حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 202 حدیث 4163؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 228 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 52 حدیث 214؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 80 حدیث 297؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 08 باب 02 حدیث 1

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: لبہ (گردن کا گڑھا) میں نحر ہوتا ہے اور حلق میں ذبح ہوتا ہے۔
حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 460 باب 184 حدیث 03؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 296 حدیث 3079؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 53 حدیث 217؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 10 باب 03 حدیث 1

(6) امیر المومنین علیہ السلام: کسی جانور کو اس جگہ پر ذبح نہ کیا جائے جہاں اسے دوسرے جانور دیکھ رہے ہوں۔
حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 229 حدیث 7؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 56 حدیث 232 اور صفحہ 80 حدیث 341؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 16 باب 7 حدیث 1

(7) امام علی رضا علیہ السلام: اگر بکری (یا کوئی اور جانور) ذبح کیا جائے اور اس کے مرنے سے پہلے اس میں سے کچھ (گوشت وغیرہ) کاٹ لیا جائے تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔
حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 230 حدیث 8؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 56 حدیث 233؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 17 باب 08 حدیث 1

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص پرندہ (یا کوئی جانور) ذبح کرے اور چھری آگے چلی جائے اور سر ہی کٹ جائے۔ تو اس کا کھانا جائز ہے لیکن شرط یہ ہے کہ عمداً (جان بوجھ کر) ایسا نہ کرے۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 203 حدیث 4172 اور 4167
وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 18 باب 9 حدیث 3 اور 5؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 230 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 56 حدیث 231؛ قرب الاسناد صفحہ 51

(9) امیر المومنین علیہ السلام: اگر کسی جانور کو تلوار سے مار کر گرایا جائے تو اسے فوراً ذبح کر کے کھایا جا سکتا ہے۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 202 حدیث 4166 اور 4165؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 231 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 54 حدیث 224؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 19 باب 10 حدیث 2

توضیح:

یہ اس صورت میں ہوگا کہ جب کوئی جانور قابو میں نہ آ رہا ہو تو اسے تلوار سے مارا جائے اور وہ گر جائے تو فوراً اسے ذبح کر کے کھانا جائز ہے۔ فوراً سے مراد یہی لیا جائے گا کہ اس کی جان نکلنے سے پہلے ہی اس کو ذبح کر لیا جائے۔ واللہ اعلم۔

(10) امیر المومنین علی علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی جانور (یا پرندہ) بوقت ذبح پاؤں رگڑے یا آنکھوں کو گردش دے تو اس کا کھانا جائز ہے اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کو کھانا ناجائز نہیں ہے۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 203 حدیث 4171؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 57 حدیث 240؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 24 باب 12 حدیث 1

(11) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی چیز ذبح ہو رہی تھی کہ (تڑپ کر یا کسی طرح) آگ میں گر گئی یا پانی میں گر گئی یا چھت سے نیچے گر گئی تو اگر ذبح ہو چکی ہے تو کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 58 حدیث 241؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 26 باب 13 حدیث 1؛ تفسیر عیاشی جلد اول صفحہ 291 حدیث 16

(12) امام محمد باقر علیہ السلام: بوقت ذبح ذبیحہ کا منہ قبلہ کی طرف ہونا لازم ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 229 حدیث 05 اور صفحہ 233 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 53 حدیث 200 اور صفحہ 60 حدیث 253؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 27 باب 14 حدیث 1 اور 2

(13) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر ذبیحہ کو قبلہ رو کر کے ذبح نہ کیا گیا ہو تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں لیکن شرط یہ ہے کہ یہ عمداً (جان بوجھ کر) نہ کیا گیا ہو۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 205 حدیث 4186؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 28 باب 14 حدیث 3 اور 4؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 133 حدیث 3 اور 4؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 59 حدیث 250 اور 251

(14) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص ذبح کرتے وقت ذبیحہ پر اللہ کا نام نہیں کہتا اس کا ذبیحہ کھانا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 206 حدیث 4189؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 233 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 60 حدیث 253؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 29 باب 15 حدیث 1

(15) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینا بھول گیا ہو تو اس کا ذبیحہ کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس شخص کے بارے میں یہ اتہام نہ ہو کہ وہ پہلے ذبح کرتے وقت خدا کا نام نہیں لیتا تھا اور اچھی طرح ذبح کرتا تھا اور گردن سے پیچھے حرام مغز تک چھری نہیں پہنچاتا تھا اور جب تک ذبیحہ ٹھنڈا نہ ہو جائے اس کی گردن کو نہیں توڑتا تھا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 206 حدیث 4188؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 233 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 59 حدیث 251؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 29 باب 15 حدیث 3

(16) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص بوقت ذبح اللہ کا نام لینا بھول جائے تو جب یاد آئے نام لے لے اور کہے: بسم اللہ علی اولہ و علی آخرہ (یعنی اول پر بھی خدا کا نام اور آخر پر بھی خدا کا نام ہے)۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 205 حدیث 4186؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 59 حدیث 250؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 233 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 30 باب 15 حدیث 4

(17) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر جنب آدمی ذبح کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 234 حدیث 6 اور جلد سوم صفحہ 51 حدیث 12؛ تہذیب الاحکام جلد اول صفحہ 130 حدیث 357؛ الاستبصار جلد اول صفحہ 116 حدیث 391؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 32 باب 17 حدیث 1 اور 2

(18) امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام: اگر کوئی ایسی ذبیحہ ذبح کی جاتی ہے جس کے پیٹ میں بچہ ہے تو اگر وہ بچہ تام الخلقت ہے اور اس کے بال نکل آئے ہوں تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اس لیے کہ اس کی ماں کا ذبح ہونا ہی اس کا ذبح ہونا ہے (یعنی اسے الگ ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے) اور اگر وہ تام الخلقت نہیں ہے اور اس کے بال نہیں نکلے ہیں تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 234 حدیث 3 اور 1 اور صفحہ 235 حدیث 4؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 59 حدیث 246 اور صفحہ 58 حدیث 244؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 203 حدیث 4174 اور 4175؛ قرب الاسناد صفحہ 37؛ تفسیر عیاشی جلد اوّل صفحہ 289 حدیث 9، 10 اور 11؛ عیون اخبار الرضاؑ جلد سوم صفحہ 124 حدیث 1 (بروایت امام رضاؑ)؛ ضمیمہ قرآن سید مقبول احمد دہلوی صفحہ 775 ضمیمہ 126 نوٹ 4

(19) امام جعفر صادق علیہ السلام: تم لوگ درندوں کا مارا ہوا شکار ہرگز نہ کھاؤ اور نہ لاٹھی سے اور نہ پتھر سے مارا ہوا اور نہ گلا گھونٹ کر مارا ہوا اور نہ بلندی سے گرا ہوا اور نہ کنویں وغیرہ میں گر کر مرا ہوا اور نہ اس جانور کا گوشت جسے کسی دوسرے جانور نے سینگ مار کر گرا دیا ہو سوائے اس کے کہ جب تم اس وقت پہنچ جاؤ جب وہ زندہ ہو اور تم خود اس کو ذبح کرو۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 203 حدیث 4173؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 38 باب 19 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 58 حدیث 241؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 235 حدیث 2

(20) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جمعہ کے دن نماز سے پہلے ذبح کرنا چاہیے مگر یہ کہ ضرورت (مجبوری) ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 40 باب 20 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 60 حدیث 255؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 236 حدیث 1

(21) امام زین العابدین علیہ السلام: فجر طلوع ہونے سے پہلے ذبح نہیں کرنا چاہیے ہاں اگر (جانور کی) موت کا خطرہ ہو تو کوئی

حرج نہیں (یعنی مجبوری کے وقت)۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلدنہم صفحہ 60 حدیث 254؛ فروع کافی (عربی) جلدششم صفحہ 236 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 41 باب 21 حدیث 2

(22) امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام: اگر بچہ سمجھ دار ہو اور پانچ بالشت کا ہو اور چھری چلانے کی طاقت رکھتا ہو تو اس کے ذبح کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں (یعنی چاہے نابالغ ہی کیوں نہ ہو)۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلدششم صفحہ 237 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلدنہم صفحہ 73 حدیث 310؛ من لایحضرہ الفقیہ جلدسوم صفحہ 206 حدیث 4190؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 42 باب 22 حدیث 1

(23) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر عورتوں کے ساتھ کوئی مرد نہ ہو تو اس میں جو سب سے زیادہ علم والی ہو وہ ذبح کرے اور ذبح کرتے وقت بسم اللہ کہے (یعنی مجبوری کے وقت عورت ذبح کرسکتی ہے)۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلدسوم صفحہ 206 حدیث 4190 اور 4192؛ فروع کافی (عربی) جلدششم صفحہ 237 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 44 باب 23 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلدنہم صفحہ 73 حدیث 310

(24) امام علی رضا علیہ السلام: ولدالزنا کے ذبیحہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلدسوم صفحہ 204 حدیث 4178؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 47 باب 25 حدیث 1

(25) امام جعفر صادق علیہ السلام: خصی کا ذبیحہ جائز ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلدششم صفحہ 238 حدیث 6؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 47 باب 24 حدیث 1

(26) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: یہودی اور نصرانی کے ذبیحہ کے قریب بھی نہ جاؤ (یعنی حرام ہے)۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلدششم صفحہ 239 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلدنہم صفحہ 63 حدیث 266؛ الاستبصار جلدچہارم صفحہ 81 حدیث 299؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 55 باب 27 حدیث 9

(27) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی مجوسی (یا کوئی بھی غیر مسلم) بوقت ذبح اللہ کا نام لے کر ذبح کرے تو اس کا ذبیحہ جائز ہے اور اگر کوئی مسلمان بوقت ذبح اللہ کا نام نہ لے تو اس کا ذبیحہ جائز نہیں ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 204 حدیث 4182؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 69 حدیث 293؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 85 حدیث 325؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 63 باب 27 حدیث 37

توضیح:

کافر ذبح کرسکتا ہے یا نہیں اس سلسلے میں بہت سی احادیث منقول ہیں جن میں کچھ میں غیر مسلم کا ذبیحہ ناجائز قرار دیا گیا ہے اور کچھ میں اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ جب وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرے۔ ہمارے نزدیک بھی یہی صورت افضل ہے کہ اگر غیر مسلم بھی اللہ کا نام لے کر ذبح کرے تو وہ ذبیحہ جائز ہے کچھ احادیث میں یہ وضاحت بھی ہے کہ جب غیر مسلم ذبح کرے تو وہ اللہ کا نام لے اور اس کا نام لینا سنا بھی جائے اور ان احادیث کا آپس میں کوئی تضاد نہیں ہے جن میں غیر مسلم کا ذبیحہ جائز قرار نہیں دیا گیا (جیسا کہ امام موسیٰ کاظمؑ سے مروی حدیث ہم نے نقل کی ہے) وہ اس صورت میں ہے کہ جب وہ اللہ کا نام لے کر ذبح نہ کیا گیا ہو چونکہ قرآن حکیم نے یہ طے کردیا ہے کہ جو کوئی بھی ذبح کرے اور اللہ کا نام لے تو وہ ذبیحہ جائز ہے۔ اور جو کوئی بھی ذبح کرے اور اللہ کا نام نہ لے تو وہ ذبیحہ جائز نہیں ہے قرآن نے مسلم و غیر مسلم کی قید نہیں لگائی۔ آیت ہم ذبح کے احکام کے شروع میں نقل کرچکے ہیں۔

(28) امام جعفر صادق علیہ السلام: قربانی کا جانور صرف مسلمان ہی ذبح کرے کوئی یہودی، عیسائی (یا کوئی بھی غیر مسلم) قربانی کا جانور ذبح نہ کرے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 65 حدیث 274؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 82 حدیث 307؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 58 باب 27 حدیث 21

(29) امام جعفر صادق علیہ السلام: ناصبی (دشمن اہل بیتؑ) کا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 17 حدیث 301؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 87 حدیث 332؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 67 باب 28 حدیث 2

توضیح:

ناصبی کا ذبیحہ اس لیے حرام قرار دیا گیا ہے کہ وہ چونکہ اہل بیتؑ کو دشمن رکھتا ہے اور جب اہل بیتؑ کا دشمن ہے تو ولایت کا منکر ہے اور جو ولایت کا منکر ہے اس کی توحید کا بھی فائدہ نہیں ہے نیز ناصبی چونکہ کھلم کھلا اہلبیتؑ سے دشمنی کا اعلان کرتے ہیں اور گالیاں تک دیتے ہیں (معاذ اللہ) اس لیے ان کا ذبیحہ حرام ہے۔

(30) امام محمد باقر علیہ السلام: جب بازار سے گوشت خریدا جائے اور قصابوں کے بارے میں علم نہ ہو تو اگر مسلمانوں کا بازار ہے تو تصدیق و تحقیق کی ضرورت نہیں ہے وہ حلال ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 237 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 205 حدیث 41854؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 72 حدیث 306 اور 307؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 70 باب 29 حدیث 1

(31) امام جعفر صادق علیہ السلام: مچھلی کا پانی سے زندہ پکڑا جانا ہی اس کا ذبح ہونا ہے چاہے اللہ کا نام لیا جائے یا نہیں۔ (یعنی مچھلی کو ذبح نہیں کیا جائے گا)۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 09 حدیث 13؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 62 حدیث 219؛ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد سوم صفحہ 207 حدیث 951؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 73 باب 31 حدیث 1

شکار کے احکام

(1) ارشادِ خداوندی ہے: يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۭ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۡ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ

ترجمہ: ”(اے رسولؐ) لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ کون کون سی چیز ان کے لیے حلال کی گئی ہے تم ان سے کہہ دو کہ تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں اور وہ شکاری جانور جو تم نے شکار کے لیے سدھا رکھے ہیں اور جو طریقے خدا نے تم کو بتائے ہیں اس میں سے کچھ تم نے ان جانوروں کو سکھایا ہو تو یہ شکاری جانور جس شکار کو تمہارے لیے پکڑ رکھیں اس کو بے تکلف کھاؤ اور جانور کو چھوڑتے وقت خدا کا نام لے لیا کرو“۔

حوالہ: القرآن سورۃ المائدہ آیت 4

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر شکاری کتے کا مالک اللہ کا نام لے کر اس کو شکار کے لیے چھوڑے تو اس کو کھاؤ جس کو وہ گرفت میں لے اگر چہ وہ اس کو قتل کردے اور اگر چہ وہ اس کو کھائے تو اس کے کھانے سے جو باقی بچے تو تم اسے کھاؤ اور اگر وہ کتا تعلیم یافتہ نہیں ہے تو جس وقت تم اس کو روانہ کرو اسی وقت اس کو سکھا دو اور (پھر) جو شکار پکڑے اس کو کھاؤ اس لیے کہ وہ تعلیم یافتہ ہے اور کتے کے علاوہ جو شکار تیندوا اور شکرا (یعنی شکاری پرندہ) کرتا ہے اس کو جب تک تم پہنچ کر ذبح نہ کرلو نہ کھاؤ اس لیے کہ خدا نے ”مکلّبین“ (تعلیم یافتہ کتے) کہا ہے لہٰذا کتوں کے سوا کسی کا شکار ایسا

نہیں جس کو کھایا جائے جب تک کہ اس تک پہنچ کر اس کو ذبح نہ کرلیا جائے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 196 حدیث 4121؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 204 حدیث 9؛ تفسیر عیاسی جلد اول صفحہ 294 حدیث 25؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 24 حدیث 94

نوٹ: اس حدیث کو ہم نے من لا یحضرہ الفقیہ سے نقل کیا ہے باقی کتب میں چند الفاظ کا فرق ہے جبکہ مفہوم تقریباً وہی ہے۔ کچھ الفاظ کی وضاحت آگے آنے والی حدیثوں میں ہوگی۔ انشاءاللہ

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر وہ شکار جس کو شکاری کتے نے پکڑا اور قتل کر دیا تو اس کا کھانا جائز ہے اسی طرح اگر اس شکاری کتے نے اس میں سے کچھ کھالیا ہو تو باقی تمہارے لیے حلال ہے چاہے اس نے دو تہائی ہی کیوں نہ کھالیا ہو حتیٰ کہ اگر صرف ایک ٹکڑا بچا ہو تو بھی تمہارے لیے حلال ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 196 حدیث 4121 اور 4122؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 203 حدیث 6 اور صفحہ 202 حدیث 2 اور صفحہ 203 حدیث 3 اور صفحہ 204 حدیث 7 اور 10 اور صفحہ 205 حدیث 12 اور 14 اور 13؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 23 حدیث 91، 92 اور صفحہ 24 حدیث 95 اور 96 اور صفحہ 22 حدیث 89 اور صفحہ 27 حدیث 108؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 69 حدیث 253 اور صفحہ 67 حدیث 241 اور صفحہ 68 حدیث 249 اور صفحہ 67 حدیث 242 اور 243؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 23 صفحہ 333 تا 339 باب 2 حدیث 1 تا 18؛ قرب الاسناد صفحہ 15؛ ضمیمہ قرآن سید مقبول احمد دہلوی صفحہ 776 ضمیمہ 127 نوٹ 3

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: شکاری کتے کے علاوہ کسی جانور یا پرندے کا شکار کیا ہوا نہ کھاؤ ہاں اس وقت کھا سکتے ہو جب خود (زندہ پاکر) ذبح کرلو۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 204 حدیث 9؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 24 حدیث 94؛ تفسیر عیاشی جلد اول صفحہ 294 حدیث 25؛ ضمیمہ قرآن سید مقبول احمد دہلوی صفحہ 776 ضمیمہ 127 نوٹ 3

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب کوئی آدمی کسی شکاری کتے کو شکار کے لیے بھیجے اور وہ کتا اسے قتل کردے تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں (لیکن شرط یہ ہے کہ وہ کتا شکاری ہو)۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 204 حدیث 8؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 23 حدیث 93؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 23 صفحہ 347 باب 08 حدیث 1

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر شکاری کتے کو شکار کے لیے چھوڑتے وقت بسم اللہ نہ کہا گیا ہو تو اس کا پکڑا ہوا شکار کھانا جائز

نہیں ہے اور اگر اس کو چھوڑتے وقت بسم اللہ کہا گیا ہو تو پھر اس کا کھانا جائز ہے (چاہے وہ اسے قتل کر دے یا اس میں سے کھا لے)۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 197 حدیث 4124؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 205 حدیث 16؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 25 حدیث 100؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 23 صفحہ 357 باب 12 حدیث 1

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کسی مجوسی (یا کسی بھی غیر مسلم) کا کتا مسلمان لیتا ہے اور اس کو شکار کی طرف چھوڑتے ہوئے بسم اللہ کہہ لیتا ہے تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 208 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 30 حدیث 118؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 197 حدیث 4123؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 70 حدیث 254؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 23 صفحہ 360 باب 15 حدیث 1

(8) امام محمد باقر علیہ السلام: جو کسی اسلحہ سے بسم اللہ کہہ کر کسی شکار کو زخمی کر دے اور وہ ایک رات یا دو رات کہیں پڑا رہ جائے اور کسی درندے (وغیرہ) نے اس کو نہ کھایا ہو اور علم ہو کہ اسی کے اسلحہ سے یہ شکار قتل ہوا ہے تو اگر چاہے تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 210 حدیث 2 اور 3؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 34 حدیث 138 اور 135؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 199 حدیث 4139 (بروایت امیر المومنینؑ)؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 23 صفحہ 362 باب 16 حدیث 1

(9) امام محمد باقر علیہ السلام: تلوار، برچھی (بلم) اور تیر سے شکار کیا جا سکتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 209 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 34 حدیث 137؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 23 صفحہ 362 باب 16 حدیث 2

(10) امیر المومنینؑ و امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کسی کو کوئی شکار ملے جس میں تیر پیوست ہو اور وہ مرا ہوا ہو تو اگر یہ معلوم نہ ہو کہ کس نے مارا ہے تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 35 حدیث 141؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 198 حدیث 4139؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 211 حدیث 8؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 23 صفحہ 368 باب 19 حدیث 1

(11) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شکار معراض سے پچھڑ جائے تو اگر شکاری کے پاس سوائے معراض کے اور کوئی تیر نہ تھا

اور اللہ کا نام اس پر لے لیا تھا جسے شکار کیا ہے تو اسے کھایا جاسکتا ہے اور اگر شکاری کے پاس معراض کے علاوہ کوئی اور تیر موجود ہو تو پھر اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 212 حدث 4؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 198 حدیث 4133؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 33 حدیث 132؛ وسائل (عربی) جلد جلد 23 صفحہ 371 باب 22 حدیث 2

(12) امام جعفر صادق علیہ السلام: کسی چیز کا شکار اس تیر سے نہ کیا جائے جو اس شکار سے (سائز یا وزن میں) بڑا ہو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ (عربی) جلد 23 صفحہ 370 باب 21 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 211 حدیث 12؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 35 حدیث 142

(13) امیر المومنین علی علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام: پتھر، بندوق اور معراض (ایک قسم کا تیر جس کے دونوں سر پتلے اور درمیان سے موٹا ہوتا ہے) سے شکار کرنا جائز نہیں ہے ہاں اگر ان چیزوں سے مارا جائے تو اگر اس کو مرنے سے پہلے ذبح کر لیا جائے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 213 حدیث 1،2،3،4 اور 6 اور صفحہ 214 حدیث 7؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 36 حدیث 147، 149، 150، 152 اور 153؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 198 حدیث 4138؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 23 صفحہ 373 تا 375 حدیث 1 تا 08 باب 23؛ قرب الاسناد صفحہ 51

(14) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شکار جال یا پھندے سے پکڑا جائے اور وہ پھندا اس کے کسی حصّہ کو کاٹ دے تو وہ حصّہ مُردار ہے اور اس کے جسم کا جتنا حصّہ زندہ ملے اس کو ذبح کر کے کھایا جاسکتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 214 حدیث 2 اور 3؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 197 حدیث 4128؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 37 حدیث 155؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 23 صفحہ 376 باب 24 حدیث 2

(15) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص شکار کو تیر مارے یا کتا شکار کی طرف چھوڑے اور بسم اللہ کہنا بھول جائے تو کوئی حرج نہیں وہ بمنزلہ اس کے ہے جو ذبح کرے اور بسم اللہ یا اللہ اکبر کہنا بھول جائے (لیکن عمداً ایسا کرنا جائز نہیں ہے) یہ حکم اس صورت میں بھی ہے کہ جب اس کو یاد نہ ہو کہ آیا بسم اللہ کہا یا نہیں۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 197 حدیث 4125 اور 4129؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 33 حدیث 134؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 210 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 23 صفحہ 377 باب 25 حدیث 1

(16) امام جعفر صادق و امام موسیٰ کاظم علیہما السلام: شکار اگر پہاڑ پر ہے اور تیر لگنے سے نیچے گر جائے اور مر جائے تو اس کا کھانا

جائز نہیں ہے اسی طرح اگر شکار تیر لگنے سے پانی میں گر جائے تو اگر اس کا سر پانی سے باہر ہو تو کھانا جائز ہے اور اگر سر پانی میں ہے تو کھانا جائز نہیں ہے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 37 حدیث 157 اور صفحہ 38 حدیث 158 اور 159 اور صفحہ 52 حدیث 216؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 215 حدیث 1 اور 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 199 حدیث 4144؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 23 صفحہ 378 باب 26 حدیث 1 تا 3

(17) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی بسم اللہ کہہ کر کسی شکار کو تیر مارے اور تیر اس کی بجائے کسی دوسرے کو لگ جائے تو اس کا کھانا جائز ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 215 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 38 حدیث 160؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 23 صفحہ 380 باب 27 حدیث 1؛ قرب الاسناد صفحہ 117

(18) امیر المومنین علیہ السلام: جمعہ کے دن نماز سے پہلے کسی بھی چیز (جانور، پرندے یا مچھلی وغیرہ) کا شکار نہ کیا جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ (عربی) جلد 23 صفحہ 383 باب 30 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 219 حدیث 17؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 13 حدیث 49

(19) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی پرندہ اپنی پرواز کا مالک ہے (یعنی پر بندھے نہیں ہیں) تو جو پکڑے اسی کا ہے اور اگر اس کے پر بندھے ہوں تو لوگوں کو دکھایا جائے جس کا ہو اس کو دے دیا جائے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 199 حدیث 4144؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 23 صفحہ 389 باب 36 حدیث 3

(20) امیر المومنین علیہ السلام: اگر کوئی آدمی کسی پرندے کو دیکھے اور اس کا پیچھا کر رہا ہو کہ وہ درخت پر بیٹھ جائے اور ایک دوسرا آدمی اس کو پکڑ لے تو جس نے پکڑا ہے وہ اسی کا ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 223 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 61 حدیث 257؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 23 ص 391 باب 38 حدیث 1

(21) امیر المومنین علیہ السلام: شہروں میں کبوتروں کا شکار نہ کیا جائے اور نہ ہی پہاڑوں پر یا کنوؤں یا جھاڑیوں میں چڑیوں کے بچوں کو ان کے گھونسلوں سے پکڑا جائے جب تک وہ چلنے پھرنے (اڑنے) نہ لگیں۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 199 حدیث 4145

(22) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر شکاری کتا شکار پر چھوڑ جائے اور دوسرا (غیر تعلیم یافتہ) کتا شریک ہو جائے تو اس شکار کو اس وقت تک نہ کھایا جائے جب تک کہ اس کو ذبح نہ کرلیا جائے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 199 حدیث 4143

کھانے پینے کے احکام

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص کثرت سے کھاتا ہے خدا اس پر غصب ناک ہوتا ہے اور دوسری روایت کے مطابق زیادہ کھانا مکروہ ہے۔

حوالہ: المحاسن صفحہ ۔۔ حدیث 333 اور 334؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 242 باب 1 حدیث 9 اور 10

(2) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وامام جعفر صادق علیہ السلام: شکم پری کی حالت میں کھانا برص کا باعث بنتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 243 باب 2 حدیث 3؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 269 حدیث 7؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 93 حدیث 399؛ تہذیب الاسلام (اردو ترجمہ حلیۃ المتقین) علامہ مجلسی صفحہ 72

(3) امام حسن علیہ السلام: دستر خان کے بارہ خصائل ہیں اور ہر مسلمان پر واجب ہے کہ ان کو جان لے ان میں سے چار فرض ہیں، چار سنت ہیں اور چار آداب ہیں۔

جو چار فرض ہیں وہ یہ ہیں:

1۔ حلال وحرام کی پہچان اور نعمت عطا کرنے والے کی معرفت ہونی چاہیے۔

2۔ جو کچھ مل رہا ہے اس پر راضی اور خوش ہونا چاہیے۔

3۔ کھانے کے شروع میں بسم اللہ کہنا چاہیے۔

4۔ کھانے کے بعد خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

جو چار سنت ہیں وہ یہ ہیں:

1۔ کھانے سے پہلے وضو کرنا چاہیے۔

2۔ میزبان کے بائیں جانب بیٹھنا چاہیے۔

3۔ تین انگلیوں سے کھانا چاہیے۔

4۔ کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹنا چاہیے۔

جو چار آداب ہیں وہ یہ ہیں:

1۔ جو قریب ہو اس میں سے کھانا چاہیے۔

2۔ لقمہ چھوٹا اُٹھانا چاہیے۔

3۔ لقمہ خوب اچھی طرح چبانا چاہیے۔

4۔ لوگوں کے منہ کو کم دیکھنا چاہیے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 220 حدیث 4270؛ الخصال (مترجم) جلد دوم صفحہ 286 باب 12 حدیث 13

(4) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اس کے گھر میں خیر و برکت میں کثرت ہو تو وہ کھانے کے وقت وضو کرے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 219 حدیث 4264؛ الخصال صفحہ 13 حدیث 44؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 338 باب 49 حدیث 12

(5) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جو شخص کھانے سے پہلے اور اس کے بعد ہاتھ دھوئے وہ وسعت زرق سے زندگی بسر کرے گا اور جسمانی بلاؤں اور امراض سے محفوظ رہے گا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 219 حدیث 4265؛ امالی شیخ طوسیؒ جلد دوم صفحہ 203؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 338 باب 49 حدیث 15

(6) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تکیہ لگا کر (یعنی ٹیک لگا کر) کھانا نہیں کھانا چاہیے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 217 حدیث 4248؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 252 باب 6 حدیث 10؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 272 حدیث 9؛ المحاسن صفحہ 458 حدیث 385؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 93 حدیث 401

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: چار زانو بیٹھ کر کھانا کھانا چاہیے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 217 حدیث 4249؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 272 حدیث 9؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 93 حدیث 401؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 257 باب 9 حدیث 1 اور 3؛ المحاسن صفحہ 458 حدیث 395

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: بائیں ہاتھ سے کھانا یا پینا مکروہ ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 216 حدیث 4241؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 272 حدیث 3 اور 1؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 93 حدیث 404 اور 402؛ المحاسن صفحہ 355 حدیث 381 اور 382؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 258 باب 10 حدیث 1 اور 2

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: چلتے اور ٹہلتے ہوئے کھانا جائز نہیں ہے ہاں اگر کوئی مجبوری ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 217 حدیث 4247؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 261 باب 11 حدیث 1؛ المحاسن صفحہ 459 حدیث 400

(10) امام جعفر صادق علیہ السلام: ایک سانس میں پانی پینے سے افضل و بہتر ہے کہ تین سانس میں پانی پیا جائے اور اونٹ کی طرح ڈگڈگا کر پینا مکروہ ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 216 حدیث 4246؛ معانی الاخبار (عربی) جلد صفحہ 149 حدیث 03 (قدرے مختلف)؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 383 حدیث 7؛ المحاسن صفحہ 576 حدیث 29؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 25 صفحہ 248 باب 09 حدیث 17

(11) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ایک آدمی کا کھانا دو کے لیے کافی ہے دو کا کھانا تین کے لیے کافی ہے اور تین کا کھانا چار کے لیے کافی ہوتا ہے (اگر مل کر کھائیں تب)۔

حوالہ: المحاسن صفحہ 398 حدیث 75؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 262 باب 12 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 273 حدیث 1

توضیح:

مطلب یہ ہے کہ مل کر کھانے میں برکت ہے کہ اگر دو آدمیوں کا کھانا بنا ہے اور اسے ملکر تین کھائیں تو بھی کافی ہو جائے گا۔

(12) جعفر صادق ۔ جب دس مسلمان ملک کر کھانا کھاتے ہیں تو ان پر جنت واجب ہو جاتی ہے۔

حوالہ: المحاسن صفحہ 395 حدیث 62؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 263 باب 12 حدیث 4

(13) امام جعفر صادق علیہ السلام: حسنِ اخلاق اور کھانا کھلانا ایمان میں سے ہے۔

حوالہ: اصول کافی (عربی) جلد چہارم صفحہ 50 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 287 باب 26 حدیث 2؛ المحاسن صفحہ 389 حدیث 15

(14) امام زین العابدین علیہ السلام: جس کسی نے ایک مومن کو کھانا کھلایا خدا اس کی بھوک جنت کے پھلوں سے مٹائے گا اور جس نے کسی مومن کی پیاس بجھائی تو خدا اس کی پیاس شہد (یا آب حیات) کی نہر سے بجھائے گا۔

حوالہ: اصول کافی (عربی) جلد دوم صفحہ 161 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 309 باب 32 حدیث 1

(15) امیر المومنین علی علیہ السلام: رات کا کھانا مت چھوڑو چاہے ایک کیک (cake) ہی کیوں نہ ہو اس لیے کہ اس میں جسم کی طاقت ہے اور یہ جماع کے لیے بھی بہت اچھا ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 288 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 329 باب 46 حدیث 2؛ المحاسن صفحہ 423 حدیث 211

(16) امیر المومنین علیہ السلام: رات کا کھانا اندھیرے کے بعد کھانا انبیاء کا طریقہ ہے اور اگر اس (Dinner) کو ترک کیا جائے تو یہ بدن کی خرابی ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 288 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 331 باب 47 حدیث 1؛ المحاسن صفحہ 420 حدیث 197

(17) امام جعفر صادق علیہ السلام: بوڑھے اور بہت سن رسیدہ کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ کچھ کھائے اور بغیر پیٹ بھرے سو جائے کیونکہ یہ (رات کا کھانا) گہری نیند اور اس کی شیرینی کے لیے سب سے اچھی چیز ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 220 حدیث 4271؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 334 باب 48 حدیث 5

(18) امام جعفر صادق علیہ السلام: کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کی ابتداء صاحب خانہ کرے گا تا کہ کسی کو جھجک نہ رہے اور جب لوگ کھانے سے فارغ ہو جائیں تو ہاتھ دھونے کی ابتداء وہ کرے گا جو دروازے کی داہنی جانب بیٹھا ہے خواہ وہ آزاد ہو یا غلام۔

حوالہ: علل الشرائع (اردو) حصہ اول صفحہ 223 باب 216 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 290 حدیث 1؛ المحاسن صفحہ 426 حدیث 230؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 339 باب 50 حدیث 1

(19) امام جعفر صادق علیہ السلام: سب لوگ ایک ہی برتن سے ہاتھ دھویا کرو یہ تمہارے اخلاق کو حسین بناتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 341 باب 51 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 291 حدیث 2؛ المحاسن صفحہ 426 حدیث 229

(20) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر اول وقت ہو تو نماز سے پہلے کھانا کھانا چاہیے اور اگر نماز کے چلے جانے کا خوف ہو تو پہلے نماز پڑھی جائے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 298 حدیث 9؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 373 باب 70 حدیث 1

(21) امام علی رضا علیہ السلام: اگر گھر میں کھانا کھایا جائے تو جو کچھ نیچے گرے اسے اُٹھا کے کھالینا چاہیے اور اگر صحرا میں کھایا جائے (یعنی کھلی جگہ پر) تو پرندوں وغیرہ کے چھوڑ دینا چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 300 حدیث 8؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 375 باب 72 حدیث 1؛ المحاسن صفحہ 445 حدیث 327

(22) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: روٹی (کھانے) کا احترام کرو اور وہ یہ ہے کہ جب پیش کیا جائے تو پھر کسی اور چیز کا انتظار نہ کیا کرو۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 303 حدیث 4 اور 5؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 391 باب 83 حدیث 1

(23) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و امام جعفر صادق علیہ السلام: کھانا ٹھنڈا ہونے سے قبل کھالینا اچھا ہے اور اس میں برکت ہے۔

حوالہ: المحاسن صفحہ 406 حدیث 113 اور 114؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 401 باب 93 حدیث 1 اور 2

(24) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: کھانے کی ابتداء بھی نمک سے کرنی چاہیے اور اختتام بھی نمک پر کرنا چاہیے کیونکہ یہ بہتر (72) قسم کی بلاؤں (بیماریوں) سے نجات دیتا ہے ان میں جنوں، جذام اور برص بھی شامل ہیں۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 326 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 403 باب 95 حدیث 1؛ المحاسن صفحہ 593 حدیث 108؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 218 حدیث 4259 (بروایت حضرت علیؑ قدرے مختلف)

(25) امام محمد باقر علیہ السلام: سونے کے برتن اور چاندی کے برتن میں کھانا (اور پینا) جائز نہیں ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 216 حدیث 4237

(26) امام محمد باقرؑ: دسترخوان کے آداب یہ ہیں:

1۔ جب تم اس کو سامنے رکھو تو بسم اللہ کہو

2۔ جب تم اس کو اٹھاؤ تو الحمد للہ کہو۔

3۔ اس کے ارد گرد جھاڑ لو۔

کوزے کے آداب یہ ہیں:

1۔ جب لبوں سے متصل ہو تو بسم اللہ کہو۔

2۔ جب منہ سے ہٹاؤ تو الحمد للہ کہو۔

3۔ جہاں رسی بندھی ہوتی ہے (پکڑنے کی جگہ) وہاں پینے سے پرہیز کرو اس لیے کہ وہ شیطان کی نشست ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد سوم صفحہ 218 حدیث 4256

(27) امام موسیٰ کاظمؑ: کھڑے ہو کر پانی پینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حوالہ: المحاسن صفحہ 580 حدیث 54 اور صفحہ 581 حدیث 56؛ فروع کافی (عربی) جلد ششم صفحہ 383 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 25 صفحہ 242 تا 244 باب 08 حدیث 1 تا 2

نوٹ: اس مضمون (کھانے پینے کے آداب) کی کچھ احادیث اس سے پہلے معاشرت کے احکام میں اور کچھ نجاسات کے احکام میں بیان کی جاچکی ہیں رجوع فرمالیا جائے شکریہ۔

☆☆☆

وراثت کے احکام

(1) ارشادِ خداوندی ہے: وَلکل جعلنا موالی مما ترك الوالدان والاقربون
ترجمہ: ''اور ہر ایسے مال کے لیے جس کو والدین اور رشتہ دار لوگ چھوڑ جائیں ہم نے وارث مقرر کر دیئے ہیں''۔
حوالہ: القرآن سورۃ النساء آیت 33

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: وہ ورثاء جو ہمیشہ وراثت پائیں گے اور کبھی ساقط نہیں ہوں گے اور جن کے ہوتے ہوئے وراثت کسی اور طرف منتقل نہیں ہوگی۔ وہ چھے ہیں۔1۔ماں۔2۔باپ۔3۔بیٹا۔4۔بیٹی۔5۔شوہر۔6۔بیوی۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 208 حدیث 5604

اولاد اور والدین کی میراث:

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر ایک شخص نہ بیوی چھوڑے اور نہ ماں باپ اور صرف ایک لڑکا چھوڑے تو کل مال کا وارث لڑکا ہوگا اور اگر کئی لڑکے چھوڑے تو تمام مال ان میں برابر تقسیم ہوگا۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 209 حدیث 5604

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص نہ بیوی چھوڑے اور نہ ماں باپ اور صرف ایک لڑکی چھوڑے تو کل مال کی وارث لڑکی ہوگی اور اگر کئی لڑکیاں چھوڑے تو تمام مال ان میں برابر تقسیم ہوگا۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 209 حدیث 5604

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: صلبی اولاد کے ہوتے ہوئے اولاد کی اولاد کے لیے کچھ نہیں ہے چنانچہ اگر کوئی شخص ایک لڑکا یا لڑکی اور پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں چھوڑے تو سارا مال لڑکے اور لڑکی کو ملے گا اور لڑکے اور لڑکی کی اولاد کو کچھ نہیں ملے گا۔
حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 209 حدیث 5604

(6) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص ایک لڑکی چھوڑے اور اپنی ماں کو چھوڑے تو لڑکی کے لیے آدھا حصّہ اور ماں کے لیے چھٹا حصّہ ہے پھر باقی مال کے چار حصّے ہوں گے تین حصّے لڑکی کو اور ایک حصّہ ماں کو ملے گا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 211 حدیث 5614؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم 93 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام نہم صفحہ 270 حدیث 982؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 128 باب 17 حدیث 1

(7) امام محمد باقر علیہ السلام: جب کوئی شخص ایک لڑکی چھوڑے اور ماں اور باپ چھوڑے تو لڑکی کو آدھا حصّہ اور والدین میں سے ہر ایک کو چھٹا حصّہ ملے گا اور باقی مال کے پانچ حصّے ہوں گے تین حصّے لڑکی کو دو حصّے والدین کے لیے ہوں گے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 211 حدیث 5614؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 93 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 270 حدیث 982؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 128 باب 17 حدیث 1

(8) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص ایک لڑکی اور باپ کو چھوڑے تو لڑکی کو نصف اور باپ کو ایک سہم ملے گا اور بقیہ مال چار حصوں میں تقسیم ہوگا تین حصّے لڑکی کے اور ایک حصّہ باپ کو ملے گا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 212 حدیث 5614؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 93 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 270 حدیث 982؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 128 باب 17 حدیث 1

(8) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص ماں باپ اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی یا کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑے تو ماں باپ میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصّہ اور جو بقیہ مال لڑکوں اور لڑکیوں کا ہے اس حساب سے کہ مرد کو دو اور عورت کو ایک ملے گا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 212 حدیث 5614

(9) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص ماں باپ اور ایک لڑکا چھوڑے تو ماں باپ میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصّہ اور بقیہ مال لڑکے کا ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 212 حدیث 5614

(10) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی عورت مر جائے اور شوہر اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی یا کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑے تو شوہر کے لیے چوتھا حصّہ اور باقی مال اولاد کا ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 212 حدیث 5614

(11) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر مرد مر جائے اور زوجہ اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی یا کئی لڑکے اور کئی لڑکیاں چھوڑے تو زوجہ کا آٹھواں حصّہ اور باقی مال اولاد کا ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 212 حدیث 5614

(12) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب کوئی شخص مر جائے تو اس کی تلوار، اس کا مصحف، اس کی انگوٹھی، اس کی کتابیں، اس کے ہر

وقت کے استعمال کی چیزیں، اس کا لباس یہ سب اس کے بڑے بیٹے کا ہے اور اگر سب سے بڑی اولاد لڑکی ہے تو پھر اولاد ذکور (لڑکوں) میں جو سب سے بڑا ہے اس کے لیے ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 86 حدیث 4؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 271 حدیث 5746؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 275 حدیث 997؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 144 حدیث 541؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 97 باب 03 حدیث 1

(13) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر مرنے والا والدین اور بیوی کے علاوہ صرف ایک بیٹی چھوڑے تو تمام مال کی وہی وارث ہوگی چاہے مرنے والے کے بقیہ رشتہ موجود بھی ہوں۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 87 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 287 حدیث 1005؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 103 باب 5 حدیث 1

(14) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر مرنے والا کوئی لڑکی نہ چھوڑے تو لڑکی کی اولاد (نواسے یا نواسیاں) لڑکی کی قائم مقام ہوگی اور ان کے علاوہ کوئی وراثت نہیں پائے گا اسی طرح اگر مرنے والا کوئی لڑکا نہ چھوڑے تو لڑکے کی اولاد (پوتے یا پوتیاں) لڑکے کی قائم مقام ہوگی اور اس کے سوا کوئی وراثت نہیں پائے گا۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 88 حدیث 1؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 216 حدیث 5618؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 316 حدیث 1137 اور صفحہ 317 حدیث 1140؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 166 حدیث 629 اور صفحہ 167 حدیث 632؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 110 باب 7 حدیث 3

(15) امام محمد باقر و امام حسن عسکری علیہما السلام: ایک شخص مرگیا اور اس نے اپنی لڑکی کی لڑکی (نواسی) اور اپنے باپ اور ماں کی طرف سے اپنے بھائی (حقیقی) کو چھوڑا تو میراث سب سے زیادہ قریبی کے لیے ہوگی انشاء اللہ۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 216 حدیث 5619؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 317 حدیث 1140 اور صفحہ 268 حدیث 974؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 167 حدیث 632؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 114 باب 8 حدیث 1 اور 2

(16) امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام: اگر مرنے والا (صرف) والدین چھوڑے تو باپ کے دو سہم اور ماں کے لیے ایک سہم ہے (یعنی باپ کے لیے دو تہائی اور ماں کے لیے ایک تہائی ہے۔)

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 91 حدیث 1 اور 3؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 270 حدیث 980؛

من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 210 حدیث 5611؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 115 باب 09 حدیث 1 تا 3

(17) امام جعفر صادق علیہ السلام: نوزائدہ بچہ اور طفل نہ تم کو مجوب کرتا ہے اور نہ تمہیں وارث بناتا ہے لیکن وہ کہ جو چیخ کر اپنی زندگی کا اعلان کرے اور پیٹ کا چھپا ہوا بچہ بھی کوئی شئے نہیں خواہ وہ اس میں حرکت کرے مگر یہ کہ اس کو پیدا ہوئے ایک دن اور ایک رات گزر جائے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 218 حدیث 5620؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 282 حدیث 1022؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 24 صفحہ 123 باب 13 حدیث 1

(18) امام جعفر صادق علیہ السلام: وہ بھائی اور بہن جو ماں کے دوسرے شوہر سے ہوں خواہ ان کی تعداد کتنی ہو وہ ماں کو ایک ثلث سے مجوب نہیں کریں گے اور متعدد بھائی یا ایک بھائی دو بہنیں یا چار بہنیں خواہ سوتیلی ہوں خواہ حقیقی ایک ماں باپ سے خواہ اس سے زیادہ ہوں وہ ماں کو ثلث سے مجوب نہیں کریں گے اور مملوک (غلام) نہ مجوب کرے گا اور نہ کسی کو وارث کرے گا۔

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

(19) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر عورت مرنے کے بعد شوہر اور والدین کو چھوڑے تو شوہر کے لیے نصف یعنی تین سہم اور ماں کے لیے ثلث یعنی دو سہم اور باپ کے لیے سدس یعنی ایک سہم ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 215 حدیث 5616؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 125 باب 16 حدیث 1؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 98 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 284 حدیث 1030؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 142 حدیث 531

توضیح:

یعنی اگر کل رقم 100 ہے تو شوہر کو پچاس، ماں کو 33.33 اور باپ کو 16.67 روپے ملیں گے۔

(20) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر مرنے والا اپنی زوجہ اور والدین چھوڑ جائے تو زوجہ کے ربع، ماں کے لیے ثلث اور باپ کے لیے باقی سارا مال ہے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 284 حدیث 1029؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 98 حدیث 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 215 حدیث 5617؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 126 باب 16 حدیث 2

توضیح:

یعنی اگر کل رقم سو ہے تو بیوی کو پچیس، ماں کے لیے تینتیس اور باقی باپ کے لیے یعنی بیالیس۔

(21) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر مرنے والا اپنے باپ، چچا اور دادا (وغیرہ) کو چھوڑے تو باپ تمام مال کا وارث ہوگا چچا اور دادا کو باپ محجوب کردے گا۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 114 حدیث 9؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 310 حدیث 1112؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 161 حدیث 609؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 135 باب 19 حدیث 3

توضیح:

مطلب یہ کہ جب قریبی رشتہ موجود ہو تو بعد والا میراث نہیں پائے گا اور یہ اصول ہر رشتے کے لیے ہے مثلاً اگر بیٹا موجود ہو تو پوتا میراث نہیں پائے گا اگر باپ موجود ہو تو دادا میراث نہیں پائے گا اسی طرح باقی تمام رشتوں میں بھی یہی اصول وراثت ہے ہر حدیث نقل کرنا ممکن نہیں ہے اس لیے ہم اصول کے لیے ایک حدیث نقل کر رہے ہیں باقی اسی کے مطابق عمل ہوتا ہے۔

(22) امام محمد باقر علیہ السلام: جد (دادا، دادی، نانا، نانی) کے لیے خدا نے کوئی حصّہ فرض نہیں کیا البتہ کھانے کے لیے ان کو ایک سدس دے دینا سنت رسولؐ ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 224 حدیث 5629؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 114 حدیث 13؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 311 حدیث 1116؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 132 باب 20 حدیث 3

بھائی، بہن اور جد کی میراث

(23) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر مرنے والا صرف ایک بھائی چھوڑے تو کُل مال اسی کا ہے اور اگر بھائی کے ساتھ جد بھی چھوڑے تو بھائی کو ایک سدس دیا جائے گا اور باقی جد کو دیا جائے گا۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 323 حدیث 1160؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 225 حدیث 5634؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 159 حدیث 600؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 152 باب 2 حدیث 1

(24) امام علی رضا علیہ السلام: اگر مرنے والا صرف کوئی قریبی (رشتہ دار) عورت چھوڑے اور اس کے علاوہ کوئی قرابت دار موجود نہ ہو تو سارا مال اس عورت کا ہوگا۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 295 حدیث 1057؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 151 حدیث 569؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 153 باب 2 حدیث 3

(25) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر عورت مرے اور شوہر اور مادری بھائیوں اور پدری بھائیوں کو چھوڑے تو شوہر کے لیے نصف (50 فی صد) اور مادری بھائیوں کے لیے ایک ثلث (33.33 فی صد) جس میں عورت اور مرد سب برابر ہیں اور باقی ایک سہم (16.67 فی صد) پدری بھائیوں اور بہنوں کے لیے ہے مرد کے لیے دو اور عورت کے لیے ایک حصّہ کے حساب سے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 101 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 290 حدیث 1045؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 222 حدیث 5622؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 154 باب 3 حدیث 2

(26) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر مرنے والا بہن کی لڑکی اور جد کو چھوڑ جائے تو بہن کی لڑکیوں کے لیے ثلث اور باقی جد کے لیے ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 227 حدیث 5648؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 113 حدیث 7؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 309 حدیث 1109؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 161 باب 5 حدیث 7

(27) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص اپنا بھائی اور جد چھوڑے تو ان سب کے درمیان مال برابر تقسیم ہوگا خواہ دو بھائی ہوں یا سو اور جد بھی ان کے ساتھ اسی طرح ہوگا جیسے ان میں سے ایک ہے اور جد کو بھی ایک بھائی کے برابر حصّہ ملے گا (یعنی جد بمنزلہ بھائی کے ہے)۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 226 حدیث 5640؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 165 باب 6 حدیث 1 تا 5

(28) امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام: اگر کوئی شخص بھائی کا لڑکا اور جد کو چھوڑے تو ان کے درمیان مال برابر تقسیم ہوگا۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ہفتم 113 حدیث 6؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 227 حدیث 5647؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 309 حدیث 1108؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 161 باب 6 حدیث 6

(29) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی پدری بہن کا لڑکا اور مادری بہن کا لڑکا چھوڑے تو مادری بہن کے لڑکے کا ایک سدس اور باقی مال پدری بہن کے لڑکے کا ہے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 322 حدیث 1157؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 168 حدیث 637؛ وسائل الشیعہ

(عربی) جلد 26 صفحہ 162 باب 06 حدیث 11

(30) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی مادری بھائی اور جد کو چھوڑے تو مادری بھائیوں کا حصہ جد کے ساتھ ایک ثلث ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 111 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 307 حدیث 1097؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 225 حدیث 5635؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 159 حدیث 601؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 172 باب 8 حدیث 2

(31) امام جعفر صادق علیہ السلام: دادا، دادی اور نانا، نانی یہ سب وارث بنیں گے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 224 حدیث 5625؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 315 حدیث 1130؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 177 باب 09 حدیث 6

(32) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی عورت شوہر چھوڑے اور مادری بھائی چھوڑے اور پدری بہن بھائی چھوڑے تو شوہر کے لیے نصف اور مادری بھائی کے لیے ثلث ہے اور اس میں مرد اور عورت برابر ہیں اور جو باقی ہے وہ پدری بہن بھائیوں کے درمیان مرد کو دو اور عورت کو ایک کے حساب سے ملے گا۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 101 حدیث 3؛ تفسیر عیاشی جلد اول صفحہ 227 حدیث 59؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 178 باب 10 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 223 حدیث 5623

(33) امام محمد باقر علیہ السلام: جو کوئی زوجہ، بہن اور جد کو چھوڑے تو مال کے چار سہم ہوں گے ایک سہم (ربع) زوجہ کو (25 فی صد) ایک سہم بہن کو (25 فی صد) اور دو سہم جد کو (50 فی صد)۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 110 حدیث 4؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 225 حدیث 5632؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 304 حدیث 1083؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 156 حدیث 585؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 180 باب 11 حدیث 1

(34) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی بیوی اور جد کو چھوڑے تو ان کے درمیان مال برابر تقسیم ہوگا۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 315 حدیث 1129؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 180 باب 11 حدیث 2

(35) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص مر جائے اور ایک زوجہ اور پدری بھائی یا مادری بھائی کو چھوڑے تو زوجہ کے لیے ایک چوتھائی (25 فی صد) اور بقیہ (75 فی صد) بھائی کے لیے ہے اور اسی طرح اگر زوجہ اور پدری بہن یا مادری بہن کو چھوڑے تو زوجہ کے لیے ربع (25 فی صد) اور بقیہ بہن کے لیے ہے۔

حوالہ: مَن لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 223 حدیث 5623

(36) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر زوجہ اور مادری بہن حقیقی بھائی اور پدری بھائی کو چھوڑے تو زوجہ کے لیے اور مادری بہن کے لیے سدس (16.66 فی صد) اور جو باقی رہ گیا (83.34 فی صد) وہ حقیقی بھائی کے لیے ہے اور پدری بھائی ساقط ہو جائے گا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 223 حدیث 5623

(37) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر عورت اپنے شوہر کو اور متعدد مادری بھائیوں اور بہنوں کو اور متعدد حقیقی بھائیوں اور بہنوں اور متعدد پدری بھائیوں اور بہنوں کو چھوڑے تو شوہر کے لیے نصف اور مادری بھائیوں اور بہنوں کے لیے ثلث (1/3) ہے جو وہ آپس میں تقسیم کرلیں گے اور جو چھٹا حصّہ باقی رہ گیا وہ حقیقی بھائیوں اور بہنوں کے لیے ہے جس میں مرد کو دو اور عورت کو ایک کے حساب سے ملے گا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 223 حدیث 5623

(38) امیر المومنین علی علیہ السلام: بھائی کی اولاد (یعنی بھتیجے بھتیجیاں) اور بہن کی اولاد (یعنی بھانجے بھانجیاں) خواہ کتنے ہی نیچے طبقے کے ہوں چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ سے میراث کے زیادہ حقدار ہیں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 230 حدیث 5651

چچا، ماموں اور خالہ وغیرہ کی میراث

(39) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی چچا اور ماموں چھوڑے تو چچا کے لیے دو ثلث اور ماموں کے لیے ایک ثلث ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 119 حدیث 1 اور 4؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 324 حدیث 1552 اور 1663؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 187 باب 2 حدیث 1 اور 2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 233 حدیث 5651

(40) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر مرنے والا صرف چچا چھوڑ جائے تو سارا مال اسی کا ہے اور اگر کئی چچا ہوں تو سب میں برابر تقسیم ہوگا اور اگر صرف ایک ماموں یا کئی ماموں چھوڑے تو بھی یہی حکم ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 230 حدیث 5651

(41) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص ایک حقیقی چچا اور مادری چچا چھوڑے تو مادری چچا کے لیے ایک سدس اور باقی حقیقی چچا کا ہے اسی طرح اگر پدری پھوپھی اور مادری پھوپھی چھوڑے تو مادری پھوپھی کے لیے ایک سدس اور باقی پدری پھوپھی کا ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 230 حدیث 5651

(42) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص بہت سے ماموں، بہت سی خالائیں بہت سے چچا، اور بہت سی پھوپھیاں چھوڑے تو ماموں اور خالاؤں کے لیے ایک ثلث ان سب میں برابر تقسیم ہوگا اس میں مرد اور عورت برابر ہیں اور تمام چچاؤں اور پھوپھیوں کے لیے دو ثلث جس میں مرد کے دو حصّے اور عورت کے لیے ایک حصّہ کے حساب سے ہوگا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 231 حدیث 5651

(43) امام محمد باقر علیہ السلام: ماموں اور خالہ اس وقت میراث پائیں گے جب کوئی اور قریبی رشتہ دار موجود نہ ہو اگر کوئی ان سے قریبی رشتہ دار موجود ہو تو وہ ان سے زیادہ حقدار ہے۔

حوالہ: تفسیر عیاشی جلد دوم صفحہ 71 حدیث 83؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 194 باب 5 حدیث 6

(44) امام محمد باقر علیہ السلام: بھائیوں، بہنوں اور ان کی اولاد کی اولاد کے ہوتے ہوئے خالائیں، پھوپھیاں اور چچا اور ماموں کوئی میراث نہیں پائیں گے اس لیے کہ بھائیوں اور بہنوں کی اولاد اپنے باپ کی اولاد ہوتی ہے اور چچا اور ماموں اور پھوپھیاں اور خالائیں دادا اور نانا کی اولاد ہوتی ہیں اور باپ کی اولاد خواہ کتنے ہی نیچے طبقہ کی ہو دادا اور نانا کی اولاد سے زیادہ حقدار اور اولیٰ ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 240 حدیث 87

(45) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص دو چچاؤں کو چھوڑے ایک حقیقی ہو اور ایک باپ کی طرف سے سوتیلا تو سارا مال حقیقی چچا کے لیے ہوگا اور سوتیلا چچا ساقط ہو جائے گا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 230 رقم 3

(46) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی ایک حقیقی چچا اور ایک ماں کی طرف سے سوتیلے چچا کو چھوڑے تو سوتیلے چچا کو چھٹا حصّہ اور باقی حقیقی چچا کے لیے ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 230 رقم 4

(47) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی باپ کی طرف سے سوتیلی پھوپھی اور ماں کی طرف سے سوتیلی پھوپھی چھوڑے تو مادری

پھوپھی کے لیے چھٹا حصّہ اور باقی سارا مال پدری پھوپھی کا ہوگا۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 230 رقم 4

(48) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص چچا کا لڑکا اور خالہ چھوڑے تو مال خالہ کا ہے اور اگر چچا کا لڑکا اور ماموں چھوڑے تو مال ماموں کا ہے اور اگر چچا کا لڑکا اور خالہ کی لڑکی چھوڑے تو دونوں میں مرد کے لیے دو اور عورت کے لیے ایک کے حساب سے تقسیم ہوگا۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 328 حدیث 1179؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 171 حدیث 645

شوہر اور بیوی کی میراث

(49) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: شوہر اور بیوی ایک دوسرے کے وارث ہوں گے شوہر کا چوتھا حصّہ اور بیوی کا آٹھواں حصّہ ہے۔

حوالہ: تفسیر قمی جلد اول صفحہ 154؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 82 حدیث 04 (بروایت محمد باقرؑ)

(50) امیر المومنین علیہ السلام: شوہر کو نصف سے زیادہ کبھی نہیں دیا جائے گا اور ربع سے کم دیا جائے گا اور عورت نہ کبھی ربع سے زیادہ اور نہ کبھی ثمن سے کم پائے گی خواہ وہ چار ہوں یا اس سے کم وہ سب اس میں برابر پائیں گی۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 249 حدیث 964؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 207 حدیث 5603؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 196 باب 2 حدیث 1

(51) امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام: اگر عورت نے صرف شوہر چھوڑا تو تمام مال شوہر کا ہے۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 294 حدیث 1051 اور 1053؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 149 حدیث 559 اور 561؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 125 حدیث 1 اور 2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 211 حدیث 5612 وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 197 باب 03 حدیث 1 اور 3

(52) امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ و امام موسیٰ کاظمؑ و امام علی نقیؑ: اگر شوہر صرف عورت چھوڑے تو عورت کے لیے ایک ربع ہے اور جو باقی ہے وہ امامؑ کے لیے ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 126 حدیث 1، 2، 3 اور 4 اور صفحہ 127 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد نہم

صفحہ 294، 295، 296 حدیث 1055، 1058،1056، 1060؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 149، 150 حدیث 568, 567,565,564؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 211 حدیث 5612؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 201 تا 204 باب 04 حدیث 1 تا 9

توضیح:

ہم سمجھتے ہیں کہ یہ حکم امامؑ کی ظاہری موجودگی کے وقت ہے اب جبکہ امامؑ غیبت میں ہیں تو پورا مال عورت کو ملے گا۔ اگلی حدیث اسی مطلب پر دلالت کرتی ہے اور اس صورت میں دونوں حدیثوں پر عمل کیا جا سکے گا۔

(53) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر مرد مر جائے اور عورت کے سوا کوئی وارث نہ چھوڑے تو تمام مال عورت کا ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 211 حدیث 5613؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 203 باب 04

(54) امام جعفر صادق علیہ السلام: عورتوں کے لیے میراث میں پختہ اینٹیں، عمارت، شہتیر اور بانس کی قیمت ہے لیکن زمین اور غیر منقولہ جائیداد تو ان میں سے ان کے لیے کوئی میراث نہیں ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ عورت کا کوئی نسبی رشتہ نہیں ہے جس سے وہ میراث پائے یہ تو ان لوگوں میں آ کر داخل ہوگئی ہے اور یہ اس لیے اس طرح ہوا تا کہ اگر عورت کسی سے نکاح کرے تو اس کا شوہر یا دوسری قوم کی اولاد آئے اور ان غیر منقولہ جائیداد میں مزاحمت نہ کرے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 271 حدیث 5748؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 130 حدیث 11؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 299 حدیث 1071؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 152 حدیث 577؛ علل الشرائع صفحہ 571 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 206 باب 06 حدیث 3

توضیح:

مطلب یہ ہے کہ اگر عورت کو زمین کی میراث ملتی تو اگر وہ دوسری شادی کرے تو دوسرا شوہر یا دوسرے شوہر سے اولاد پہلے شوہر والی زمین میں مداخلت کریں گے یعنی ایک دوسری قوم اس غیر منقولہ جائیداد میں شامل ہو جائے گی اور اس طرح فساد برپا ہوگا۔

(55) امام محمد باقر علیہ السلام: عورت زمین اور غیر منقولہ جائیداد (Real estate) میں وراثت نہیں پائے گی (بلکہ منقولہ جائیداد میں وارث ہوگی)۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 127 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 298 حدیث 1066؛ الاستبصار جلد چہارم 152 حدیث 572؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 207 باب 6 حدیث 4

(56) امام علی رضا علیہ السلام: عورت غیر منقولہ جائیداد میں کوئی میراث نہیں پائے گی سوائے پختہ اینٹوں، منہدم مکان کی قیمت کے (یا باقی منقولہ جائیداد کے جیسے کپڑے، درخت اور کھجور کی قیمت، نقد رقم، غلام، جو سامان گھر میں چھوڑا گیا وغیرہ) اس کے لیے غیر منقولہ جائیداد کی تبدیلی اور تغیر ممکن نہیں اور عورت اور اس کے شوہر کے درمیان رشتہ منقطع ہو جائے تو اس کے رشتہ میں تغیر اور تبدیلی آ جائے گی لیکن بیٹے اور باپ کے لیے ایسا نہیں ہے وہ ایک دوسرے سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے اور عورت کے لیے تبدیلی ممکن ہے پس وہ چیز جو آتی جاتی ہے اس کے لیے میراث بھی وہی چیز دی جائے گی جس میں تبدیلی ہو سکتی ہے اس لیے کہ یہ دونوں آپس میں مشابہت رکھتی ہیں اور ثابت اور مقیم شئے اپنے مال پر باقی رہے گی اور اسی طرح رہے گی جیسے وہاں کے ثابت اور مقیم لوگ۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 300 حدیث 1074؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 273 حدیث 5749؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 153 حدیث 579؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 210 باب 06 حدیث 14

(57) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر عورت کے ہاں کوئی لڑکا ہو تو اس کو کاشتکاری میں سے حصّہ داری دی جائے گی۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 273 حدیث 5754؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 301 حدیث 1076؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 213 باب 07 حدیث 2؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 155 حدیث 582

(58) امام جعفر صادق علیہ السلام: مسلمان اپنی ذمیہ (کافرہ) عورت کا وارث ہوتا ہے مگر ذمیہ عورت مسلمان کی وارث نہیں ہوتی۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 366 حدیث 1306؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 229 باب 16 حدیث 1؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 190 حدیث 710؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 143 حدیث 6؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 244 حدیث 784

(59) امام جعفر صادق علیہ السلام: مسلمان شوہر کی یہودیہ اور نصرانیہ (اور کوئی بھی غیر مسلم) بیوی وراثت نہیں پائے گی۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 367 حدیث 1309؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 230 باب 16 حدیث 2

(60) امام علی رضا علیہ السلام: نکاح متعہ والی بیوی میراث نہیں پائے گی لیکن اگر نکاح میں وراثت کی شرط رکھی گئی ہو تو پھر وراثت ملے گی۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد پنجم صفحہ 465 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 230 باب 17 حدیث 2

نوٹ: شوہر اور بیوی کی میراث کے متعلق کچھ احادیث طلاق اور نکاح کے احکام میں بیان ہو چکی ہیں اور رجوع فرمالیا جائے۔

ابن ملاعنہ (متہم بیوی سے پیدا ہونے والی اولاد) کی میراث

(61) امام محمد باقر علیہ السلام: ابن ملاعنہ کی میراث اس کی ماں کے لیے ہے اور گر ماں زندہ نہ ہو تو ماں کی طرف سے قریبی وارث ہوگا یعنی ماموں۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 160 حدیث 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 256 حدیث 5692؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 338 حدیث 1218؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 259 باب 1 حدیث 2

(62) امام محمد باقر علیہ السلام: ابن ملاعنہ کی میراث میں سے ایک ثلث اس کی ماں پائے گی اور باقی امام المسلمین کے لیے ہوگی اس لیے کہ اس کے جرائم کے تاوان کی ذمہ داری امامؑ پر ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 257 حدیث 5693 اور 5694؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 342 حدیث 1230 اور صفحہ 343 حدیث 1231؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 182 حدیث 683 اور 6834؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 162 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 265 باب 3 حدیث 3 اور 4

توضیح:

یہ حکم اس وقت لاگو ہوگا جب امامؑ ظہور فرمائیں گے جب امامؑ غیبت میں ہیں تو یہ حکم ساقط ہے اور جو اس سے پہلے حدیث بیان ہوئی وہ حکم اس وقت لاگو ہے۔

(63) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب کوئی ابن ملاعنہ مر جائے اور اس کے بھائی ہوں تو مال متروکہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ سہام پر تقسیم کر دیا جائے گا یعنی مادری بھائی یا حقیقی بھائی۔ پدری بھائی تو کوئی وراثت نہیں پائیں گے اور حقیقی بھائی ماں کی طرف سے میراث پائیں گے باپ کی طرف سے نہیں۔ یہ لوگ اور مادری بھائی میراث میں برابر ہیں۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 257 حدیث 5698؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 160 حدیث 1 اور

صفحہ 161 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 338 حدیث 1271؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 260 باب 1 حدیث 3

نوٹ: من لا یحضرہ الفقیہ کے علاوہ باقی کتب میں حدیث مختصر ہے۔

(64) امام جعفر صادق علیہ السلام: ایک شخص نے اپنی عورت سے ملاعنت کی جبکہ وہ حاملہ تھی اور اس کا حمل ظاہر ہو چکا تھا اور اس شخص نے عورت کے بطن میں جو تھا اس سے انکار کر دیا مگر جب بچہ پیدا ہو گیا تو اس نے بچہ کا دعویٰ کیا اور اقرار کیا اس کو خیال آیا کہ بچہ اسی کا ہے تو بچہ اس کو دے دیا جائے گا وہ وراثت پائے گا کوڑے نہیں لگائے جائیں گے اس لیے کہ لعان گزر گیا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 257 حدیث 5697؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 161 حدیث 07 اور جلد ششم صفحہ 165 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 263 باب 2 حدیث 3

(65) امام جعفر صادق علیہ السلام: ابن ملاعنہ کی وارث اس کی ماں ہوگی اور اگر ماں بھی مر گئی ہو اور یہ خود بھی مر گیا ہو تو ماں کے خاندان والے اس (میت) کے ماموں اس کے وارث ہوں گے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 258 حدیث 5698؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 266 باب 4 حدیث 1

ولد الزنا کی میراث

(66) امام حسن عسکری علیہ السلام: ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کیا وہ حاملہ ہوگئی اس کے حاملہ ہونے کے بعد اس نے اس سے نکاح کر لیا پھر اس کے لڑکا پیدا ہوا اور وہ شکل صورت میں اسی کے مشابہہ ہے (پھر بھی) وہ میراث نہیں پائے گا اس لیے کہ ولد الزنا ہے اور ولد الزنا میراث نہیں پائے گا۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 343 حدیث 1233 اور جلد ہشتم صفحہ 182 حدیث 637؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 252 حدیث 5681؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 182 حدیث 685؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 163 حدیث 2 اور 4؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 271 باب 08 حدیث 2

(67) امام جعفر صادق علیہ السلام: ولد الزنا کی دیت اس کو دی جائے گی جو اس پر خرچ کرے اور جتنا خرچ کرے اس حساب سے دی جائے گی اور اگر ولد الزنا مر گیا تو اس کی میراث امامؑ لے گا۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلدنہم صفحہ 343 حدیث 1234؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 183 حدیث 686؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 252 حدیث 5682؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 275 باب 8 حدیث 3

توضیح:

ایک دوسری حدیث میں روایت کی گئی ہے کہ ولدالزنا کی میراث ابن ملاعنہ کی میراث کی مانند ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ان میں تضاد نہیں ہے۔ جب امامؑ غیبت میں ہیں تو ابن ملاعنہ کی میراث ہونی چاہیے کہ جب امامؑ تشریف لے آئیں گے تو خود فیصلہ فرمالیں گے۔

حمیل کی میراث

توضیح:

حمیل سے مراد وہ ہے کہ ایک عورت کافروں کی قید میں رہ کر آئے اور اس کے پیٹ میں بچہ ہو اور بعد میں اس کا باپ یا اس کا بھائی اس کو شناخت کرے تو وہ بچہ حمیل ہے۔

(68) امام جعفر صادق علیہ السلام: ایک عورت اپنے ملک سے قید ہو کر لائی جاتی ہے اور اس کے ساتھ بچہ ہوتا ہے اور کہتی ہے کہ یہ لڑکا میرا ہے اور ایک آدمی قید ہو کر آتا ہے اور اس کا بھائی اسے ملتا ہے تو کہتا ہے کہ تو میرا بھائی ہے اور ان دونوں کے پاس کوئی ثبوت و گواہ نہیں ہے تو اگر عورت اپنے لڑکے کے ساتھ آتی ہے اور مسلسل کہتی کہ یہ لڑکا میرا ہے اور ایک آدمی آتا ہے اور اس کا بھائی اس کو پہچانتا ہے اور وہ دونوں صحیح الدماغ ہیں اور مسلسل اس کا اقرار کرتے ہیں تو وہ دونوں ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 165 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 250 حدیث 5676؛ تہذیب الاحکام جلدنہم صفحہ 347 حدیث 1247؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 186 حدیث 698؛ معانی الاخبار صفحہ 273 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 278 باب 09 حدیث 1

(69) امام جعفر صادق علیہ السلام: حمیل بغیر کسی ثبوت اور گواہ کے وارث نہیں پائے گا۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلدنہم صفحہ 348 حدیث 1250؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 250 حدیث 5675؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 186 حدیث 700؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 279 باب 09 حدیث 3

خُنثیٰ (ہیجڑا) کی میراث

(70) امام جعفر صادق علیہ السلام: خنثیٰ پیشاب کرنے کے حساب سے میراث پائے گا اگر وہ اگلے سوراخ سے پیشاب کرتا ہے تو مرد کے حساب سے اور اگر پچھلے سوراخ سے پیشاب کرتا ہے تو عورت کے حساب سے میراث پائے گا۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 156 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 353 حدیث 1267؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 283 باب 1 حدیث 1

(71) امیر المومنین علیہ السلام: خنثیٰ جہاں سے پیشاب کرتا ہے اس حساب سے میراث پائے گا اگر دونوں سوراخوں سے پیشاب کرتا ہے تو جس طرف سے پہلے پیشاب کرتا ہے اسی کے اعتبار سے وہ میراث پائے گا اور اگر اس نے پیشاب بھی نہیں کیا اور مر گیا تو نصف حصّہ مرد کا اور نصف حصّہ عورت کا ملے گا۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 354 حدیث 1270؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 258 حدیث 5701؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 286 باب 2 حدیث 2

(72) امیر المومنین علیہ السلام: خنثیٰ کی میراث کا فیصلہ اس کی پسلیاں گن کر بھی کیا جا سکتا ہے اگر عورت کی پسلیوں سے ایک کم پسلی ہو تو اس کو میراث ملے گی۔ اگر پوری اٹھارہ پسلیاں ہوں (نو داہنی طرف اور نو بائیں طرف) تو عورت کے حساب سے اور اگر ایک کم ہو (یعنی سترہ ہوں) تو مرد کے حساب سے میراث ملے گی۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 259 حدیث 5702 اور 5704؛ ارشاد شیخ مفید صفحہ 114؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 288 باب 02 حدیث 04 اور 05

(73) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی ایسا موجود ہو جس کے نہ مردوں کا عضو ہو اور نہ عورتوں کا تو پھر امام قرعہ ڈالے گا ایک پرچہ پر عبداللہ لکھے گا اور دوسرے پرچہ پر امتہ اللہ لکھے گا پھر امام یا قرعہ ڈالنے والا کہے گا:

اللھم انت اللہ لا الہ اِلّا انت عالم الغیب و الشھادۃ انت تحکم بین عبادك فیما کانوا فیہ یختلفون بین لنا امر ھذا الملود حتّی یورث ما فرضت لہ فی کتابك

پھر ان دونوں پرچوں کو گمنام پرچوں میں ملا کر الٹ پلٹ کر دیا جائے اب جو پرچہ نکل آئے اس کے مطابق اس کو وراثت دی جائے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 260 حدیث 5705؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 158 حدیث 2؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 356 حدیث 1273؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 187 حدیث 701؛ المحاسن صفحہ 603 حدیث 29؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 292 باب 04 حدیث 2

دوسراور دو جسم والے مولود کی میراث

(74) امیر المومنین علیہ السلام: اگر کسی مولود کے دو سر اور دو جسم ہوں تو اس کو سونے دیا جائے جب سو جائے تو پھر آواز دی جائے اگر دونوں ایک ساتھ جاگیں تو اس کے لیے ایک میراث ہے اور اگر ایک جاگے اور دوسرا سوتا رہے تو اس کو دو آدمیوں کی میراث دی جائے گی۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 159 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 358 حدیث 1278؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 295 باب 5 حدیث 1؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 261 حدیث 5706

گمشدہ شخص کی میراث

(75) امیر المومنینؑ و امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر کوئی شخص گم ہو جائے اور معلوم نہ ہو سکے کہ کہاں ہے زندہ ہے یا مر گیا ہے اور اس کا کوئی وارث بھی معلوم نہ ہو تو ہر طرح سے تلاش کیا جائے اور چار سال تک تلاش جاری رکھی جائے اگر مل جائے تو ٹھیک ورنہ اللہ تعالیٰ تلاش و جستجو کو جانتا ہے اس کا مال تصدق کر دیا جائے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم 261 اور 262 حدیث 5707 تا 5711

نوٹ: ہم نے مختلف احادیث کو ملا کر ایک ہی حکم لکھ دیا ہے ورنہ الگ الگ حدیثیں موجود ہیں اور باقی کتب میں بھی یہ حدیثیں موجود ہیں۔

مرتد کی میراث

(76) امام جعفر صادق و امام موسیٰ کاظم علیہما السلام: ایک شخص اسلام سے مرتد ہو گیا اس کی میراث کتاب خدا کے مطابق وارثوں پر تقسیم کر دی جائے گی۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 152 حدیث 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 262 حدیث 5712؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 374 حدیث 1334؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 27 باب 6 حدیث 3

(77) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب کوئی مسلمان اسلام سے مرتد ہو جائے تو اس کی عورت اس سے بائن ہو جائے گی جس طرح عورت تین طلاق سے بائن ہو جاتی ہے اور وہ عدہ رکھے گی جس طرح مطلقہ عدہ رکھتی ہے اور اگر وہ اسلام کی طرف دوبارہ پلٹ آئے تو وہ پھر سے نکاح کرے گا اور اس کے لیے عورت کو عدہ کی ضرورت نہیں اور اگر وہ عدہ کی مدت پوری ہونے سے قبل قتل کر دیا جائے یا مر جائے تو عورت عدہ وفات رکھے گی اور وہ عورت عدہ میں اس کی وارثت پائے گی اور اگر عورت بحالت عدہ مر جائے اور مرد اسلام سے مرتد ہے تو مرد اس کا وارث نہ ہوگا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 262 حدیث 5713؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 153 حدیث 3؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 373 حدیث 1332؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 27 باب 6 حدیث 4

قاتل کی میراث

(78) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: قاتل کے لیے میراث نہیں ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 141 حدیث 5؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 378 حدیث 1352؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 30 باب 07 حدیث 1

(79) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کوئی شخص اپنی ماں کو خطاً قتل کر دے تو وہ ماں کی میراث پائے گا اور اگر اس نے عمداً قتل کیا تو پھر میراث نہیں پائے گا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 252 حدیث 5684؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 379 حدیث 1357؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 193 حدیث 725؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 33 باب 9 حدیث 1

(80) امام محمد باقر علیہ السلام: اگر کسی نے اپنے باپ کو قتل کیا تو وہ وراثت نہیں پائے گا ہاں اگر اس کے کوئی لڑکا ہے تو وہ اپنے دادا کی میراث پائے گا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 252 حدیث 5683؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 380 حدیث 1361؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 39 باب 12 حدیث 1

(81) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر مسلمان آپس میں لڑیں ایک پارٹی حق پر ہو جبکہ دوسری بغاوت پر کمر بستہ ہو تو اگر حق کی پارٹی میں شامل کوئی شخص دوسری پارٹی میں سے کسی رشتہ دار کو (چاہے باپ ہی کیوں نہ ہو) قتل کر دے تو وہ قاتل شمار نہیں ہوگا بلکہ وراثت پائے کیونکہ اس نے اس کو حق پر قتل کیا ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 253 حدیث 5690؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 381 حدیث 1364؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 41 باب 13 حدیث 1

وراثت کے مختلف احکام

(82) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر کوئی مرنے والا بہن اور غلام چھوڑے تو کل مال بہن کا ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد چہارم صفحہ 223 حدیث 709؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 330 حدیث 1189؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 172 حدیث 650؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 233 باب 1 حدیث 1

(83) امام محمد باقر و امام جعفر صادق علیہما السلام: جو شخص مرجائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو نہ قرابتداروں میں سے اور نہ ہی کوئی غلام جس کے جرائم کے تاوان کی ذمہ داری اس نے لی ہو تو اس کا مال غنیمت میں شامل ہوگا۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 169 حدیث 2؛ من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 263 حدیث 5714؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 387 حدیث 1381؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 246 باب 03 حدیث 1؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 195 حدیث 732؛ تفسیر عیاشی جلد دوم صفحہ 48 حدیث 14

(84) امام علی نقی علیہ السلام: جس کا کوئی وارث نہ ہو امامؑ اس کا وارث ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 169 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 248 باب 3 حدیث 5

(85) امام محمد باقر علیہ السلام: جو شخص مرجائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کا مال اس شہر کے رہنے والوں (کی فلاح و بہبود) کے لیے ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 263 حدیث 5715؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 169 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 387 حدیث 1383؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 252 باب 4 حدیث 3 اور 4

توضیح:

مذکورہ بالا تینوں حدیثوں میں کوئی تضاد نہیں ہے اگر حضور اکرمؐ ظاہری طور پر موجود ہوں تو اس وقت غنیمت والا حکم ہوگا امامؑ اگر ظاہری طور پر موجود ہوں تو اس وقت امامؑ کے لیے وراثت والا حکم ہوگا اور اب چونکہ ظاہری طور پر حضور اکرمؐ اور امامؑ موجود نہیں ہیں لہٰذا وراثت عام مسلمانوں کے لیے ہوگی اور جب امامؑ تشریف لائیں گے تو وہ خود انتظام فرمالیں گے۔ خدا ان کے ظہور میں تعجیل فرمائے اور ہمیں ان کی زیارت سے شرف یاب فرمائے، آمین۔

(86) امام جعفر صادق علیہ السلام: ایک مسلمان کافر کو میراث سے مجحوب کر دیتا ہے مگر مسلمان اس کی میراث لیتا ہے اور کافر ایک مومن کو میراث سے مجحوب نہیں کرتا اور نہ وہ مسلمان کی میراث پاتا ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 264 حدیث 5724؛ فروع کافی (عربی) جلد ہفتم صفحہ 143 حدیث 05؛ تہذیب الاحکام جلد نہم صفحہ 266 حدیث 1307؛ الاستبصار جلد چہارم صفحہ 190 حدیث 711؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 26 صفحہ 11 باب 1 حدیث 02

(87) امیر المومنین علیہ السلام: عاق شدہ میراث پائے گا۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 249 حدیث 5674

نوٹ: ہم نے وراثت کے احکام انتہائی اختصار سے بیان کیے ہیں۔ تفصیل کے لیے اصل کتب کی طرف رجوع کیا جائے۔

جہاد کے احکام

(1) ارشادِ خداوندی ہے: قاتلو الّذین لا یومنون باللہ ولا بالیوم الاخر ولا یحرّمون ما حرم اللہ و رسولہ ولا یدینون دین الحق من الذین اوتوا الکتاب حتی یعطوا الجزیۃ عن یدٍ وّھم صغرون

ترجمہ: ”(اے مومنو) جو لوگ اللہ اور روز آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور خدا اور اس کے رسولؐ کی حرام کردہ چیزوں کو حرام نہیں جانتے اور دین حق (اسلام) کو اختیار نہیں کرتے ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ وہ چھوٹے بن کر (ذلیل ہو کر) ہاتھ سے جزیہ دیں“۔

حوالہ: القرآن سورۃ التوبہ آیت 29

(2) امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام: خدا نے جہاد کو فرض کیا ہے اور اس کو معظم قرار دیا ہے۔ اور اس کو مرد اور مددگار بنایا ہے دین کی اصلاح نہ ہوگی بلکہ دین نہ ہوگا مگر اس (جہاد) سے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 586 باب 1 حدیث 11

(3) امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام: جہاد مرد اور عورت دونوں پر واجب ہے۔ مرد کا جہاد یہ ہے کہ وہ خدا کی راہ میں اپنے مال اور جان کو دے دے حتی کہ قتل ہو جائے اور عورت کا جہاد یہ ہے کہ شوہر کو جو تکلیف پہنچے اس پر صبر کرے اور غیرت دلائے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 587 باب 02 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 32 باب 04 حدیث 1

(4) حضور اکرم ﷺ: تلوار سے لڑنا جہادِ اصغر ہے اور اپنے نفس سے جہاد کرنا جہادِ اکبر ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 593 باب 3 حدیث 3

(5) امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام: قتال قبل زوال نہیں کرنی چاہیے زوال سے لے کر رات آنے تک قتال کرنا چاہیے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 618 باب 08 حدیث 5

(6) حضور اکرم ﷺ: جہاد میں کسی کو زنجیروں میں نہ جکڑا جائے، مثلہ نہ کیا جائے، غدر نہ کیا جائے، درخت نہ کاٹے جائیں ہاں اگر مجبوری ہو (تو پھر ٹھیک ہے) اور جب کوئی مشرک لوٹ کر جا رہا ہو تو اسے اللہ کا کلام سنایا جائے (یعنی اسلام کی طرف بلایا جائے) اگر وہ قبول کرے تو وہ دینی بھائی بن جائے گا اور اگر نہ قبول کرے تو اُسے جائے پناہ تک پہنچا دو (یعنی جب مشرک جنگ نہ کرے بلکہ لوٹ رہا ہو تو اس سے نہ لڑا جائے)۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 617 باب 08 حدیث 1

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: قیدی کو کھانا دینا اس پر حق ہے جس نے اسے قید کیا ہے اگر چہ صبح اس کے قتل کرنے کا ارادہ ہو تو بھی اسے کھلائے پلائے اور مہربانی سے پیش آئے چاہے کافر ہی کیوں نہ ہو۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 629 باب 13 حدیث 02

(8) امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام: کسی کو بھی اسلام کی دعوت دینے سے پہلے قتل نہ کیا جائے اس لیے کہ کسی کے ہاتھ پر کسی کا مسلمان ہونا سب سے بہتر ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 631 باب 14 حدیث 02

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: بدو عربوں پر جہاد فرض نہیں ہے لیکن اگر اسلام کو دشمن سے خوف ہو تو ان سے مدد لی جا سکتی ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 640 باب 17 حدیث 05

(10) امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام: اگر کوئی شخص ان لوگوں کے پاس آئے جن کے پاس غنیمت ہو اور وہ شخص قتال میں شریک نہ ہو (بلکہ بعد میں آئے پھر بھی) غنیمت میں وہ شریک ہے مگر ثواب سے محروم ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 640 باب 17 حدیث 06

(11) امام جعفر صادق علیہ السلام: مالِ غنیمت سے خمس اللہ اور اس کے رسولؐ کا ہے اور باقی لڑنے والوں اور ان کے امام (ولی) کے درمیان تقسیم ہو گا۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 640 باب 17 حدیث 07

(12) حسین بن خالد بیان کرتے ہیں کہ جس نے امام علی رضاؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ عبداللہ بن بکیر ایک حدیث بیان کرتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ اسے آپ کی خدمت میں پیش کروں فرمایا وہ کون سی حدیث ہے؟ عرض کیا کہ ابن بکیر بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے عبید بن زرارہ نے یہ حدیث بیان کی کہ جن دنوں ابراہیم بن عبداللہ بن الحسنؑ نے خروج کیا ہوا تھا میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں محمد بن عبداللہ نے خروج کیا ہے تو آپؑ اس کے ساتھ خروج کرنے میں کیا فرماتے ہیں؟ آپؑ نے اس سے فرمایا جب تک آسمان وزمین ساکن ہیں تو تم بھی ساکن رہو (یعنی نہ کرو) عبداللہ بن بکیر نے کہا کہ اگر یہ بات درست ہے کہ جب تک آسمان وزمین ساکن ہیں تو کوئی خروج نہیں ہو سکتا تو پھر نہ کوئی قائم آل محمدؑ ہیں اور نہ ہی ان کا کوئی ظہور ہے؟

حضرت امام علی رضاؑ نے یہ واقعہ سن کر فرمایا کہ حضرت امام جعفر صادقؑ کی حدیث تو سچی ہے مگر عبداللہ بن بکیر نے جو تاویل کی ہے وہ غلط ہے امام جعفر صادقؑ کی مراد یہ ہے کہ تم اس وقت تک خروج سے باز رہو جب تک آسمان (ندائے آسمانی سے) اور زمین لشکر (سفیانی) کو دھنسانے سے ساکن ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 56 باب 13 حدیث 13؛ معانی الاخبار جلد دوم صفحہ 315 باب 305 حدیث 1؛ عیون اخبار الرضاؑ (عربی) اجلد اول صفحہ 310 حدیث 75؛ امالی فرزند شیخ طوسیؒ جلد دوم صفحہ 26

توضیح:

امام زمانہؑ کے ظہور کی علامات میں سے یہ دو علامات امامؑ نے بیان فرمائی ہیں کہ جب تک آسمان سے ندا نہ آ جائے اور لشکر سفیانی زمین میں نہ دھنس جائے کوئی جہاد نہیں ہے۔

(13) سماعہ بیان کرتے ہیں کہ مکہ کے راستہ میں عباد بصری کی حضرت امام زین العابدینؑ سے ملاقات ہوئی اس نے چھوٹتے ہی امامؑ سے کہا آپؑ جہاد اور اس کی سختی کو ترک کر کے حج اور اس کی نرمی کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں حالانکہ خدا فرماتا ہے: ''اللہ نے خرید لیا مومنین کی جانوں اور مالوں کو جنت کے عوض راہِ خدا میں قتال کرتے ہیں اور قتل ہو جاتے ہیں اللہ نے یہ وعدہ توریت اور انجیل اور قرآن میں کیا ہے اور اللہ سے زیادہ وعدہ وفا کرنے والا کون ہے پس بشارت ہو اس بیع (سودے) کے لیے جو تم نے کی اور بڑی کامیابی ہے۔'' (سورۃ توبہ آیت 11)۔ امامؑ نے فرمایا کہ

ذرا اس آیت کو مکمل تو کرو خدا (اسی آیت میں آ گے) فرماتا ہے..... ''وہ توبہ کرنے والے ہیں عبادت کرنے والے ہیں حمد کرنے والے ہیں روزہ رکھنے والے ہیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے ہیں اور حدودِالٰہیہ کی حفاظت کرنے والے ہیں۔'' (سورہ توبہ آیت 11)

امامؑ نے فرمایا گر ہمیں ان صفتوں کے حامل لوگ مل جاتے تو ان کے ساتھ جہاد کرنا ضرور حج سے افضل ہوتا ہے۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 607 باب 06 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 50 باب 12 حدیث 03؛ احتجاج طبرسی (عربی) صفحہ 315؛ تفسیر القمی جلد اول صفحہ 306

(14) حسن بن عباس بن جریش حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے سورۂ انا انزلناہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا میں اس زمانے میں (جبکہ امام برحق خانہ نشین ہے اور حکام جور کا دور دورہ ہے) حج وعمرہ اور (بیت اللہ کے) جوار کے سوا کسی جہاد کو نہیں جانتا۔

حوالہ: اصول کافی (عربی) جلد اول صفحہ 194 حدیث 7؛ وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 50 باب 12 حدیث 4

(15) ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آبائے طاہرینؑ کے سلسلۂ سند سے حضرت امیرؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا ایک مسلمان آدمی کو جہاد کے لیے اس (حاکم) کے ہمراہ نہیں نکلنا چاہیے جس کے حکم پر (شرعی حکم ہونے) کا اطمینان نہ ہو اور جو مال مٹی میں خدا کے حکم کا نفاذ نہ کرے کیونکہ اگر وہ اس جگہ مر گیا تو وہ ہمارے حقوق کی بندش اور ہمارا خون بہانے میں ہمارے دشمن کا مددگار سمجھا جائے گا اور اس کی موت جاہلیت (گمراہی) کی موت سمجھی جائے گی۔

حوالہ: علل الشرائع صفحہ 464 حدیث 13؛ وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 52 باب 12 حدیث 7؛ الخصال صفحہ 625

(16) سدیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا اے سدیر اپنے گھر کو لازم پکڑ اور گھر کا ٹاٹ بن کر رہ اور جب تک شب و روز ساکن ہیں تو بھی ساکن رہ ہاں البتہ جب تجھے اطلاع ملے کہ سفیانی نے خروج کیا ہے تو پھر ہماری طرف کوچ کر اگرچہ پیدل چلنا پڑے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 53 باب 13 حدیث 03؛ فروع کافی (عربی) جلد ہشتم صفحہ 264 حدیث 383

(17) ابوبصیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا قائم آل محمدؑ کے قیام سے پہلے (خروج کا) جو علم بلند کیا جائے اس کا حامل طاغوت (شیطان) ہے جو چاہتا ہے کہ خدا کے سوا اس کی پرستش کی جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 54 باب 13 حدیث 6؛ فروع کافی (عربی) ہشتم صفحہ 295 حدیث 452

(18) بشیر روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ امام مفترض الطاعہ کے علاوہ کسی کے ہمراہ ہو کر جہاد کرنا مُردار، خون اور خنزیر کے گوشت کی مانند حرام ہے اور آپؑ نے میرے جواب میں فرمایا ہے کہ ہاں ایسا ہی ہے؟ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہاں ایسا ہی ہے ایسا ہی ہے۔

حوالہ: فروع کافی (عربی) پنجم صفحہ 27 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 49 باب 12 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام ششم صفحہ 134 حدیث 226

(19) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضور اکرمؐ نے ایک بار ایک سریہ (فوج کا دستہ) کسی جنگ پر بھیجا جب وہ واپس آیا تو آپؐ نے فرمایا میں اس قوم کو خوش آمدید کہتا ہو جنہوں نے جہادِ اصغر کیا ہے مگر اس کے ذمے جہادِ اکبر باقی ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ جہادِ اکبر کیا ہے؟ فرمایا نفس سے جہاد (اکبر جہاد ہے)۔

حوالہ: فروع کافی جلد چہارم صفحہ 592 باب 3 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 121 باب 1 حدیث 1؛ معانی الاخبار (عربی) صفحہ 160 حدیث 1؛ امالی صدوق (عربی) صفحہ 337 حدیث 8

(20) حماد بن عمرو اور انس بن محمد اپنے باپ سے اور وہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباءِ طاہرینؑ کے سلسلہ سند سے حضرت رسولِ خدا سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا یا علیؑ! سب سے افضل جہاد یہ ہے کہ جب آدمی صبح کرے تو وہ کسی پر ظلم و زیادتی کرنے کا کوئی ارادہ نہ رکھتا ہو۔ (یعنی نفس کے خلاف جہاد کرے)

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلد چہارم صفحہ 254 حدیث 821؛ وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 123 باب 1 حدیث 7

(21) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حقیقی مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 122 باب 1 حدیث 10؛ مجازاتِ نبویہ از سید رضی صفحہ 201 حدیث 157

(22) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ سب سے افضل جہاد یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس سے جہاد کرے جو اس کے دو پہلوؤں کے درمیان ہے۔

حوالہ: معانی الاخبار جلد اول صفحہ 205 باب 117 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 122 باب 1 حدیث 9؛ امالی شیخ صدوقؒ، حصّہ دوم صفحہ 288 مجلس 71 حدیث 8

نوٹ: ایک بات کی وضاحت کرتا چلوں کہ اگر اسلامی سرحد پر غیر مسلم حملہ آور ہو یا اسلامی لشکر گاہ (فوجی اڈا وغیرہ) پر حملہ آور ہو تو اپنی حفاظت کے لیے قتال کرنا جائز ہے اور اسلامی حدود دین محمدؐ کی حدود ہیں ان کی حفاظت کرنے کے لیے قتال کرنا جائز ہے لیکن اگر کسی پر خود حملہ کرنا چاہے تو وہ کافر ہی کیوں نہ ہو اامام عادلؑ کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی اسلامی حدود پر حملہ آور ہو تو اپنی حفاظت اور اسلامی حد کی حفاظت کے لے قتال جائز ہے اسی مفہوم کی حدیث دیکھنے کے لیے فروع کافی جلد چہارم صفحہ 606 باب 05 حدیث 02 کی طرف رجوع فرمائیں۔

مجالس آلِ محمدؐ کے احکام

(1) امام جعفر صادق علیہ السلام: کراماً کاتبین کے علاوہ خدا کے کچھ خاص فرشتے ہیں جو زمین میں چلتے پھرتے ہیں۔ پس جب وہ کسی ایسی قوم کے پاس سے گزرتے ہیں جو محمدؐ وآلِ محمدؐ کا ذکر کر رہے ہوں تو ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ ٹھہرو۔ چنانچہ وہ (فرشتے) بیٹھ جاتے ہیں اور اس (مجلس ذکر محمدؐ وآلِ محمدؐ) سے درسِ بصیرت حاصل کرتے ہیں اور جب وہ لوگ اُٹھ کر چلے جاتے ہیں تو یہ ان کے بیماروں کی عیادت کرتے ہیں اور ان کے جنازوں میں شرکت کرتے ہیں اور ان کے غائبوں کی نگہداشت کرتے ہیں (آگاہ ہو جاؤ) یہ وہ مجلس ہے کہ جس میں بیٹھنے والا کبھی شقی و بدبخت نہیں ہوتا۔

حوالہ: اصولِ کافی جلد چہارم صفحہ 100 باب 209 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 423 باب 23 حدیث 2

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: آسمان میں کچھ ایسے فرشتے ہیں کہ جب وہ دیکھتے ہیں کہ ایک، دو اور تین آدمی آلِ محمدؐ کے فضائل بیان کر رہے ہیں تو وہ کہتے ہیں کیا تم ان لوگوں کو دیکھتے ہو کہ باوجودیکہ قلیل ہیں اور ان کے دشمن کثیر ہیں مگر پھر بھی وہ آلِ محمدؐ کے فضائل بیان کر رہے ہیں۔ جب وہ یہ کہتے ہیں تو فرشتوں کا دوسرا گروہ کہتا ہے: ''یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور وہ عظیم فضل والا ہے''۔

حوالہ: اصولِ کافی جلد چہارم صفحہ 100 باب 209 حدیث 4؛ وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 424 باب 23 حدیث 4؛ الدمعۃ الساکبہ (مترجم) جلد اوّل صفحہ 209 بحوالہ امالی شیخ صدوقؒ

(3) امام جعفر صادق علیہ السلام: خدا اس بندہ پر رحم فرمائے جو دوسرے بندے کے ساتھ اکٹھا ہو اور پھر دونوں مل کر ہمارا ذکر کریں تو ان کے ساتھ تیسرا فرشتہ ہوتا ہے جو ان دونوں کے لیے طلبِ مغفرت کرتا ہے اور جب دو شخص ہمارے ذکر

پر اکٹھے ہوں تو خدا بزمِ ملائکہ میں ان پر فخر کرتا ہے۔ پس جب تم اکٹھے ہو تو ہمارا ذکر کیا کرو کیونکہ تمھارے اکٹھا ہونے اور باہمی ہمارا ذکر کرنے میں ہمارے دین کا احیا ہے اور ہمارے بعد سب لوگوں سے بہتر وہ ہے جو باہم مل کر ہمارا ذکر کرے اور ہمارے ذکر کی طرف (لوگوں کو) بلائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 424 باب 23 حدیث 8؛ مقتل حسینؑ عبدالرزاق المقرم صفحہ 119؛ امالی ابن شیخ طوسیؒ

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: ایک دوسرے سے ملاقات کیا کرو کیونکہ ایسا کرنے میں تمھارے دلوں کی حیات ہے اور ہماری حدیثوں کا تذکرہ ہے اور ہماری حدیثیں تم میں سے بعض کو بعض پر مہربان بناتی ہیں۔ اگر تم ان پر عمل کرو گے تو راہِ راست اور نجات پاؤ گے اور اگر ان کو ترک کرو گے تو گمراہ اور ہلاک ہو جاؤ گے۔ پس تم ان پر عمل کرو اور میں تمھاری نجات کا ضامن ہوں۔

حوالہ: اصولِ کافی جلد چہارم صفحہ 99 باب 209 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 423 باب 23 حدیث 3

(5) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہمارے شیعہ آپس میں مہربان ہوتے ہیں اور جب تنہائی میں ہوتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ بے شک جب ہمارا ذکر کیا جائے تو یہ اللہ کا ذکر ہوتا ہے اور جب ہمارے دشمن کا ذکر کیا جائے تو یہ شیطان کا ذکر ہوتا ہے۔

حوالہ: اصولِ کافی جلد چہارم صفحہ 99 باب 209 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 423 باب 23 حدیث 1

(6) امام علی رضا علیہ السلام: شیطان اور اس کے انصار و اعوان کے لیے مومنین کی باہمی ملاقات سے بڑھ کر کوئی بُرا کام نہیں ہے۔ جب دو مومن آپس میں ملتے ہیں اور خدا کا ذکر کرتے ہیں اور پھر ہم اہلِ بیتؑ کا ذکر کرتے ہیں تو اس سے شیطان کے چہرے کے تمام گوشت پر خراشیں آجاتی ہیں حتیٰ کہ شدتِ رنج والم سے اس کی روح فریاد کرتی ہے جسے ملائکہ اور خازنانِ جنت محسوس کرتے ہیں اور اس پر لعنت کرتے ہیں۔ پھر ملکِ مقرب اس پر لعنت کرتا ہے۔ اس طرح وہ خائب و خاسر ہوتا ہے اور اس کی ناک رگڑی جاتی ہے۔

حوالہ: اصولِ کافی جلد چہارم صفحہ 102 باب 209 حدیث 7؛ بحارالانوار جلد 63، صفحہ 258، حدیث 131؛ القطرہ من بحار جلد اوّل صفحہ 25

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب تین یا اس سے زیادہ مومنین کسی جگہ جمع ہوتے ہیں تو ان کی تعداد میں ملائکہ بھی وہاں آتے ہیں۔ اگر مومنین نیک دُعائیں کرتے ہیں تو ملائکہ آمین کہتے ہیں۔ اگر وہ شر سے پناہ مانگتے ہیں تو وہ خدا سے دُعا کرتے ہیں کہ وہ اس شر کو ان سے دُور رکھے اور اگر کوئی حاجت طلب کرتے ہیں تو وہ ملائکہ خدا سے اس کو پورا کرنے

کی سفارش کرتے ہیں اور جہاں کہیں تین منکرین امامت جمع ہوتے ہیں تو وہاں دس شیاطین جمع ہوجاتے ہیں۔ اگر وہ ائمہؑ کی ہجو میں کلام کرتے ہیں تو وہ شیاطین بھی ویسا ہی کہنے لگتے ہیں۔ اگر وہ ہنستے ہیں تو وہ بھی ہنستے ہیں اور اگر یہ اولیائے خدا کو گالیاں دیتے ہیں تو یہ بھی دیتے ہیں۔ پس اگر کوئی مومن ان کے درمیان جا پھنسے تو جب وہ ایسی بات چیت کریں تو کھڑا ہو جائے اور شیطان کا شریک وجلیس نہ بنے کیونکہ غضب خدا کی تاب کوئی چیز نہیں لاتی اور نہ خدا کی محبت کو کوئی چیز ہٹاتی ہے اور اگر وہاں سے ہٹ جانا ممکن نہ ہو تو دل سے ان باتوں سے نفرت ظاہر کی جائے اور کھڑے ہونے کا کوئی بہانہ کیا جائے جیسے بکری کو دوہنا یا اُونٹ کو اُٹھانا وغیرہ۔

حوالہ: اصول کافی جلد چہارم صفحہ 101 باب 209 حدیث 6

(8) امام محمد باقر علیہ السلام: جس مجلس میں لوگ جمع ہوں اور اس میں نہ اللہ کا ذکر کریں اور نہ ہمارا ذکر تو ایسی مجلس والوں پر قیامت کے دن حسرت ہوگی (آگاہ رہو کہ) ہمارا ذکر اللہ کے ذکر سے ہے اور ہمارے دشمن کا ذکر شیطان کے ذکر سے ہے۔

حوالہ: اصول کافی جلد پنجم صفحہ 124 باب 21 حدیث 2

(9) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جس مجلس میں لوگ جمع ہوں اور اللہ کا ذکر نہ کریں اور اپنے نبیؐ پر درود نہ بھیجیں تو ان پر حسرت و وبال کا آنا ضروری ہے۔

حوالہ: اصولِ کافی جلد پنجم صفحہ 126 باب 21 حدیث 5

(10) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جو شخص جناب حسینؑ کی مصیبت پر روئے یا اس کا تذکرہ کرے یا مجلس میں بیٹھے یا عزاداروں کی خدمت کرے تو گویا اس نے علی بن ابی طالبؑ کے ساتھ چالیس مرتبہ عرش پر میری زیارت کی۔

حوالہ: بحور الغمہ جلد اوّل صفحہ 218 طبع حسن پبلی کیشنز لاہور

توضیح

واضح رہے کہ کتاب بحور الغمہ نہایت معتبر و مستند کتاب ہے جس کو مورخ آلِ محمد حضرت علامہ محمد علی لکھنویؒ نے لکھا ہے۔ آقائے بزرگ طہرانیؒ نے اس کتاب کو اُردو زبان کی مقتل کبیر کا نام دیا ہے۔ (دیکھیں الذریعہ الی تصانیف الشیعہ جلد سوم، صفحہ 50)

(11) امیر المومنین علی علیہ السلام: جو کوئی بھی میری کہی ہوئی باتوں میں شک کرے، عمداً مخالفت کرے، انکار کرے اور سرگرداں

ومضطرب رہے تو وہ غلطی پر ہے۔ وہ مقصر اور دشمنی کا شکار ہے۔ میں اذنِ خدا سے مارتا ہوں اور زندہ کرتا ہوں، جو تم کھاتے ہو اور گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو، کے بارے میں خبر دیتا ہوں اور جو کچھ تمھارے دلوں میں ہے اسے جانتا ہوں اور میری اولاد سے دوسرے امام بھی اسی معرفت کے حامل ہیں جو ہمارے فضائل اور خصوصیات اور ہمیں خدا کی عطا کردہ معرفت کا انکار کرے جو بھی ایسا کرے گا در حقیقت اس نے قدرتِ خدا، منشا خدا اور ہمارے بارے میں ارادۂ خدا کا انکار کیا ہے۔

حوالہ: القطرہ من بحار سیّد احمد مستنبط النجفی جلد اوّل صفحہ 205 حدیث 112؛ بحار الانوار جلد 26 صفحہ 3 حدیث 1؛ مشارق انوار الیقین صفحہ 160

(12) رسول اکرم ﷺ: (حضرت) علیؑ کا ذکر کرنا عبادت ہے۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ؛ وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 424 باب 23 حدیث 7

(13) امیر المومنین علی علیہ السلام: ہمارے اہلبیتؑ کا ذکر بخار، بیماریوں، وسواس اور شک و شبہ سے شفاء ہے اور ہماری محبت پروردگار کی محبت ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد 11 صفحہ 425 باب 23 حدیث 9؛ المحاسن برقی جلد اوّل صفحہ 47 حدیث 107؛ القطرہ من بحار جلد اوّل صفحہ 320 حدیث 219؛ بحار الانوار جلد دوم صفحہ 145 حدیث 10 اور جلد 26 صفحہ 227 حدیث 2

(14) رسولِ اکرم ﷺ: جب کچھ لوگ جمع ہو کر علیؑ بن ابی طالبؑ کے فضائل کا ذِکر کرتے ہیں تو آسمان کے فرشتے ان سے مصافحہ کرتے ہیں اور جب یہ لوگ چلے جاتے ہیں تو فرشتے بھی آسمان پر چلے جاتے ہیں۔ آسمان کے باقی فرشتے ان فرشتوں سے کہتے ہیں کہ ہمیں تم سے ایسی خوشبو آتی ہے جو اور فرشتوں میں سے نہیں آتی۔ وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم اس وقت ان لوگوں کے پاس تھے جو محمدؐ و آلِ محمدؐ کے ذکر میں مشغول تھے۔ یہ خوشبو ان کی خوشبو ہے تو وہ فرشتے کہتے ہیں کہ ہمیں بھی وہاں لے چلو۔ یہ فرشتے کہتے ہیں کہ اس وقت وہ لوگ اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے ہیں۔ پھر وہ فرشتے کہتے ہیں کہ ہمیں اس مکان میں ہی لے چلو جہاں وہ لوگ ذکر (محمدؐ و آلِ محمدؐ) کرتے رہے ہیں۔

حوالہ: بحار الانوار جلد 38 صفحہ 199؛ الدمعۃ الساکبہ (مترجم) جلد اوّل صفحہ 209 بحوالہ امالی شیخ صدوق، بحور الغمہ جلد اوّل صفحہ 108؛ القطرہ من بحار سیّد احمد مستنبط النجفی جلد سوم صفحہ 107 حدیث 737

(15) رسول اکرم ﷺ: جس مجلس میں ہمارے اہلِ بیتؑ کے فضائل یا مصائب بیان ہوں اور مومن ان کو سننے کو جمع ہوں تو ملائکہ ان کا احاطہ کر لیتے ہیں اور جب تک وہ اس مجلس میں بیٹھے رہتے ہیں رحمتِ خدا ان کے شاملِ حال

رہتی ہے اور فرشتے ان کے لیے خدا سے مغفرت طلب کرتے ہیں جب تک وہ مجلس اختتام پذیر نہ ہو اور خداوند عالم ملاء اعلیٰ میں ان کے اس پسندیدہ فعل پر مباہات فرماتا ہے۔

حوالہ: بحور الغمہ جلد اوّل صفحہ 344

(16) امیر المومنین علی علیہ السلام: جان لو کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اللہ کا خلیفہ ہوں اس کے تمام بندوں پر۔ ہمیں صرف خدا نہ بناؤ اس کے علاوہ جو چاہو ہماری فضیلت میں ہماری تعریف و توصیف میں کہو۔ پھر بھی تم ہماری کہنہ حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس لیے خدا نے ہمیں وہ اعظم و اکبر فضائل اور مقامات عطا فرمائے ہیں کہ کوئی واصف ہماری کامل توصیف اور کوئی مداح ہماری جامع مدحت نہیں کر سکتے۔ تم جتنی بھی ہماری تعریف کرو تم کما حقہ نہیں کر سکتے۔ ہم تمھاری بیان کردہ تعریف و توصیف سے بہت بلند اعلیٰ، اور افضل ہیں۔ حتیٰ کہ خدا نے ہمیں وہ بلند مقام عطا فرمایا ہے کہ جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔ جب تم ہمیں اس طرح پہچان لو گے اس وقت تمھارا ایمان کامل ہوگا اور تم کامل الایمان مومن بنو گے۔

حوالہ: القطرہ من بحار سیّد احمد مستنبط النجفی جلد اوّل صفحہ 197 حدیث 112؛ بحار الانوار: جلد 26 صفحہ 3 حدیث 1؛ مشارق انوار الیقین حافظ رجب البرسی صفحہ 274؛ سوال عوام کے جواب امامؑ کے از شیخ احمد قاضی زاہدی گلپایگانی حصّہ دوم، فصل دہم، صفحہ 316 طبع ادارہ منہاج الصالحین لاہور

(17) امام محمد تقی علیہ السلام: خدا کی قسم اگر اس بات کا خطرہ نہ ہوتا کہ اہلِ باطل اور گمراہ نسل کفر ہم پر حملہ آور ہو جائے گی اور اہلِ شرک و شک و نفاق ہم پر ٹوٹ پڑیں گے تو میں ایسی ایسی باتیں (راز) بتاتا جسے سن کر اوّلین و آخر حیرت میں پڑ جاتے۔ بعد ازاں آپؑ نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: اے محمدؑ (تقیؑ) تم بھی خاموش رہو جس طرح تمھارے آبائے کرام خاموش رہے۔

حوالہ: نوادر المعجزات ابن جریر طبری امامی صفحہ 349؛ مناقب ابن شہر آشوب جلد چہارم صفحہ 419؛ بحار الانوار جلد 50 صفحہ 9 حدیث 9؛ القطرہ من بحار (مترجم) جلد دوم صفحہ 156؛ حدیث 462؛ مشارق انوار الیقین حافظ رجب البرسی صفحہ 98؛ دلائل الامامۃ طبری امامی صفحہ 198

(18) امام علی رضا علیہ السلام: امامت اب اولادِ علیؑ میں قیامت تک محصور اور مخصوص ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، پس یہ جاہل لوگ کہاں سے امامت کو اختیار کرتے ہیں کیونکہ امامت مقامِ انبیاءؑ اور میراث اوصیاء ہے اور امامت خلافتِ الٰہی اور خلافتِ رسولؐ ہے اور مقامِ امیر المومنینؑ اور میراث حسنؑ و حسینؑ ہے۔ امامت سلک دین ہے،

امامت نظامِ مسلمین ہے، امامت اصلاحِ دُنیا ہے، امامت مومنین کی عزت ہے اور امامت اسلام عالی کی اصل ہے اور اس کی بلند و بالا شاخ ہے اور امام کی وجہ سے نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور جہاد اور غنیمت اور صدقات کامل ہوتے ہیں اور امام حدودِ الٰہی اور احکامِ خداوندی کو جاری کرتے ہیں اور سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ امام حلالِ خدا کو حلال اور حرامِ خدا کو حرام کرتے ہیں اور حدودِ الٰہیہ کو قائم کرتے ہیں اور دینِ خدا کی حفاظت کرتے ہیں اور لوگوں کو اپنے پروردگار کے راستے کی حکمت، موعظۂ حسنہ اور حجت بالغہ سے دعوت دیتے ہیں۔

امام شمس نصف النہار کی طرح ہے جو اپنی ضیاء بار شعاعوں سے عالم کو روشن کرتا ہے اور خود اس قدر بلند مقام پر ہوتا ہے کہ نہ تو وہاں تک کوئی ہاتھ پہنچ سکتا ہے اور نہ نظر کام کرسکتی ہے۔ امام بدرِ مُنیر، روشن چراغ، نُورِ ساطع اور تاریک راتوں، شہروں کے چوراہوں، چٹیل میدانوں اور بہتے سمندروں میں رہنمائی کرنے والا ستارہ ہے۔ امام پیاسوں کے لیے آبِ شیریں ہے، ہدایت کا رہبر ہے، ہلاکت سے نجات دینے والا ہے، امام آگ کے بقعۂ نُور کی گرمی کی شدت ہے، امام سرما خوردہ کے لیے حرارت ہے اور خوفناک مقامات پر امام رہبر ہے جو امام کو چھوڑ دے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ امام برسنے والا بادل ہے، امام جھڑی والی گھٹا ہے، امام ضیاء بار سورج ہے، امام سایہ دار آسمان ہے، امام پُر فضا زمین ہے، امام بہتا ہوا چشمہ ہے، امام پانی سے لبریز تالاب ہے، امام پُر بہار سبزہ زار ہے، امام رفیق ساتھی اور شفیق والد اور مہربان بھائی، شفیق ماں اور آفتوں اور بلاؤں میں جائے پناہ ہے۔ امام مخلوقات میں اللہ کا امین ہے اور بندوں پر اللہ کی حجت ہے اور اللہ کی سلطنت میں اس کا خلیفہ ہے۔ امام اللہ کی طرف بلانے والا ہے، امام اللہ کے حرم کا محافظ ہے، امام گناہوں سے پاک اور عیوب سے بری ہے، امام علم سے مخصوص ہے، امام علم سے موسوم ہے، امام دین کا نظام ہے، امام مسلمانوں کی عزت ہے اور امام منافقین کے لیے باعث غیظ و غضب ہے اور امام کفار کے لیے پیغامِ ہلاکت ہے، امام اپنے زمانے میں یکتا ہوتا ہے، کوئی اس کے رُتبے تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ کوئی عالم اس کے برابر ہوسکتا ہے۔ نہ تو امام کا بدل مل سکتا ہے اور نہ کوئی اس کا مثل و نظیر ہوتا ہے۔ تمام فضائل بغیر طلب و اکتساب کے اس کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں اور یہ اس کو فضل کرنے اور عطا کرنے والے خدا کی طرف سے خصوصیت ملی ہے۔

پس کون ہے جو معرفت امام حاصل کرے اور کس کی مجال ہے کہ اپنی مرضی سے امام بنالے۔ یہ بات بہت دُور ہے، بہت دُور ہے، عقل گمراہ ہے، دانش پریشان ہے، خرد حیران ہے، آنکھیں چندھیا گئی ہیں، بڑے بڑے حقیر ہوگئے ہیں، حکماء متحیر ہیں، صاحبانِ دانش قاصر ہیں، خطباء گنگ ہیں، دانا جاہل ہیں، شعراء تھک گئے ہیں، ادباء عاجز آگئے ہیں، بلغاء رہ گئے ہیں اور یہ تمام طبقے امام کی شان یا فضیلت بیان کرنے سے عاجز آگئے ہیں اور انھوں نے

اپنی عاجزی اور تقصیر کا اعتراف کرلیا ہے اور یہ لوگ امام کے اوصاف بیان کریں تو کیسے کریں جبکہ امام کا کوئی امران کی سمجھ میں آ ہی نہیں سکا۔ کسی کی کیا مجال کہ اپنی جانب سے امام کا قائم مقام ہو سکے یا اس سے مستغنی کر سکے۔ ہرگز نہیں، کس طرح اور کہاں! وہ تو ثریا کی طرح لوگوں کے ہاتھوں اور تعریف کرنے والوں کی زبانوں سے بلند اور دُور ہے۔

حوالہ: عیون اخبار الرضاؑ شیخ صدوق جلد اوّل صفحہ 383 تا 385؛ تفسیر البرہان، جلد چہارم، صفحہ 797؛ بحارالانوار جلد ہفتم، صفحہ 211؛ امالی شیخ صدوق جلد دوم صفحہ 682 تا 683 مجلس 97 حدیث 1؛ احتجاج طبرسی حصّہ سوم و چہارم صفحہ 264 تا 266

(19) امام علی نقی علیہ السلام: ہم ہی اللہ کے وہ کلمات ہیں کہ ہمارے فضائل کا ادراک ہی نہیں کیا جا سکتا اور نہ وہ ختم ہو سکتے ہیں۔

حوالہ: احتجاج طبرسی حصّہ سوم و چہارم صفحہ 298؛ تفسیر البرہان جلد چہارم صفحہ 823؛ حیات القلوب (مترجم) جلد اوّل صفحہ 210 (منقول از امام حسن عسکریؑ)

(20) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اگر تمام درخت قلم بن جائیں اور سارے سمندر روشنائی ہو جائیں اور سارے جن و انس لکھنے پر مقرر کر دیئے جائیں تو فضائل علی بن ابی طالبؑ کا دسواں حصّہ بھی نہیں لکھ سکتے۔

حوالہ: حیات القلوب جلد سوم صفحہ 352؛ مصباح الانوار صفحہ 121؛ القطرہ من بحار (مترجم) جلد اوّل صفحہ 221؛ القطرۃ من بحار جلد سوم صفحہ 237 حدیث 824؛ امالی شیخ صدوق حصّہ دوم صفحہ 463 مجلس 82 حدیث 15۔ الدمعۃ الساکبہ جلد اوّل ص 208؛ بحارالانوار جلد 40 صفحہ 7 حدیث 17؛ مشارق أنوار الیقین حافظ رجب البرسی صفحہ 58

(21) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: خدا کا ذکر عبادت ہے اور میرا ذکر عبادت ہے اور علیؑ کا ذکر عبادت ہے اور میری اولاد میں سے اماموں کا ذکر عبادت ہے۔

حوالہ: الاختصاص شیخ مفید صفحہ 218؛ بحارالانوار جلد 36 صفحہ 370 حدیث 234؛ منتخب الاثر صفحہ 60 حدیث 6؛ القطرہ من بحار جلد اوّل صفحہ 126 حدیث 38

(22) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر ہمیں اجازت ہوتی کہ جو مقام ہمارا خدا کے نزدیک ہے وہ لوگوں کو بتا سکیں تو تم میں اسے تحمل اور قبول کرنے کی طاقت نہ ہوتی۔

حوالہ: بحارالانوار جلد 25 صفحہ 385 حدیث 41؛ المختصر ابن سلمان حلّی صفحہ 128

(23) امیر المومنین علی علیہ السلام: قسم ہے پروردگار کی جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور روح کو پیدا کیا۔ اگر میں چاہوں تو لوگوں کو وہ آیات و عجائب دکھاؤں جو مجھ کو رسولؐ اللہ نے بتلائے ہیں تو یہ لوگ کفر کی طرف پلٹ جائیں گے۔

حوالہ: بحارالانوار جلد نہم صفحہ 565

(24) رسول اکرم ﷺ: خدا مخلوق کو عذاب نہیں دے گا مگر ان علما کے گناہوں کی وجہ سے جو انھوں نے علیؑ اور اولادِ علیؑ کے فضائل کو چھپانے کے بارے میں کیے۔ وہ لوگ جو علیؑ کی ولایت کو ظاہر اور آپؑ کے فضائل کو نشر کرتے ہیں سرتاپا رحمت الٰہی ان کو گھیر لیتی ہے اور فرشتے استغفار کرتے ہیں۔ اصل بدبختی سے وہ دوچار ہوئے جو فضائلِ علیؑ کو چھپاتے ہیں اور آپؑ کے اور ولایت کو پوشیدہ رکھتے ہیں۔ یہ حق ہے کیونکہ جو بھی فضائلِ علیؑ کو جہالت اور نادانی کی وجہ سے چھپائے تو وہ ہلاکت اور بربادی کا مستحق ہوگا کیونکہ اس نے اپنے زمانے کے امام کو نہیں پہچانا اور جو کوئی جان بوجھ کر فضائلِ علیؑ کو چھپائے تو وہ منافق ہے کیونکہ اس کی طینت اور خمیر ناپاک ہے۔

حوالہ: القطرہ من بحار جلد اوّل صفحہ 241 حدیث 142؛ الدمعۃ الساکبہ جلد دوم صفحہ 56؛ مشارق انوار الیقین صفحہ 151

(25) امیرالمومنین علی علیہ السلام: ہلاکت و بربادی ہے اس شخص کے لیے جو ہماری حقیقی معرفت نہ رکھتا ہو اور ہمارے فضائل کا انکار کرتا ہو۔

حوالہ: بحارالانوار جلد 26 صفحہ 221 حدیث 47؛ ارشاد القلوب دیلمی جلد دوم صفحہ 416؛ القطرہ من بحار جلد اوّل صفحہ 209 حدیث 115 اور جلد سوم صفحہ 56 حدیث 694؛ المختصر ابن سلمان حلّی صفحہ 107

(26) امام علی رضا علیہ السلام: جو کوئی ہمارے مصائب کا تذکرہ کرے اور ہم پر جو ظلم ہوا ہے اسے یاد کر کے گریہ کرے قیامت کے دن وہ ہمارے ساتھ ہمارے درجہ میں ہوگا اور جو کوئی ہمارے مصائب کا ذکر کرے اور خود روئے اور دوسروں کو رُلائے تو اس کی آنکھ اس دن نہیں روئے گی اور جو کوئی اس مجلس میں بیٹھے جس میں ہمارا امر زندہ ہوتا ہو تو اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن سب دل مُردہ ہوں گے۔

حوالہ: امالی شیخ صدوق جلد اوّل صفحہ 195 مجلس 17 حدیث 4؛ القطرہ من بحار جلد دوم صفحہ 140 حدیث 454؛ عیون اخبار الرضاؑ جلد اوّل صفحہ 115؛ جامع احادیث الشیعہ جلد 15 صفحہ 434 حدیث 21115

(27) امام حسین علیہ السلام: کچھ لوگ آپؑ کے پاس آئے اور کہا کہ ہمیں اپنے فضائل سنائیں۔ آپؑ نے فرمایا: تم برداشت نہیں کرسکو گے لیکن ان لوگوں کا اصرار جاری رہا۔ آپؑ نے فرمایا: تم ایک شخص کو میرے سپرد کرو میں اسے اپنے فضائل بیان کروں گا۔ اگر اس نے میرے فضائل برداشت کر لیے تو پھر میں تم سب سے اپنے فضائل بیان کروں گا۔
پس ایک شخص آپؑ کے قریب آیا۔ آپؑ اسے تھوڑی دور لے گئے اور اس سے اپنی حقیقت نورانیہ کا کچھ اظہار کیا۔ وہ

شخص آپؑ کی باتوں کی تاب نہ لایا اور اسی وقت پاگل ہو کر چیخیں مارنے لگا۔
حوالہ: مناقب آلِ ابی طالبؑ ابن شہر آشوب جلد چہارم صفحہ 51؛ مختصر البصائر صفحہ 107. مدینۃ المعاجز سیّد ہاشم بحرانی (مترجم) جلد دوم صفحہ 155؛ بحارالانوار جلد 25 صفحہ 378؛ اثباۃ الہداۃ حُرالعاملی جلد پنجم صفحہ 194 حدیث 34؛ الخرائج والجرائح راوندی صفحہ 795 باب 16 حدیث 4

(28) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہم ہیں مشتاقانِ خدا، اس کی بارگاہ میں مقرب، اس کے برگزیدہ و منتخب شدہ اور میراثِ انبیاءؑ کے محافظ اور امانت دار۔ ہم ہیں خدا کے امین، اس کی شناخت، اس کی ہدایت کی نشانی اور عروۃ الوثقیٰ۔ اللہ نے ہمارے ہی ذریعے سے اپنے اُمور کا آغاز کیا اور ہمارے ہی واسطے سے ان کی انتہا کرے گا۔ اوّلین و آخرین ہم ہیں۔ زمانے کی ناموس ہم ہیں۔ ہم لوگوں کے آقا و مولا ہیں، سیاست مدارِ جہان، محکم اور صراطِ مستقیم ہیں۔ کائنات کے وجود کی علت و حجت معبود ہم ہیں، جو ہمارے حق سے جاہل ہے۔ اللہ اس کا کوئی عمل بھی قبول نہیں کرے گا۔ ہم نبوت و رسالت کے چراغ، تمام اَنوار کے لیے نُور اور کلمۂ جبار ہیں۔ ہم حق کا وہ پرچم ہیں جو اس کے زیرسایہ آگیا وہ نجات پا جائے گا اور جس نے اس کی مخالفت کی وہ گمراہ ہو جائے گا۔ ہم ہیں دین مبین کے پیشوا اور روشن چہروں کے راہنما، ہم ہیں معدنِ نبوت اور محلِ رسالت، فرشتے ہمارے ہاں رفت و آمد کرتے ہیں۔ ہم اس شخص کے لیے نُورانی چراغ ہیں جو نُور کی تلاش میں ہے اور اس کے لیے راہِ ہدایت ہیں جو ہدایت کا متلاشی ہے۔ ہم بہشت کی طرف رہبری کرنے والے اور ہدایت کی طرف جانے کی گزرگاہ ہیں۔ ہمارے درجات بہت بلند و بالا ہیں۔ بارش ہمارے وسیلے سے برستی ہے۔ رحمتِ خدا ہمارے ذریعے سے نازل ہوتی ہے اور عذاب و بدبختی ہمارے واسطے سے دُور ہوتی ہے۔ پس جو شخص ہماری اس ہدایت کو سنتا ہے وہ اپنے دل میں ہماری محبت کی جستجو کرے۔ اگر اس میں ہماری دشمنی اور ہمارے فضائل سے انکار پایا جائے تو وہ شخص راہِ حق سے منحرف ہے کیونکہ ہم حجتِ خدا، ترجمانِ وحی، گنجینۂ علم اور میزان عدل و انصاف ہیں۔ ہم درخت زیتون کی شاخیں اور نیک لوگوں کی پرورش کرنے والے ہیں۔ ہم اس چراغ دان کا چراغ ہیں جس میں نُور کے اُوپر نُور برقرار ہے۔ ہم وہی برگزیدہ و محکم کلمہ ہیں جو تا قیامِ قیامت باقی رہے گا کہ جس کی ولایت کا عالمِ ذر میں پیمان لیا گیا ہے۔
حوالہ: القطرہ من بحار سیّد احمد مستنبط النجفی جلد سوم صفحہ 60 حدیث 699؛ بحارالانوار جلد 26 صفحہ 259 حدیث 36؛ مشارق اَنوار الیقین حافظ رجب البرسی صفحہ 50

(29) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: تمام مخلوقات نے (حضرت) علیؑ کی ولایت اور فضائل کا انکار کیا اور سخت تکبر سے کام لیا البتہ

ایک قلیل گروہ نے اقرار کیا جو اصحابِ یمین ہیں۔ ان کی تعداد بہت کم ہے۔ آسمان پر ایک فرشتہ ہے جو یہ تسبیح پڑھ رہا ہے کہ پاک و منزہ ہے وہ ذات جس نے اس وسیع و عریض جہان میں سے ایک چھوٹے سے گروہ کو عظیم تر فضیلت کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔

حوالہ: بحارالانوار، جلد 26 صفحہ 294؛ القطرہ من بحار سیّد احمد مستنبط النجفی جلد سوم صفحہ 64 حدیث 702؛ مشارق أنوار الیقین حافظ رجب البرسی صفحہ 17

(30) رسولِ اکرم ﷺ: اللہ نے میرے بھائی علیؑ بن ابی طالبؑ کو ایسے فضائل عطا کیے ہیں کہ جن کا شمار خود ان کے علاوہ کوئی کر ہی نہیں سکتا۔ جو کوئی بھی ان فضائل میں سے ایک فضیلت کو صدقِ دل سے ذکر کرے گا تو خدا اس کے تمام گذشتہ اور آئندہ گناہوں کو معاف فرما دے گا اگرچہ جنوں اور انسانوں کے جملہ گناہوں کے ساتھ قیامت کے دن آئے اور جو کوئی بھی ان فضائل میں سے ایک فضیلت کو لکھے تو جب تک وہ لکھی ہوئی فضیلت باقی رہے گی فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے رہیں گے اور جو کوئی بھی ان فضائل میں سے ایک فضیلت کو سنے گا تو جو گناہ کان سے سرزد ہوئے ہوں گے خدا ان کو بخش دے گا اور جو کوئی بھی لکھے ہوئے فضائل کو دیکھے گا تو جو گناہ آنکھ سے کیے ہوں گے خدا ان کو بھی معاف کر دے گا۔ علیؑ بن ابی طالبؑ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ ان کا ذکر عبادت ہے۔ کسی بھی شخص کا ایمان اس وقت تک قبول نہ ہوگا جب تک وہ علیؑ سے محبت نہ رکھے اور ان کے دشمنوں سے نفرت نہ کرے۔

حوالہ: امالی شیخ صدوق صفحہ 108 مجلس 28 حدیث 10؛ کشف الغمہ جلد اوّل صفحہ 112؛ بحارالانوار جلد 38 صفحہ 196 حدیث 4؛ تاویل الآیات (عربی) صفحہ 844 (در سورۃ اخلاص)؛ القطرہ من بحار جلد اوّل صفحہ 24؛ معالم الزلفیٰ سیّد ہاشم بحرانی جلد اوّل صفحہ 105؛ الدمعۃ الساکبہ (مترجم) جلد اوّل صفحہ 205

نوٹ: واضح رہے کہ امالی شیخ صدوق کے اُردو ترجمہ سے اس حدیث کو نکال دیا گیا ہے اسی طرح اور بھی بہت ساری احادیث جن میں فضائل اور عزاداری کی احادیث قابلِ ذکر ہیں کو نکال دیا گیا ہے۔

(31) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہمارے لیے رب قرار دو کہ جس کی طرف ہم رجوع کرتے ہیں۔ اس کے بعد ہماری فضیلت میں جو چاہو کہتے رہو۔ ممکن نہیں ہے کہ ہمارے حق کو ادا کر سکو اور ہمارے علوم و معارف میں سے تم تک صرف وہ الف پہنچا ہے جس کا عطف نہ ہوا ہو۔

حوالہ: بصائر الدرجات جز دہم صفحہ 902 باب 18 حدیث 8؛ بحارالانوار جلد 25 صفحہ 283 حدیث 30؛ اثبات الہداۃ الحر العاملی جلد ہفتم صفحہ 465 حدیث 52؛ مختصر بصائر الدرجات حلّی صفحہ 187 حدیث 8؛ المختصر ابن سلمان

حلّی صفحہ 65 حدیث 81؛ العوالم جلد سوم صفحہ 289 حدیث 32؛ القطرہ من بحار سیّد احمد مستنبط النجفی جلد اوّل صفحہ 69

نوٹ: واضح رہے کہ بصائر الدرجات کے اُردو ترجمہ سے اس حدیث کو نکال دیا گیا ہے۔ ہمارے پاس اُردو ترجمہ ولایت مشن پبلی کیشنز کا شائع کردہ ہے۔ عربی نسخے میں مذکورہ باب میں 53 احادیث ہیں جبکہ اُردو ترجمے میں 50 احادیث ہیں اور اُردو ترجمے میں باب کا نام بھی تبدیل کر دیا گیا ہے۔ یہ بددیانتی کیوں کی جارہی ہے خدا کو تو معلوم ہی ہے آپ کو بھی سمجھ رکھنی چاہیے۔

(32) امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر ہمیں اجازت ہوتی کہ جو مقام ہمارا خدا کے نزدیک ہے وہ لوگوں کو بتاسکیں تو تم میں اسے تحمل اور قبول کرنے کی طاقت نہ ہوتی۔

حوالہ: بحار الانوار جلد 25 صفحہ 385 حدیث 41؛ المختصر ابن سلمان حلّی صفحہ 128؛ القطرہ من بحار جلد اوّل صفحہ 70

(33) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: (حضرت) علیؑ کو مخلوق میں سے کسی ایک پر بھی قیاس نہیں کیا جاسکتا ہے۔

حوالہ: القطرہ من بحار جلد سوم صفحہ 396 حدیث 882؛ اربعین ابن ابی الفوارس جلد 32 مخطوطہ

(34) امیر المومنین علیہ السلام: اس اُمت میں کسی کو آلِ محمدؐ پر قیاس ہی نہیں کیا جاسکتا ہے۔ جن لوگوں پر ان کی نعمات ہمیشہ جاری رہی ہوں وہ ان کے برابر ہرگز نہیں ہوسکتے۔

حوالہ: نہج البلاغہ صفحہ 63 خطبہ 2

(35) امام جعفر صادق علیہ السلام: خدائی کی نسبت ہماری طرف مت دو اور وہ فوائد بشری جو تمھارے لیے جائز ہیں ان کو ہمارے لیے جائز قرار نہ دو یعنی ہمیں اپنی طرح قیاس مت کرو کیونکہ لوگوں میں سے کسی کا بھی ہمارے ساتھ قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ ہم وہ اسرارِ الٰہی ہیں جو ان بشری بدنوں میں رکھ دیے گئے ہیں۔ ہم پروردگار کی بولتی ہوئی کلام ہیں جو ان خاکی جسموں میں موجود ہے۔ ان چیزوں کے سمجھنے کے بعد ہماری فضیلت کے متعلق جو چاہتے ہو کہتے رہو۔ جان لو کہ ہمارے فضائل بحرِ بیکراں کی مانند ہیں اور ہماری عظمت کو بیان کرنا کسی کے بس میں نہیں ہے۔

حوالہ: القطرہ من بحار سیّد احمد المستنبط نجفی جلد اوّل صفحہ 226 حدیث 133؛ مشارق انوار الیقین حافظ رجب البرسی صفحہ 69

(36) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: یا علیؑ! خدا کو میرے اور آپؑ کے سوا کوئی نہیں پہچانتا اور مجھے خدا کے اور آپؑ کے علاوہ کوئی نہیں پہچانتا اور آپ کو خدا اور میرے علاوہ کوئی نہیں پہچانتا۔

حوالہ: تاویل الآیات سیّد شرف الدین الحسینی جلد اوّل صفحہ 221 حدیث 15؛ مختصر البصائر صفحہ 125؛

الانوارالساطعہ جلد پنجم صفحہ 217 طبع ایران؛ المختصر ابن سلیمان حلّی صفحہ 165؛ القطرہ من بحار جلد اوّل صفحہ 341 حدیث 246؛ مشارق أنوار الیقین صفحہ 112

(37) امام جعفر صادق علیہ السلام: ایک شخص امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ خدا نے آپؑ کو جو فضائل عطا کیے ہیں ان کے بارے میں ہمیں بتائیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: تجھ میں طاقت نہیں ہے کہ تو ان کو سن سکے اور قبول کر سکے۔ اس نے عرض کیا: یا ابن رسولؐ اللہ! آپؑ بیان کریں میں برداشت کروں گا اور قبول کروں گا۔ امام علیہ السلام نے جب اس کے اصرار کو دیکھا تو اس کے لیے ایک حدیث بیان فرمائی لیکن ابھی آپؑ کی بات مکمل بھی نہ ہوئی تھی کہ اس شخص کے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو گئے اور وہ حدیث کو بھول گیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی رحمت اس کے شامل رہی کہ وہ فوراً حدیث کو بھول گیا۔

حوالہ: الخرائج والجرائح قطب الدین راوندی جلد دوم صفحہ 795 حدیث 5؛ اثبات الہداۃ شیخ حرّ العاملی جلد پنجم صفحہ 195 حدیث 30؛ القطرۃ من بحار جلد اوّل صفحہ 407 حدیث 306؛ مختصر البصائر صفحہ 108؛ بحارالانوار جلد 25 صفحہ 379

(38) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اپنی مجالس کو علیؑ بن ابی طالبؑ کے ذکر سے زینت دیا کرو۔

حوالہ: بحارالانوار جلد 38 صفحہ 199 حدیث 8؛ بشارۃ المصطفیٰ صفحہ 61

(39) امام جعفر صادق علیہ السلام: وہ لوگ جو ہمیں وہ مقام نہیں دیتے جو اللہ نے ہمیں دیا ہے وہ جنت میں نہیں جائیں گے اور جو دیگر افراد کی طرح گناہگار ہیں لیکن ہمارا مقام پہچانتے ہیں اور جو مقام اللہ نے ہمیں دیا ہے اس پر کسی اور کو تسلیم نہیں کرتے۔ وہ جنت میں جائیں گے۔

حوالہ: الدمعۃ الساکبہ (مترجم) جلد اوّل صفحہ 209 بحوالہ امالی شیخ صدوق

(40) امیر المومنین علی علیہ السلام: ہم اہلِ بیت علیہم السلام کو لوگوں سے قیاس نہیں کیا جا سکتا ہے۔

حوالہ: بحارالانوار جلد 25 صفحہ 384 حدیث 39

(41) امیر المومنین علی علیہ السلام: مخلوق ہم اہلِ بیت علیہم السلام کی غیر ہے۔

حوالہ: بصائر الدرجات (مترجم) جلد اوّل صفحہ 75 باب 9 (نوادر) حدیث 1؛ بحارالانوار جلد 25 صفحہ 49 حدیث 9

(42) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ اللہ سے ایسی حالت میں ملاقات کرے جب کہ وہ مومن حقیقی ہو تو اس کو چاہیے کہ اللہ، رسولؐ اور مومنین (یعنی ائمہؑ) سے دوستی رکھے اور ان کے دشمنوں سے بیزاری اختیار کرے اور ان کے جو فضائل و کمالات اس تک پہنچیں ان کو تسلیم کرے۔ چونکہ ان کے فضائل تک کسی نبی مرسل یا کسی مقرب

فرشتے یا کسی مومن کی رسائی نہیں ہوسکتی اور یاد رکھو کہ کوئی شخص بھی اللہ کی رضا حاصل نہیں کرسکتا جب تک وہ اللہ اور اس کے رسولؐ اور ائمہ طاہرینؑ کی اطاعت نہ کرے اور یہ جان لے کہ ان حضرات مقربین کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے اور ان کی کسی چھوٹی یا بڑی فضیلت کا انکار نہ کرے۔

حوالہ: ارشاد القلوب الدیلمی جلد دوم، صفحہ 314؛ بحارالانوار جلد 78 صفحہ 219؛ روضۃ الکافی محمد بن یعقوب کلینی (مترجم) صفحہ 20 حدیث 1

(43) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: (حضرت) علیؑ پر شک کرنے والا قیامت کے روز اس طرح محشور ہوگا کہ اس کی گردن میں آگ کا طوق ہوگا جس کے سو گوشے ہوں گے اور ہر گوشے پر ایک شیطان ہوگا جو اس کا منہ چڑا چڑا کر اس پر تھوکے گا۔

حوالہ: معالم الزلفیٰ سیّد ہاشم البحرانی، صفحہ 302؛ بحارالانوار جلد نہم صفحہ 362 و جلد سوم صفحہ 447؛ امالی شیخ مفید صفحہ 240 مجلس 18 حدیث 2

(44) امیر المومنین علی علیہ السلام: اس ذات کے حق کی قسم جس نے دانے کو چیرا اور مخلوق کو پیدا کیا۔ میرے پاس آسمانوں اور زمینوں کے متعلق وہ اختیار اور قدرت ہے کہ تم اس کے جاننے کی ہمت ہی نہیں رکھتے۔

حوالہ: بحارالانوار جلد 27 صفحہ 37 حدیث 5؛ القطرہ من بحار جلد اوّل صفحہ 16

(45) امیر المومنین علی علیہ السلام: بڑے بڑے شیعوں نے آپؑ سے درخواست کی کہ ہمیں اسرارِ الٰہی میں سے کوئی معجزہ دکھائیں۔ آپؑ نے فرمایا: تم اس کے متحمل نہیں ہوسکتے اور اگر ایسا ممکن ہو بھی جائے تو کافر ہو جاؤ گے۔ انھوں نے کہا: آپؑ کے صاحبِ اسرار اور صاحبِ معجزات ہونے پر شک نہیں ہے اس کے بعد آپؑ نے ستر افراد منتخب کیے اور شہر کوفہ کی عقبی جانب لے گئے۔ آپؑ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ چند کلمات کہے اور فرمایا: نگاہ کرو۔ جب انھوں نے دیکھا تو اپنے سامنے درختوں اور پھلوں کو پایا اور سب نے واضح طور پر جنّت کا مشاہدہ کیا۔ ایک شخص جو چرب زبان تھا، نے کہا: یہ تو کھلم کھلا جادو ہے۔ چنانچہ دو آدمیوں کے علاوہ سب انکار کر گئے۔ آپؑ نے ان میں ایک سے فرمایا: تمھارے ساتھیوں نے جو کہا ہے تم نے سنا ہے؟ خدا کی قسم! نہ یہ جادو تھا اور نہ ہی مَیں جادوگر ہوں بلکہ یہ تو خدا اور اس کے رسولؐ کے چشمۂ علم کے فیض سے حاصل شدہ چیز ہے۔ ان لوگوں نے مجھے اور میری بات کو رد نہیں کیا بلکہ حقیقت میں رسولِ خدا کو رد کیا ہے۔ پھر آپ مسجد کی طرف واپس آئے تا کہ ان کے لیے استغفار کریں۔ جب آپ نے دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے تو مسجد کے سب سنگریزے جواہرات میں تبدیل ہوگئے۔ جو دو لوگ باقی بچے گئے تھے ان میں سے ایک اور کافر ہوگیا اور فقط ایک شخص ثابت قدم رہا۔

حوالہ: بحارالانوار جلد 41 صفحہ 259 حدیث 20؛ مشارق انوار الیقین صفحہ 82؛ مدینۃ المعاجز سیّد ہاشم البحرانی، جلد دوم صفحہ 47 حدیث 294

(46) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام دونوں کو ظاہری بشر بنایا اور ان کا باطن خدا کی طرف منسوب اور مربوط ہے۔ لوگوں کے درمیان لوگوں کی شکل میں ظاہر ہوئے ہیں تا کہ لوگ ان کو دیکھ سکیں۔ اور اسی ضمن میں خدا کا ارشاد ہے: ''اور ہم نے ان کو وہی لباس پہنایا جو لباس لوگ پہنتے ہیں'' (الانعام:9)۔ یہ دونوں خدا کے جانشین ہیں اور خالق کائنات کا حجاب ہیں۔ خلقت کا آغاز ان سے ہوا اور اللہ کائنات اور مقدرات کا اختتام ان دو کے ساتھ فرمائے گا۔ اہلِ بیت علیہم السلام کو خدا نے اپنے لیے منتخب کیا اور چُنا ہے۔ انھیں اپنے علم کے خزانوں کا محافظ بنایا ہے۔ لوگوں تک اپنا پیغام رساں قرار دیا ہے۔ ان کو اپنا قائم مقام بنایا ہے۔ کیونکہ وہ دیکھا نہیں جاتا اور اس کو درک نہیں کیا جاسکتا۔ اس کی کیفیت کی معرفت نہیں ہوسکتی اور اس کے مقام کی شناخت نہیں ہوسکتی۔ یہ وہ حضرات ہیں جو خدا کی طرف سے گفتگو کرتے ہیں۔ اس کے پیغام کو پہنچاتے ہیں اور اس کے امر و نہی کو واضح و روشن کرتے ہیں۔ پس ان کے ذریعے سے خدا نے اپنی قدرت کو ظاہر کیا اپنی نشانیوں اور معجزات کو دکھایا۔ انھی کے ذریعے سے اپنے بندوں کو اپنے سے آشنا کرایا اور انھی کے سبب سے اس کے فرمان کی اطاعت ہوئی۔

حوالہ: بحارالانوار جلد 35 صفحہ 28 حدیث 24؛ تاویل الآیات صفحہ 493؛ تفسیر البرہان جلد سوم صفحہ 193 حدیث 7؛ القطرہ من بحار جلد اوّل صفحہ 93

(47) امام زین العابدین علیہ السلام: اگر ابوذرؓ کو معلوم ہوتا کہ سلمانؓ کے دل میں کیا ہے تو ابوذرؓ اسے قتل کر ڈالتے۔ رسولؐ اللہ نے ان دونوں میں مواخات قائم کردی (ایسی حالت میں) باقی مخلوق کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے۔ علما (یعنی آلِ محمدؐ) کا علم صعب، مستصعب ہے۔ اس کا متحمل نہیں ہوسکتا مگر نبی مرسلؐ یا ملکِ مقرب یا وہ مومن جس کے دل کا اللہ نے ایمان کے لیے امتحان لے لیا ہو۔ سلمانؓ علماء میں شامل ہوگیا کیونکہ وہ ہم اہلِ بیتؑ سے ہے۔ اسی لیے اس کی نسبت ہماری طرف ہے۔

حوالہ: بصائرالدرجات (مترجم) جلد اوّل صفحہ 90 باب 11 حدیث 20؛ تفسیر البرہان جلد پنجم صفحہ 858 حدیث 2؛ بحارالانوار جلد دوم صفحہ 190 حدیث 25 اور جلد 22 صفحہ 343 حدیث 53؛ مختصر بصائرالدرجات صفحہ 334 حدیث 8؛ اصولِ کافی جلد اوّل صفحہ 401 حدیث 2؛ الوافی جلد سوم صفحہ 644 حدیث 2؛ العوالم جلد سوم صفحہ 504 حدیث 24

(48) امام علی رضا علیہ السلام: جو بات ہم سے منسوب تمھاری طرف پہنچے اسے باطل مت کہو چاہے تم اس کے خلاف بھی جانتے

ہو۔ بے شک تم نہیں جانتے کہ ہم نے یہ بات کیوں کہی اور کس وجہ سے اور کس صفت میں کہی۔

حوالہ: بصائر الدرجات (مترجم) جلد دوم صفحہ 619 باب 22 حدیث 4؛ رجال الکشی صفحہ 455 درضمن رقم 859؛ بحارالانوار جلد دوم صفحہ 186 حدیث 11؛ مختصر بصائر الدرجات صفحہ 234 حدیث 34؛ تفسیر البرہان جلد پنجم، صفحہ 861 حدیث 7؛ العوالم جلد سوم صفحہ 528 حدیث 63؛ روضۃ الکافی کلینی (مترجم) صفحہ 146 درضمن، حدیث 95

(49) امام محمد باقر علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام: اگر تمھارے پاس کوئی حدیث پہنچے تو اس کی تکذیب نہ کرو۔ بے شک تم نہیں جانتے شاید کہ وہ چیز حق کی طرف ہو اور تم اللہ کو عرش کے اُوپر جھٹلا دو۔

حوالہ: بصائر الدرجات (مترجم) جلد دوم صفحہ 619 باب 22 حدیث 5؛ علل الشرائع صفحہ 395 حدیث 13؛ المحاسن للبرقی جلد اوّل صفحہ 360 حدیث 177؛ مختصر بصائر الدرجات صفحہ 234 حدیث 35؛ بحارالانوار جلد دوم صفحہ 186 حدیث 10؛ تفسیر البرہان جلد پنجم صفحہ 863 حدیث 22؛ العوالم جلد سوم صفحہ 517 حدیث 25

(50) امام محمد باقر علیہ السلام: بے شک امام ہادی اور مہدی ہوتا ہے۔ اللہ اس کو دھند میں داخل نہیں کرتا اور نہ اسے اپنے طریقے سے نکالتا ہے۔ لوگ ان کے امر کے بارے میں سوچنے کا حق نہیں رکھتے اور نہ ہی اس کے امر میں تاخیر کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ بے شک انھیں تو صرف تسلیم کرنے کا حق دیا گیا ہے۔

حوالہ: بصائر الدرجات (مترجم) جلد دوم صفحہ 584 باب 20 حدیث 19؛ تفسیر البرہان جلد پنجم صفحہ 860 حدیث 3؛ بحارالانوار جلد دوم صفحہ 202 حدیث 75؛ العوالم جلد سوم صفحہ 515؛ حدیث 16؛ مختصر بصائر الدرجات صفحہ 227 حدیث 19

(51) امیر المومنین علی علیہ السلام: جو شخص ہمارے اُمور اور علوم میں شک کرتا ہے وہ اس کی مانند ہے جس نے ہماری معرفت اور حقوق کا مذاق اُڑایا۔ بے شک اللہ نے ہماری ولایت کو کئی موارد میں واجب فرمایا ہے اور جس چیز پر عمل ہونا چاہیے اسے کھول کر بیان کیا ہے۔

حوالہ: ارشاد القلوب دیلمی جلد دوم صفحہ 314؛ بحارالانوار جلد 26 صفحہ 221؛ القطرہ من بحار جلد سوم صفحہ 56 حدیث 694

(52) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام: اگر مجھے اجازت دی گئی ہوتی تو میں لوگوں کو اپنے فضائل سے آگاہ کرتا اور ہمارا علم ہمارے کمترین فضائل میں سے ہے۔

حوالہ: بصائر الدرجات جلد دوم، جز دہم صفحہ 561 باب 18 حدیث 26؛ بحارالانوار جلد 25 صفحہ 371 حدیث 21؛ مختصر البصائر صفحہ 68؛ القطرہ من بحار (مترجم) جلد سوم صفحہ 45 حدیث 684 اور جلد دوم صفحہ 61 حدیث 379

(53) امام جعفر صادق علیہ السلام: بے شک ہمارے دل لوگوں کی طرح نہیں ہیں۔ہم پاکیزہ و برگزیدہ ہیں۔ہم وہ کچھ دیکھتے ہیں جو لوگ نہیں دیکھ سکتے۔ہم وہ کچھ سنتے ہیں جو لوگ نہیں سن سکتے۔ملائکہ ہمارے گھروں پر نازل ہوتے ہیں۔وہ ہمارے صحن خانہ میں قدم رنجاں ہوتے ہیں۔وہ ہمارے دسترخوان کے شاہد ہیں اور ہماری تشیع جنازہ میں حاضر ہوتے ہیں۔وہ ہمیں ان اخبار سے باخبر کرتے ہیں جو ابھی تک واقع نہیں ہوئیں۔وہ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے ہیں، ہمارے لیے دُعا کرتے ہیں، اپنے پَر بطورِ تبرک ہمارے ساتھ مَس کرتے ہیں۔ہمارے بچوں کو اپنے پَروں پر جھولے دیتے ہیں۔ہمارا علم و قدرت اس حد تک ہے کہ لوگ اسے نہیں سمجھ سکتے اور اس بارے میں کسی قسم کی قضاوت نہیں کر سکتے۔لیکن ہم ان موارد میں حکم کرتے ہیں۔وہ کس طرح سے مشرق و مغرب والوں کا امام ہو سکتا ہے جبکہ وہ نہ تو ان کو دیکھتا ہو اور نہ ہی ان کے درمیان حکم کرتا ہو؟ وہ ان کے لیے کس طرح سے حجت اور امام ہو سکتا ہے جو اس کی نظروں سے پنہاں اور قدرت سے باہر ہوں اور انھیں بھی اپنے امام تک رسائی کی قدرت نہ ہو؟ اگر امام لوگوں کو دیکھ نہیں سکتا تو وہ کس طرح سے احکامِ الٰہی ان تک پہنچائے گا اور ان پر گواہی دے گا۔

حوالہ: القطرہ من بحار جلد سوم، صفحہ 46 حدیث 685؛ الاختصاص شیخ مفید صفحہ 340؛ بحارالانوار جلد 25 صفحہ 374 حدیث 24؛ کامل الزیارات صفحہ 727 باب 108 حدیث 2؛ تفسیر البرہان جلد چہارم صفحہ 148 حدیث 1؛ تاویل الآیات (عربی) جلد دوم صفحہ 886 در ضمن حدیث 12

☆☆☆

عزاداریٔ مظلوم کے احکام

(1) امام حسین علیہ السلام: میں قتیل عبرت ہوں جو مومن بھی مجھے یاد کرتا ہے وہ آنسوؤں سے بھر آتا ہے۔
حوالہ: کامل الزیارات صفحہ 258 باب 36 حدیث 3؛ جامع احادیث الشیعہ جلد 15 صفحہ 441 حدیث 21124؛ بحارالانوار جلد 44 صفحہ 284؛ مقتل شیخ صدوق صفحہ 267؛ امالی شیخ صدوق صفحہ 107 مجلس 28 حدیث 8

(2) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب آپؑ کے سامنے امام حسین علیہ السلام کا ذکر ہوا تو پھر کسی نے آپؑ کو سارا دن مسکراتے نہیں دیکھا اور آپؑ نے فرمایا: حسینؑ ہر مومن کے آنسو ہیں۔
حوالہ: کامل الزیارات صفحہ 258 باب 36 حدیث 2؛ بحارالانوار جلد 44 صفحہ 280؛ منتہی الآمال شیخ عباس قمی جلد اوّل صفحہ 359

(3) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: بے شک قتل حسینؑ مومنین کے دلوں میں حرارت ہے جو کبھی ٹھنڈی نہیں ہوگی۔
حوالہ: مستدرک الوسائل جلد دہم صفحہ 318؛ جامع احادیث الشیعہ جلد 15 صفحہ 441 حدیث 21123؛ مقتل حسین عبدالرزاق المقرم صفحہ 156

(4) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس شخص کے پاس ہمارا ذکر کیا جائے اور اس کی آنکھ سے آنسو نکل آئیں چاہے مچھر کے پَر کے برابر ہی کیوں نہ ہو تو اللہ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے، چاہے سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔
حوالہ: کامل الزیرات صفحہ 243 باب 32 حدیث 8؛ بحارالانوار جلد 44 صفحہ 278 حدیث 1؛ نفس المھموم شیخ عباس قمی صفحہ 53؛ وسائل الشیعہ جلد دہم صفحہ 278 باب 66 حدیث 1؛ تفسیر القمی جلد دوم صفحہ 292؛ مدینۃ المعاجز ہاشم البحرانی (مترجم) جلد دوم صفحہ 243؛ جامع احادیث الشیعہ جلد 15 صفحہ 430 حدیث 21106؛ الدمعۃ الساکبہ جلد دوم صفحہ 116؛ المحاسن للبرقی صفحہ 63

(5) امیر المومنین علی علیہ السلام: روزِ قیامت ہر آنکھ رُوئے گی اور ہر آنکھ پریشان ہوگی سوائے اس آنکھ کے جسے اللہ نے اپنی کرامت کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور وہ آنکھ جس نے امام حسین علیہ السلام اور آلِ محمدؐ کی ہتک وحرمت پر گریہ کیا ہوگا۔
ہمارے شیعہ شہد کی مکھی کے مانند ہیں کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو کہ ان کے دل میں کیا ہے تو وہ انھیں کھا جاتے۔
حوالہ: مقتل شیخ صدوق صفحہ 272

(6) امام جعفر صادق علیہ السلام: جس شخص کی آنکھ ہمارے اس خون کی خاطر جو زمین پر بہہ گیا ہے یا ہمارے اس حق کی خاطر جس سے ہمیں محروم رکھا گیا ہے یا ہماری عزت کی خاطر جس کو پامال کیا گیا ہے یا ہمارے شیعوں میں سے کسی ایک کی خاطر ایک آنسو بہائے گی اس کی جزا اللہ تعالیٰ جنت قرار دے گا۔

حوالہ: امالی شیخ مفید صفحہ 289 مجلس 22 حدیث 5؛ جامع احادیث الشیعہ جلد 15 صفحہ 432 حدیث 2112؛ وسائل الشیعہ جلد دہم صفحہ 282 باب 66 حدیث 11؛ بحارالانوار جلد 44 صفحہ 279 حدیث 7؛ امالی شیخ طوسی جلد دوم صفحہ 120

(7) امام جعفر صادق علیہ السلام: آپؑ نے مسمع سے فرمایا کہ تم اہلِ عراق ہو۔ کیا تم حسینؑ کی قبر کے پاس نہیں جاتے۔ مسمع نے کہا: میں اہلِ بصرہ میں مشہور آدمی ہوں اور ہمارے پاس جو لوگ ہیں وہ اس خلیفہ کی خواہش کی پیروی کرتے ہیں اور ناصبوں وغیرہ سے، بہت سے قبائل ہمارے دشمن ہیں اور میں اس سے باامن نہیں ہوں کہ وہ میرے کوائف سلیمان کی اولاد تک پہنچا دیں اور میرے ساتھ ایسا سلوک کریں جو دوسروں کے لیے باعثِ عبرت بن جائے گی۔ اسی وجہ سے احتیاط کرتا ہوں اور زیارت کے لیے نہیں جاتا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: تمھیں یاد نہیں جو مصائب میرے جد پر گزرے؟ مسمع نے کہا: بے شک میں جانتا ہوں اور جب بھی امام حسین علیہ السلام مجھ کو یاد آتے ہیں تو مجھ پر رنج و الم کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے حتیٰ کہ جب میں کھانا کھانے لگتا ہوں اور امام حسین علیہ السلام مجھے یاد آجاتے ہیں تو میں کھانا کھانے سے رُک جاتا ہوں اور مجھ پر ایسی کیفیت طاری ہو جاتی ہے جسے دیکھ کر میرے گھر والے بھی پریشان ہو جاتے ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تیرے آنسوؤں پر رحم کرے تم ان لوگوں میں سے ہو جو ہماری مصیبت میں مصیبت زدہ رہتے ہیں اور ہماری خوشی میں خوش ہوتے ہیں۔ ہمارے لیے ہی مغموم ہوتے ہیں اور ہمارے خوف سے ہی خوفزدہ ہوتے ہیں اور جب ہم امن میں ہوں تو وہ بھی بے خوف ہو جاتے ہیں۔ تم مرتے وقت دیکھو گے کہ میرے آباء تمھارے لیے کس طرح حاضر ہوں گے اور ملک الموت کو تمھارے لیے وہ وصیت کریں گے اور تجھے بشارت دیں گے وہ بہت افضل ہوگی اور ملک الموت تم پر تمھاری شفقت کرنے والی ماں سے بھی زیادہ رحم دل اور نرم ہوگا۔

مسمع کہتا ہے کہ پھر آپؑ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا: الحمدللہ! اس اللہ نے ہم اہلِ بیتؑ کو تمام مخلوق سے زیادہ رحمت اور نرم دل کے ساتھ خاص کیا۔ اے مسمع! جب سے امیرالمومنینؑ قتل ہوئے تو زمین اور آسمان ہم پر رو رہے ہیں اور جو فرشتے رو رہے ہیں ان کو کوئی شمار کرنے والا شمار نہیں کر سکتا اور جب سے ہم قتل ہوئے

تب سے فرشتوں کے آنسو نہیں تھمے اور جو آدمی بھی ہمارے مصائب پر روتا ہے تو اللہ اس پر رحم فرماتا ہے۔ اس سے قبل کہ اس کی آنکھ سے کوئی آنسو گرے اللہ اس کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور اگر غمِ حسینؑ میں بہنے والا ایک آنسو جہنم میں گر جائے تو اس کی آگ بجھ جائے حتیٰ کہ ایک ذرّہ بھی گرمی نہ رہے اور ہماری وجہ سے تکلیف اُٹھانے والا دل جب ہمیں موت کے قریب دیکھے گا تو خوش ہوگا اور یہ خوشی اس کے دل میں برقرار رہے گی یہاں تک کہ وہ حوضِ کوثر پر ہمارے ساتھ آ جائے اور کوثر بھی ہمیں دوست رکھنے والے پر بہت خوش ہوتا ہے۔ جب وہ وہاں پہنچے گا تو وہاں ہر انواع واقسام کے کھانے کھائے گا جنھیں وہ اپنے سے دُور کرنا پسند نہیں کرے گا۔

اے مسمع! جس نے اس سے ایک گھونٹ بھی پانی پی لیا۔ وہ اس کے بعد کبھی پیاسا نہیں ہوگا اور نہ پانی مانگے گا اور وہ کستور جیسی ٹھنڈک کستوری کی خوشبو زنجبیل کا ذائقہ شہد سے بھی میٹھا ہوگا۔ مکھن سے نرم آنسوؤں سے صاف، عنبر سے زیادہ خوشبودار جو تسنیم سے نکلے گی اور وہ جنت کی نہروں پر کنکریوں پر چلے گا جو موتیوں اور یاقوت کی ہوگی۔ ان نہروں پر آسمان کے ستاروں سے بھی زیادہ پیالے ہوں گے۔ اس کوثر کی خوشبو ہر سال کی مسافت سے محسوس ہوگی۔ اس کے پیالے سونے چاندی اور رنگا رنگ موتیوں کے ہوں گے۔ پینے والے کے چہرے پر اس طرح خوشبو مہکے گی کہ پینے والا کہے گا کاش کہ مجھے یہاں چھوڑ دیا جائے کیونکہ اس کا متبادل اور کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔ میں یہاں سے نہیں جانا چاہتا۔ اے ابن کردین! تو ان لوگوں میں سے ہے جو اس سے سیراب ہوں گے اور جو آنکھ ہم پر روئی ہے وہ کوثر کو دیکھ کر خوش ہوگی اور اس سے پلائی جائے گی اور ہم سے محبت رکھنے والا شخص اس سے وہ مزہ اور لذت اور خواہش پائے گا۔ جو دوسرے لوگ نہیں پاسکیں گے۔ کوثر پر امیر المومنینؑ ہوں گے ان کے ہاتھ میں عوسج کا عصا ہوگا جس سے وہ ہمارے دشمنوں کو وہاں سے دُور کریں گے۔ ان میں سے ایک شخص کہے گا: میں تو دونوں شہادتیں (توحید ورسالت) دیتا ہوں تو آپؑ فرمائیں گے اپنے امام کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ تمھاری شفاعت کرے۔ تو وہ کہے گا میرا امام کہ جس کا آپؑ ذکر کر رہے ہیں، مجھ سے بیزار ہو گیا ہے تو آپؑ اسے حکم دیں گے کہ دُور ہٹ جا اور جس کو تم نے دُنیا میں پیشوا بنا رکھا اور جس سے تم دوستی کرتے رہے اسی سے مانگو۔ اگر وہ تمھارے نزدیک تمام مخلوق میں بہتر تھا تو اب بھی اسی سے کہو کہ وہ یہاں تمھاری شفاعت کرے کیونکہ سب سے بہتر تو وہ ہے جس کے پاس شفاعت ہے۔ وہ کہے گا کہ میں پیاس سے ہلاک ہو رہا ہوں۔ آپؑ اسے فرمائیں گے کہ اللہ تیری پیاس کو اور زیادہ کرے۔

(مسمع کا بیان ہے کہ) میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان جاؤں وہ حوضِ کوثر کے قریب کیسے چلا جائے گا۔ حالانکہ کوئی بھی اس پر قادر نہیں ہوگا۔ آپؑ نے فرمایا: وہ دُنیا میں بُری چیزوں سے پرہیز کرتا رہا اور جب ہم اہلِ بیتؑ کا ذکر

کرتا تو ہمیں بُرا کہنے سے بھی باز رہتا اور کئی ایسی چیزوں کو بھی اس نے ترک کیے رکھا جن پر دوسرے لوگ جرأت کر لیتے تھے مگر یہ ہماری محبت کی وجہ اور ہمیں چاہنے کی وجہ سے اس طرح نہیں کرتا تھا بلکہ اپنی عبادت میں زیادتی اور تدین کی وجہ سے اس طرح کرتا تھا تو جب وہ اس طرح اپنے آپ کو مشغول رکھتا تو لوگوں کو اچھائی یا بُرائی سے یاد کرنے کی اسے فرصت ہی نہ ہوتی مگر اس کا دل منافق تھا اور اس کا دین ناصبی تھا وہ ماضی کے خلفاء کا دوست اور ان دو کو سب پر مقدم رکھتا تھا۔

حوالہ: کامل الزیارات صفحہ 239 باب 32 حدیث 6؛ بحار الانوار جلد 44 صفحہ 289؛ منتہی الآمال جلد اوّل صفحہ 362؛ الدمعۃ الساکبہ جلد دوم صفحہ 114؛ جامع احادیث الشیعہ جلد 15 صفحہ 438 حدیث 21121؛ منتخب الطریحی صفحہ 252

(8) امام جعفر صادق علیہ السلام: آسمان امام حسین علیہ السلام کے قتل پر چالیس دن خون روتا رہا اور زمین چالیس دن تک سیاہی روتی رہی اور سورج چالیس دن گرہن اور سرخی سے روتا رہا اور پہاڑ ٹوٹ گئے اور بکھر گئے اور سمندر پھٹ گئے اور فرشتے چالیس دن تک امام حسین علیہ السلام پر روتے رہے اور ہم اہلِ بیت علیہم السلام میں سے کسی مستور نے مہندی، تیل اور سرمہ استعمال نہیں کیا اور نہ ہی کنگھی کی۔ حتیٰ کہ ہمارے پاس عبیداللہ بن زیاد کا سر آیا تو ہم اس کے بعد بھی روتے رہے اور میرے دادا جب بھی کربلا کو یاد کرتے تو رو پڑتے یہاں تک کہ ان کی آنکھیں اور ان کی داڑھی آنسوؤں سے بھر جاتیں حتیٰ کہ ان کے رونے کو جو بھی دیکھتا وہ رقت قلبی سے رونے لگتا اور فرشتے حسینؑ کی قبر پر روتے رہے تو ان کے رونے سے آسمان، کھلی فضائیں، جو کچھ بھی تھا وہ سب رونے لگا۔ جب عبداللہ بن زیاد اور یزید بن معاویہ کی آخری سانس نکلی تو جہنم غضب سے اُوپر کو اُٹھی۔ اگر اللہ اس کو اپنے خازنوں کے ذریعے نہ روکتا تو وہ اپنی گرمی سے زمین کی سب چیزیں جلا ڈالتی اور اگر اسے اجازت دے دی جاتی تو وہ سب کچھ نگل لیتی مگر وہ ماموره ہے اور جکڑی ہوئی ہے۔ اس نے کئی مرتبہ اس کے خازنوں سے سرکشی کی تو جبریلؑ نے آ کر اس کو اپنے پَر مارے تو وہ ٹھہر گئی اور وہ انھیں روتی اور ندبہ کرتی (پیٹتی) ہے اور امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں پر اپنے شعلے برساتی ہے۔ اگر زمین میں اللہ کی حجتیں نہ ہوتیں تو زمین ٹوٹ جاتی اور جو کچھ اس میں ہے وہ سب اُلٹ کر گر جاتا اور زلزلے بھی قیامت کے قریب ہوتے ہیں اور جو آنکھ یا آنسو حسینؑ پر بہہ جائے وہ آنکھ اور آنسو اللہ کو سب چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔ جو بھی روتا ہے تو سیّدہ فاطمہؑ اس کے لیے دُعا اور اس پر رحمت کرتی ہیں اور جو بھی غمِ حسینؑ میں آنسو بہائے تو اس نے رسولؐ اللہ اور ہم اہلِ بیتؑ کا حق ادا کیا۔ اگر تمام اہلِ عرض جمع کیے جائیں گو کہ وہ رو رہے ہوں تب بھی وہ اس شخص کے برابر

نہیں ہو سکتے جس کی آنکھ غمِ حسینؑ میں بہہ رہی ہو جب قیامت کا دن آئے گا تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور اسے خوشی وسُرور ملے گا اور اس کے چہرے پرنُور ہو گا اور اس روز جب لوگ گھبراہٹ اور خوف میں ہوں گے غمِ حسینؑ میں رونے والے اس روز امن میں ہوں گے اور باقی مخلوق سے اعراض کیا جائے گا مگر غمِ حسینؑ میں رونے والے عرش کے نیچے اور اس کے سائے میں امام حسین علیہ السلام سے گفتگو کر رہے ہوں گے اور حساب کے دن کی ہولناکیوں سے وہ بالکل خوفزدہ نہیں ہوں گے۔ انھیں کہا جائے گا کہ جنت میں چلے جاؤ تو وہ وہاں جانے سے امام حسین علیہ السلام سے گفتگو کرنا زیادہ پسند کریں گے۔ حوریں انھیں پیغام دیں گی کہ ہم تمھارے شوق میں منتظر ہیں اور اسی طرح بچے بھی کہیں گے جو ہمیشہ وہاں رہیں گے تو وہ ان بلانے والوں کی طرف سر بھی نہ اُٹھائیں گے کیونکہ وہ مجلسِ حسینؑ کو چھوڑنا پسند نہیں کریں گے کیونکہ اسی میں ان کی خوشی اور کرامت ہوگی اور ان کے دشمن پیشانی سے پکڑ کر گھسیٹے جائیں گے اور آگ میں ڈالے جائیں گے۔ کچھ کہیں گے کہ ہمارا کوئی شفاعت کرنے والا نہیں اور نہ ہمارا کوئی دوست ہے۔ وہ عزاداروں کے مرتبے کو دیکھیں گے اور ان کے قریب ہونے کی طاقت نہیں رکھیں گے اور نہ ہی ان سے میل ملاپ رکھ سکیں گے اور فرشتے ان کے پاس ان عزاداروں کی بیویوں اور دربانوں کے پیغام لے کر آئیں گے کہ تمھیں اللہ نے بہت بڑا مقام اور مرتبہ عنایت کیا ہے۔ تو وہ کہیں گے کہ ہم عنقریب آرہے ہیں تو وہ اپنی بیویوں کے پاس آئیں گے اور اپنی باتیں بتائیں گے تو وہ ان کی جانب مزید شوق کریں گے۔ کیونکہ وہ انھیں اپنی کرامت اور امام حسین علیہ السلام سے اپنا قرب اور تعلق کی انھیں خبر اور اطلاع دیں گے۔ وہ کہیں گے: الحمد ہے اللہ کے لیے جس نے ہمیں بہت بڑی گھبراہٹ اور قیامت کی ہولناکیوں سے بچایا اور جس چیز سے ہم ڈرتے تھے اس سے ہمیں نجات دی۔ پھر ان کے لیے سواریاں لائی جائیں گی اور کجاوے بھی لائے جائیں گے اور عمدہ گھوڑوں پر کجاوے ڈالیں گے۔ پھر وہ عمدہ گھوڑوں پر سوار ہو کر برابر ہو جائیں گے تو وہ اللہ کی ثنا اور حمد کہیں گے اور محمد رسولؐ اللہ اور آپؐ کی آلِ اطہارؑ پر درود پڑھیں گے حتیٰ کہ اپنے گھر میں آجائیں گے۔

حوالہ: کامل الزیارات صفحہ 198 باب 26 حدیث 6؛ مدینۃ المعاجز سیّد ہاشم بحرانی (مترجم) جلد دوم صفحہ 250؛ جامع احادیث الشیعہ جلد 15 صفحہ 436 حدیث 21119؛ منتخب الطریحی شیخ فخر الدین صفحہ 420

(9) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: آپؐ نے امام حسین علیہ السلام کو اپنی آغوش میں لے کر فرمایا: تیرے قاتلوں پر اللہ کی لعنت ہو اور تمھارا سامان لوٹنے والوں پر بھی اللہ کی لعنت ہو اور تیرے خلاف مدد دینے والوں کو اللہ تباہ و برباد کردے اور جو شخص تیرے خلاف مدد کرے تو اللہ میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کردے۔

سیّدہ فاطمہؑ نے فرمایا: بابا جانؐ! آپؐ کیا فرما رہے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: میری بیٹی! مَیں وہ چیز ذکر کر رہا ہوں جو میرے اور تیرے بعد اس کو ایذاء، ظلم و ستم اور سرکشی پہنچے گی اور یہ (حسینؑ) اس دن ان لوگوں کی جماعت میں ہوگا گویا کہ وہ آسمان کے ستارے ہیں جو قتل ہونے کی طرف تیزی سے بڑھیں گے گویا کہ میں ان کے لشکر اور محل دفن کو دیکھ رہا ہوں۔

سیّدہ فاطمہؑ نے پوچھا: بابا جانؐ! وہ جگہ کہاں ہے جو آپؐ بیان فرما رہے ہیں؟ فرمایا: اس جگہ کو کربلا کہتے ہیں۔ یہ تکلیف اور آزمایش والی سرزمین ہے جو ہم پر اور اس اُمت پر پیش آئے گی۔ ان پر میری اُمت کے بدترین افراد خروج کریں گے۔ اگر ان میں سے کسی ایک کے لیے بھی تمام آسمانوں اور زمینوں والے سفارشی بن جائیں تب بھی ان کی سفارش قبول نہیں کی جائے گی اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

سیّدہ فاطمہؑ نے فرمایا: بابا جانؐ! کیا وہ (حسینؑ) قتل کر دیے جائیں گے؟ فرمایا: ہاں بیٹی! اس سے پہلے کوئی آدمی ایسا نہیں کہ اس کو قتل کیا گیا ہو اور آسمانوں اور زمینوں والے اور فرشتے، وحشی جانور، سمندروں کی مچھلیاں اور پہاڑ اس پر روئے ہوں مگر حسینؑ پر وہ سب روئیں گے۔ اگر ان کو اجازت مل جائے تو زمین پر کوئی ذی روح نہ بچے، مگر وہ صرف روتی ہی رہے اور اللہ ایک ایسی قوم کو خلق کرے گا جو ہم سے محبت رکھنے والی ہوگی، جو زمین میں اللہ کی سب سے زیادہ معرفت رکھنے والی اور ہمارے حق کی نگرانی کرنے والی ہوگی اور ان سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہوگا جو خدا سے لو لگائے اور زمین کی پشت پر کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا جو حسینؑ کی طرف توجہ کرے۔ صرف اسی قوم کے لوگ ہوں گے یہ لوگ ظلم کے اندھیروں میں روشنی کے چراغ ہوں گے۔ حوضِ کوثر پر جب یہ میرے پاس آئیں گے تو ان کے چہروں کو دیکھ کر مَیں انھیں پہچان لوں گا اور ہر دین والے لوگ اپنے اماموں کی معیت میں ہوں گے اور یہ ہماری معیت میں ہوں گے اور یہ ہمارے ہی طلبگار رہوں گے۔ ہمارے غیر کے طلبگار نہ ہوں گے اور یہ زمین کے ستون ہوں گے اور ان کی وجہ سے بارش نازل ہوگی۔

حوالہ: کامل الزیارات صفحہ 168 باب 22 حدیث 1

(10) امام جعفر صادق علیہ السلام: وہ سانس جو ہمارے غم اور ہماری مظلومیت میں لی جائے وہ تسبیح خدا ہے اور اس میں بے چین ہونا عبادتِ خدا ہے۔

حوالہ: امالی شیخ مفید صفحہ 561 مجلس 40 حدیث 3؛ منتہی الآمال شیخ عباس قمی جلد اوّل صفحہ 359؛ دمعۃ الساکبہ آقائے باقر دشتی جلد اوّل صفحہ 97 طبع بیروت؛ بحار الانوار جلد دوم صفحہ 147 حدیث 16

(11) امام علی رضا علیہ السلام: اگر تم کسی چیز پر رونا چاہتے ہو تو حسینؑ بن علیؑ پر رویا کرو۔ انھیں اس طرح قتل کیا گیا جس طرح کہ گوسفند کو ذبح کیا جاتا ہے اور ان کے ساتھ ان کے خاندان کے ان اٹھارہ افراد کو قتل کیا گیا جن کی روئے زمین پر کوئی مثال موجود نہ تھی۔ ساتوں آسمان اور ساتوں زمین ان کے قتل پر روئیں اور آسمان سے چار ہزار فرشتے ان کی نصرت کے لیے نازل ہوئے جنھیں جنگ کی اجازت نہیں ملی۔ چنانچہ قائم آلِ محمدؑ کے ظہور تک وہ فرشتے سروں پر خاک ڈالے قبرِ حسینؑ پر موجود رہیں گے اور جب قائم آلِ محمدؑ کا ظہور ہوگا تو وہ ان کے مددگار ہوں گے اور یالثارات الحسین ان کا نعرہ ہوگا۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جب میرے دادا امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو آسمان سے خون اور سرخ مٹی کی بارش ہوئی۔ جب تم امام حسین علیہ السلام پر اتنا روؤ کہ تمھارے آنسو تمھارے رخساروں تک آجائیں تو اللہ تمھارے صغیرہ وکبیرہ (یعنی تمام) گناہ معاف کردے گا۔ اگر تمھیں یہ بات اچھی لگتی ہو کہ تم خدا کے حضور اس حالت میں پیش ہو کہ تمھارے نامۂ اعمال میں کوئی گناہ نہ ہو تو پھر امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرو۔ اگر تم جنت کے بلند و بالا محلات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہنے کے خواہش مند ہو تو جب بھی امام حسین علیہ السلام کو یاد کرو تو کہو: ''اے کاش! میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تو عظیم کامیابی حاصل کرتا''۔ اگر تمھیں اس بات سے خوشی محسوس ہوتی ہو کہ تم ہمارے ساتھ جنت کے بلند ترین مقامات پر ہو تو پھر ہماری غمی پر غم کرو اور ہماری خوشی کے ساتھ خوشی مناؤ اور ہماری ولایت سے وابستہ رہو۔ اگر کوئی شخص کسی پتھر سے بھی محبت کرے گا تو اللہ اسے اسی کے ساتھ محشور فرمائے گا۔

حوالہ: عیون اخبار الرضاؑ جلد اوّل صفحہ 521؛ مقتل شیخ صدوق صفحہ 217؛ منتہی الآمال جلد اوّل صفحہ 361؛ امالی شیخ صدوق صفحہ 102 مجلس 27 حدیث 5؛ وسائل الشیعہ جلد دہم صفحہ 280 باب 66 حدیث 5؛ جامع احادیث الشیعہ جلد 15 صفحہ 430 حدیث 21110

(11) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: اے فاطمہؑ! میری اُمت کی عورتیں میرے اہلِ بیتؑ کی عورتوں پر روئیں گی اور ان کے مرد میرے اہلِ بیتؑ کے مردوں پر روئیں گے اور عزاداری کا یہ سلسلہ ہر سال نسل بہ نسل لوگوں تک منتقل ہوتا رہے گا اور جب قیامت آجائے گی تو تم ان (عزادار) عورتوں کی شفاعت کروگی اور میں ان کے مردوں کی۔ میری اُمت میں سے جس نے بھی حسینؑ کے مصائب پر گریہ کیا ہوگا۔ میں اس کا ہاتھ تھام کر اسے جنت میں داخل کروں گا۔

حوالہ: بحار الانوار جلد 44 صفحہ 293؛ الدمعۃ الساکبہ آقائے باقر دشتی، جلد دوم صفحہ 116

(12) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب امام حسین علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو ان پر سات آسمان اور سات زمینیں روئیں اور جو کچھ

ان کے اندر ہے یا اُن کے درمیان ہے اور جو کچھ جنت و نار کے اندر ہے اور جو کچھ خدا نے خلق کیا ہے اور جو کچھ نظر آتا ہے اور جو کچھ نظر نہیں آتا سب آپؑ کے غم میں روئے سوائے تین کے جو نہیں روئے اور وہ بصرہ، دمشق اور آلِ عثمان ہیں۔ اللہ کی ان پر لعنت ہو۔

حوالہ: فروعِ کافی (عربی) جلد چہارم صفحہ 57 حدیث 2؛ وسائل الشیعہ جلد دہم صفحہ 282 باب 66 حدیث 12؛ مدینۃ المعاجز سیّد ہاشم البحرانی (مترجم) جلد دوم صفحہ 249؛ جامع احادیث الشیعہ جلد 15 صفحہ 437 حدیث 21120

(13) امام جعفر صادق علیہ السلام: آپؑ نے ابوعمارہ سے فرمایا: اے ابوعمارہ! مجھے امام حسین علیہ السلام کے متعلق شعر سناؤ۔ میں نے آپؑ کو شعر سنایا تو آپؑ رونے لگے۔ پھر میں نے اور شعر سنائے اور آپؑ روتے رہے۔ میں نے پھر شعر سنائے تو آپؑ اور زیادہ رونے لگے۔ وہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! میں انھیں اشعار سناتا رہا اور آپؑ مسلسل روتے رہے یہاں تک کہ میں نے آپؑ کے گھر سے بھی رونے کی آوازیں سنیں۔ تو آپؑ نے فرمایا:

اے ابوعمارہ! جس نے امام حسین علیہ السلام کے متعلق شعر کہا اور پچاس آدمیوں کو رُلایا تو اس کے لیے جنت ہے اور جس نے اُنؑ کے متعلق شعر کہہ کر چالیس آدمیوں کو رُلایا اس کے لیے بھی جنت ہے اور جس نے ان کے متعلق شعر کہہ کر تیس آدمیوں کو رُلایا اس کے لیے بھی جنت ہے اور جس نے ان کے لیے شعر کہہ کر بیس آدمیوں کو رُلایا اس کے لیے بھی جنت ہے اور جس نے ان کے لیے شعر کہہ کر دس آدمیوں کو رُلایا اس کے لیے بھی جنت ہے اور جس نے امام حسینؑ کے لیے شعر کہہ کر ایک آدمی کو رُلایا اس کے لیے بھی جنت ہے اور جو ان کے متعلق شعر کہہ کر خود رویا تو اس کے لیے بھی جنت ہے اور جو کوئی حسینؑ کے قتل پر شعر پڑھ کر تکلیف سے رویا تو اس کے لیے بھی جنت ہے اور جو کوئی مصیبتِ حسینؑ میں شعر کہے اور رونے جیسی شکل بنائے تو اس کے لیے بھی جنت ہے۔

حوالہ: کامل الزیارات صفحہ 246 باب 33 حدیث 2؛ جامع احادیث الشیعہ جلد 15 صفحہ 453 حدیث 21140؛ منتہی الآمال جلد اوّل صفحہ 359؛ امالی شیخ صدوق صفحہ 110 مجلس 29 حدیث 6

(14) امام جعفر صادق علیہ السلام: ابوہارون المکفوف کہتا ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس گیا تو آپؑ نے مجھے فرمایا: کوئی شعر سناؤ۔ میں نے انھیں اشعار سنائے۔ فرمایا: ایسے نہیں بلکہ اس طرح سناؤ جس طرح تم خود اپنے لیے پڑھتے ہو اور جس طرح تم حسینؑ کا ان کی قبر پر مرثیہ کہتے ہو۔ تو میں نے انھیں یہ شعر سنایا:

"جب تم حسینؑ کی قبر سے گزرو تو ان کی پاکیزہ ہڈیوں سے کہو"۔

توآپؑ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری ہوگیا تو میں رُک گیا۔ آپؑ نے فرمایا: سناتے رہو اور مزید اشعار سناؤ تو میں نے یہ شعر پڑھا:

''اے مریم! اُٹھو اور اپنے آقا پر گریہ کرو اور روؤ اور حسینؑ پر اپنے رونے سے مدد کرو''۔

تو آپؑ بہت روئے اور آپؑ کے اہلِ حرم بھی روئے۔ جب ان کی آوازیں تھم گئیں تو آپؑ نے مجھ سے فرمایا: اے ابوہارون! جو شخص حسینؑ پر شعر پڑھ کر رُوئے اور دس آدمیوں کو رُلائے تو اس کے لیے جنّت ہے۔ پھر ایک ایک کم کرتے رہے حتیٰ کہ ایک پر پہنچ گئے تو فرمایا: جو حسینؑ کے متعلق شعر پڑھ کر خود بھی رویا اور ایک آدمی کو بھی رُلایا تو اس کے لیے جنّت ہے اور جس نے حسینؑ کو یاد کیا اور رویا تو اس کے لیے بھی جنّت ہے۔

حوالہ: کامل الزیارات صفحہ 248 باب 33 حدیث 5؛ منتہی الآمال جلد اوّل صفحہ 359؛ جامع احادیث الشیعہ جلد 15 صفحہ 451 حدیث 21137

(15) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر چیز کا ثواب محدود ہے لیکن ہمارے مصائب پر رونے کا ثواب لامحدود ہے۔

حوالہ: کامل الزیارات صفحہ 249 باب 33 حدیث 6

(16) امام جعفر صادق علیہ السلام: حضرت علیؑ ابن الحسینؑ اپنے پدرِ گرامی پر چالیس برس تک روتے رہے۔ جب بھی آپؑ کے سامنے کھانا لایا جاتا تو آپؑ امام حسینؑ کو یاد کر کے رونے لگتے۔ ایک دن غلام نے عرض کیا: آقا آپؑ کا اس طرح رونا کہیں آپؑ کی جان نہ لے لے۔ تو آپؑ نے سورۂ یوسف، آیت 86 کی تلاوت کرتے ہوئے فرمایا: میں نے جب بھی بنی فاطمہ کو یاد کیا تو میرا گلہ گھٹنے لگتا ہے اور آنسو میرے گلے کو گھونٹنے لگتے ہیں۔

حوالہ: کامل الزیارات صفحہ 254 باب 35 حدیث 1

(17) امام جعفر صادق علیہ السلام: عبداللہ بن غالب کہتا ہے کہ میں امام علیہ السلام کے پاس گیا تو میں نے انھیں امام حسین علیہ السلام کا ایک نوحہ سنایا۔ جب میں اس شعر پر پہنچا کہ: ''پشت پردہ مخدرات کرتی تھیں اور باصدائے بلند کرتی تھیں: وا ابتاہ! تو پردے کے پیچھے اہلِ حرم چیخیں مار کر رونے لگیں اور کہنے لگیں: وا ابتاہ!!

حوالہ: کامل الزیارات صفحہ 247 باب 33 حدیث 3

(18) امام جعفر صادق علیہ السلام: داؤد رقی کہتا ہے کہ میں امام علیہ السلام کے پاس حاضر تھا کہ آپؑ نے پانی مانگا پھر جب پی لیا تو آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور آنسو بہنے لگے۔ پھر آپؑ نے فرمایا: اللہ حسینؑ کے قاتل پر لعنت کرے۔ جو آدمی بھی پانی پیئے پھر حسینؑ کو یاد کر کے ان کے قاتل پر لعنت کرے تو اللہ اس کے لیے ایک لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے

اور اس سے ایک لاکھ گناہ جھاڑ دیتا ہے اور اس کے لیے ایک لاکھ درجات بلند کرتا ہے گویا کہ اس نے ایک لاکھ غلام آزاد کیے اور اللہ اس کو قیامت کے دن نُورانی دل والا اُٹھائے گا۔

حوالہ: کامل الزیارات صفحہ 252 باب 34 حدیث 1؛ منتہی الآمال جلد اوّل صفحہ 363؛ امالی شیخ صدوق صفحہ 110 مجلس 29 حدیث 7؛ مناقب ابن شہر آشوب جلد چہارم صفحہ 94

(19) امام جعفر صادق علیہ السلام: ہر جزع فزع مکروہ ہے سوائے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے (کہ یہ امر پسندیدہ ہے)۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 313 باب 87 حدیث 8 اور جلد دہم صفحہ 282 باب 66 حدیث 10 اور 13؛ امالی شیخ طوسیؒ حصّہ اوّل صفحہ 250؛ منتہی الآمال جلد اوّل صفحہ 364؛ جامع احادیث الشیعہ جلد 15 صفحہ 443 حدیث 21130؛ بحارالانوار جلد 44 صفحہ 291 حدیث 32

(20) امام محمد باقر علیہ السلام: آپؑ نے وصیت کی تھی کہ دس سال تک حج کے موسم میں ان پر بلند آواز سے گریہ وبکا کیا جائے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 288 باب 69 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 131 حدیث 547

(21) امام محمد باقر علیہ السلام: آپؑ نے آٹھ سو درہم مختص کر کے وصیت کی کہ ان کے لیے ماتم کا اہتمام کیا جائے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 131 حدیث 546؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 287 باب 68 حدیث 1؛ مقتل الحسین عبدالرزاق المقرم صفحہ 125؛ تہذیب الاحکام اور فروعِ کافی مین بھی درج ہے۔

(22) امام زین العابدین علیہ السلام: جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے تو بنی ہاشم کی مستورات نے سیاہ اور کھردرا اُونی لباس پہنا اور گرمی اور سردی کی شکایت نہیں کرتی تھیں اور آپؑ ان کے لیے طعام کا انتظام کرتے تھے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 287 باب 67 حدیث 7؛ المحاسن البرقی صفحہ 420 حدیث 195؛ نفس المہموم شیخ عباس قمی صفحہ 665؛ بحارالانوار

(23) امام جعفر صادق علیہ السلام: حسینؑ بن علیؑ کی مصیبت پر حضرت فاطمہؑ کی بیٹیوں نے اپنے گریبان چاک کیے اور اپنے رخساروں کو پیٹا (ماتم کیا) اور اس طرح کی مصیبت پر رخساروں کو پیٹا جانا چاہیے اور گریبان چاک کیے جانے چاہییں۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد ہشتم صفحہ 325 حدیث 1207؛ نفس المہموم شیخ عباس قمی صفحہ 664؛ مقتل الحسینؑ عبدالرزاق المقرم صفحہ 120؛ وسائل الشیعہ میں بھی درج ہے۔

(24) امام حسن عسکری علیہ السلام: جب امام علی نقی علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو دیکھا گیا کہ آپ گھر سے اس حالت میں برآمد ہوئے کہ آپؑ کی قمیص آگے سے بھی اور پیچھے سے بھی پھٹی ہوئی تھی۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 127 حدیث 511؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد سوم صفحہ 274 باب 84 حدیث 4

(25) امام حسن عسکری علیہ السلام: جب امام علی نقی علیہ السلام کی شہادت ہوئی تو آپؑ جنازہ میں اس حال میں شریک تھے کہ قمیص پھٹی ہوئی تھی۔ ابن عون نے وجہ پوچھنے کے لیے آپؑ کو خط لکھا تو آپؑ نے جواب میں لکھا: اے احمق! تجھے کیا معلوم کہ یہ کیا ہے؟ حضرت موسیٰؑ نے جنابِ ہارونؑ کی موت پر گریبان چاک کر لیا تھا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 308 باب 84 حدیث 4؛ مناقب آل ابی طالب جلد چہارم صفحہ 435؛ کشف الغمہ جلد دوم صفحہ 418؛ رجال الکشی جلد دوم صفحہ 842 رقم 1084؛ مدینۃ المعاجز سیّد ہاشم بحرانی جلد چہارم صفحہ 265

(26) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے حضرتؑ کی ایک زوجہ جو بنی کلب سے تھیں عزاداری اور ماتم میں مصروف ہوئیں اور ان کے ساتھ اور عورتیں و خادم شور وشیون و نوحہ کرنے لگیں اور اس قدر روئیں کہ آنکھیں خشک ہوگئیں اور اشک باقی نہ رہے لیکن ایک کنیز روتی تھی اور اشک مسلسل اس کی آنکھوں سے جاری تھے۔ اس خاتون نے اس کنیز کو طلب کیا اور پوچھا کہ کیا سبب ہے کہ تمھارے آنسو خشک نہیں ہوئے اور ہماری آنکھیں خشک ہو چکی ہیں۔ اس نے کہا کہ جب میں تھک گئی تو میں نے ستو کا شربت پیا۔ پس انھوں نے حکم دیا طعام کا اور ستو پینے کا۔ پھر وہ خود بھی سیر ہوئیں اور باقی خواتین کو بھی سیر کیا اور فرمایا کہ اس سے ہمارا مطلوب یہ ہے کہ حسینؑ پر رونے میں تقویت حاصل کریں۔

حوالہ: بحارالانوار جلد 45 صفحہ 171؛ اصولِ کافی جلد سوم صفحہ 57 باب 114 حدیث 8؛ نفس المہموم شیخ عباس قمی صفحہ 665

(27) امام جعفر صادق علیہ السلام: بہت زیادہ رونے والے پانچ گزرے ہیں: جنابِ آدمؑ، جنابِ یعقوبؑ، جنابِ یوسفؑ، جنابِ فاطمہ زہراؑ اور جناب علیؑ ابن الحسینؑ (امام زین العابدینؑ)۔ جنابِ آدمؑ جنّت کی جدائی پر اس قدر روئے کہ رخساروں پر وادی کی طرح گڑھے پڑ گئے کہ ان سے کہا گیا کہ آپ اس وقت تک برابر روتے رہیں گے جب تک سخت بیمار نہ ہو جائیں یا ہلاک نہ ہو جائیں۔ اور جنابِ یوسفؑ اپنے باپ یعقوبؑ کی جدائی پر اس قدر روئے کہ تمام قیدی تنگ آ گئے اور ان سے کہا کہ آپ یا تو رات کو روئیں اور دن میں خاموش رہیں یا دن میں روئیں اور رات میں خاموش رہیں اور بالآخر آنجنابؑ نے ایک بات پر ان سے مصالحت کی۔ جنابِ فاطمہ زہراؑ اپنے والد رسول اللہؐ کی جدائی پر اس قدر روئیں کہ اہلِ مدینہ تنگ آ گئے اور صاف صاف کہہ دیا کہ آپؑ نے رو رو کر ہمیں اذیت پہنچائی ہے

اس لیے آپؑ دن کے وقت قبرستان شہدا (بیت الحزن) میں تشریف لے جاتیں اور دل کھول کر روتیں پھر واپس آجاتیں۔ اسی طرح علیؑ بن حسینؑ اپنے والد بزرگوار امام حسین علیہ السلام کے غم میں پینتیس یا چالیس سال تک روتے رہے (اور حالت یہ تھی کہ) جب کھانا آپؑ کے سامنے پیش کیا جاتا تو آپؑ رو پڑتے۔ آپؑ کے غلام نے عرض کیا: آقا مجھے ڈر لگتا ہے کہ آپؑ ہلاک ہو جائیں گے۔ فرمایا کہ میں اپنے غم واندوہ کا شکوہ اپنے اللہ سے کرتا ہوں۔ میں وہ چیز جانتا ہوں جس کو تم نہیں جانتے۔ جب مجھے اولادِ فاطمہؑ کی قتل گاہ کا خیال آتا ہے تو رونے کی وجہ سے میرا گلہ گھٹنے لگتا ہے۔

حوالہ: الخصال شیخ صدوق صفحہ 128 باب 5 حدیث 13؛ وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 312 باب 87 حدیث 6؛ امالی شیخ صدوق صفحہ 109 مجلس 29 حدیث 5؛ مقتل شیخ صدوق صفحہ 277؛ منتہی الآمال شیخ عباس قمی (مترجم) جلد اوّل صفحہ 181؛ الدمعۃ الساکبہ آقائے باقر دشتی جلد اوّل صفحہ 133

(28) امام جعفر صادق علیہ السلام: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے والد (امام حسینؑ) پر چالیس سال روئے۔ آپؑ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو قیام کرتے تھے۔ جب وقت افطار ہوتا تو غلام کھانا سامنے رکھتا اور عرض کرتا: مولاؑ! کھانا کھا لیجیے۔ آپؑ فرماتے: میں کس طرح کھاؤں جبکہ فرزندِ رسولؐ بھوکے قتل کر دیئے گئے، فرزندِ رسولؐ پیاسے قتل کر دیئے گئے۔ یہی بار بار کہتے رہتے حتیٰ کہ کھانا آنسوؤں سے تر ہو جاتا اور پانی میں آنسو مل جاتے۔ آپؑ کی برابر یہی کیفیت رہی یہاں تک کہ خدا کی بارگاہ میں چلے گئے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 313 باب 87 حدیث 9؛ الملہوف علی قتلی الطفوف سیّد ابن طاوؤس صفحہ 87

(29) امام زین العابدین علیہ السلام: راوی کہتا ہے کہ آپ صحرا کی طرف نکل گئے اور ایک سخت پتھر پیشانی پر رکھ کر سجدہ ریز ہو گئے اور یہ تسبیح پڑھنا شروع کی: لا الٰہ الّا اللہ حقًّا حقًّا. لا الٰہ الّا اللہ تعبداً ورقاً لا الٰہ الّا اللہ ایماناً وصدقاً۔ میں الگ کھڑا ہو کر امام علیہ السلام کے گریہ وبکا اور چیخ وپکار کی آواز بھی سنتا رہا اور آپؑ کی تسبیح بھی گنتا رہا یہاں تک کہ میں نے ایک ہزار تک شمار کی۔ پھر امام علیہ السلام نے سجدہ سے اس حال میں سر اُٹھایا کہ آپؑ کا چہرہ اور داڑھی آنسوؤں کے پانی سے تر بتر تھی۔ میں نے یہ حالت دیکھ کر عرض کیا: میرے سیّد وسردار! ابھی آپؑ کے حزن وملال کے ختم ہونے اور گریہ وبکا کے کم ہونے کا وقت نہیں آیا ہے؟

فرمایا: افسوس ہے تجھ پر۔ حضرت یعقوبؑ بن اسحاقؑ بن ابراہیمؑ نبی ابن نبی تھے اور ان کے بارہ بیٹے تھے جن میں سے صرف ایک (یوسفؑ) کو خدا نے ان کی آنکھوں سے اوجھل کر دیا تھا جس کے فراق میں ان کا سر سفید ہو گیا۔ ہم وغم کی

وجہ سے کمر جھک گئی اور بینائی جاتی رہی حالانکہ ان کا بیٹا دنیا میں زندہ تھا اور میں نے تو اپنے باپ، بھائی اور اپنے خاندان کے سترہ اشخاص کو خاک وخون میں غلطاں دیکھا ہے۔ پھر میرا حزن وملال کس طرح ختم اور گریہ وبکا کس طرح کم ہوسکتا ہے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 313 باب 87 حدیث 10؛ الملهوف علی قتلی الطفوف سید ابن طاوؤس صفحہ 88؛ کامل الزیارات صفحہ 254 باب 35 حدیث 2 (بفرق الفاظ)

(30) امام زین العابدین علیہ السلام: ایک شخص نے آپؑ کے سامنے مصائبِ کربلا کا ذکر کیا تو امام علیہ السلام کھڑے ہوگئے اور اپنے سر مبارک کو دیوار سے مار دیا جس کی وجہ سے امام علیہ السلام کی ناک اور سر مبارک زخمی ہوگیا اور خون بہہ کر سینہ پر جاری ہوگیا اور شدت گریہ اور غم سے آپؑ بے ہوش ہوگئے۔ (ملخصاً)

حوالہ: دار السلام فیما یتعلق بالرؤیا والمنام المحدث الخبیر المیرزا حسین النوری الطبرسیؒ (صاحب مستدرک الوسائل) جلد دوم صفحہ 199 تا 200، مطبوعہ دار البلاغہ

(31) امام جعفر صادق علیہ السلام: جنابِ سیّدہؑ اپنے بیٹے حسینؑ کو اُٹھائے ہوئے تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسینؑ کو لے لیا اور فرمایا: خدا تیرے قاتل اور تیرے لباس اُتارنے والے پر لعنت کرے اور جو تیرے خلاف جمع ہوں گے ان کو ہلاک کرے۔

جنابِ فاطمہؑ نے فرمایا: بابا جانؐ! کیا حسینؑ کو قتل کر دیا جائے گا؟ فرمایا: ہاں بیٹی! ضرور قتل کیے جائیں گے۔ ایسا قتل پہلے کبھی نہیں ہوا ہوگا۔ اہلِ آسمان وزمین، فرشتے، نباتات، پہاڑ اور سمندر حسینؑ کو روئیں گے۔ اگر ان کو رونے کی پوری اجازت دی جائے تو ایک جاندار بھی زندہ باقی نہیں رہے گا۔

حوالہ: تفسیر فرات بن ابراہیم کوفی (مترجم) صفحہ 107 طبع ملتان؛ بحار الانوار جلد 44 صفحہ 264 حدیث 22

(32) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب وہ رات ہوئی جس میں امیر المومنینؑ قتل ہوئے تو زمین سے جو بھی پتھر اُٹھایا جاتا تو اس کے نیچے سے تازہ خون برآمد ہوتا یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگئی اور اسی طرح اس رات ہوا جس میں حسینؑ بن علیؑ قتل ہوئے۔

حوالہ: کامل الزیارات صفحہ 184 باب 24 حدیث 1؛ مدینۃ المعاجز سیّد ہاشم بحرانی جلد دوم صفحہ 264

(33) امام جعفر صادق علیہ السلام: حسینؑ بن علیؑ کا قاتل ولد الزنا تھا اور یحییٰ بن زکریا کا قاتل بھی ولد الزنا تھا اور آسمان وزمین صرف انہی دونوں کے لیے خون کے آنسو روئے تھے۔

حوالہ: کامل الزیارات صفحہ 193 باب 25 حدیث 11؛ مدینۃ المعاجز سیّد ہاشم بحرانی جلد دوم، صفحہ 242؛ بحارالانوار جلد 44 صفحہ 302 حدیث 13؛ الارشاد شیخ مفید (مترجم) صفحہ 380

(34) امام جعفر صادق علیہ السلام: حسینؑ جب قتل ہوئے تو ایک سال تک آسمان سرخ رہا اور یہی اس کا (خون) رونا ہے۔

حوالہ: کامل الزیارات صفحہ 216 باب 28 حدیث 7؛ بحارالانوار جلد 45 صفحہ 210 حدیث 21

(35) امام زین العابدین علیہ السلام: آسمان جب سے بنایا گیا ہے تو وہ یحیٰی بن زکریاؑ اور حسینؑ بن علیؑ کے علاوہ کسی پر نہیں رویا اور اس کے رونے کی کیفیت یہ تھی کہ جب بھی کوئی کپڑا سورج کے سامنے کیا جاتا تو اس پر خون کے دھبے نمودار ہو جاتے۔

حوالہ: کامل الزیارات صفحہ 217 باب 28 حدیث 12؛ بحارالانوار جلد 45 صفحہ 211 حدیث 26

(36) امام جعفر صادق علیہ السلام: اُلو کو دن میں آواز نکالتے نہیں دیکھا جاتا کیونکہ وہ دن میں روزے سے ہوتا ہے اور اسی پر قناعت کرتا ہے جو اللہ نے اس کو دیا ہے۔ جب رات آتی ہے تو جو کچھ اللہ اسے رزق دیتا ہے وہ اس پر افطار کرتا ہے پھر وہ امام حسینؑ پر صبح تک نوحہ کرتا ہے۔

حوالہ: کامل الزیارات صفحہ 235 باب 31 حدیث 4؛ مدینۃ المعاجز سیّد ہاشم بحرانی جلد دوم صفحہ 262؛ بحارالانوار جلد 45 صفحہ 214 حدیث 37

(37) امام جعفر صادق علیہ السلام: غٹرغوں کرنے والے کبوتروں کو اپنے گھروں میں رکھا کرو کیونکہ وہ امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں پر لعنت کرتے ہیں۔

حوالہ: کامل الزیارات صفحہ 232 باب 30 حدیث 1؛ مدینۃ المعاجز سیّد ہاشم البحرانی (مترجم) جلد دوم صفحہ 261؛ بحارالانوار جلد 45 صفحہ 213 حدیث 32

(38) امام جعفر صادق علیہ السلام: اللہ نے امام حسین علیہ السلام کی قبر پر چار ہزار خاک آلود حالت میں فرشتے متعین کیے ہیں جو صبح کے طلوع ہونے سے زوالِ شمس تک گریہ کناں رہتے ہیں۔ جب سورج ڈھل جاتا ہے تو یہ چار ہزار فرشتے آسمان کی طرف پرواز کر جاتے ہیں اور وہاں چار ہزار فرشتے اور آجاتے ہیں جو طلوعِ صبح تک گریہ کناں رہتے ہیں۔

حوالہ: کامل الزیارات صفحہ 207 باب 27 حدیث 11

(39) امام محمد باقر علیہ السلام: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُم المومنین اُمِ سلمہؓ کے گھر میں تھے کہ ان سے کہا کہ میرے پاس کسی کو بھی نہ آنے دینا۔ اس دوران امام حسین علیہ السلام تشریف لائے جبکہ وہ بچے تھے۔ جنابِ اُمِ سلمہؓ انھیں روک نہ سکیں۔ وہ رسولؐ اللہ کے پاس چلے گئے۔ جنابِ اُمِ سلمہؓ ان کے پیچھے گھر میں داخل ہوئیں۔ انھوں نے امام حسینؑ کو دیکھا

کہ وہ آنحضرتؐ کے سینۂ مبارک پر بیٹھے ہیں اور رسولؐ اللہ کو دیکھا کہ وہ رو رہے ہیں اور ہاتھ میں کوئی چیز پکڑے اُلٹ پلٹ رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جنابِ اُمِ سلمہؓ سے فرمایا: ابھی ابھی جبریلؑ نے مجھے مطلع کیا ہے کہ میرا یہ بیٹا قتل کیا جائے گا اور یہ اس زمین (کربلا) کی خاک ہے جہاں پر وہ قتل ہوگا اسے اپنے پاس محفوظ کرلیں۔ جب بھی یہ خاک خون میں تبدیل ہو جائے تو سمجھ لینا کہ میرا پیارا حسینؑ قتل ہو گیا ہے۔

حوالہ: مقتل شیخ صدوق صفحہ 114؛ امالی شیخ صدوق صفحہ 109 مجلس 29 حدیث 3؛ بحارالانوار جلد 44 صفحہ 225 حدیث 5

(40) رسولِ اکرم ﷺ: امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مَیں، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ رسولؐ اللہ کی خدمت میں تھے کہ انھوں نے اچانک میری طرف دیکھا اور رونے لگے۔ میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کیوں رو رہے ہیں؟ انھوںؐ نے فرمایا: میرا گریہ اس ضربت کی وجہ سے جو آپؑ کے سر پر لگے گی اور اس تھپڑ (طمانچہ) کی وجہ سے جو فاطمہؑ کے رخسار پر ماریں گے اور اس نیزہ کی وجہ سے ہے جو حسنؑ کے پاؤں پر ماریں گے اور اس زہر کی وجہ سے کہ جس سے اسے مسموم کریں گے اور حسینؑ کے قتل ہونے کی وجہ سے ہے۔

حوالہ: امالی شیخ صدوق صفحہ 105 مجلس 28 حدیث 2؛ مقتل شیخ صدوق صفحہ 112

(41) رسولِ اکرم ﷺ: ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے کہ امام حسنؑ ان کے قریب آئے۔ جب آپؐ نے ان کو دیکھا تو رونے لگے۔ پھر فرمایا: اے میرے بیٹے! میرے پاس آؤ۔ انھیں اپنے قریب کیا اور دائیں زانو پر بٹھالیا۔ ان کے بعد حسینؑ قریب آئے۔ انھیں دیکھ کر آپؐ پھر رونے لگے اور فرمایا: اے میری بیٹی! میرے قریب آؤ اور ان کو اپنے سامنے بٹھالیا۔ پھر امیر المومنینؑ آئے۔ آنحضرتؐ انھیں دیکھ کر بھی رو دیئے اور فرمایا: اے میرے بھائی! میرے قریب آؤ اور انھیں اپنے دائیں جانب بٹھالیا۔ اصحاب نے کہا: یارسولؐ اللہ! آپؐ ان میں سے ہر ایک کو دیکھ کر روئے ہیں کیا ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں تھا جو آپؐ کو خوش کرتا؟ آپؐ نے فرمایا: مجھے اس خدا کی قسم جس نے مجھے پیغمبرؐ بنا کر بھیجا اور تمام لوگوں پر فضیلت عطا کی۔ مَیں اور یہ خدا کی بہترین مخلوق ہیں اور زمین پر کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو ان سے زیادہ محبوب تر ہو۔ علیؑ بن ابی طالبؑ میرے برادر ہیں میرے بعد صاحب الامر ہیں۔ وہ دُنیا و آخرت میں میرے علَم بردار ہیں اور قیامت کے دن حوضِ کوثر کے اور میری شفاعت کے مالک ہیں۔ وہ ہر مسلمان کے مولا، ہر مومن کے امام اور ہر پرہیزگار شخص کے رہبر و قائد ہیں۔ وہ میری حیات میں اور میری وفات کے بعد میری اُمت کے لیے میرے جانشین اور خلیفہ ہیں۔ ان کا دوست میرا دوست اور

ان کا دشمن میرا دشمن ہے۔ میری اُمت ان کی ولایت کی وجہ سے لائق رحمت اور ان کے مخالفین ان کے ساتھ عداوت کی وجہ سے لعنت کے مستحق ہیں۔ انھیں دیکھ کر میرا گریہ کرنا اس وجہ سے تھا کہ مجھے یاد آیا ہے کہ میرے بعد مسلمان ان سے خباثت کریں گے حتیٰ کہ انھیں میرے منصب سے دُور کریں گے درآں حالانکہ اللہ نے میرے بعد انھیں میری جگہ پر مخصوص کیا ہے۔ مسلمانوں کا ان کے ساتھ سلوک یوں ہوگا کہ وہ ان کے سر پر ضربت لگائیں گے کہ ان کے خون سے ان کی ریش رنگین ہوجائے گی۔ یہ کام بہترین مہینے یعنی رمضان شریف میں ہوگا۔ ''ماہِ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور جس میں ہدایت اور حق و باطل کے امتیاز کی واضح نشانیاں موجود ہیں''۔ (البقرہ:185)

میری بیٹی فاطمہؑ اَزل سے ابد تک دونوں جہانوں کی عورتوں کی سردار ہے۔ وہ میرے بدن کا حصّہ، میری آنکھ کا نُور، میرے دل کا میوہ اور میری روح ہے جو میری جان میں جاری ہے۔ وہ انسانی شکل میں حور ہے کہ وہ جس وقت بھی پروردگار کے حضور محرابِ عبادت میں کھڑی ہوئی ہے تو اس کا نُور آسمانی فرشتوں کے لیے یوں چمکتا ہے جیسے اہلِ زمین کے لیے ستارے چمکتے ہوں۔ اس وقت اللہ اپنے فرشتوں سے کہتا ہے اے میرے فرشتو! میری بہترین کنیز فاطمہؑ کو دیکھو کہ وہ میری بارگاہ میں کھڑی ہوئی اپنے دل وجان سے میری عبادت میں مشغول ہے۔ اس کے بدن کی تمام ہڈیاں میرے خوف سے لرز رہی ہیں۔ میں تمھیں گواہ بناتا ہوں کہ اس کے شیعوں کو آتشِ جہنم سے محفوظ رکھوں گا۔ مَیں (پیغمبرؐ) نے جب اسے دیکھا تو مجھے یاد آیا کہ میرے بعد لوگ اس کے ساتھ کیا سلوک کریں گے گویا کہ مَیں دیکھ رہا ہوں کہ اس کے گھر کی عزت وشوکت ختم ہوجائے گی۔ اس کے گھر کا احترام ختم ہوجائے گا۔ اس کا حق غصب کیا جائے گا۔ اس سے میراث چھینی جائے گی۔ اس کا پہلو زخمی ہوگا۔ اس کا بچہ (محسنؑ) سقط ہوگا اور وہ فریاد کرے گی: یا محمد! کوئی جواب نہیں دے گا۔ وہ مدد مانگے گی کوئی مدد بھی نہیں کرے گا۔ وہ میرے بعد ہمیشہ غمگین، رنجیدہ اور گریہ کرتی رہے گی۔ بعض اوقات اس وجہ سے گریہ کرے گی کہ اس کے گھر سے وحی کا سلسلہ قطع ہوگیا ہے اور بعض اوقات میری جدائی کو یاد کر کے روئے گی۔ جب رات کی تاریکی چھا جائے گی تو خوفزدہ ہوگی کیونکہ میری وہ آواز جو قرآن کے ہمراہ شب زندہ داری کے وقت سنتی ہے نہیں سن پائے گی۔ وہ جو کہ اپنے والدِ بزرگوار کے زمانہ میں صاحبِ عزت تھی اب اپنی عزت وشوکت ہاتھ سے جاتی ہوئی پائے گی۔ یہ وہ وقت ہوگا کہ اللہ اسے فرشتوں کے ذریعے اپنے ذکر سے مانوس کرے گا۔ فرشتے اسے اسی آواز کے ساتھ ندا دیں گے جس نے پہلے انھوں نے مریم بنت عمرانؑ کو ندا دی تھی۔

اے فاطمہؑ! تم اپنے پروردگار کی اطاعت کرو، سجدہ کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ پھر ان کی بیماری کے ایام شروع ہو جائیں گے۔ وہ بستر بیماری پر جا لیٹیں گی یہاں تک کہ اللہ مریم بنت عمرانؑ کو بھیجے گا تا کہ وہ ان کی بیماری میں ان کی ہمدم ہوں اور ان کی تیمارداری کرے۔ یہی وقت ہوگا کہ وہ خدا سے کہیں گی: پروردگار! میں زندگی سے تھک چکی ہوں اور دُنیا والوں سے غم زدہ ہوں، لہٰذا مجھے میرے والد گرامی کے پاس پہنچا دے۔ اللہ اسے میرے ساتھ ملحق کر دے گا۔ وہ میرے اہلِ بیتؑ میں سے پہلی فرد ہوگی جو میرے ساتھ آ ملے گی۔ وہ غمگین، رنجیدہ، اندوہناک، محروم اور مقتول میرے پاس آئے گی۔ میں اس وقت کہوں گا: پروردگار! جس کسی نے اس پر ظلم و ستم کیا ہے اس پر لعنت بھیج اور جس کسی نے اس کا حق پامال کیا ہے اسے کیفر کردار تک پہنچا، جس نے اسے رُسوا کیا ہے تو بھی اسے ذلیل و خوار کر اور جس کسی نے اس کے پہلو میں ضرب لگائی کہ جس سے اس کا بچہ سقط کر گیا اسے اپنی آتش میں تا ابد محبوس کر دے۔ اس پر فرشتے آمین کہیں گے۔

حسنؑ میرا بیٹا اور فرزند ہے۔ وہ میرے بدن کا ٹکڑا ہے۔ وہ میری آنکھ کی روشنی دل کی ٹھنڈک اور میرے دل کا میوہ ہے۔ وہ جوانانِ جنّت کا سردار اور اُمت پر خدا کی حجت و دلیل ہے۔ اس کا فعل میرا فعل اور اس کی حدیث میری حدیث ہے جس کسی نے بھی اس کی پیروی کی وہ مجھ سے ہے اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جب میں نے اسے دیکھا تو مجھے یاد آیا کہ میرے بعد اس کی سخت توہین کی جائے گی (ظالم) اسے مسلسل رُسوا کریں گے اور آخر اسے زہر دے کر ظلم و ستم کے ساتھ شہید کر دیں گے۔ پس اس وقت ساتوں آسمانوں کے سارے فرشتے اس کی موت کی وجہ سے گریہ کریں گے۔ پرندے فضا میں اور مچھلیاں سمندر کی گہرائی میں گریہ وزاری کریں گی۔ جس دن سب آنکھیں اندھی ہو جائیں گی اس دن وہ آنکھیں اندھی نہیں ہوں گی جو اس پر روتی ہوں گی جس دن سب کے دل مغموم و مخزون ہوں گے اس کا دل مخزون نہیں ہوگا جو ان پر غمزدہ ہوا ہوگا۔ جس دن پُل صراط پر سب کے پاؤں لرز رہے ہوں گے اس کا پاؤں نہیں لرزے گا جس نے بقیع میں اس کی زیارت کے لیے قدم اُٹھایا ہوگا۔

اور حسینؑ مجھ سے ہے، وہ میرا بیٹا اور میرا لال ہے وہ اپنے بھائی کے بعد سب سے افضل ترین مخلوق ہے۔ وہ مسلمانوں کے رہبر، مومنین کے آقا، پروردگارِ عالم کے خلیفہ، مظلوموں کی فریادرسی کرنے والا، پناہ تلاش کرنے والوں کی پناہ گاہ اور تمام مخلوق پر حجتِ خدا ہے۔ وہی جوانانِ بہشت کا سردار نجات اُمت کا باب ہے۔ اس کا فعل میرا فعل اور اس کی اطاعت میری اطاعت ہے۔ جو کوئی اس کی اتباع کرے گا وہ مجھ سے ہے اور جو کوئی اس

سے رُوگردان ہوگا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ میں نے جب اسے دیکھا تو مجھے وہ کچھ یاد آیا جو اس کے ساتھ ہوگا۔ گویا کہ میں اس کے ہمراہ ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ وہ میری قبر اور میرے حرم میں پناہ لے رہا ہے لیکن اسے پناہ نہیں دی جائے گی، میں عالم رؤیا میں اسے اپنے سینے سے لگاؤں گا۔ میں اسے سرائے ہجرت سے کوچ کرنے کی دعوت دوں گا اور اسے شہادت کی بشارت دوں گا۔ وہ وہاں سے اپنی قتل گاہ اور اپنے گرنے کی سرزمین کرب و بلا وصحرائے قتل وفنا کی طرف کوچ کرے گا۔ مسلمانوں کا ایک گروہ اس کی مدد کرے گا۔ وہ قیامت کے دن میری اُمت کے شہیدوں کے آقا و سردار ہوں گے۔ گویا کہ میں اسے دیکھ رہا ہوں کہ اس کے جسم مبارک پر تیر برسائے جائیں گے۔ وہ اپنے گھوڑے سے زمین پر گرے گا۔ پھر وہ اس طرح مظلومانہ طریقے سے ذبح ہوگا جیسے گوسفند کا سر جدا کیا جاتا ہے۔

اس گفتگو کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جو لوگ ان کے پاس بیٹھے تھے گریہ کرنے لگے یہاں تک کہ ان کے گریہ و زاری کی صدا بلند ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُٹھتے ہوئے فرمایا: ''اے میرے پروردگار! میں تیری بارگاہ میں اس کے بارے شکایت کرتا ہوں جو میرے بعد میرے اہلِ بیتؑ کے ساتھ سلوک ہوگا''۔

حوالہ: امالی شیخ صدوق صفحہ 90 مجلس 24 حدیث 2؛ مقتل شیخ صدوق صفحہ 103؛ المحتضر علامہ ابن سلمان حلی صفحہ 196، حدیث 242؛ بشارۃ المصطفیٰ صفحہ 197

(42) امیر المومنین علی علیہ السلام: آپؑ جنگِ صفین کے سفر کے دوران مقامِ نینوا پر اُترے تو اس قدر روئے کہ بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ پھر وہاں سے نافے (ہرن کی مینگنیاں) تلاش کروائیں جن کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی تھی۔ کچھ خود رکھیں اور کچھ ابن عباسؓ کو دے کر فرمایا: انھیں اپنے پاس رکھ لو جب ان سے تازہ خون جاری ہوجائے تو سمجھ لینا کہ میرا بیٹا حسینؑ قتل کردیا گیا ہے۔

حوالہ: کمال الدین وتمام النعمۃ شیخ صدوق صفحہ 355 باب 48 حدیث 1؛ امالی شیخ صدوق صفحہ 538 مجلس 87 حدیث 5؛ مقتل شیخ صدوق صفحہ 128؛ بحار الانوار جلد 44 صفحہ 252 حدیث 2؛ مدینۃ المعاجز سید ہاشم بحرانی جلد اوّل صفحہ 302 اوّل جلد دوم، صفحہ 274

نوٹ: یہ روایت کافی طویل ہے مگر ہم نے حسب ضرورت نقل کی ہے اور اس روایت کے آخر میں ابن عباسؓ کا قول بھی درج ہے کہ وہ کہتے ہیں: میں نے وہ نافے سنبھال کر رکھے اور آستین کے ساتھ لگالیے یہاں تک کہ ایک دن میں گھر میں سویا ہوا تھا۔ جب آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان سے تازہ خون جاری ہے۔ میں روتا ہوا باہر نکلا تو خدا کی قسم!

مدینہ پر گہری دھند چھائی ہوئی تھی۔ مجھے کچھ نظر نہیں آرہا تھا۔ پھر سورج طلوع ہوا تو اسے بھی بے رنگ پایا۔ مدینہ کی دیواروں کو دیکھا تو گویا وہ تازہ خون سے لتھڑی ہوئی تھیں۔ پس میں سمجھ گیا کہ خدا کی قسم! حسینؑ قتل ہو گئے ہیں۔

(43) امام زین العابدین علیہ السلام: ایک دن میرے بابا جان امام حسن علیہ السلام کی خدمت میں مشرف ہوئے جب انھیں دیکھا تو گریہ کرنے لگے۔ امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: اے ابا عبداللہ! کس وجہ سے گریہ کر رہے ہو؟ فرمایا: اس ظلم کی وجہ سے جو آپؑ پر کیا جائے گا۔ امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: جو ظلم مجھ پر ہوگا وہ زہر ہے جو دھوکہ وسازش سے مجھے کھلایا جائے گا اور میں اس سے قتل کیا جاؤں گا۔

اے ابا عبداللہ! آپؑ کی شہادت کے دن کے مانند کوئی بھی دن نہیں ہوگا۔ تیس ہزار لوگ جو اس بات کا دعویٰ کریں گے کہ ہمارے جدامجد محمدؐ کی اُمت سے ہیں اور اپنے آپ کو دین اسلام سے منسوب کریں گے وہ آپؑ کو قتل کرنے، آپؑ کا خون بہانے، آپؑ کی حُرمت کو پامال کرنے، آپؑ کے اہل وعیال کو قیدی بنانے اور آپؑ کے مال واسباب لوٹنے کے لیے اکٹھے ہوں گے۔ اس وقت بنی اُمیہ پر لعنت الٰہی نازل ہوگی۔ آسمان سے خاک وخون برسے گا۔ تمام مخلوقات حتیٰ کہ جنگلی حیوانات صحراؤں میں اور مچھلیاں دریاؤں میں آپؑ پر گریہ کریں گی۔

حوالہ: امالی شیخ صدوق صفحہ 92 مجلس 24 حدیث 3؛ مقتل شیخ صدوق صفحہ 138؛ بحار الانوار جلد 45 صفحہ 218 حدیث 44؛ مناقب ابن شہر آشوب جلد چہارم صفحہ 93

(44) امام علی رضا علیہ السلام: محرم ایسا مہینہ ہے کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ اس میں جنگ کرنا حرام سمجھتے تھے لیکن ہمارا خون اس مہینے میں حلال سمجھا گیا اور ہماری حُرمت پامال کی گئی۔ ہمارے بچوں اور ہماری عورتوں کو قیدی بنایا گیا۔ ہمارے خیموں میں آگ لگا دی گئی، ہمارے اموال لوٹ لیے گئے اور ہمارے بارے میں رسولؐ اللہ کی حُرمت وتکریم کا لحاظ نہ کیا گیا۔ شہادتِ حسینؑ کے دن نے ہماری آنکھیں زخمی کر دیں۔ ہماری آنکھوں سے آنسو جاری کیے۔ زمینِ کربلا اور ہمارے پیارے عزیز کو خوار کیا گیا۔ یہ ایسی زمین ہے کہ جس نے تا قیامِ قیامت ہمارے غم واندوہ کا سامان فراہم کیا۔ گریہ کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ حسینؑ پر گریہ کریں کیونکہ گریہ کرنا گناہانِ کبیرہ کو ختم کر دیتا ہے۔ جب ماہِ محرم کا آغاز ہوجاتا تو میرے والدِ بزرگوار امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو کبھی مسکراتے نہیں دیکھا گیا یہاں تک کہ دس دنوں تک ان پر غم واندوہ غالب رہتا۔ جب دسویں کا دن آتا تو وہ ان کے لیے گریہ وزاری اور غم واندوہ کا دن ہوتا۔ اس دن وہ فرماتے: ''یہ ایسا دن ہے کہ اس میں حسینؑ قتل ہو گئے''۔

حوالہ: امالی شیخ صدوق صفحہ 101 مجلس 27 حدیث 2؛ مقتل شیخ صدوق صفحہ 213؛ وسائل الشیعہ جلد دہم صفحہ 281

باب 66 حدیث 8؛ مناقب ابن شہر آشوب جلد چہارم، صفحہ 94

(45) امام جعفر صادق علیہ السلام: امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا دن مصیبت کے اعتبار سے تمام دنوں سے عظیم تر ہے۔

حوالہ: علل الشرائع شیخ صدوق صفحہ 262 باب 162 حدیث 1؛ مقتل شیخ صدوق صفحہ 222؛ بحارالانوار جلد 44 صفحہ 269 حدیث 1؛ وسائل الشیعہ جلد دہم صفحہ 280 باب 66 حدیث 6؛ جامع احادیث الشیعہ جلد 15 صفحہ 447 حدیث 21133

(46) امام علی رضا علیہ السلام: جو شخص عاشورہ کے دن اپنی حاجات وضروریات کو ترک کر دے تو اللہ اس کی دُنیا و آخرت کی حاجات پوری کرے گا اور جو شخص روزِ عاشورہ مصیبت اور غم اور گریہ کے دن کے طور پر بسر کرے تو اللہ روزِ قیامت اس کو اس کے لیے خوشی اور مسرت کا دن بنائے گا اور ہماری وجہ سے جنت میں اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہوگی اور جو شخص روزِ عاشور کو برکت کا دن قرار دے اور اس دن اپنے گھر کے لیے کچھ ذخیرہ کرے تو اللہ اس کے ذخیرہ میں برکت نہیں دے گا اور قیامت کے دن وہ یزید اور عبداللہ بن زیاد اور عمر بن سعد کے ساتھ محشور ہوگا اور ان کے ساتھ دوزخ کے پست ترین درجے میں ہوگا۔

حوالہ: عیون اخبار الرضاؑ شیخ صدوق جلد اوّل صفحہ 519؛ علل الشرائع شیخ صدوق صفحہ 264 باب 162 حدیث 2؛ امالی شیخ صدوق صفحہ 101 مجلس 27 حدیث 4؛ مقتل شیخ صدوق صفحہ 214؛ وسائل الشیعہ جلد دہم صفحہ 281 باب 66 حدیث 7؛ جامع احادیث الشیعہ جلد 15 صفحہ 449 حدیث 21134؛ بحارالانوار جلد 44 صفحہ 284 حدیث 18

(47) امام جعفر صادق علیہ السلام: یومِ عاشورہ کا روزہ اُموی ایجادات میں سے ہے۔ تم لوگ عصر کے ایک گھنٹہ بعد تک کا فاقہ کر لیا کرو۔

حوالہ: معالی السبطین (مترجم) جلد اوّل صفحہ 190

نوٹ: ہمیں حدیث کے آخری الفاظ کسی اور کتاب میں من وعن نہیں ملے ہیں، لہٰذا الفاظ کی ذمہ داری معالی السبطین کے مترجم کی ہے۔

(48) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ابن عباس سے منقول ہے کہ انھوں نے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالمِ خواب میں دیکھا کہ آپؐ کے چہرے پر گرد وغبار ہے۔ آپؐ کے پاؤں ننگے ہیں اور آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں۔

حوالہ: نفس المہموم شیخ عباس قمی صفحہ 538؛ مناقب ابن شہر آشوب جلد چہارم صفحہ 72

(49) امام محمد باقر علیہ السلام: جو شخص محرم الحرام میں عاشورہ کے دن حسینؑ کی زیارت کرے گا اور ان کے پاس روتا رہے گا تو وہ

اللہ کو اس حال میں ملے گا کہ بیس لاکھ حجوں اور بیس لاکھ عمروں اور بیس لاکھ غزوات کا ثواب اس کے لیے لکھ دیا جائے گا اور ہر حج و عمرہ اور ہر غزوہ کا ثواب رسولؐ اللہ کے ساتھ حج کرنے، عمرہ کرنے اور غزوہ کرنے کے ثواب کی طرح ہے اور اسی طرح ائمہ طاہرینؑ کے ساتھ اور جو شخص دُور بلکہ بہت دُور رہتا ہے اور اس کے لیے کربلا پہنچنا ممکن نہیں تو وہ شخص صحرا کی طرف نکل جائے یا اپنے گھر میں کسی اُونچی جگہ پر چلا جائے اور کربلا کی طرف رُخ کر کے سلام پیش کرے اور امام حسین علیہ السلام کے قاتل پر شدید قسم کی بددعا کرے اور اس کے بعد دو رکعت نماز ادا کرے اور یہ تمام اعمال زوال سے پہلے دن کے شروع میں ہی بجالائے۔ پھر امام حسین علیہ السلام کو پکار کر روئے اور جو افراد گھر میں موجود ہوں انھیں بھی امام علیہ السلام پر رونے کا حکم دے اور اپنے گھر میں مقیم رہے۔ ان کی مصیبت کا جزع فزع کے ساتھ اظہار کرے اور مختلف گھروں میں ایک دوسرے سے روتے ہوئے ملاقات کریں اور ایک دوسرے کو امام حسین علیہ السلام کی تکلیفوں پر تعزیت کریں تو میں ان کو مذکورہ تمام ثواب کی ضمانت دیتا ہوں اور ایک دوسرے کو پُرسہ اس طرح دو کہ کہو ہمیں اس چیز کے بدلے امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ہمیں جو تکلیف پہنچی بہت زیادہ اجر عطا فرمائے اور ہم کو اور تم کو ان کے امام مہدیؑ کی معیت میں جو کہ آلِ محمدؐ میں سے ہیں امام حسین علیہ السلام کا قصاص طلب کرنے والوں میں شمار کرے۔

اس دن تمام دُنیاوی کام ترک کر دو اور اپنی کسی ضرورت کو طلب نہ کرو کیونکہ (اس حوالے سے) یہ منحوس ترین دن ہے اس میں حاجت پوری نہیں کی جاتی اور اگر پوری ہو بھی جائے تو اس میں اس کے لیے برکت نہیں ہوتی اور نہ ہی اس میں کوئی بھلائی نظر آتی ہے اور نہ ہی تم اپنے گھر والوں کے لیے کوئی چیز ذخیرہ کرو اس لیے کہ اگر تم نے اس دن اپنے گھر والوں کے لیے کوئی چیز ذخیرہ کی تو اس میں تمھارے گھر والوں کے لیے خیر و برکت نہیں کی جائے گی۔ جو شخص اس طرح کرے گا اس کے لیے دس لاکھ حجوں اور دس لاکھ عمروں اور دس لاکھ رسولؐ اللہ کے ساتھ مل کر کیے گئے غزووں کا ثواب لکھا جائے گا۔ اور اس کے لیے ہر نبی، رسول، صدیق اور شہید جو کہ فوت ہوئے یا قتل کیے گئے تخلیق دُنیا سے لے کر قیامِ قیامت تک پہنچنے والی ہر مصیبت کا ثواب بھی لکھا جائے گا۔

حوالہ: کامل الزیارات صفحہ 420 باب 71 حدیث 7؛ مصباح المتہجد شیخ طوسی صفحہ 536؛ بحار الانوار جلد 10 صفحہ 285 حدیث 1؛ مصباح الزائر سیّد ابن طاؤس صفحہ 268؛ البلد الامین کفعمی صفحہ 382

(50) امام جعفر صادق علیہ السلام: امام علیہ السلام نے سدیر سے فرمایا: اے سدیر! کیا تم قبر حسینؑ کی ہر روز زیارت کرتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں، میں آپؑ پر قربان جاؤں۔ فرمایا: کس قدر زیادتی کرتے ہو۔ کیا ہر مہینے جاتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: سال میں ایک مرتبہ تو کرتے ہو گے؟ میں نے کہا: بعض اوقات یہ ہو جاتا ہے۔ فرمایا: اے سدیر! کس قدر

امام حسینؑ پر ستم کرتے ہو، کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ کے دس لاکھ پریشان اور سروں میں خاک ڈالے ہوئے فرشتے ہیں جو امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرتے ہیں اور ان کی زیارت کرتے ہیں اور اپنی طرف سے بھی کچھ نہیں کہتے۔

اے سدیر! تم ہفتے میں پانچ مرتبہ یا ہر روز ایک مرتبہ کیوں زیارت نہیں کرتے؟ میں نے کہا: میں آپؑ پر قربان جاؤں ہمارے اور ان کی قبر مبارک کے درمیان کئی میلوں کا فاصلہ ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: گھر کی چھت پر جایا کرو دائیں بائیں دیکھا کرو پھر اپنا سر آسمان کی طرف بلند کیا کرو۔ پھر امام حسین علیہ السلام کی قبر کی طرف رُخ کر کے کہا کرو:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اگر تم یہ کام کرو گے تو تمھارے نام پر ایک ایسی زیارت لکھ دی جائے گی جو حج و عمرہ کے برابر ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 373 حدیث 3203؛ مقتل شیخ صدوق صفحہ 328؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 493 باب 63 حدیث 2؛ فروعِ کافی (عربی) جلد چہارم صفحہ 589 حدیث 8؛ کامل الزیارات صفحہ 642 باب 96 حدیث 2

(51) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص امام حسین علیہ السلام کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے عاشورہ کے دن ان کی زیارت کرے گا تو وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس نے اللہ کی اس کے عرش پر زیارت کی۔

حوالہ: کامل الزیارات صفحہ 418 باب 71 حدیث 3؛ وسائل الشیعہ (عربی) جلد 14 صفحہ 476 باب 55 حدیث 1؛ تہذیب الاحکام جلد ششم صفحہ 15 حدیث 120؛ مصباح المتہجد شیخ طوسی صفحہ 713

(52) امام جعفر صادق علیہ السلام: جو شخص روزِ عاشور روزہ رکھے گا اس کو اس سے وہی حصہ ملے گا جو ابن مرجانہ لعین اور آلِ زیاد کو ملا تھا اور ان کو اس دن دوزخ کی آگ ملی تھی۔ خدا ہمیں اس آگ سے پناہ دے۔ جو شخص اس دن یہ عمل کرے گا وہ آتش دوزخ کے قریب ہوگا۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 262 باب 21 حدیث 2؛ فروعِ کافی (عربی) جلد چہارم صفحہ 147 حدیث 6؛ تہذیب الاحکام جلد چہارم صفحہ 301 حدیث 912؛ الاستبصار جلد دوم صفحہ 35 حدیث 443؛ المقنعہ شیخ مفید صفحہ 60

(53) امام جعفر صادق علیہ السلام: عاشورہ وہ دن ہے جس میں امام حسین علیہ السلام شہید کیے گئے اس لیے اگر تم ان کی شہادت پر خوش ہو تو روزہ رکھ لو (ورنہ نہیں)۔ بنی اُمیہ نے منت مانی تھی کہ اگر امام حسین علیہ السلام کو شہید کرنے میں کامیاب ہو گئے تو وہ ان کی شہادت کے دن کو عید قرار دیں گے اور شکرانہ کے طور پر روزہ رکھیں گے اور اپنی اولاد کو بھی خوش کریں گے لہٰذا اس دن روزہ رکھنا آج تک برابر سفیانیوں کی سنت چلی آرہی ہے۔ اس لیے وہ اس دن روزہ رکھتے ہیں اور اپنے اہل

وعیال کو (اچھی خوراک کھلا کر اور اچھی پوشاک پہنا کر) خوش کرتے ہیں۔ روزہ مصیبت کے لیے نہیں ہوتا البتہ سلامتی کی خوشی اور اس کے شکرانہ کے لیے ہوتا ہے۔ چونکہ امام حسین علیہ السلام روزِ عاشورہ شہید ہوئے ہیں اس لیے اگر تم ان لوگوں سے ہو جو اس دن کو مصیبت کا دن سمجھتے ہیں تو پھر روزہ نہ رکھو اور اگر تم ان لوگوں سے ہو جن کو بنواُمیہ کی سلامتی پر خوشی ہوئی ہے تو پھر شکرانہ کا روزہ رکھ لیا کرو۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 263 باب 21 حدیث 7؛ امالی شیخ طوسیؒ جلد دوم صفحہ 279

(54) امام زین العابدین علیہ السلام: ہر وہ مومن کہ جس کی آنکھیں قتل حسینؑ پر آنسو بہائیں یہاں تک کہ وہ اس کے رخسار پر جاری ہو جائیں تو اللہ جنت میں اس کے لیے ایسے حجرے بنائے گا جن میں وہ سالہا سال زندگی بسر کرے گا۔ ہر وہ مومن جو ہمارے ان مصائب پر آنسو بہائے جو ہمارے دشمنوں نے ہمیں پہنچائے یہاں تک کہ آنسو اس کے رخسار پر جاری ہو جائیں تو اللہ اسے بہشت میں صادقین کے مقام پر فائز کرے گا۔ ہر وہ مومن کہ جسے ہماری وجہ سے اذیت دی جائے اور اس کی آنکھیں آنسو بہائیں یہاں تک کہ وہ اس کے رخسار پر جاری ہو جائیں اس وجہ سے جو ہماری وجہ سے اسے اذیت دی گئی تو اللہ قیامت کے دن اس سے اذیت دُور کردے گا اور اُسے اپنے غضب اور آتش جہنم سے امان میں رکھے گا۔

حوالہ: مقتل شیخ صدوق صفحہ 273؛ وسائل الشیعہ (مترجم) جلد دہم، صفحہ 279 باب 66 حدیث 3؛ تفسیر القمی جلد دوم صفحہ 291؛ کامل الزیارات صفحہ 238 باب 32 حدیث 1؛ مدینۃ المعاجز سیّد ہاشم بحرانی جلد دوم، صفحہ 243؛ ثواب الاعمال، شیخ صدوق

(55) امام حسین علیہ السلام: آپؑ نے امام حسن علیہ السلام کی وصیت کے مطابق کربلا کے میدان میں شہزادۂ قاسمؑ کا نکاح اپنی دختر سے کیا تو دلہن نے آنسو بہاتے ہوئے کہا: قاسمؑ! آپ کہہ رہے ہیں کہ آپؑ نے اپنی شادی کو قیامت تک مؤخر کر دیا۔ قیامت کے دن میں آپؑ کو کیسے پہچانوں گی اور ملاقات کہاں ہوگی؟ شہزادےؑ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور اپنی قمیص کا دامن پھاڑ کر کہا: قیامت کے دن مجھے اس پھٹے ہوئے دامن کے ذریعے پہچان لینا۔ یہ کہہ کر شہزادہؑ خیمہ سے برآمد ہوئے۔ دولہا کو موت کی طرف جاتا دیکھ کر تمام مستورات میں کہرام مچ گیا۔

حوالہ: منتخب الطریحی شیخ فخر الدین صفحہ 342 مجلس ہفتم؛ طریق البکاء محمد حسین شہرابی صفحہ 73؛ مدینۃ المعاجز سیّد ہاشم البحرانی جلد دوم صفحہ 95؛ المجالس العاشوریہ فی الماتم الحسینیہ شیخ عبداللہ آل درویش العطیفی صفحہ 373؛ معالی السبطین محمد مہدی الحائری جلد اوّل صفحہ 671؛ ریاض القدس صدر الدین قزوینی جلد دوم، صفحہ 86؛ مجالس المتقین ملا محمد تقی برغانی

مجلس 17؛ مزامیر الاولیاء سیّد محمد باقر کنجوی صفحہ 262 طبع ایران

(56) امام علی رضا علیہ السلام: جس وقت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک شام کی طرف لے جایا گیا تو یزید نے حکم دیا کہ یہ سر اس کے سامنے رکھا جائے۔ یزید کے لیے دستر خوان سجایا گیا تھا۔ چنانچہ یزید اور اس کے ساتھیوں نے کھانا کھایا اور جَو کی شراب پی۔ جب وہ کھانا کھانے سے فارغ ہو گیا تو اس کے حکم سے سر (حسینؑ) کو طشت میں لا کر اس کے تخت کے نیچے رکھ دیا گیا۔ اس نے اس تخت کے اُوپر شطرنج کی بساط پھیلائی۔ وہ لعین اس پر بیٹھا شطرنج کھیلتا رہا اور حسینؑ بن علیؑ، ان کے پدرِ بزرگوارؑ اور جدامجد (رسولِ خدا) کے بارے میں باتیں کر کے مسخرے کرتا رہا۔ جب وہ اپنے حریف سے بازی جیت جاتا تو جَو سے تیار شدہ شراب ہاتھ میں لیتا اور اسے تین بار پیتا۔ باقی بچی ہوئی شراب کو طشت کے اردگرد زمین پر گرا دیتا۔

لہٰذا جو کوئی بھی ہمارا شیعہ ہے وہ شراب نوشی اور شطرنج بازی سے پرہیز کرے۔ جس کسی کی بھی نگاہ جَو کی شراب اور شطرنج پر پڑے وہ امام حسین علیہ السلام کو یاد کرے اور یزید و آلِ زیاد پر لعنت بھیجے۔ ایسا کرنے سے اللہ اس کے تمام گناہ معاف کر دے گا خواہ وہ ستاروں کی تعداد کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد چہارم صفحہ 325 حدیث 5915؛ عیون اخبار الرضاؑ جلد دوم صفحہ 66 حدیث 50؛ مقتل شیخ صدوق صفحہ 247؛ بحار الانوار جلد 45 صفحہ 176 حدیث 23

(57) امام حسین علیہ السلام: آپؑ نے بوقت آخر اپنی بیٹی سیّدہ سکینہؑ سے فرمایا: بیٹی! اب خیام میں چلی جاؤ۔ میرے شیعوں کو میرا سلام کہہ دینا اور انھیں بتا دینا کہ میرا بابا غریب (مسافر) مارا گیا ہے۔ اس کا ماتم کرو اور میرا باباؑ شہید مارا گیا ہے اس پر گریہ کرو۔

حوالہ: الدمعۃ الساکبہ آقائے محمد باقر دشتی (مترجم) جلد دوم صفحہ 249

نوٹ: حدیث کے الفاظ الدمعۃ الساکبہ کے مترجم کی ذمہ داری ہے۔ ہم نے صرف ترجمہ پر ہی اکتفاء کیا ہے۔

(58) امام جعفر صادق علیہ السلام: عاشورہ کے دن لذائذ سے اجتناب کیا جائے اور حزن و ملال منایا جائے اور زوال تک کھانے پینے سے اجتناب کیا جائے اور اس کے بعد سادہ غذا پر فاقہ شکنی کی جائے جس طرح مصیبت زدہ لوگ کرتے ہیں نہ کہ لذیذ طعام اور مشروبات سے۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دہم، صفحہ 281 باب 66 حدیث 9؛ مسار الشیعہ شیخ مفید صفحہ 60

(59) ارشادِ خداوندی: اے موسیٰؑ! اُمتِ محمدؐ کے پاس دس ایسی خصوصیات ہوں گی جو اور کسی نبیؑ کی اُمت کے پاس نہیں ہیں

ان میں سے ایک عاشور بھی ہے اور عاشور سبط محمدؐ پر رونا اور رُلانا اور فرزندِ مصطفیٰ ﷺ کے غم میں نوحہ اور ماتم کرنا ہے۔ اس زمانہ میں میرے بندوں میں سے جس نے بھی ذُریتِ محمدؐ کے غم میں سوگ منایا، صفِ ماتم بچھائی اور نوحہ وبکا کیا، میں اسے بلاحساب جنّت میں داخل کروں گا۔ اُمت محمدؐ میں سے جس نے فرزندِ مصطفیٰ ﷺ کے غم میں کسی کو کھانا کھلایا یا مراسمِ عزا میں ایک درہم خرچ کیا۔ میں دُنیا میں اس کے مال میں ستر گنا برکت دوں گا، بلاحساب داخل جنت کروں گا اور اس کے تمام گناہ معاف کردوں گا۔ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! اگر فرزندِ مصطفیٰ ﷺ کے غم میں یومِ عاشور یا سال کے کسی دن کسی نے ایک آنسو بھی بہایا تو مَیں اسے سو شہیدوں کا ثواب دوں گا۔

حوالہ: الدمعۃ الساکبہ (مترجم) جلد دوم صفحہ 120؛ منتخب الطریحی صفحہ 77؛ جامع احادیث الشیعہ جلد 15 صفحہ 442 حدیث 21129؛ مستدرک الوسائل جلد دہم صفحہ 318

(60) امام جعفر صادق علیہ السلام: محرم کا چاند نظر آتے ہی آپؑ کے گھر میں صفِ ماتم بچھ جاتی تھی۔ مجلس عزاء برپا ہوتی تھی۔ ہر طرف سے لوگ آپ کو پُرسہ دینے کے لیے آتے تھے۔ گریہ وبکا، نوحہ خوانی اور سینہ زنی ہوتی تھی۔ بعداز مجلس عزاء آپؑ فرماتے تھے امام حسین علیہ السلام شہید ہیں اور شہید زندہ ہوتا ہے۔ امام حسین علیہ السلام روزانہ کربلا میں پہلے اپنے خیام، پھر اپنے اعزا کے وہ مقامات جہاں سب ایک ایک کر کے گھوڑوں سے اُترے تھے اور آخر میں اپنی مقتل گاہ دیکھتے ہیں۔ پھر پورے عالم میں اپنے زائرین، اپنے عزاداروں اور اپنے غم میں غم کرنے والوں کو دیکھتے ہیں۔ امام حسین علیہ السلام کے پاس ان کے عزاداروں کی فہرست جاتی ہے۔ وہ خود بھی اپنے عزاداروں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ نبی اکرمؐ، جنابِ سیّدہ فاطمہؑ، حضرت علیؑ اور امام حسنؑ سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ میرے عزاداروں کے لیے آپ بھی استغفار کریں۔

حوالہ: الدمعۃ الساکبہ (مترجم) جلد دوم، صفحہ 113؛ منتخب الطریحی صفحہ 135؛ بحور الغمہ جلد اوّل صفحہ 334؛ مدینۃ المعاجز سیّد ہاشم بحرانی جلد دوم صفحہ 288

نوٹ: اس حدیث کو ہم نے کتاب الدمعۃ الساکبہ (مترجم) سے نقل کیا ہے لہٰذا اس کے الفاظ کی ذمہ داری کتاب کے مترجم کی ہے۔ ہمیں عربی کتاب میں اس طرح کے الفاظ کہیں بھی نہیں مل سکے ہیں۔

(61) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: جس دن میرے حسینؑ کی ولادت ہوئی اس دن حکم باری سے ایک مَلک نے ارض وسما کے مابین ندا کی: اے مخلوقِ خدا! بابائے غم دنیا میں آ گیا ہے، لباسِ غم پہن لو اور دل کو غم آشنا کر لو۔ محمدؐ کا دُنیا میں آنے والا یہ بچہ کرۂ ارض کا مظلوم ترین شہزادہ ہے۔ اس ندا سے فارغ ہونے کے بعد یہی فرشتہ میرے پاس آیا اور عرض کیا:

اے حبیبؐ خدا! آپؐ کا یہ بچہ کرۂ ارض کا مظلوم ترین فرد ہوگا۔ آپؐ کی اُمت کا بظاہر مسلمان اور بباطن کافر، سرکش اور فاسق گروہ اسے زمینِ کربلا پر شہید کرے گا۔ یہ اس کے مقتل کی خاک ہے۔ اس نے خاکِ کربلا مجھے دی اور کہا: اسے اپنے پاس محفوظ رکھیں۔ دمِ آخر جس کو بھی اس خاک کا اہل سمجھیں اسے دیں اور بتادیں کہ جب یہ خاک خون بن جائے تو وہ سمجھ لے کہ آپؐ کا حسینؑ شہید کردیا گیا ہے۔ پھر اس مَلک نے کچھ خاک اپنے پَروں پر ڈالی اور سوئے آسمان پرواز کرگیا۔ ملائکہ کی جس صف سے بھی گزرا انھوں نے اس مَلک کے پَروں سے اُٹھنے والی خوشبو کی مہک سے متاثر ہوکر اس سے پوچھا کہ یہ خوشبو تُو کس جنّت سے لایا ہے۔ مَلک نے جواب دیا: یہ کسی جنّت کی خوشبو نہیں ہے، یہ خاکِ کربلا ہے جو مقتل حسینؑ ابن علیؑ وفاطمہؑ ہے۔

حوالہ: الدمعۃ الساکبہ (مترجم) جلد دوم صفحہ 64؛ منتخب الطریحی صفحہ 62؛ مدینۃ المعاجز سیّد ہاشم البحرانی (مترجم) جلد دوم صفحہ 26؛ بحار الانوار جلد......

(62) امیر المومنین علی علیہ السلام وسیّدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام: امیر المومنینؑ (ایک دن) گھر تشریف لائے اور اپنی زوجہ کو روتے ہوئے پایا۔ جنابِ سیّدہؑ نے اپنے شوہر کو دیکھا تو کچھ دیر کے لیے خاموش ہوگئیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے سیّدہؑ سے فرمایا: مدینہ کے لوگوں نے مجھ سے تقاضا کیا ہے کہ آپؑ رونے کا وقت مقرر کریں یا دن کو روئیں یا رات کو روئیں۔ جنابِ سیّدہؑ نے عرض کیا: اے ابوالحسنؑ! ان لوگوں میں میری زندگی بہت کم رہ گئی ہے اور میں عنقریب یہاں سے رخصت ہوجاؤں گی۔ خدا کی قسم! میں مسلسل اپنے بابا رسولِ خدا کو روتی رہوں گی یہاں تک کہ ان کے پاس چلی جاؤں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: آپؑ مختار ہیں جو چاہیں کریں۔ اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے جنابِ سیّدہؑ کے لیے قبرستانِ بقیع میں ایک سائبان تیار کیا جس کا نام بیت الاحزان (عزاخانہ) رکھا۔ حضرت سیّدہ روزانہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو ساتھ لے کر بیت الحزن میں چلی جاتی تھیں جہاں پر شام تک آپؑ اپنے بابا رسولِ خدا کو یاد کرتی تھیں اور جیسے ہی شام ہوتی حضرت علی علیہ السلام وہاں پر آتے اور سیّدہؑ کو ساتھ لے کر گھر جاتے۔

حوالہ: بیت الاحزان شیخ عباس قمی (مترجم) صفحہ 262

(63) سیّدہ فاطمہ زہرا علیہا السلام: آپؑ نے بوقتِ آخر اپنے والدِ گرامی کی جدائی میں چند اشعار کہے جن میں ایک شعر یوں کہا:

عین یاعین اسکبی الدمع سحا

ویك لا تبخلی بفیض الدماء

"یعنی اے آنکھ! اے آنکھ! دل کھول کر آنسو بہا۔ تجھ پر افسوس خون بہانے سے بھی دریغ نہ کر"۔

حوالہ: بیت الاحزان شیخ عباس قمی (مترجم) صفحہ 261

(64) امیر المومنین علی علیہ السلام: جو لوگ صفین میں مظلوم قتل ہوئے ان کے بارے میں فرمایا: میرے وہ بھائی تھے جو گزر گئے اب ہم حق بجانب ہیں اگر ان کی دید کے پیاسے ہوں اور ان کے فراق میں اپنی بوٹیاں کاٹیں۔

حوالہ: نہج البلاغہ (مترجم مفتی جعفر حسین) صفحہ 252 خطبہ 119

(65) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: شبِ معراج جب مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا تو جب میں پانچویں آسمان پر پہنچا تو میں نے وہاں پر علی بن ابی طالبؑ کی صورت دیکھی۔ میں نے جبریلؑ سے کہا: اے میرے دوست جبریلؑ! یہ صورت کیسی ہے؟ جبریلؑ نے کہا: اے محمدؐ! فرشتے بہت چاہتے تھے کہ علیؑ کا جمال دیکھیں اسی لیے انھوں نے خدا سے کہا: اے ہمارے پروردگار! اولادِ آدم اپنی دُنیا میں شب و روز تیرے حبیب محمدؐ کے حبیب، جانشین، وصی اور امین علیؑ بن ابی طالبؑ کی زیارت سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ ہمیں بھی اہلِ دُنیا کے برابر ان کے جمال کی زیارت سے مستفید فرما۔ اللہ نے ان کا مطالبہ پورا کیا اور اپنے نُورِ قدسی سے ان کے لیے جمالِ علیؑ کی تصویر بنائی۔ یوں علیؑ شب و روز ان کے سامنے ہیں اور وہ ہر صبح و شام انھیں دیکھتے اور ان کی زیارت کرتے ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جس وقت ابن ملجم لعین نے حضرت علی علیہ السلام کے سر پر تلوار کی ضربت لگائی (اور جو حضرتؑ کے سر میں شگاف ہوا)۔ وہی شگاف ان کی اس تصویر (شبیہہ) میں ہوا جو آسمان پر تھی۔ اس کے بعد ہر صبح و شام فرشتے ان کی زیارت کرتے ہیں اور ان کے قاتل ابن ملجم پر لعنت کرتے ہیں۔ جس وقت حسینؑ بن علیؑ قتل ہوئے تو آسمان سے فرشتے نازل ہوئے اور ان کی شبیہہ کو اُٹھا کر اُوپر لے گئے حتیٰ کہ آسمان پنجم پر لے کر علیؑ کی شبیہہ مبارک کے ساتھ رکھ دی۔ اس کے بعد تمام فرشتے اُوپر والے آسمانوں سے پانچویں کی طرف پرواز کرتے ہیں تو جب وہ جمالِ علیؑ اور جمالِ حسینؑ کو خون میں ڈوبا ہوا دیکھتے ہیں اور ان کی زیارت کرتے ہیں تو قاتلانِ حسینؑ یزید، ابن زیاد پر لعنت بھیجتے ہیں اور یہ کام وہ قیامت تک کرتے رہیں گے۔

حوالہ: بحار الانوار جلد 45 صفحہ 229؛ المحتضر ابن سلمان حلی صفحہ 255 حدیث 342

(66) امام جعفر صادق علیہ السلام: کسی ہاشمی عورت نے نہ سُرمہ لگایا اور نہ خضاب کیا اور نہ ہی کسی ہاشمی گھر میں پانچ سال تک دھواں اُٹھتے ہوئے دیکھا گیا، جب تک عبداللہ بن زیاد قتل نہیں کیا گیا۔

حوالہ: نفس المہموم شیخ عباس قمی صفحہ 666

(67) امام زین العابدین علیہ السلام: جب حسینؑ بن علیؑ قتل ہو گئے تو ایک کوا آیا۔ اس نے اپنے پَر خونِ شبیرؑ سے رنگین کیے۔ پھر

اُڑ کر مدینہ آیا۔ امام حسین علیہ السلام کے مکان کی منڈیر پر بیٹھا۔ اس گھر میں فاطمہ صغریٰ بنت الحسینؑ رہتی تھی۔ شہزادی کو کوے کے پَروں سے ٹپکنے والے خون سے اپنے بابا کی خوشبو آئی اور وہ بے ساختہ رونے لگیں اور نوحہ پڑھا۔

حوالہ: بحارالانوار جلد 45 صفحہ 171 حدیث 19؛ عوالم العلوم جلد 17 صفحہ 490

(68) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب امام زین العابدین علیہ السلام مخدراتِ عصمت سمیت دربارِ یزید میں پہنچے تو یزید نے آپ کو ایک زندان میں قید کیا اور زندان پر کچھ غیر عرب لوگوں کو نگہبان مقرر کیا جو کہ عربی زبان سے بالکل نا آشنا تھے۔ مخدراتِ عصمت نے جب زندان کی مخدوش حالت دیکھی تو انھوں نے آپس میں کہا کہ لعین شاید یہ چاہتا ہے کہ وہ اس گھر کو گرا کر ہمیں قتل کر دے۔ امام زین العابدین علیہ السلام نے محافظوں سے فارسی زبان میں کہا کہ تم نے سنا کہ ہماری مخدراتِ عصمت یہ کچھ کہہ رہی ہیں۔ محافظوں نے اپنی فارسی زبان میں کہا: نہیں۔ کل آپ لوگوں کو زندان سے باہر نکال کر قتل کر دیا جائے گا۔ آپؑ نے فرمایا: اللہ کو یہ بات گوارا نہیں ہے۔ پھر آپؑ ان کے ساتھ فارسی میں گفتگو کرنے لگے۔

حوالہ: دلائل الامامۃ طبری صفحہ 88؛ مدینۃ المعاجز جلد دوم صفحہ 313؛ بصائر الدرجات جلد دوم جز ہفتم صفحہ 188 باب 12 حدیث 1؛ العوالم جلد 17 صفحہ 412 حدیث 12 و جلد 18 صفحہ 96 حدیث 1؛ الخرائج والجرائح راوندی جلد دوم صفحہ 753 حدیث 71؛ جلاء العیون مجلسی جلد دوم صفحہ 299۔ [1]

(69) امام جعفر صادق علیہ السلام: امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے فرزند امام محمد باقر علیہ السلام سے اپنی وفات کے قریب فرمایا: میں نے اپنی اُونٹنی پر بیس حج کیے ہیں اور میں نے کبھی اس کو ایک تازیانہ بھی نہیں مارا ہے۔ پس جب یہ مر جائے تو تم اس کو دفن کرنا اور خیال کرنا کہ اس کا گوشت درندے نہ کھائیں۔ پھر جب یہ اُونٹنی مر گئی تو امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام نے اس کے لیے ایک گڑھا کھودا (قبر بنائی) اور اس کو اس میں دفن کر دیا۔

حوالہ: ثواب الاعمال شیخ صدوق صفحہ 121 باب 120 حدیث 1؛ بحارالانوار جلد 46 صفحہ 70 حدیث 46؛ القطرہ من بحار سیّد احمد المستنبط النعی جلد دوم صفحہ 18

☆☆☆

[1] چند کتب میں فارسی کی بجائے نبطی/رومی زبان کا ذکر ہوا ہے اور الفاظ بھی قدرے مختلف ہیں البتہ مفہوم ایک ہی ہے۔

تحقیق در شہادت ثالثہ فی الاذان والاقامۃ

فرمانِ معصومؑ: امام محمد باقر علیہ السلام: اذان واقامت میں پینتیس حروف ہیں اذان میں اٹھارہ اور اقامت میں سترہ حروف ہیں۔

حوالہ: فروع کافی جلد دوم صفحہ 59 باب 17 حدیث 3

وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 57 باب 19 حدیث 1 (روایت امام رضاؑ)

توضیح:

یہ وہ حدیث ہے جس پر علمائے کرام عمل پیرا ہیں اور اس حدیث کے خلاف جانا نہیں چاہتے۔ یہ سند کے اعتبار سے موثق ہے۔ تمام علمائے کرام و مجتہدین نے اسی حدیث پر عمل کرتے ہوئے اذان واقامت کو پینتیس فصول پر مشتمل قرار دیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہی علمائے کرام خود اس حدیث کی مخالفت بھی کرتے ہیں جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ''اشھد ان علیاً ولی اللہ'' کو دوبار کہا جاتا ہے جب اذان کے حروف ہی اُٹھارہ ہیں تو بیس کیوں کیے جاتے ہیں؟ چاہے وہ کسی بھی نیت سے ہوں اذان تو بیس حروف کی دی جاتی ہے اور اسی طرح اقامت بھی۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ مکمل طور پر اس حدیث پر عمل نہیں کیا جارہا۔ ویسے بھی جن احادیث میں اذان واقامت کے فصول بتائے گئے ہیں ان میں سے کسی پر بھی عمل نہیں کیا جارہا ہے اس لیے کہ کسی حدیث میں اذان واقامت انتالیس حروف کی بیان نہیں کی گئی۔

ہماری کتب میں جو اذان واقامت نقل ہوئی ہے وہ بھی بالکل مختلف ہے۔ شیخ صدوق کی نقل کردہ اذان تو اُٹھارہ ہی فصول کی ہے لیکن اس حدیث کے آخر میں ہے کہ اقامت بھی اسی طرح ہے لہٰذا اس پر عمل نہیں کیا جاسکتا۔ ہم اذان کے فصول پر زیادہ گفتگو نہیں کرنا چاہتے اس لیے کہ ان کی تعداد آج کی رائج اذان کے مطابق پوری کرنا ممکن نہیں ہے سونے پر سہاگہ یہ کہ علماء میں بھی اس بات کا اختلاف ہے کہ اذان واقامت کے کتنے حروف ہیں مگر اکثریت پینتیس حروف کی طرف گئی ہے۔ ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ آج کل جو شکوک وشبہات شہادت ثالثہ کے متعلق پھیلائے جارہے ہیں ان کو دور کیا جائے۔ تمام مجتہدین جب یہ فرماتے ہیں کہ اذان واقامت کے پینتیس حروف ہیں تو پھر ان پینتیس کو پورا کرنے کے لیے شہادت ثالثہ ہی کو کیوں جزو سے خارج کیا جاتا ہے؟ کیا کسی حدیث میں یہ حکم آیا ہے جو فتویٰ دیا جاتا ہے کہ ''اشھدانّ علیاً ولی اللہ'' اذان واقامت کا جزو نہیں ہے۔ اگر ایسی حدیث ہے تو دکھائیں اور اگر نہیں ہے تو آپ کو کس نے اختیار دیا کہ خود سے اسے خارج فرمادیں۔

ہماری درخواست یہ ہے کہ اگر فصول پینتیس ہی کرنے ہیں تو شروع میں "اللہ اکبر" کو دو بار کر دو آپ کو تو اختیار حاصل ہے دین کو اپنی مرضی سے بنا سکتے ہیں جو دل چاہے وہی کر دیں۔ ہمارا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ شہادت ثالثہ کو کسی بھی عمل سے خارج نہیں کیا جاسکتا ہر عمل میں اس کا اقرار ضروری ہے جیسا کہ ہم ابھی احادیث نقل کریں گے اور ہماری دعا ہے ان علمائے کرام کے لیے کہ جنہوں نے شہادت ثالثہ کو جزو قرار دیا ہے۔ فصول جتنے مرضی بنائیں لیکن شہادتِ ثالثہ ہر عمل کا جزو رہے گی اس لیے کہ یہ خدا کا فیصلہ ہے۔ جبکہ ایک مجتہد کا فتویٰ بھی پڑھ لیجئے۔

فتویٰ:

"اذان اور اقامت میں" اشھد ان علیا ولی اللہ کا اظہار بدعت اور حرام ہے نہ تو بقصد جزئیت اور نہ ہی بقصد قربت اس کلمہ کو پڑھا جاسکتا ہے۔ اس کلمے کے پڑھنے کا کہیں تذکرہ نہیں ہے"۔

حوالہ: اسلامی نماز از محمد حسین نجفی المعروف ڈھکو صاحب صفحہ 65

شہادتِ ثالثہ کے جواز پر مجتہدین کرام کے فتاویٰ

1۔ السید محسن الحکیم، منہاج الصالحین جلد اوّل صفحہ 208
2۔ السید عبدالحسین شرف الدین، النص والاجتہاد صفحہ 243
3۔ المیرزا باقر زنجانی، سر الایمان صفحہ 59
4۔ الشیخ مرتضیٰ آل یاسین، سر الایمان صفحہ 62
5۔ السید محمود الشاہرودی، حاشیہ عروۃ الوثقیٰ جلد اوّل صفحہ 602
6۔ الشیخ الملا علی زنجانی، نظام الفرائد فی شرح القواعد صفحہ 327
7۔ السید ابوالقاسم الخوئی، منہاج الصالحین جلد اوّل صفحہ 1490
8۔ السید حسین القمی، مختصر الاحکام باللغۃ الفارسیۃ صفحہ 26
9۔ الشیخ محمد حسین الاصفہانی، سر الایمان صفحہ 53
10۔ المیرزا محمد حسین النائینی، سر الایمان صفحہ 52
11۔ الشیخ محمد رضا الدزفولی، کلمۃ التقویٰ صفحہ 170
12۔ الشیخ ضیاء الدین العراقی، رسالہ الہدایۃ صفحہ 16

13۔ المیر زاجواد ملکی تبریزی، اسرار الصلوٰۃ صفحہ 181

14۔ السید حسن الصدر، المسائل المہمۃ صفحہ 22

15۔ السید علی سیستانی، منہاج الصالحین جلد اوّل صفحہ 19

16۔ السید محمد سعید الحکیم، منہاج الصالحین صفحہ 187 مسئلہ 123

17۔ الشیخ محمد اسحاق الفیاض، منہاج الصالحین جلد اوّل صفحہ 230

18۔ السید محمد الحسینی الشاہروی، ذخیرۃ المومنین لیوم الدین صفحہ 155 مسئلہ 786

19۔ السید محمد حسینی الشیرازی، المسائل الاسلامیہ صفحہ 281 مسئلہ 298

20۔ السید محمد صادق روحانی، توضیح المسائل (فارسی) صفحہ 164 مسئلہ 925

21۔ الشیخ محمد تقی بھجت، توضیح المسائل صفحہ 186 مسئلہ 768

22۔ الشیخ ناصر مکارم شیرازی، زبدۃ الاحکام صفحہ 94 مسئلہ 259

23۔ السید علی خامنہ ای، اجوبۃ الاستفتاءت جلد اول صفحہ 139 سوال 467

24۔ السید محمد علی ہادی المیلانی، حاشیہ عروۃ الوثقیٰ جلد اوّل صفحہ 602

25۔ الشیخ جعفر کاشف الغطاء، کشف الغطا صفحہ 227

26۔ السید محمد حسین الخاتون آبادی، کلمات الاعلام رقم 23

27۔ الشیخ محمد بن مہدی الاشرفی، رسالۃ العملیہ (فارسی) صفحہ 63

28۔ السید محمد مہدی الصدا الکاظمی، بغیۃ المقلدین صفحہ 52

29۔ السید ابوالحسن القزوینی، ہدایۃ الانام صفحہ 91

30۔ الشیخ محمد صالح السمنانی، کلمات الاعلام رقم 54

31۔ المیر زا محمد علی الشاہ آبادی، مفتاح السعادۃ فی احکام العبادۃ صفحہ 29

32۔ لمیر زا ابوالقاسم القمی، الغنائم صفحہ 170

33۔ الشیخ میرزا ابراہیم الکرباسی، المناہج صفحہ 45

34۔ المیر زا محمد حسن الشیرازی، مجمع المسائل صفحہ 98

35۔ السید اسماعیل الصدر، مختصر نجاۃ العباد صفحہ 44

36۔ الملا محمد علی الخوانساری، رسالۃ العملیۃ (فارسی) صفحہ 62

37۔ ال آقا محمد علی مدرس جہادھی، رسالۃ العملیۃ زبدۃ العبادات صفحہ 155
38۔ السید الشفتی، کلمات الاعلام رقم 25
39۔ الشیخ محمد کاظم الخراسانی، ذخیرۃ العباد صفحہ 53
40۔ شیخ الشریعۃ الاصفہانی، سرالایمان صفحہ 51 رقم 46
41۔ السید محمد الفروز آبادی، سرالایمان صفحہ 51 رقم 46
42۔ الشیخ شعبان الرشتی، وسیلۃ النجاۃ صفحہ 78
43۔ الشیخ عبداللہ مامقانی، مناہج المتقین صفحہ 62
44۔ السید ابوالحسن الاصفہانی، ذخیرۃ العباد صفحہ 112
45۔ السید احمد الخونساری، مجمع الفروع صفحہ 164
46۔ الشیخ حسین البحرانی، الفرحۃ الانسیۃ صفحہ 87
47۔ الشیخ احمد کاشف الغطاء، سفینۃ النجاۃ جلد اوّل صفحہ 206
48۔ المیرزا محمد تقی شیرازی، رسالۃ العملیۃ صفحہ 60
49۔ السید مہدی الکاظمی، رسالۃ العملیۃ صفحہ 76
50۔ المیرزا ابوالقاسم الاوردبادی، سرالایمان صفحہ 50 رقم 36
51۔ الشیخ محمد تقی النجفی، رسالۃ العملیۃ (فارسی) صفحہ 78
52۔ السید محمد صاحب البلغۃ، رسالۃ العملیۃ الوجزیۃ صفحہ 89
53۔ الشیخ حسن المامقانی، رسالۃ العملیۃ بالفارسیۃ صفحہ 155
54۔ الشیخ آغا رضا الھمدانی، مصباح الفقیہ جلد اوّل صفحہ 221
55۔ الشیخ زین العابدین الحائری، رسالۃ العملیۃ ذخیرۃ المعاد صفحہ 316
56۔ الشیخ جعفر التستری، رسالۃ العملیۃ منہج الرشاد صفحہ 175
57۔ السید علی بحرالعلوم، البرہان القاطع جلد سوم
58۔ الشیخ مشکور النجفی، کفایۃ الطالبین صفحہ 87
59۔ الشیخ مرتضیٰ الانصاری، رسالۃ العملیۃ النخبۃ (فارسی) صفحہ 52
60۔ الشیخ احمد النراقی، مستند الشیعہ جلد اوّل صفحہ 314

61۔ السید علی الطباطبائی، ریاض المسائل جلد اوّل صفحہ 151
62۔ السید نعمۃ اللہ الجزائری، الانوار النعمانیہ جلد اوّل صفحہ 172
63۔ السید الامام الخمینی، الآداب المعنویہ صفحہ 265
64۔ السید احمد المتنبط، القطرہ جلد دوم صفحہ 92
65۔ السید علی مدد القائینی، سر الایمان صفحہ 61
66۔ الشیخ محمد حسین کاشف الغطاء، حاشیہ عروۃ الوثقیٰ صفحہ 63
67۔ المیرزا محمد حسن القمی، مصباح الفقاہۃ جلد اوّل صفحہ 36
68۔ الفاضل الایروانی، نجاۃ المقلدین صفحہ 116
69۔ الشہید السعید السید محمد باقر الصدر، حاشیہ منہاج الصالحین جلد اوّل صفحہ 208
70۔ السید عبد الاعلیٰ السبزواری، جامع الاحکام صفحہ 83
71۔ السید محمد الحسینی الروحانی، منہاج الصالحین جلد اوّل صفحہ 163
72۔ الشہید السعید محمد الصدر، رسالۃ العملیۃ الصراط القویم صفحہ 65 مسئلہ 168
73۔ الشیخ محمد حسن النجفی، سر الایمان صفحہ 43
74۔ الشیخ محمد رضا النجفی، سر الایمان صفحہ 41 رقم 06
75۔ السید الوحید البہبہانی، رسالہ الہدایہ صفحہ 14
76۔ الشیخ الحر العاملی، رسالۃ الہدایۃ صفحہ 14
77۔ الشیخ یوسف البحرانی، الحدائق الناضرہ جلد ہفتم صفحہ 404
78۔ الشیخ عبد النبی العراقی، رسالۃ الہدایۃ صفحہ 49
79۔ الشیخ محمد تقی مجلسی، روضۃ المتقین جلد سوم صفحہ 246
80۔ الشیخ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار جلد 84 صفحہ 112
81۔ السید المیرزا ابراہیم الاصطہباناتی، سر الایمان صفحہ 26
82۔ الشیخ یعسوب الدین رستگار، البصائر جلد 56 صفحہ 723
83۔ السید عباس قمر بنی ہاشم، شناخت امیر المومنین صفحہ 102
84۔ الشیخ محمد علی گرامی، رسالہ توضیح المسائل صفحہ 198

85۔ الشیخ محمد فاضل لنکرانی، جامع المسائل جلد دوم صفحہ 97

86۔ الشیخ الحسین الحسینی، الصراط المستقیم صفحہ 70

87۔ الشیخ مبشر کاشانی، رسالہ توضیح المسائل صفحہ 152

88۔ الشیخ محمد تقی بھجت، رسالہ توضیح المسائل صفحہ 186 مسئلہ 768

89۔ الشیخ صادق الشیرازی، توضیح المسائل صفحہ 208

90۔ علامہ حسین بخش جاڑا، انوار الشریعہ در فقہ جعفریہ صفحہ 56

91۔ آقا سید ناصر حسین لکھنوی، تحفہ احمدیہ جلد اول صفحہ 143

جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ فصول جو بھی ہوں اور جتنے بھی ہوں لیکن تین شہادتیں لازم وملزوم ہیں ان تینوں میں سے کسی ایک کو بھی نہیں نکالا جا سکتا ہے۔ اب ہم شہادت ثالثہ پر چند دلائل پیش کر رہے ہیں تا کہ شکوک وشبہات دور ہو جائیں۔

شہادت ثالثہ جزوِ اذان واقامت ہے

(1) امیر المومنین حضرت علیؑ:

''امیر المومنینؑ کے اسرار میں سے ہے کہ جب آپؑ کعبہ میں ظاہر ہوئے تو ظہور کرتے ہی سجدہ کیا پھر سجدے سے اُٹھ کر اذان واقامت کہی اور گواہی دی کہ اللہ ایک ہے محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور میں اللہ کا ولی اور رسولؐ کا خلیفہ ہوں''۔

حوالہ: اثباۃ الھداۃ از شیخ الحر العاملی جلد دوم صفحہ 465؛ مشارق انوار الیقین از حافظ رجب البرسی صفحہ 114؛ الشہادۃ الثالثہ از شیخ محمد السند 322؛ القطرہ از آیت اللہ سید احمد مستنبط جلد اوّل صفحہ 226

توضیح:

میرا خیال ہے اب کسی کو شک نہیں رہنا چاہیے کہ شہادتِ ثالثہ اذان واقامت کا جزو ہے یا نہیں۔ کیونکہ خود مولا علیؑ نے یہ مسئلہ ہی حل فرما دیا ہے۔ ایک عام سا بندہ اگر مسجد میں کھڑے ہو کر کوئی بات کہہ دے تو اس کو مان لیا جاتا ہے تو معصوم اماموں کے معصوم باپ خانہ کعبہ میں اذان واقامت کہہ رہے ہیں اس کو بھی مان لینا چاہیے۔ نیز جو فتویٰ دے چکے ہیں کہ شہادت ثالثہ فعل حرام ہے تو ان کا یہ فتویٰ حضرت علیؑ پر بھی لاگو ہوگا (معاذ اللہ)۔ اس سے زیادہ میں کچھ لکھ نہیں سکتا۔

(2) حضرت سلمان محمدیؑ (فارسی):

"بے شک حضرت سلمان محمدیؑ نے حضورؐ کے زمانے میں شہادتِ رسالت کے بعد حضرت علیؑ کی ولایت کی شہادت دی تو ایک آدمی حضورؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا یارسولؐ اللہ! میں نے ایک ایسی بات سنی ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنی؟

آپؐ نے فرمایا: وہ کیا سن لیا تم نے؟

کہنے لگا: سلیمانؑ اپنی اذان میں شہادتِ رسالت کے بعد حضرت علیؑ کی ولایت کی گواہی دیتا ہے۔

آپؐ نے فرمایا: تم نے بہترین چیز سُنی ہے۔

حوالہ: رسالہ الہدایہ از عبدالنبی العراقی صفحہ 331؛ الفقہ از سید محمد شیرازی جلد 19 صفحہ 331؛ مقدمہ سر الایمان از السید محمد ابراہیم الموحد صفحہ 7؛ جواہر الولایہ از سید محمد علی کاظمینی بروجردی صفحہ 379؛ شہادۃ الثالثہ در اذان واقامۃ (فارسی) از الشیخ محمد ملا ابراہیم المظفری صفحہ 34؛ الشہادۃ الثالثہ از شیخ عبدالحلیم الغزی صفحہ 409؛ الشہادۃ الثالثہ از محمد حسین السابقی صفحہ 323؛ الشھادۃ بالولایۃ فی الاذان از السید علی المیلانی صفحہ 25؛ الشھادۃ الثالثہ از الشیخ محمد السند صفحہ 216؛ السیاسۃ الحسینیہ از علامہ عبدالعظیم ربیعی صفحہ 108؛ علی فی القرآن از آیت اللہ صادق شیرازی صفحہ 82

(3) حضرت ابوذر الغفاریؓ:

"ایک شخص دوڑتا ہوا رسولؐ اللہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: یارسولؐ اللہ! ابوذر اذان میں رسالت کی شہادت کے بعد علیؑ کی ولایت کی شہادت دیتا ہے اور کہتا ہے: "اشھد انّ علیا وّلی اللہ"۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں یہ اسی طرح ہے۔ کیا تم میرا فرمان بھول گئے جو غدیرِ خم کے دن کہا تھا کہ جس جس کا میں مولا ہوں اس اس کا علیؑ مولا ہے؟......

حوالہ: مذکورہ حوالہ جات

توضیح:

یقیناً اب تو تمام شکوک وشبہات دور ہو گئے ہوں گے کہ شہادتِ ثالثہ کوئی نئی چیز نہیں ہے بلکہ یہ ہر عمل کا حصّہ ہے جیسا کہ ابھی حدیث قدسی میں بیان ہوگا۔

(4) حضرت امام حسینؑ:

"جب امام سجادؑ رہا ہو کر کربلا پہنچے تو وہاں ایک شخص کو مجاور پایا جو کہ لشکرِ یزید سے تعلق رکھتا تھا اس سے پوچھا تو

اس نے جواب دیا کہ میں گیارہ محرم کو کسی کام کے لیے کربلا میں ٹھہر گیا جب شام ہوئی تو مقتل سے ایک سر بریدہ گردن سے اذان بلند ہوئی جس میں اس نے گواہی دی کہ ''اشھد ان علیًا امیر المومنین ولی اللہ''۔ جب میں نے قریب جا کر دیکھا تو وہ حسین ابن علی کا لاشہ تھا۔ وہ سپاہی کہتا ہے کہ میں حیران ہوا کہ یہی گواہی ختم کرنے کے لیے تو کربلا میں یہ جنگ معرضِ وجود میں آئی تھی''۔

حوالہ: مجالس المنتظرین جلد چہارم صفحہ 193؛ اکمال الدین بولایت امیر المومنین صفحہ 481؛ بحر المصائب از محمد بن جعفر شہید جلد چہارم صفحہ 430 مطبوعہ ایران

(5) حضرت حجاج بن مسروقؒ:

''حجاج بن مسروقؒ حضرت امام حسینؑ کے مؤذن تھے۔ جب وہ میدان میں جاتے تو یہ رجز پڑھتے تھے: ''حسینؑ میرے امام، ہادی اور مہدی ہیں ان کے جد رسولؐ خدا، ان کے بابا علیؑ مرتضیٰ وصیِ رسولِ خدا اور ان کے بھائی حسنِ مجتبیٰ ولی خدا ہیں''۔

حجاج یہی اذان دیا کرتے تھے اور انھوں نے اذان کی گواہی کو رجز بنا دیا''۔

حوالہ: ریاض القدس جلد دوم صفحہ 648

(6) خدائی اذان:

''حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم سب سے پہلے خانوادہ ہیں کہ خدا نے ہمارے ناموں کو بلند کیا جب اس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا تو ایک مؤذن کو اذان دینے کا حکم دیا کہ وہ کہے ''اشھد ان لاَ الٰہ اِلاَّ اللہ تین بار، اشھد ان محمد الرّسول اللہ تین بار اور اشھد ان علیًا امیر المومنین حقاً حقا تین بار''۔

حوالہ: اصول کافی جلد سوم صفحہ 06 باب 110 حدیث 08؛ مدینۃ المعاجز از سید ہاشم البحرانی جلد اوّل صفحہ 384؛ امالی شیخ صدوق جلد دوم صفحہ 550 مجلس 88 حدیث 4؛ الشہادۃ الثالثۃ از شیخ محمد السند صفحہ 307؛ الشہادۃ الثالثۃ از شیخ عبدالحلیم الغزی صفحہ 71؛ غایۃ المرام از شیخ ہاشم بحرانی جلد اوّل صفحہ 115 باب 09 حدیث 11؛ الشہادۃ بالولایۃ فی الاذان از السید علی المیلانی صفحہ 36؛ احادیث قدسیہ از شیخ حر عاملی صفحہ 473

(7) حدیث قدسی:

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے میں نے اپنی قدرت سے مخلوق کو پیدا کیا اور

میں نے ان میں سے اپنے انبیاء کا انتخاب کیا اور پھر بزم انبیاء میں سے محمدؐ کو اپنا حبیب اور خلیل اور صفی منتخب کیا اور اسے اپنی مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا میں نے اپنے حبیب کے لیے علیؑ کا انتخاب کیا اور میں نے اسے اپنے حبیب کا بھائی، وصی، وزیر اور ان کا خلیفہ نامزد کیا چنانچہ محمدؐ اور علیؑ آسمان و زمین کی مخلوقات پر میری حجت ہیں میں محمدؐ کی نبوت اور علیؑ کی ولایت کے اقرار کے بغیر کسی کا کوئی عمل قبول نہیں کروں گا"۔

حوالہ: تفسیر نور الثقلین جلد سوم صفحہ 264؛ عیون اخبار الرضاؑ جلد دوم صفحہ 117

توضیح:

اس حدیث قدسی سے شہادت ثالثہ کا اقرار ہر عمل میں ثابت ہے یعنی شہادت ثالثہ ہر عمل کا جزو ثابت ہے۔ اذان و اقامت بھی ایک عمل ہے لہٰذا اس کا بھی شہادتِ ثالثہ جزو قرار پائے گی۔ فیصلہ ہر کسی کا ایمان کرے گا۔ ہمیں اس میں کوئی ابہام نہیں ہے۔

(8) آیت اللہ العظمیٰ السید محمد الحسینی الشیرازیؒ:

"حضرت علی علیہ السلام کی ولایت اور امارت کی شہادت اذان اور اقامت کا جزو ہے"۔

حوالہ: الفقہ از سید محمد شیرازی جلد 19 صفحہ 331؛ منتخب توضیح المسائل از سید محمد شیرازی صفحہ 139؛ المسائل الاسلامیہ از سید محمد شیرازی صفحہ 284، مسئلہ 979

(9) المرجع العصر آیت اللہ العظمیٰ السید صادق الحسینی الشیرازیؒ:

اذان اور اقامت کے بیس فصول ہیں: بے شک "اشهد ان علیا ولی الله" والافضل "اشهد ان علیا و فاطمة الزهراء و اولادهما المعصومین حجج الله"۔ جزو اذان اور اقامت ہے جیسا کہ بعض روایات سے ثابت ہے"۔

حوالہ: احکام الشباب از سید صادق شیرازی صفحہ 84؛ توضیح المسائل (اردو) صفحہ 208 مطبوعہ ادارہ منہاج الصالحین لاہور۔

(10) آیت اللہ العظمیٰ آقا السید یعسوب الدین رستگار:

اذان و اقامت مستحب مؤکد ہے اگر نہ کہیں تو نماز ہو جائے گی لیکن اگر اذان و اقامت کہیں اور شہادت ثالثہ نہ کہیں تو

نماز باطل ہے اگر کوئی اذان واقامت میں شہادت ثالثہ نہ کہے تو اس کی اقتداء کرنا جائز نہیں ہے اگر اقتداء کی جائے تو نماز باطل ہے اعادہ کیا جائے۔

حوالہ: توضیح المسائل (فارسی) جلد اول صفحہ 289 مسئلہ 1350

نوٹ: آیت اللہ رستگار نے اس سے پہلے مسئلے (1349) میں شہادت ثالثہ پر بہت سارے دلائل دیئے ہیں جن کو رد کرنا ممکن نہیں ہے جن میں انھوں نے شہادت ثالثہ کو اذان، اقامت اور نماز کا جزو ثابت کیا ہے۔ ہم نے طوالت کی وجہ سے صرف فتوے پر انحصار کیا ہے۔

توضیح:

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مجتہدین بھی اس طرف متوجہ ہوئے ہیں کہ "علیا ولی اللہ" اذان واقامت کا جزو ہے۔ اس وقت کے آیت اللہ العظمیٰ سید صادق شیرازی ہیں انھوں نے کہا ہے کہ صرف "علیا ولی اللہ" جزو نہیں ہے بلکہ افضل یہ ہے کہ کہا جائے "اشهد ان علیا و فاطمة الزهرا و اولادهما المعصومين حجج الله"۔ اور یہ اذان واقامت کا جزو ہے اسی طرح آیت اللہ رستگار نے بھی جزو کہا ہے۔ بس یہی کچھ احادیث سے ثابت ہے اور یہی مجتہدین سے بھی بیان ہو چکا ہے۔

نوٹ: شمس العلماء آقا ناصر حسین لکھنوی نے بھی شہادت ثالثہ کا اذان واقامت میں جزو ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (دیکھیے تحفہ احمدیہ جلد اول صفحہ 143)

شہادت ثالثہ شہادتین کی تکمیل ہے

(11) آیت اللہ العظمیٰ السید ابوالقاسم الخوئی:

"اور اذان وغیرہ میں حضرت علیؑ کی ولایت اور امارت کی شہادت شہادتین کا اکمال ہے"۔

حوالہ: منہاج الصالحین از سید الخوئی جلد اوّل صفحہ 150 طبع قم المقدسہ

نوٹ: یہی بیان درج ذیل علمائے کرام نے بھی دیا ہے:

1۔ الشیخ محمد حسن نجفی، سرالایمان صفحہ 43

2۔ الشیخ مشکور النجفی، رسالۃ العملیہ کفایۃ الطالبین صفحہ 87

3۔ المیر زا محمد تقی الشیرازی، رسالۃ العملیہ صفحہ 60

4۔ السید حسن الصدر، المسائل المہمہ صفحہ 22

5۔ المیر زا محمد حسین النائینی، سرالایمان صفحہ 52 رقم 52

6۔ السید محسن الحکیم، منہاج الصالحین جلد اوّل صفحہ 208

7۔ السید محمد الحسینی الروحانی، رسالۃ العملیہ منہاج الصالحین جلد اوّل صفحہ 163

8۔ الشہید السعید محمد الصدر، رسالۃ العملیہ الصراط القویم صفحہ 65 مسئلہ 168

توضیح:

اس فتوے کے بعد یہ کہنا کہ شہادت ثالثہ جزو نہیں ہے نہایت ہی مضحکہ خیز بات ہے اس لیے کہ جب شہادتین شہادتِ ثالثہ کے بغیر مکمل ہی نہیں ہوتیں تو پھر ادھوری شہادتین کا کیا ہوگا؟ کوئی بھی ادھوری عبادت قبول نہیں ہوگی کیونکہ یہ اس میں کمی کرنا شمار ہوگی لہٰذا شہادتِ ثالثہ شہادتین کو مکمل کرنے کے لیے ضروری ہے۔ اس پر مزید بحث ہم تشہد کے احکام میں کریں گے۔

(12) صادقِ آلِ محمدؑ کا حکم:

''امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میں سے جب بھی کوئی کہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمدؐ اللہ کے رسول ہیں تو وہ فوراً کہے کہ علیؑ مومنوں کے امیر ہیں''۔

حوالہ: احتجاج طبری جلد اوّل صفحہ 330 مطبوعہ نجف اشرف؛ القطرہ من بحار از سید مستنبط جلد دوم صفحہ 92؛ مدینۃ المعاجز از سید ہاشم بحرانی جلد اوّل صفحہ 153؛ انوار النعمانیہ از محدث الجزائری جلد اوّل صفحہ 169؛ سفینۃ البحار از شیخ عباس قمی جلد اوّل صفحہ 16؛ الفقہ از سید محمد شیرازی جلد 19 صفحہ 331؛ شناخت امیر المومنین از عباس قمر بنی ہاشم صفحہ 101؛ پرواز در ملکوت از روح اللہ خمینی جلد دوم صفحہ 49؛ الشہادۃ الثالثہ از عبد الحلیم الغزی صفحہ 187؛ الشھادۃ بالولایۃ فی الاذان از السید علی المیلانی صفحہ 27

توضیح:

صادق آلِ محمدؑ کا یہ حکم مطلقاً ہے اور انہوں نے اس حکم سے نہ تو اذان و اقامت اور نہ ہی نماز کو مستثنیٰ قرار دیا ہے لہٰذا ہمیں اپنے امام کا حکم عزیز ہے اور ہم اس پر عمل کرتے رہیں گے۔ انشاء اللہ

اذان:

اللہ اکبر	چار بار
اشھد ان لا اِلٰہَ اِلّا اللہ	دو بار
اشھد انّ محمد الرسول اللہ	دو بار
اشھد ان علیا ولی اللہ	دو بار

(بلکہ افضل یہ ہے کہ کہا جائے: اشھد ان علیا وفاطمۃ الزھرا واودھما المعصومین حجج اللہ)

حی علی الصلاۃ	دو بار
حیّ علی الفلاح	دو بار
حیّ علی خیر العمل	دو بار
اللہ اکبر	دو بار
لا اِلٰہَ اِلّا اللہ	دو بار

اقامت:

اللہ اکبر	دو بار
اشھد ان لا اِلٰہ اِلّا اللہ	دو بار
اشھد انّ محمد الرسول اللہ	دو بار
اشھد انّ علیا ولی اللہ	دو بار

(یہاں بھی اذان کی طرح کہنا افضل ہے)۔

حی علی الصلوٰۃ	دو بار
حی علی الفلاح	دو بار
حی علی خیر العمل	دو بار
قدقامۃ الصلوٰۃ	دو بار
اللہ اکبر	دو بار
لا الہ الا اللہ	ایک بار

(منقول از احکام الشباب وتوضیح المسائل آیت اللہ العصر سید صادق الحسینی الشیرازیؒ)

اذان واقامت میں شہادت ثالثہ پر علمائے کرام کے بیانات

حق پرست انسان کے لیے گذشتہ روایات کافی ہیں۔لیکن ہم یہاں پر شہادت ثالثہ در اذان واقامت پر علمائے کرام کے بیانات نقل کر رہے ہیں جس سے یہ ثابت ہوگا کہ شہادتِ ثالثہ کوئی نئی چیز (بدعت) نہیں ہے بلکہ شروع سے لے کر آج تک رائج رہی ہے اور ہمیشہ رہے گی نیز یہ بھی معلوم ہوگا کہ اس مسئلہ میں علمائے کرام نے کیا کیا بیانات دیئے ہیں۔

1۔علامہ محمد باقر مجلسی:

آپ فرماتے ہیں:''بعید نہیں ہے کہ ولایت کی گواہی اذان میں اس کے مستحبی اجزاء میں سے ہے کیونکہ اس پر شیخ، علامہ اور شہید نے گواہی دی ہے کہ اس کی بابت روایات وارد ہوئی ہیں''۔

حوالہ: بحارالانوار جلد 84 صفحہ 111

2۔آیت اللہ سید علی مدد نجفی:

آپ فرماتے ہیں:''لیکن احتجاج طبرسی والی روایت کہ''تم میں سے کوئی شخص جب بھی لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہے تو ساتھ علی امیر المومنین بھی ضرور کہے۔اس روایت کی زبان اگرچہ عموم ہے جو کہ اذان کو بھی شامل ہے تاہم آئمہؑ کے اسالیب کلام سے واقفیت رکھنے والے حضرات کے لیے یہ یقین کرنا لازمی ہے کہ امامؑ کی غرض اس روایت میں یہ ہے کہ شہادتِ ثالثہ اذان کا جزو ہے جس کو انسان دن رات دوہراتا رہتا ہے مگر چونکہ سیاستِ وقت نے آئمہؑ پر دروازے بند کر رکھے تھے جیسا کہ اس پر قید خانوں کی دیواریں اور زندانوں کی گہرائیاں شاہد ہیں جس کی وجہ سے امامؑ شہادتِ ثالثہ کو جزو اذان قرار دینے سے معذور تھے پس امامؑ کے لیے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ شہادت ثالثہ کو جزئیت اذان بتلانے سے یہی طرز کلام اختیار کرتے جو کہ حدیث مذکور میں ہے چونکہ امامؑ کو علم تھا کہ ان کا یہ کلام شیعوں کے دلوں پر اثر کرے گا اور وہ تمام حالات میں امامؑ کے حکم کی تعمیل کریں گے اور ان تمام موارد سے زیادہ اہم اذان ہی ہے جو کہ عبادت کا چہرہ ہے''۔

حوالہ: سر الایمان صفحہ 56 طبع نجف اشرف

3۔ آیت اللہ سید مرتضیٰ:

ان سے سوال کیا گیا کہ اذان میں حی علی خیر العمل کے بعد محمدؐ و علی خیر البشر کہا جا سکتا ہے؟ تو انھوں نے جواب میں فرمایا: ''اگر کہا جائے کہ محمدؐ و علیؑ خیر البشر اور قصد کرے کہ یہ اذان کے لفظوں سے خارج ہے تو یہ جائز ہے اس کی یہ گواہی صحیح ہے اگر ایسا (قصد) نہ بھی ہو تو بھی کوئی حرج نہیں ہے''۔

حوالہ: رسائل سید مرتضیٰ جلد اوّل صفحہ 279 طبع مکتبہ سید مرعشی؛ المسائل المبارفاقیات صفحہ 257 مسئلہ نمبر 15

4۔ شیخ طوسیؒ:

وہ فرماتے ہیں: ''اذان کی یہ فصلیں ہیں: چار مرتبہ اللہ اکبر...... بنا بر شاذ اخبار کے اشھد ان علیاً امیر المومنین اور آل محمد خیر البریہ وارد ہوا ہے مگر (جزئیت کی نیت سے) ان پر عمل نہیں ہوا اور اگر کوئی ان پر عمل کرتے ہوئے یہ شہادتین بجالائے تو گناہگار نہیں ہوگا مگر یہ کہ یہ اذان کی فضیلت میں ہے اور نہ اس سے اذان کی فصلیں مکمل ہوتی ہیں''۔

حوالہ: المبسوط جلد اوّل صفحہ 148

ایک اور بیان:

فرماتے ہیں: ''یہ جسے ہم نے ذکر کیا ہے یہ اذان و اقامت کی فصلیں ہیں اور یہی مختار قول ہے اور اسی پر عمل ہوا ہے بعض روایات میں ہے کہ اذان کی 37 فصلیں ہیں بعض روایات میں ہے کہ اذان کی 38 فصلیں ہیں بعض روایات میں ہے کہ اذان کی 42 فصلیں ہیں...... اگر عمل کرنے والا ان روایات میں سے کسی ایک پر عمل کرے تو گناہ گار نہ ہوگا''۔

حوالہ: النہایہ جلد اوّل صفحہ 292

ایک اور بیان:

فرماتے ہیں: ''انسان کے لیے مستحب ہے کہ اذان کی فصلوں کو سنے تو جو موذن سے سُنے اسی کے مثل دل میں کہتا رہے...... اور مروی ہے کہ جب موذن کہے اشھد ان لا الہ الا اللہ تو کہے میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہ ہے اور حضرت محمدؐ اللہ کے عبد اور رسولؐ ہیں میں اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے، محمدؐ کے رسول ہونے اور آئمہ طاہرینؑ کے امام ہونے پر راضی ہوں اور رسولؐ اللہ اور آپؐ کی آل پر درود پڑھے''۔

حوالہ: المبسوط جلد اوّل صفحہ 144

5۔ ابنِ براج:

وہ لکھتے ہیں: ''اذان اور اقامت پڑھنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ حی علی خیر العمل کے وقت دل میں دو دفعہ کہے ''آل محمد خیر البریۃ''۔

حوالہ: المہذب جلد اوّل صفحہ 90 طبع جماعۃ المدرسین۔

6۔ آیت اللہ السید حسین تبریزی:

وہ لکھتے ہیں: ''بعض روایات میں شہادت ولایت کا حکم وارد ہوا ہے جیسا کہ شیخ صدوق نے ذکر کیا ہے اور شیخ صدوق و شیخ طوسی کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ معتبر احادیث میں آیا ہے کہ ولایت و رسالت دونوں ایک دوسرے سے پیوستہ ہیں اور جناب رسولؐ اللہ اور جناب امیر المومنینؑ کے اسماء ہر جگہ ساتھ ساتھ ذکر ہوئے ہیں اور ظاہراً اس شہادت میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جیسا کہ شیخ طوسی نے فرمایا ہے چونکہ اصل اذان و اقامت مستحب ہیں اور اگر مستحبات میں دعاؤں اور ذکروں کی زیادتی کی جائے اور وہ زیادتی فی الواقع حق پر مبنی ہو تو اس میں کوئی عیب نہیں اور تقیہ نہ ہونے کی صورت میں کلمۂ حق کا اظہار کرنا حق ہے''۔

حوالہ: قواعد الدین صفحہ 227

7۔ مرزا ابو القاسم قمی:

وہ لکھتے ہیں: ''ان علماء کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اذان میں شہادت ثالثہ کے بارے میں خصوصی روایات وارد ہوئی ہیں پس یہ قول بعید نہیں ہے کہ شہادت بالولایۃ رائج ہے خصوصاً جیسا کہ التسامح فی ادلۃ السنن کا قاعدہ بھی ثابت ہے مگر بقصد جزئیت نہ کہے اور اس کی تائید میں مطلق احادیث موجود ہیں کہ جب تم محمدؐ کا ذکر کرو تو ساتھ علیؑ کا ذکر کرو اور جب تم محمد الرسول اللہ کہو تو ساتھ علی ولی اللہ بھی کہو اور اذان ان احادیث کے موارد تطبیق میں سے ہے''۔

حوالہ: غنائم الایام فی شرح شرائع الاسلام صفحہ 170 طبع قدیم

8۔ سرکار علامہ احمد نراقی:

وہ لکھتے ہیں: ''بلکہ شیخ طوسی اور فاضل علامہ حلی اور شہید کی گواہی سے (جیسا کہ بحار میں ظاہر کیا گیا) یہ واضح ہوتا ہے کہ اذان کے متعلق شہادت ثالثہ کے اثبات میں خصوصی احادیث وارد ہوئی ہیں اور اس بنا پر اذان میں شہادت ثالثہ کو مستحب قرار دینے میں کوئی بُعد نہیں ہے چونکہ استحباب کی دلیلوں میں تسامح سے تمسک روا ہے اور اگر ان احادیث کو شاذ مان بھی لیا

جائے جیسا کہ شیخ طوسی وغیرہ نے دعویٰ کیا ہے تب بھی ان سے سنن کے اثبات میں کوئی ممانعت نہیں ہے اور ایسا کیوں نہ ہو جبکہ فقہا ایسی احادیث کا جواب شاذ کہہ کر دیتے ہیں اور پھر ان کو استحباب پر محمول کرتے ہیں"۔

حوالہ: مستند الشیعہ جلد چہارم صفحہ 486 مطبوعہ ستارہ قم المقدسہ

9۔ سرکار آیت اللہ عبد النبی عراقی:

وہ لکھتے ہیں: "میری جان کی قسم ہے کہ مسائل فقہ میں کوئی کم ہی ایسا حکم ہوگا جس کا مدرک، متانت و قوت میں شہادت ولایت کی طرح ہو چونکہ فقہاء اکثر مسائل میں خبر واحد یا ایک اجماع منقول ہی پر اکتفا کر لیتے ہیں مگر شہادت ثالثہ "اشھد ان علیا ولی اللہ" کے متعلق دس سے زیادہ مستند احادیث موجود ہیں میرا اختیار اذان میں شہادت ثالثہ کے بارے میں یہ ہے کہ یہ شہادت اذان و اقامت کا جزو ہے"۔

حوالہ: الھدایہ فی کون الشھادۃ بالولایۃ فی الاذان والاقامۃ صفحہ 37 طبع ایران

10۔ آیت اللہ سید علی مدد قائنی نجفی:

وہ فرماتے ہیں: "امام عالی مقام کے اسالیب کلام سے متعارف ہونے کے بعد کسی شخص سے یہ یقین کرنا بعید نہیں رہ سکتا کہ امامؑ کی غرض یہی تھی کہ (حدیث احتجاج طبرسی میں) شہادت ثالثہ کے اذان میں جزو ہونے کی طرف اشارہ ہو جائے"۔

حوالہ: سر الایمان صفحہ 56

11۔ آیت اللہ شیخ محمد تقی مامقانی:

وہ لکھتے ہیں: "لیکن خصوصاً اذان میں شہادت ولایت وامرت کہنا۔ پس اکثر متاخرین کے نزدیک اس پر عمل مستقر ہو چکا ہے اور یہ بالکل بجا ہے چونکہ اس بارے میں عمومی طور پر معتبر احادیث وارد ہوئی ہیں جو اس کے اثبات کے لیے بلکہ اگر جزئیت کا قول اختیار کیا جائے تو اس کے لیے بھی کافی و وافی ہیں"۔

حوالہ: صحیفۃ الابرار جلد دوم صفحہ 186

12۔ مرجع اعلیٰ السید محسن الحکیم طباطبائی:

آپ لکھتے ہیں: "استحباب مطلق کے قصد سے شہادت ثالثہ کی بجا آوری میں کوئی مضائقہ نہیں جیسا کہ حدیث احتجاج

طبرسی میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہے تو ساتھ علی امیر المومنین کہے۔ بلکہ اس دور میں شہادت (ثالثہ) علامات ایمان میں ہے اور مذہب شیعہ کی نشانی ہے اس لحاظ سے یہ شہادت شرعاً راجح ہوگی بلکہ بعض لحاظ سے واجب ہوجائے گی اگرچہ بقصد جزئیت نہ سہی"۔

حوالہ: المستمسک جلد چہارم صفحہ 14 طبع اوّل

13۔سرکار سید نعمۃ اللہ جزائری:

آپ فرماتے ہیں: "امام کے قول (حدیث احتجاج طبرسی) سے ثابت ہے کہ عموماً حضرت پیغمبر اسلامؐ اور امیر المومنینؑ کے اسماء کو یکجا بیان کرنا مستحب ہے اور اس حدیث سے یہ کہنا بعید نہیں کہ اذان میں علیؑ ولی اللہ یا علی امیر المومنین کی شہادت دینا مستحب ہے"۔

حوالہ: انوار النعمانیہ صفحہ 59

14۔آقائے سید علی بحر العلوم:

آپ لکھتے ہیں: "اور بالجملہ ان عمومات کے ورود کو دیکھتے ہوئے مستحب ہے کہ جب بھی شہادتین کا ذکر کیا جائے تو ساتھ شہادت ولایت کا بھی ذکر کیا جائے اگرچہ استحباب پر نص خاص وارد نہیں مگر تاہم عموم اس کے لیے کافی ہے اور اس میں سے اذان واقامت بھی ہے پس ان دونوں میں شہادتین کے بعد ولایت علی کی شہادت مستحب ہے مگر نہ بقصد جزئیت"۔

حوالہ: البرہان القاطع جلد سوم صفحہ 110

15۔مجاہد اکبر آیت اللہ مرزا محمد تقی شیرازی!

آپ فرماتے ہیں: "آنحضرتؐ کے اسم گرامی کا ذکر کرنے کے وقت اور اذان اور اذان کے علاوہ بھی شہادتین کو حضرت علیؑ کی ولایت اور لقب امیر المومنینؑ کے ذکر کے ساتھ مکمل کرنا مستحب ہے"۔

حوالہ: رسالہ الفقہ صفحہ 89 طبع بغداد

16سرکار آقا مرزا محمد باقر زنجانی:

آپ فرماتے ہیں: "ولایت علیؑ اور ان کے امیر المومنین ہونے پر یقین کرنا دین اسلامی سے گہرا تعلق رکھتا ہے اور اسی

کے ساتھ اللہ نے ہمارے دین کو مکمل فرمایا اور ہمارے لیے دین اسلام کو پسند فرمایا اور اس کا زبان سے اقرار کرنا اور دل سے اس کی گواہی دینا امر مطلوب ہے جس میں کوئی شک نہیں چونکہ خود ملائکہ آسمان نے توحید ورسالت کے بعد ان کی گواہی دی اور پیغمبرؐ نے شب معراج ان سے خود سماعت فرمایا۔ اور ہمارے آئمہ ہدیٰؑ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم لا اللہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کے بعد علی امیر المومنین بھی کہیں اور یہ حکم مطلق ہے اور اس کو امامیہ نے پشت بہ پشت بزرگان دین سے حاصل کیا اور گلدستہائے اذان اور مساجد اور اوقات نماز میں شہادتین کے بعد اس کا اعلان کیا حتیٰ کہ یہ ان کا شعار قرار پایا پس علمائے اعلام باوجودیکہ باطل بدعتوں کو باطل قرار دینے میں ان کی مساعی قابل قدر ہیں یہ سب کے سب اس بات پر متفق ہیں کہ شہادت ثالثہ اجزاء اذان اور فصول مرویہ میں نہیں تاہم وہ خود بھی اس کو بآواز بلند بجالانے پر متفق ہیں اور انہوں نے اپنے مقلدین کو آگاہ کر رکھا ہے کہ شہادت ثالثہ مستحب ہے اور شہادتین کی تکمیل کرنے والی ہے"۔

حوالہ: سر الایمان صفحہ 56

17۔ سرکار آیت اللہ مرزا حسن الحائری الاحقاقی:

آپ فرماتے ہیں: "شہادت ثالثہ اذان میں مستحب ہے اگرچہ بقصد جزئیت ہی ہو شہادت ثالثہ اگرچہ بظاہر اذان و اقامت کے فصول میں سے نہیں ہے تاہم رکن ایمان اور کمال دین اور علامت تشیع ہے اور بنیت زینت واستحباب اس کا ترک کرنا درست نہیں ہے"۔

حوالہ: احکام الشیعہ صفحہ 200

18۔ آیت اللہ شیخ محمد رضا نجفی:

آپ فرماتے ہیں: "دل میں یہ بات قوی محسوس ہوتی ہے کہ اذان میں شہادت ثالثہ کے ساقط ہونے کی وجہ صرف تقیہ تھا اور جب تقیہ نہ رہا تو پھر اس شہادت کو ساقط کرنے کی کوئی وجہ نہیں"۔

حوالہ: العدۃ النجفیۃ فی شرح اللمعۃ الدمشقیۃ کتاب الصلوٰۃ مبحث الاذان مخطوط صفحہ 290

19۔ آیت اللہ شیخ محمد حسن نجفی:

آپ فرماتے ہیں: "کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ بلا قصد جزئیت بجالایا جائے تاکہ احتجاج طبرسی والی حدیث پر عمل ہو جائے اور یہ عمل حوالات وترتیب میں قادح نہیں ہے جس طرح کہ آنحضرتؐ کا اسم گرامی سننے کے وقت آپؐ پر درود بھیجنا

مستحب ہے اور آقا سید بحر العلوم نے اپنے منظومہ میں اسی مطلب کی طرف اشارہ کیا ہے کہ شہادتین کو اس شہادت سے مکمل کرو جس سے دین مکمل ہوا اور یہ درود کی طرح خصوص سے خارج ہے اور اس کا استحباب ایک مخصوص جہت اور عمومی روایات سے ثابت ہے اگر علماء شیعہ کا اجماع عدم جز ئیت پر واقع نہ ہوتا تو دو خصوصیتوں کی مشروعیت پر عموم دعویٰ کی بنا پر جز ئیت کا دعویٰ امکان سے خارج نہیں تھا"۔

حوالہ: جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام جلد نہم صفحہ 76

20۔ آقا سید محمد کلانتر:

آپ فرماتے ہیں: "شیخ طوسی نے المبسوط میں اور مصنف نے البیان میں یہ مسلک اختیار کیا ہے کہ اگر شہادت ولایت وغیرہ کو مطلقاً پڑھے یعنی قصد جز ئیت کرے یا نہ کرے تب بھی کوئی گناہ نہیں ہے اور نہ اذان باطل ہے"۔

حوالہ: شرح لمعہ جلد اوّل صفحہ 240 حاشیہ کلانتر طبع نجف

21۔ سید سبز واری:

آپ فرماتے ہیں: "وہ شئے جس پر غور و فکر اور چھان بین کرنے والا آگاہی پاتا ہے یہ ہے کہ وہ روایات جو مختلف موارد میں وارد ہوئی ہیں جن کے مجموعے سے استفادہ ہوتا ہے کہ تینوں گواہیوں کی تشریح ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہے اور کچھ علماء مثل شہید اوّل، شیخ طوسی، علامہ حلی نے کہا ہے کہ اس کا اذان میں رجحان ہے تسامح در ادلہ سنن کے بعد اتنی مقدار ہی کافی ہے وہ جملہ موارد میں استحباب کے حکم میں تسامح کرتے ہیں جو اس سے بھی قلیل ہیں جیسا کہ مخفی نہیں ہے"۔

حوالہ: مہذب الاحکام جلد ششم صفحہ 20

22۔ الشہیدؒ:

آپ فرماتے ہیں: "ابن براج نے کہا ہے اذان و اقامت پڑھنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ حی علی خیر العمل کے وقت دل میں دو مرتبہ کہے آل محمد خیر البریہ"۔

حوالہ: ذکری الشیعہ جلد سوم صفحہ 241 طبع موسسہ اہل البیت قم

23۔ المحقق حِلی:

آپ فرماتے ہیں: "سنت میں سے ہے کہ مؤذن کے قول کی حکایت کی جائے کیونکہ ابو سعید خدری سے مروی ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب تم اذان کی آواز سنو تو اسی طرح کہو جس طرح مؤذن کہتا ہے''۔

شیخ طوسی نے مبسوط میں کہا ہے: جو نماز نہیں پڑھ رہا ہے وہ کلام کو ترک کرے اور مؤذن کے قول کی حکایت کرے اسی طرح اگر قرآن کی تلاوت کر رہا ہو تو اسے بند کر دے اور مؤذن کی طرح کہے کیونکہ خبر اپنے عموم پر ہے۔ مبسوط میں مروی ہے کہ جب مؤذن اشھد ان لا الہ الا اللہ کہے تو سننے والا کہے اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمداً عبدہ و رسولہ رضیت باللہ رباً و بالاسلام دینا و بمحمد رسولہ و بالائمہ الطاھرین آئمۃ......''

حوالہ: المعتبر جلد دوم صفحہ 146 طبع قدیمی؛ التذکرہ جلد سوم صفحہ 84 طبع موسسہ اہل البیت قم؛ المنتہی جلد چہارم صفحہ 433

24۔علامہ محمد تقی مجلسی اوّل:

آپ فرماتے ہیں: ''ظاہر ہے کہ ان کلمات (یعنی تیسری شہادت) کی زیادتی کے بارے میں اخبار ہیں اور وہ کتابوں میں موجود ہیں اور صحیح بھی ہیں جیسا کہ محقق اور علامہ حلی اور شہید اوّل سے ظاہر ہوا ہے انہوں نے ان پر شاذ ہونے کی نسبت لگائی ہے اور شاذ خبر وہ ہوتی ہے جو صحیح ہو اور غیر مشہور ہو''۔

حوالہ: روضۃ المتقین شرح من لا یحضرہ الفقیہ جلد دوم صفحہ 245

25۔آیت اللہ سید الخوئی:

وہ لکھتے ہیں: ''علماء اور ابرار کی سیرت اذان و اقامت میں ولایت کی گواہی پر جاری ہوئی ہے وہ اسے جزو اذان کے قصد سے نہیں پڑھتے ہیں اور دور کے زمانے سے چلا آ رہا ہے اس پر کسی نے انکار نہیں کیا ہے اور اب یہ شیعہ کا شعار بن گیا ہے اور شیعہ کی دوسروں سے تمیز کا موجب بن گیا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہر امت کے لیے ہوتا ہے کہ وہ ہر اس شئے کو جو فی نفسہ جائز ہوتی ہے بلکہ اس کا شریعت مقدسہ میں رجحان ہوتا ہے اور وہ اس کے لیے شعار ہوتی ہے''۔

حوالہ: شرح رسالۃ الحقوق جلد دوم صفحہ 127

☆☆☆

منکرین ولایت کے دلائل اوران کا رد

1۔شیخ صدوق کا بیان:

آپ نے امام جعفر صادقؑ سے اذان واقامت کی روایت کی اور پھر ایک بیان لکھا ہے پہلے آپ اذان واقامت ملاحظہ فرمائیں۔

''ابوبکر حضرمی اور کلیب اسدی امام صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ان کے سامنے اذان یوں دوہرائی: اللہ اکبر (چار بار) اشھد ان لا الہ اللہ الا اللہ (دوبار) اشھد انّ محمد الرسول اللہ (دوبار) حی علی الصلوٰۃ (دوبار) حی علی الفلاح (دوبار) حی علی خیر العمل (دوبار) اللہ اکبر (دوبار) لا الہ الا اللہ (دوبار) پھر فرمایا اور اقامت بھی اسی طرح ہے''۔

یہ حدیث لکھنے کے بعد شیخ صدوق کا یہ بیان درج ہے۔

''مؤلف کہتا ہے کہ یہ ہے وہ صحیح اذان کہ جس میں کوئی زیادتی یا کمی کرنا جائز نہیں ہے خدا مفوضہ فرقہ پر لعنت کرے جنہوں نے اپنی طرف سے کچھ حدیثیں وضع کررکھی ہیں جن کی وجہ سے وہ اذان میں اضافہ کرتے ہیں چنانچہ کچھ تو اذان میں دوبار کہتے ہیں اشھد ان محمد أ و آل (محمد) خیر البریۃ اور بعض اشھد ان محمد الرسول اللہ کے بعد دوبار کہتے ہیں اشھد ان علیا ولی اللہ اور بعض اس کی بجائے دوبار کہتے ہیں اشھد ان علیا امیر المومنین حقا۔اس میں تو ہرگز کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ حضرت امیرؑ ولی اللہ ہیں اور وہ اہل ایمان کے امیر بھی ہیں اور یقیناً سرکار محمدؐ وآل محمدؑ تمام لوگوں سے افضل و اعلیٰ ہیں مگر یہ شہادت اصل اذان میں داخل نہیں ہے اور یہ بات میں نے اس لیے ذکر کی ہے کہ اس کے ذریعہ سے وہ لوگ پہچان لیے جائیں جن پر مفوضہ ہونے کا الزام ہے اور دھوکہ دہی سے ہم میں گھسے ہوئے ہیں''۔

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ (عربی) جلداول صفحہ

تبصرہ:

ہم نے جتنے علماء کے بیانات درج کیے ہیں ان سب نے شیخ صدوق کے اس بیان پر بحث کی ہے اور اس بیان کو شہادت ثالثہ کے جواز پر محمول کیا ہے کہ شیخ صدوق اس بیان میں شہادت ثالثہ کے جزو ہونے سے منع فرماتے ہیں اور استحباب

کے قائل نظر آتے ہیں۔ کچھ نے شیخ صدوق کے بارے میں اشتباہ کا نظریہ قائم کیا ہے کہ اس موضوع کی روایات بہت ہیں جن سے انکار ممکن نہیں ہے شیخ کو اشتباہ ہوا ہے کہ یہ روایات من گھڑت ہیں۔

ان سب علماء کے بیانات کے مقابلے میں صرف شیخ صدوق کا ایک بیان پیش کرنا انصاف نہیں ہے شیخ کے بیان سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ ان کو یا تو اشتباہ ہوا ہے یا پھر یہ ان کا بیان ہے ہی نہیں یہ بعد میں خیانت کی گئی ہے جیسا کہ شہید عبدالکریم مشتاق نے نظریہ قائم کیا ہے تفصیل کے لیے شہید کی کتاب ''ہزار تمہاری دس ہماری'' کی طرف رجوع فرمائیں۔ ان کا یہ نظریہ بعید بھی نہیں ہے۔

اگر ہم علماء کے بیانات کو ایک طرف رکھ دیں تو بھی نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ شہادت ثالثہ پر بہت سی احادیث جو کہ صحیح ہیں موجود ہیں جیسا کہ مجلسی اول نے بیان فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ شیخ کے اس بیان پر بہت سے سوالات جنم لیتے ہیں جن کا جواب دینا ممکن نہیں ہے اس صورت میں اس بیان کو نظرانداز کرنا پڑے گا۔ چند وجوہات پیشِ خدمت ہیں:

1۔ شیخ نے جس حدیث کے بعد یہ بیان دیا ہے کہ یہی صحیح اذان ہے جس میں کمی یا زیادتی نہیں ہوسکتی ہے اس کے آخر میں ہے کہ اقامت بھی اسی طرح ہے تو آج تک اذان واقامت ایک جیسی کبھی بھی نہیں کہی گئی اور خود شیخ نے بھی اس کی وضاحت نہیں کی۔ اگر اذان کی یہ حدیث قابل اعتماد ہے تو پھر اقامت کے لیے بھی اسی پر عمل کرنا پڑے گا جو کہ ممکن نہیں ہے لہٰذا اس کو دلیل نہیں بنایا جاسکتا ہے۔

2۔ شیخ کے نزدیک جب صحیح اذان یہی تھی تو اس کے مختلف احادیث کیوں درج کیں علل الشرائع اور معانی الاخبار میں جو اذان واقامت درج فرمائی وہ بھی مختلف ہے اسی طرح ''توحید'' میں بھی مختلف ہے۔ اس سارے اختلاف کے باوجود شیخ ایسا بیان کیسے دے سکتے ہیں۔ جو ان کی ذات کو ہی مشکوک بنادے۔

3۔ شیخ نے اپنی کتاب ''عیون اخبار الرضاؑ'' میں تیسری گواہی کو ہر عمل میں ضروری قرار دیا ہے۔ یہ حدیث قدسی ہم ''شہادت ثالثہ جزو اذان واقامت ہے''۔ کے عنوان کے تحت نمبر 07 پر درج کرچکے ہیں۔ جب یہ حدیث ان کے پاس موجود تھی کہ شہادت ثالثہ ہر عمل میں ضروری ہے تو پھر ان کا یہ بیان دینا شکوک وشبہات کو جنم دیتا ہے۔

4۔ شیخ نے من لایحضرہ الفقیہ سمیت باقی کتب جیسے معانی الاخبار، التوحید، الخصال، علل الشرائع، ثواب الاعمال، کمال الدین، الاعتقادات وغیرہ میں ایسی احادیث درج کی ہیں جن سے شہادت ثالثہ کا ہر عمل میں وجوب ثابت ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں ان کا یہ بیان دینا عجیب تر ہے اور علماء کے بیانات کو تقویت دیتا ہے۔

5۔ شیخ نے شہادتِ ثالثہ کے متعلق روایات کا انکار نہیں کیا ہے بلکہ ان کو مفوضہ کی من گھڑت روایات کہا ہے۔ یہ بات بھی

ان کی ذات سے متوقع نہیں ہوسکتی ہے اس لیے کہ یہ تمام روایات من گھڑت نہیں ہیں نہ ہی یہ کسی مفوضہ کی کتاب میں ہیں بلکہ شیعہ کی اپنی کتب میں ہیں۔ سونے پر سہاگہ یہ کہ خود شیخ صدوق کی کتب میں موجود ہیں کیا شیخ خود کو مفوضہ کہہ رہے ہیں؟ پس شیخ کا بیان ثابت کرنا ممکن نہیں ہے لہٰذا دلیل نہیں بنایا جاسکتا ہے۔

6۔ شیخ کے بیان کے نتیجے میں تمام علماء جن کا ذکر ہوا یا آئندہ ہوگا جو شہادت ثالثہ کو اذان واقامت میں کہلواتے آئے ہیں اور آئندہ بھی کہلواتے رہیں گے سب کے سب (معاذ اللہ) مفوضہ ثابت ہوتے ہیں۔ جبکہ ایسا ہونا ممکن نہیں ہے کیونکہ مفوضہ پر آئمہ معصومینؑ نے لعنت کی ہے ایسا بیان شیخ کی ذات سے ممکن ہی نہیں ہے دلیل کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

7۔ کچھ علمائے کرام ومجتہدین تو شہادت ثالثہ کو اذان واقامت کا جزو قرار دے چکے ہیں۔ جیسے آیت اللہ شیخ محمد حسن نجفی در جواہر الکلام، آیت اللہ سید محمد تقی مامقانی، آیت اللہ علی مدد قائنی، آیت اللہ سید محمد الحسینی شیرازی، آیت اللہ سید محمد صادق شیرازی، آیت اللہ یعسوب الدین رستگار وغیرہم تو یہ سب کے سب (معاذ اللہ) مفوضہ تو نہیں ہیں کہ جن پر آئمہؑ نے لعنت کی ہے۔ نیز یہ کہ اگر شیخ کا بیان درست ہے تو پھر خالصی اور ڈھکو کے علاوہ تمام لوگ مفوضہ ثابت ہوتے ہیں۔ لہٰذا شیخ کا بیان ثابت نہیں کیا جاسکتا ہے۔

8۔ من لایحضرہ الفقیہ کے شارح نے وضاحت کی ہے کہ تمام روایات کو من گھڑت ثابت کرنا ممکن نہیں ہے اور انھوں نے بہت سی روایات نقل بھی کی ہیں۔ مجلسی اوّل کا بیان نقل کیا جاچکا ہے، لہٰذا شیخ کا بیان عندالتحقیق ہے جو کہ دلیل نہیں بن سکتا۔

9۔ من لایحضرہ الفقیہ کے بعد شیخ نے ''الھدایہ'' لکھی جس میں اذان واقامت کے بارے میں صرف ایک ہی حدیث درج کی جس میں ہے کہ صادق آل محمدؑ نے فرمایا کہ اذان واقامت دو دو بار ہے اور دونوں بیالیس کلمات پر مشتمل ہیں اذان کے بیس اور اقامت کے بائیس کلمات ہیں (دیکھیے الھدایہ صفحہ 131 باب 42 مطبوعہ موسسۃ الامام الھادی علیہ السلام) نیز اسی حدیث کو انہوں نے علل الشرائع میں بھی درج کیا۔ اگر ان کے نزدیک من لایحضرہ الفقیہ والی حدیث صحیح ہوتی تو وہ یقیناً ہر جگہ اسی سے استدلال کرتے اور اس کے خلاف کچھ بھی بیان نہ کرتے۔ جب وہ خود بھی اس حدیث پر عامل نہیں تو دوسروں کو اس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے ایسا ویسا کیوں کہیں گے؟ پس واضح ہوا کہ یہ بیان ان کا ہے ہی نہیں۔ دلیل کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

2۔ شہیدین کا بیان:

دوسری دلیل شہادت ثالثہ کے انکار کے سلسلہ میں یہ پیش کی جاتی ہے کہ شہیدین نے منع فرمایا ہے۔ جبکہ ان کے

بیان سے ایسا کچھ بھی ظاہر نہیں ہوتا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

''اذان واقامت میں ان فصول کے علاوہ شہادت ولایت اوران ''آل محمد خیر البریہ یا خیر البشر'' کے الفاظ کو شرعی قصد سے جزو سمجھ کر پڑھنا جائز نہیں ہے اگرچہ یہ کلمات برحق ہیں اور ہر حق چیز کو عبادات میں جزو سمجھ کر شرعی قصد سے پڑھنا جائز نہیں چونکہ اللہ کی جانب سے یہ عبادات محدود ہیں اس لحاظ سے ان زیادات کا پڑھنا بدعت وتشریع ہوگا جس طرح کہ نماز میں ایک مزید رکعت یا تشہد یا کسی دوسری عبادت کا اضافہ کیا جائے بہر کیف یہ الفاظ احکام ایمان میں سے ہیں مگر فصول اذان میں سے نہیں شیخ صدوق نے فرمایا ہے کہ شہادت ولایت وغیرہ کو جزو اذان قرار دینا مفوضہ کا عمل ہے جو کہ غالیوں کا ایک گروہ ہے پس اگر کوئی شخص شہادت ولایت وغیرہ کو جزو سمجھ کر پڑھے گا تو وہ گناہ کا مرتکب ہوگا اگرچہ اس سے اذان باطل نہیں ہوگی اور اگر جزئیت کا قصد نہ ہو تو کوئی حرج نہیں اور شیخ طوسی نے کتاب المبسوط میں اور مصنف یعنی شہید اوّل نے البیان میں لکھا ہے کہ شہادت ثالثہ کو اذان میں کہنا موجب گناہ نہیں چاہے جزئیت کے قصد سے پڑھے یا بلا قصد جزئیت پڑھے''۔

حوالہ: شرح لمعہ جدید جلد اوّل صفحہ 240 طبع نجف اشرف۔

تبصرہ:

محترم قارئین اس بیان سے کہیں بھی یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ شہیدین نے شہادت ثالثہ سے منع فرمایا ہے ہاں البتہ قصد جزئیت کی نیت سے پڑھنے سے منع فرمایا ہے جبکہ مستحب کی نیت سے جائز قرار دیا ہے نیز یہ کہ شہید اوّل کا پہلے بھی ایک بیان نقل کیا جا چکا ہے جس میں انہوں نے جائز قرار دیا ہے نیز یہ کہ شرح لمعہ کے حاشیہ پر یہ وضاحت کی گئی ہے کہ شیخ طوسی اور شہید کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص شہادت ثالثہ کو بقصد جزئیت بھی اذان میں بجالائے تب بھی اس پر کوئی گناہ نہیں اور نہ ہی اس کی اذان باطل ہے۔ ہم حاشیہ کی عبارت پہلے نقل کر چکے ہیں۔

لہٰذا اس بیان کو دلیل بنانا کم علمی کا نتیجہ ہے۔ اس کے علاوہ کسی کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے جس کو شہادت ثالثہ کے خلاف پیش کیا جا سکے۔ جو دلیلیں پیش کی جاتی ہیں ان کا حال آپ کے سامنے ہے۔

اذان میں شہادت ثالثہ زمانہ قدیم سے آج تک سُنی کتب سے بھی ثابت ہے:

شہادت ثالثہ کے منکرین کو جاننا چاہیے کہ یہ شہادت کتب شیعہ کے ساتھ ساتھ کتب سنیہ سے بھی ثابت ہے اور اس کی تاریخ زمانہ رسولؐ سے لے کر آج تک ثابت ہے ہم یہ روایات اپنے مقدمہ کو مضبوط کرنے کے لیے پیش کر رہے ہیں۔

1۔ پہلی روایت:

علامہ اہل سنت شیخ عبداللہ مراغی المصری لکھتے ہیں: "حضرت سلمان اذان واقامت میں شہادت رسالت کے بعد ولایت علیؑ کی شہادت دیا کرتے تھے پس ایک شخص نے جا کر یہ خبر دی پس آنحضرتؐ نے فرمایا تو نے بھلائی ہی کو سنا ہے۔
حوالہ: السلافہ فی امر الخلافہ

2۔ دوسری روایت:

اسی علامہ نے اسی کتاب میں لکھا کہ: "ایک شخص نے جناب رسولِ خدا کی خدمت میں عرض کی: یارسولؐ اللہ! ابوذر غفاری اذان میں آپؐ کی شہادت دینے کے بعد اشھدان علیاولی اللہ کہتا ہے پس حضورؐ نے فرمایا تو نے ابوذر سے حق سنا ہے کیا تو بھول گیا کہ میں نے غدیرخم میں کہا تھا: من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ"۔
حوالہ: مذکورہ حوالہ:

3۔ تیسری روایت:

قاضی علامہ ابوعلی حسن بن ابوالقاسم تنوخی متوفی 383ھ نے تحریر کیا کہ "ابوالفرج اصفہانی متوفی ۳۵۶ھ سے مروی ہے کہ میں نے قطعیہ کے ایک شخص کو یوں اذان دیتے ہوئے سنا: اللہ اکبر. اشھد ان لا الہ الا اللہ: اشھد ان محمد الرسول اللہ. اشھد ان علیا ولی اللہ محمد و علی خیر البشر فمن ابی فقد کفر و من وصی فقد شکر. حی علی الصلوٰۃ. حی علی الفلاح. حی علی خیر العمل. اللہ اکبر. اللہ اکبر. لا الہ الا اللہ"۔
حوالہ: نشوار المحاضرۃ از قاضی تنوخی جلد دوم صفحہ 133

4۔ چوتھی روایت:

مقریزی تحریر کرتا ہے: "سب سے پہلے رات کی اذان میں محمدؐ و علیؑ خیر البشر جس نے کہا وہ حسین المعروف ابن شکنبہ ہے۔ اشکنبہ عجمی لفظ ہے جس کا عربی میں معنی الکرش ہے یہ علی بن محمد بن علی بن اسماعیل بن حسین بن زید بن حسن بن علیؑ بن ابی طالبؑ ہے۔ اس نے سب سے پہلے سیف الدولہ بن ہمدان کے دور میں حلب میں ۳۶۷ھ میں اذان دی۔ اسے شریف محمد بن اسعد جو انی نسابہ نے بیان کیا ہے۔ حلب میں ہمیشہ نورالدین محمود کے دور تک اذان میں حی علی خیر العمل محمدؐ و علیؑ خیر البشر کہا جاتا رہا"۔
حوالہ: خلط مقریزی جلد دوم صفحہ 271 المواعظ والاتبار فی ذکر الخطب الاتار۔

5۔ پانچویں روایت:

ابن عدیم تحریر کرتا ہے: ''ابوالعصولی سے روایت ہوئی ہے کہ جب احمد بن عبداللہ بیٹھا وہ سدۃ الحکم پر بیٹھا اور حمص گیا اس نے انہیں حکم دیا کہ نماز جمعہ چار رکعت پڑھو ظہر کے بعد خطبہ دو، ان کی اذان میں تھا: اشھد ان محمد الرسول اللہ اشھد ان علیا ولی المومنین، حی علی خیر العمل، اس نے درہم و دینار بنائے اور ان پر لکھوایا الہادی و لمھدی الاالہ الا اللہ محمد الرسول اللہ جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ اور دوسری طرف لکھوایا: ''قل لا اسئلکم علیہ اجراً الاّ المودّۃ فی القربیٰ''

حوالہ: بغیۃ الطلب از ابن عدیم درحالات تاریخ حلب

6۔ چھٹی روایت:

ابوعبداللہ محمد بن علی حماد نے تحریر کیا کہ: ''عبیداللہ نے نماز تراویح کو ماہ رمضان میں ختم کیا اور اس سے پہلے دو دن روزے رکھنے کا حکم جاری کیا اور نماز جمعہ میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت کو شروع کروایا۔ فریضہ نماز میں بسم اللہ بلند آواز سے شروع کروائی۔ صبح کی اذان سے الصلوٰۃ خیر من النوم کو ختم کیا اور حی علی خیر العمل کے بعد محمدؐ و علیؑ خیر البشر کو زیادہ کیا''۔

حوالہ: تاریخ اخبار ملوک بنی عبید جلد اوّل صفحہ 49

7۔ ساتویں روایت:

ابن عدیم نے لکھا کہ: ''سعد الدولہ کا حلب میں امر پختہ ہوا اور حلب والوں نے جامع مسجد حلب کی تجدید کی اور اس میں ۳۶۷ھ میں الاسوار کی عمارت کا اضافہ کیا اور سعد نے اذان میں تاخیر کی اور اس میں اضافہ کیا حی علی خیر العمل محمد و علی خیر البشر''۔

حوالہ: زبدۃ الحلب از ابن عدیم جلد اوّل صفحہ 109 درحالات تاریخ حلب

8۔ آٹھویں روایت:

ناصر خسرو نے تحریر کیا کہ: ''اُن شہروں کے بادشاہ علوی تھے ان سے کسی نے ولایت کو نہ چھینا کیونکہ ان کے ہمسائے میں کوئی بادشاہ یا جابر نہ تھا اور یہ علوی شان و شوکت لائے تھے ان کے پاس تین سو یا چار سو سوار تھے ان کا مذہب زیدی

تھاوہ اقامت میں کہتے تھے محمدؐ وعلیؑ خیر البشر وحی علی خیر العمل اور کہا گیا ہے کہ اس شہر کے لوگ بزرگان کے سامنے عاجزی کرنے والے تھے"۔

حوالہ: سفرنامہ ناصر خسرو صفحہ 141 زیرِ عنوان یمامہ در سفر ۴۴۳ھ

9۔نویں روایت:

علامہ ابواللیث الہروی لکھتے ہیں: "یہ رسول اللہ کی حیات کے زمانہ میں چھ مہینے کی صورت میں اور پھر نو مہینے کے اندر اندر یہ قول (اشہد ان علیا ولی اللہ) پانچ دفعہ کیے جانے کا اتفاق ہوا وہاں سے رافضیوں کو یہ موقع ملا کہ ان الفاظ کو اذان و اقامت میں کہتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ ان الفاظ کے کہنے کا حکم منسوخ ہو چکا تھا اس لیے بڑے شیخوں کے زمانے میں ان الفاظ کو کبھی نہیں کہنے دیا گیا بلکہ اگر کوئی ایک شخص بھی ان الفاظ کو اذان و اقامت میں کہہ دیتا تو حضرت فاروق اس کو ادب سکھلاتے اور بڑی سختی سے پکڑتے"۔

حوالہ: فاروقی شرعیہ از علامہ ابواللیث صفحہ 210

10۔دسویں روایت:

یہی علامہ ایک اور بیان دیتے ہیں: "یہ رافضی لوگ خود کو علیؑ سے چپکاتے ہیں اور منسوخ حدیث پر عمل کرتے ہیں انھوں نے اذان و اقامت میں علیا ولی اللہ کہنا اپنا شعار بنالیا ہے اور ایسا کہنے کو حقیقی دین سمجھتے ہیں یہ نہیں جانتے کہ بڑے صحابہ نے علیا ولی اللہ کو بند کرنے میں بڑی کوشش کی تھی اگر یہ جائز ہوتا تو وہ پہلے خود اس پر عمل کرتے"۔

حوالہ: ریاض الصادقین از علامہ ابواللیث صفحہ 414

11۔گیارہویں روایت:

مولانا وحید الزمان حیدر آبادی لکھتے ہیں: "ایک مرتبہ ایک مسجد میں امامیہ مؤذن اذان میں یوں پکارتا تھا "اشہد ان علیؑ ولی اللہ" اس پر بعض سنی مسلمان ناراض ہوئے اور مجھ سے آکر شکایت کی میں نے کہا وہ مؤذن تو کہتا ہے "اشهد ان عليا ولی الله" میں تو اس سے بڑھ کر کہتا ہوں کہ "اشهد ان علياً امام الاولياء وسيد الاصفياء وخير الخلائق بعد الانبياء"۔

حوالہ: انوار اللغۃ از وحید الزمان پارہ 18 صفحہ 05 مطبوعہ حشمت الاسلام پریس بنگلور انڈیا۔

12۔ بارہویں روایت:

"ابومحذورہ (مؤذن رسولؐ) بیان کرتے ہیں کہ ان کو رسول اللہ ﷺ نے اذان سکھائی جس کے انیس (19) فصول (جملے) تھے"۔

حوالہ: 1۔ جامع ترمذی جلد اول صفحہ 101 باب 137 حدیث 192 مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاہور؛ 2۔ مشکوٰۃ المصابیح جلد اول صفحہ 140 مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور؛ 3۔ سنن نسائی جلد اول صفحہ 241 باب 358 حدیث 634 مطبوعہ اسلامی کتب خانہ لاہور

وضاحت:

اہل سنت کی موجودہ اذان کسی بھی طرح سے انیس جملوں کی نہیں بن سکتی۔ ان کی اذان کے کل جملے پندرہ ہیں اگر ان میں دو دفعہ اشھد ان علیاً ولی اللہ اور دو دفعہ حی علی خیر العمل کو شامل کیا جائے تو انیس جملے پورے ہو جائیں گے پس اس حدیث سے بھی شہادت ثالثہ ثابت ہے۔ الصلوٰۃ خیر من النوم کو شمار ہی نہیں کیا جا سکتا اس لیے کہ یہ خود ان کے بقول بدعت ہے۔ (ملاحظہ فرمائیں: موطا امام مالک)

نوٹ: ہمیں امید ہے کہ ہم آپ کے شکوک و شبہات دور کرنے میں کامیاب ہوئے ہوں گے شہادتِ ثالثہ کے متعلق مزید روایات تشہد کے احکام میں بیان کی جائیں گی۔ انشاء اللہ

☆☆☆

تحقیق در شہادتِ ثالثہ فی الصلوٰۃ

تحقیق کتاب فقہ الرضاؑ

امام علی رضا علیہ السلام کا مذکورہ تشہد بہت ہی مفید ہے اس تشہد کو علمائے حقہ نے کامل واکمل کہا ہے اور اپنی کتب میں نقل فرمایا ہے اور اس کے پڑھنے پر فتوے بھی دیئے ہیں لیکن آج کل چند خود ساختہ محقق وجود میں آئے ہیں جن کا فرمان یہ ہے کہ امام رضا علیہ السلام کا یہ تشہد فقہ الرضاؑ نامی کتاب میں ہے جو کہ نا قابلِ اعتماد ہے۔ یقین مانیے خود ساختہ محققین کے علاوہ آج تک کسی نے بھی فقہ الرضاؑ کو نا قابل اعتماد نہیں کہا بلکہ اس کتاب سے روایات لے کر اپنی کتابوں کو زینت بخشی ہے۔ ہم ان علمائے کرام کے نام نقل کریں گے جنہوں نے فقہ الرضاؑ کو مستند قرار دیا ہے لیکن پہلے ایک اور بیان کا جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

وضو میں پاؤں دھونا اور فقہ الرضاؑ پر اعتراض کا رد:

کہا یہ جاتا ہے کہ فقہ الرضاؑ میں روایت موجود ہے کہ وضو میں پاؤں کو دھونا چاہیے۔ پہلی بات یہ ہے کہ فقہ الرضاؑ میں ایسی کوئی روایت موجود نہیں ہے بلکہ یہ روایت ضرور موجود ہے کہ دھونا اور مسح دونوں جائز ہیں جبکہ اس روایت سے پہلے ہی وہاں موجود ہے کہ پاؤں پر مسح کرنا واجب ہے تو پھر متفق بات کو نظر انداز کر کے اس کے خلاف پر توجہ دینا عجیب تر ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر اس روایت کی موجودگی کتاب کے غیر مستند ہونے کی دلیل ہے تو پھر یہی روایت تہذیب الاحکام میں بھی موجود ہے۔ اگر یہ دلیل مان لی جائے کہ اگر کسی کتاب میں کوئی روایت مخالف موجود ہو تو اس کتاب پر اعتماد ہی نہ کیا جائے تو پھر تہذیب الاحکام پر اعتماد کیوں ہے؟ وہ کتب اربعہ میں کیوں شامل ہے؟ نیز تہذیب الاحکام میں یہ بھی موجود ہے کہ الصلوٰۃ خیر من النوم کہنا سنت ہے اور یہ بھی موجود ہے کہ متعہ سے رسولؐ اللہ نے خیبر کے دن منع فرما دیا تھا اب تہذیب الاحکام تو نا قابل اعتماد ہو گئی۔ یہی روایات دوسری کتب میں بھی موجود ہیں جیسے وسائل الشیعہ اور استبصار وغیرہ تو کیا یہ کتب نا قابل اعتبار ہو گئیں؟ میرے عزیز کسی بھی کتاب میں ضعیف روایات ہوا کرتی ہیں ان روایات سے کتاب نا قابل اعتماد نہیں ہوا کرتی بلکہ ان احادیث پر عمل نہیں کیا جاتا۔ فقہ الرضاؑ سے دشمنی صرف اور صرف بغضِ علیؑ کی وجہ سے ہے ورنہ ضعیف روایات ہر کتاب میں موجود ہیں۔ اب ان علمائے کرام کے نام ملاحظہ فرمائیں جنہوں نے فقہ الرضاؑ کو مستند مانا ہے۔

1۔ علامہ محمد باقر مجلسی در بحار الانوار

2۔ الحاج میرزا حسین النوری در مستدرک الوسائل

3۔ الشیخ طباطبائی بروجردی در جامع احادیث الشیعہ

4۔ الشیخ محمد مہدی نراقی در مستند الشیعہ

5۔ الشیخ یوسف البحرانی در الحدائق الناضرۃ

6۔ الشیخ محمد حسن نجفی در جواہر الکلام

7۔ الشیخ حبیب اللہ کاشانی در منتقد المنافع

8۔ الشیخ اسماعیل مرعشی در اجماعیات الشیعہ

9۔ الشیخ محمد علی طباطبائی در القوانین الشریعہ

10۔ الشیخ محمد فاضل لنکرانی در جامع المسائل

11۔ الشیخ محمد السند در الشہادۃ الثالثہ

12۔ الشیخ عبد الحلیم الغزی در الشہادۃ الثالثہ

13۔ الشیخ مرتضیٰ انصاری در مکاسب

14۔ علامہ حسین بخش جاڑا در انوارِ شرعیہ

توضیح:

یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے فقہ الرضاؑ پر اعتبار کیا ہے اور اس کی روایات پر عمل کرنے کا فتویٰ بھی دیا ہے علامہ مجلسی، علامہ نوری، علامہ بروجردی، مہدی نراقی اور یوسف بحرانی کی کتب سے اگر فقہ الرضاؑ کی احادیث نکال دیں تو ان کی کتب میں کچھ بچے گا ہی نہیں اس لیے کہ انہوں نے بہت کچھ فقہ الرضاؑ سے نقل فرمایا ہے تو کیا ان علماء کو علم نہیں تھا کہ فقہ الرضاؑ نا قابل اعتماد ہے؟ یہ کتاب ان ہی لوگوں کے لیے نا قابل اعتبار ہے جو شہادتِ ثالثہ کے دشمن ہیں۔

نوٹ: فقہ الرضاؑ کی توثیق کے لیے بحار الانوار جلد اوّل صفحہ 12 طبع جدید طہران پر علامہ مجلسی کی تحقیق ملاحظہ فرمائیں تمام وسوسے دور ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ۔

اس تشہد میں خرابی کیا ہے؟

محترم قارئین! اس تشہد میں کون سی ایسی خرابی نظر آئی ہے کہ یہ پڑھنے کا حکم نہیں دیا جاتا۔ یہ تشہد کیوں چھپایا جاتا ہے؟ لوگوں کو اس تشہد سے آگاہی کیوں نہیں دی گئی؟ یہ سوال ایسے ہیں کہ اگر جواب دیئے جائیں تو خمس جمع کرنے والے محکمے کی جڑیں ہل جائیں گی لیکن ہم ان سوالوں پر غور وفکر کا کام اپنے قارئین پر چھوڑتے ہیں۔

البتہ ہم نے اس تشہد کی خرابی جو سنی ہے وہ یہ ہے کہ یہ تشہد کتبِ اربعہ میں نہیں ہے اس لیے ہم فتویٰ نہیں دیتے تو عرض یہ ہے کہ جو تشہد آپ کے فتوے میں ہے وہ بھی تو کتبِ اربعہ میں نہیں ہے پھر اس پر فتویٰ کیوں ہے؟ یہ دورنگی کیسی؟ ہم بتائیں گے کہ موجودہ تشہد کس حدیث سے اخذ کیا جاتا ہے لیکن پہلے کتب اربعہ سے تشہد سن لیں۔

کتبِ اربعہ اور تشہد:

(8) امام محمد باقر علیہ السلام: اپنے تشہد میں یہ کہو:

بسم الله و بالله والحمد لله والاسماء الحسنیٰ كلّها لله اشهد ان لاّ اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد انّ محمداً عبده و رسوله ارسله بالهدیٰ و دين الحقّ ليظهره على الدّين كلّه ولو كره المشركون التّحيات لله والصلوات الطيبات الطاهرات الزّاكيات النّاميات الغاديات لرّائحات المباركات الحسناتُ لِلّٰهِ ما طاب وطهر و ذكى و خلص و نمى فِللهِ و ما خبث فلغيره اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد انّ محمداً عبده و رسوله ارسله بالحقّ بشيراً و نذيراً بين يدى السّاعة و اشهد انّ الجنّة حقٌّ و انَّ النّار حقٌّ و ان الساعة اتيةٌ لاريب فيها و ان الله يبعث من فى القبور و اشهد انَّ رَبِّیْ نِعم الرَّبُّ وَاِنَّ محمداً نعم الرسول اُرسل وَ اشهد انَّ ما على الرَّسُولِ اِلاَّ البلاغ المبين. السلام عليك اَيّهَا النَّبِیُّ وَرحمة الله وَبركاته السّلام على محمد بن عبدالله خاتم النّبيين السّلام على الائمة الرّاشدين المهدِيينَ السّلام على جميع انبياء الله ورسلهٖ و ملائكته السّلام علَيْنا وعَلى عباد الله الصّالِحِيْنَ

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 212 حدیث 944

(9) امام جعفر صادق علیہ السلام: جب چوتھی رکعت کے تشہد کے لیے بیٹھو تو کہو:

بسم اللہ و باللہ و الحمد للہ و خیر الاسماء اشھد ان لاّ الہ الا اللہ وَحدہ لا شریک لہ واشھد انّ محمّدا عبدہ و رسولہ ارسلہ بالحق بشیراً و نذیراً بین یدی السّاعۃ اشھد انّکَ نعم الرّبُ و انّ محمداً نعم الرّسول التّحیات لِلّٰہ والصّلوٰت الطّاھرات الطّیّبات الزّاکیات العادیات الرّائحات السّائحات السّابغات النّاعمات للہ فاطاب و زکی و طھر و خلص و صفی فیلّٰہ و اشھد انّ لاّ الہ الاّ اللہ وحدہٗ لا شریکَ لہ و اشھد انّ محمّداً عبدہٗ و رسولہ اَرسلہ بالحقِّ بشیراً و نذیراً بین یدی الساعۃ اتیۃ لاریب فیھا و انّ اللہ یبعث من فی القبور الحمد للہ الذی ھدنا لھٰذا و ما کنّا لنھتدی لَوْلَا ان ھدٰنا اللہ الحمد لِلّٰہ ربّ العالمین اللھمّ صلّ علی محمّدٍ و آلِ محمّدٍ و بارک علی محمّدٍ و علی آلِ محمّدٍ کما صلّیت و بارکت و ترحمت علی ابراھیم و علی آلِ ابراھیم انّکَ حمیدٌ مجیدٌ اللھمَّ صلِ علی محمد و علی آل محمد واغفرلنا و الاخواننا الّذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلاً لِلّذین آمنوا ربنا انک رَ ؤ وف الرّحیم اللّٰھمّ صلّ علی محمد وَ آل محمد وَ امنُن عَلَیّ بالجنّۃ وعافِنِی من النّار اللھمّ صلّ علی محمّد وَ آل محمد و اغفرللمؤمنین والمومنٰت ولمن دخل بیتی مومناً ولا تَزِدِ الظّالمین اِلاّ تباراً

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 99 حدیث 373؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 326 باب 03 حدیث 2

آج کا رائج تشہد:

آج کل جو تشہد رائج ہے وہ کسی کتاب میں مروی نہیں ہے انہی الفاظ کے ساتھ صحیح سند کے ساتھ کسی ایک حدیث میں بھی نہیں ہے۔ البتہ جو تشہد آج کل رائج ہے اسی سے ملتے جلتے الفاظ دوسرے تشہد کے لیے کتب میں مروی ہیں لیکن آخری تشہد ان الفاظ کے ساتھ کہیں نہیں ہے آخری تشہد بالکل مختلف ہے جیسا کہ ہم نے نقل کیا اور آئندہ بھی کریں گے۔

ایک اور دلیل اور اس کا رَد:

ایک دلیل یہ بھی پیش کی جاتی ہے کہ واجب تشہد صرف دو شہادتوں کا اقرار ہے باقی سب مستحبی اذکار ہیں جیسا کہ

احادیث میں بھی آیا ہے کہ تشہد میں کم سے کم دوشہادتوں کا اقرار ضروری ہے۔ ان احادیث کی اسناد سے قطع نظر ہم ان کو تسلیم کر لیتے ہیں تو پھر درود کہاں جائے گا؟ وہ بھی تو واجب ہے دوشہادتوں میں درود نہیں ہے لہٰذا ان احادیث پر عمل ناممکن ہے اور اگر ہم ان کو تسلیم کر بھی لیں تو یہ ہرگز شہادتِ ثالثہ کے لیے مانع نہیں ہیں۔ اس لیے کہ شہادتین مکمل ہی شہادتِ ثالثہ سے ہوتی ہیں۔ یہ بات احادیث سے بھی ثابت ہے لیکن ہم یہاں چند علمائے کرام کی رائے بیان کریں گے اس لیے کہ لوگ آج کل حدیثوں کی بجائے ان کو زیادہ مانتے ہیں۔

شہادتین کی تکمیل:

وإكمال الشهادتين بالشهادة لعلي بالولاية وامرة المؤمنين في الأذان وغيره۔

ترجمہ: ''حضرت علیؑ کی ولایت اور امیر المومنین کی شہادت اذان وغیرہ میں شہادتین (توحید و رسالت) کی تکمیل ہے''۔

حوالہ: منہاج الصالحین از آیت اللہ العظمیٰ السید ابوالقاسم الخوئی جلد اوّل صفحہ ۱۵۰؛ کفایۃ الطالبین از آیت اللہ مشکور النجفی صفحہ 87؛ رسالۃ العملیۃ از آیت اللہ المیر زا محمد تقی الشیرازی صفحہ ۶۰؛ منہاج الصالحین از آیت اللہ السید محسن الحکیم جلد اوّل صفحہ 208؛ الصراط القویم از آیت اللہ محمد الصدر صفحہ 65 مسئلہ 168؛ آیت اللہ محمد حسن النجفی فی سرالایمان صفحہ 43؛ آیت اللہ محمد حسین النائینی فی سرالایمان صفحہ 52 رقم 52

حدیث:

''حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے خداوند متعال کے قول فطرت الله التي فطر الناس عليها (روم آیت 30) کے بارے میں فرمایا کہ اس (فطرت) سے مراد ''لا إله الا الله محمد الرسول الله علياً امير المومنين ولی الله'' ہے اور جو توحید ہے وہ امیر المومنین ولی اللہ تک ہے''۔

حوالہ: تفسیر البرہان جلد سوم صفحہ 813؛ تفسیر المیزان جلد 16 صفحہ 195؛ تفسیر قمی جلد دوم صفحہ 155؛ تفسیر آصفی (فارسی) جلد 11 صفحہ 110

توضیح:

اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ تشہد میں اگر صرف شہادت توحید بھی واجب ہو تو بھی شہادتِ ثالثہ کا اقرار کرنا پڑے گا۔

جیسا کہ یہ بات واضح ہے کہ توحید کی شرائط میں سے ایک شرط ولایت ہے۔ حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث:

''حضرت امام علی رضاؑ اپنے آباؤاجداد کی سند مقدس سے بیان فرماتے ہیں کہ خدا کا ارشاد ہے کہ ''لا الہ الا اللہ'' میرا قلعہ ہے جو شخص میرے قلعے میں داخل ہوا وہ میرے عذاب سے محفوظ رہا۔ راوی کا بیان ہے کہ آپؑ کی سواری آگے بڑھی تو آپؑ نے ہم لوگوں کو پکار کر کہا یہ شرط کے ساتھ ہے اور میں بھی ان شرطوں میں سے ایک ہوں''۔

حوالہ: التوحید از شیخ صدوق صفحہ 19 باب 1 حدیث 23؛ معانی الاخبار شیخ صدوق جلد دوم 420 باب 419 حدیث 1؛ عیون اخبار الرضاؑ جلد دوم صفحہ 284 باب 37 حدیث 04؛ امالی شیخ صدوقؒ جلد اوّل صفحہ 470 مجلس 37 حدیث 08؛ الشہادۃ الثالثۃ آیت اللہ محمد السند صفحہ 408؛ ثواب الاعمال وعقاب الاعمال شیخ صدوق صفحہ 58

توضیح:

پس واضح ہوا کہ تشہد میں توحید کی گواہی واجب ہے اور توحید کی شرائط میں ولایت و امامت شامل ہے لہٰذا شہادت ثالثہ کو کسی بھی طرح سے تشہد سے نہیں نکالا جاسکتا ہے۔ اب چاہے ان احادیث کی دلیل دیں یا وجوب و مستحبات کی باعث کریں شہادتِ ثالثہ ہر صورت میں دینی پڑے گی ورنہ توحید ہی مکمل نہیں ہوگی نیز ان احادیث سے علمائے کرام کے مذکورہ بیان کی بھی تصدیق ہوگئی۔

تشہد میں شہادتِ ثالثہ پر دلائل:

نوٹ: اس سے پہلے دو معصوم اماموں کے تشہد نقل کیے جاچکے ہیں جن میں شہادتِ ثالثہ موجود ہے اب ہم شہادتِ ثالثہ در تشہد نماز پر مزید دلائل دے رہے ہیں۔

3۔ الشیخ الطائفہ الطوسیؒ ۴۶۰ھ

آپ فرماتے ہیں: ''جب تم چوتھی رکعت میں بیٹھو اس طریقے پر جو ہم نے بیان کیا ہے تو تم کہو:

بسم الله و بالله و الاسماء الحسنیٰ کلها لِله اشهد ان لآ اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد ان محمد عبده و رسوله صلی الله علیه و آله ارسله بالهدیٰ و دین الحقّ لیظهره علی الدّین کله و لو کره المشرکون التّحیات ... و الصلوت الطیّبات

الطاهرات الزّاكيات الرّائحات الغاديات الناعمات لِلّٰه ما طاب و طهر و زكیٰ ونمٰی و خلص و ما خبث فلغير الله اشهد ان لآ اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد ان محمداً عبده و رسوله ارسله بالحق بشيراً و نذيراً بين يدی السّاعة و اشهد ان الجنة حقّ و انّ النّار حقٌّ و انّ السّاعة آتية لا ريب فيها و ان الله يبعث من فی القبور و اشهد ان ربی نعم الرّب وَ انّ محمداً نعم الرسول ارسل و انّ علياً نعم الولی و اشهد انّ ما علی الرسول الا البلاغ المبين اللهم صلّ علی محمد و آل محمد و ارحم محمد و آل محمد و بارك علی محمد و آل محمد كافضل ما صليّت و باركت و رحمت و ترحمت و تحننت علی ابراهيم و آل ابراهيم انّكَ حميد مجيد۔

حوالہ: مصباح المتہجد از شیخ طوسی صفحہ 34 مطبوعہ 1331ھ

ایک شبہ کا ازالہ:

آپ کو یہ جان کر حیرانی ہوگی کہ مصباح المتہجد کا یہ تشہد آج کل کے نسخے میں نہیں ہے یعنی آج کل مصباح المتہجد کے جو نسخے ہیں ان میں شہادت ثالثہ نہیں ہے لیکن جو ہم نے مطبوعہ لکھا ہے اس میں موجود ہے جس کی فوٹو کاپی ہمارے پاس موجود ہے۔

اس تشہد کی تصدیق:

ہم اس بات پر زیادہ بحث نہیں کرتے کیونکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے وہ اس لیے کہ آیت اللہ العظمیٰ المحقق آقا حسین الطباطبائی بروجردی نے اپنی ضخیم کتاب جامع احادیث الشیعہ کی پانچویں جلد میں صفحہ 331 پر جو تشہد نقل فرمایا ہے وہ مصباح المتہجد سے نقل فرمایا ہے اور اس میں شہادت ثالثہ موجود ہے۔ اسی طرح آیت اللہ العصر سید صادق حسینی شیرازی نے اپنی کتاب ''احکام الشباب'' میں بھی مصباح المتہجد سے تشہد نقل کیا ہے بحوالہ جامع احادیث الشیعہ اور اسے پڑھنے کا فتویٰ بھی جاری فرمایا ہے۔ دونوں تشہد ہم بعد میں نقل کریں گے لیکن آپ کو مصباح المتہجد کے تشہد میں شہادت ثالثہ کی تصدیق دینا ضروری تھی۔ خدا معلوم کہ یہ علمی خیانت کس نے اور کب کی کہ مصباح المتہجد کے تشہد سے جملہ انّ علیاً نعم الولی کو نکال دیا۔

4۔ الشیخ ابی یعلی حمزہ بن عبدالعزیز الدیلمی (فقیہ سالار) ۴۶۳ھ:

وہ لکھتے ہیں کہ: ''رہا دوسرا تشہد کہ جس کے پیچھے سلام پڑھا جاتا ہے ظہر و عصر اور عشاء کی چوتھی رکعت میں اور مغرب کی

تیسری رکعت میں اور صبح کی دوسری رکعت میں تو وہ تشہد ایسے ہے:

بسم الله و بالله والحمد لله والاسماء الحسنى كلّها لله التحيّات لله والصلوٰت الطيّبات الطاهرات لزّاكيات الناعمات السابغات التامات الحسنات لله ما طاب وطهر و زكا و نما فخلص وما خبث فلغير الله اشهد ان لاّ اله الاّ الله وحده لا شريك له و اشهد ان محمداً عبده و رسوله ارسله بالهدى و دين الحقّ ليظهره على الدّين كلّه ولو كره المشركون و اشهد انّ ربى نعم الرب و انّ محمداً نعم الرّسول و انّ علياً نعم الامام و انّ الجنة حقّ و النار حقّ و انّ السّاعة آتية لاريب فيها وان الله يبعث من فى القبور اللّهم صلّ على محمد و آل محمد و بارك على محمدا و آل محمد وارحم محمدا و آل محمد و تحنن على محمدا و آل محمد كا فضل ما صليّت وباركت و ترحمت و تحننت على ابراهيم و آل ابراهيم انّكَ حميد مجيد.

حوالہ: المراسم العلویہ از فقیہ سلار صفحہ 72 مطبوعہ قم المقدسہ

فقیہ سالار کا تعارف:

کچھ لوگوں سے یہ بھی سنا گیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں ہم فقیہ سالار کو نہیں جانتے تو میری عرض ہے کہ وہ بہت بلند پایہ فقیہ اور علامہ تھے ان کا شمار بلند پایہ علمائے کرام میں ہوتا ہے ان کو ہر ایک نے ثقہ عالم قرار دیا ہے اور مراسم العلویہ بھی ان ہی کی تصنیف ہے ان کا تعارف اور ان کی تصنیف کی تصدیق کے لیے درج ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیں:

1۔ اعیان الشیعہ جلد ہفتم صفحہ 170
2۔ ریاض العلماء جلد دوم صفحہ 439
3۔ بغیۃ الوعاۃ جلد اوّل صفحہ 594
4۔ الفہرست از شیخ منتخب الدین صفحہ 67
5۔ رجال ابن داؤد صفحہ 104
6۔ امل الامل جلد دوم صفحہ 124
7۔ روضات الجنات جلد دوم صفحہ 370
8۔ رجال سید بحر العلوم جلد سوم صفحہ 15

9۔ الخلاصہ صفحہ 86

10۔ کشف الرموز جلد اوّل صفحہ 40

5۔فخر الامۃ المولیٰ الشیخ محمد باقر المجلسی ۱۱۱۱ھ:

وہ لکھتے ہیں: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم چوتھی رکعت پڑھو تو اس میں یہ تشہد پڑھو:

بسم اللہ و باللہ والحمد للہ والاسماء الحسنیٰ کلّھا للہ اشھد ان لاّ الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ ارسلہ بالحق بشیراً و نذیراً بین یدی الساعۃ التحیّات للہ والصلوت الطیّبات الزّاکیات الغادیات الرائحات التامات الناعمات المبارکات الصالحات للہ ما طاب وزکیٰ وطھر ونمیٰ وخلص وما خبث فلغیر اللہ اشھد انّک نعم الرب و ان محمداً نعم الرسول و ان علی بن ابی طالب نعم الولی و ان الجنۃ حق والنار حق و الموت حق والبعث حق ان الساعۃ اتیۃ لا ریب فیھا وان للہ یبعث من فی القبور الحمد للہ الّذی ھدانا و کنّا لنھتدی لو لا انّ ھدینا اللہ اللھم صلی علی محمد و علی آل محمد و بارک علی محمداً وعلی آل محمد وارحم محمداً و آل محمد افضل ما صلیّت وبارکت و رحمت و ترحمت وسلّمت علی ابراھیم و آل ابراھیم فی العالمین انّک حمید مجید اللھم صل علی محمدا المصطفی و علی المرتضیٰ و فاطمۃ الزھرا و الحسن والحسین و علی الائمۃ الراشدین من آل طہ و یسین اللھم صل علی نورک الانوار وعلی حبلک الاطوال و علی عروتک الاوثق وعلی وجھک الاکرام وعلی جنبک الاوجب وعلی بابک الادنی وعلی سبیلک الصراط اللھم صل علی الھادین المھدیین الراشدین الفاضلین الطیّبین الطاھرین الاخیار الابرار اللھم صل علی جبرئیل و میکائیل واسرافیل وعزرائیل وعلی ملائکتک المقربین وانبیائک المرسلین و رسلک اجمعین من اھل السماوات والارضین و اھل طاعتک اکتعین واخصص محمداً بافضل الصّلاۃ والتسلیم

حوالہ: بحار الانوار جلد 81 صفحہ 208 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

6۔ فقید الاسلام المحقق العلامہ الامام آیۃ العظمٰی الحاج آقا حسین الطباطبائی البروجردی ۱۳۸۳ھ:

انھوں نے مختلف کتب سے مختلف تشہد نقل فرمائے ہیں: ان میں سے ایک مصباح المتہجد شیخ طوسی سے نقل فرمایا ہے جس میں یہ جملہ موجود ہے: ان علیاً نعم الولی۔

اور پھر فقہ الرضاؑ سے تشہد نقل فرمایا وہ تشہد ہم پہلے نقل کر چکے ہیں۔

حوالہ: جامع احادیث الشیعہ از سید بروجردی جلد پنجم صفحہ 331 مطبوعہ قم المقدسہ 1398ھ

7۔ الفقیہ المحدث الشیخ یوسف البحرانی ۱۱۸۶ھ

انھوں نے ''افضل التشہد'' کے عنوان کے تحت صرف دو تشہد نقل کیے ایک تہذیب الاحکام والا تشہد اور دوسرا فقہ الرضاؑ والا تشہد۔ دونوں تشہد پہلے نقل کیے جا چکے ہیں۔

حوالہ: الحدائق الناضرۃ فی احکام العترۃ الطاہرہ از یوسف بحرانی جلد ہشتم صفحہ 451 مطبوعہ دار الاضواء بیروت لبنان

8۔ العلامۃ الفقیۃ احمد بن محمد مہدی النراقی ۱۲۴۴ھ

وہ فرماتے ہیں: ''تمام تشہدوں میں سے صرف دو تشہد ہی کامل واکمل ہیں۔ ایک وہ جو ابو بصیر سے موثق روایت کیا گیا ہے...... (یہاں انہوں نے تہذیب الاحکام والا تشہد نقل کیا)...... یا پھر دوسرا وہ (کامل واکمل) تشہد ہے جو فقہ الرضاؑ میں ہے۔ ...... (یہاں انہوں نے فقہ الرضاؑ والا تشہد نقل کیا ہے)''۔

حوالہ: مستند الشیعہ فی احکام الشریعۃ از محقق نراقی جلد پنجم صفحہ 334 مطبوعہ موسسۃ آل البیتؑ لاحیاء التراث مشہد المقدسہ (قم)

توضیح:

آپ نے تین محققین کے تشہد دیکھے ہیں تینوں نے کس طرح شہادت ثالثہ والے تشہد کا فتوٰی دیا ہے؟ ان میں سے ایک نے فقہ الرضاؑ والے تشہد کو افضل قرار دیا ہے اور دوسرے نے اکمل قرار دیا ہے خدا معلوم کہ یہ تشہد آج کل کیوں نہیں پڑھایا جا رہا ہے۔

9۔خاتمۃ المحدثین الحاج میرزا حسین النوری الطبرسی ۱۳۲۰ھ

انھوں نے بھی مختلف کتب سے مختلف تشہد نقل کیے پھر فقہ الرضاؑ سے تشہد نقل کیا (جو کہ ہم پہلے نقل کر چکے ہیں)

حوالہ: مستدرک الوسائل ومستنبط المسائل از نوری طبرسی جلد پنجم صفحہ 06 حدیث 5237 مطبوعہ موسسہ آل البیت علیہم السلام لاحیاء التراث بیروت

10۔شیخ الفقہاء وامام المحققین الشیخ محمد حسن النجفی ۱۲۶۶ھ

وہ فرماتے ہیں کہ: ''ہمارے اکثر علماء نے فقہ الرضاؑ والے تشہد کو پڑھنے کا فتویٰ دیا ہے بلکہ اگر (مومن) فقہ الرضاؑ و الاطویل اور زائد تشہد پڑھے جو خبر ابوبصیر کے مطابق ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔خوب غور کرو''۔

حوالہ: جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام از محمد حسن نجفی جلد دہم صفحہ 223 اور 277 مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ تہران

توضیح:

ان محترم جیسا کوئی فقیہ ہوگا جو فقہ الرضاؑ پر اعتراز کرے۔جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ہمارے فقہ کی بڑی بڑی شخصیات فقہ الرضاؑ والے تشہد کا فتویٰ دے رہے ہیں یا ویسے بھی جو تشہد نقل کرتے ہیں اس میں شہادتِ ثالثہ کو بھی شامل کرتے ہیں اس لیے کہ شہادتِ ثالثہ تکمیل شہادتین کے لیے ضروری ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔

11۔علامہ مولیٰ محمد تقی مجلسی اوّل ۱۰۷۰ھ

وہ فرماتے ہیں: ''سنت ہے کہ اس پر یہ اضافہ کیا جائے جیسا کہ ابوبصیرؒ نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا ہے (اور یوں کہا جائے:)

بسم الله و بالله والحمد لله و خير الاسماء كلّها لله اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد ان محمداً عبده و رسوله ارسله بالحقّ بشيراً و نذيراً بين يدی السّاعة و اشهد انّ ربّی نعم الرّب و انّ محمّداً نعم الرّسول و انّ علياً نعم الوصی و نعم الامام اللهمّ صلّ علی محمّدٍ و آل محمد و تقبّل شاعته فی امّته و ارفع درجته الحمد لله ربّ العالمين

حوالہ: یکدورہ فقہ کامل فارسی از تقی مجلسی صفحہ 31 مطبوعہ تہران

12۔آیۃ اللہ العلامہ السید احمد المستنبطؒ ۱۳۹۹ھ

وہ فرماتے ہیں: ''ہم اس باب کو اس تشہد کے ساتھ ختم کرتے ہیں جو امام صادقؑ نماز میں پڑھا کرتے تھے کیونکہ کچھ لوگوں سے سنا گیا ہے کہ وہ لوگ اذان و اقامت میں شہادت ولایت کا انکار کرتے ہیں جبکہ شیخ طبرسیؒ اپنی کتاب احتجاج میں امام صادقؑ سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: اذا قال احدکم لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ فلیقل علیاً امیر المومنین ولی اللہ''۔ (احتجاج 1/ 230، بحارالانوار 27/ 1 حدیث 1)

جب بھی تم میں سے کوئی کہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمدؐ اللہ کے رسول ہیں تو فوراً کہے کہ علی مومنوں کے امیر اور اللہ کے ولی ہیں۔ یعنی خدا کی وحدانیت اور پیغمبر اکرمؐ کی رسالت کے اقرار کے ساتھ امیر المومنینؑ کی ولایت کی گواہی ضرور دینی چاہیے۔ لوگ اس بات سے غافل ہیں کہ امام صادقؑ کی حدیث کی بنا پر ولایت کی شہادت دینا نماز کے مستحبات میں سے ایک مستحب جزو ہے اور میں اس تشہد کو یہاں ذکر کرتا ہوں کیونکہ اس کا مضمون اور معنی بہت بلند اور گراں قدر ہے اور ان حضرات کے لیے بہت فائدہ مند ہے جو اس میں غور و فکر کریں اور یہ تشہد کامیاب ہے حتیٰ کہ علامہ نوریؒ نے بھی اس سے غفلت برتی ہے اور کتاب مستدرک میں اسے ذکر نہیں کیا۔

یہ روایت اس رسالہ کے صفحہ 29 پر درج ہے جو فقہ مجلسی کے نام سے معروف ہے روایت کا متن یہ ہے:

''مستحب ہے کہ تشہد میں وہ جو ابو بصیر نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اضافہ کیا جائے جو یہ ہے: بسم اللہ و باللہ...... (آگے وہی مکمل تشہد جو فقہ کامل سے پہلے نقل کیا گیا ہے)''۔

حوالہ: مناقب اہل بیتؑ ترجمہ القطرہ من بحار مناقب النبی والعترہ از سید مستنبط جلد دوم صفحہ 92 مطبوعہ ادارہ منہاج الصالحین لاہور۔

13۔آیت اللہ العظمیٰ الحاج الشیخ محمد رضا المشتہر بالمحقق طہرانی:

وہ لکھتے ہیں: اس بنا پر مخصوص الفاظ کے ساتھ تشہد مختص نہیں بلکہ اس پر اضافہ کرنا جائز ہے جیسے تسبیح، تحمید، تہلیل اور جنت، دوزخ، صراط، میزان وغیرہ کا تشہد میں اقرار کرنا، اسی سلسلہ میں شرح شرائع (جلد ہفتم صفحہ 193) کی طرف رجوع کریں اور تمام جملوں سے بہتر یہ ہے کہ تشہد میں شہادتِ رسالت کے بعد ''ان علیاً خلیفہ'' (یعنی بے شک علی آنحضرتؐ کے خلیفہ ہیں) کا اضافہ کیا جائے''۔

حوالہ: خلاصۃ الحقائق فی شرح شرائع الاسلام از محقق طہرانی جلد اوّل صفحہ 255 مطبوعہ قم المقدسہ

توضیح:

انہوں نے یہ بات لکھنے سے پہلے وہی حدیث نقل کی ہے جو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ تشہد معین نہیں ہے جو اچھا جانو وہی پڑھو اور پھر اپنی تشریح کی ہے جو ہم نے آپ کے سامنے پیش کر دی ہے۔

14۔ آیت اللہ العظمیٰ الشیخ ملا حبیب اللہ کاشانی 1340ھ:

انھوں نے اپنی ضخیم کتاب میں فقہ الرضاؑ والا تشہد نقل فرمایا ہے۔

حوالہ: منتقد المنافع فی شرح المختصر النافع از حبیب اللہ کاشانی جلد چہارم صفحہ 407

15۔ آیت اللہ العظمیٰ الشیخ مرتضیٰ آل یاسین:

ان کا فتویٰ یوں ہے:

"صحیح حلبی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس کے ساتھ بھی تو اللہ اور نبی کا ذکر کرے وہ نماز سے ہے اس روایت سے تیرے لیے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ اذان و اقامت تو بجائے خود نماز میں بھی شہادت ثالثہ (یعنی اشهد انّ علياً ولی الله) پڑھنا افضل ہے"۔

حوالہ: شرح رسالۃ الحقوق از السید علی القبانچی جلد دوم صفحہ 129 مطبوعہ قم المقدسہ 1406ھ

سر الایمان للمقرم صفحہ 78

16۔ خادم الشرع آیۃ اللہ العظمیٰ الحاج السید محمد علی الطباطبائی الحسنی:

وہ لکھتے ہیں: "تشہد میں شہادت رسالت کے بعد امیر المومنینؑ کی ولایت کی گواہی دینا جائز ہے اور اس طرح باقی آئمہؑ کی بھی (جائز ہے) جیسا کہ یہ کیفیت اور اطلاق احتجاج کی حدیث سے ظاہر ہے کہ جب بھی کوئی لا اله الا الله محمد الرسول الله کہے تو فوراً علیاً امیر المومنین بھی کہے جیسا کہ اذان میں مروی ہے اس سلسلہ کی بہت سی حدیثیں جن میں سے ایک امام علی رضاؑ سے مروی ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ خدا کا ارشاد ہے کہ لا اله الا الله میرا قلعہ ہے پس جو اس قلعہ میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے امان پا گیا پھر امامؑ نے فرمایا یہ شروط کے ساتھ ہے اور میں بھی ان شرائط میں سے ایک ہوں اور اس سے یہ ظاہر ہوا کہ اہل بیتؑ کی ولایت شہادت توحید کی شروط میں سے ہے تو ان کی ولایت کی شہادت دی جائے کیونکہ اللہ لوگوں کی شہادت قبول ہی آئمہ معصومینؑ (کی شہادت) کے سبب سے کرتا ہے"۔

حوالہ: رسالہ القوانین الشرعیہ از سید محمد علی طباطبائی جلد اوّل صفحہ 325 حکم 303 مطبوعہ بیروت 1416ھ مطابق 1995ء

توضیح:

ان کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہادتِ ثالثہ نیز آئمہؑ کی شہادت تشہد نماز کے ساتھ ساتھ باقی عبادات میں بھی واجب ہے۔

17۔آیت اللہ السید عباس قمر بنی ہاشم:

وہ یوں رقمطراز ہیں: "شہادت ثالثہ امام صادقؑ کی نظر میں:۔احتجاج میں ہے کہ امام صادقؑ نے فرمایا جب کوئی کہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے محمدؐ اللہ کے رسول ہیں تو وہ فوراً کہے علی مومنوں کے امیر اللہ کے ولی ہیں...... بنابرایں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس بنیاد پر آئمہؑ کے نام نماز میں لینے میں کوئی اشکال نہیں ہے بلکہ مستحب ہے اور اذان واقامت میں ان شرائط کے ساتھ کہ تقیہ ختم ہو گیا ہے ولایت کی گواہی دینا واجب ہے نماز کے تشہد میں بھی واجب ہے کہ انسان امیرالمومنینؑ کی ولایت کی گواہی دے جو کہ فریضۂ الٰہی ہے"۔

حوالہ: شناخت امیرالمومنین از سید عباس قمر بنی ہاشم صفحہ 101 طبع تہران چاپ دوم 1382ھ

توضیح:

جیسا کہ اس سے پہلے بیان ہوا کہ شہادت ثالثہ واجب ہے سید عباس قمر بنی ہاشم نے بھی اسی بات کو بیان فرمایا ہے۔

18۔صدر المحققین آیت اللہ فی العالمین ناصر الملت السید ناصر حسین صاحب لکھنوی 1361ھ

وہ لکھتے ہیں: "اور جب درست بیٹھ لے تو اس طرح تشہد پڑھے: اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ یعنی گواہی دیتا ہوں میں اس بات کی کہ نہیں ہے کوئی معبود سوا اس خدا کے کہ جامع سب کمالوں کا اور مستحق سب عبادتوں کا ہے ایسے حال میں کہ یکتا اور فرد ہے خدائی میں اور استحقاق عبادت میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ یعنی گواہی دیتا ہوں میں اس بات کی کہ محمدؐ بندے ہیں اس کے اور پیغمبر اس کے ہیں اور بہتر یہ ہے کہ بعد رسولہ کے یہ کہے:

ارسله بالحق بشیراً و نذیرا بین یدی السّاعة اشهد انّ ربّی نعم الرّبّ و انّ محمداً نعم الرّسول و انّ علیا نعم الوصّی و انّ الائمة من وَلدِہٖ نعم الائمة و انّ السّاعة آتیة لاّ ریب فیها و انّ الله یبعث من فی القبور الحمد لله الّذی هدانا لهٰذا وما کنّا لنهتدی لولا ان هدانا الله... اللهم صل علی محمد و آل محمّدٍ

حوالہ: تحفہ احمدیہ از سید ناصر حسین صاحب جلد اوّل صفحہ 154 مطبوعہ لکھنؤ

توضیح:

قبلہ سید ناصر حسین صاحب چوٹی کے علماء میں شامل ہیں ان کو شمس العلما کا خطاب دیا گیا ہے۔ انہوں نے ایک اور کتاب تالیف فرمائی جو علمائے کرام میں بہت معروف ہے جو کہ "عبقات الانوار" کے نام سے موسوم ہے۔

19۔ آیت اللہ العظمیٰ مرجع عالی قدر شیعہ حضرت آقای حاج شیخ محمد فاضل لنکرانی:

وہ ایک سوال کا جواب دیتے ہیں ملاحظہ فرمایئے:

سوال 288: تعریف بدعت چیست؟ ونیز شهادت ثالثه دراذان چه حکمی دارد؟

ترجمہ: بدعت کی تعریف کیا ہے نیز شہادت ثالثہ کا اذان میں کیا حکم ہے

جواب: بدعت یعنی اینکه چیزی را که جزء دین نیست به عنوان یک امر دینی وارد دین کردن و به آن عمل کردن ولی شهادت ثالثه دراذان و اقامه یک امه مستحب است البته به عنوان ذکر مطلق۔ چون این شاهدت به قول مرحوم مجلسی (ره) در بحار از اشرف اذکار است و ذکر گفتن در بین اذان یا اقامه یا نماز مانعی ندارد و این مسئله ربطی به بدعت ندارد۔

ترجمہ: بدعت سے مراد وہ چیز جو کہ دین کا جز نہیں ہے اس کو ایک دینی امر کے عنوان سے دین میں داخل کرنا ہے لیکن شہادت ثالثہ اذان و اقامت میں ایک امر مستحب ہے البتہ ذکر مطلق کے عنوان سے۔ اس لیے کہ شہادت (ثالثہ) بقول مرحوم مجلسیؒ سب اذکار سے بلند ذکر ہے اور ذکر اذن یا اقامت یا نماز میں کہنے سے کوئی مانع نہیں ہے اور اس مسئلہ (شہادت ثالثہ) کا بدعت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

سوال: 289: شہادت بہ ولایت امیر مومنان علیؑ دراذان واقامہ بہ چہ قصدی گفتہ می شود؟ وآیا صحیح است درتشہد بعد از شہادت بہ نبوت، شہادت بہ ولایت نیز گفتہ شود؟

ترجمہ: شہادت ولایت امیر المومنین علیؑ اذان واقامت میں قصداً پڑھنے کا ہمیں بیان فرمائیں اور کیا تشہد میں شہادت نبوت کے بعد شہادت ولایت دینا صحیح ہے؟

جواب:

یہاں انہوں نے بہت زیادہ حدیثیں اور علمائے کرام کے بیان نقل کرنے کے بعد نتیجہ دیا ہے......

نتیجہ گیری: ''از آنچہ نقل شد استفادہ می شود کہ شہادت بہ ولایت ذکر ودعا وعبادت است وھما نطور کہ درمسئلہ 9 مبطلات نماز در عروۃ الوثقیٰ فرمودہ است ذکر ودعا درتمام حالات نماز بی اشکال است بنابرایں شہادت بہ ولایت بہ قصد ذکر مطلق درتشہد نماز وبغیرہ اشکال ندارد وضرر بہ نماز نمی رسائد''

ترجمہ: ''جو کچھ اب تک نقل ہو چکا ہے اس سے استفادہ ہوتا ہے کہ ولایت علیؑ کی گواہی ذکر، دعا اور عبادت ہے جیسا کہ مسئلہ نمبر 9 مبطلات نماز عروۃ الوثقیٰ میں کہا گیا ہے کہ ذکر اور دعا (کا پڑھنا) نماز کے تمام حالات میں بے اشکال ہے اس بنا پر حضرت علیؑ کی ولایت کی گواہی ذکر مطلق کے قصد سے نماز کے تشہد وغیرہ میں اشکال نہیں رکھتی اور (یہ گواہی) نماز کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتی''۔

حوالہ: جامع المسائل (استفتاءت) از فاضل لنکرانی جلد دوم صفحہ 97 تا 101 مطبوعہ تابستان نوبت چہارم 1329ھ

20 آیت اللہ العظمیٰ السید محمد علی علوی گرگانی:

وہ لکھتے ہیں:

''مستحب نمازوں میں اگر ورود کا قصد نہ ہو تو اس (شہادت ثالثہ) کے پڑھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے''۔

حوالہ: اجوبۃ المسائل یا پاسخ بہ جدید ترین استفتاآت صفحہ 18 مطبوعہ قم المقدسہ

توضیح:

ان کا یہی فتویٰ تحریری صورت میں بھی موجود ہے لیکن ہمیں اس فتوے کی سمجھ نہیں آسکی کہ آخر مستحب کی قید لگانے کی ضرورت ان کو کیوں پیش آئی؟ اگر انکے نزدیک واجبی نمازوں میں شہادت ثالثہ باعث مبطل ہے تو آپ آئمہ کا تشہد بھی اور

بہت سے مجتہدین کے فتوے بھی ملاحظہ فرما چکے ہیں ان کا کیا ہوگا؟ اور ابھی ہم اور بھی نقل کریں گے۔ کیا انہوں نے ان کتب کا کبھی مطالعہ نہیں کیا؟ کیا ان کے نزدیک یہ سب علماء غلط تھے؟ اور اگر ان کے نزدیک واجبی نمازوں میں بھی شہادت ثالثہ جائز ہے تو فتویٰ مشروط کیوں دیا؟ ان سوالات کے جوابات ہم آپ کے سپرد کرتے ہیں۔

21۔ فقیہ اہل بیت آیت اللہ العظمیٰ محمد علی گرامی:

وہ لکھتے ہیں:

"شیعہ کے بعض گروہ میں شہادت ثالثہ رائج ہے یعنی نماز کے تشہد میں بھی دونوں شہادتوں کے بعد پڑھتے ہیں: واشھد ان علیاً ولی اللہ۔ اگرچہ احتمال یہ ہے کہ کوئی اشکال نہیں ہے لیکن احتیاط لازم کی بنا پر اگر کہنا چاہے تو دعا کی صورت میں کہے مثلاً: اللّٰھمّ صلّ علی ولیّک علیٍّ امیر المومنین۔

حوالہ: توضیح المسائل (اردو) مطابق با فتوائے محمد علی گرامی صفحہ 246 مسئلہ 1137 مترجم سید نسیم رضا۔ ایڈیشن 1429ھ مطابق 2008ء

22۔ الشیخ آیۃ اللہ العظمیٰ محمد تقی بھجت:

وہ لکھتے ہیں:

لا یبعد ثبوت الاستحباب الخاص للاقرار بالولایة لأمیر المومنین (علیه السلام) و کونه جزاء مستحبا فی الآذان المستحب. اذا أتی بأحدی العبارات المختلفة المرویة فی "النهایه" و "الفقیة" و "الاحتجاج" من "ان علیا ولی الله" أو "علی امیر المومنین" أو "اشهد أن علیا ولی الله" لکن برجاء المطلوبیه. أما القرار المطلق بالولایة فی کل موضع حتیٰ غیر الاذان فهو حسن و مستحب فلا یحتاج الی دلیل خاص ولیس له عبارة خاصة أیضا. وأکمل عبارة یؤتی بها هی المتضمنة للاقرار بخلافة أو وصایة أمیرا المومنین (علیه السلام) والآئمة الطاهرین (علیهم السلام)

ترجمہ: "امیر المومنینؑ کی ولایت کا اقرار مستحب خاص کے ثبوت سے بعید نہیں ہے اور یہ اذان میں مستحب جزو ہے کیونکہ اس سلسلے میں مختلف عبارات النہایہ، الفقیہ اور احتجاج میں مروی ہیں جیسے

انّ علیا ولی اللہ یا علیاً امیر المومنین یا اشھد انّ علیًا ولی اللہ لیکن برجاء مطلوبیت (کہنا چاہیے)۔ اور رہا ولایت کا اقرار تو یہ مطلق ہے اور اذان کے علاوہ بھی ہر موقع پر بہترین اور مستحب ہے پس یہ کسی خاص دلیل اور خاص عبارت کا محتاج نہیں ہے اور عبارت مکمل ہی تب ہوتی ہے جب امیر المومنینؑ اور آئمہ طاہرینؑ کی خلافت اور ولایت کا اقرار کیا جائے"۔

حوالہ: توضیح المسائل (عربی) از محمد تقی بھجت صفحہ 178 مسئلہ 768 مطبوعہ بیروت

توضیح:

انہوں نے شہادت ثالثہ اور آئمہؑ کی ولایت کے اقرار کو ہر عبادت میں احسن اور مستحب قرار دیا ہے لہٰذا نماز میں بھی احسن اور مستحب ٹھہرا سو مستحب کو چھوڑنا انصاف نہیں ہے جیسا کہ وضو میں ہے کہ کوئی مستحب نہیں چھوڑا جاتا اسی طرح نماز کے مستحبات کو بھی بھولنا نہیں چاہیے۔

23۔ فقیہ اہلبیتؑ آیت اللہ العظمیٰ مبشر کاشانی:

وہ لکھتے ہیں:

"تشہد میں ابو بصیر کی روایت جسے مرحوم مجلسی اول (قدس سرہ) نے کتاب فقہ الامامیہ (فقہ کامل) میں نقل فرمایا ہے عمل کریں اور یوں کہیں:

بسم اللہ و باللہ والحمد للہ و خیر الاسماء کلّھا للہ اشھد ان لاّ الہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ و اشھد انّ محمداً عبدہ ورسولہ ارسلہ بالحقّ بشیراً و نذیراً بین یدی السّاعۃ و اشھد انّ ربّی نعم الرّب و انّ محمّدا نعم الرسول و انّ علیاً نعم الوصّی و نعم الامام اللّھمّ صلّ علی محمد و آل محمد و تقبّل شفاعتہ و ارفع درجتہ الحمد للہ ربّ العالمین

حوالہ: رسالہ توضیح المسائل (عربی) از مبشر کاشانی صفحہ 197 مسئلہ 949

24۔ اعلم العلماء والمجتہدین رئیس الملت والدّین آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے حاج سید محمد حسینی شیرازی:

وہ ایک سوال کا جواب دیتے ہیں:

سوال: آیا تشہد میں شہادت ثالثہ کا پڑھنا جائز ہے اور اگر جائز ہے تو پھر کیا اس کے لیے کوئی خاص لفظ ہے؟

جواب: شہادت ثالثہ کے پڑھنے میں کسی قسم کا کوئی اشکال نہیں ہے اور اس کی ادائیگی کے لیے کوئی خاص لفظ نہیں ہے۔

حوالہ: توضیح المسائل مطابق فتاویٰ سید محمد شیرازی صفحہ آخر مطبوعہ ادارہ منہاج الصالحین لاہور

25: المرجع الدینی آیۃ اللہ العظمیٰ السید صادق الحسینی الشیرازی:

وہ لکھتے ہیں: ''وہ تشہد اور سلام جسے صاحب جامع احادیث الشیعہ نے مصباح المتجد سے نقل کیا ہے اور جس میں محمدؐ اور آل محمدؐ پر درود کے بعد یہ جملہ آتا ہے کہ ''ان علیاً نعم الولی'' تو یہ تشہد جائز ہے اور اس میں السلام علینا کے بعد جملہ ''السلام علی الائمۃ الھادین المھدیین'' آتا ہے تو یہ سلام بھی جائز ہے تو اس تشہد اور سلام کا اگر خلاصہ کریں تو یوں ہوگا:

اشھد ان لاّ الہ الاّ اللہ وحدہ لا شریك لہ و اشھد انّ محمداً عبدہٗ و رسولہ و انّ علیاً نعم الولّی اللھم صلّ علی محمدٍ و آل محمد. السلام علیك ایھا النّبی و رحمۃ اللہ وبر کاتہ السلام علی الأئمۃ الھادین المھدیین السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین السّلام علیکم و رحمۃ اللہ وبر کاتہ

حوالہ: احکام الشباب از سید صادق شیرازی صفحہ 98 اور 99

توضیح:

سید صادق شیرازی صاحب کی یہ کتاب بہت جلد اردو ترجمہ بھی مارکیٹ میں دستیاب ہوگی اس کی پروف ریڈنگ کرنے کا شرف مجھے ہی حاصل ہوا ہے جبکہ میرے پاس عربی میں موجود ہے۔ اگر ہمارے علمائے کرام کو درسی مصروفیات سے فرصت مل جائے تو ضرور مطالعہ فرمائیں۔ نیز جامع احادیث الشیعہ سید بروجردی اور مصباح المتجد شیخ طوسی سے تشہد ہم پہلے نقل کر چکے ہیں۔

26۔ محقق اہل بیتؑ العالم الربانی العلامہ السید مظہر علی شیرازی:

وہ لکھتے ہیں:

والاولی ان یذ کر بعد الشھادۃ بولایۃ علی امیر المومنین علیہ السلام الشھادۃ للأئمۃ الطاھرین علیھم السلام ایضاً فیقول انّ علیاً امیر المومنین و اولادہ

المعصومین حجج اللہ علی خلقۂ۔

ترجمہ: ''سب سے بہتر ہے کہ تشہد میں ولایت امیر المومنینؑ کی شہادت کے بعد آئمہ طاہرینؑ کی شہادت بھی دیجائے ور کہا جائے:

اَنّ عَلِیّاً اَمِیْرَ الْمُؤمِنِیْنَ وَ اَوْلَادَہُ الْمَعْصُوْمِیْنَ حُجَجُ اللہِ عَلٰی خَلْقِہٖ۔

حوالہ: الشہادۃ الثالثۃ از سید مظہر علی شیرازی صفحہ 38

27۔ آیۃ اللہ العظمٰی استاذ الفقہاء والمجتہدین السید ابوالقاسم الموسوی الخوئی:

وہ ایک سوال کا جواب دیتے ہیں:

سوال: من یذکر فی کل تشہد فی الصلوۃ بعد الشہادۃ بالوحدانیۃ والرسالۃ الشہادۃ لعلی علیہ السلام بالولایۃ. ھل یحکم ببطلان صلاتہ لو کان ذلک منہ جھلا بالحکم و اعتقادا بلزومھا او استحبابھا امر تصیح تلک الصلاۃ؟

ترجمہ: ''جو شخص نماز کے ہر تشہد میں توحید و رسالت کی گواہی کے بعد حضرت علیؑ کی ولایت کی گواہی دیتا ہے کیا اس کی نماز باطل ہونے کا حکم لگایا جائے گا؟ اگر وہ (ذکر ولایت) اس سے حکم سے ناواقفی کی وجہ سے ہو اور ذکر ولایت کے (تشہد میں) واجب ہونے کے اعتقاد کے سبب ہو یا ذکر ولایت کے (تشہد میں) مستحب ہونے کے عقیدے کی بنا پر ہو اس صورت میں ذکر ولایت والی نماز باطل ہوگی یا وہ نماز صحیح ہوگی؟

جواب: ''اذا کان معتقدا بصحۃ الصلاۃ معھا صحت ولا اعادۃ علیہ فیھا''۔

ترجمہ: ''جب کسی کا اعتقاد یہ ہو کہ اس (ذکر ولایت) کے ساتھ نماز صحیح ہے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اس پر نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب نہیں ہے''۔

حوالہ: صراط النجاۃ فی اجوبۃ الاستفتاءات از سید الخوئی مع تعلقیات آیت اللہ العظمٰی المیرزا الشیخ جواد التبریزی جلد دوم صفحہ 81 سوال 240 مطبوعہ مہر۔

خوئی صاحب کا ایک اور فتویٰ:

وہ فرماتے ہیں:

واکمال الشهادتین بالشهادة لعلی (ع) بالولایة وامرة المؤمنین فی الاذان وغیره

ترجمہ: ''حضرت علیؑ کی ولایت اورامارت کی گواہی اذان وغیرہ میں دونوں شہادتوں (توحیدورسالت) کی تکمیل ہے''۔

حوالہ: منہاج الصالحین از سید خوئی جلد اوّل صفحہ 150 مطبوعہ مہر قم 1410ھ

''اذان وغیرہ'' کی وضاحت:

سید خوئی صاحب نے اذان وغیرہ کہہ کر واضح فرمایا ہے کہ صرف اذان نہیں بلکہ اذان کے علاوہ بھی جس جگہ شہادتین آئیں گی ان کی تکمیل شہادت ثالثہ سے ہوگی۔ اسی لیے انہوں نے لفظ ''اذان وغیرہ'' استعمال فرمایا ہے۔ پس شہادتین کلمہ شہادت، اذان واقامت، نماز اور کلمہ وغیرہ میں آتی ہیں تو ان کی تکمیل شہادتِ ولایت سے ہوتی ہے لہٰذا شہادت ثالثہ کوکسی بھی جگہ ترک نہیں کیا جاسکتا ہے۔

نوٹ:

یہی فتویٰ درج ذیل علماء ومجتہدین نے بھی دیا ہے:

1۔ آیت اللہ مشکور النجفی در کفایۃ الطالبین صفحہ 87

2۔ آیت اللہ محمد تقی شیرازی در رسالۃ العملیۃ صفحہ 60

3۔ آیت اللہ سید محسن الحکیم در منہاج الصالحین جلد اوّل صفحہ 208

4۔ آیت اللہ سید محمد حسینی روحانی در منہاج الصالحین جلد اوّل صفحہ 163

5۔ آیت اللہ محمد الصدر در الصراط القویم صفحہ 65 مسئلہ 168

6۔ آیت اللہ محمد حسن النجفی در سر الایمان صفحہ 43

7۔ آیت اللہ محمد حسین النائینی در سر الایمان صفحہ 52 رقم 52

28۔ مرجع عالی قدر حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ حاج شیخ حسین نوری ہمدانی:

وہ سوال کا یوں جواب دیتے ہیں:

سوال: در تشہد نماز اگر شہادۃ ثالثہ (اشہد ان علیا ولی اللہ) بہ قصد قربت خواندہ شود جایز است یا خیر؟

ترجمہ: نماز کے تشہد میں اگر شہادت ثالثہ (اشہد ان علیاً ولی اللہ) قصد قربت سے پڑھا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ''بہ قصد ورود نباشد اشکال ندارد''

ترجمہ: ''درود کا قصد نہ ہو تو کوئی اشکال نہیں ہے''۔

حوالہ: ہزار و یک مسئلہ (مجموعہ استفتاءات) از نوری ہمدانی صفحہ 37 مطبوعہ تبلیغات اسلامی حوزہ علمیہ قم 1383ھ

29۔ استاد المحققین رئیس المفسرین فقیہ اہل بیتؑ حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ یعسوب الدین رستگار:

وہ لکھتے ہیں:

''جائز است پس از شہادتین بگوید واشہد ان امیر المومنین علیًا و اولادہ المعصومین حجج اللہ صلوات اللہ علیہم اجمعین''۔

ترجمہ: ''جائز ہے کہ شہادتین کے بعد کہا جائے و اشہد ان امیر المومنین علیاً و اولادہ المعصومین حجج اللہ صلوات اللہ علیہم اجمعین''۔

حوالہ: توضیح المسائل از یعسوب الدین رستگار جلد اوّل صفحہ 314 مسئلہ 1557

30۔ علم الاعلام حجۃ الاسلام آیت اللہ اقای حاج میرزا جواد ملکی تبریزی:

وہ لکھتے ہیں:

هذا ولا تقنع فی تشهدك بقدر الواجب تبعاً للمتعارف واعمل فیه لا محالة بعض فقرات التشهد الكبیر و كذا التدع فی سلامك التسلیم علی الائمة بما وردو علی الانبیاء و الملائكة فان تبعیة السلف صار داء عضالا لا ینجو منها الا الا وحدی و اتسع مجراها حتی فی العبادات و القربات مثلاً اری الشیعة مولعین لذكر الشهادة بالولایة فی اذانهم مع اعتقاد هم انه لم یرد به روایة و ان كان هذا الاعتقاد باطلا و یتر كون السلام علی الائمة فی صلواتهم مع اعتقادهم باستحبابه و هل هذا الا من جهة التعارف وعدمه

ترجمہ: ''اپنے تشہد میں متعارف روایت ۔کے مطابق صرف واجب تشہد پر اکتفاء نہ کرو بلکہ لامحالہ طور پر اس میں تشہد کبیر کے جملے شامل کرو اسی طرح اپنے سلام میں آئمہ طاہرینؑ پر سلام، انبیاء اور ملائکہ پر سلام بھیجنا ترک نہ کرو ہمارے ہاں اتباع سلف کی لاعلاج بیماری ہے سب ایک ہی لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں اور اس لکیر کی فقیری سے کوئی ایک بھی نہیں بچا۔ اس لکیر کی فقیری کا دائرہ عبادات قربات میں بھی پھیل چکا ہے میں دیکھتا ہوں کہ لوگ اذان میں شہادت ولایت کے بڑے فریفتہ ہیں مگر اپنی نمازوں میں آئمہ طاہرین پر سلام بھیجنا بھی پسند نہیں کرتے چاہے استحباب کا اعتقاد رکھتے (پڑھیں تو سہی)۔

حوالہ: اسرار الصلوٰۃ از میرزا جواد تبریزی صفحہ 277

31۔ خادم علوم الائمۃ المعصومین ومُروج معارفھم احقیقیۃ الحسنین الحسینی:

انھوں نے شہادت ثالثہ پر بہت سے دلائل و براہان نقل کیے ہیں ان میں امام صادقؑ اور امام رضاؑ کا تشہد بھی نقل فرمایا اور استدلال کیا۔

حوالہ: الصراط المستقیم از حسین الحسینی صفحہ 94 مطبوعہ قم المقدسہ

32۔ المحقق آیۃ اللہ الشیخ محمد السند:

انھوں نے بھی بہت سی کتب سے تشہد نقل کیے جن فقہ الرضاؑ، المراسم العلویہ، حدائق الناضرہ وغیرہ اور پھر ان سے استدلال کیا۔

حوالہ: الشہادۃ الثالثۃ از شیخ محمد السند صفحہ 68 مطبوعہ قم المقدسہ

33۔ حجۃ الاسلام الشیخ عبدالحلیم الغزی:

وہ لکھتے ہیں:

بعد كلّ هذه البيانات والتوضيحات: انّ الشهادة الثالثة المقدسة، كمال الاذان و الاقامة والصلاة... لأنّ ولايته عليه افضل الصلاة والسّلام حقيقة الاسلام والدّين والايمان والهداية لحقّة و كمال النبوة الواقعي و تمامها

ترجمہ: سارے بیانات اور توضیحات کے بعد (واضح ہوا کہ) بے شک شہادت ثالثہ المقدسہ اذان اقامت اور نماز کی تکمیل ہے یہ کہ ان (حضرت علیؑ) کی ولایت اسلام اور دین اور ایمان کی حقیقت ہے اور حق کی ہدایت ہے اور واقعی نبوت کا کمال اور اس کا اختتام ہے"۔

حوالہ: الشہادۃ الثالثہ عبدالحلیم الغزی صفحہ 576 مطبوعہ قم

توضیح:

شیخ عبدالحلیم الغزی نے پوری کتاب میں شہادت ثالثہ پر ثبوت دیئے ہیں اور احادیث اور علمائے کرام کے بیانات جمع فرمائے ہیں اسی کتاب کے صفحہ 135 پر انہوں نے القطرہ سے امام جعفر صادق علیہ السلام کا تشہد نقل فرمایا ہے جو کہ ہم پہلے نقل کر چکے ہیں۔ میری گزارش ہے کہ اس کتاب کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

34۔ عارف ربانی الشیخ حسن علی اصفہانی:

وہ فرماتے ہیں:

"نماز میں "اشھد انّ علیًا ولی اللہ" پڑھنا نماز کے کمال کا موجب ہے"۔

حوالہ: نشان از بی نشانہا از حسن علی اصفہانی جلد دوم صفحہ 212 چھاپ پانزدہم

35۔ رہبر انقلاب اسلامی ایران مرجع عظیم آقائے السید روح اللہ الخمینی:

وہ لکھتے ہیں کہ: "عرش کی بلندیوں سے زمینوں کی تہوں تک تمام موجودات پر ان کلمات (یعنی لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علیًا امیر المومنین) کو لکھنے کا عرفانی نکتہ یہ ہے کہ خلافت وولایت کی حقیقت الوہیت کا ظہور ہے اور الوہیت اصل وجود وکمال وجود ہے اور جس موجود کو بھی وجود کا کوئی حصّہ ملا ہے وہ حقیقت الوہیت اور ظہور الوہیت ہی سے ملا ہے جو خلافت وولایت کی حقیقت ہے اور یہ لطف الٰہی عوام غیب سے منتہائے عالم شہادت تک کائنات کے اس سرے سے اس سرے تک سب کی پیشانی پر (مہر کی طرح) ثبت ہے اور یہ لطف الٰہی وجود منبسط کی حقیقت نفس الرحمن اور مقصد تخلیق کا حق ہے۔ جو بعینہٖ خلافت ختمیہ اور ولایت مطلقہ علویہ ہے اسی وجہ سے شیخ عارف شاہ آبادی فرماتے تھے کہ ولایت کی شہادت رسالت کی گواہی کے ساتھ ضروری ہے کیونکہ ولایت ہی رسالت کا باطن ہے۔ راقم الحروف (یعنی خمینی) کہتا ہے کہ اللہ کی توحید والوہیت کے لیے دو گواہیاں ضروری ہیں اور شہادتِ رسالت کے لیے بھی دو مزید گواہیاں ضروری ہیں اور شہادت ولایت کے

لیے بھی دو مزید گواہیاں ضروری ہیں"۔

حوالہ: پرواز در ملکوت جلد دوم صفحہ 50

آدابِ نماز (مترجم) صفحہ 205 طبع دار الثقافۃ الاسلامیہ پاکستان

توضیح:

1۔ شہادت توحید کے لیے مزید دو گواہیاں

الف۔ اشهد ان محمد الرسول الله

ب۔ اشهد ان علیاً ولی الله

2۔ شہادت رسالت کے لیے دو مزید گواہیاں

الف۔ اشهد ان لا اله الا الله

ب۔ اشهد ان علیاً ولی الله

3۔ شہادت ولایت کے لیے دو مزید گواہیاں

الف۔ اشهد ان لا اله الا الله

ب۔ اشهد ان محمد الرسول الله

نوٹ: شیخ عارف شاہ آبادی آقا خمینی کے اساتذہ میں شامل ہیں۔

ایک اور بیان:

آقا خمینی فرماتے ہیں: "شیخ عارف کامل کہ جن پر میری روح فدا ہو فرماتے تھے کہ شہادت ولایت ولی اللہ دراصل شہادت رسالت ہی کے ضمن میں آجاتی ہے کیونکہ ولایت باطن رسالت ہے ولی اللہ کا نماز کا مصاحب ہونا ضروری ہے اور حدیث میں موجود ہے کہ علیؑ ہی سے نماز قائم ہوئی نیز یہ بھی حدیث میں ہے کہ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ میں ہی مومنین کی نماز ہوں اور میں ہی ان کا روزہ ہوں"۔

حوالہ: سر الصلوٰۃ از آقا خمینی صفحہ 68

توضیح:

رہبر انقلاب اسلامی کا نعرہ لگانے والوں کو اپنے رہنما کی باتوں کو بھی سننا چاہیے اور ان پر عمل کرنا چاہیے وہ جزو کی

تکرار سے آگے نکل گئے ہیں اور ولایت کو کل نماز قرار دے رہے ہیں پس صاحب فتویٰ غور کریں کہ آپ تو ''جزو'' بننے سے منع فرمارہے ہیں جبکہ خمینی صاحب نے ''کل'' کا حکم لگایا ہے۔

36-استاذ الفقہ آیت اللہ غلام الرضا الباقری النجفی:

آپ لکھتے ہیں کہ: ''مقام غدیر خم پر حضورؐ نے فرمایا اے لوگو تم کون سی گواہی دیتے ہو انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ خدا وحدہٗ لاشریک ہے حضورؐ فرماتے ہیں اس کے بعد کون سی گواہی دیتے ہو لوگوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ محمدؐ اللہ کے عبد اور رسول ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا تمہارا ولی اور حاکم کون ہے لوگوں نے کہا ہمارا حاکم اور مولا اللہ اور اس کا رسولؐ ہے۔ رسولؐ اللہ نے حضرت علیؑ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا جس کا خدا اور رسولؐ مولا ہے یہ علی امیر المومنینؑ آج سے اس کے مولا ہیں فرمایا کہ جب بھی تم شہادتِ توحید دو گے یا شہادت نبوت دو گے تو ولایت کی شہادت دینا تمہارے لیے واجب ہوگا کیونکہ میں اللہ کا رسول اس خدا کے حکم سے اس شہادت کو واجب کر رہا ہوں تم تصدیق کرو اور ایمان لاؤ لہٰذا ولایت کی گواہی دینا دو شہادتوں کے بعد لازم اور واجب ہے''۔

حوالہ: انوار الہدایہ فی الامامۃ والولایۃ صفحہ 344

37-سرکار آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای:

آپ لکھتے ہیں کہ: (یہاں ان کے بیان کا مفہوم نقل کیا جارہا ہے)

''تشہد قرآن کی اس آیت کے مطابق ادا کی جاتی ہے کہ ''یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم''۔

حوالہ: نماز کی گہرائیاں از آقائی خامنہ ای صفحہ 98 مترجم سید آغا جعفر نقوی کراچی۔

توضیح:

اس آیت کے مطابق تشہد اس طرح ہوگی۔

1۔ اطیعو اللہ... اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ

2۔ واطیعو الرسول... و اشھد انّ محمداً عبدہ ورسولہ

3۔ و اولی الامر منکم... و اشھد ان علیا امیر المومنین ولی اللہ۔

اگر شہادتین تک پڑھیں گے تو یہ شہادت ثالثہ کا انکار نہیں بلکہ آیت قرآنی کا انکار ہوگا اور ثابت ہوگا کہ نمازی قرآن کے مطابق نماز نہیں پڑھ رہا۔ نیز خامنہ ای صاحب کے اس بیان سے تمام صاحب فتاویٰ کے فتوے جو شہادت ثالثہ کے خلاف ہیں قرآن کے خلاف ثابت ہوئے ہیں۔

ے سوراخ تو چھت میں ہوئے تالے ہیں دروں میں

مولوی ڈھکو کا دعویٰ:

آج کے خودساختہ پاکستانی مجتہد نے ایک دعویٰ کیا ہے ملاحظہ فرمائیں!

''ہم بانگ دہل اعلان کرتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ پنجتن پاکؑ، بارہ امام اور چہاردہ معصومینؑ میں سے کسی ایک بزرگوار کا نماز میں خود شہادت ثالثہ کا پڑھنا یا کسی شخص کو اس کے پڑھنے کا حکم دینا ہماری کسی مستند کتاب اور ہماری کسی معتبر روایت میں مذکور نہیں ہے اور اگر کوئی مائی کا لال کوئی ایک مستند حوالہ باہم پہنچائے تو ہم جہاں شکریہ کے ساتھ اسے قبول کریں گے وہاں اسے منہ مانگا انعام بھی پیش کریں گے''۔ (دیکھیے اصلاح الرسوم صفحہ ۱۰۳)

جواب:

اب جبکہ ہم موصوف کا دعویٰ پورا کر چکے تو ہم حق رکھتے ہیں کہ منہ مانگا انعام حاصل کریں اور وہ صرف یہ ہے کہ موصوف خود نماز میں بھی شہادت ثالثہ کو ادا کرے، اس کے خلاف فتویٰ دینے پر معافی مانگے نیز ائمہ معصومینؑ کے خلاف بھونکنا بند کرے۔

☆☆☆

نماز کے چند مقامات کا بیان جہاں ولایت کا ذکر

1۔ دعائے توجہ میں شہادتِ ثالثہ کا ذکر:

ہر نماز میں دعائے توجہ کا پڑھنا سنت ہے اور نماز کی ابتداء میں ایک تکبیر واجب ہے اور سات افضل ہیں تکبیرۃ الاحرام کے بعد معصومینؑ نے ایک دعا تعلیم فرمائی ہے جسے دعائے توجہ کہتے ہیں اور وہ یوں ہے:

وجهت وجهي للذي فطر السموت والارض على ملة ابراهيم و دين محمد و ولاية امير المومنين وما انا من المشركين قل ان صلاتي و نسكي و محياي و مماتي لله رب العالمين لا شريك له و بذلك امرت و انا من المسلمين

حوالہ:

1۔ من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 202 حدیث 916
2۔ الاقتصاد شیخ طوسی صفحہ 260 طبع منشورات جامع چہلستون
3۔ النہایہ شیخ طوسی جلد اوّل صفحہ 296
4۔ المقنعہ شیخ مفید صفحہ 103 طبع جماعۃ المدرسین قم المقدسہ
5۔ المقنع شیخ صدوق صفحہ 93 طبع موسسۃ الامام المہدی قم المقدسہ
6۔ المہذب از قاضی ابن براج جلد اوّل صفحہ 92 طبع جماعۃ المدرسین قم
7۔ غنیۃ النزوع از ابن زہرہ حلبی صفحہ 830 طبع موسسۃ الامام الصادق قم
8۔ المراسم العلویہ از فقیہ سلار صفحہ 71 طبع امیر قم
9۔ مصباح المتجد شیخ طوسی صفحہ 44 طبع موسسۃ الاعلمی بیروت
10۔ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 121 باب 08 حدیث 03
11۔ الشہادۃ الثالثہ از شیخ محمد السند صفحہ 109

حلبی نے دعائے توجہ کو یوں نقل کیا ہے:

انھوں نے کافی میں تحریر فرمایا ہے کہ: دعائے توجہ یوں پڑھیں، تکبیرۃ الاحرام کے بعد دونوں ہاتھ چہرے کے سامنے پھیلائیں اور پڑھیں:

اللھمّ انّی اتوجه الیك واتقرب الیك بمن او حببت حقهم علیٰ ادم و محمد و من بینهما من النبیین والاوصیاء والحجج والشهداء والصالحین و آل محمد المصطفیٰ. علیاً و الحسن و الحسین و علی ابن الحسین و محمد بن علی و جعفر بن محمد و موسیٰ بن جعفر و علی بن موسیٰ و محمد بن علی و علی بن محمد و الحسن بن علی والحجت بن الحسن اللهمّ فصل علیهم اجمعین و اجعلنی بهم و جیها فی الدنیا والآخرة و من المقربین اللهم اجعل صلاتی بهم مقبولة و عملی بهم مبروراً ذنبی بهم مغفوراً عیبی بهم مستوراً و دعائی بهم مستجاباً امننت اللهم علی بمعرفتهم فاختم لی بطاعتهم و ولایتهم و احشرنی علیها و جازنی علی ذلك الفوز بالجنه والنجاة من النّار برحمتك یا ارحم الراحمین ... پھر تین تکبیریں کہو...... پھر دو تکبیریں کہو اور دعا کرو پھر تکبیر کہو اور نماز کی نیت کرو اور تکبیر کہو اور پڑھو: وجهت وجهی للّذی فطر السمٰوٰت والارض حنیفاً علی ملّة ابراهیم و دین محمد و ولایة امیر المومنین والائمة من ذریتهم الطاهرین

حوالہ: الکافی فی الفقہ صفحہ 121 طبع مکتبہ الامام امیر المومنینؑ؛ الشہادۃ الثالثۃ از شیخ محمد السند صفحہ 108

نوٹ: دعائے توجہ کو پڑھنا بہت ہی افضل ہے یہ بہت سی کتب میں مروی ہے اس سے پہلے بھی ہم اس کو نقل کر چکے ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کہ شہادت ثالثہ سے نماز باطل ہو جاتی ہے لغو ہے شہادتِ ثالثہ نماز کا حصّہ ہے چاہے کسی بھی طرح سے ہو جیسا کہ آپ نے دعائے توجہ میں دیکھا اور آئندہ بھی ہم نقل کر رہے ہیں:

2۔ قبلہ رخ اور ولایت:

امام رضا علیہ السلام نے خدا کے قول کہ تم جدھر منہ کرو گے ادھر ہی خدا کا چہرا ہے (البقرا۔ 115) کے متعلق فرمایا کہ اس آیت میں خدا کے چہرے سے مراد امیر المومنینؑ ہیں۔

حوالہ: تفسیر نور الثقلین جلد اول صفحہ 233 حدیث 224؛ مناقب ابن شہر آشوب

توضیح:

حضرات کیا اب بھی ممکن ہے کہ نماز میں ولایت کو جائز نہ سمجھا جائے؟ ذرا منہ پھیر کے تو دکھاؤ۔

3۔قراءت میں ولایت کا ذکر:

خود حضرت علیؑ اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا: یا علیؑ! لوگوں میں تمہاری مثال ایسے ہے جیسے قرآن میں سورہ اخلاص۔ جس شخص نے اس سورہ کو ایک بار پڑھا گویا اس نے ایک تہائی حصّہ قرآن کی تلاوت کی جس نے دو بار پڑھا اس نے دو تہائی قرآن کی تلاوت کی اور جس نے تین بار پڑھا اس نے پورے قرآن کی تلاوت کی۔

حوالہ: علیؑ فی القرآن از آیت اللہ صادق شیرازی صفحہ 579؛ القطرہ من بحار جلد اول صفحہ 220؛ مشارق انوار الیقین صفحہ 56

توضیح:

اب ابطال کا فتوی کہاں جائے گا؟ کیا سورہ اخلاص سے نماز باطل ہوجاتی ہے؟ ہم نے تو سنا ہے کہ سورہ اخلاص کے بغیر مولوی جی کی اپنی نماز نہیں ہوتی پھر وہ ہماری نماز کس کلیے سے باطل کر رہا ہے؟ پس اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ اسے ایک ہی وقت میں نماز اور ختم قرآن دونوں کا ثواب مل جائے تو وہ اپنی نماز میں کم از کم تین بار یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ ضرور کہا کرے۔ خدا معلوم نماز قبول ہوگی یا نہیں تلاوت کا ثواب تو پکا ہوجائے گا۔

4۔نماز جمعہ کے خطبوں میں ولایت کا ذکر:

جمعہ کی نماز امام عادلؑ کی موجودگی میں واجب ہے جمعہ کی نماز کے ساتھ دو خطبے پڑھے جاتے ہیں جن کا نمازِ جمعہ سے پہلے پڑھنا واجب ہے اور یہ دونوں خطبے نماز جمعہ کی دو رکعت کے برابر ہیں یعنی جس طرح دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے اسی طرح دو خطبے دو رکعت کے برابر ہیں اور نماز جمعہ کل چار رکعتی ہے۔ یہ حکم اس حدیث میں ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث: ''حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں جب پیش نماز خطبہ پڑھ رہا ہو تو پھر نہ کلام کرنا جائز ہے اور نہ ادھر ادھر توجہ کرنا اس لیے کہ جمعہ دو رکعت مقرر ہی دو خطبوں کی وجہ سے ہوا ہے لہٰذا یہ دو خطبے آخری دو رکعتوں کے قائم مقام ہیں اور یہ خطیب کی فراغت تک بمنزلہ نماز کے ہیں''۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد پنجم صفحہ 48 باب 14 حدیث 2؛ من لایحضرہ الفقیہ جلد اول صفحہ 269 حدیث 1230

پس ثابت ہوا کہ جمعہ کے خطبے نماز کا حصّہ ہیں ان خطبوں میں صرف ''علیؑ ولی اللہ'' تو کیا تمام آئمہ معصومینؑ کا ذکر کرنا ضروری ہے۔ جیسا کہ خطبوں میں کیا جاتا ہے اور حکم بھی یہی ہے ہم نمازِ جمعہ کے عنوان میں امام محمد باقرؑ سے مروی خطبے بھی نقل کریں گے۔

پس اگر نماز جمعہ آئمہ معصومینؑ کا ذکر کرنے سے باطل نہیں ہوتی تو باقی نمازیں کیسے باطل ہو جائیں گی؟

؎ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

5۔ نمازِ جمعہ کے قنوت میں ولایت کا ذکر:

حدیث: حلبی کہتا ہے کہ اس نے نماز جمعہ کے قنوت میں اس طرح درود پڑھا: اللھم صلی اللہ محمد و علی آئمۃ المومنین اللھم اجعلنی ممن خلقتہ لدینک و ممن خلقتہ لجنّتك۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے (امام صادقؑ سے) عرض کیا کہ کیا میں آئمہؑ کا نام لوں؟ فرمایا: یا خوبصورت طریقے سے ہو''۔

حوالہ: تہذیب الاحکام جلد سوم صفحہ 18 حدیث 63؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 268 باب 14 حدیث 2؛ الشہادۃ الثالثۃ از شیخ محمد السند صفحہ 267

6۔ نمازِ عیدین میں ولایت کا ذکر:

حدیث: بشیر بن سعید نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا: نماز عیدین کی دعا میں ہر دو تکبیروں کے درمیان کہو: اللہ ربی ابدا و الاسلام دینی ابدا و محمدا نبی ابدا و القرآن کتابی ابدا و الکعبۃ قبلتی ابدا و علیاً ولی ابدا و الاوصیاء ائمتی ابدا اور آخر تک سارے آئمہؑ کے نام لو''۔

حوالہ: تہذیب الاحکام ابواب نماز عید باب 24 حدیث 4؛ الشہادۃ الثالثۃ از شیخ محمد السند صفحہ 292

توضیح:

یہاں پر یہ فتویٰ آئے گا کہ عیدین کی نماز تو سنت ہے تو ہم واضح کرتے چلیں کہ عیدین کی نماز واجب ہے مگر شرط یہ ہے کہ جب امام معصومؑ موجود ہو۔ اس کی وضاحت اپنے مقام پر ہوگی لیکن آج کل جو صاحب فتویٰ نے سنت کی بدعت نکالی ہوئی ہے اس میں بھی ایسا کچھ نہیں پڑھا جاتا بلکہ ایک ایسی دعا پڑھی جاتی ہے جو معصومینؑ کی عصمت پر دھبہ ہے تو اگر عیدین کی

نماز جو کہ امامؑ کی موجودگی میں واجب ہے ولایت کے ذکر سے باطل نہیں ہوتی تو باقی نمازوں کے ابطال کا فتویٰ کہاں جائے گا؟

7۔ نماز کے تشہد میں ذکر ولایت:

آئمہ معصومینؑ سے نماز کے تشہد میں ذکر ولایت روایت کیا گیا ہے وہ یوں ہے کہ اشھد ان ربی نعم الرب و ان محمداً نعم الرسول و ان علیاً نعم الولی۔

یہ جملہ یا چند الفاظ کے فرق سے ذکرِ ولایت دیکھنے کے لیے درج ذیل کتب کی طرف رجوع فرمائیں:

1۔ بحار الانوار جلد 84 صفحہ 208
2۔ القطرہ من بحار جلد دوم صفحہ 93
3۔ فقہ کامل فارسی از مجلسی اوّل صفحہ 31
4۔ فقہ الرضا صفحہ 108
5۔ مستدرک الوسائل جلد پنجم صفحہ 06 حدیث 5237
6۔ مستند الشیعہ جلد پنجم صفحہ 335
7۔ جامع احادیث الشیعہ جلد پنجم صفحہ 331 حدیث 3312
8۔ حدائق الناضرہ جلد ہشتم صفحہ 451
9۔ مصباح المتجد شیخ طوسی صفحہ 34
10۔ المراسم العلویہ فقیہ سالار صفحہ 72
11۔ خلاصۃ الحقائق جلد اول صفحہ 225
12۔ منتقد المنافع از حبیب اللہ کاشانی جلد چہارم صفحہ 407
13۔ توضیح المسائل (عربی) آیت اللہ مبشر کاشانی صفحہ 197 مسئلہ 949
14۔ احکام الشباب از آیت اللہ سید صادق شیرازی صفحہ 98
15۔ الصراط المستقیم از آیت اللہ حسین الحسینی صفحہ 94
16۔ الشہادۃ الثالثۃ از شیخ محمد السند صفحہ 68
17۔ الشہادۃ الثالثۃ از شیخ عبد الحلیم الغزی صفحہ 135

18۔ شناخت امیر المومنین از سید قمر بنی ہاشم صفحہ 103
19۔ منہاج الصلاح از موسوی کشمیری صفحہ 147
20۔ توضیح المسائل آیت اللہ یعسوب الدین رستگار صفحہ 314 مسئلہ 1577

8۔ نماز کے سلام میں ولایت کا ذکر:

آئمہ معصومینؑ سے مروی ہے کہ نماز کے سلام میں باقی سلاموں کے ساتھ ایک سلام یہ بھی پڑھو کہ السلام علی الائمۃ الراشدین المھدیین'۔

حوالہ: 1۔ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 212 حدیث 944

نوٹ: اسی طرح کا جملہ یا اس سے مختلف جملہ کہ جس میں آئمہؑ کی بجائے اہلبیتؑ کا نام ہے دیکھنے کے لیے درج ذیل کتب کی طرف رجوع فرمائیں۔

1۔ المقنع شیخ صدوق صفحہ 96
2۔ المقنعہ شیخ مفید صفحہ 114
3۔ النہایہ شیخ طوسی جلد اوّل صفحہ 311
4۔ مصباح المتجد شیخ طوسی صفحہ 54
5۔ المہذب از قاضی ابن براج جلد اوّل صفحہ 95
6۔ المراسم العلویہ از فقیہ سالار صفحہ 73
7۔ البیان از شہید اوّل صفحہ 177
8۔ فلاح السائل از سید ابن طاوؤس صفحہ 162
9۔ بحار الانوار جلد 84 صفحہ 208
10۔ فقہ الرضاؑ صفحہ 108
11۔ الحدائق الناضرہ جلد ہشتم صفحہ 452
12۔ جواہر الکلام جلد دہم صفحہ 334
13۔ مستدرک الوسائل جلد پنجم صفحہ 09 حدیث 540

14۔ مستند الشیعہ جلد پنجم صفحہ 336

15۔ جامع احادیث الشیعہ جلد پنجم صفحہ 332

16۔ الشہادۃ الثالثہ از شیخ محمد السند صفحہ 568

17۔ احکام الشباب از صادق شیرازی صفحہ 99

توضیح:

پس واضح ہوا کہ ائمہؑ کے نام لینے سے یعنی ولایت کے ذکر سے نماز باطل نہیں ہوتی بلکہ ابطال کا فتویٰ دینے والا خود باطل ہو جاتا ہے اس لیے کہ ولایت سے دشمنی باپ کی وراثت نہیں بلکہ ماں کی شرافت کا سرٹیفکیٹ ہے۔

9۔نماز کے تشہد میں درود اور ولایت کا ذکر:

امام علی رضاؑ تشہد کے درود کو یوں پڑھنے کا حکم صادر فرماتے ہیں کہ'

اللھم صلی علی محمد و علی آل محمد... اللھم صل علی محمد المصطفی و علی المرتضی و فاطمۃ الزھراء والحسن و الحسین و علی الائمۃ الراشدین من آل طہ و یسین...

حوالہ: 1۔فقہ الرضاؑ صفحہ 108

2۔مستدرک الوسائل جلد پنجم صفحہ 07حدیث 5237

3۔بحار الانوار جلد 84 صفحہ 208

4۔مستند الشیعہ جلد پنجم صفحہ 336

5۔جامع احادیث الشیعہ جلد پنجم صفحہ 332

6۔حدائق الناضرۃ جلد ہشتم صفحہ 451

توضیح:

یہاں درود میں پنجتن پاکؑ کے نام لیے جا رہے ہیں اگر کسی کی جرأت ہے تو وہ امام رضاؑ کی نماز پر ابطال کا فتویٰ لگائے اور اگر امام معصومؑ کی نماز باطل نہیں ہوتی تو ہماری نمازیں ان کی نمازوں سے اہم نہیں ہیں باطل ہوتی ہیں تو ہوتی رہیں ولایت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

10۔ سجدۂ شکر میں ولایت کا ذکر:

عبداللہ بن جندب نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ سجدۂ شکر میں یہ کہا کرتے تھے:

اللھم انی اشھدكَ و اشھد ملائکتك و انبیاءَك و رسلك و جمیع خلقك انك انت اللہ ربّی والاسلام دینی و محمداً نبیی و علیاً و الحسن والحسین و علی بن الحسین و محمد بن علی و جعفر بن محمد و موسٰی بن جعفر و علی بن موسٰی و محمد بن علی و علی بن محمد والحسن بن علی والحجة ابن الحسن بن علی آئمتی بھم أتولی ومن اعدائھم أتبراء

حوالہ: 1۔ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 221 حدیث 967

2۔ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 392 باب 06 حدیث 01

11۔ تعقیبات نماز اور ولایت کا ذکر:

محمد بن سلیمان دیلمی سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا کہ میں آپ پر فدا! آپ کے شیعہ بیان کرتے ہیں کہ ایمان کی دو قسمیں ہیں ایک ایمان مستقر (ثابت و پختہ) دوسرا ایمان مستودع (امانتی و عارضی) تو آپ مجھے کوئی ایسی دعا تعلیم فرمائیں تا کہ اس کے پڑھنے سے میرا ایمان مکمل ہو جائے۔ فرمایا ہر نمازِ فریضہ کے بعد یوں پڑھا کرکہ:

رضیت باللہ ربا و بمحمد نبیا و بالاسلام دینا و القرآن کتابا و بالکعبہ قبلة و بعلی ولیا و اماما و بالحسن والحسین والائمة صلوت اللہ علیھم اللھم انی رضیت بھم آئمة فارضنی لھم انك علی کل شئی قدیر۔

حوالہ: 1۔ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 362 باب 20 حدیث 01؛ 2۔ من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 219 حدیث 960 (قدرے مختلف بروایت امام محمد باقرؑ)

حدیث:

''ادریس بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کو فرماتے سنا کہ جب اپنی نماز سے فارغ ہو جاؤ تو یہ دعا پڑھو:

اللھم انی ادینك بطاعتك و ولا یتك وولایة رسولك وولایة الائمة من اولھم الی اخرھم (یہاں تمام آئمہؑ کے نام لو) اللھم انی ادینك.....

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 366 باب 24 حدیث 6

حدیث:

حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ جب تم تسبیح فاطمہ زہراؑ پڑھ کر فارغ ہو تو یوں کہو:

اللهم انت السلام و منك السلام ولك السلام و اليك يعود السلام سبحان ربك رب العزة عما يصفون و سلام على المرسلين و الحمد لله رب العالمين السلام عليك ايها النبى و رحمة الله و بركاته السلام على الائمة الهادين المهديين السلام على جميع الانبياء الله ورسله و ملائكته السلام علينا و على عباد الله الصالحين

پھر آئمہ طاہرینؑ پر ایک ایک کر کے سلام کر و اس کے بعد جو چاہو دعا مانگو"۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 214 حدیث 947

توضیح:

قارئین آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ نماز کے کتنے مقامات پر ولایت کا ذکر کیا گیا ہے، ہم نے تمام وہ مقامات نقل کیے ہیں جو ترک نہیں کیے جا سکتے ہر شخص اپنی نماز میں یہ سارے مقامات ضرور ادا کرتا ہے مثلاً قنوت، سجدۂ شکر، دعا وغیرہ کوئی بھی ترک نہیں کرتا اور باقی مقامات تو ترک کیے ہی نہیں جا سکتے۔ اب آپ اپنی نماز کو ایک بار دوہرائیں اور دیکھیں کہ ان مقامات پر آپ کیا پڑھتے ہیں۔ یہ سب اذکار جو کہ ہماری کتبِ احادیث میں مروی ہیں لوگوں کو کیوں نہیں بتائے جاتے؟ توضیح المسائل میں ان مقامات کے اذکار کافی لکھے ہوتے ہیں مگر یہ جو ہم نے نقل کیے ہیں یہ نہیں لکھے جاتے اس کی وجہ کیا ہے؟ یہ غور و فکر ہر بندے کی اپنی ذمہ داری ہے ہم نے حقیقت واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔

12۔ مقدماتِ نماز میں ولایت کا ذکر:

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ غسل کے وقت یہ دعا پڑھو:

سبحانك اللهم و بحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرك و اتوب اليك و اشهد ان محمداً عبدك و رسولك و اشهد ان علياً وليك و خليفتك بعد نبيك على

خلقكَ وان اولياء خلفاؤكَ واوصياء ه اوصياؤكَ...

حوالہ: 1۔ بحارالانوار جلد 80 صفحہ 316

2۔ تفسیر امام حسن عسکری صفحہ 457

حدیث: علامہ نوری طبری لکھتے ہیں کہ بوقت وضو یہ کلمات جاری کریں۔

بسم الله الرحمن الرحيم طهرت اعضاؤ و اشهد ان لا اله الا الله و ان محمداً عبدك و رسولك و اشهد ان علياً وليك و خليفتك بعد نبيكَ...

حوالہ: 1۔ مستدرک الوسائل بحوالہ اکمال الدین بولایت امیر المومنین صفحہ 512

2۔ القوانین الشرعیہ صفحہ 286

13۔ نماز جنازہ میں ولایت کا ذکر:

حدیث: سماعہ کا بیان ہے کہ میں نے امام (جعفر صادقؑ) سے نماز جنازہ کے متعلق سوال کیا؟ آپؑ نے فرمایا پانچ تکبیریں ہیں۔ (پہلی تکبیر کہہ کر یہ دعا پڑھو): اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد ان محمداً عبده ورسوله اللهم صل على محمد و آل محمد و على آئمة الهدىٰ

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 203 باب 01 حدیث 6؛ الشہادۃ الثالثہ از شیخ محمد السند صفحہ 257

حدیث: عمار بن موسیٰ کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے نماز جنازہ کی کیفیت دریافت کی آپؑ نے فرمایا: ''پہلی تکبیر کہہ کر یہ پڑھو: انا لله و انا اليه راجعون. اللهم صل على محمد و آل محمد وبارك على محمد و آل محمد كما صليت و باركت علىٰ ابراهيم و آل ابراهيم انك حميد مجيد اللهم صل على محمد و على آئمة المسلمين اللهم صل على محمد و على امام المسلمين......''

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد دوم صفحہ 205 باب 01 حدیث 11؛ الشہادۃ الثالثہ از شیخ محمد السند صفحہ 258

14۔ رہبر کبیر آقائی خمینی کی نماز جنازہ میں ولایت کا ذکر:

''رہبر کبیر آقائی خمینی کی نماز جنازہ میں توحید و رسالت کے بعد ولایت علیؑ کی گواہی دی گئی۔ آپ کا جنازہ ان کے استاد آقائی مرجع عالم محمد رضا گلپایگانی نے پڑھائی تھی۔ انھوں نے تکبیر کہنے کے بعد یوں پڑھا:

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ ارسلہ بالھدیٰ دین الحق لیظھر علی دین کلہ و لو کرہ المشرکون و اشھد ان علیا امیر المومنین و اولادہٗ الاحد عشر اولیاء و اوصیاءہٗ و خلفاءہٗ و اصفیائہٗ المعصومین

حوالہ: ویڈیو کیسٹ دستیاب ہے خانہ فرہنگ ایران سے مل سکتی ہے نیز انٹرنیٹ پر بھی دستیاب ہے۔

توضیح:

پس واضح ہوا کہ شہادت ثالثہ سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ خدا معلوم کہ مذکورہ حضرت نے جو کچھ پڑھا توضیح المسائل میں کیوں نہیں لکھا؟ اسی طرح باقی حضرات کو بھی خدا ہدایت دے کہ وہ علیؑ ولی اللہ کو چھپانا چھوڑ دیں۔

امیرالمومنینؑ کا اعلان:

(1) امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں: ”میں ہی سورۂ حمد اور میں ہی قرآن حکیم ہوں“۔

حوالہ: فضائل ابن شاذان صفحہ 80؛ القطرہ من بحار جلد اول صفحہ 349

(2) امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں:

انا صلوٰۃ المومنین انا حی علی الصلوٰۃ انا حی علی الفلاح انا حی علی خیر العمل

ترجمہ: ”میں ہی مومنین کی نماز ہوں میں ہی حی علی الصلوٰۃ ہوں میں ہی حی علی الفلاح ہوں اور میں ہی حی علی خیر العمل ہوں“۔

حوالہ: 1۔ فضائل ابن شاذان صفحہ 83 — 2۔ معالی السبطین صفحہ 58
3۔ القطرہ من بحار جلد اوّل صفحہ 413 — 4۔ حلیۃ الابرار جلد دوم صفحہ 123 حدیث 06

(3) پھر فرماتے ہیں:

میں ہی مومنین کی نماز، حج، زکوٰۃ اور جہاد ہوں۔

حوالہ: 1۔ بحر المعارف صفحہ 366؛ 2۔ نہج الاسرار من کلام حیدر کرار جلد اول صفحہ 123

قرآن وحدیث سے دلائل

1۔آیت:

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا (سورۃ بنی اسرائیل آیت 110)

ترجمہ: ''اورتم اپنی نماز میں اپنی آواز کو نہ بلند (ہی) کیا کرو اور نہ ہی اس میں چپکے چپکے پڑھا کرو بلکہ ان دونوں کے بین بین کا راستہ اختیار کرو''۔ (ترجمہ سید مقبول احمد دہلوی)

تفسیر:

''حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ..... کی تفسیر دریافت کی تو آپؑ نے فرمایا: علیؑ کی ولایت کو بلند آواز سے مت بیان کرو پس وہ نماز میں ہے اور میں نے علیؑ کو جو اعزاز و اکرام دیا ہے اسے بلند آواز سے بیان نہ کرو اور اخفات نہ کرو یعنی خود علیؑ سے یہ باتیں مت چھپاؤ میں نے اسے جو اعزاز و اکرام دیا ہے اسے اس سے باخبر رکھو اور جہاں تک ''وابتغ بین ذالک سبیلا'' کا تعلق ہے تو خدا یہ کہہ رہا ہے کہ تم مجھ سے ولایت علیؑ کو بلند آواز سے بیان کرنے کا سوال کرتے رہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو غدیر خم میں اس کے اظہار کی اجازت دی تھی اور اس دن آنحضرتؐ نے فرمایا تھا:

من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم و آل من ولاہ و عاد من عاداہ

''یعنی جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے خدایا جو اس سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو اس سے عداوت رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ''۔

حوالہ: تفسیر نور الثقلین (مترجم) جلد پنجم صفحہ 294؛ بصائر الدرجات (مترجم) جلد اوّل صفحہ 224؛ بصائر الدرجات (عربی) جلد دوم صفحہ 78 باب 11 حدیث 8؛ تفسیر عیاشی جلد دوم صفحہ 319 حدیث 178 اور 179؛ تفسیر صافی جلد سوم صفحہ 228؛ تفسیر البرہان جلد دوم صفحہ 453؛ بحار الانوار جلد نہم صفحہ 102؛ ضمیمہ قرآن از سید مقبول احمد دہلوی صفحہ 906

توضیح:

پہلا دعویٰ یہ تھا کہ کسی نے آج تک نماز میں شہادت ثالثہ کا فتویٰ نہیں دیا تو وہ مطالبہ ہم نے پورا کر دیا۔ دوسرا دعویٰ کہ

کسی امامؑ نے نماز میں نہیں پڑھا یہ دعویٰ بھی پورا ہو چکا۔ تیسرا دعویٰ کہ قرآن میں نہیں ہے اب یہ بھی پورا ہو چکا اور ایک دعویٰ ابھی باقی ہے کہ کتب اربعہ میں شہادت ثالثہ نہیں ہے۔ ہم یہ دعویٰ بھی ابھی پورا کریں گے لیکن پہلے ہم قرآن سے مزید دلائل دیں گے۔

اس آیت سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ نماز میں شہادتِ ثالثہ کوئی نئی بات نہیں ہے یہ خدا کی طرف سے حکم ہے اور رسولؐ اللہ خود اپنی نماز میں پڑھتے تھے۔ اور حضورؐ کا فرمان ہے کہ ''نماز اس طرح پڑھو جیسے مجھے دیکھو''۔ تو حضورؐ جب خود پڑھتے تھے تو ہماری نماز کیوں باطل ہونے لگی؟ یا ہماری نماز سے یہ شہادت کیوں خارج ہوگئی کیا ولایت علیؑ کسی مولوی کے فتوے کی محتاج ہے؟ یہ خدا کا حکم ہے اور قرآن مجید میں موجود ہے اگر نماز میں ''علیؑ ولی اللہ'' سے تکلیف ہوتی ہے تو اس آیت کو قرآن سے نکال دو پھر فتوے جاری کرنا۔

نوٹ: یہ تفسیر ہم نے نور الثقلین سے نقل کی ہے بصائر الدرجات میں بھی موجود ہے اور بصائر الدرجات ابو جعفر محمد بن الحسن الصفار کی لکھی ہوئی ہے وہ امام حسن عسکریؑ کے صحابی ہیں۔ 290ھ میں ان کی وفات ہوئی تھی کتب رجال میں ان کے حالات ملاحظہ فرمائے جا سکتے ہیں۔

نیز یہ روایت صحیح السند ہے اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں ہم نے ان راویوں کے حالات اپنی کتاب ''تیسری گواہی سے انکار کیوں؟'' میں لکھ دیئے ہیں رجوع فرمائیں۔

2۔ آیت:

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (سورۃ روم آیت 30)

''پس (اے نبیؐ) تم خالص دل سے دین کی طرف اپنا رخ کیے رہو خدا کی بنائی ہوئی سرشت جس پر اس نے آدمیوں کو پیدا کیا یہی ہے خدا کی بناوٹ میں کوئی تبدیلی ہو نہیں سکتی راہِ مستقیم یہی ہے لیکن بہت سے لوگ علم نہیں رکھتے''۔ (ترجمہ: سید مقبول احمد دہلویؒ)

تفسیر:

(الف) امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ اس آیت میں ''الدین'' سے مراد امیر المومنینؑ اور آئمہ معصومینؑ کی ولایت ہے''۔

حوالہ: 1۔ تفسیر قمی جلد دوم صفحہ 154؛ تفسیر نور الثقلین جلد ششم صفحہ 524؛ حاشیہ قرآن مترجم سید مقبول احمد دہلوی صفحہ 488 حاشیہ نمبر 1

(ب) امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ "فطرت اللہ" سے مراد لا الہ الااللہ محمد الرسول اللہ علیاً امیر المومنین ولی اللہ کا اقرار ہے۔

حوالہ: تفسیر نور الثقلین جلد ششم صفحہ 425؛ تفسیر الجامع (فارسی) جلد پنجم صفحہ 261

(ج) امام جعفر صادقؑ نے خدا کے قول "فطرت اللہ التی فطر الناس علیہا" کے بارے میں بیان فرمایا کہ اس سے مراد توحید، محمد الرسول اللہ اور علی امیر المومنین ہیں"۔

حوالہ: التوحید از شیخ صدوق صفحہ 189 باب 53 حدیث 7

نوٹ: اسی بیان پر مزید روایات درج ذیل کتب میں ملاحظہ فرمائیں۔

1۔ تفسیر انوار النجف جلد 11 صفحہ 110
2۔ تفسیر البرہان جلد سوم صفحہ 813
3۔ تفسیر قمی جلد سوم صفحہ 500
4۔ تفسیر آصفی جلد 11 صفحہ 251
5۔ تفسیر المیزان جلد 16 صفحہ 195
6۔ تفسیر صافی جلد دوم صفحہ 200
7۔ بحار الانوار جلد 26 صفحہ 277
8۔ تفسیر عمدۃ البیان جلد سوم صفحہ 222
9۔ بصائر الدرجات (مترجم) جلد اوّل صفحہ 223
10۔ مقدمہ تفسیر از ہاشم البحرانی صفحہ 23
11۔ تفسیر المتقین صفحہ 388 طبع شیعہ بک ایجنسی لاہور
12۔ حاشیہ قرآن مترجم سید مقبول احمد دہلوی صفحہ 488

توضیح:

توحید، رسالت اور ولایت ہی وہ فطرت ہے جس پر خدا نے لوگوں کو خلق کیا ہے ہمیں آج تک اس بات کی سمجھ نہیں آ سکی کہ یہ فطرت کلمہ میں بھی نہیں بدلی، ولادت پر بھی نہیں بدلی یعنی کانوں میں اذان و اقامت کے وقت توحید، رسالت اور ولایت کی گواہی دی جاتی ہے، یہ فطرت دن میں تین بار اذان میں بھی نہیں بدلی، پانچ وقت اقامت میں بھی نہیں بدلی، مرنے

کے بعد بھی نہیں بدلی یعنی تلقین میں توحید و رسالت وولایت کی یاددہانی کروائی جاتی ہے لیکن ایسی کون سی وجہ ہے کہ نماز میں یہ فطرت بدل جاتی ہے اور ولایت پر جانے سے پہلے ہی مکمل ہو جاتی ہے؟ جبکہ آیت میں ہے کہ یہ فطرت کبھی نہیں بدلتی۔ اُس فطرت کا کیا ہی کہنا جو اپنی خلقت کو ہی حرام کہے۔

محترم قارئین! نماز میں فطرت ادھوری کیوں ہو جاتی ہے؟ اور پوری فطرت کے اقرار سے نماز کیوں باطل ہو جاتی ہے؟ کیا یہ خدا کے کلام کو جھٹلانے کے مترادف نہیں ہے؟ ہماری درخواست ہے کہ اس فطرت کو نماز میں بھی نہیں بدلنا چاہیے۔ خوب غور کرو۔

3۔حدیث:

''امام علی رضا علیہ السلام نے اپنے آبائے طاہرین کی سند سے رسولؐ اللہ سے نقل فرمایا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: میں نے یہ بات جبرائیل سے سنی، اس نے میکائیلؑ سے، اس نے اسرافیلؑ سے اس نے اللہ تعالٰی سے سنی کہ اللہ نے فرمایا: میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے میں نے اپنی قدرت سے مخلوق کو پیدا کیا اور میں نے ان سے اپنے انبیاء کا انتخاب کیا اور پھر بزمِ انبیاء میں سے محمدؐ کو اپنا حبیب، خلیل اور صفی منتخب کیا اور اسے اپنی مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا میں نے اپنے حبیب کے لیے علیؑ کا انتخاب کیا اور میں نے اسے اپنے حبیب کا بھائی، وصی اور وزیر بنایا اور ان کا خلیفہ نامزد کیا چنانچہ محمدؐ اور علیؑ آسمان وزمین کی مخلوقات پر میری حجت ہیں۔ میں محمدؐ کی نبوت اور علیؑ کی ولایت کے اقرار کے بغیر کسی کا (کوئی) عمل قبول نہیں کروں گا''۔

حوالہ: تفسیر نور الثقلین جلد دوم صفحہ 264؛ عیون اخبار الرضاؑ جلد دوم صفحہ 117 باب 31 حدیث 191؛ غایۃ المرام جلد دوم صفحہ 291 باب 23 حدیث 28

توضیح:

اس حدیث قدسی کے مطابق شہادت ثالثہ کے بغیر کوئی بھی عمل قبول نہیں ہوگا تو نماز بھی ایک عمل ہی ہے بلکہ بہترین عمل ہے سو یہ کیسے قبول ہوگا اور اگر کسی کی نماز ہی قبول نہیں ہوگی تو باقی اعمال کی قبولیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

4۔حدیث:

''حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے آبائے طاہرین کی سند سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ مجھے جبریلؑ نے بتایا کہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو علم ہے کہ میرے علاوہ کوئی خدا نہیں اور

محمدؐ میرے بندے اور رسول ہیں اور علیؑ میرے خلیفہ ہیں اور ان کی اولاد سے جو آئمہ ہیں وہ میری حجت ہیں تو اس شخص کو میں اپنی رحمت سے جنت میں داخل کروں گا اور اپنے عفو سے اس کو دوزخ سے نجات دوں گا اپنے سے نزدیک ہونے کی اجازت دوں گا اس کے لیے کرامت کو واجب اور اس پر اپنی نعمت تمام کروں گا اس کو اپنے خواص اور خالص بندوں میں قرار دوں گا اگر وہ مجھے پکارے گا تو جواب دوں گا اگر وہ مجھ سے دعا کرے گا تو اس کو مستجاب کروں گا اگر مجھ سے مانگے گا تو عطا کروں گا اگر خاموش رہے گا تو (عطائے رحمت میں) خود ابتداء کروں گا اگر میرے در پر دستک دے گا تو دروازہ کھول دوں گا اور جو شخص اس بات کی گواہی نہ دے کہ میرے علاوہ کوئی خدا نہیں یا یہ گواہی تو دے لیکن اس کی گواہی نہ دے کہ محمدؐ میرے بندے اور رسول ہیں یا یہ گواہی تو دے مگر اس کی گواہی نہ دے کہ علی بن ابی طالبؑ میرے خلیفہ ہیں یا یہ گواہی تو دے مگر اس کی گواہی نہ دے کہ اس کی اولاد میں آئمہ میری حجت ہیں تو اس نے میری نعمت کا انکار کیا اور میری عظمت کو کم تر جانا اور آیات و کتب کا انکار کیا پس اگر مجھے ندا دے گا تو اس کی آواز نہ سنوں گا اگر دعا کرے گا تو اس کی دعا مستجاب نہ کروں گا اور اگر مجھ سے امید رکھے گا تو اس کی امید قطع کر دوں گا۔ یہ ہی میری طرف سے اس کے لیے جزاء ہے اور میں اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا"۔

حوالہ: کمال الدین وتمام النعمہ (مترجم) جلد اوّل صفحہ 202؛ الشہادۃ الثالثہ از شیخ عبدالحلیم الغزی صفحہ 569؛ غایۃ المرام از ہاشم بحرانی جلد سوم صفحہ 111 باب 46 حدیث 12 (قدرے مختلف)

توضیح:

اس حدیث کی روشنی میں انسان پر واجب ہے کہ وہ توحید، رسالت، امیر المومنینؑ اور آئمہؑ کی گواہی دے۔ جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اگر یہ مکمل گواہی نہ دی جائے تو خدا کی قربت بھی نہیں ملتی۔ رحمت سے بھی دور کر دیا جاتا ہے اور دعا بھی قبول نہیں ہوتی۔ ویسے تو دعا ہر وقت کی جا سکتی ہے لیکن نماز کے بعد دعا مانگنا ضروری ہے اور اگر مکمل گواہی نہ دی ہو تو دعا بھی قبول نہیں ہوتی لہٰذا مکمل گواہی دینی چاہیے۔ یا اللہ ہم مکمل گواہی دیتے ہیں اور دیتے رہیں گے اور کہتے ہیں کہ:

نشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ و نشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ و نشھد ان علیاً ولی اللہ و اولادہ المعصومین حجج اللہ

5۔ حدیث:

"قاسم بن معاویہ کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے کہا کہ لوگ ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے

فرمایا جب میں عرش پر گیا تو وہاں لکھا تھا: لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ابو بکر الصدیق"۔

آپؑ نے فرمایا: سبحان اللہ لوگوں نے ہر چیز کو تبدیل کر دیا ہے حتیٰ کہ اس کو بھی۔ میں نے کہا جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا:

خداوند عالم نے جب عرش کو خلق کیا تو اس پر لکھا:

لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علیاً امیر المومنین

جب پانی کو خلق کیا تو اس پر لکھا:

لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علیاً امیر المومنین

جب کرسی کو خلق کیا تو کناروں پر لکھا:

لا الہ الا اللہ محمد الرّسول اللہ علیاً امیر المومنین

جب لوح کو خلق کیا تو اس پر لکھا:

لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علیاً امیر المومنین

جب اسرافیل کو خلق کیا تو اس کے جسم پر لکھا:

لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علیاً امیر المومنین

جب جبرئیل کو خلق کیا تو اس کے پروں پر لکھا:

لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علیاً امیر المومنین

جب آسمانوں کو خلق کیا تو اس کے کناروں پر لکھا:

لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علیاً امیر المومنین

جب زمینوں کو خلق کیا تو اس کے اطباق پر لکھا:

لا الہ الا اللہ محمد الرّسول اللہ علیاً امیر المومنین

جب پہاڑوں کو خلق کیا تو ان کی چوٹیوں پر لکھا:

لا الہ الا اللہ محمد الرّسول اللہ علیاً امیر المومنین

جب سورج کو خلق کیا تو اس پر لکھا:

لا الہ الا اللہ محمد الرّسول اللہ علیاً امیر المومنین

جب چاند کو خلق کیا تو اس پر لکھا:

لا الہ الا اللہ محمد الرّسول اللہ علیاً امیر المومنین

اور وہ سیاہی جو اس میں دکھائی دیتی ہے اس تحریر کا عکس ہے۔ یعنی:

لا الہ الا اللہ محمد الرّسول اللہ علیاً امیر المومنین

پس تم میں سے جب بھی کوئی لا الہ الا اللہ محمد الرّسول اللہ کہے تو فوراً علیاً امیر المومنین بھی کہے"۔

حوالہ: احتجاج طبرسی جلد اوّل صفحہ 158؛ مدینۃ المعاجز سید ہاشم بحرانی جلد اوّل صفحہ 375؛ الشہادۃ الثالثۃ از عبدالحلیم الغزی صفحہ 186

توضیح:

یہ حدیث صحیح السند ہے نیز یہ حدیث پہلے بیان کی گئی "فطرت اللہ" ہی کی وضاحت ہے کہ خدا کی فطرت جس پر اس نے مخلوقات کو خلق فرمایا وہ توحید، رسالت اور ولایت ہے۔ سو ولایت کو توحید و رسالت سے کسی بھی وقت جدا نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ہر جگہ توحید، رسالت اور ولایت کا اقرار اکٹھا ہے تو پھر نماز میں جدائی کیسی؟ ویسے بھی امام صادقؑ نے آخر پر ایسا حکم جاری فرمایا ہے کہ ولایت کو توحید و رسالت کے ساتھ واجب قرار دیا ہے ان کا حکم مطلق ہے جس سے نماز کو استثنیٰ نہیں ہے اگر نماز کو استثنیٰ ہوتا تو امامؑ ضرور وضاحت فرما دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ امام صادقؑ خود نماز میں ولایت کی گواہی دیتے تھے اور ہمیں بھی یہی حکم دیا ہے۔

نوٹ: مولوی ڈھکو نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ یہ حدیث بالکل صحیح ہے اس کی تصدیق ہم اپنی کتاب "تیسری گواہی سے انکار کیوں" میں کر چکے ہیں رجوع فرما لیا جائے۔ ڈھکو نے کیوں ضعیف کہا تو پریشان مت ہویئے بلکہ رسول اکرمؐ کے فرمان کو یاد کیجیے کہ "یا علیؑ تجھ سے محبت وہ رکھے گا جو حلال زادہ ہوگا اور تجھ سے بغض وہ رکھے گا جو حرام زادہ ہوگا"۔ اور میں اس کے شجرہ کو اچھی طرح جانتا ہوں۔

اپنی کتاب قوانین الشریعہ میں لکھتا ہے کہ "شہادۃ الثالثۃ کا ذکر صرف فقہ الرضاؑ میں ہے جو کہ نا قابلِ اعتبار ہے اور تحفہ احمدیہ میں بھی اسی کتاب کے حوالے سے درج ہے یہی وجہ ہے کہ بعد کے مطبوعے سے اسے خارج کر دیا گیا.... (دیکھیے قوانین الشریعہ جلد اول صفحہ 292)"۔

آپ ملاحظہ فرما چکے کہ فقہ الرضاؑ مستند کتاب ہے اسی طرح تحفہ احمدیہ میں شہادۃ الثالثۃ ہرگز فقہ الرضاؑ کے حوالے سے نہیں لکھی گئی بلکہ اس کے الفاظ فقہ الرضاؑ سے بالکل مختلف ہیں اور اگر اسے مان بھی لیا جائے تو بھی حرج نہیں کیوں کہ مخرج

بذات خود مستند ثابت ہے نیز اگر کسی نے تحفہ احمدیہ سے اسے کبھی خارج کیا ہے تو اس سے بڑی بد دیانتی اور خیانت کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔ یعنی اس دشمن آل محمدؐ کی چالیں اور دھوکہ بازیاں دیکھیں کہ کس طرح معصوم لوگوں کو جھوٹ بول کر گمراہ کر رہا ہے لیکن "حق" کو اس کے باپ دادا نہ چھپا سکے تو یہ کس کھیت کی مولی ہے۔

6۔حدیث:

عن الحلبی قال قلت لابی عبداللہ علیہ السّلام أسمّی الآئمۃ فی الصلٰوۃ فقال اجملھم

ترجمہ: "حلبی کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ کیا نماز میں آئمہ (طاہرینؑ) کا نام لے سکتا ہوں؟ آپؑ نے فرمایا: (ہاں) خوبصورتی کے ساتھ لو"۔

حوالہ: 1۔من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد اوّل صفحہ 208 باب 45 "فی وصف الصلاۃ من فاتحتھا الی خاتمتھا" حدیث 23 اور جلد اول صفحہ 312 باب 72 "دعا قنوت الوتر" حدیث 14 من لایحضرہ الفقیہ (اردو) جلد اوّل صفحہ 211 حدیث 938 اور جلد اول صفحہ 312 حدیث 1415

2۔تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 326 باب 15 کیفیۃ الصّلاۃ و صفتھا والمفروض من ذلك والمسنون حدیث 194

3۔کتاب الوافی جلد دوم صفحہ 134 طبع قم؛ 4۔جامع احادیث الشیعہ از سید بروجردی جلد پنجم صفحہ 314

5۔مستند الشیعہ از محقق نراقی جلد پنجم صفحہ 326

6۔ وسائل الشیعہ (مترجم) جلد چہارم صفحہ 268 باب 14 حدیث 01

حدیث کی تشریح:

آیت اللہ علامہ محمد تقی مجلسی اوّل فرماتے ہیں کہ: "امامؑ کے اس فرمان کا مقصد یہ ہے کہ نماز میں آئمہ طاہرینؑ کے اوصافِ جمیلہ کا ذکر کرو"۔

حوالہ: روضۃ المتقین شرح من لایحضرہ الفقیہ از تقی مجلسی جلد دوم صفحہ 349 طبع کوشانپور ایران۔

توضیح:

لیجیے کتب اربعہ والا دعویٰ بھی پورا ہوا۔ کتب اربعہ سے بھی نماز میں ولایت ثابت ہو چکی ہے۔ لہٰذا توحید و رسالت

کے ساتھ نہ صرف ولایت کا اقرار ضروری کیا جائے بلکہ آئمہؑ کے اوصاف جمیلہ کا ذکر خیر کیا جائے۔ نیز یہ کہ یہ حدیث صحیح السند ہے اس کی سند پر مکمل بحث ہماری کتاب ''تیسری گواہی سے انکار کیوں؟'' میں ملاحظہ فرمائیں۔

مترجم وسائل الشیعہ کا فتویٰ:

وسائل الشیعہ کا ترجمہ مولوی محمد حسین المعروف ڈھکو صاحب نے کیا ہے اس حدیث پر انھوں نے ایک بیان داغا ہے فرماتے ہیں!

فتویٰ مولوی ڈھکو:

''ان حدیثوں سے بعض بے توفیق حضرات تشہد میں شہادتِ ثالثہ کے جواز پر استدلال کرتے ہیں حالانکہ یہ حقیقت روز روشن سے بھی زیادہ واضح ہے کہ ان حدیثوں کا اس موضوع سے کوئی تعلق نہیں ہے''۔

تبصرہ:

ہم پوچھتے ہیں کہ موصوف مترجم پر کوئی وحی نازل ہوئی ہے کہ ان حدیثوں کا تشہد میں شہادت ثالثہ سے کوئی تعلق نہیں؟ اور اگر ان کی منطق مان بھی لی جائے تو بھی ولایت علیؑ کو چھپایا نہیں جا سکتا۔ موصوف ہمیں نماز کا وہ مقام بتا دیں جس پر نماز میں آئمہ طاہرینؑ کے اوصافِ جمیلہ کا ذکر کرنا ہے۔ جو بھی مقام بتائیں نماز کا ہی ہوگا تو شہادتِ ثالثہ سے نماز کے باطل ہونے والا فتویٰ کہاں جائے گا؟

ایک اور فتویٰ:

مذکورہ حضرت نے ایک اور حدیث پر بھی نوٹ لکھا ہے ہم وہ حدیث ''کیفیت تشہد'' کے عنوان میں پہلے بیان کر چکے ہیں۔ یہاں بھی پہلے حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

''بکر بن حبیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا کہ تشہد اور قنوت میں کیا پڑھوں؟ آپؑ نے فرمایا جو سب سے اچھا جانو وہ پڑھو کیونکہ اگر یہ معین ہوتا تو لوگ ہلاک ہو جاتے''۔

فتویٰ مولوی ڈھکو:

فرماتے ہیں: ''بموجب کلمة حق یراد بها الباطل بعض ضال و مضل قسم کے لوگ ان حدیثوں کا مفہوم یہ لیتے ہیں کہ تشہد میں کوئی چیز واجب نہیں ہے بلکہ یہ نماز گزار کی مرضی پر منحصر ہے کہ جو چاہے پڑھے...... اور پھر اس کے

ڈانڈے شہادت ثالثہ سے جاملاتے ہیں...... حالانکہ یہ بات سابقہ ابواب کی روشنی میں اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ تشہد میں شہادتین اور درود شریف واجب ہیں پھر ان حدیثوں کا کیا مطلب؟ ظاہر ہے کہ ان سے مستحبی ذکر و اذکار مراد ہیں جیسا کہ اوپر باب 03 کی حدیثوں سے واضح ہو چکا ہے کہ مستحبی اجزاء کم وبیش بہت سارے منقول ہیں لہٰذا کوئی خاص ذکر معین نہیں ہے بلکہ ہر احسن واولیٰ ذکر و دعا سے خدا کی حمد وثناء کی جاسکتی ہے اور اگر کوئی خاص مستحبی اجزاء لازم ہوتے جیسے ابوبصیر والی روایت میں مذکور ہیں اور بیچارے عوام یاد نہ کرسکتے تو ہلاک ہو جاتے مگر ایسا نہیں ہے......"

تبصرہ:

وہ ضال ومضل لوگ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ کون کون نماز میں شہادت ثالثہ پڑھتے ہیں علمائے کرام کے ساتھ ساتھ تین معصوم یعنی رسولِ خدا، امام جعفر صادقؑ اور امام علی رضاؑ بھی شامل ہیں (معاذ اللہ)۔

دوسرا میں کہتا ہوں کہ اس کا خود ان حدیثوں کے ڈانڈے مستحبی اذکار سے ملانا بالکل لغو، جھوٹ اور دھوکا ہے اس لیے کہ حدیث میں مطلقاً سوال ہے کہ تشہد اور قنوت میں کیا پڑھوں؟ اور امامؑ نے مطلقاً جواب دیا ہے کہ جو اچھا جانو پڑھو۔ جب حدیث میں واجب اور مستحب کا کوئی فرق نہیں تو موصوف کو کس نے حق دیا ہے کہ وہ خود ساختہ تفریق بنائے۔

پھر اس کا یہ بیان کہ اگر سارے ذکر واجب ہوتے اور لوگ یاد نہ کرسکنے کی وجہ سے ہلاک ہو جاتے کم علمی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ تشہد کے سلسلے میں جو اذکار مروی ہیں کیا وہ سورہ الفاتحہ سے بڑے ہیں؟ سورہ انا انزلناہ سے زیادہ ہیں؟ جہاں باقی نماز یاد کی جاسکتی ہے وہاں اگر یہ اذکار واجب سمجھے جائیں تو یاد کیے جاسکتے ہیں کسی کی ہلاکت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اصل مقصد یہ ہے کہ اگر لوگ کھلم کھلا شہادتِ ثالثہ کا اظہار کرتے تو بنوامیہ اور بنوعباس کے دور میں لوگ ضرور ہلاک ہو جاتے۔ اسی لیے آئمہؑ نے رعایت دی لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ انسان مومنین کے مجمعے میں یا بلا خوف بھی اظہار نہ کرے۔

اس کی یہ بات کہ تشہد میں صرف شہادتین اور درود واجب ہے ہمیں قبول ہے لیکن جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ شہادتین کی تکمیل ولایت سے ہے اور حدیث بھی بیان ہو چکی کہ ولایت توحید کی شرائط میں سے ہے۔ لہٰذا موصوف کو اپنے ہی بیان کے مطابق شہادتِ ثالثہ پڑھنی پڑے گی ورنہ توحید سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

ایک اور فتویٰ:

یہ فتویٰ بھی مذکورہ صاحب کا ہی ہے جو انہوں نے وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 329 باب 04 کی احادیث کا ترجمہ

کرنے کے بعد دیا ہے۔ فرماتے ہیں:

''ان حقائق کے بعد تشہد میں شہادتِ ثالثہ کے جواز کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے جو نہ واجب ہے اور نہ مستحب اور نہ قرآن ہے اور نہ دعا اور نہ ہی براہ راست ذکر خدا۔ یہی وجہ ہے کہ جن جہال و ضلال نے مداخلت فی الدین کرتے ہوئے آج پندرہویں صدی میں جو نیا تشہد وضع کیا ہے اس کے ردِعمل کے طور پر فقہاو مجتہدین اسے حرام و مبطلِ نماز قرار دے رہے ہیں مزید تفصیلات کے خواہشمند ہماری فقہی کتاب ''قوانین الشریعہ'' کی طرف رجوع کریں''۔

تبصرہ:

موصوف کا یہ فتویٰ تو نہایت ہی جاہلانہ ہے ان کی جہالت اس بات سے عیاں ہے کہ ''جہال وضلال نے مداخلت فی الدین کرتے ہوئے آج پندرہویں صدی میں نیا تشہد وضع کیا ہے'' کیا امام جعفر صادقؑ و امام رضاؑ کا تعلق پندرہویں صدی سے ہے؟ کیا فقیہ سلار، علامہ محمد تقی مجلسی، علامہ محمد باقر مجلسی، یوسف بحرانی، سید بروجردی، محقق نراقی، نوری طبرسی وغیرہ سب کا تعلق پندرہویں صدی سے ہے؟ اس جہالت کے بعد انہوں نے خود مداخلت فی الدین کی ہے اور قرآن وحدیث کا انکار کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

کیا شہادتِ ثالثہ قرآن نہیں ہے؟

حضرت علی علیہ السلام کا خود یہ فرمان ہے کہ ''انا قرآن ناطق'' یعنی میں بولنے والا قرآن ہوں۔ اور یہ فرمان متفق علیہ ہے لیکن اگر کتابوں کی ضرورت ہو تو بحارالانوار، مشارق انوار الیقین، غایۃ المرام وغیرہ میں آپ کو یہ فرمان مل جائے گا پس یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ علیؑ خود قرآن ہیں موصوف کے بقول اگر شہادت ثالثہ قرآن ہو تو پھر جائز ہے پس ان کے اپنے بیان سے نماز میں شہادتِ ثالثہ جائز قرار پائی۔

نوٹ: حضرت علیؑ کا فرمان کہ میں قرآن ہوں۔ دیکھیے نور الثقلین جلد چہارم صفحہ 12 اور روضہ کافی جلد ہشتم صفحہ 68

کیا شہادت ثالثہ دعا نہیں ہے؟

شہادت ثالثہ بذات خود دعا بھی ہے اور جزو دعا بھی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

1۔نماز کی ابتداء میں دعا اور شہادت ثالثہ:

''امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم نماز کے لیے کھڑے ہونے لگو تو یہ کہو...... اور تین تکبیریں کہو اور یہ کہو...... اور تکبیریں کہو اور یہ کہو...... اس کے بعد دو تکبیریں کہو اور پھر یہ کہو:

وجهت وجهي للذي فطر السموات والارض على ملّة ابراهيم و دين محمّدٍ و منهاج عليا حنيفاً مسلماً وما انا من المشركين انّ صلاتي و نسكي و محياي و مماتي لِلّٰه ربّ العالمين لا شريكَ له و بذالك امرت و انا من المسلمين ۔ اعوذ بالله السّميع العليم من الشيطان الرّجيم بسم الله الرحمن الرحيم

حوالہ: من لا یحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 202 حدیث 916

2۔دعائے توجہ اور امام العصرؑ:

حضرت امام العصرؑ فرماتے ہیں کہ اس دعائے توجہ کے وہ الفاظ جو گویا اجماعی ہیں جن میں کوئی اختلاف نہیں ہے وہ یہ ہیں۔

وجهت وجهي للّذي فطر السموات والارض حنيفاً مسلماً على ملة ابراهيم و دين محمد صلى الله عليه و آله وسلّم و هدى على امير المومنين عليه السلام و ما انا من المشركين انّ صلاتي و نسكي و محياي و مماتي لِلّٰه ربّ العالمين لا شريك له و بذالك امرت و انا من المسلمين اللّهمّ اجعلني من المسلمين اعوذ بالله السّميع العليم من الشّيطان الرّجيم بسم الله الرحمٰن الرّحيم"۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 121 باب 02 حدیث 03

نوٹ: یہ دعائے توجہ درج ذیل کتب میں مروی ہے:

1۔ احتجاج طبرسی جلد دوم صفحہ 386
2۔ بحار الانوار جلد 81 صفحہ 206
3۔ فقہ الرضاؑ صفحہ 104
4۔ جامع احادیث الشیعہ سید بروجردی جلد پنجم صفحہ 92 حدیث 2423، 2474، 2425

5۔ حدائق الناضرہ شیخ یوسف بحرانی جلد ہشتم صفحہ 42
6۔ اسرار الصلوٰۃ از آیت اللہ جواد تبریزی صفحہ 302
7۔ الشہادۃ الثالثہ از شیخ عبدالحلیم الغزی صفحہ 269
8۔ مراسم العلویہ از فقیہ سلار صفحہ 70
8۔ مستدرک الوسائل جلد چہارم ابواب تکبیرۃ الاحرام حدیث 03

3۔ تشہد میں دعا اور شہادت ثالثہ:

آیت اللہ العظمیٰ محمد علی گرامی فرماتے ہیں: ''شیعہ کے بعض گروہ میں شہادتِ ثالثہ رائج ہے یعنی نماز کے تشہد میں بھی دونوں شہادتوں کے بعد پڑھتے ہیں: و اشهد ان علیاً ولی الله۔ اگرچہ احتمال یہ ہے کہ کوئی اشکال نہیں ہے لیکن احتیاط لازم کی بنا پر اگر کہنا چاہے تو دعا کی صورت میں کہے مثلاً: اللھمّ صلّی علی ولیّک علیاً امیر المومنین''

حوالہ: توضیح المسائل (اردو) محمد علی گرامی صفحہ 246 مسئلہ 1137

4۔ نماز کی انتہاء اور شہادتِ ثالثہ:

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ''جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو فوراً یوں کہو:

اللهم انّي أدينكَ بطاعتك وولايتكَ وولاية رسولكَ (صلى الله عليه و آله) و ولاية الائمة من اوّلهم الى آخرهم و تسميّهم واحدا واحدا.

حوالہ: 1۔ فلاح السائل صفحہ 168 2۔ مستدرک الوسائل جلد پنجم صفحہ 62 حدیث 5367

کیا شہادت ثالثہ ذکرِ خدا نہیں ہے؟

(1) ''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اپنی مجالس میں علی بن ابی طالبؑ کا ذکر کرو اس لیے کہ علیؑ کا ذکر میرا ذکر ہے میرا ذکر اللہ کا ذکر ہے اور اللہ کا ذکر عبادت ہے''۔

حوالہ: لؤلؤ والمرجان صفحہ 211؛ جامع المسائل فاضل لنکرانی جلد دوم صفحہ 100

(2) ''امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بے شک ہمارا ذکر اللہ کے ذکر سے ہے اور ہمارے دشمن کا ذکر شیطان کے ذکر سے ہے''۔

حوالہ: مراۃ العقول جلد 12 صفحہ 102؛ وسائل الشیعہ جلد چہارم صفحہ 215؛ بحار الانوار جلد 84 صفحہ 113

(3) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ کا ذکر عبادت ہے اور میرا ذکر بھی عبادت ہے اور علیؑ کا ذکر بھی عبادت ہے اور اس کی اولاد میں سے آئمہ کا ذکر بھی عبادت ہے"۔

حوالہ: مستدرک الوسائل جلد اوّل باب 1 حدیث 01؛ جامع المسائل فاضل لنکرانی جلد دوم صفحہ 99؛ اختصاص شیخ مفید صفحہ 218؛ بحار الانوار جلد 36 صفحہ 3780 حدیث 234؛ منتخب الاثر صفحہ 60 حدیث 06؛ القطرہ من بحار جلد اوّل صفحہ 126؛ غایۃ المرام جلد اول صفحہ 303 باب 13 حدیث 73

توضیح:

چونکہ موصوف ذکر خدا، قرآن، مستحب اذکار اور دعا کو نماز میں خصوصاً تشہد میں جائز سمجھتے ہیں اس لیے ان کو تشہد میں شہادتِ ثالثہ پڑھنی پڑے گی چاہے وہ قرآن سمجھ کر پڑھیں چاہے دعا سمجھ کر پڑھیں چاہے ذکر خدا سمجھ کر پڑھیں۔ انصاف قارئین کرام خود کریں گے۔

ان کے فتوے کا پول تو ہم پہلے ہی کھول چکے ہیں لیکن ان کا یہ کہنا کہ آجکل فقہاء و مجتہدین اسے حرام اور مبطل نماز قرار دے رہے ہیں تو ہم واضح کرنا چاہتے ہیں کہ وہ خود ساختہ فقیہی اور مجتہد جو حرام اور مبطل نماز قرار دے رہے ہیں وہ یہ خود ہیں سیستانی صاحب نے دعا کی صورت میں جائز قرار دیا ہے سید صادق شیرازی نے اس کے تشہد میں پڑھنے کا فتویٰ جاری فرمایا ہے جو ہم پہلے نقل کر چکے ہیں۔ باقی فقہا کے فتوے بھی ہم نقل کر چکے ہیں حتیٰ کہ ناصر مکارم شیرازی صاحب بھی جواز کا فتویٰ دے چکے ہیں البتہ انہوں نے یہ شرط لگائی ہے کہ جہاں دشمنوں کا ہتھیار بن جائے وہاں اجتناب کیا جائے۔ آج پندرہویں صدی میں واحد موصوف فقیہی نے مداخلت فی الدین کرتے ہوئے حرام اور مبطل نماز قرار دیا ہے اور قرآن اور سنت کا انکار کیا ہے۔ خوب غور کرو۔

7۔ تفسیر نماز بزبان صاحبِ اعجازؑ:

"جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز کی مفتاح (کنجی) طہارت ہے اور اس کی تحریم تکبیرۃ الاحرام ہے اور اس کی تحلیل (انجام) سلام ہے اور اللہ تعالیٰ بے طہارت کی نماز اور خیانت کے صدقہ کو قبول نہیں کرتا اور نماز کی سب سے اعلیٰ طہارت جو باعثِ قبولیتِ نماز ہے اور جس کے بغیر کوئی عبادت بھی قبول نہیں ہوتی وہ محمدؐ کی دوستی ہے اس اعتقاد کے ساتھ کہ وہ سردارِ انبیاء ہیں اور علیؑ کی دوستی ہے اس اعتقاد کے ساتھ کہ وہ سردار اوصیاء ہیں اور ان دونوں کے دوستوں کی دوستی اور ان کے

دشمنوں کی دشمنی ہے۔

نیز آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب بندہ وضو کرتا ہے اور اپنا منہ دھوتا ہے تو اس کے منہ کے گناہ ادھر ادھر گر جاتے ہیں اور جب ہاتھوں کو دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور جب سر پر مسح کرتا ہے تو سر کے گناہ گر جاتے ہیں اور جب اپنے دونوں پاؤں پر مسح کرتا ہے یا حالتِ تقیہ میں ان کو دھوتا ہے تو اس کے پاؤں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور اگر وضو کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہے تو اس کے تمام اعضاء گناہوں سے پاک ہو جاتے ہیں اور اگر وضو یا غسل جنابت کے اخیر میں کہے: سبحانك اللهم و بحمدك اشهد ان محمدً عبدكَ و رسولك و اشهد انّ علياً وليّكَ و خليفتك بعد نبيّك علي خلقتك و ان اولياءه اوصياءه''

تو اس کے سب گناہ جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت کے پتے جھڑ جایا کرتے ہیں اور اللہ اس وضو یا غسل کے قطرات کی تعداد کے موافق فرشتے پیدا کرتا ہے جو اللہ کی تسبیح، تقدیس، تہلیل اور تکبیر کرتے ہیں اور محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجتے ہیں اور اس کا ثواب اس وضو یا غسل کرنے والے کو ملتا ہے پھر خدا کے حکم سے اس شخص کے وضو یا غسل کے پانی پر مہرِ پروردگار ثبت ہوتی ہے اور فرشتے اس کو اٹھا کر عرش کے نیچے لے جاتے ہیں جہاں نہ چور اس کو لے سکتا ہے نہ کیڑا لگ سکتا ہے اور نہ دشمن اس کو بگاڑ سکتا ہے حتیٰ کہ اس کو اس سے زیادہ کر کے اس کو واپس دیا جاتا ہے اس حال میں جب کہ وہ نہایت حاجت مند اس کے ثواب کا ہوتا ہے۔ پھر اس کے عوض جنت کی نعمتیں اس قدر اس کو عطا کرتا ہے کہ نہ گننے والے اس کو گن سکتے ہیں اور نہ حفاظت کرنے والے اس کی حفاظت کر سکتے ہیں اور اللہ اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے حتیٰ کہ اس کی نماز نوافل میں شمار ہوتی ہے۔ پھر جب وہ شخص نماز پڑھنے کے لیے اپنے مصلے پر جاتا ہے تو خدا فرشتوں سے کہتا ہے اے میرے فرشتو اس میرے بندے کو دیکھتے ہو کہ کس طرح تمام خلقت سے الگ ہو کر میری طرف آیا ہے اور میری رحمت اور بخشش اور مہربانی کا امیدوار ہے میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس کو اپنی رحمت اور کرامت کے ساتھ مخصوص کیا اور جب وہ اللہ اکبر کہتا ہے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کرتا ہے اور اس کے بعد خدا کی ثناء (یعنی وجهت وجهي للذي...... ادعائے توجہ جسے ہم نقل کر چکے ہیں) شروع کرتا ہے تو پروردگار فرشتوں سے فرماتا ہے تم دیکھتے ہو کہ کس طرح اس نے میری بڑائی اور عظمت بیان کی اور شریک اور شبیہ اور نظیر سے میرا پاک ہونا ظاہر کیا اور میرے دشمن جو شرک کے اقوال میری نسبت کہتے ہیں ان سے بیزاری ظاہر کرنے کے لیے اپنے ہاتھوں کو اُٹھایا۔ اے فرشتو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں عنقریب اس کو اپنے خانہ جلالت وعظمت میں بزرگ اور عظیم کروں گا۔ اور اپنے دار کرامت کی پاکیزگیوں کے ساتھ اس کو پاکیزہ کروں گا اور اس کو گناہوں اور خطاؤں سے پاک کر کے آخرت کے عذاب اور جہنم کی آگ سے بری کروں گا۔

اور جب وہ شخص بسم اللہ کہہ کر سورۂ حمد اور دوسرا سورہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے تم دیکھتے ہو کہ وہ میرے کلام کو کیسا مزہ لے لے کر پڑھ رہا ہے اے میرے فرشتو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ قیامت کے دن میں اس سے کہوں گا اے میرے بندے میری جنت میں جا کر قرآن کی تلاوت کر اور اپنے درجات بڑھا جوں جوں وہ قرآن پڑھے گا حروف کے شمار کے موافق درجات میں ترقی ہوگی ایک درجہ سونے کا ہوگا اور ایک چاندی کا اور ایک موتی کا اور ایک جوہر کا اور ایک زبرجد کا اور ایک درجہ نور پروردگار عزیز کا ہوگا اور جب وہ شخص رکوع کرتا ہے تو خدا فرماتا ہے اے فرشتو تم دیکھتے ہو کہ وہ میرے جلال عظمت کے سامنے کیونکر تواضع اور فروتنی کر رہا ہے میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں اس کو اپنے خانۂ کرامت اور جلالت میں عظمت اور رفعت عطا کروں گا اور جب رکوع سے سر اُٹھاتا ہے تو اللہ فرشتوں سے فرماتا ہے اے فرشتو تم دیکھتے ہو کہ وہ کیونکر کہہ رہا ہے کہ میں جس طرح تیرے دوستوں کے سامنے متواضع ہوتا ہوں اور تیری خدمت میں فروتنی سے کھڑا ہوتا ہوں اسی طرح تیرے دشمنوں کے روبرو اپنے تئیں بلند مرتبہ ظاہر کرتا ہوں اے فرشتو میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں عاقبت کی نیکی اس کے لیے مقرر کروں گا اور اس کو اپنی جنت میں جگہ دوں گا۔ جب وہ سجدہ کرتا ہے تو خدا فرماتا ہے اے فرشتو دیکھتے ہو اس نے بلند ہونے کے بعد تواضع اور فروتنی اختیار کی ہے اور کہتا ہے کہ اگرچہ میں تیری دنیا میں صاحب جلالت و مکنت ہوں مگر حق کے سامنے ذلیل ہوں جبکہ وہ مجھ پر ظاہر ہوا اے فرشتو میں عنقریب اس کو حق کے ساتھ رفعت دوں گا اور اس کے سبب باطل کو دور کروں گا اور جب وہ سجدۂ اوّل سے سر اُٹھاتا ہے تو اللہ فرشتوں سے فرماتا ہے اے فرشتو دیکھو وہ کس طرح سے کہہ رہا ہے کہ اگرچہ میں نے تیرے لیے تواضع کی لیکن پھر بھی میں تیری اطاعت میں ذلت سے تیرے سامنے قائم ہوتا ہوں اور جب دوسرے سجدے میں جاتا ہے تو خدا فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرا یہ بندہ پھر کس طرح سے میرے سامنے متواضع ہوگیا میں بھی اپنی رحمت مکرر اس پر نازل کروں گا پھر جب سجدے سے سر اُٹھا کر کھڑا ہوتا ہے تو اللہ فرشتوں سے فرماتا ہے میں اس کو تواضع کے عوض ضرور رفعت عطا کروں گا جس طرح یہ اپنی نماز میں اُٹھا ہے۔ بعد از اں خدا ہر رکعت میں فرشتوں سے اسی طرح فرماتا رہتا ہے حتیٰ کہ جب وہ تشہد اول و دوم کے لیے بیٹھتا ہے تو فرماتا ہے اے فرشتو اس نے میری خدمت اور عبادت کو پورا کر دیا اور اب پھر میری صفت و ثناء کرتا ہے اور میرے پیغمبرؐ پر درود بھیجتا ہے میں بھی آسمانوں اور زمینوں کی سلطنت میں اس کی تعریف کروں گا اور عالم ارواح میں اس کی روح پر درود بھیجوں گا اور جب وہ نماز میں امیر المومنین علیؑ پر درود بھیجتا ہے تو خدا فرماتا ہے جس طرح تو نے اس پر درود بھیجا ہے اسی طرح میں تجھ پر درود بھیجوں گا اور اس کو تیرا شفیع کروں گا جیسا کہ تو نے اس سے شفاعت طلب کی ہے۔ اور جب وہ نماز میں سلام پھیرتا ہے تو اللہ اور اس کے فرشتے اس پر سلام پھیرتے ہیں''۔

حوالہ: تفسیر امام حسن عسکریؑ صفحہ 457 تا 460 مطبوعہ لکھنؤ؛ اسرار الصلوٰۃ از آیت اللہ جواد تبریزی صفحہ 278؛

بحار الانوار جلد 80 صفحہ 316

توضیح:

کیا اب بھی تشہد میں علیؑ کا نام لینے میں کوئی شک باقی ہے؟ ہمارے ہاں نماز میں خصوصاً تشہد میں امیر المومنینؑ پر درود نہیں بھیجا جاتا ہے کیونکہ اس روایت میں حضور اکرمؐ اور امیر المومنینؑ پر الگ الگ درود بھیجنے کا حکم ہے۔ یعنی جس طرح فقہ الرضاؑ میں درود موجود ہے اسی طرح درود بھیجنا چاہیے: اللھم صلی علی محمد المصطفیٰ و علی المرتضی و فاطمۃ الزھرا والحسن والحسین و اولادھما المعصومین حجج اللہ۔

8۔نماز کے بعد امام صادق علیہ السلام کی دعا:

نماز کے بعد امام جعفر صادق علیہ السلام دعا مانگتے ہوئے فرماتے ہیں:

''پروردگار تو نے ہم پر اپنے اولیاء کی مخلصانہ گواہی دینے کا احسان کیا ہے اور تو نے ہم سے یہ گواہی دلائی ہے کہ یہ ہستیاں سراج منیر اور نذیر و منذر یعنی رسولؐ اللہ کے بعد ان کے جانشین ہیں اور تو نے ان کی ولایت اور ان کے دشمنوں سے بیزاری کے ذریعے سے دین کی تکمیل کی ہے اور تو نے اپنے تجدیدِ عہد کے ساتھ ہم پر اپنی نعمت تمام کی ہے اور تو نے ہم سے ابتدائے تخلیق میں جو میثاق لیا تھا اس کی ہمیں یاددہانی کرائی ہے اور تیرا احسان ہے کہ تو نے ہمیں (اس میثاق کو) قبول کرنے والوں میں بنایا اور تو نے ہمیں اپنا ذکر فراموش کرنے سے بچایا چنانچہ تیرے ہی احسان و کرم کی وجہ سے ہم نے یہ گواہی دی کہ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں اور تو ہی ہمارا رب ہے اور محمد مصطفیٰؐ تیرے بندے اور رسول ہیں اور وہ ہمارے نبی ہیں اور حضرت علیؑ امیر المومنین اور حجتِ عظمیٰ اور آیت اللہ الکبریٰ ہیں اور علیؑ ہی وہ عظیم خبر ہیں جس کے متعلق لوگوں کا اختلاف ہے چنانچہ تیرے ہی احسان و کرم کی وجہ سے ہم نے یہ گواہی دی''۔

حوالہ: تفسیر نور الثقلین جلد سوم صفحہ 491؛ تہذیب الاحکام جلد دوم صفحہ 220

توضیح:

صادق امامؑ تو نماز میں توحید، رسالت اور امامت و ولایت کی گواہی دینے پر خدا کا شکر ادا کر رہے ہیں جبکہ ہم نماز کو

ہی باطل کر دیتے ہیں۔

9۔حدیث:

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ ''جس شخص نے میری ولایت میں شک کیا اس نے درحقیقت اپنے ایمان میں شک کیا اور جس نے میری ولایت کا اقرار کیا اس نے درحقیقت خدا کی ولایت کا اقرار کیا کیونکہ میری ولایت خدا کی ولایت سے متصل ہے جس طرح یہ میری دو انگلیاں (حضرتؑ نے دو انگلیاں ملا کر دکھائیں)''۔

حوالہ: احتجاج طبری صفحہ 116؛ نہج الاسرار جلد اول صفحہ 267

توضیح:

اس حدیث سے ایک بار پھر وضاحت ہوگئی کہ شہادت ثالثہ توحید کے ساتھ متصل (connected) ہے تو اگر تشہد میں صرف شہادت توحید ہی واجب ہو تو بھی شہادتِ ثالثہ واجب ہوگی اس لیے کہ یہ توحید کے ساتھ متصل ہے اور اس کے شرائط میں سے ہے چنانچہ اگر توحید واجب ہے تو ولایت بھی واجب ہوگی۔

اب ہم امیر المومنینؑ کا خطبہ معرفت بالنورانیہ نقل کر رہے ہیں جو تمام شکوک وشبہات کو دور کرنے کے لیے کافی ہے۔ اگرچہ یہ خطبہ تھوڑا طویل ہے لیکن پھر بھی ہم مکمل نقل کرنا چاہتے ہیں اس لیے کہ بہت مفید ہے۔

10۔خطبہ معرفت بالنورانیہ:

''محمد بن صدقہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابوذر غفاریؓ نے حضرت سلمان محمدیؓ سے کہا اے ابوعبداللہ (حضرت سلمان کی کنیت ہے) امیر المومنینؑ کی معرفت بالنورانیت کیا ہے؟

حضرت سلمان محمدی نے کہا جندب! آؤ خود امامؑ سے ہی کیوں نہ پوچھ لیں۔ چنانچہ دونوں صحابی مولاؑ کے درِ اقدس پر حاضر ہوئے لیکن اتفاق سے مولاؑ کو نہ پایا پس انتظار میں بیٹھ رہے حتیٰ کہ مولاؑ تشریف لائے۔ مولاؑ نے پوچھا کیسے آنا ہوا؟

دونوں نے عرض کیا ہم آپ کی معرفت بالنورانیت کے متعلق سوال کرنے حاضر ہوئے ہیں۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا: خوش آمدید تم دونوں لائق تحسین ہو، دوست ہو اور تکمیل دین کی سعی کرنے والے ہو تم ہرگز مقصر نہیں ہو مجھے اپنی جان کی قسم ہماری معرفت بالنورانیہ ہر مومن اور مومنہ پر واجب ہے۔

پھر ارشاد فرمایا اے سلمان، اے جندب! ہم نے عرض کیا: لبیک یا امیر المومنینؑ! تو آپؑ نے فرمایا: بے شک اس وقت تک کسی کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک ہماری نورانیت کی معرفت نہ کرے اور جب وہ شخص معرفت بالنورانیت کے

حصول میں کوتاہی کرتا ہے وہ شک کی حالت میں مرتا ہے اور جسے میری معرفت بالنورانیت حاصل ہوجائے تو وہ یہ سمجھے کہ اللہ نے اس کے دل کا ایمان کے لیے امتحان لے لیا ہے اور اس کے سینہ کو اسلام کے لیے کشادہ کردیا ہے اور یہ معرفت حاصل کرنے والا عارف اور مستبصر بن جاتا ہے۔

اے سلمان، اے جندب!

دونوں نے کہا: لبیک یا امیر المومنینؑ!

آپؑ نے فرمایا میری معرفت بالنورانیت خدا کی معرفت ہے اور خدا کی معرفت میری معرفت ہے اور یہی وہ خالص دین ہے جس کے متعلق خدا نے فرمایا ہے۔

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝

ترجمہ: ''انہیں بس یہی حکم دیا گیا کہ وہ دین کو خالص کر کے اللہ کی عبادت کریں اور ایک رخ ہو جائیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں یہی مضبوط دین ہے۔ (سورہ البینہ آیت 5)

اس سے خدا کی مراد یہ ہے کہ وہ اقرار کریں محمد ﷺ کی نبوت کا اور ان پر ایمان لائیں لہٰذا وہ دین محمدؐ یہ حنیف ہے اور دین حنیف آسان اور سہل ہے۔

اللہ کا ارشاد ہے: ویقیمون الصلوٰۃ ''وہ نماز قائم کرتے ہیں''۔ (سورۃ توبہ آیت 71)

اس اقامت خداوندی سے مراد یہ ہے کہ میری ولایت کو قائم کریں پس جس نے میری ولایت کو قائم کیا اس نے نماز کو قائم کیا لیکن میری ولایت قائم کرنا نہایت مشکل امر ہے ہر کوئی یہ برداشت نہیں کرتا مگر ملک مقرب اور نبی مرسل اور مومن کامل الایمان۔ اگر فرشتہ بارگاہ خداوندی میں مقرب نہیں تو وہ بھی متحمل نہیں ہوگا اگر نبی مرسل نہیں تو وہ بھی متحمل نہیں ہوسکتا اگر مومن کامل الایمان نہیں تو وہ بھی ہرگز متحمل نہیں ہوسکتا۔

حضرت سلمان نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ واضح فرمائیں کہ مومن کون ہے اور اس کی سرحد و انتہا کیا ہے تاکہ ہم اسے پہچان سکیں؟

فرمایا اے سلمان و جندب!

عرض کیا: لبیک اے برادرِ رسولؐ!

فرمایا: مومن کامل الایمان وہ ہے کہ جب ہمارا حکم اس تک پہنچے تو وہ فراخ دلی سے قبول کر کے ذرہ برابر بھی شک نہ

کرے اور ہمارے امر کو بھی رد نہ کرے۔

فرمایا: اے ابوذر جان لو کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اللہ کا خلیفہ ہوں اس کے تمام بندوں پر۔ ہمیں صرف خدا نہ بناؤ اس کے علاوہ جو چاہو ہماری فضیلت میں ہماری تعریف وتوصیف میں کہو پھر بھی تم ہماری کہنہ حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس لیے خدا نے ہمیں وہ اعظم واکبر فضائل اور مقامات عطا فرمائے ہیں کہ کوئی واصف ہماری کامل توصیف اور کوئی مداح ہماری جامع مدحت نہیں کرسکتا تم جتنی بھی ہماری تعریف وتوصیف کرو تم کما حقہ نہیں کرسکتے ہم تمہاری بیان کردہ تعریف وتوصیف سے بہت بلند اعلیٰ اور افضل ہیں۔ حتیٰ کہ خدا نے ہمیں وہ بلند مقام عطا فرمایا ہے کہ جو کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا جب تم ہمیں اس طرح پہچانو گے اس وقت تمہارا ایمان کامل ہوگا اور تم کامل الایمان مومن بنو گے۔

سلمان محمدی عرض کرتے ہیں اے برادرِ رسول! فرمائیں جو شخص نماز قائم کرتا ہے تو وہ آپ کی ولایت قائم کرتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا ہاں یہ درست ہے اس کی تصدیق خدا نے قرآن میں فرمادی ہے۔

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۚ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾

ترجمہ: صبر اور نماز سے مدد طلب کرو بے شک نماز خشوع کرنے والوں کے علاوہ سب پر بہت گراں ہے"۔ (سورہ بقرہ آیت 45)

اس صبر سے رسولِ خدا مراد ہیں اور صلاۃ سے مراد میری ولایت ہے بس اسی سے خدا نے فرمایا کہ وہ ایک نہایت مشکل کام ہے اور یہ نہیں فرمایا کہ وہ دونوں مشکل ہیں اسی لیے میری ولایت کا متحمل رہنا سخت کام ہے نہ کہ حضرت محمدؐ کی نبوت کا۔ مگر خشوع کرنے والوں کے لیے آسان ہے اس لیے کہ خاشعین سے ہمارے وہ شیعہ مراد ہیں جو مستبصر ہیں یہ اس طرح ہے کہ مختلف مذاہب کے لوگ یعنی مرجیہ وقدریہ، خوارج ونواصب سب کے سب حضرت محمدؐ کی نبوت کا اقرار کرتے ہیں مگر میری ولایت کے منکر ہیں اور جو میری ولایت کا اقرار کرے یہ اس کے دشمن ہوجاتے ہیں حالانکہ وہ محمد مصطفیٰؐ کی نبوت کے قائل ہیں۔ انہیں تو میری ولایت سے دشمنی ہے کوئی یہودی ہو یا نصرانی، ترک ہو یا کوئی اور ان سب کے یہ دوست بن جاتے ہیں مگر ولایت ان کے لیے وبال جان بن جاتی ہے لہٰذا بہت تھوڑے لوگ میری ولایت کے قائل ہیں۔ اسی لیے تو خدا نے فرمایا ہے:

وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾

اور خدا نے ایک اور جگہ حضرت محمد مصطفیٰؐ کی نبوت اور میری ولایت کے متعلق فرمایا:

وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِيْدٍ ﴿۴۵﴾

ترجمہ: "اور معطل کنواں اور مضبوط محل" (سورۃ حج آیت 45)

اس معطل کنواں سے مراد میری ولایت ہے جسے لوگوں نے ترک کر دیا اور اس کا انکار کر دیا اور مضبوط محل سے مراد حضرت محمدؐ کی نبوت ہے۔ یاد رکھو کہ محمدؐ کی نبوت اور میری ولایت ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہیں جس نے میری ولایت کا اقرار نہ کیا اسے نبوت محمدؐ کا اقرار کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ اسی لیے حضرت محمدؐ نبی مرسل اور مخلوق کے پیشوا اور میں ان کے بعد مخلوق کا امام ہوں اور محمدؐ کا وصی ہوں اور میرے بارے میں حضورؐ کا ارشاد ہے۔

"تجھے مجھ سے وہی منزلت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے"۔

ہمارا اول بھی محمد ہے ہمارا اوسط بھی محمد ہے اور ہمارا آخری بھی محمد ہے جس نے میری معرفت کی تکمیل کی تو وہ مضبوط دین پر ہے جیسا کہ خدا کا ارشاد ہے۔

وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝

ترجمہ: "اور یہی مضبوط دین ہے"۔ (بینہ آیت 5)

اور اس خدا کی مدد اور اس کی عطا کردہ توفیق سے اس کی وضاحت کرتا ہوں۔

اے سلیمان و جندب!

عرض کیا: لبیک اے برادرِ رسولؐ!

فرمایا: ہم اور حضور اکرمؐ ایک ہی نور تھے خدا کے نور سے پس خدا نے امر فرمایا کہ اس نور کے دو حصّے ہو جائیں اور وہ نور دو حصوں میں منقسم ہوا ایک حصّہ کو فرمایا کہ محمدؐ ہو جا اور دوسرے نصف حصّہ کو فرمایا کہ علیؑ ہو جا بس ہم ہو گئے۔ اسی لیے حضورؐ نے فرمایا کہ علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں اور میرے دین کو کوئی نہیں پہنچا سکتا میری طرف سے مگر صرف علیؑ اور ابوبکر کو سورۃ برأت دے کر مکہ روانہ کیا تو جبریل امینؑ نازل ہوئے عرض کی اے محمدؐ خدا فرما رہا ہے کہ ابوبکر کو واپس بلا لو اس لیے کہ ہمارے دین کو کوئی نہیں سمجھا سکتا سوائے آپ کے یا اس کے جو آپ سے ہو۔ پس حضورؐ نے مجھے فرمایا کہ سورۃ برات کی خود جا کر تبلیغ کرو اور ابوبکر کو واپس بھیج دو میں نے راستے میں جا کر اسے واپس لوٹا دیا تو ابوبکر کے دل میں طرح طرح کے خیالات پیدا ہوئے اور عرض کی یا رسولؐ اللہ! قرآن کا کوئی حکم نازل ہوا تھا جس کی وجہ سے مجھے بلا لیا فرمایا قرآن نہیں نازل ہوا بلکہ جبریلؑ نے خدا کا حکم پہنچایا کہ تشریح کے احکام میں خود کروں یا علیؑ کرے۔

پھر حضرت علیؑ نے فرمایا اے ابوذر و سلیمان!

دونوں نے عرض کیا: لبیک اے برادر رسولؐ!

فرمایا جو شخص حیاتِ رسولؐ میں ایک صحیفہ پہنچانے کا اہل نہیں تھا وہ رسولؐ اللہ کے بعد اس قابل کیسے بن گیا کہ پورے

دین کی تشریح کرے اور امام کیسے بن گیا؟

فرمایا: اے ابوذر وسلیمان سنو!

میں اور رسول اکرمؐ دونوں ایک نور ہیں پس محمدؐ رسول اللہ ہوئے اور میں ان کا وصی مرتضیٰ بنا۔ محمدؐ ناطق ہوئے اور میں صامت ہوا اس لیے ہر زمانے میں ایک صامت اور ایک ناطق کا وجود ہونا ضروری ہے۔ اے سلمان! محمدؐ منذر اور میں ہادی بنا۔ جیسا کہ خدا کا ارشاد ہے۔

اِنَّمَآ اَنۡتَ مُنۡذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوۡمٍ هَادٍ۝

ترجمہ: ''(اے رسولؐ) تم منذر ہو اور ہر قوم کے لیے ایک ہادی ہوتا ہے''۔ (سورۃ رعد آیت 07)

اس آیت کے تحت رسولؐ اللہ منذر اور مَیں ہادی ہوں۔

اور خدا کا ارشاد ہے:

ترجمہ: ''اللہ ہی جانتا ہے جو ہر ہر مادہ نے اُٹھایا ہوا ہے اور حمل کا وزن کتنا کم اور زیادہ ہو رہا ہے ہر چیز اس کے پاس ایک معین اندازے کے مطابق ہے وہ غیب وشہود کے عالم کو جاننے والا ہے اور وہ بلند و برتر ہے تم خواہ آہستہ گفتگو کرو یا بلند آواز سے وہ سب اس کے لیے برابر ہے چاہے بات کرنے والا شب میں، تاریکی میں بات کرے یا دن کی روشنی میں کرے ہر ایک کے آگے پیچھے اس کے نگہبان مقرر ہیں جو امر خدا سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں''۔ (سورۃ رعد آیت 8 تا 11)

حضرت سلمان کہتے ہیں کہ اس وقت امیر المومنینؑ نے اپنے دست حق پرست کو دوسرے دست مبارک پر مار کر فرمایا اے سلمان! پس محمدؐ صاحب جمع ہیں اور میں صاحب نشر ہوں محمدؐ صاحب جنت ہیں اور میں قسیم النار ہوں میں دوزخ سے کہوں گا کہ اسے پکڑ لے اور اسے چھوڑ دے۔ حضرت محمدؐ صاحب رجفہ (زلزلہ یا لرزہ) ہیں اور میں صاحب ہدہ (عذاب) ہوں۔ میں صاحبِ لوح محفوظ ہوں اللہ نے لوح محفوظ کا علم مجھے الہام فرمایا ہے اے سلمان و جندب! حضرت محمدؐ یسین و القرآن الحکیم. ن والقلم اور طه فا انزلنا علیك القرآن لتشقیٰ کے مصداق ہیں۔ حضرت محمدؐ صاحب دلالت وراہنمائی ہیں اور میں صاحبِ معجزات وعلامات ہوں حضرت محمد نبیوں کے خاتم ہیں اور میں اوصیاء کا خاتم ہوں۔ میں صراط مستقیم ہوں اور نباء عظیم (عظیم خبر) ہوں جس کے متعلق لوگ اختلاف کرتے ہیں۔ اختلاف نہیں ہے مگر صرف میری ولایت کے متعلق لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔ محمدؐ صاحبِ دعوت ہیں اور میں صاحب امر ہوں محمدؐ صاحب دعوت اور میں صاحب شمشیر ہوں۔ حضرت محمدؐ نبی مرسل اور میں رسولؐ اللہ کے فرمان کا مالک ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ

ترجمہ: ''وہ اپنے امر کی روح کو اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے بھیج دیتا ہے۔(سورۃ مومن آیت 15)

پس روح روح اللہ ہے جس کا تعلق براہ راست خدا سے ہے یہ سوائے ملک مقرب، نبی مرسل یا وصی منتخب کے اور کسی کے پاس نہیں اور کسی کو خدا نہیں دیتا۔ خدا جسے یہ روح عطا کردے، اسے ممتاز بنا دیتا ہے اپنی قدرت سے اسے تفویض فرماتا ہے اور اسے مردے زندہ کرنے کی قوت عطا کرتا ہے اور اسے علم ''ما کان وما یکون'' سے سرفراز کرتا ہے اور اسے یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ چشم زدن میں مشرق سے مغرب اور مغرب سے مشرق تک کا سفر کر سکے اور وہ اس روح کی وجہ سے لوگوں کا دلوں اور ضمیروں کی کیفیات کو جانتا ہے اور وہ آسمانوں اور زمین کا علم جان لیتا ہے۔

اے سلمان وجندب! محمد مصطفیؐ وہ ذکر ہیں جن کے متعلق خدا فرماتا ہے:

قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ

ترجمہ: اللہ نے تمہاری طرف ذکر کو نازل کیا رسول بنا کر جو تم پر اللہ کی آیات کی تلاوت کرتا ہے''۔

(سورہ طلاق آیت 11/10)

اور مجھے علم المنایا والبلایا اور قوت فیصلہ عطا ہوئی اور میرے سینہ میں علم قرآن اور قیامت تک ہونے والے واقعات کا علم ودیعت رکھا گیا ہے محمد مصطفیؐ نے لوگوں کے لیے حجتیں قائم کیں اور میں اللہ کی حجت ہوں اور اللہ نے مجھے وہ کچھ عطا کیا جو اولین اور آخرین میں سے کسی نبی مرسل اور کسی ملک مقرب کو عطا نہیں کیا۔

اے سلمان وجندب!

دونوں نے کہا: لبیک یا امیر المومنینؑ!

فرمایا: سنو! میں نے ہی اپنے رب کے حکم سے نوحؑ کو کشتی میں سوار کیا اور میں نے ہی اپنے رب کے اذن سے یونسؑ کو مچھلی کے شکم سے نکالا اور میں نے ہی اپنے رب کے حکم سے موسیٰ بن عمران کو دریا سے پار کیا اور میں نے ہی اپنے رب کے حکم سے ابراہیمؑ کو آگ سے نکالا میں نے نہروں کو جاری کیا۔ میں نے ہی چشمے بہائے اور میں نے ہی درخت لگائے اور اللہ کے حکم سے اس قوم پر آسمان سے آگ برسائی اور میں ہی اذان دوں گا جس کو جن وانس سنیں گے اور تمام اقوام اسے سمجھیں گی میں تمام جباروں اور منافقوں کی زبان جانتا ہوں میں ہی وہ خضر ہوں جس سے موسیٰ تعلیم حاصل کرتے تھے اور میں ہی سلمان بن داؤد کا استاد ہوں اور میں ہی ذوالقرنین ہوں اور میں ہی خدا کی قدرت ہوں۔

اے ابوذر وسلمان!

عرض: کیا لبیک یا امیر المومنینؑ!

فرمایا: ہمارا مرنے والا مرا نہیں ہوتا اور ہمارا غائب ہونے والا غائب نہیں ہوتا اور ہمارے مقتول ہر گز قتل نہیں کیے جاسکتے۔

اے سلمان وجندب!

میں محمدؐ ہوں اور محمدؐ میں ہوں میں محمدؐ سے ہوں اور محمدؐ مجھ سے ہیں اس لیے خدا فرماتا ہے:

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿٢٠﴾

ترجمہ: ''اس نے دو سمندر جاری کیے جو مل جاتے ہیں ان دونوں کے درمیان ایک حد فاصل ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کر سکتے''۔ (سورۃ رحمن آیت 20/19)

اے سلمان وجندب!

میں ہر گزرے ہوئے اور ہر زندہ مومن مرد اور عورت کا امیر ہوں اور روح عظمت سے میری تائید ہوئی ہے۔ اور میں بندگانِ خدا میں سے ایک بندہ ہوں۔ ہمیں رب نہ کہو اس کے علاوہ ہماری فضیلت میں جو چاہو کہتے رہو اس کے باوجود تم ہماری اس فضیلت کی حقیقت تک نہ پہنچ سکو گے جو خدا نے ہمارے لیے مقرر کی ہے اس فضیلت کے دسویں حصّہ تک بھی نہ پہنچ سکو گے کیونکہ ہم اللہ کی آیات و دلائل ہیں اور ہم اللہ کی حجتیں ہیں اور اس کے خلفاء اور اس کے رفقاء اور اس کے بنائے ہوئے آئمہ ہیں ہم وجہ اللہ، عین اللہ، لسان اللہ ہیں ہماری وجہ سے خدا اپنے بندوں کو عذاب دیتا ہے اور ہماری وجہ سے ثواب دیتا ہے اس نے اپنی مخلوق میں سے ہمیں طاہر بنایا اور ہمیں چن لیا اور ہمارا انتخاب کیا اگر کوئی یہ کہے کہ کیوں، کیسے اور کس میں؟ تو وہ کافر و مشرک بن جائے گا کیونکہ خدا سے اسکے افعال کا پوچھا نہیں جاسکتا جبکہ سب سے پوچھا جائے گا۔

اے سلمان وجندب!

دونوں نے کہا: لبیک اے امیر المومنینؑ!

فرمایا: جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اور جو وضاحت و تشریح و تفسیر کی ہے جو اس پر ایمان لائے تو وہ ایسا مومن ہے جس کے دل کا خدا نے ایمان کے لیے امتحان لیا ہے اور اس کے سینہ کو اسلام کے لیے کشادہ کیا ہے اور وہ عارف اور مستبصر ہے اور وہ کامل و اکمل ہے اور جو شک کرے، عناد رکھے اور انکار کرے اور رک جائے اور حیران ہو جائے تو وہ مقصر اور ناصب ہے۔

اے سلمان وجندب!

دونوں نے کہا: لبیک اے امیر المومنینؑ!

فرمایا: میں اللہ کے اذن سے زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں میں ہی خلق کرتا ہوں اور میں ہی رزق دیتا ہوں میں جانتا ہوں تم نے کیا کیا ہے میں رب کے حکم سے تمہیں اس کی خبر دیتا ہوں جو تم گھروں میں کھاتے ہو اور ذخیرہ کرتے ہو اور میں تمہارے دلی ارادوں کو جانتا ہوں اور میری اولاد کے آئمہ بھی وہ جانتے ہیں اور جب چاہیں اور ارادہ کریں تو وہ سارے کمالات دکھا سکتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم سب ایک ہیں ہمارا پہلا بھی محمد ہے، درمیانہ بھی محمد ہے اور آخری بھی محمد ہے اور ہم سب محمد ہیں تم ہمارے درمیان فرق نہ ڈالنا جو ہم چاہتے ہیں وہی اللہ چاہتا ہے اور جو ہم ناپسند کریں اللہ بھی ناپسند فرماتا ہے۔

> ہلاکت ہے مکمل ہلاکت ہے اس کے لیے جو ہماری فضیلت اور ہماری خصوصیت کا اور جو کچھ ہمارے رب نے ہمیں عطا کیا ہے اس کا انکار کرے تو اس شخص نے خدا کی قدرت اور ہمارے اندر اس کی مشیت کا انکار کیا۔

پھر فرمایا: اے سلمان و جندب!

دونوں نے کہا: لبیک یا امیر المومنین صلوت اللہ علیک

فرمایا: خدا نے ہمیں اس سے بھی کہیں زیادہ واعلیٰ حصہ عطا کیا ہے۔

ہم نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ وہ کون سی چیز آپ کو عطا ہوئی ہے جو ان جملہ فضائل سے بھی افضل ہے؟

فرمایا: پروردگار نے ہمیں اسم اعظم کی تعلیم دی ہے اگر ہم چاہیں تو اس کے ذریعے سے آسمانوں اور زمین اور جنت و نار کو پھاڑ دیں اور اس کے ذریعے سے آسمانوں کی جانب عروج کریں اور زمین پر اتریں اور اس کے ذریعے مشرق و مغرب تک رسائی حاصل کریں اور عرش تک چلے جائیں اور خدا کے حضور جا بیٹھیں۔ ہر چیز ہماری اطاعت کرتی ہے حتیٰ کہ آسمان، زمین، سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت، چوپائے، سمندر اور جنت و دوزخ سمیت سب کی سب چیزیں ہماری اطاعت کرتی ہیں اللہ نے ہمیں یہ سب کچھ اس اسم اعظم کے وسیلہ سے دیا ہے جو اس نے ہمیں تعلیم کیا ہے اور ہمیں اس سے مخصوص کیا ہے اور ان سب باتوں کے باوجود ہم کھاتے بھی ہیں اور پیتے بھی ہیں اور بازاروں میں چلتے بھی ہیں اور ہم یہ تمام چیزیں اپنے رب کے حکم سے کرتے ہیں۔ اور ہم خدا کے وہ مکرم عبد ہیں جو قول میں اس پر سبقت نہیں کرتے اور اس کے فرمان پر عمل کرتے ہیں اللہ نے ہمیں معصوم وطاہر بنایا ہے اور ہمیں اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت دی ہے۔ اس لیے ہم کہتے ہیں:

> ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے ہمیں اس کی ہدایت دی ہے اور اگر خدا ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم از خود ہدایت نہ پا سکتے......'' (اعراف 43)

اور کافروں پر عذاب کا فرمان سچا ہو چکا ہے یعنی ان لوگوں پر جو ہمارے اس فضل و احسان کا انکار کریں جو ہمیں خدا

نے عطا کیا ہے۔

اے سلمان وجندب!

یہ میری معرفت بالنورانیت ہے سیدھے راہ پر چلتے ہوئے اسے مضبوطی سے تھامو۔ یادرکھو ہمارا کوئی شیعہ اس وقت تک مستبصر نہیں ہوسکتا جب تک میری معرفت بالنورانیت کو حاصل نہ کرے اور جب کوئی مجھے اس کے ساتھ پہچان لے تو وہ کامل مستبصر بن جاتا ہے اور اس نے علم کے سمندر کو عبور کیا ہے اور فضیلت کے اعلیٰ درجہ پر چڑھا ہے اور اسرارِ خدا میں سے ایک راز پر مطلع ہوا ہے اور اس کے پوشیدہ خزائن میں سے ایک خزانہ سے آگاہی حاصل کی ہے"۔

حوالہ: بحارالانوار جلد 26 صفحہ 01 تا 07 حدیث 01؛ القطرہ من بحار جلد اول صفحہ 196؛ مشارق انوار الیقین حافظ رجب برسی صفحہ 274؛ سوال عوام کے جواب امام کے از شیخ احمد قاضی زاہدی گلپائیگانی حصّہ دوم فصل دہم صفحہ 312 تا 323 مطبوعہ ادارہ منہاج الصالحین لاہور۔

توضیح:

اس خطبے سے تمام شکوک وشبہات جو مقصرین پھیلاتے ہیں کا جواب مل جاتا ہے اور نماز کے تشہد میں شہادت ثالثہ کا واضح بیان موجود ہے کہ شہادت رسالت اور شہادت ولایت آپس میں متصل (connected) ہیں لہٰذا ان کو جدا نہیں کیا جاسکتا ۔نیز یہ بھی فرمایا گیا کہ جو اقرار رسالت تو کرے مگر اقرار ولایت نہ کرے تو اس کو اقرار رسالت کچھ فائدہ نہ دے گا۔ لہٰذا شہادت ثالثہ ہر حال میں شہادت رسالت سے متصل ہونی چاہیے۔ اگر شہادت رسالت واجب ہوگی تو شہادت ولایت بھی واجب ہوگی اور اگر شہادت رسالت مستحب ہوگی تو شہادت ولایت بھی مستحب ہوگی ۔اب تشہد میں شہادت ثالثہ کا فیصلہ خود فرمایئے گا۔

کیا قرآن شہادتین کا حکم دیتا ہے یا شہادات کا؟

پہلی آیت:

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ⑧ (سورہ تغابن آیت 8)

ترجمہ: "پھر اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جس کو ہم نے نازل کیا ایمان لاؤ اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے آگاہ ہے"۔ (ترجمہ سید مقبول احمد دہلوی)

تفسیر:

''امام محمد باقرؑ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا بخدا اس نور سے آئمہ اہلبیتؑ مراد ہیں جو اللہ کا نور ہیں......''
حوالہ: تفسیر نور الثقلین جلد ہشتم صفحہ 400؛ ضمیمہ قرآن از سید مقبول احمد دہلوی صفحہ 666

توضیح:

1۔ اللہ پر ایمان: اشهد ان لا اله الا الله
2۔ رسولؐ پر ایمان: اشهد ان محمد الرسول الله
3۔ نور پر ایمان: اشهد ان علیاً ولی الله و اولاده المعصومین حج الله

یعنی اس آیت میں شہادتین کا نہیں بلکہ شہادات کا ذکر ہے آپ جہاں پر بھی دیکھیں گے آپ کو تین سے کم شہادتوں کا ذکر نہیں ملے گا۔ چند اور آیات بھی ملاحظہ فرمائیں۔

دوسری آیت:

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (سورۃ نساء آیت 59)
ترجمہ: ''اے ایمان لانے والو اللہ کی اطاعت کرو اور اس رسول اور ان والیان امر کی اطاعت کرو جو تم ہی میں سے ہیں''۔ (ترجمہ سید مقبول احمد دہلوی)

تفسیر:

اس آیت میں ''اولی الامر'' سے امیر المومنینؑ اور ان کی اولاد سے معصوم آئمہؑ مراد ہیں''۔
حوالہ: تفسیر عیاشی جلد اول صفحہ 249 حدیث 169؛ تفسیر نور الثقلین جلد دوم صفحہ 394؛ ضمیمہ مقبول صفحہ 104؛ تفسیر البرہان جلد اوّل صفحہ 382؛ تفسیر انوار النجف جلد چہارم صفحہ 197؛ بحار الانوار جلد ہفتم صفحہ 62
نوٹ: اس کے علاوہ تمام شیعہ کتب میں یہی تفسیر موجود ہے۔

توضیح:

اللہ کی اطاعت: اشهد ان لا اله الا الله
رسولؐ کی اطاعت اشهد ان محمد الرسول الله

اولی الامر کی اطاعت اشھد ان علیاً ولی اللہ و اولادہ المعصومین حجج اللہ

اس آیت سے بھی شہادات کا حکم ہے شہادتین کا نہیں۔ خدا معلوم صاحبِ فتوٰی کو شہادتین کا لفظ کہاں سے ملا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ توحید، رسالت اور ولایت ہر جگہ اکٹھی اور لازم وملزوم ہیں۔

تیسری آیت:

وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿۴۵﴾

(سورۃ زخرف آیت 45)

ترجمہ: ''اور جو رسول ہم نے تم سے پہلے بھیجے تھے ان سے پوچھ لو کہ آیا ہم نے سوائے (خدائے) رحمن کے کچھ اور خدا مقرر کردیئے تھے جن کی پرستش کی جاتی تھی''۔ (ترجمہ سید مقبول احمد دہلوی)

تفسیر:

1۔ حضرت محمدؐ مصطفٰی نے فرمایا کہ جب میں معراج پر چوتھے آسمان پر پہنچا تو سرخ یاقوت سے بنا ہوا ایک عالیشان محل دیکھا جبریلؑ نے کہا یہ بیت المعمور ہے جو تمام زمینوں اور آسمانوں سے پچاس ہزار سال پہلے خلق کیا گیا آپ اس میں نماز پڑھیں چنانچہ انبیاء ومرسلین کو اللہ نے جمع فرمایا اور میں نے ان کو وہاں نماز پڑھائی تو جبرئیلؑ یہ وحی لے کر آئے کہ خدا تحفہ درود وسلام کے بعد فرماتا ہے کہ ان رسولوں سے سوال کرو کہ یہ کیونکر مبعوث ہوئے چنانچہ میں نے سوال کیا تو ان سب نے جواب دیا کہ ہم تیری ولایت اور علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت پر مبعوث ہوئے ہیں''۔

حوالہ: تفسیر البرہان جلد ہفتم صفحہ 135؛ تفسیر انوار النجف جلد 12 صفحہ 240

2۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جب میں نے رسولوں سے فرمایا کہ تم کس بات پر مبعوث کیے گئے تو سب نے جواب دیا ہم اللہ کی توحید کی شہادت تیری نبوت کے اقرار اور علیؑ کی ولایت کے اعلان کے بعد مبعوث بر رسالت ہوئے''۔

حوالہ: تفسیر انوار النجف جلد 12 صفحہ 240

نوٹ: اس آیت کی یہ تفسیر مختلف الفاظ کے ساتھ درج ذیل کتب میں موجود ہے: اصول کافی (عربی) جلد ہشتم صفحہ 120 حدیث 93؛ تفسیر قمی جلد دوم صفحہ 257؛ تاویل الآیات جلد دوم صفحہ 562 حدیث 29؛ امالی شیخ صدوق جلد اول صفحہ 102؛ احتجاج طبرسی صفحہ 248

توضیح:

انبیاء نے بھی شہادتین نہیں بلکہ شہادات کے اقرار پر نبوت حاصل کی۔

1- توحید کی شہادت: اشھد ان لا الہ الا اللہ

2- رسالت کا اقرار: اشھد ان محمد الرسول اللہ

3- ولایت کا اعلان: اشھد انّ علیا ولی اللہ

تو جب نبوت شہادات کے بغیر قبول نہیں ہوتی ہماری نماز کیا نبوت سے اہم ہے جو صرف شہادتین پر ہی قبول ہو جائے گی۔

چوتھی آیت:

اِلَيۡهِ يَصۡعَدُ الۡكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالۡعَمَلُ الصَّالِحُ يَرۡفَعُهٗ (سورۃ فاطر آیت 10)

ترجمہ: "اس کی طرف پاکیزہ کلمات پڑھ کر پہنچتے ہیں اور وہی نیک عمل کو بلند کرتا ہے"۔ (ترجمہ سید مقبول احمد دہلوی)

تفسیر:

"امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "کلم الطیب" سے مراد مومن کا یہ کہنا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمدؐ اللہ کے رسول ہیں علیؑ اللہ کے ولی ہیں اور رسولؐ اللہ کے خلیفہ ہیں"۔

حوالہ: تفسیر نور الثقلین جلد ہفتم صفحہ 128؛ ضمیمہ قرآن از سید مقبول احمد دہلوی صفحہ 522؛ تفسیر قمی جلد دوم صفحہ 208؛ تفسیر البرہان جلد سوم صفحہ 277/278؛ تفسیر آصفی جلد 12 صفحہ 158

توضیح:

1۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ

2۔ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ اشھد ان محمد الرسول اللہ

3۔ علیؑ اللہ کے ولی ہیں۔ اشھد ان علیا ولی اللہ

یہاں بھی شہادتین نہیں بلکہ شہادات کا ہی ذکر ہے یعنی آپ کو اکیلی دو شہادتوں کا ذکر نہیں ملے گا ان تینوں شہادتوں کا

ذکر ہر جگہ اکٹھا ہی ہوگا۔ پھر نماز میں شہادتین کیوں؟ شہادات کیوں نہیں؟

پانچویں آیت:

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ڔ شَهِدْنَا ڔ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ (سورہ اعراف آیت 172)

ترجمہ: ''اور (اس وقت کو یاد کرو) جبکہ تمہارے پروردگار نے اولادِ آدم سے ان کی پشت در پشت اولاد کو لیا اور ان کو ان کی اپنی اپنی ذات پر گواہ قرار دیا (اور ان سے یہ سوال کیا) کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے عرض کی بے شک ہے ہم گواہ ہیں (کہ تو ہمارا رب ہے تمہارا یہ اقرار ہم نے اس لیے جتلا دیا کہ) قیامت کے دن کہیں تم یہ نہ کہہ دو کہ ہم تو اس سے بے خبر تھے''۔ (ترجمہ سید مقبول احمد دہلوی)

تفسیر:

''امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک روایت منقول ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ اللہ نے روز الست اولادِ آدم سے اپنی ربوبیت، اور حبیب خدا کی رسالت اور امیر المومنینؑ کی ولایت کا اقرار لیا تھا''۔

حوالہ: تفسیر نور الثقلین جلد سوم صفحہ 485؛ بحار الانوار جلد 26 صفحہ 280؛ تفسیر البرہان جلد دوم صفحہ 50؛ حاشیہ ترجمہ قرآن از مولانا فرمان علی صفحہ 274 حاشیہ نمبر 1 (مطبوعہ شیخ غلام حسین لاہور)؛ ضمیمہ قرآن از سید مقبول احمد دہلوی صفحہ 206؛ تفسیر عیاشی جلد دوم صفحہ 40؛ بصائر الدرجات جلد اول صفحہ 545

توضیح:

1۔ ربوبیت کا اقرار: اشھد ان لا الہ الا اللہ

2۔ رسالت کا اقرار: اشھد انّ محمد الرسول اللہ

3 ولایت کا اقرار: اشھد ان علیاً ولی اللہ

تعجب کی بات ہے کہ عالم الست میں شہادات کا اقرار کیا اور گواہی دی لیکن دنیا میں آ کر شہادتین کو یاد رکھا اور ولایت

کو غیر اہم قرار دے دیا۔ اگر یہ مستحب ہی تھی تو وہاں اقرار کیوں کیا تھا؟ خدا کو ہی کہہ دیتے کہ شہادتین ہی کافی ہیں ولایت مستحب ہے لہٰذا اہم اقرار نہیں کرتے۔ اگر ایسا کہا ہوتا تو آج یہ فتویٰ مان لیا جاتا۔ چونکہ یہ فتویٰ اس اقرار کے خلاف ہے اس لیے قابل قبول نہیں ہے۔ خدا کے سامنے شہادات کا اقرار کیا ہے تو نماز میں بھی بندہ خدا کے سامنے ہی ہوتا ہے سو نماز میں بھی شہادتین نہیں چلیں گی بلکہ شہادات ہی کا اقرار کرنا پڑے گا۔ وہاں خدا کے سامنے شہادات اور یہاں خدا کے سامنے شہادتین؟ اتنا بڑا دھوکہ...... وہ بھی خدا سے۔

نوٹ: اگر ہم آیات قرآنی لکھتے رہیں تو الگ سے کتاب بنانے کی ضرورت ہوگی چونکہ طوالت زیر نظر ہے لہٰذا انہی آیات پر اکتفاء کر رہے ہیں کیونکہ ہدایت کے لیے ایک آیت ہی کافی ہے اور جس نے نہیں ماننا ہوتا تو اس کو پورا قرآن سنا دیں پھر بھی نہیں مانے گا۔ علاوہ ازیں آیت ولایت، آیت تبلیغ، آیت اکمال الدین وغیرہ میں بھی شہادات کا ہی ذکر ہے شہادتین کا نہیں لہٰذا شہادات پر قائم رہنا چاہیے۔

☆☆☆

کیا معصومینؑ شہادتین کا اقرار کرتے ہیں یا شہادات کا؟

1۔ خاتم الانبیاء حضرت محمدؐ مصطفیٰ اور اقرار شہادات:

''ابو حمراء کہتے ہیں کہ ایک دن مجھ سے رسولؐ اللہ نے فرمایا اے ابو حمرا جاؤ اور میرے پاس سو عرب، پچاس عجم، تیس مصری اور بیس حبشہ کے لوگوں کو لے کر آؤ۔ ابو حمراء کہتے ہیں کہ میں مطلوبہ افراد کو لے کر حاضر ہو گیا تو سرکارؐ نے ان کو چار صفوں میں کھڑا کیا پہلی صف عربوں کی تھی دوسری عجمیوں کی تیسری مصریوں کی اور چوتھی حبشیوں کی۔ پھر اللہ کی حمد و ثنا اس طرح فرمائی کہ ہم نے پہلے کبھی نہیں سنی تھی پھر فرمایا اے عرب و عجم و مصر و حبشہ کے لوگو گواہی دو کہ اللہ وحدہٗ لاشریک ہے اور میں محمدؐ اللہ کا رسول اور عبد ہوں اور علیؑ امیر المومنین ہیں اور اللہ کے ولی ہیں اور میرے بعد میرے وصی برحق ہیں۔ سب نے یہ تینوں گواہیاں دیں۔ یہ سن کر سرکارؐ نے تین مرتبہ فرمایا ''اے اللہ تو گواہ رہنا''۔ پھر فرمایا: اے علیؑ! قلم دوات اور لکھنے کے لیے کاغذ حاضر کرو مولا علیؑ نے یہ تینوں چیزیں لا کر رسولؐ اللہ کے حوالے کر دیں سرکارؐ نے فرمایا، لکھو: ''بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ وہ گواہیاں ہیں جن کا اقرار عرب و عجم و مصر و حبشہ والوں نے کیا ہے''۔ پھر اس تحریر اقرار پر اپنی مہر لگائی اور اسے مولا علیؑ کے حوالے کر دیا۔

حوالہ: مشارق انوار الیقین صفحہ 66؛ غایۃ المرام جلد اول صفحہ 110 باب 09 حدیث 06؛ امالی شیخ صدوق صفحہ 328

توضیح:

کیا عقل کی بات ہے کہ جو رسول شہادات کا تحریری اقرار لے رہا ہے اس کی اپنی امت شہادتین کو واجب سمجھتی ہے اور ثالثہ کو مستحب یا مبطل سمجھتی ہے۔

2۔ رسولؐ اللہ کے والدین اور اقرار شہادات:

''انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابوذر مسجد رسولؐ اللہ میں آئے ور کہا میں نے ایسی چیز کبھی نہیں دیکھی جو کل شب میں نے دیکھی لوگوں نے پوچھا تم نے کیا دیکھا؟ انہوں نے کہا میں نے دیکھا رسولؐ اللہ اپنے گھر کے دروازے سے رات کے وقت نکلے اور حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور دونوں بقیع کی طرف چلے گئے اور میں ان دونوں کے پیچھے

پیچھے چلا وہ دونوں مقابر مکہ کے پاس آئے پس آنحضرتؐ ذرا مڑ کر اپنے پدر بزرگوار کی قبر کی طرف پہنچے وہاں دو رکعت نماز پڑھی ناگاہ میں نے دیکھا کہ قبر شق ہوئی ہے اور حضرت عبداللہؑ بیٹھے ہوئے ہیں اور کہہ رہے ہیں: اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمداً عبدہ و رسولہ۔ آنحضرتؐ نے فرمایا: بابا (یہ کافی نہیں ہے) آپ کا ولی کون ہے؟ انہوں نے کہا: اے فرزند! ولی کون ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا: یہ علیؑ ہیں۔ تو انہوں نے کہا "ان علیاً ولی"۔ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ میرے ولی ہیں۔ آنحضرتؐ نے اپنی ماں کی قبر کی طرف رخ کیا اور وہاں اسی طرح دو رکعت نماز پڑھی جس طرح پدر بزرگوار کی قبر پر پڑھی تھی پھر یک بیک قبر شق ہوگئی اور آپؐ کی والدہ گرامی کہتی ہوئی سنائی دیں: "اشھد ان لا الہ الا اللہ و انک نبی اللہ و رسولہ" آنحضرتؐ نے فرمایا: اے مادر گرامی (یہ شہادتین کافی نہیں ہیں) آپ کا ولی کون ہے؟ ان محترمہ نے کہا: اے فرزند ولی کون ہے؟ فرمایا: یہی علی بن ابی طالبؑ تو ہیں۔ ان محترمہ نے کہا ہاں میں گواہی دیتی ہوں کہ میرے ولی علیؑ ہیں اس کے بعد آنحضرتؐ نے فرمایا اے والدہ گرامی اب آپ اپنی تربت اور روضہ میں جا کر آرام فرمائیں۔

حضرت ابوذر سے یہ واقعہ سن کر لوگوں نے ان کی تکذیب کی اور کہا کہ یہ جھوٹ بولتے ہیں ان کا گریبان پکڑ کر رسولؐ اللہ کے پاس لے گئے اور کہا: یارسولؐ اللہ! آج اس نے آپؐ پر بہت جھوٹ لگایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اس نے کیا جھوٹ لگایا ہے؟ لوگوں نے کہا: اس نے ایسا ایسا کہا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کسی ایسے شخص سے جو ابوذر سے زیادہ صادق ہو اور سچ بولنے والا ہو نہ اس نیلے آسمان نے کبھی سایہ کیا اور نہ کبھی زمین نے اس کے پاؤں چومے"۔

حوالہ: علل الشرائع جلد اوّل صفحہ 214 باب 141 حدیث 01؛ معانی الاخبار شیخ صدوق جلد اوّل صفحہ 224 باب 157 حدیث 01

توضیح:

فتویٰ کے مطابق شہادت ثالثہ غیر اہم بلکہ باعث مبطل ہے ہے اور شہادتین ہی کافی ہیں تو رسول اللہؐ کو اس کی اتنی ضرورت کیوں پیش آ گئی کہ والدین کو قبروں سے اُٹھا کر شہادتِ ثالثہ کی معرفت بھی کروائی اور اقرار بھی کروایا۔ انصاف خود فرمایئے گا۔ اور جناب ابوذرؓ کی شان کا کیا ہی کہنا کہ اس جیسا کوئی سچا ہوا ہی نہیں ہے۔ اور آنجنابؓ اذان میں شہادت ثالثہ کہا کرتے تھے ان کی سچائی کو صاحبِ فتویٰ کو تسلیم کر لینا چاہیے۔ ان کی اذان پہلے نقل کی جا چکی ہے۔

3۔ حضرت ابوطالبؑ اور اقرارِ شہادات:

"حضرت امیر المومنینؑ کی دنیا میں تشریف آوری ہوئی تو رسولؐ اللہ نے حضرت ابوطالبؑ سے فرمایا کہ یہ الفاظ پڑھا

کرو: اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ و اشھد ان علیاً ولی اللہ ولا امام بعد نبی اللہ۔

حوالہ: حدیقۃ الشیعہ از مقدس اردبیلی

4۔ حضرت امیر المومنینؑ اور اقرارِ شہادات:

آپ جب خانہ کعبہ میں ظہور پذیر ہوئے تو اذان واقامت کہی اور گواہی دی کہ "اللہ ایک ہے محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور میں اللہ کا ولی ہوں اور رسول کا خلیفہ ہوں"۔

حوالہ: ثباۃ الہداۃ از شیخ الحر العاملی جلد دوم صفحہ 465؛ مشارق انوار الیقین از حافظ رجب البرسی صفحہ 114؛ الشھادۃ الثالثۃ از شیخ محمد السند 322؛ القطرہ از آیت اللہ سید احمد مستنبط جلد اوّل صفحہ 226

2۔ جناب فاطمہ بنت اسدؑ فرماتی ہیں کہ جب میرے فرزند کے ظہور کا وقت قریب آیا تو میری آنکھیں بند ہوگئیں جب افاقہ ہوا تو دیکھا کہ میرا لال سجدہ ریز ہوکر کہہ رہا تھا: اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا رسول اللہ و اشھد ان انی علیاً ولی اللہ۔

حوالہ: دمعۃ الساکبہ جلد اول صفحہ 181؛ بحار الانوار جلد 35 صفحہ 14؛ انوار علویہ صفحہ 37

3۔ بوقت شہادت اقرار شہادات:

امیر المومنینؑ جب اپنے فرزندوں کو وصیت کر چکے تو فرمایا اچھا اب خدا حافظ تم پر میرا آخری سلام۔ پھر ایک دعا پڑھ کے آپ قبلہ رخ ہوئے آنکھیں بند ہوگئیں خود ہی پائے اقدس سیدھے کیے دونوں بازو دراز کیے اور زبان اطہر سے یہ پڑھا:
اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ و اشھد ان انی علیاً ولی اللہ ووصی رسولہ۔ اور خاموش ہوگئے اور گھر میں کہرام ماتم مچ گیا۔

حوالہ: دمعۃ الساکبہ جلد اول صفحہ 483

5۔ صدیقۃ الکبریٰ فاطمۃ الزہراؑ اور اقرار شہادات:

جناب بتولؑ نے جب ظہور فرمایا تو اقرار کیا:

اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان ابی محمدا رسول اللہ و ان بعلی سید الاوصیاء و ولدی سادۃ الاسباط

حوالہ: بحار الانوار (اردو) جلد سوم صفحہ 59؛ مشارق انوار الیقین صفحہ 134؛ امالی شیخ صدوق مجلس 87 حدیث 1؛ غایۃ المرام جلد سوم صفحہ 310 باب 23 حدیث 53؛ بیت الحزن عباس قمی صفحہ 20؛ القطرہ جلد چہارم صفحہ 24؛ سیرت فاطمہ علامہ ذاکر حسین صفحہ 44؛ الثاقب فی المناقب جلد دوم صفحہ 286

6۔ امام حسنؑ اور اقرارِ شہادات:

امام حسنؑ نے بوقت نزع یوں اقرار کیا کہ: لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ جدّی و علی ابی ولی اللہ

حوالہ: ریاض القدس جلد اوّل صفحہ 43؛ معانی السبطین مہدی مازندرانی جلد اوّل صفحہ 33 طبع تبریز

7۔ امام حسینؑ اور اقرارِ شہادات:

حضرت سید الشہداء جب دنیا میں تشریف لائے تو یوں اقرار کیا......

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد انّ جدّی محمّداً رسول اللہ و اشھد ان ابی ولی الاولیاء و اشھد ان امّی سیدۃ النساء اھل الجنۃ

حوالہ: دمعۃ الساکبہ جلد دوم صفحہ 13

8۔ امام محمد باقرؑ اور اقرارِ شہادات:

حضرت باقر العلومؑ جب دنیا میں تشریف لائے تو یوں اقرار کیا کہ:

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد انّ جدّی محمّدا رسول اللہ و اشھد انّ امیر المومنین ولی اللہ

حوالہ: دمعۃ الساکبہ جلد دوم صفحہ 433

9۔ والئی دوراں امام العصر علیہ السلام اور اقرار شہادات:

حضرت صاحب الزمانؑ جب افقِ عالم پر طلوع ہوئے تو یوں اقرار کیا:

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد انّ محمد الرسول اللہ و ان علیاً امیر المومنین ولی اللہ

حوالہ: بحار الانوار (اردو) جلد 11 صفحہ 58؛ جلاء العیون جلد دوم صفحہ 711؛ اثبات الوصیۃ مسعودی صفحہ 220؛ دلائل الامامۃ طبری صفحہ 497 حدیث 93؛ القطرہ جلد چہارم صفحہ 436؛ کمال الدین وتمام النعمۃ شیخ صدوق جلد دوم صفحہ 296 باب 42 حدیث 02 (بفرق الفاظ)

توضیح:

محترم قارئین! ان روایات سے ثابت ہو چکا ہے کہ جن معصومینؑ کی ہم پر اطاعت واجب ہے وہ خود بھی شہادتین کا نہیں بلکہ شہادات کا اقرار کرتے ہیں۔ ان معصومینؑ کے علاوہ تمام انبیاء کا اقرارِ شہادات تیسری آیت کے ضمن میں بیان ہو چکا ہے۔

یہاں پر ایک وضاحت کرنا چاہوں گا کہ ان روایات کے بعد خود ساختہ آیت اللہ یہ اعتراز جھاڑیں گے کہ ان روایات کا تعلق نماز سے نہیں ہے۔ جب کہ یہ کہتے ہوئے ان کو نماز والی روایات بھول جائیں گی۔ ہم بھی جانتے ہیں کہ ان روایات کا براہِ راست تعلق نماز سے نہیں ہے لیکن یہ نماز میں شہادت ثالثہ کا ثبوت ضرور پیش کرتی ہیں۔ ان روایات کا اصل مقصد اپنے قارئین پر واضح کرتا ہے کہ شہادتین کا حکم کہیں پر نہیں ہے بلکہ شہادات کا ذکر ہر جگہ پر کیا گیا ہے اسی لیے یہ چند روایات بیان کی گئیں کہ معصومینؑ بھی شہادات کا ہی اقرار کرتے ہیں اس لیے کہ یہ حکم خدا نے قرآن میں نازل کیا ہے اور اس کے رسولؐ نے اسی حکم (شہادات) کی بیعت لی ہے اور خود عمل کر کے بھی دکھایا ہے۔ ہمیں قیاس آرائیوں کی ضرورت نہیں ہے نہ ہی کسی فتوے کی ضرورت ہے کیونکہ فتوے کی ضرورت وہاں ہوتی ہے جہاں کوئی بات واضح نہ کی گئی ہو اور یہ بیان خود صاحبِ فتویٰ کا ہے لیکن شہادات کا بیان واضح کیا جا چکا ہے لہٰذا اس حکم میں لوگوں کو گمراہ نہ کیا جائے۔ مزید روایات بھی پیش خدمت ہیں ملاحظہ فرمالیجیے۔

10۔ کیا قبر میں شہادتین کا سوال ہوگا یا شہادات کا؟ (حضرت فاطمہ بنتِ اسد اور اقرارِ شہادات):

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک طویل روایت مروی ہے جس میں آپؐ فرماتے ہیں کہ جب ان محترمہ سے قبر میں ان کے رب کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا اللہ میرا رب ہے اور جب ان سے ان کے نبی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا محمدؐ مصطفیٰ میرے نبی ہیں اور جب ان سے ان کے امام اور ولی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ خاموش ہوئیں تو میں نے انہیں بتایا کہ تمہارا بیٹا تمہارا امام ہے۔ اس پر انہوں نے کہا میرا بیٹا میرا امام ہے۔ اس کے بعد دونوں فرشتے یہ کہتے ہوئے واپس چلے گئے کہ تم پر ہمارا کوئی بس نہیں ہے"۔

حوالہ: اعتقادات از شیخ صدوق (اردو) صفحہ 58 مطبوعہ البلاغ المبین۔

11۔ حضرت امیر حمزہؑ اور اقرارِ شہادت:

''حضور اکرمؐ نے جناب حمزہؑ سے پوچھا کہ جب خدا شرائع الاسلام اور شرائع الایمان کے بارے میں پوچھے گا تو کیا جواب دو گے؟

جناب حمزہؑ رو پڑے اور عرض کیا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان آپؐ ہی ارشاد فرمائیں (کہ میں کیا کہوں)

حضور اکرمؐ نے فرمایا:

تشھد ان لا الہ الا اللہ مخلصاً و انی رسول اللہ بالحق ... و ان علیا امیر المومنین

یعنی (اے حمزہ) تم مخلصاً گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا برحق رسول ہوں......

اور علیؑ مومنوں کے امیر ہیں''۔

جناب حمزہ نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں اور ایمان کے ساتھ اقرار کرتا ہوں اور تصدیق کرتا ہوں''۔

حوالہ: سفینۃ البحار جلد اوّل صفحہ 338؛ کتاب المبین جلد اوّل صفحہ 357

12۔ سیدہ عالیہ جناب زینب سلام اللہ علیہا اور اقرار شہادات:

آپؑ کے بارے میں لکھا ہے کہ: ''جب آپ محترمہ آخری وصیت سے فارغ ہوئیں تو عورتوں اور بچوں کو پاس بلایا بچوں کو چوما اور سب کو آخری بار مل کر وداع کیا۔ ناگاہ ایک مرتبہ چیخ اُٹھی اور گریہ وزاری کی آواز بلند ہوئی اور آنجناب نے بوقت رحلت یہ کلمات جاری فرمائے: اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان جدی محمد الرسول اللہ و ان ابی علیا ولی اللہ۔

حوالہ: طراز المذاہب الجعفری جلد اوّل صفحہ 56

13۔ حضرت آدمؑ اور اقرارِ شہادات:

''حضرت امام علی رضاؑ سے مروی ہے کہ جب آدمؑ کو ملائکہ نے سجدہ کیا اور جنت میں داخل کیا تو غیب سے ایک آواز آئی کہ اے آدمؑ سر اوپر اُٹھایئے۔ حضرت آدمؑ نے سر اُٹھایا پس جب ساقِ عرش پر نظر پڑی تو وہاں لکھا ہوا پایا: لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علیا امیر المومنین

حوالہ: بحار الانوار جلد ہفتم صفحہ 504؛ حیات القلوب جلد اول صفحہ 54 (قدرے مختلف)؛ مدینۃ المعاجز ہاشم بحرانی جلد اول صفحہ 373

14۔حضرت یعقوبؑ اور اقرار شہادات:

"جناب ابن عباس سے اس میثاق کے بارے میں پوچھا گیا جو حضرت یعقوبؑ نے اپنی اولاد سے لیا تھا انہوں نے فرمایا حضرت یعقوبؑ نے اپنی اولاد سے یہ فرمایا کہ "اگر تم میرے بیٹے کو لے آئے تو ٹھیک ہے ورنہ نبی آخر الزمان سے بیزار سمجھے جاؤ گے جس کی امت حق کی ہدایت اور حق کے ساتھ عدل کرے گی اور ان کا عظیم الشان کلمہ آسمان اور زمینوں سے بڑھ کر عظیم ہوگا۔اور وہ یہ ہوگا کہ: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ۔

حوالہ: تفسیر البرہان جلد اوّل صفحہ 495 طبع قدیم

15۔حضرت موسیٰؑ اور اقرارِ شہادات:

"محمد بن حماد طہرانی کا کہنا ہے کہ مجھے ہشام بن عبدالملک نے حجاز سے ملک شام بھیجا راستے میں مقام بلقاء سے گزرے تو میں نے ایک تحریر دیکھی جسے میں نہ سمجھ سکا میں نے شہر عمان سے پرانی تحریریں پڑھنے والے ماہر ایک معمر آدمی کو ساتھ لیا وہاں پہنچ کر اس نے مجھے بتایا کہ یہ تحریر عبرانی زبان میں ہے جس کے عربی میں معنی یہ ہیں "اے اللہ تیرے نام سے شروع کرتا ہوں (آگے لکھا ہے) حق کھل کر آیا ہے عربی زبان میں تیرے رب کی طرف سے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علیا ولی اللہ۔از قلم موسیٰ بن عمرانؑ" (یعنی خود حضرت موسیٰؑ نے یہ تحریر لکھی ہے)"۔

حوالہ: بحار الانوار جلد ہفتم صفحہ 505؛ صحیفۃ الابرار جلد دوم صفحہ 154

نوٹ: ہمارے پاس تمام روایات موجود ہیں جن میں ہر نبی کا الگ الگ اقرار شہادات کرنا درج ہے لیکن ہم چونکہ پہلے ہی یہ روایت درج کر چکے ہیں کہ تمام انبیاءؑ شہادات کا اقرار کرنے پر ہی مبعوث ہوئے اس لیے اس موضوع میں انہی روایات پر انحصار کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے ہیں۔

☆☆☆

معصومینؑ کے سامنے اقرارِ شہادات

1۔عیسائی کا قبولِ اسلام اور اقرارِ شہادات:

مقتل ابی مخنف میں درج ہے کہ:

''مظلوم کربلا کی شہادت کے بعد جب آلِ عباءؑ کے قیدیوں کا قافلہ دیر راہب کے قریب پہنچا اس وقت امام زین العابدینؑ کچھ اشعار پڑھ رہے تھے آدھی رات کا وقت تھا راہب نے یہ آواز سنی باہر نکلا دیکھتا ہے کہ ایک سر سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں جو آسمان تک پہنچ رہی ہیں آسمان سے فرشتے اتر کر صف در صف حاضر ہو کر کہہ رہے ہیں السلام علیک یا اباعبداللہ۔ یہ دیکھ کر راہب نے رونا شروع کر دیا راہب نے خولی سے کہا یہ سر کس کا ہے؟ اس (حرامی) نے کہا یہ حکومت کے باغی (معاذاللہ) کا سر ہے اس کا نام حسین ابن علیؑ ہے اس کی ماں کا نام فاطمہ زہراؑ ہے یہ رسول اللہﷺ کا نواسہ ہے۔ راہب نے دس ہزار درہم دے کر خولی سے یہ سر لے لیا۔ سر کو اُٹھایا امام زین العابدینؑ کے سامنے آیا اور سر سے مخاطب ہوا کہ اے فرزند رسولؐ اپنے جد امجد کے سامنے میری یہ گواہی پیش کرنا (کہ میں اقرار کرتا ہوں) اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد الرسول اللہ و اشھد ان علیاً ولی اللہ۔

حوالہ: مقتل ابی مخنف صفحہ 157 مطبوعہ ایران

2۔حجر بن حمیری یہودی کا قبول اسلام اور اقرارِ شہادت:

''ابو اسحاق حنبلی حارث بن اعور سے روایت کرتے ہیں کہ حجر بن حمیری یہودی کا سامان چوری ہو گیا وہ حضرت علیؑ کے پاس پہنچا۔ حضرتؑ نے فرمایا اے ابن حمیری ہمارے پاس علم ما کان و ما یکون ہے علم بلایا و منایا ہے میں بتاؤں تو کس لیے آیا ہے یا تو بتائے گا؟ کہنے لگا حضور آپ بتایئے۔ فرمایا تیرا مال جنات چرا کر لے گئے ہیں کہنے لگا حضور آپ منگوا دیں میں اسلام قبول کر لوں گا حضرتؑ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت کی کہ:

ترجمہ: ''تم دونوں پر آگ میں پگھلا تانبہ پھینکا جائے گا''۔

اے گروہ جنات کیا تم نے اس بات پر بیعت نہ کی تھی۔ پس مال نکلنا شروع ہوا۔ یہودی نے فوراً اقرار کیا کہ:

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً رسولہ و اشھد انّ علیاً ولی اللہ

حوالہ: مناقب ابن شہر آشوب صفحہ 383

3۔ یونانی طبیب کا قبولِ اسلام اور اقرارِ شہادات:

امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "ایک یونانی طبیب فلسفی جناب امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے بڑے بڑے معجزات طلب کیے سرکارؑ نے وہ معجزات دکھائے۔ طبیب نے کہا میں آپ کی اطاعت کرتا ہوں حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ تو اقرار کر کہ اللہ ایک ہے گواہی دے کہ محمدؐ (اللہ کے رسول) اور علیؑ اور ان کی اولاد میں سے آئمہؑ اللہ کے ولی ہیں"۔

حوالہ: احتجاج طبرسی جلد اوّل صفحہ 342؛ نہج الاسرار جلد اوّل صفحہ 367

4۔ پادری کا قبول اسلام اور اقرار شہادات:

جناب صادق آلِ محمدؐ سے مروی ہے کہ "ایک مرتبہ عبدالملک بن مروان نے میرے بابا کو شام میں بلایا میں بھی ساتھ تھا ہمارا گزر بستی شعیب سے ہوا وہاں ایک اجتماع تھا ایک منبر پر ایک ضعیف ترین آدمی جو کہ ان کا پادری تھا لا کر بٹھایا گیا جب وہ تقریر کرنے لگا تو اس کی زبان میں لکنت آئی اس نے حیران ہو کر پوچھا کہ میری تقریر سننے والوں میں آج کون آیا ہے سب نے بتایا کہ دو مسافر ہیں اس نے پوچھا آپ امت مرحومہ سے ہیں فرمایا: ہاں اس نے کہا میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں فرمایا جو چاہو پوچھو...... پادری نے چند سوال پوچھے امامؑ نے جواب دیئے تو پادری مسلمان ہوا اور یہ کلمات کہے:

اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان جدّک محمداً رسول اللہ و اشھد ان علیاً ولی اللہ

حوالہ: دمعۃ الساکبہ جلد دوم صفحہ 266؛ الخرائج والجرائح

5۔ ایک ہندوستانی طبیب کا اقرارِ شہادات:

ایک ہندوستانی طبیب نے جناب صادق آل محمدؐ سے بحث کی آپؑ۔ نے ایسے جواب دیئے کہ وہ دم بخود ہو گیا اور اقرار کرتے ہوئے کہا:

اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول اللہ و اشھد انک حجۃ اللہ فی الارض

حوالہ: دمعۃ الساکبہ جلد دوم صفحہ 545؛ علل الشرائع شیخ صدوق

6۔ شمعون پادری کا قبول اسلام اور اقرارِ شہادات:

جنگ صفین میں جناب امیر المومنینؑ کا چشمہ جاری کرنے والا معجزہ دیکھ کر شمعون پادری اسلام لایا اور سرکارؑ سے کہنے لگا کہ مجھے ایمان سے سرفراز فرمایئے۔ سرکارؑ نے فرمایا: شمعون اس طرح پڑھو:

اشھد ان لا الہ الا اللہ واحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً رسول اللہ و اشھد ان وصی محمد حقا

حوالہ: دمعۃ الساکبہ جلد اوّل صفحہ 327؛ کتاب سلیم ابن قیس ہلالی العامری صفحہ 107

7۔ مژم راہب کا قبولِ اسلام اور اقرارِ شہادات:

''مژم نامی ایک راہب نے جناب ابو طالبؑ سے ملاقات کی اور کہا کہ آپ کے صلب سے ایک ولی اللہ تشریف لائیں گے جو رسولؐ اللہ کے وصی اور متقین کے امام ہوں گے ان کو میرا اسلام کہنا اور میری طرف سے یہ بھی کہنا: اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد عبدہ و رسولہ و اشھد ان علیا ولی اللہ۔

حوالہ: بحار الانوار جلد 35 صفحہ 11

8۔ ایک اور شخص کا قبولِ اسلام اور اقرارِ شہادات:

ایک شخص امام علی رضاؑ کے پاس آیا اور سوال پوچھا۔ امامؑ نے جواب دیا تو وہ مسلمان ہوا اور اقرار کیا کہ:

اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ و ان علیاً وصی رسول اللہ۔

حوالہ: اصولِ کافی جلد اوّل صفحہ 174

توضیح:

جیسا کہ ہم بار بار آپ کی خدمت میں عرض کر رہے ہیں کہ لفظ شہادتین کا ذکر شریعت میں کہیں نہیں ہے اور جو روایات ہیں وہ ضعیف اور نا قابلِ عمل ہیں۔ اس لیے کہ قرآن کے خلاف ہیں کیونکہ قرآن میں شہادتین کا حکم نہیں ہے بلکہ شہادات کا ہے۔ ان روایات سے بھی ثابت ہے کہ معصومینؑ نے ہمیشہ شہادات پر ہی عمل کیا اور لوگوں کو عمل کرنے کا حکم بھی دیا ہے۔

9۔ سام بن نوحؑ کا اقرارِ شہادات:

حضرت علی علیہ السلام نے سام بن نوح کو زندہ کیا تو وہ سر سے مٹی جھاڑتا ہوا اُٹھا اور یوں اقرار کیا:

اشهد ان لا اله الا الله و ان محمداً رسول الله سيد المرسلين و انّكَ على وصى محمد سيد الوصيين (تفصیل اصل کتاب میں دیکھیں)

حوالہ: مناقب ابن شہر آشوب جلد دوم صفحہ 339؛ تفسیر البرہان جلد چہارم صفحہ 118؛ مدینۃ المعاجز جلد اوّل صفحہ 140؛ بحار الانوار جلد 41 صفحہ 212 حدیث 25؛ تفسیر انوار النجف جلد 12 صفحہ 202

10۔ بادل (سحاب) کا اقرار شہادات:

مولا امیر المومنینؑ نے بادل کو حکم دیا کہ اذنِ خدا سے نیچے آ۔ بادل نیچے آ گیا اور اس سے یہ آوازیں آ رہی تھیں۔

اشهد ان لا اله الا الله و ان محمداً رسول الله و انّكَ خليفة و وصيه

پس جس نے اس میں شک کیا وہ گمراہ ہوا اور راستے سے بھٹک گیا۔ (تفصیل اصل کتاب میں دیکھیں)

حوالہ: المحتضر صفحہ 71؛ مدینۃ المعاجز جلد اوّل صفحہ 146

11۔ سوسمار کا اقرار شہادات:

ایک اعرابی سوسمار پکڑ کر رسولؐ اللہ کے پاس لے آیا اور کہنے لگا کہ اگر یہ آپ کی نبوت کی گواہی دے تو میں اسلام قبول کر لوں گا۔ حضورؐ نے اسے فرمایا سوسمار کو تھیلے سے نکالو۔ وہ باہر نکل کر رک گئی رسولؐ اللہ کے سامنے اپنے رخساروں کو زمین پر ملنے لگی خدا نے اسے بولنے کی قوت عطا کی اور اس نے فصیح عربی زبان میں کہا:

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك و اشهد ان محمداً عبده و رسوله و صفيه وسيد المرسلين و افضل الخلق اجمعين و اختم النبيين و اشهد ان اخاك على بن ابى طالب على الوصف الذى وصفته و بألفضل الذى ذكرته و ان اوليائه فى الجنان مكرمون و ان اعدائه فى النار خالدون

حوالہ: مدینۃ المعاجز جلد اوّل صفحہ 162؛ تفسیر امام حسن عسکریؑ، صفحہ 496

12۔ درخت کا اقرارِ شہادات:

حضور اکرمؐ نے ایک درخت کو اشارہ کیا آنحضرتؐ کا حکم پا کر درخت آپؐ کے قریب آیا اور کہنے لگا:

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد انك عبده و رسوله ارسلك بالحق

بشیرا و نذیرا و داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا و اشھد ان علیا ابن عمک ھو اخوک فی دینک..... و اشھد ان اولیائک الذین یوالونہ و یعادون اعدائہ حشوا لجنۃ و ان اعدائک الذین یوالون اعدائہ و یعادون اولیاء حشو النار۔

حوالہ: تفسیر امام حسن عسکری صفحہ 170؛ مدینۃ المعاجز جلد اول صفحہ 187

13۔ پچاس یہودیوں کا اقرارِ شہادات:

ایک مرتبہ حضرت امیر گوفہ سے باہر گئے۔ مقام نخیلہ سے گزرے تو وہاں پچاس یہودی آئے اور کہنے لگے کہ ہماری کتب میں مذکور ہے کہ یہاں ایک چٹان ہے اگر آپ سچے نبی کے وصی ہیں تو چٹان ظاہر کردیں ہم کلمہ پڑھ لیں گے پس آپؑ کے معجزہ سے چٹان ظاہر ہوگئی تو سب یہودی کہنے لگے۔ (تفصیل اصل کتاب میں دیکھیں)

نشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمداً رسول اللہ و انک امیر المومنین و سید الوصیین و حجۃ اللہ فی ارضہ من عرفک سعد و نجا و من خالفک ضل و غوی و الی الجحیم ھوی

حوالہ: عیون المعجزات صفحہ 31؛ مدینۃ المعاجز جلد اوّل صفحہ 230

14۔ یہودیوں کے ایک اور گروہ کا اقرارِ شہادات:

حضرت علیؑ نے پہاڑ سے سات اونٹنیاں برآمد کیں تو یہودیوں کا گروہ یک زبان ہو کر کہنے لگا۔

نشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ و انک الخلیفۃ من بعدہ و ان ما جاء بہ النبی من عند ربنا ھو الحق و انت خلیفۃ حقا و وصیہ و وارث علمہ مجزاک اللہ و جزاہ عن الاسلام خیرا۔ (تفصیل اصل کتاب میں دیکھیں)

حوالہ: فضائل ابن شاذان صفحہ 130؛ مدینۃ المعاجز جلد اول صفحہ 236

☆☆☆

قبروں سے نکلتے وقت اقرارِ شہادت

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے علیؑ! تمہارے شیعہ اپنی قبروں سے یہ کہتے ہوئے نکلیں گے کہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علی حجۃ اللہ"۔

حوالہ: تحفۃ الابرار از شیخ صدوق (مترجم) صفحہ 55 حدیث 126 مطبوعہ شمیم بک ڈپو کراچی

بوقتِ ظہور امام زمانہؑ شہادات کا حکم فرمائیں گے:

جب سرکار امام زمانہؑ کا ظہور پُرنور ہوگا تو آپؑ یوں ارشاد فرمائیں گے: اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ و اشھد ان علیاً ولی اللہ

حوالہ: جلاء العیون علامہ باقر مجلسی جلد دوم صفحہ 771؛ مشارق انوار الیقین حافظ رجب برسی صفحہ 23

تشہد کے معانی کیا ہیں؟

علماء لغت نے تشہد کے معانی لکھے ہیں کہ: "کلمۂ شہادت پڑھنا"۔

حوالہ: فیروز اللغات صفحہ 205۔؛ لغت فرہنگ صفحہ 207۔

توضیح:

جب تشہد کا معانی ہی کلمۂ شہادت کا پڑھنا ہے تو پھر نمازی کلمۂ شہادت ادھورا کیوں پڑھتا ہے؟ کلمۂ شہادت تو مذکورہ روایات سے واضح ہے کہ تین گواہیوں پر مشتمل ہے ہم یہ بات قرآن و حدیث سے بیان کر رہے ہیں۔ کلمۂ شہادت میں دو گواہیوں کا ذکر کہیں پر نہیں ہے اور اگر ہے تو وہ قرآن کے خلاف ہے قرآن میں تین گواہیوں کا ہی ذکر ہے۔

پس جو روایات بیان کی گئی ہیں کہ جن میں خود معصومینؑ نے شہادات کا اقرار کیا ہے یا وہ روایات جن میں معصومینؑ نے خود شہادات کا حکم دیا ہے تمام کی تمام اس بات کی دلیل ہیں کہ کلمۂ شہادت تین گواہیوں پر مشتمل ہے اور تشہد میں کلمۂ شہادت ہی پڑھا جاتا ہے پس وہاں بھی تین گواہیاں دی جائیں گی اور دو گواہیوں کے بعد تیسری گواہی کا انکار کرنے والے

قرآن وحدیث کے منکر قرار پائیں گے۔ خدا ہمیں ہمیشہ ان تین گواہیوں پر قائم رکھے اور انہیں تین گواہیوں پر ہمارا خاتمہ فرمائے۔ آمین!

ولایت کی اہمیت وضرورت

نوٹ: جو کچھ اب تک شہادتِ ثالثہ کے متعلق لکھا گیا ہے ایک منصف مزاج مومن کی ہدایت کے لیے کافی ہے لیکن ہمارا دل چاہتا ہے کہ چند مزید دلائل قارئین کی خدمت میں پیش کیے جائیں تاکہ تشنگی نہ رہے۔ ہمارے یہ دلائل مطلقاً ہیں یعنی کسی خاص عبادت کے لیے نہیں بلکہ ہر ایک عبادت میں شہادتِ ثالثہ کے اثبات کے لیے ہیں لہٰذا گزارش کی جاتی ہے کہ تمام دلائل کا بغور مطالعہ فرمائیں اور ان پر عمل کریں اس لیے کہ ان کے فوائد بہت زیادہ ہیں اور نتیجے بہت وسیع ہیں۔

1۔ پہلی وحی "علیؑ ولی اللّٰہ"

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ جبرائیل اوائل دعوت اسلام میں جناب رسولؐ اللہ پر نازل ہوئے تو ان کو یہ پیغام دیا کہ "اے محمدؐ آپ کو خدا اسلام کہتا ہے اور تحیہ اور اکرام سے مخصوص فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ تمام جنوں اور انسانوں کی طرف میرے بھیجے ہوئے رسول ہیں ان کو میری عبادت کی طرف بلائیں اور اس بات کی طرف دعوت ہیں کہ وہ یہ اقرار کریں کہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علی ولی اللہ"۔

حوالہ: تفسیر البرہان جلد دوم صفحہ 1200 طبع قدیم

2۔ مہر نبوت "علیؑ ولی اللّٰہ":

"جناب رسول اللہ ﷺ کے شانہ مبارک پر واقع مہر بنوت کے ظاہری حصّہ کا یہ معجزہ تھا کہ اس پر یہ لکھا تھا کہ: لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علی ولی اللہ"۔

حوالہ: شرح العقیدہ الوحیدۃ مبحث النبوۃ از آقا سید اسماعیل سبزواری

نوٹ: یہ کتاب شوستریہ کتب خانہ محلہ عمارہ نجف اشرف عراق میں موجود ہے جو کہ قلمی نسخہ ہے۔

3۔ علیؑ ولی اللّٰہ کے بغیر محمد الرسول اللّٰہ کا کوئی فائدہ نہیں:

جناب امیر المومنینؑ سے مروی ہے کہ "جس نے میری ولایت (یعنی علی ولی اللہ) کا اقرار نہ کیا اس کو جناب رسولؐ

اللہ کی نبوت (یعنی محمد الرسول اللہ) کا اقرار کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ آگاہ ہو جاؤ یہ دونوں شہادتیں لازم وملزوم ہیں"۔

حوالہ: مقدمہ مشکوٰۃ الانوار و مراۃ الاسرار صفحہ 17

4۔ ولایت نہیں تو کچھ بھی نہیں:

حضرت امام حسن عسکریؑ فرماتے ہیں: "وہ شخص مسلمان نہیں قرار پا سکتا ہے جو کہ یہ اقرار تو کرتا ہے کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور اس کا یہ اعتراف بھی کرتا ہے مگر ساتھ یہ اعتراف نہیں کرتا کہ علیؑ ان کے وصی اور خلیفہ اور افضل امت ہیں۔ تحقیق اسلام کی تکمیل اعتقاد ولایت علیؑ ہی کے ساتھ ہے اور علیؑ کی امامت کے انکار کے ساتھ اقرار نبوت اس طرح بے سود ہے جس طرح کہ عقیدہ بلا اعتقادِ رسالت بے سود ہے"۔

حوالہ: مقدمہ مشکوٰۃ الانوار صفحہ 18

5۔ محمد الرسول اللہ کے ساتھ علیؑ ولی اللہ لازمی ہے:

سرکار علامہ جزائری نے اپنے ایک خواب کا ذکر کیا ہے کہ وہ ایک مرتبہ عالم خواب میں جناب رسالت مآبؐ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور عرض کی اے جدِ گرامی ایک دعا مجھے آپؐ کی طرف سے پہنچی ہے جو میں نماز میں پڑھتا ہوں کہ "اے پروردگار میں اپنی حاجات کے ساتھ تیری طرف محمدؐ کو وسیلہ بنا کر مقدم کرتا ہوں اور ان کے ساتھ تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں پس تو مجھ کو ان کے صدقہ میں دنیا و آخرت میں صاحب وجاہت قرار دے"۔

اس دعا میں آپؐ کے نام کے بعد علی بن ابی طالبؑ کا ذکر منقول نہیں ہے مگر یہ فقیر آپ دونوں کے نام کو ساتھ ساتھ بیان کرتا ہے مگر یہ اندیشہ رہتا ہے کہ کہیں مجھ سے اس دعا میں بدعت نہ واقع ہو گئی ہو چونکہ یہاں حضرت علیؑ کا نام منقول نہیں ہے۔ پس آنحضرتؐ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملایا اور فرمایا میرے نام کے ساتھ علیؑ کا نام لینا بدعت نہیں ہے۔ علیؑ کا ذکر میرے نام کے ساتھ اس طرح ہے جس طرح یہ دو انگلیاں۔ پس جب بھی تم میرا نام لو تو ساتھ علیؑ کا نام بھی ضرور ذکر کرو"۔

حوالہ: زہر الربیع از نعمت اللہ جزائری جلد اوّل صفحہ 296؛ انوار النعمانیہ از علامہ جزائری جلد اول صفحہ 51

علیؑ ولی اللہ شرطِ نبوت ہے:

"حضور اکرمؐ نے جارود بن منذر عبدی سے فرمایا اے جارود جس شب کو میں آسمان کی طرف گیا تو اللہ نے میری طرف وحی کی کہ تم سے پہلے جو انبیاء ہم نے بھیجے ہیں ان سے پوچھ لو کہ وہ کس عہد پر بھیجے گئے؟ میں نے جب پوچھا تو انبیاء نے

جواب دیا کہ آپ کی نبوت اور علیؑ اور ان کی اولاد میں سے آئمہ اطہار کی ولایت کے اقرار پر ہم مبعوث ہوئے''۔

حوالہ: بحار الانوار جلد ششم صفحہ 396؛ تفسیر البرہان جلد اول صفحہ 145؛ کنز الفوائد کراجکی صفحہ 258؛ منتخب الاثر صفحہ 13 اور 29 اور 42

7۔علیؑ ولی اللہ شرط ہے محمد الرسول اللہ کے ساتھ:

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جس نے میرے بعد علیؑ کی امامت کا انکار کیا گویا کہ اس نے میری نبوت کا انکار کیا اور جس نے میری نبوت کا انکار کیا اس نے توحید ربانی کا انکار کیا''۔

حوالہ: امالی شیخ صدوق؛ مقدمہ مشکوۃ الانوار صفحہ 16؛ شجرۃ الطوبیٰ صفحہ 81 طبع عراق

8۔سورۃ المنافقون علیؑ ولی اللہ کے منکروں کے لیے نازل ہوئی:

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''اللہ نے ان لوگوں کا نام منافقین رکھا ہے جو کہ حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں آنحضرتؐ کی پیروی نہیں کرتے تھے اور ان کی امامت کا منکر خود حضرت محمدؐ (کی نبوت) کا منکر ہے اور ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ نے سورۃ منافقین نازل فرمائی''۔

حوالہ: مراۃ الانوار صفحہ 213؛ تفسیر البرہان جلد دوم صفحہ 1117

9۔عرشی مرغ کی اذان علیؑ ولی اللہ ہے:

''اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے کہ ابن الکواء امیر المومنینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہنے لگا اے امیر المومنینؑ خدا کی قسم اللہ کی کتاب میں ایک آیت ہے جس نے میرے قلب میں فساد برپا کر دیا ہے اور میرے دین میں شکوک پیدا کر دیے ہیں تو حضرت علیؑ نے فرمایا تیری ماں تجھ کو روئے اور تجھ کو گم کر دے وہ کون سی آیت ہے؟ کہنے لگا: والطیر صافات کل قد علم صلاتہ و تسبیحہ ''یعنی اور پرندے پر پھیلاتے ہوئے سب کے سب اپنی نماز اور تسبیح کو جانتے ہیں (النور۔41)

امیر المومنینؑ نے فرمایا اے ابن الکواء خدا نے فرشتوں کو مختلف صورتوں میں خلق فرمایا ہے مگر یہ کہ خدا کا ایک اور فرشتہ مرغ کی صورت کا ہے جس کی آواز بیٹھی ہوئی ہے اور رنگ سفید سیاہی مائل ہے۔ جس کی دونوں ٹانگیں ساتویں زمین کے نچلے حصے میں ہیں اور جس کی کلغی عرش کے نیچے موڑ پر ہے اس کے دو پر ہیں ایک مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں ہے ایک آگ کا ہے اور دوسرا برف کا ہے جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو وہ اپنے دونوں پیروں پر کھڑا ہو جاتا ہے۔ پھر عرش کے نیچے سے اپنی گردن

بلند کرتا ہے اس کے بعد وہ اپنے بازوؤں کو پھڑ پھڑاتا ہے جس طرح تمام مرغ تمہارے گھروں میں بازو پھڑ پھڑاتے ہیں۔ نہ تو آگ سے برف پگھلتی ہے اور نہ برف سے آگ بجھی ہے۔ پھر وہ بانگ (اذان) دیتا ہے کہ:

اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد انّ محمداً سيد النبيين و ان وصيّه سيد الوصيين

حوالہ: التوحید از شیخ صدوق صفحہ 163 باب 38 حدیث 09؛ الشہادۃ الثالثۃ از آیت اللہ محمد السند صفحہ 246

10۔ فرشتوں کو علیؑ ولی اللہ کا خدائی حکم ہے:

شیخ حر عاملی نے ایک روایت لکھی جس میں ہے کہ:

"بے شک خدا نے دو فرشتوں کو پیدا کیا جنہوں نے عرش کو اُٹھایا۔ انہیں حکم دیا کہ شہادتین کی گواہی دو پس انہوں نے شہادتین کی گواہی دی پھر حکم دیا کہ گواہی دو کہ علی امیر المومنین ہے۔ پس انہوں نے اس کی گواہی دی"۔

حوالہ: اثباۃ الہدیٰ از شیخ حر عاملی جلد دوم صفحہ 193 فصل 75 باب 10؛ الشہادۃ الثالثۃ از آیت اللہ السند صفحہ 246

11۔ شب معراج مرغ کی اذان علیؑ ولی اللہ تھی:

"حسن بن علی بن عمار نے اسناد کے ساتھ رسولؐ اللہ سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا میں نے شب معراج چوتھے آسمان میں ایک مرغ کو دیکھا جس نے بانگ (اذان) دی کہ "لا الہ لا اللہ محمد ارسول اللہ علی امیر المومنین ولی اللہ"۔

حوالہ: اثباۃ الہدیٰ جلد دوم صفحہ 285؛ الشہادۃ الثالثۃ از آیت اللہ السند صفحہ 244

12۔ شب معراج علیؑ ولی اللہ والی اذان سکھائی گئی:

سیدہ طاہرہؑ اپنے باپ رسولؐ اللہ سے روایت کرتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: "جب میں معراج پر گیا اور سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچا اور قاب قوسین او ادنیٰ کی منزل آئی تو میں نے اسے آنکھوں سے نہیں بلکہ دل سے دیکھا میں نے اذان سنی جس کے جملے دو دو تھے اور اقامت کے جملے ایک ایک تھے ایک موذن کی اذان سنی جس نے کہا۔

اے میرے آسمانوں میں رہنے والو اے میری زمین پر بسنے والو، اے میرے عرش کو اُٹھانے والو میں گواہی دیتا ہوں کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں میں تنہا ہوں میرا کوئی شریک نہیں۔ انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں۔

پھر کہا: اے فرشتو، اے میرے آسمان میں رہنے والو، اے میری زمین پر بسنے والو، اے میرے عرش کو اُٹھانے والو بے شک محمدؐ میرا بندہ اور رسول ہے۔ انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں۔

پھر کہا: اے فرشتو اے میرے آسمان میں رہنے والو، اے میری زمین میں بسنے والو، اے میرے عرش کو اُٹھانے والو بے شک علیؑ میرا ولی ہے میرے رسول کا ولی اور میرے رسول کے بعد مومنوں کا ولی ہے۔ انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں"۔

حوالہ: تفسیر فرأت از فرات بن ابراہیم کوفی صفحہ 87 اور سورۃ نجم آیت 09 کے ذیل میں بھی مروی ہے۔

13۔ علیؑ ولی اللہ کے بغیر عبادات فضول ہیں:

انس بن مالک سے مروی ہے کہ "ہم غزوۂ تبوک سے واپس آ رہے تھے راستے میں آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میرے لیے پالانوں کا منبر بناؤ۔ آپؐ کے لیے پالانوں کا منبر بنایا گیا آپؐ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا:

"اے لوگو کیا وجہ ہے کہ جب میں آلِ ابراہیمؑ کا ذکر کرتا ہوں تو تمہارے چہرے کھل اُٹھتے ہیں اور جب میں آلِ محمدؐ کا ذکر کرتا ہوں تو یوں لگتا ہے جیسے کسی نے تمہاری آنکھوں میں انار کا دانہ نچوڑ دیا ہو۔ مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر تم میں سے کوئی شخص تمام پہاڑوں کے وزن کے برابر بھی اعمال لے کر آئے مگر وہ علی بن ابی طالبؑ کی ولایت کے بغیر ہو تو خدا اسے دوزخ میں ڈال دے گا"۔

حوالہ: غایۃ المرام از ہاشم بحرانی جلد سوم صفحہ 143 باب 47 حدیث 29؛ امالی شیخ طوسی صفحہ 460 مجلس 11 حدیث 66

نوٹ: اس مطلب کی اور بھی حدیثیں ہیں جن میں الفاظ کا فرق ہے جبکہ مطلب وہی ہے۔

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ (عربی) جلد دوم صفحہ 245؛ امالی شیخ صدوق مجلس 44 حدیث 11؛ اصول کافی (عربی) جلد دوم صفحہ 19 حدیث 05؛ کفایۃ الاثر از محدث کبیر صفحہ 95

14۔ بروزِ محشر اذانِ ولایت اور سفرِ جنت:

"امام حسن عسکریؑ اپنے اجداد کی سند سے رسولؐ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا اگر کوئی شخص تورات و انجیل پر ایمان رکھے اور قرآن پر ایمان نہ رکھے تو اس کا ایمان بے سود ہے اسی طرح سے اگر کوئی شخص انبیائے سابقین پر ایمان رکھے لیکن حضرت محمد مصطفیٰؐ پر ایمان نہ رکھے تو اس کا ایمان بیکار ہے۔ اسی طرح سے اگر کوئی شخص جملہ انبیاء پر ایمان رکھے اور

حضرت علیؑ کی ولایت پر ایمان نہ رکھے تو اس کا ایمان ناقص ہے۔

جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ کی طرف سے ایک مؤذن ''اللہ اکبر'' کی اذان دے گا اور کہے گا کہ جو لوگ خدا کی کبریائی پر ایمان رکھتے ہو تم سب مل کر ''اللہ اکبر'' کہو۔ چنانچہ ہریہ اور معطلہ قسم کے لوگ گونگے بن جائیں گے باقی مخلوق ''اللہ اکبر'' کہے گی۔ پھر مؤذن اذان بلند کرے گا اور جو بھی خدا کو وحدہٗ لاشریک ماننے والے ہوں گے وہ بھی اشہد ان لا الہ الا اللہ کی اذان دیں گے۔ ان کے علاوہ مجوسی، نصرانی اور بت پرست کلمۂ توحید زبان پر لانے سے قاصر رہیں گے۔

پھر مؤذن ''اشھد ان محمد الرسول اللہ'' کی اذان بلند کرے گا تمام مسلمان اس اذان کو بلند کریں گے البتہ یہودی، نصاریٰ اور مشرکین کے گروہ یہ گواہی نہ دے سکیں گے۔ پھر عرصۂ محشر میں ایک آواز بلند ہوگی کہ جو لوگ توحید اور محمدؐ مصطفیٰ کی گواہی دیتے ہیں تو انہیں جنت کی طرف لے چلو فرشتے انہیں جنت کی طرف لے جارہے ہوں گے کہ قدرت کی طرف سے آواز آئے گی۔ وقفوھم انھم مسئولون'' یعنی انہیں روکو ان سے سوال کیا جاتا ہے (الصفات 24) اور ابھی ان سے ولایت علیؑ کا سوال کیا جاتا ہے۔ آواز قدرت آئے گی میرے بندو اور میری کنیزو میں نے محمد مصطفیٰؐ کی گواہی کے ساتھ ایک اور گواہی کا بھی حکم دیا تھا۔

جو لوگ حضرت علیؑ کی ولایت کی گواہی دے سکیں گے تو ان کا ثواب کئی گنا بڑھا کر انہیں دیا جائے گا اور انہیں قابل احترام مقام پر ٹھہرایا جائے گا اور جن لوگوں نے یہ گواہی نہ دی ہوگی تو ان کو توحید و نبوت کی گواہی کوئی فائدہ نہ دے گی اور ایسے لوگ ہلاک ہو جائیں گے۔ ان میں سے کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو اس مقام پر جھوٹ کا سہارا لیں گے اور کہیں گے کہ ہم ولایت علیؑ کی گواہی دیا کرتے تھے اور ہم آل محمدؐ سے محبت کرتے تھے۔ اس وقت آواز قدرت آئے گی کہ تمہاری بات کی تصدیق ہم خود علیؑ سے ہی کرائیں گے۔

حضرت علیؑ سے پوچھا جائے گا کہ یہ لوگ آپ کی ولایت کی گواہی دیتے تھے اور کیا یہ آل محمدؐ سے محبت رکھتے تھے؟ حضرت علیؑ فرمائیں گے میرے دوستوں کے لیے جنت خود گواہی دے گی چنانچہ جو آپ کے محب ہوں گے ان کے مشام تک جنت کی خوشبو آئے گی اور انہیں جنت میں لے جایا جائے گا جہاں انہیں کوئی پریشانی نہ ہوگی اور جو جھوٹے ہوں گے ان تک دوزخ کی گرم ہوا اور دھوئیں کے بادل آئیں گے فرشتے انہیں اُٹھا کر دوزخ میں ڈال دیں گے''۔

حوالہ: تفسیر امام حسن عسکریؑ صفحہ 406 حدیث 275؛ غایۃ المرام جلد سوم صفحہ 162 باب 51 حدیث 6

15۔ علیؑ ولی اللہ کے بغیر کوئی نیکی قبول نہیں ہوگی:

ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''تمہارے لیے ضروری ہے کہ علی بن ابی طالبؑ

کی مؤدت رکھو۔ مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اللہ اس وقت تک کسی بندے کی کوئی نیکی قبول نہیں کرے گا جب تک اس سے ولایت علیؑ کا سوال نہیں کرے گا حالانکہ وہ خود بہتر جانتا ہے۔ اگر کوئی شخص ولایت علیؑ لے کر پیش ہوا ہوگا تو اس کے اعمال کو کوتاہیوں کے باوجود بھی قبول کرے گا اور اگر کوئی شخص علیؑ کی ولایت لے کر پیش نہ ہوا ہوگا تو اس سے کوئی بھی سوال نہیں کرے گا اور اس کے لیے دوزخ کا حکم جاری کرے گا''۔

حوالہ: غایۃ المرام جلد سوم صفحہ 168 باب 53 حدیث 05؛ امالی شیخ طوسی مجلس 04 حدیث 15

16۔ ولایت کا انکار اصل میں رسالت کا انکار ہے:

امیر المومنینؑ حضرت رسول اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: یا علیؑ آدمؑ کی خلقت سے پہلے مجھے اور آپ کو خدا نے ایک نور سے پیدا کیا اور یہ نور آدمؑ کی صلب میں رکھا جب صلب عبدالمطلب تک یہ نور پہنچا تو اس کے دو ٹکڑے کر دیئے میں جناب عبداللہ کی صلب میں اور تم جناب ابوطالبؑ کی صلب میں تھے۔ نبوت کے لیے میرے علاوہ کسی میں صلاحیت نہ تھی اور وصایت آپ کے لیے متعین ہوئی پس جس نے تیری وصایت کا انکار کیا گویا اس نے میری نبوت کا انکار کیا اور جس نے میری نبوت کا انکار کیا تو وہ جہنم میں منہ کے بل ڈال دیا جائے گا''۔

حوالہ: غایۃ المرام جلد اول صفحہ 38 باب 02 حدیث 04؛ بحار الانوار جلد 15 صفحہ 12

17۔ ولایت کے بغیر عمل تو بجا ایمان بھی قبول نہیں ہوگا:

ابن عباسؓ جناب رسولِ خدا سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ میرے بعد علیؑ کی مخالفت کرنے والا کافر ہے اور اس کے مراتب میں اغیار کو شریک کرنے والا مشرک ہے علیؑ سے محبت رکھنے والا مومن اور بغض رکھنے والا منافق ہے۔ علیؑ کے نقش قدم کی پیروی کرنیوالا اس کے ساتھ لاحق ہونے والا ہے۔ علیؑ سے جنگ کرنے والا دین سے خارج ہے۔ اور علیؑ کی تردید کرنے والا باطل ہے۔ علیؑ خدا کی سرزمین پر اللہ کا نور ہے اور بندوں پر خدا کی حجت ہے اور دشمنانِ خدا کے خلاف اللہ کی تلوار ہے اور علیؑ انبیاءؑ کے علوم کا وارث ہے۔ علیؑ خدا کا بلند ترین کلمہ ہے اور اس کے دشمنوں کی بات پست ہے۔ علیؑ سید الاوصیاء ہے اور وہ سید الانبیاء کا وصی ہے۔ علیؑ امیر المومنینؑ ہے اور سفید رو افراد کا قائد ہے اور مسلمانوں کا امام ہے۔ اللہ اس کی ولایت کے بغیر کسی کے ایمان کو قبول نہیں کرتا''۔

حوالہ: امالی شیخ صدوق مجلس 03 حدیث 06؛ غایۃ المرام جلد دوم صفحہ 273 باب 23 حدیث 01

18۔ رسالت اور ولایت ایک دوسرے سے متصل ہیں:

''امیرالمومنینؑ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت علیؑ سے تند لہجے میں پوچھا کہ آپ امیرالمومنین ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں آپ کو لوگوں پر حاکم کس نے بنایا ہے؟

امامؑ نے فرمایا کہ اللہ نے لوگوں پر مجھے امیر بنایا ہے۔

وہ شخص رسولؐ اللہ کے پاس آیا اور کہا: یارسولؐ اللہ! کیا آپ حضرت علیؑ کے قول کہ خدا نے مجھے اپنی مخلوق پر حاکم بنایا ہے کی تصدیق فرماتے ہیں؟

حضور اکرمؐ ناراض ہوئے اور فرمایا کہ: علیؑ امیرالمومنین ہیں اللہ کی طرف سے اور اس چیز کا عہد خدا نے اپنے عرش پر کیا ہے اور ملائکہ کو علیؑ کی امارت کا گواہ بنایا ہے۔ علیؑ اللہ کے بنائے ہوئے خلیفہ اور حجت ہیں اور وہ مسلمانوں کے امام ہیں ان کی اطاعت خدا کی طاعت سے متصل ہے اور ان کی نافرمانی خدا کی نافرمانی شمار ہوتی ہے۔ جو شخص اس بات کا منکر ہے وہ میرا منکر ہے جو اسے مانتا ہے وہ مجھے مانتا ہے جس نے علیؑ کی امامت کا انکار کیا وہ میری نبوت کا انکاری ہے جس نے ان کی امارت کا انکار کیا اس نے میری نبوت کا انکار کیا جس نے ان کی فضیلت کا انکار کیا تو اس نے میری تنقیص کی جس نے علیؑ سے لڑائی کی اس نے مجھ سے لڑائی کی جس نے علیؑ کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی کیونکہ وہ مجھ سے ہے وہ میری بیٹی فاطمہؑ کا شوہر اور میرے بیٹوں حسنؑ اور حسینؑ کا باپ ہے''۔

حوالہ: غایۃ المرام جلد اول صفحہ 106 باب 09 حدیث 02؛ امالی شیخ صدوق

19۔ ''علیؑ ولی اللہ'' توحید و رسالت کی شرط ہے:

''حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ ایک دن رسولِ خداؐ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپؐ کی ایک طرف امیرالمومنینؑ اور دوسری طرف میں بیٹھا ہوا تھا اتنے میں عمر بن خطاب ایک شخص کو پکڑ کر حاضر ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عمر کیا بات ہے تم نے اسے کیوں پکڑا ہوا ہے؟ عمر نے کہا یارسولؐ اللہ! یہ شخص کہہ رہا تھا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ''لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ'' کہے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ یارسولؐ اللہ! بات یہ ہے کہ جب لوگ یہ بات سنیں گے تو اعمال میں کوتاہی کریں گے کیا آپؐ نے اس سے یہ بات کہی تھی؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جی ہاں میں۔ نے کہی ہے مگر اس کے لیے شرط یہ ہے کہ انسان علیؑ کی ولایت کا بھی اقرار کرے اور اس سے محبت رکھے''۔

حوالہ: امالی شیخ طوسی صفحہ مجلس 10 حدیث 85؛ غایۃ المرام جلد دوم صفحہ 450 باب 27 حدیث 24

20۔ توحید و رسالت کے اقرار کا انحصار ولایت کے اقرار پر ہے:

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! علیؑ میرے بعد تمہارا امام ہے اور تم پر خلیفہ ہے وہی میرا وصی ہے میرا وزیر ہے، میرا بھائی ہے میرا ناصر و مددگار ہے میری دختر کا شوہر ہے میرے بیٹوں کا باپ ہے میری شفاعت اور میرے حوض اور میرے پرچم کا مالک ہے جس نے اس کا انکار کیا یقیناً اس نے میرا انکار کیا اور جس نے میرا انکار کیا یقیناً اس نے اللہ عزوجل کا انکار کیا۔ جس نے اس کی امامت کا اقرار کیا تو یقیناً اس نے میری نبوت کا اقرار کیا اور جس نے میری نبوت کا اقرار کیا تو یقیناً اس نے خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا"۔

حوالہ: معانی الاخبار جلد دوم صفحہ 422 باب 421 حدیث 1؛ تفسیر نور الثقلین جلد اول صفحہ 131

21۔ "علیؑ ولی اللہ" اسلام ہے اور اسلام کے بغیر اعمال بیکار ہیں:

ابوبصیر سے منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً ۪ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ (یعنی اے ایمان والو تم مکمل طور پر اسلام میں داخل ہو جاؤ اور شیطان کے نقش قدم کی پیروی مت کرو)۔ (البقرہ: 208) کی تلاوت کی اور مجھ سے فرمایا! جانتے ہو کہ "السلم (یعنی اسلام) کیا ہے جس میں اہل ایمان کو داخل ہونے کا حکم دیا گیا؟

میں نے عرض کیا: آپ بہتر جانتے ہیں۔

آپ نے فرمایا: اس سے حضرت علیؑ اور ان کے بعد والے آئمہ واوصیاء کی ولایت مراد ہے اور خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ سے فلاں فلاں کی سیرت مراد ہے"۔

حوالہ: تفسیر نور الثقلین جلد اوّل صفحہ 403 حدیث 766؛ القطرہ من بحار جلد سوم صفحہ 318؛ تفسیر البرہان جلد اول صفحہ 208؛ تفسیر عیاشی جلد اول صفحہ 102؛ تفسیر صافی جلد اول صفحہ 182؛ بحار الانوار جلد ہفتم صفحہ 123

نوٹ: ایک اور روایت میں ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ امیر المومنینؑ کی ولایت کے قلعہ میں داخل ہو جاؤ۔

حوالہ: تفسیر نور الثقلین جلد اوّل صفحہ 403 حدیث 765؛ امالی شیخ طوسی صفحہ 447 مجلس 11

22۔ ''علیؑ ولی اللہ'' تمام اعمال کی کنجی ہے:

زرارہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ''آپؑ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے نماز، زکوٰۃ، حج، روزہ اور ولایت۔ زرارہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا ان میں سے کون سی چیز افضل ہے؟ آپؑ نے فرمایا ولایت اور یہ (ولایت) سب کی کنجی ہے''۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اوّل صفحہ 46 باب 01 حدیث 02

23۔ ''علیؑ ولی اللہ'' ہر حال میں واجب ہے:

ابوحمزہ ثمالی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے یعنی نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے، حج کرنے، ماہ رمضان کے روزے رکھنے اور ہم اہلبیتؑ کی ولایت کا اقرار کرنے پر۔ خدا نے پہلی چار چیزوں میں تو رخصت دی ہے مگر ولایت میں کوئی رخصت نہیں دی۔ چنانچہ جس کے پاس مال نہ ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اور جس کے پاس مال نہ ہو اس پر حج بھی نہیں ہے جو بیمار ہو وہ بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے (کھڑے ہو کر پڑھنے میں رخصت ملے گی) اسی طرح اس (بیمار) پر ماہ رمضان کا روزہ رکھنا بھی واجب نہیں مگر ولایت اہلبیتؑ ہر شخص پر ہر حال میں واجب ہے''۔

حوالہ: الخصال شیخ صدوق جلد اول صفحہ 130 باب 5 حدیث 18؛ وسائل الشیعہ جلد اول صفحہ 49 باب 1 حدیث 18

24۔ نماز (صلوٰۃ) کی فلاح ''علیؑ ولی اللہ'' کے ساتھ ہے:

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ: ''خدا اپنے نبیؐ کو سات آسمانوں کی بلندیوں کی طرف لے گیا پہلے آسمان میں ان پر کئی برکتیں نازل کیں...... اس وقت جبرئیلؑ نے کہا: حی علی الصلوۃ حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح حی علی الفلاح تو ملائکہ نے کہا یہ دونوں آوازیں آپس میں جڑی ہوئی (connected) ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ محمدؐ کے ذریعے نماز قائم ہوتی ہے اور علیؑ کے ذریعے فلاح پاتی ہے''۔

حوالہ: علل الشرائع جلد دوم صفحہ 342 باب 01 حدیث 1

نوٹ: یہ روایت بہت طویل ہے ہم نے حسب ضرورت نقل کی ہے۔

25 ''علیؑ ولی اللہ'' کے بغیر اعمال باطل ہیں:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ''اے علیؑ مجھے تمہاری ولایت کے اعلان کا حکم دیا گیا ہے اگر میں ولایت کا اعلان

نہ کروں گا تو وہ میرے اعمال حبط کرلے گا اور جو کوئی خدا سے اس حال میں ملے کہ اس کے اعمال تیری ولایت کے بغیر ہوں تو وہ حبط کرلے گا"۔

حوالہ: تفسیر البرہان جلد دوم صفحہ 188

26۔ ہر وہ عمل جو اقرار ولایت کے بغیر ہے باطل ہے:

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام خدا کے قول کہ "ان کے اعمال کی مثال اس راکھ کی سی ہے جسے ایک طوفانی دن کی آندھی نے اڑا دیا ہو" (ابراہیم 18) کے بارے میں فرمایا کہ جس نے کوئی عمل کیا مگر ولایت علیؑ کا اقرار نہ کیا تو اس کا وہ عمل باطل ہے اور اس عمل کی مثال اس راکھ کی سی ہے جسے طوفانی دن کی آندھی نے اڑا دیا ہو"۔

حوالہ: تفسیر قمی جلد اوّل صفحہ 268؛ تفسیر نور الثقلین جلد چہارم صفحہ 579

27۔ جو ولایت کا اقرار نہیں کرتا اسے توحید ورسالت کا اقرار فائدہ نہیں دیتا:

حضرت امام حسن عسکریؑ فرماتے ہیں: "وہ شخص مسلمان نہیں ہوسکتا جو یہ اعتراف تو کرے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں مگر یہ اعتراف نہ کرے کہ حضرت علی علیہ السلام آپؐ کے وصی اور خلیفہ اور افضل امت ہیں۔ تکمیل اسلام وتمام دین ولایت علیؑ کے ساتھ ہے علیؑ کی امامت کا انکار کرنے والے کو اقرارِ نبوت کوئی فائدہ نہ دے گا جس طرح کہ اقرار توحید انکار رسالت کے ساتھ کوئی فائدہ نہیں دیتا۔

کتاب فضائل امیر المومنینؑ میں ہے کہ حضرت سلمان محمدیؓ اور حضرت ابوذر غفاریؓ نے امیر المومنینؑ سے معرفت امام بالنورانیہ کے متعلق سوال کیا آپؑ نے فرمایا: "جس نے میری ولایت کا اقرار نہ کیا اسے اقرارِ نبوت کوئی فائدہ نہ دے گا آگاہ ہو جاؤ کہ یہ دونوں آپس میں جڑے ہوئے (Conncted) ہیں (یعنی لازم وملزوم ہیں)"۔

حوالہ: مراۃ الانوار صفحہ 24

28۔ "علیؑ ولی اللہ" ہی تو اصل نماز ہے:

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے جابر جعفی سے ارشاد فرمایا کہ: "نماز امیر المومنینؑ ہیں یعنی صلوٰۃ سے مراد ولایت ہے اور یہی ولایت کبریٰ ہے"۔

حوالہ: تفسیر البرہان جلد چہارم صفحہ 265؛ تفسیر عیاشی جلد اوّل صفحہ 128؛ تفسیر مراۃ الانوار صفحہ 26

29۔علیؑ ولی اللہ اسی طرح واجب ہے جس طرح محمد الرسول اللہ:

حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ "مجھے خدا نے خبر دی ہے کہ جو کوئی قرآن پر ایمان نہیں رکھتا تو وہ توریت پر بھی ایمان نہیں رکھتا کیونکہ خداوند عالم نے ان سے عہد لیا ہے کہ میں اس شخص کا ایمان قبول نہیں کروں گا جو ایک پر ایمان لائے جب تک وہ دوسری پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ اسی طرح خدا نے علی بن ابی طالبؑ کی ولایت پر ایمان لانا فرض قرار دیا ہے جس طرح محمدؐ کی نبوت پر ایمان لانا فرض ہے پس جو کوئی یہ کہے کہ میں محمدؐ کی نبوت پر ایمان رکھتا ہوں لیکن علیؑ کی ولایت کا انکاری ہو تو وہ محمدؐ کی نبوت پر بھی ایمان نہیں لایا"۔

حوالہ: تفسیر امام حسن عسکری (اردو) صفحہ 386؛ غایۃ المرام (اردو) جلد سوم صفحہ 162 باب 51 حدیث 06

30۔علیؑ ولی اللہ قبولیت نماز کی شرط ہے:

"ابن دینار روایت کرتا ہے کہ میں سرکار امام زین العابدینؑ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا اس نے سرکارؑ سے نماز کے بارے میں بہت سے سوال کیے جن میں سے ایک سوال یہ تھا کہ نماز کی قبولیت کا سبب کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا نماز کی قبولیت کا سبب ہماری ولایت ہے"۔

حوالہ: پرواز در ملکوت از سید خمینی جلد اول صفحہ 22

31۔شہادتِ اول اور شہادت ثالثہ ایک ہی چیز ہیں:

آیت اللہ دستغیب لکھتے ہیں کہ: "ولایت علیؑ اور ولایت خدا میں کوئی فرق نہیں ہے"۔

حوالہ: کتاب ولایت آیت اللہ دستغیب صفحہ 98

32۔علیؑ ولی اللہ کا انکار جہنم کا ایڈوانس (Advance) ہے:

"حضرت زید بن علی بن الحسین بن علیؑ اپنے آباؤ اجداد سے روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا اے علیؑ اگر کوئی شخص اتنی عبادتِ خدا کرے جتنی حضرت نوحؑ کی زندگی مبارک ہے اور مثل احد پہاڑ کے سونا راہ خدا میں خرچ کرے اور ہزار حج پیادہ کرے صفا اور مروہ کے درمیان حالت مظلومیت میں مارا جائے اگر وہ تیری ولایت کا اقرار نہیں کرتا تو وہ جنت (میں داخل تو کیا اس) کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکتا"۔

حوالہ: وسائل الشیعہ جلد اول؛ الامام علیؑ از علامہ رحمانی صفحہ 15

33۔علیؑ ولی اللہ کے بغیر کوئی فرض قبول نہیں ہوتا:

حضور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ: ''اس کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا خدا کسی بندے کا کوئی فریضہ ولایت علیؑ کے اقرار کے بغیر قبول نہیں کرتا''۔

حوالہ: بحارالانوار جلد 28 صفحہ 172

34۔علیؑ ولی اللہ پر یقین ہزار سال کی عبادت سے افضل ہے:

حضرت امیر المومنینؑ فرماتے ہیں کہ: ''اللہ کی قسم اگر کسی آدمی کا یقین ہماری ولایت پر ہو تو وہ اس عبادت سے بہتر ہے جو ہزار سال کی ہو''۔

حوالہ: بحارالانوار جلد 22 صفحہ 113

35۔علیؑ ولی اللہ کو ترک کرنے والا جہنمی ہے:

حضور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: ''علی بن ابی طالبؑ کی ولایت کو ترک کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو سکتا''۔
حوالہ: بحارالانوار؛ ینابیع المودۃ قندوزی حنفی

توضیح:

اس حدیث میں تارکِ ولایت کے لیے کوئی خاص مقام نہیں بتایا گیا کہ کس جگہ پر ترک کرنے والا جہنمی ہے لہٰذا کسی بھی جگہ پر ولایت کا اقرار ترک نہ کیا جائے خصوصاً جو عبادات میں اہم مقامات ہیں۔اس لیے کہ اگر عام حالات میں تارکِ ولایت جہنمی ہے تو اہم عبادات میں تارکِ ولایت تو جہنم سے بھی کہیں نیچے جائے گا۔یہ ہم نے سمجھانے کے لیے کہا ہے ورنہ جہنم سے بری کوئی جگہ نہیں ہے۔

36۔علیؑ ولی اللہ توحید کا ایک رکن ہے:

امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: ''ہم اللہ کے علم کا خزانہ ہیں ہم اللہ کی وحی کے ترجمان ہیں ہم اس کی حجتِ بالغہ ہیں ہم زمین و آسمان میں اس کی حجت ہیں ہم شجرۂ نبوت ہیں ہم رحمت کا دروازہ ہیں ہم حکمت کی کنجیاں ہیں ہم علم کی کان ہیں ہم رسالت کا قصبہ ہیں ملائکہ ہم پر نازل ہوتے ہیں ہم اللہ کے رازوں کا موضع ہیں ہم اللہ کا حرم اکبر ہیں ہم اللہ کا وعدہ ہیں ہمارے

اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہے ہم اللہ کے دروازے ہیں ہم توحید کے ارکان ہیں''۔

حوالہ: اصول کافی جلد اول صفحہ 533

37۔ محمد الرسول اللہ اور علیؑ ولی اللہ کی اصل متصل ہے:

حضور اکرمؐ نے فرمایا: ''مَیں اور علیؑ ایک نور سے ہیں پھر اس کو خدا نے دو حصوں میں تقسیم کر دیا نصف کو محمدؐ اور نصف کو علیؑ بنا دیا''۔

حوالہ: مشارق انوار الیقین حافظ رجب البرسی صفحہ 160

توضیح:

صاحب فتوٰی کو غور کرنا چاہیے کہ رسالت اور ولایت کی اصلیت ایک ہے ہمارے سامنے ظاہری طور پر خدا نے منقسم کیا اگر اس اصل نور کے ایک حصّے سے عبادات باطل نہیں ہوتیں تو دوسرے حصّے سے کیسے باطل ہوں گی؟ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر ایک حصّہ واجب ہوگا تو دوسرا بھی واجب ہوگا اور اگر ایک مستحب ہوگا تو دوسرا بھی مستحب ہوگا اس لیے کہ دونوں کی اصلیت ایک ہے۔

38۔ علیؑ ولی اللہ کو جھٹلانے والوں پر حضرت علیؑ خود لعنت فرمائیں گے:

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ: ''قرآن میں امیر المومنینؑ کے نام موجود ہیں لیکن لوگوں کو ان کا علم نہیں ہے۔
راوی نے کہا کون کون سے نام ہیں؟

ابن عباسؓ نے کہا ''مؤذن اور اذان'' خدا کا رشاد ہے۔

ترجمہ: ''ایک مؤذن اذان دے گا کہ ظالمین پر اللہ کی لعنت ہے''۔(الاعراف:44)

(اس میں) امیر المومنینؑ مؤذن ہیں (قیامت کے روز) اذان دیں گے کہ خدا کی لعنت ہو جھوٹوں پر جنہوں نے میری ولایت کو جھٹلایا اور میرے حق کو پوشیدہ کیا۔

حوالہ: تفسیر فرات (مترجم) صفحہ 86؛ تفسیر البرہان جلد دوم صفحہ 16؛ القطرہ من بحار جلد سوم صفحہ 296؛ اصول کافی جلد دوم صفحہ 260

39۔علیؑ ولی اللہ سے بری دراصل محمد الرسول اللہ سے بری ہے:

حضرت سلمان محمدیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے علیؑ جو شخص تمہاری ولایت سے بری ہے وہ میری ولایت سے بری ہے جو میری ولایت سے بری ہے وہ خدا کی ولایت سے بری ہے۔اے علیؑ! تمہاری اطاعت میری اطاعت، میری اطاعت خدا کی اطاعت ہے جس نے تمہاری اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہم اہل بیتؑ سے محبت کرنا موتی، یاقوت سرخ اور زمرد سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ہماری محبت کا عہد لوگوں کی اَرواح سے خدا نے عالم میثاق میں لیا جو لوح محفوظ میں درج ہے قیامت تک ان لوگوں کی تعداد وہی رہے گی ان میں ایک آدمی کی بھی کمی بیشی نہیں ہوگی اس سے متعلق خدا کا قول ہے کہ ''اے ایمان والو خدا، رسول اور تم میں سے جو صاحبِ امر ہیں اس کی اطاعت کرو''۔اور صاحب امر علیؑ کی ذات ہے''۔

حوالہ: تفسیرِ فرات (مترجم) صفحہ 60

40۔جو علیؑ ولی اللہ پر قائم رہے گا جنتی ہے اور جو اختلاف کرے جہنمی ہے:

امام محمد باقر علیہ السلام خدا کے قول کہ ''انما توعدون لصادق وان الدین لواقع و السماء ذات الحبك'' (یعنی بے شک جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے سچی ہے بدلہ ضروری ملنے والا ہے قسم ہے راستوں والے آسمان کی) کے بارے میں فرمایا کہ ''دین'' سے مراد علیؑ ہیں۔''والسماء ذات الحبك'' سے مراد رسولؐ اللہ ہیں۔یہ امت علیؑ کے بارے میں اختلاف کرے گی جو شخص علیؑ کی ولایت پر قائم رہے گا وہ جنت میں اور جو آپ کی ولایت کی مخالفت کرے گا وہ جہنم میں ہوگا جو علیؑ کی ولایت سے دور ہوگیا وہ جنت سے دور ہوگیا''۔

حوالہ: تفسیرِ فرات (مترجم) صفحہ 316

41۔علیؑ ولی اللہ کے اقرار سے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں:

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی بھی لا الہ الا اللہ کہے تو آسمان کے دروازے اس کے لیے کھل جاتے ہیں اور جو اس کے بعد محمد الرسول اللہ کہے تو خدا کا چہرہ نورانی ہوجاتا ہے اور خدا اس سے خوش ہوتا ہے اور جو کوئی اس کے بعد علیؑ ولی اللہ کہے تو خدا اس کے گناہ بخش دے گا اگرچہ اس کے گناہ بارش کے قطروں کے برابر ہی کیوں نہ ہوں''۔

حوالہ: بحارالانوار جلد 38 صفحہ 319 حدیث 27؛ الروضہ من فضائل صفحہ 02؛ القطرہ من بحار جلد اوّل صفحہ 99

42۔علیؑ ولی اللہ کے اقرار کے بغیر توحید کا اقرار جائز ہی نہیں ہے:

حسن بن یحییٰ دہقان کہتا ہے کہ میں بغداد کے قاضی سماعہ کے پاس موجود تھا اہل بغدا کے بزرگوں میں سے ایک مرد اس کے پاس آیا اس نے کہا: خدا قاضی کے معاملہ کی اصلاح کرے میں گزشتہ سالوں میں حج پر مشرف ہوا تھا واپس لوٹتے وقت میرا گزر کوفہ سے ہوا میں اس شہر کی مسجد میں داخل ہوا وہاں کھڑا تھا کہ نماز پڑھوں اچانک میرے سامنے عرب کی ایک دیہاتی عورت کھلے بال اور لمبا قمیض پہنے ہوئے آ گئی اور اونچی آواز کے ساتھ اس نے کہا:

اے وہ ہستی جو آسمانوں میں مشہور، زمین میں معروف، آخرت میں بلند آواز اور دنیا میں بھی مشہور ہو ظالموں، ستم گروں اور بادشاہوں نے بڑی کوشش کی ہے کہ تیرے نور کو بجھا دیں اور تیرے ذکر کو بند کر دیں لیکن خدا نے تیرے ذکر اور آواز کو بلند کیا اور تیرے خود کو اس سے زیادہ روشنی اور کمال عطا کیا اگرچہ مشرکین کو یہ ناپسند تھا۔ میں نے اس عورت سے کہا: اے کنیز خدا کس کو ان اوصاف کے ساتھ یاد کر رہی ہو؟ اس نے کہا: میری مراد امیر المومنینؑ ہیں۔ میں نے کہا: تیری نظر میں امیر المومنینؑ کون ہیں؟ اس نے کہا: ''علی ابن ابی طالبؑ ہیں جس کو مانے بغیر اور اس کی ولایت کے اقرار کے بغیر توحید کا اقرار جائز ہی نہیں ہے''۔

راوی کہتا ہے: اس گفتگو کے بعد میں اس کی طرف متوجہ ہوا تا کہ اسے دیکھوں لیکن وہاں کوئی نہ تھا۔

حوالہ: بحار الانوار جلد 39 صفحہ 163 حدیث 2؛ روضۃ الواعظین صفحہ 120؛ القطرہ من بحار جلد اوّل صفحہ 339؛ امالی شیخ صدوق صفحہ 493 مجلس 63 حدیث 13

43۔لفظ ''اللہ'' کی تفسیر بھی ''علیؑ ولی اللہ'' ہے:

صفوان بن یحیی کا بیان ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ''اللہ'' سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا کہ ''الف'' سے مراد اللہ کی اپنی مخلوق پر وہ نعمتیں ہیں جو ہماری ولایت کے سبب سے ہیں۔ ''لام'' سے مراد ہے کہ ہماری ولایت کو خدا نے اپنی مخلوق پر واجب اور لازم قرار دیا ہے۔ (راوی کہتا ہے) میں نے عرض کیا کہ ''ھ'' سے کیا مراد ہے؟

فرمایا: اس شخص کے لیے رسوائی لازم ہے جس نے محمدؐ و آل محمدؑ کی مخالفت کی''۔

حوالہ: التوحید شیخ صدوق صفحہ 133 باب 31 حدیث 3؛ تاویل الآیات جلد اول صفحہ 24 حدیث 2؛ تفسیر البرہان جلد اول صفحہ 44 حدیث 6؛ القطرہ من بحار جلد دوم صفحہ 59 حدیث 377

44۔ ولایت تمام عبادات کا کل ہے:

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:" کتاب خدا میں نماز سے مراد ہم ہیں، زکوۃ سے مراد ہم ہیں، روزہ ہم ہیں، حج ہم ہیں، شہر دحرام ہم ہیں، کعبۃ اللہ ہم ہیں، قبلۃ اللہ ہم ہیں"۔

حوالہ: تاویل الآیات جلد اوّل صفحہ 19 حدیث 2؛ تفسیر البرہان جلد اوّل صفحہ 22 حدیث 9؛ القطرہ من بحار جلد دوم صفحہ 89؛ بحار الانوار جلد 24 صفحہ 303 حدیث 14

45۔ ہر معراج پر باقی واجبات سے زیادہ علیؑ ولی اللہ کی تاکید کی گئی:

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ:" پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سو بیس مرتبہ معراج کیا ہے ہر دفعہ خداوند عالم نے نبی اکرمؐ کی علیؑ اور تمام آئمہؑ کی ولایت کے متعلق باقی واجبات سے زیادہ تاکید فرمائی"۔

حوالہ: تاویل الآیات جلد اول صفحہ 275؛ القطرہ من بحار جلد سوم صفحہ 352؛ بحار الانوار جلد 18 صفحہ 387؛ الخصال شیخ صدوق جلد سوم صفحہ 334 باب 23 حدیث 2

46۔ بحکم خدا قلم نے علیؑ ولی اللہ لکھا:

جابر بن عبداللہؓ سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا نے قلم کو خلق لیا اور کہا: لکھ اس نے کہا کیا لکھوں۔ تو خدا نے فرمایا: لکھ "لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علی ولی اللہ"۔ (تفصیل اصل کتاب میں دیکھیں)۔

حوالہ: مدینۃ المعاجز ہاشم بحرانی جلد اول صفحہ 372

توضیح:

جیسا کہ ہم پہلے اشارہ کر چکے ہیں کہ منکر یہ کہہ کر دھوکا دینے کی کوشش کرے گا کہ ان روایات کا تعلق نہ ہی نماز سے ہے اور نہ ہی اقرار سے ہے بلکہ ولایت پر ایمان لانے سے ہے۔ ہم عرض کرتے چلیں کہ برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے جس چیز پر ایمان ہوگا اسی کا اقرار بھی ہوگا توحید پر ایمان رکھتے ہوئے بھی اقرار کیوں کرتے ہو؟ اسی طرح رسالت پر ایمان رکھتے ہوئے بھی اقرار کرتے ہو تو اگر ولایت پر بھی ایمان ہے تو اقرار کیوں نہیں کرتے؟ اب کہا جائے گا کہ ہم اقرار تو کرتے ہیں مگر نماز میں جائز نہیں ہے۔ حضور! خدا کا خوف کریں اگر تینوں پر ایمان ضروری ہے تو پھر اقرار میں فرق کیسے ہو سکتا ہے

جیسا ایمان ہوگا ویسا اقرار ہوگا۔ سو اقرار بھی تینوں کا ہی کیا جائے گا اس لیے کہ لازم و ملزوم ہیں نیز ایمان کے تمام اجزاء کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں۔

نوٹ: ہم نے کچھ حقائق آپ کی خدمت میں پیش کیے ہیں ورنہ ہماری کتب ولایت کے موضوع سے بھری پڑی ہیں۔ امید کرتے ہیں کہ ہر طاہر الولادت بندہ ان حقائق کو قبول کرے گا اور کسی سے دھوکا نہیں کھائے گا۔ ہمیں تعجب اس بات سے ہے کہ جب کسی غیر شیعہ کو ولایت پر دلائل دینے ہوں تو مقصرین یہی روایات ان کو پیش کرتے ہیں اور اگر وہ تسلیم نہیں کرتے تو انہیں منافق، کافر اور مشرک کہا جاتا ہے تو ہم پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ یہ کلیہ خود ان پر کیوں لاگو نہیں ہوتا؟ یہ شیعوں میں کیوں گھسے ہوئے ہیں؟۔ خوب غور کرو۔

☆☆☆

تحقیق درذکر المعصومینؑ فی السلام

سلام کی کیفیت:

فرمانِ معصومؑ: امام علی رضا علیہ السلام: سلام یوں پڑھو:

السلام علیك ایها النبی و رحمة الله و بر کاته

السلام علیك و علی اهل بیتیك الطیبین

السلام علینا و علی عباد الله الصالحین

پھر اگر کوئی دائیں یا بائیں ہے تو دونوں طرف اور اگر کوئی نہیں ہے تو قبلہ کی طرف ہو کر سلام کرو۔ (یعنی السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ)

حوالہ: فقہ الرضاؑ صفحہ 109؛ مستدرک الوسائل جلد پنجم صفحہ 22 حدیث 5268؛ بحار الانوار جلد 81 صفحہ 209؛ جامع احادیث الشیعہ جلد پنجم صفحہ 332 حدیث 3312؛ الشہادۃ الثالثہ از شیخ محمد السند صفحہ 562؛ مستند الشیعہ جلد پنجم صفحہ 336

فرمانِ معصومؑ: امام محمد باقر علیہ السلام: سلام یوں پڑھو:

السلام علیك ایها النبی و رحمة الله و بر کاته

السلام علی محمد بن عبدالله خاتم النبیین

السلام علی الأئمة الراشدین المهدیین

السلام علی جمیع الانبیاء الله و رسله و ملائکته

السلام علینا و علی عباد الله الصالحین

پھر قبلہ رخ رہ کر سلام پڑھو (یعنی کہو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ)

حوالہ: من لایحضرہ الفقیہ جلد اوّل صفحہ 212 حدیث 944

توضیح:

یہ وہ سلام ہیں جو ہماری کتب میں آئمہ معصومینؑ سے منقول ہیں۔ آپ ابتدائی مجتہد سے لے کر آج تک کے مجتہد کی

توضیح المسائل اُٹھالیں آپ کو اس طرح سلام نہیں ملیں گے بلکہ صرف تین سلام ملیں گے۔ سلام کے ساتھ بھی وہی حشر ہوا ہے جو تشہد کے ساتھ ہوا ہے آپ غور فرمائیں کہ سلام میں سے صرف آئمہؑ یا اہلبیتؑ والا سلام غائب ہے باقی سلام آپ کو کہیں نہ کہیں مل جائیں گے۔ کیا یہ سارے سلام پڑھنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے؟ ان سلاموں میں کیا خرابی ہے؟ کیا صرف تین سلام واجب ہیں؟

ہم سب جانتے ہیں کہ اس کے بعد ہمیں یہ جواب ملے گا کہ سلام صرف ایک واجب ہے اور باقی سلام مستحب ہیں ہمیں کوئی اعتراز نہیں ہے لیکن مستحب میں سے آئمہؑ پر سلام کیوں خارج ہے؟ اسے بھی شامل کیا جائے۔ یا وہ سلام پڑھائے جائیں جو کتب میں صحیح سند سے مروی ہیں۔ نیز یہ کہ اگر صرف ایک سلام واجب ہے تو آپ تین کیوں پڑھاتے ہیں؟ اور اگر آپ دو مستحب پڑھاتے ہیں تو آئمہؑ پر سلام کو بھی مستحب میں شامل کر لینے سے کیا حرج ہے؟ توضیح المسائل بکے گی نہیں یا اس پر پابندی لگ جائے گی؟ صاحبِ فتویٰ کو غور کرنا چاہیے کہ آئمہ معصومینؑ کی مخالفت کے ساتھ ساتھ وہ اپنے ہی دفتر کے عظیم لوگوں کی مخالفت کر رہے ہیں حالانکہ اس کو اُن کا ممنون ہونا چاہیئے۔

آئمہؑ نے جو سلام ہمیں بتائے ہیں وہ بھی ہم نقل کر چکے ہیں لیکن آپ کے شکوک وشبہات دور کرنے کے لیے چند علمائے حقہ کی کتب سے سلام پیش کیے جا رہے ہیں۔

1۔الشیخ الصدوقؒ:

آپ سلام یوں لکھتے ہیں:

السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبركاته

السلام علی الائمة الراشدین المهدیین

السلام علی جمیع انبیاء الله ورسله وملائكته

السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین

حوالہ: المقنع شیخ صدوق صفحہ 98 طبع موسسۃ امام المہدیؑ قم

نوٹ: اس سے پہلے شیخ صدوق کی کتاب ''من لایحضرہ الفقیہ'' سے بھی سلام نقل کیے جا چکے ہیں۔

2۔الشیخ المفیدؒ:

آپ سلام یوں لکھتے ہیں:

السلام علیك ایها النبی و رحمة الله و بر کاته

پھر قبلہ کی طرف اشارہ کر کے کہا جائے:

السلام علی الائمة الراشدین

السلام علینا و علی عباد الله الصالحین

حوالہ: المقنعہ شیخ مفید صفحہ 114

3۔المیرزا النوری الطبرسیؒ:

انھوں نے امام علی رضاؑ اور شیخ صدوق والے سلام نقل فرمائے۔

حوالہ: مستدرک الوسائل جلد پنجم صفحہ 09 حدیث 5240 اور صفحہ 22 حدیث 5268 اور 5270

4۔السید علی بن طاؤسؒ:

آپ نے سلام کا طریقہ یوں بتایا:

السلام علیك ایها النبی و رحمة الله و بر کاته

السلام علی جمیع انبیاء الله و ملائکته و رسله

السلام علی الائمة الهادین المهدیین

السلام علینا و علی عباد الله الصالحین

حوالہ: فلاح السائل صفحہ 162؛ مستدرک الوسائل جلد پنجم صفحہ 09 حدیث 5240

5۔الشیخ الطوسیؒ:

انہوں نے علی بن طاؤس والے سلام پڑھنے کا حکم صادر فرمایا۔

حوالہ: مصباح المتجد از شیخ طوسی صفحہ 44؛ مستدرک الوسائل جلد پنجم صفحہ 09؛ النہایہ شیخ طوسی جلد اول صفحہ 311 طبع موسسۃ النشر قم المقدسہ

6۔الشیخ ابی یعلی حمزہ بن عبدالعزیز الدیلمی (فقیہ سلار):

آپ نے یوں سلام پڑھنے کا حکم صادر فرمایا:

السلام علیك ایها النبی و رحمة الله و بر کاته

پھر قبلہ کی طرف ملتفت ہو کر کہو۔

السلام علی الائمة الراشدین

السلام علینا و علی عباد الله الصالحین

حوالہ: المراسم العلویہ از فقیہ سلار صفحہ 73

7۔ قاضی ابن براجؒ:

انہوں نے شیخ طوسی والے سلام پڑھنے کا حکم دیا۔

حوالہ: المہذب از قاضی ابن براج جلد اول صفحہ 95 طبع موسسۃ النشر الاسلامی قم المقدس

8۔ الشہید الاوّلؒ:

آپ نے سلام یوں پڑھنے کا حکم دیا ہے:

السلام علیك رسول الله و علی اهل بیته

السلام علی نبی الله

السلام علی محمد بن عبدالله خاتم النبیین و رسوله رب العالمین

السلام علیك ایها النبی و رحمة الله و بر کاته

السلام علی جمیع انبیاء الله و ملائکته

السلام علی الائمة الهادین المهدیین الراشدین

پھر ایک ایک کر کے تمام اماموں کے ذکر کا حکم دیا ہے۔

حوالہ: ذکریٰ از شہید اوّل صفحہ 208

نوٹ: شہید اوّل نے اسی کتاب کے صفحہ 177 پر شیخ طوسی والے سلام بھی نقل فرمائے ہیں۔

9۔ العلامہ باقر المجلسیؒ:

انہوں نے امام علی رضا علیہ السلام والے سلام پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

حوالہ: بحارالانوار باقر مجلسی جلد 81 صفحہ 209

10۔الفاضل الہندیؒ:

انہوں نے سلام کے مختلف صیغے نقل فرمائے ہیں ان میں انہوں نے شیخ صدوق کے سلام ان کی دونوں کتب یعنی من لا یحضرہ الفقیہ اور المقنع سے نقل فرمائے ہیں۔

حوالہ: کشف اللثام فاضل ہندی جلد چہارم صفحہ 131 تا 135

11۔العلامہ الفقیہ احمد بن محمد مہدی النراقیؒ:

انہوں نے امام علی رضاعلیہ السلام والے سلام پڑھنے کا حکم دیا نیز امام رضاؑ کے تشہد اور سلام کو اکمل قرار دیا۔

حوالہ: مستند الشیعہ فی احکام الشریعہ از محقق نراقی جلد پنجم صفحہ 336

12۔فقید الاسلام المحقق العلامہ آیت اللہ العظمیٰ آقا حسین الطباطبائی البروجردیؒ:

انہوں نے امام علی رضاعلیہ السلام اور شیخ صدوق والے سلام پڑھنے کا حکم دیا۔

حوالہ: جامع احادیث الشیعہ از سید بروجردی جلد پنجم صفحہ 332 اور 350

13۔الفقیہ المحدث الشیخ یوسف البحرانیؒ:

انہوں نے امام علی رضاعلیہ السلام والے سلام پڑھنے کا حکم دیا اور امامؑ کے تشہد اور سلام کو افضل قرار دیا۔

حوالہ: حدائق الناضرہ از شیخ یوسف بحرانی جلد ہشتم صفحہ 452

14۔شیخ الفقہاء وامام المحققین الشیخ محمد حسن النجفی:

آپ سلام یوں پڑھنے کا حکم دیتے ہیں:

السلام علیك ایھا النبی و رحمة الله وبر کاته

پھر چہرہ قبلہ کی طرف ملتفت کریں اور کہیں:

السلام علی الائمة الراشدین

السلام علینا و علی عباد الله الصالحین

حوالہ: جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام از محمد حسن نجفی جلد دہم صفحہ 334

15۔ مرجع الدینی آیت اللہ العظمیٰ السید صادق الحسینی الشیرازی:

انھوں نے یوں سلام پڑھنے کا حکم دیا ہے:

السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ

السلام علی الائمۃ الھادین المھدیین

السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

حوالہ: احکام الشباب از سید صادق شیرازی صفحہ 99

16۔ آیۃ اللہ آقای حاج میرزا جواد ملکی تبریزی:

انھوں نے سلام کے کوئی خاص لفظ نقل نہیں فرمائے بلکہ سلام میں آئمہؑ اور انبیاء و ملائکہ پر سلام نہ بھیجنے پر افسوس کا اظہار فرمایا ہے اور حکم دیا ہے کہ اپنے سلام میں آئمہؑ پر سلام بھیجا کرو۔ ان کا بیان ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں: ''اپنے تشہد میں متعارف روایت کے مطابق صرف واجب تشہد پر اکتفاء نہ کرو بلکہ لامحالہ طور پر اس میں تشہد کبیر کے جملے شامل کرو اسی طرح اپنے سلام میں آئمہ طاہرینؑ پر سلام اور انبیاء و ملائکہ پر سلام بھیجنا ترک نہ کرو ہمارے ہاں اتباع سلف کی ایک لاعلاج بیماری ہے سب ایک ہی لکیر کے فقیر بنے ہوئے ہیں اور اس لکیر کی فقیری سے کوئی بھی نہیں بچ سکا حتی کہ عبادات قربات بھی اس لکیر کی فقیری کی زد میں آ چکی ہیں میں دیکھتا ہوں کہ لوگ اذان میں شہادت ولایت کے بڑے دیوانے ہیں مگر اپنی نمازوں میں آئمہ طاہرینؑ پر سلام بھیجنا بھی پسند نہیں کرتے چاہے وہ اس پر مستحب کا اعتقاد ہی رکھیں۔ (لیکن پڑھیں تو سہی)......''

حوالہ: اسرار الصلوٰۃ از جواد تبریزی صفحہ 277

توضیح:

آیت اللہ جواد تبریزی کا اظہارِ افسوس اور ماتم آپ نے ملاحظہ فرما لیا ہے ہمارا بھی یہی رونا ہے کہ آخر ولایت و امامت سے ایسی کون سی دشمنی ہے کہ اس کی گواہی کو شامل نہیں کیا جاتا؟ آئمہؑ سے (معاذ اللہ) ایسی کون سی خطا ہوگئی کہ مجتہدین ان پر سلام کو پسند نہیں فرماتے؟ کیا آئمہؑ سلام کے قابل نہیں ہیں (معاذ اللہ)؟ کیا توضیح المسائل آئمہؑ کے فرامین کے مطابق

نہیں لکھی جاتی؟ کیا اجتہاد آئمہؑ پر سلام کرنے کی اجازت نہیں دیتا؟ ہم کسی کی توہین نہیں کرنا چاہتے اگر کوئی بات بری لگے تو ہمیں معاف کر دیجئے گا ہم بھی جذبات کے ہاتھوں مجبور ہیں۔

محترم قارئین! حقائق ہم نے آپ کے سامنے رکھ دیئے ہیں معصومینؑ نے جو سلام ہمیں بتائے وہ بھی آپ کے سامنے ہیں آئمہؑ کے پیروکار علمائے کرام و مجتہدین نے جو سلام ہمیں بتائے وہ بھی آپ کے سامنے ہیں اور جو توضیح المسائل میں ہیں وہ بھی آپ کو معلوم ہیں۔ آئمہؑ پر سلام کیوں غائب ہوا ہمیں نہیں معلوم البتہ ہم اس پر آج بھی قائم ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ امید ہے آپ بھی کسی غیر معصوم کے پیچھے چلنے کی بجائے معصومؑ کی اطاعت کریں گے اور اپنی نمازوں میں آئمہؑ پر سلام کو لازم سمجھیں گے۔ خدا ہمیں کسی غیر معصوم کی اطاعت کی بجائے معصوم کی اطاعت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بحق محمد وآلہ الطیبین الطاہرینؑ

☆☆☆

مآخذ و مراجع

1۔ القرآن الحکیم (مترجم)۔ سید فرمان علی

2۔ القرآن الحکیم (مترجم)۔ سید مقبول احمد دہلوی

3۔ القرآن الحکیم (مترجم)۔ مولانا اشرف علی تھانوی

4۔ القرآن الحکیم (مترجم)۔ احمد رضا خاں بریلوی

5۔ الکافی (اصول و فروع۔ مترجم) شیخ الکلینیؒ، محمد بن یعقوب ابی جعفر الرازی (م 329ھ) مطبوعہ ظفر شمیم پبلکیشنز ٹرسٹ کراچی۔

6۔ الکافی (اصول و فروع۔ عربی) محمد بن یعقوب الکلینیؒ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ طہران

7۔ من لایحضرہ الفقیہ (مترجم)، شیخ صدوقؒ، مطبوعہ الکساء پبلشرز کراچی

8۔ من لایحضرہ الفقیہ (عربی) شیخ صدوقؒ، دار الکتب الاسلامیہ طہران 1390

9۔ تہذیب الاحکام، الشیخ طوسیؒ، محمد بن الحسن ابی جعفر (م 460ھ)۔ دار الکتب الاسلامیہ تہران

10۔ الاستبصار، الشیخ طوسیؒ، محمد بن الحسن ابی جعفر (م 460ھ)۔ دار الکتب الاسلامیہ طہران 1390ھ

11۔ وسائل الشیعہ الی تحصیل مسائل الشریعہ، الفقیہ المحدث الشیخ محمد بن حسن الحر العاملیؒ (م 1104ھ)۔ موسسۃ آل البیتؑ لاحیاء التراث قم۔

12۔ وسائل الشیعہ الفقیہ المحدث الشیخ محمد بن حسن الحر العاملیؒ (مترجم)۔ مطبوعہ مکتبۃ السبطین سرگودھا۔

13۔ نہج البلاغہ (مترجم)۔ مطبوعہ امامیہ پبلکیشنز لاہور۔

14۔ صحیفۂ سجادیہؑ (مترجم)۔ مطبوعہ امامیہ پبلکیشنز لاہور

15۔ غرر الحکم و درر الکلم (مترجم)۔ مطبوعہ ادارہ منہاج الصالحین لاہور۔

16۔ الخصال، الشیخ صدوقؒ۔ نشر جماعۃ المدرسین قم 1403ھ۔

17۔ امالی، شیخ صدوقؒ (مترجم)۔ مطبوعہ ادارہ منہاج الصالحین لاہور۔

18۔ امالی، شیخ صدوق۔ نشر موسسۃ الاعلمی بیروت 1400ھ۔

19۔ کمال الدین واتمام النعمۃ، الشیخ صدوقؒ۔ نشر جماعۃ المدرسین قم 1405ھ۔

20۔ کمال الدین واتمام النعمۃ، الشیخ صدوقؒ (مترجم)۔ مطبوعہ الکساء پبلشرز کراچی۔

21۔ الخصال، الشیخ صدوق (مترجم)۔ مطبوعہ الکساء پبلشرز کراچی۔

22۔ علل الشرائع، الشیخ صدوقؒ۔ المطبعۃ الحیدریہ النجف 1385ھ۔

23۔ علل الشرائع، الشیخ صدوقؒ (مترجم)۔ مطبوعہ الکساء پبلشر کراچی۔

24۔ عیون اخبار الرضا علیہ السلام، الشیخ صدوقؒ۔ انتشارات جھان طھران۔

25۔ عیون اخبار الرضاؑ، الشیخ صدوقؒ (مترجم)۔ مطبوعہ اکبر حسین جیوانی ٹرسٹ کراچی۔

26۔ المقنع الشیخ صدوقؒ۔ نشر المکتبۃ الاسلامیہ قم 1377ھ۔

27۔ التوحید، الشیخ صدوقؒ (مترجم)۔ مطبوعہ الکساء پبلشرز کراچی۔

28۔ مکارم الاخلاق، الشیخ طبرسیؒ الفضل بن الحسن ابءعلی امین الاسلام۔ موسسۃ الاعلمی بیروت 1393ھ۔

29۔ اعلام الوری بأعلام الھدی، الشیخ طبرسیؒ، الفضل بن الحسن ابءعلی امین الاسلام۔ اعادۃ دار الکتب الاسلامیہ طھران۔

30۔ الارشاد الی حجج اللہ علی العباد، الشیخ مفید، محمد بن محمد بن النعمان العکبری (م 413ھ)۔ موسسۃ آل البیتؑ لاحیاء التراث۔

31۔ الشھادۃ بالولایۃ فی الاذان، آیۃ اللہ السید علی الحسینی المیلانی۔ مرکز الابحاث العقائدیۃ۔

32۔ امالی، الشیخ مفیدؒ (مترجم)۔ مطبوعہ ادارہ منہاج الصالحین لاہور۔

33۔ بحار الانوار، الشیخ المجلسی، محمد باقر بن محمد تقیؒ م 1110ھ۔ الطبعۃ الحدیثۃ طھران۔

34۔ بحار الانوار، الشیخ المجلسی، محمد باقر بن محمد تقیؒ م 1110ھ (مترجم)۔ مطبوعہ محفوظ بک ایجنسی کراچی۔

35۔ تحف العقول عن آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، لابن ابی شعبۃ الحسن بن علی الحرانی۔ المطبعۃ الحیدریہ نجف۔

36۔ روضۃ المتقین شرح من لایحضرہ الفقیہ، للمولی محمد تقی بن مقصود علی الاصفہانی المجلسی الاول م 1070ھ۔ طبع بنیاد فرہنگ اسلامی کوشاہنور طھران۔

37۔ تفسیر القمی، علی بن ابراہیم القمیؒ۔ مکتبۃ الھدی النجف 1387ھ۔

38۔ السرائر، الشیخ محمد بن ادریس الحلیؒ (م 598ھ)۔ انتشارات المعارف الاسلامیۃ طھران 1360ھ۔

39۔ کامل الزیارات، الشیخ جعفر بن محمد ابن قولویہ القمی (مترجم)۔ ولایت مشن پبلیکیشنز۔

40۔ مستدرک الوسائل، الشیخ نوری حسین بن محمد تقی (م 1320ھ)۔ اعادۃ المکتبۃ الاسلامیۃ طھران۔

41۔ المعتبر، المحقق الحلی جعفر بن الحسن (م 676ھ)۔ اعادۃ مجمع الذخائر الاسلامیہ قم۔
42۔ المقنعہ، شیخ مفیدؒ۔ نشر مکتبۃ المرعشی قم 1404ھ
43۔ تفسیر انوار النجف فی اسرار المصحف، علامہ حسین بخش جاڑا۔ مطبوعہ مکتبہ انوار النجف دریا خان بھکر۔
44۔ تفسیر نمونہ، جماعت علماء ایران (مترجم)۔ زیر سرپرستی سید علی رضا سیستانی۔
45۔ تفسیر العیاشی، المحدث الجلیل ابی النضر محمد بن مسعود بن عیاش السلمی السمرقندی المعروف بالعیاشیؒ۔ مکتبۃ الاسلامیۃ طہران۔
46۔ تفسیر الصافی، فیلسوف الفقہاء وفقیۃ الفلاسفۃ المولی محسن الملقب الفیض کاشانی (م 1091ھ)۔ مکتبۃ الاسلامیۃ طہران۔
47۔ تفسیر نور الثقلین، محدث الجلیل العلامۃ الخبیر الشیخ عبد علی الحویزیؒ (مترجم)۔ مطبوعہ ادارہ منہاج الصالحین لاہور
48۔ مجمع البیان فی تفسیر القرآن، الشیخ طبرسیؒ۔ دار العلوم بیروت لبنان۔
49۔ رجال النجاشی، الشیخ احمد بن علی النجاشی الاسدی الکوفی م 450ھ۔ موسسۃ الاسلامی قم 1407ھ۔
50۔ رجال الکشی (اختیار معرفۃ الرجال)، الشیخ الطوسیؒ۔ طبع دانشکاہ ادبیات مشہد 1348ھ۔
51۔ مراۃ العقول فی شرح اخبار آل رسول، علامہ محمد باقر مجلسیؒ۔ دار الکتب الاسلامیہ طہران 1410ھ۔
52۔ احتجاج طبرسی، ابو منصور احمد ابن علی ابن ابی طالب طبرسیؒ۔ (مترجم) مطبوعہ ادارہ تحفظ حسینیتؑ لاہور پاکستان۔
53۔ کتاب سلیم ابن قیس ہلالیؒ، سلیم ابن قیس ہلالی عامری کوفیؒ (مترجم)۔ مطبوعہ معصوم پبلیکیشنز منٹھو کھاکھر منگ سکردو بلتستان۔
54۔ ثواب الاعمال وعقاب الاعمال، الشیخ الصدوقؒ (مترجم)۔ الکسا پبلیکیشنز کراچی۔
55۔ الاختصاص، فخر الشیعۃ ابی عبد اللہ محمد بن النعمان العکبری البغدادی الملقب بالشیخ مفیدؒ۔ جماعۃ المدرسین قم۔
56۔ مشارق أنوار الیقین فی أسرار امیر المومنین، الحافظ رجب البرسیؒ (مترجم)۔ ولایت مشن پبلیکیشنز۔
57۔ بصائر الدرجات الکبری، ابو جعفر محمد بن الحسن بن فروخ الصفار (مترجم)۔ ولایت مشن پبلیکیشنز۔
58۔ کشف الغمہ فی معرفۃ الائمۃ، علی بن عیسی اربلی۔ دار الاضواء بیروت۔
59۔ تفسیر العسکریؑ، حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام (مترجم)۔ عباس بک ایجنسی رستم نگر درگاہ حضرت عباس لکھنو۔
60۔ تفسیر البرہان، السید ہاشم بن سلیمان البحرانیؒ۔ موسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت لبنان۔
61۔ مقدمہ تفسیر، السید ہاشم بن سلیمان البحرانیؒ۔ موسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت لبنان۔

62۔ تفسیر فرات، شیخ المحدثین فرات بن ابراہیم الکوفیؒ (مترجم)۔ قرآن ریسرچ کمیٹی جامعہ صاحب الزمانؑ ملتان۔
63۔ تفسیر الجامع، السید ابراہیم بروجردیؒ۔ چاپخانہ آفتاب طہران 1375ھ۔
64۔ تفسیر عمدۃ البیان، سید عمار علیؒ۔ مطبع یوسفی لکھنوء
65۔ الوافی، محدث ملا محسن فیض کاشانیؒ۔ طبع قم المقدسۃ ایران۔
66۔ جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام، شیخ الفقہاء محمد حسن النجفیؒ۔ الطبعۃ السابعۃ 1981ء بیروت۔
67۔ مصباح المتجد وسلاح المتعبد، الشیخ الطوسیؒ۔ طبع 1331ھ۔
68۔ شناخت امیر المومنینؑ، آیت اللہ سید عباس قمر بنی ہاشمؒ ۔ طبع تہران۔
69۔ پرواز در ملکوت، رہبر عالم اسلام روح اللہ خمینیؒ۔ طبع طہران۔
70۔ الانوار النعمانیہ، محدث السید نعمۃ اللہ الموسوی الجزائری (م 1112ھ)۔ مطبوعہ تبریز۔
71۔ الحدائق الناضرۃ فی احکام العترۃ الطاہرۃ، المحدث الفقیہ الشیخ یوسف البحرانیؒ (م 1186ھ)۔ طبع النجف الاشرف۔
72۔ مصباح الفقیہ، شمس الفقہاء والمجتہدین آیت اللہ الحاج آقا رضا الہمدانی (م 1322ھ)۔ چاپخانہ حیدری النجف الاشرف۔
73۔ منہاج الصلاح، حجۃ الاسلام آقای سید محمد موسوی کشمیری۔ مطبوعہ لاہور۔
74۔ الشہادۃ الثالثۃ، حجۃ الاسلام عبد الحلیم الغزی۔ طبع قم المقدسہ ایران۔
75۔ المراسم فی الفقہ الامامی، الفقیہ حمزہ بن عبد العزیز الدیلمی المقلب بسلاّر (م 463ھ)۔
76۔ القطرہ من بحار مناقب النبی والعترۃؑ، آیت اللہ العلامۃ السید احمد المستنبطؒ (مترجم)۔ مطبعہ ادارہ منہاج الصالحین لاہور۔
77۔ الفقہ (المشتہر بہ فقہ الرضاؑ)، لامام علی الرضا علیہ السلام۔ قلمی نسخہ 1274ھ
78۔ مستند الشیعۃ فی احکام الشریعۃ، للعلامۃ الفقیہ المولی احمد بن المولی محمد مہدی النراقیؒ۔
79۔ جامع احادیث الشیعۃ، الحاج آقا حسین الطباطبائی البروجردیؒ۔ طبع فی المطبعۃ العلمیۃ قم 1398ھ۔
80۔ الشہادۃ الثالثۃ، آیت اللہ الشیخ محمد السند (مترجم)۔ مکتبہ فدک لاہور۔
81۔ خلاصۃ الحقائق فی شرح شرائع الاسلام، حجۃ الاسلام والمسلمین آیت اللہ العظمی الحاج الشیخ محمد رضا المشتہر بالمحقق الطہرانیؒ۔ المطبعۃ العلمیۃ قم۔

82۔ ہزار و یک مسئلہ، حضرت آیت اللہ العظمیٰ حاج شیخ حسین نوری ہمدانی۔ چاپخانہ دفتر تبلیغات اسلامی حوزہ علمیہ قم
83۔ صراط النجاۃ فی اجوبۃ الاستفتاءات، استاد الفقہاء والمجتہدین السید ابی القاسم الموسوی الخوئیؒ۔ المطبعۃ سلمان الفارسی ایران۔
84۔ سر الایمان، آیت العظمیٰ السید علی مددقائینی۔ طبع بیروت۔
85۔ فقہ کامل فارسی، مرحوم علامہ مولی محمد تقی مجلسی اولؒ۔ طبع تہران۔
86۔ الصراط المستقیم، حجۃ الاسلام حسین الحسینیؒ۔ طبع ایران۔
87۔ مستمسک العروۃ الوثقیٰ، آیت اللہ العظمیٰ السید محسن الحکیم الطباطبائیؒ م 1390ھ۔ طبع النجف الاشرف۔
88۔ الفقہ، آیت اللہ العظمیٰ السید محمد الشیرازیؒ۔ طبع بیروت۔
89۔ معانی الاخبار، الشیخ الصدوقؒ۔ مطبع مکتبۃ الصدوق طہران۔
90۔ معانی الاخبار، الشیخ الصدوقؒ۔ (مترجم) مطبوعہ الکساء پبلیکیشنز کراچی۔
91۔ رسالۃ القوانین الشرعیۃ، آیت اللہ العظمیٰ الحاج السید محمد علی الطباطبائی الحسنیؒ۔ الطبعۃ الرابعۃ بیروت۔
92۔ جامع المسائل، آیت اللہ العظمیٰ الشیخ محمد فاضل لنکرانیؒ۔ چاپ چہارم تابستان 1379ھ۔
93۔ مدینۃ المعاجز، سید ہاشم علی البحرانیؒ (مترجم)۔ مطبوعہ ادارہ منہاج الصالحین لاہور۔
94۔ منتقد المنافع فی شرح المختصر النافع، آیت اللہ العظمیٰ الشیخ ملا حبیب اللہ کاشانی۔
95۔ تحفہ احمدیہ، صدر المحقق سلطان الفقہاء والمتکلمین ناصر الملت السید ناصر حسین صاحب لکھنو۔ طبع صادق بک ایجنسی لکھنو۔
96۔ انوار الشرعیہ در فقہ جعفریہ، علامہ حسین بخش جاڑا۔ مکتبہ انوار النجف ڈیرہ روڈ دریا خان۔
97۔ توضیح المسائل، سیّد روح اللہ خمینیؒ (مترجم)۔ مطبوعہ امامیہ پبلیکیشنز لاہور۔
98۔ توضیح المسائل، فقیہ اہلبیت عصمت وطہارت حضرت آیت اللہ العظمیٰ مبشر کاشانی، طبع مکتبہ شریکۃ الحسین چکوال۔
99۔ توضیح المسائل، اعلم العلماء والمجتہدین آیت اللہ العظمیٰ آقائے حاج سید محمد شیرازی (مترجم)۔ مطبوعہ ادارہ منہاج الصالحین لاہور۔
100۔ توضیح المسائل، استاد المحققین حضرت آیت اللہ العظمیٰ یعسوب الدین رستگار۔
101۔ توضیح المسائل، آیت اللہ محمد علی گرامی (مترجم)۔ ایڈیشن ۲۰۰۸ھ۔
102۔ توضیح المسائل، آیت اللہ العظمیٰ آقائے حاج سید علی حسینی سیستانیؒ (مترجم)۔ مطبوعہ جامعہ تعلیمات اسلامی پاکستان۔
103۔ رسالہ الہدایہ، آیت اللہ عبد النبی عراقی۔

104۔ الشہادۃ الثالثۃ، حجۃ الاسلام سید جعفر قزوینی۔

105۔ الشہادۃ الثالثۃ، آیت العلم والفضیلۃ سید مظہر الشیرازی۔

106۔ رسالۂ عملیہ (توضیح المسائل)، آیت اللہ فاضل لنکرانی، طبع مطبوعات امیر قم۔

107۔ نہج الاسرار من کلام حیدر کرارؑ محمد بشارت علی۔ رحمت اللہ بک ایجنسی کراچی۔

108۔ اسرار الصلاۃ، آیت اللہ جواد ملکی تبریزی، موسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت لبنان۔

109۔ احکام الشباب، آیت اللہ العصر السید صادق الحسینی الشیرازی، طبع مکتبہ شریکۃ الحسین، بھر پور چکوال، پاکستان۔

110۔ تفسیر آیۃ المودۃ، آیۃ اللہ السید علی الحسینی المیلانی۔ مرکز الحقائق الاسلامیۃ۔

111۔ غایۃ المرام، السید ہاشم البحرانی (مترجم)۔ ادارا منہاج الصالحین لاہور۔

112۔ توضیح المسائل، آیت اللہ العصر السید صادق الحسینی الشیرازی (مترجم)۔ ادارا منہاج الصالحین لاہور۔

113۔ منتہی الامال، ثقۃ المحدثین الشیخ عباس قمی (مترجم)۔ مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور پاکستان۔

114۔ خصائص زینبیہؑ، آیت اللہ سید نور الدین الجزائری الحائری (مترجم)۔ تراب پبلیکیشنز لاہور۔

115۔ سیرت امیر المومنینؑ، مفتی جعفر حسین۔ مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور۔

116۔ الخرائج والجرائح، قطب الدین راوندی۔ موسسۃ الامام المہدیؑ۔

117۔ الشافی فی الامامۃ، علم الہدی علی بن الحسین الموسوی۔ موسسۃ الصادق للطباعۃ والنشر۔

118۔ الدمعۃ الساکبہ، آقائے محمد باقر دہشتی بہبانی نجفی (مترجم)۔ ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ جھنگ۔

119۔ ریاض القدس، صدر الدین قزوینی (مترجم)۔ ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ جھنگ۔

120۔ اثباۃ الہدیٰ بالنصوص والمعجزات، الفقیہ المحدث الشیخ محمد بن حسن الحر العاملیؒ۔ موسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت لبنان۔

121۔ التبیان فی تفسیر القرآن، شیخ الطائفہ طوسی۔ داراحیاء التراث العربی۔

122۔ شجرۃ الطوبی، شیخ محمد مہدی الحائری۔ المکتبۃ الحیدریۃ النجف الاشرف۔

123۔ دعائم الاسلام، قاضی نعمان بن محمد۔ موسسۃ النور للمطبوعات بیروت لبنان

124۔ فقہ القرآن، قطب الدین راوندی۔ مطبعۃ الولایۃ قم۔

125۔ کنز الفوائد، الشیخ محمد بن علی الکراجکی الطرابلسی۔ دار الاضواء بیروت۔

126۔ منہاج الصالحین، آیت اللہ ابو القاسم الخوئی۔ المطبعۃ مہر قم۔

127۔ قرب الاسناد، عبداللہ بن جعفر الحمیری۔ موسسۃ ال البیت علیہم السلام الاحیاء التراث۔
128۔ تحفۃ العوام، سید منظور حسین نقوی۔ افتخار بک ڈپو لاہور۔
129۔ توضیح المسائل، آیۃ اللہ محمد تقی بھجت۔ مطبوعہ قم۔
130۔ الکافی فی الفقہ، الفقیہ الاقدم ابی الصلاح الحلبی۔
131۔ مجمع المسائل، آیۃ اللہ السید گلپایگانی۔ دار القرآن الکریم قم ایران۔
132۔ مسائل علی بن جعفر، ابن امام جعفر الصادقؑ۔ موسسۃ ال البیت علیہم السلام الاحیا التراث۔
133۔ مصباح الشریعہ، للامام جعفر الصادقؑ۔ موسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت لبنان۔
134۔ مشکوۃ الانوار، علامہ محمد اسماعیل طبرسی (مترجم)۔ ادارہ منہاج الصالحین لاہور۔
135۔ توضیح المسائل، آیۃ اللہ ڈاکٹر محمد صادق تہرانی (مترجم)۔ معراج دین پرنٹنگ پریس لاہور۔
136۔ حق الیقین، علامہ محمد باقر مجلسی (مترجم)۔ مجلس علمی اسلامی پاکستان۔
137۔ الکنی والالقاب، الشیخ عباس قمی۔ مکتبۃ الصدر طہران۔
138۔ معجم رجال الحدیث، السید ابوالقاسم الخوئی۔ الطبعۃ الخامسۃ ۱۴۱۳ھ۔
139۔ نقد الرجال، مصطفی بن الحسین الحسینی التفرشی۔ موسسۃ ال البیت علیہم السلام الاحیا التراث۔
140۔ رجال الشیعہ فی اسانید السنۃ، محمد جعفر الطبسی۔ موسسۃ المعارف الاسلامیۃ۔
141۔ الفہرست، الشیخ منتجب الدین علی بن بابویہ الرازی۔ چاپخانہ مہر قم۔
142۔ الفہرست، الشیخ الطوسی۔ المکتبۃ المرتضویۃ نجف الاشرف۔
143۔ الفہرست، لابن الندیم۔ دار المعرفۃ بیروت لبنان۔
144۔ الاکمال فی اسماء الرجال، شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی۔ موسسۃ ال البیت علیہم السلام الاحیا التراث۔
145۔ خلاصۃ الاقوال فی معرفۃ الرجال، العلامہ الحلی۔ موسسۃ نشر الفقاھۃ۔
146۔ رجال ابن داود، تقی الدین الحسن بن علی بن داود الحلی۔ المطبعۃ الحیدریۃ النجف۔
147۔ رجال، احمد بن الحسین الغضائری الواسطی البغدادی۔ دار الحدیث قم۔
148۔ تراجم الرجال، السید احمد الحسینی۔ مجمع الذخائر الاسلامیۃ قم ایران۔
149۔ تفسیر الآصفی، ملا فیض کاشانی۔ مطبعۃ مکتب الاعلام الاسلامی۔

150۔ المیزان فی تفسیر القرآن، السید محمد حسین الطباطبائی۔ موسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت لبنان۔
151۔ تفسیر ابی حمزہ الثمالی، عبدرزاق حرز الدین۔ مطبعۃ الھادی قم۔
152۔ انوار النجف فی اسرار المصحف، علامہ حسین بخش جاڑا۔ مکتبہ انوار النجف دریا خان ضلع بھکر۔
153۔ الثاقب فی المناقب، ابن حمزہ طوسی۔ موسسۃ انصاریان قم المقدسہ۔
154۔ رسالہ الولایۃ، السید محمد حسین الطباطبائی۔ دار التعارف للمطبوعات بیروت لبنان۔
155۔ الجواہر السنیہ فی الاحادیث القدسیہ، الشیخ الحر العاملی۔ موسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت لبنان۔
156۔ دلائل الامامۃ، لابی جعفر محمد بن جریر بن رستم الطبری۔ موسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت لبنان۔
157۔ مناقب آل ابی طالبؑ، شیخ حافظ محمد بن علی شہر آشوب (مترجم)۔ شیعہ جنرل بک ایجنسی محلہ شیعہ لاہور۔
158۔ معاجز اھل البیتؑ، محسن العقیل۔ دار المحجۃ البیضاء بیروت لبنان۔
159۔ مجالس المومنین فی الاربعۃ عشر المعصومینؑ، الشیخ کاظم البھادلی۔ مکتبۃ الحیدریۃ۔
160۔ تذکرۃ الاطہارؑ، شیخ مفید (مترجم)۔ العصر اسلامک بک سنٹر لاہور۔
161۔ فضائل الشیعہ، شیخ صدوق (مترجم)۔ ادارہ منہاج الصالحین لاہور۔
162۔ شیعان اہلبیتؑ، علامہ سید رضی جعفر نقوی۔
163۔ کتاب الولایۃ، ابن عقدہ الکوفی۔ موسسۃ ال البیت علیہم السلام الاحیا التراث۔
164۔ الحجۃ فیما نزل فی القائم الحجۃؑ، السید ہاشم البحرانی (مترجم)۔ ولایت مشن پبلیکیشنز۔
165۔ الھدایہ، شیخ صدوق۔ موسسۃ الامام الھادی علیہ السلام۔
166۔ حیات القلوب، علامہ محمد باقر مجلسی (مترجم)۔ مجلس علمی اسلامی پاکستان۔
167۔ جلاء العیون، علامہ محمد باقر مجلسی (مترجم)۔ عباس بک ایجنسی رستم نگر درگاہ حضرت عباس لکھنو۔
170۔ بیت الاحزان، شیخ عباس قمی (مترجم)۔ حسن علی بک ڈپو کراچی۔
171۔ لھوف، سید ابن طاؤس (مترجم)۔ عباس بک ایجنسی رستم نگر درگاہ حضرت عباس لکھنو۔
172۔ سحاب رحمت، شیخ عباس اسماعیل یزدی (مترجم)۔ ادارہ منہاج الصالحین لاہور۔
173۔ چودہ ستارے، فخر العلماء سید نجم الحسن کراروی۔ ادارہ نشر معارف اسلامی لاہور۔
174۔ تاریخ اسلام، فروغ کاظمی۔ عباس بک ایجنسی رستم نگر درگاہ حضرت عباس لکھنو۔

175۔ بہتر تارے، فخر العلماء سید نجم الحسن کراروی۔ امامیہ کتب خانہ لاہور۔
176۔ حدیث کربلا، علامہ طالب جوہری۔ مولانا مصطفی جوہر اکیڈمی کراچی۔
177۔ مقتل ابی مخنف، لوط بن یحیی ابی مخنف (مترجم)۔ محمد علی بک ایجنسی اسلام آباد۔
178۔ احسن العقائد، علامہ حلی (مترجم)۔ رحمت اللہ بک ایجنسی کراچی۔
179۔ کفایۃ الاثر فی النص علی الائمۃ الاثنی عشر، ابی القاسم علی بن محمد بن علی الخزاز القمی الرازی۔ مطبعۃ الخیام قم۔
180۔ المسائل الاسلامیہ، آیۃ اللہ العصر السید صادق الحسینی الشیرازی۔ دار العلوم بیروت لبنان۔
181۔ مسند، حضرت زید بن علی بن حسین بن علیؑ (مترجم)۔ دار النفائس کریم پارک راوی روڈ لاہور۔
182۔ توضیح المسائل، آیۃ اللہ حافظ بشیر حسین نجفی (مترجم)۔ ایلیاء پرنٹرز لاہور۔
183۔ تفسیر معصومینؑ (انگلش)، سید جازیب رضا کاظمی۔ ولایت مشن پبلیکیشنز۔
184۔ جامع الاخبار، شیخ صدوق (مترجم)۔ ظفر شمیم پبلیکیشنز کراچی۔
185۔ ملاذ الاخیار فی فہم تھذیب الاخبار، علامہ باقر مجلسی، طبع مطبعۃ الخیام، قم۔
186۔ اسباب اختلاف الحدیث، محمد احسانی النکر ودی، طبع مرکز بعوث دار الحدیث۔
187۔ بحر المعارف، عالم ربانی و عارف صمدانی مولیٰ عبد الصمد ہمدانی، طبع موسسۃ انتشارات حکمت۔
188۔ مستدرک سفینۃ البحار، الشیخ علی النمازی الشاھرودی، طبع موسسۃ النشر الاسلامی قم۔
189۔ ریاض العلماء، وحیاض الفضلاء، المیرزا عبد اللہ آفندی، طبع من منشورات مکتبۃ المرعشی۔
190۔ روضات الجنات فی احوال العلماء والسادات، المیرزا محمد باقر الخوانساری، طبع مکتبۃ اسماعیلیان قم۔
191۔ منتخب التواریخ، عبد القادر بداونی، طبع انجمن آثار ومفاخر، فرہنگی۔
192۔ الذریعۃ الی تصانیف الشیعہ، آقا بزرگ الطہرانی، طبع دار الاضواء، بیروت۔
193۔ تنقیح المقال فی علم الرجال، الشیخ عبد اللہ المامقانی، طبع موسسۃ آل البیتؑ لاحیاء التراث۔
194۔ خاتمۃ مستدرک الوسائل، الشیخ حسین النوری الطبرسی، طبع موسسۃ آل البیتؑ لاحیاء التراث۔
195۔ تذکرۃ الاخبار فی تلخیص ربیع الابرار، السید محمد الحسینی الشیرازی، طبع مرکز الرسول الاعظم، بیروت۔
196۔ وسیلۃ المتقین فی احکام سید المرسلین واھل بیتہ الطاہرینؑ، الشیخ محمد جمیل حمود العاملی، طبع بیروت لبنان۔
197۔ نہج الحق وکشف الصدق، علامہ حسن بن یوسف الحلی، طبع موسسۃ دار الہجرۃ۔

198۔ کتاب الغیبۃ، شیخ الطائفۃ الطوسی، طبع مکتبۃ الاداب الشرقیۃ النجف الاشرف۔

199۔ اصحابِ مہدیؑ، السیّد ہاشم البحرانی، طبع ادارہ منہاج الصالحین، لاہور۔

200۔ ھُدًی للمتقین، ڈاکٹر السیّد ابومحمد نقوی، طبع نشریات ولایت الٰہیہ۔

201۔ تاسیس الشیعۃ لعلوم الاسلام، السیّد حسن الصدر، طبع مرکز النشر والطباعۃ۔

202۔ تحریر الوسیلۃ، السیّد روح اللہ خمینی، طبع سفارۃ الجمہوریۃ الاسلامیۃ الایرانیۃ۔

203۔ اجوبۃ المسائل الاعتقادیۃ، السیّد محمد صادق الحسینی الروحانی، طبع موسسۃ الامام للنشر والتوزیع۔

204۔ اجوبۃ مسائل جاراللہ، عبدالحسین شرف الدین الموسوی، طبع مطبعۃ العرفان۔

205۔ اصول الحدیث، الشیخ الدکتور عبدالہادی الفضیلی، طبع مرکز الغدیر، بیروت۔

206۔ الزام الناصب فی اثبات الحجۃ الغائبؑ، الشیخ علی الیزدی الحائری، طبع موسسۃ الاعلمی بیروت۔

207۔ اسرار الشہادۃ، آقا الدربندی، طبع منشورات الاعلمی طہران۔

208۔ الاربعین فی امامۃ الائمۃ الطاہرینؑ، علامہ محمد طاہر بن محمد حسین الشیرازی النجفی القمی، طبع مطبعۃ الامیر، قم۔

209۔ الاصول الستۃ عشر، تحقیق ضیاء الدین المحمودی، طبع دارالحدیث للطباعۃ والنشر۔

210۔ الجعفریات، اسماعیل بن موسیٰ الکاظم، طبع موسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت۔

211۔ الشعائر الحسینیۃ، الشہید السیّد حسن الشیرازی، الطبعۃ الخامسۃ۔

212۔ الحاشیۃ علی اصول الکافی، السیّد احمد بن زین العابدین العاملی، طبع دارالحدیث للطباعۃ والنشر۔

213۔ الشعائر الحسینیۃ فی المیزان الفقہی، الشیخ عبدالحسین الحلی، طبع مکتبۃ الطف دمشق۔

214۔ الشیخ الکلینی البغدادی، وکتابہ الکافی، ثامر ہاشم حبیب، طبع مکتب الاعلام الاسلامی۔

215۔ کتاب الغیبۃ، الشیخ محمد بن ابراہیم النعمانی، طبع موسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت۔

216۔ الکلینی والکافی، الدکتور عبدالرسول عبدالحسن الغفار، طبع موسسۃ النشر الاسلامی

217۔ الکشف الوافی فی شرح اصول کافی، محمد ہادی بن محمد معین الدین الشیرازی، طبع مرکز دارالحدیث۔

218۔ تصحیح اعتقادات الامامۃ، الشیخ المفید، طبع مہر (قم)

219۔ تفضیل الائمۃ علی الانبیاء والملائکۃ، الشیخ ابومحمد الحسن بن سلیمان الحلی، طبع مکتبۃ العلامۃ المجلسی۔

220۔ عقائد الاسلام، علامہ محمد باقر المجلسی، طبع دارالہدایۃ۔

221۔ ظلامات فاطمۃ الزہراء، علامہ الشیخ عبدالکریم العقیلی، طبع موسسۃ بضعۃ المصطفیٰ لاحیاء تراث اہل البیت، قم۔

222۔ علم الغیب، الشیخ علی النمازی الشاھرودی، طبع دارالولایۃ للنشر مشہد، ایران۔
223۔ عیون المعجزات، الشیخ حسین بن عبدالوہاب، طبع موسسۃ بنت الرسولؐ۔
224۔ فہرست اسماء علماء الشیعۃ و مصنفیہم، الشیخ منتخب الدین ابوالحسن علی بن عبیداللہ الرازی، طبع دارالاضواء، بیروت۔
225۔ کشف الاستار عن وجہ الغائب عن الابصار، المیرزا حسین النوری الطبرسی، مطبعۃ الخیام، قم۔
226۔ کشف الاسرار، السیّد روح اللہ الخمینی۔
227۔ کشف المحجۃ لثمرۃ المھجۃ، السیّد رضی الدین ابی القاسم ابن طاؤس، طبع مکتب الاعلام الاسلامی۔
228۔ مشارق الشموس الدُّریۃ فی احقیۃ مذھب الاخباریۃ، السیّد عدنان بن السیّد علوی آل عبدالجبار الموسوی البحرانی، طبع المکتبۃ العدنانیۃ البحرین۔
229۔ مصادرالاستنباط بین الاصولیین والاخباریین، محمد عبدالحسین محسن الغراوی، طبع دارالہادی بیروت لبنان۔
230۔ مصباح الکفعمی، الشیخ تقی الدین ابراہیم بن علی الکفعمی، طبع موسسۃ النعمان بیروت۔
231۔ معالم العلماء، الحافظ محمد بن علی شہرآشوب المازندرانی، طبع دارالاضواء، بیروت۔
232۔ معرفۃ الحدیث، الشیخ محمد الباقر البھبودی، طبع دارالھادی للطباعۃ والنشر والتوزیع۔
233۔ منتخب الاثر فی الامام الثانی عشر علیہ السلام، لطف اللہ الصافی الگلپایگانی، طبع موسسۃ الوفاء بیروت، لبنان۔
234۔ نفس الرحمان فی فضائل سلمانؓ، میرزا حسین النوری الطبرسی، طبع موسسۃ الکوکب۔
235۔ ھدایۃ الامۃ الی معارف الائمۃ، الشیخ ابی جعفر محمد جواد بن الحسن بن الحسین الخراسانی، طبع امیر قم۔
236۔ الغدیر، علامہ عبدالحسین الامینی النجفی، طبع گلستان زہراء پبلی کیشنز، لاہور۔
237۔ تاویل الآیات الظاہرۃ فی فضائل العترۃ الطاہرۃ، سیّد حسین شرف الدین الحسینی، طبع ترابی پبلی کیشنز، کراچی۔
238۔ اثبات ولایت تکوینیہ، علامہ الشیخ علی النمازی الشاھرودی، طبع مدرسہ باب العلوم، چوک نواں شہر ابدالی روڈ، ملتان۔
239۔ صحیفۂ رضا، جواد قیومی اصفہانی، طبع امامیہ پبلی کیشنز، لاہور۔
240۔ صحیفۃ الحسینؑ، جواد قیومی اصفہانی، طبع امامیہ پبلی کیشنز، لاہور۔
241۔ فاطمۃ الزہراءؑ (طلوع سے غروب تک) سیّد محمد کاظم قزوینی، طبع قزوینی فاؤنڈیشن، قم المقدسہ، اسلامی جمہوری ایران۔
242۔ کتاب الفضائل، سیّد شاذان بن جبرائیل، طبع مکتبہ الرضا، لاہور۔
243۔ روح الحیات، ترجمہ عین الحیاۃ، علامہ باقر مجلسی، طبع محفوظ بک ایجنسی، کراچی۔
244۔ نہج الحکمہ کلام باب مدینۃ العلم، تحقیق وتدوین سیّد مراد علی جعفری، طبع اکبر حسین جیوانی ٹرسٹ، کراچی۔

245۔ تجلیاتِ حکمت (کلام امیر المومنینؑ) سیّد اصغر ناظم زادہ قمی، طبع رحمت اللہ بک ایجنسی، کراچی۔
246۔ ارتباطِ منتظرؑ، ترجمہ مکیال المکارم، سیّد تقی موسوی اصفہانی، طبع اکبر حسین جیوانی ٹرسٹ، کراچی۔
247۔ آدابِ نماز، السیّد روح اللہ خمینی، طبع دار الثقافۃ الاسلامیۃ، پاکستان۔
248۔ مکتب اہلِ بیتؑ میں علوم حدیث کا ارتقاء، ڈاکٹر محسن نقوی، طبع مکتبہ عماد الاسلام، کراچی۔
249۔ مقتل دربندی، آقائے دربندی، طبع ادارہ منہاج الصالحین، لاہور۔
250۔ حقائق عاشورہ کے مخفی پہلو، السیّد علی الحسینی المیلانی، طبع مرکز الحقائق اسلامی، قم۔
251۔ العباسؑ، سیّد عبدالرزاق المقرم الموسوی، طبع ادارہ منہاج الصالحین، لاہور۔
252۔ امواج البکاء، ملا نوروز علی المعروف فاضل بسطامی، طبع ایضاً۔
253۔ بحور الغمہ، علامہ محمد علی لکھنوی، طبع حسن پبلی کیشنز، لاہور۔
254۔ مقتل الحسینؑ، سیّد عبدالرزاق المقرم الموسوی، طبع تراب پبلی کیشنز، لاہور۔
255۔ احکام شعائر حسینی و پیغامات، حافظ بشیر حسین نجفی، طبع ایلیا پرنٹرز، لاہور۔
256۔ توضیح العزاء، سیّد عباس ارشاد نقوی انڈیا، طبع تراب پبلی کیشنز، لاہور۔
257۔ عزاداری از دیدگاہ مرجعیت، ریانی خلخالی، طبع تحفظ عزاداری، لاہور کینٹ۔
258۔ مقتل شیخ صدوق، الشیخ صدوق، طبع ادارہ منہاج الصالحین، لاہور۔
259۔ مقتل مفید، شیخ مفید، طبع ایضاً۔
260۔ مقتل مجلسی، علامہ محمد باقر مجلسی، طبع ایضاً۔
261۔ مقتل ابن نما، جعفر ابن نما، طبع حق برادرز، لاہور۔
262۔ ہمارے عقائد، شیخ ناصر مکارم شیرازی، طبع ادارہ منہاج الصالحین، لاہور۔
263۔ عقائد الشیعہ، سیّد مظہر علی شیرازی، طبع موسسۃ جواد الائمہؑ، پاکستان۔
264۔ مختصر الاحکام، حافظ بشیر حسین نجفی، طبع ایلیا پرنٹرز، لاہور
265۔ خصائص امیر المومنین حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ، السیّد رضی، طبع ادارہ تعلیم و تربیت لاہور۔
266۔ الدر الثمین، حافظ رجب البرسی، طبع ایضاً۔
267۔ المحاسن، المحدث ابی جعفر احمد بن محمد بن خالد البرقی، طبع المجمع العالمی لاھل البیتؑ۔
268۔ تاریخ القرآن، ڈاکٹر محمود رامیار، طبع مصباح القرآن ٹرسٹ، لاہور۔

269۔ قصص القرآن، ناصر مکارم شیرازی، طبع ایضاً۔
270۔ دیوان ابی طالبؑ، مرتب: ڈاکٹر محمد التنوجی، طبع ڈیفوڈلز پبلی کیشنز، لاہور۔
271۔ حسینؑ وارثِ انبیاءؑ، سیّد جواد نقوی، طبع متاب پبلی کیشنز۔
272۔ حقیقت تشیع، صباح علی بیاتی، طبع مجمع جہانی اہلِ بیتؑ، قم۔
273۔ سیرت النبیؐ، طالب حسین کرپالوی، طبع اسلامیہ دار التبلیغ، لاہور۔
274۔ شہدائے کربلا، علامہ سیّد علی نقی النقوی، طبع اکبر حسین جیوانی ٹرسٹ، کراچی۔
275۔ احادیث فاطمۃ الزہراءؑ، السیّد محمد دشتی، طبع الزہراء پبلی کیشنز، کراچی۔
276۔ کتاب القضاء، السیّد محمد الشیرازی، طبع ادارہ نشر معارف اسلامی، لاہور۔
277۔ تعلیم الاحکام، السیّد علی خامنہ ای، طبع البصیرہ اسلام آباد۔
278۔ توضیح المسائل، السیّد علی خامنہ ای، طبع ادارہ منہاج الصالحین، لاہور۔
279۔ استفتاءات اور ان کے جوابات، السیّد علی خامنہ ای، طبع حسن بک ڈپو، لاہور۔
280۔ جدید فقہی مسائل، السیّد علی الحسینی السیستانی، طبع موسسۃ الامام علیؑ۔
281۔ توضیح المسائل، السیّد محمد رضا الموسوی گلپایگانی، طبع جامعہ جعفریہ، گوجرانوالہ۔
282۔ توضیح المسائل، حاج شیخ یوسف صانعی۔
283۔ مصباح الہدایۃ الی الخلافۃ والولایۃ، السیّد روح اللہ خمینی، طبع جامعہ الثقلین ملتان۔
284۔ اسلامی حکومت اور ولایت فقیہ، السیّد روح اللہ خمینی، طبع ادارہ تعلیم و تربیت لاہور۔
285۔ تیسری گواہی سے انکار کیوں؟ ابن قاسم (مؤلف کتاب ہذا) طبع القائم پبلی کیشنز، لاہور۔
286۔ ولایت معصومینؑ، سیّد ظفر حسن نقوی، طبع گلستان زہراء پبلی کیشنز، لاہور۔
287۔ ہماری عزاداری قرآن وسنت کے آئینہ میں، الشیخ عبد الحسین الامینی، طبع ادارہ تعلیم و تربیت، لاہور۔
288۔ اصل و اصول شیعہ، الشیخ محمد الحسین کاشف الغطاء، طبع موسسۃ الامام علیؑ۔
289۔ رسالہ توضیح المسائل، محمد حسن مرتضوی لنگرودی، طبعہ دفتر سیّد لنگرودی۔
290۔ مجموعہ استفتاءات، سیّد صادق الحسینی الشیرازی، طبع مرکز تحقیقات رایانہ ای قائمیہ، اصفہان۔
291۔ استفتاءات، عبد اللہ جوادی آملی، طبع اسراء۔

292۔ رسالہ توضیح المسائل، محمد مفتی الشیعہ، طبع فراھانی۔
293۔ استفاءات، السیّد بروجردی، طبع الزائر الروضہ المقدسہ۔
294۔ استفاءاتِ حج، میرزا جواد آقا تبریزی، طبع دار الصدیقہ الشہید۔
295۔ استفاءاتِ فارسی، سیّد محمد سعید الحکیم۔
296۔ رسالہ توضیح المسائل، آقائی ابوالقاسم الموسوی الخوئی، طبع رستگار۔
297۔ رسالہ توضیح المسائل، ناصر مکارم شیرازی، طبع انتشارات امام علی بن ابی طالبؑ۔
298۔ مجمع المسائل استفاءات، شیخ یوسف صانعی، طبع انتشارات، میثم تمارؒ۔
299۔ اصلاح المجالس والمحافل، شیخ محمد حسین نجفی (ڈھکو صاحب) طبع مکتبۃ السبطین، سرگودھا۔
300۔ حرمتِ ریش تراشی، شیخ محمد حسین نجفی، طبع ادارہ دار المصنفین والمبلغین۔
301۔ قوانین الشریعہ فی فقہ جعفریہ، شیخ محمد حسین نجفی، طبع مکتبۃ السبطین، سرگودھا۔
302۔ سعادت الدارین فی مقتل الحسینؑ، شیخ محمد حسین نجفی، طبع اسلامک بک سنٹر، اسلام آباد۔
303۔ اسلامی نماز اور اس کے احکام، شیخ محمد حسین نجفی، طبع مکتبۃ السبطین، سرگودھا۔

ختم شد

مؤلف کی دیگر اہم تالیفات

١. تیسری گواہی سے انکار کیوں؟
٢. عقائد المومنین بزبانِ چہاردہ معصومینؑ (زیرِ طبع)
٣. عزاداریِ مومنین بزبانِ چہاردہ معصومینؑ (")
٤. تلخیص اصولِ کافی (")
٥. یہ اختلاف عجب ہے (")
٦. تلخیص وسائل الشیعہ (زیرِ تکمیل)
٧. فضائل سیّد المرسلینؐ بزبانِ چہاردہ معصومینؑ (")